ولقد يسرنا القرآن للذكر ف [illegible] مدكر

لطيفة بيان رب العلمين عالم رباني مصور بارگاه رب صمدانی نواب والا جاه امیر الملک سید محمد صد [illegible] بهادر [illegible]

ترجمان القرآن بلطائف البیان

تفسیر کلام رحمن باهتمام شیخ محی الدین [illegible] کشمیری صاحب [illegible] الله تعالی [illegible]

در مطبع صدیقی واقع لاهور مطبوع گردید

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلحمدُ لِلّٰہِ ربِّ العٰلمین الرحمٰن الرحیم مٰلک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین والصلوٰۃ و السلام علیٰ عبدہٖ ورسولہٖ محمدٍ سیدِ المرسلین وخاتمِ النبیین وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ ومن تبعہم باِلاحسان اجمعین اکتعین ابصعین ۔ امابعد مسلمان پر فرض ہی کہ اپنے رب معبود کو پہچانے اوسکی صفتوں کو جانے اوسکے حکم معلوم کرے اوسکی مرضی نامرضی سمجھ بوجھ لے کیونکہ بغیر اسکے بندگی نہین ہوتی اور جو بندگی بجا نہ لائے وہ بندہ نہین گندہ ہی اللہ کی پہچان بتانے سے آتی ہے آدمی محض نادان پیدا ہوتا ہے سب چیز سکہانے سے سیکہتا ہے بتانے سے جان لیتا ہے سو بتانے والے کتنی ہی تقریر کرین پر اُس اثر نہین ہوسکتی جو اللہ پاک نے آپ بتائی ہے وہ ہدایت جو اللہ کے کلام مین ہی ہرگز کسی دوسرے کی کلام مین نہین ہوسکتی ہے لیکن اللہ کا کلام عربی زبان مین ہی ہندوستانی کو اوسکا سمجھنا محال تہا اسلیے پہلے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فارسی ترجمہ کلام اللہ کا لکھا فتح الرحمن نام رکھا پہر اونکے فرزند بزرگوار شاہ عبد القادر رح اُردو مین ترجمہ لکھہ گئے موضح قرآن نام رکھہ گئے اُس ترجمہ سے بہی ہندوستانیوں کو بڑا نفع ہوا جسطرح ترجمہ فارسی سے اہل علم نے فائدہ اوٹھایا قرآن شریف کی تفسیرین دنیا مین جو گنتی ہین تیرہ سو تفسیر کا پتا کتاب اکسیر مین دیا گیا ہی پہر وہ تفسیرین عربی مین بہت فارسی مین تہوڑی ہین اُردو مین ایک دو ہین اسلیے مدت سے ایک جماعت اہل دین کی جی سے یہ بات

غرۂ محرم الحرام میں تمام ہوا اور فضل و کرم الٰہی سے مقبول خاص و عام ہوا جو بھائی مسلمان اسکی سیر کرین چاہیے کہ فقیر کے حق میں دعای خیر کرین حق تعا اس مختصر کو پسندیدۂ خاص و عام کرے اور اس عاجز کو اللہ تعا کے روبرو نیکنام کرے اور اسکے پڑہنے والوں کو اور عمل کرنے والوں کو راہ راست معرفت اور ہدایت کی دکھاوے اور اوسکو گمراہ کرنے اور بہکانے شیاطین اور اخوان الشیاطین سے بچاوے آمین آمین آمین یا رب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یعنے شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشنے والے مہربان کے

فا بیان بسم اللہ الرحمن الرحیم

سمجھنا چاہیے کہ جناب باریتعالی نے بسم اللہ میں تین نام فرمائے تا کہ بندہ ہر کام میں دین کا ہو یا دنیا کا ان ناموں سے شروع کرے کیونکہ تین نام ہر کام کی درستی پر دلالت کرتے ہیں یعنی لفظ اللہ کا ہر کام کے حصول پر دلالت کرتا ہے اور لفظ رحمن کا اوسکے باقی رہنے پر اور لفظ رحیم کا اوسکے فائدہ دینے پر اسواسطے ان تین ناموں کے ساتھ تعلیم کیا تاکہ کام بندے کا برباد نہووے اور اگر کوئی پوچھے کہ کتاب کو بسم اللہ سے کیون شروع کیا کیونکہ لڑکوں کو جب مکتب میں بٹھاتے ہیں تو الف سے شروع کرواتے ہیں اسکے جواب میں دو وجہ ہیں اوّل تو یہ ہے کہ کہا ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہ تمام علوم حقتعالی کے جو شرائع کے ہیں سو چار کتابوں میں ہیں ایک توریت دوسری انجیل تیسری زبور چوتھی قرآن اور قاعدہ ہے کہ کتاب اخیر جامع مضامین کتب سابق ہوتی ہے پس ثابت ہوا کہ سب مطالب اگلی کتابوں کے قرآن شریف میں ہیں اور تمام مطلب قرآن کا سورۂ فاتحہ میں ہے اور حاصل مطلب سورۂ فاتحہ کا بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اور خلاصہ بسم اللہ کا حرف با یعنی بے میں ہے اسواسطے کہ بے کے معنی ہیں اتصال اور معیت کے اور غرض تمام علم سے یہی ہے کہ بندیکو اللہ تعالی سے عظمت اور شرف اتصال اور معیت کا حاصل ہو جاوے اور عزت اور کرامت کے ساتھ درجہ قرب کا پاوے پس تمام علم کا اسی حرف سے سمجھا گیا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ الف صورت سرکشی کی رکھتا ہے اور بے صورت سرافگندگی کی رکھتی ہے اسواسطے حرف بے یہ مرتبہ پایا چنانچہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ یعنی جو جھکے واسطے اللہ کے بلند کرتا ہے اللہ اوسکو اور واسطے آگاہی کے اسپر کہ حقتعالی افتادگی کو پسند

کرتا ہے اور سرکشی سے ناراض ہوتا ہے حرف باسے اپنی کتاب کو شروع کیا بادشاہوں کا معمول ہے
کہ جس گھوڑے کو اصطبل میں پسند کرتے ہیں اوسپر داغ کر دیتے ہیں تاکہ نشان ہو اور ہر کوئی معلوم کرے
کہ یہ پسندیدہ بادشاہ کا ہے اوسپر کوئی سواری نکرے اور نگاہ بدپر نڈالے سو بسم اللہ گویا مہر ہے
حق تعالیٰ کی بندگی کے کام پر جب کوئی کام شروع کرے اس مہر کے بیچ اوس کام کو رکہے تاکہ بندگی کی
بندگی معلوم ہووے اسی واسطے رسول خدا صلعم ہر کام کا شروع ساتھ بسم اللہ کے کرتے تھے اور دلیل
بسم اللہ کی برکت کی یہ ہے کہ جب حضرت نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے تو غرق کے خوف سے
بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖیهَا وَمُرْسٰهَا کہکر اوسکو روان کیا کشتی اسی نام کی برکت سے بچ رہی اس سے معلوم
ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے آدہی بسم اللہ کہکر نجات پائی پس جو شخص کہ ساری بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے
وہ کیونکر سعادت دارین سے محروم رہیگا نقل ہے کہ ایک بزرگ نے اس کلمۂ پاک کو لکہواکر وصیت
کی میرے کفن میں رکہدینا لوگوں نے اوسکی وجہ پوچہی کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ایک فقیر کسی امیر کے
بڑے دروازہ پر کھڑا ہوا سوال کرتا تھا مالک مکان کچھ تھوڑا سا اوسکو دینے لگا اوس فقیر نے کہا کہ
یہ تیری تھوڑی بخشش موافق اس دروازے بلند کے نہیں ہے یا تو بخشش موافق اپنے دروازے کے کر
یا دروازہ کو موافق اس بخشش کے کر سو یہ آیت کتاب اللہ کا دروازہ ہے قیامت کے دن اس دروازہ کو
ہاتھ میں لیے ہوئے صاحب اس دروازے سے بقدر عظمت اس دروازے کے بخشش طلب کرونگا اب ایک
نکتہ اور جاننا چاہیے کہ بسم اللہ کے اونیس ۱۹ حرف ہیں اور موکل عذاب دوزخ کے بھی اونیس ۱۹ ہیں سو
جو بندہ اسکو پڑہتا ہے قیامت کے دن اون موکل کے عذاب سے پناہ میں ہوگا اور رات دن کی
چوبیس ۲۴ ساعتیں ہیں سو پانچ ساعتوں کے واسطے پانچ نمازیں مقرر ہیں پھر باقی رہیں اونیس ۱۹ ساعتیں
سو اونمیں آدمی چلتا پھرتا اوٹھتا بیٹھتا سوتا جاگتا کہاتا پیتا ہے سو بسم اللہ کو مقرر کیا کہ ان وقتوں میں
کہا کریں تاکہ آٹھوں پہر یعنی چوبیس ۲۴ ساعتیں عبادت میں لکہی جاویں اور رحمت بسم اللہ میں
ایسی ہے کہ سورۂ برأت پر نہیں ہے کیونکہ اوس سورہ میں مشرکین پر قہر الٰہی کا بیان ہے اور
اس کلام میں رحمت بھری ہوئی ہے دونوں ایک جگہ میں جمع نہیں ہو سکتے ہیں اور ذبح کے وقت
جو بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہیں اور رحمن اور رحیم نہیں کہتے ہیں اوسکی بھی وجہ ہے کہ یہ دونوں
نام رحمت کے ہیں اور صورت ذبح کی قہر پر دلالت کرتی ہے پس آدمی کو چاہیے کہ اس کلمۂ پاک کو

ف ساتہ نام اللہ کے ہے چلنا اوسکا اور ٹھیرنا اوسکا ۱۲

ہر وقت زبان پر جاری رکھے اور اگر ہر وقت نہو سکے تو ستر بار ہر نماز فرض کے بعد پڑھ لیا کرے حق تعالے کے غضب سے محفوظ ہوکر رحمت میں داخل ہوگا اور خاصیت اس آیت کی یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی پاخانے میں جاوے پہلے بسم اللہ کہے تو جن اور شیاطین اوسکے ستر کو نہیں دیکھ سکتے ہیں پھر جس کلمے کی دنیا میں یہ خاصیت ہے وہ بیشک آخرت میں بھی آگ سے محفوظ رکھیگا یہاں تک بسم اللہ کے معنی تمام ہوئے اب سورۂ فاتحہ کے معنی بیان کرتے ہیں شان نزول اس سورۂ متبرکہ کا یہ ہے کہ مولانا یعقوب چرخی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک روز میں جنگل میں چلا جاتا تھا کہ ناگاہ میں نے ایک آواز سنی کہ یا محمد اس آواز سے میں ڈر کر اپنے گھر چلا آیا اور خدیجہؓ سے میں نے یہ حال بیان کیا دوسرے روز خدیجہؓ مجھے ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئی کہ چچا زاد بھائی اوسکا تھا اور علم توریت و انجیل کا اوسے خوب حاصل تھا اوس نے یہ حال سنکر کہا کہ اے لڑکے اگر تو دوبارہ جنگل میں جاوے اور وہی آواز سنے تو کان رکھکر سنا کہ وہ کیا کہتا ہے دوسرے روز جو جنگل میں گیا تو میں نے پھر سنا کہ یا محمدؐ اوس وقت دیکھتا کیا ہوں کہ ایک تخت زمین درمیان آسمان اور زمین کے ہوا پر کھڑا ہے اور اوس پر ایک مرد نورانی بیٹھا ہے جب میں نے اوسے دیکھا پھر اوس نے پکارا کہ یا محمدؐ صلعم میں نے کہا کہ حاضر ہوں اوس نے کہا کہ میں جبرئیل ہوں اور تو نبی ہے اس امت کا پھر کہا کہ کہہ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور اوسکے بعد کہا کہ کہہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ آخر سورہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

یعنے تمام صفت اور ثنا اور خوبیاں واسطے اللہ ہی کے ہیں +

پہلے جاننا چاہیے کہ حمد میں اور مدح میں اور شکر میں کیا فرق ہے جب تینوں میں فرق سمجھا جائیگا تو حمد کے معنی خوب ذہن میں آوینگے پس مدح زندہ اور غیر زندہ دونو کو شامل ہے جیسے کہتے ہیں کہ فلانا باغ کیا اچھا ہے اور فلانا موتی کیا خوب ہے یا فلانے کی آنکھیں کیا اچھی ہیں اور فلانا شخص بڑا نیکبخت ہے اور حمد فقط زندہ کی ہوتی ہے اور مدح کبھی پہلے احسان کے ہوتی ہے اور کبھی بعد احسان کے اور حمد بعد احسان کے ہی ہوتی ہے اور بعض مدح ممنوع بھی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible]
اور یہ سبع المثانی ہے اور
قرآن عظیم [illegible]
دیا گیا ہے [illegible]
[illegible] ایمان روایت
ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ [illegible]
[illegible] رب العلمین [illegible]

احثوا التراب فی وجوه المداحین یعنے خاک ڈالو منہ مین مدح کرنیوالون کی یعنی جو بیجا
مدح کرتے ہین اور حمد ہر طرح درست بلکہ مستحب ہے جیسے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے من لم یحمد
الناس لم یحمد اللہ یعنی جسنے حمد نہ کی لوگونکی اوسنے حمد نہ کی اللہ کی اور جاننا چاہیے کہ حمد
اور مدح مین ایک فرق یہ بہی ہے کہ حمد اوسکو کہتے ہین کہ محمود مین جو صفتین واقعی ہون اونکا
بیان کرے اور مدح میں یہ قید نہین اگر واقعی صفتوں سے زیادہ تعریف کرے اوسکو مدح کہتے ہین حمد
نہین کہتے ہیں اسواسطے حمد ہمیشہ درست اور جائز ہوتی ہے اور مدح جس صورت میں خلاف
واقع ہونا جائز ہوتی ہے اسواسطے مداحون کے منہ مین خاک ڈالنے کا حکم ہوا ہے کیونکہ یہ
چیز ریا ہونیوالی ہے اور عیب دار ہے بہت مدح نہ چاہیے اور شکر عوض مین نعمت بہیجی ہوئی
ہوتا ہے اور بدون نعمت کے نہین ہوتا اور حمد اوپر نعمت بہیجی کے اور غیر بہیجی کے دونون پر
ہوتی ہے اللہ تعالی مستوجب حمد کا ہر حال مین ہے قطع نظر وصول نعمت کے سو اسواسطے
حمد کو اوپر مدح کے اور شکر کے اختیار فرمایا اور المدح للہ والشکر للہ نہ فرمایا اور اگر کوئی کہے کہ
یہ سورت جو بندیکو تعلیم فرمائی ہے یون فرمایا ہوتا احمد اللہ یعنی حمد کرتا ہون مین اللہ کو سو یہ اسواسطے
نہ کہا کہ اسمین دعوی ہوتا ہے کہ مین حمد کرتا ہون اور حالانکہ تمام مخلوق عاجز ہے اس سے کہ
حمد کرے اوس خالق کل کی پہر بشر عاجز کا کیا مقدور ہے کہ حمد خداوند کی بجا لاوے اسواسطے
یون نہ فرمایا تاکہ بندہ قیامت کو شرمندہ ہووے وقت پوچھنے کے کہ تو بار بار پانچون نماز مین جو
کہتا تہا کہ مین حمد کرتا ہون سو تونے کیا حمد کی پس معنی الحمد للہ کے یہ ہوئے کہ تمام تعریف
واسطے اللہ کے بندیسے وہ تعریف ہوسکے یا نہوسکے لیکن سب اوسکے واسطے ہے نقل ہے
کہ حضرت داؤدؑ نے حق تعالی کی جناب مین عرض کیا کہ خداوندا مین کیونکر تیرے شکر سے
چہٹکارا پاؤن کسواسطے کہ جو شکر مین کرتا ہون وہ تیری ہی توفیق سے کرتا ہون پس اس
شکر کیواسطے ایک شکر اور چاہیے اور بندہ اسیر کہان قادر ہوسکتا ہے فرمایا کہ اے داؤد
جب بندہ نے میرے شکر سے اپنکو عاجز جانا گویا میرا شکر بجا لایا جیسا کہ کسے نے کہا ہے
ع عاجز شدن از ثنائی تو حمد ثنائی تست ہ اسواسطے اپنی رحمت سے احمد اللہ نہ فرمایا کہ دعوی
حمد کا محض غلط ہوتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ حمد کے قابل اور بہی لوگ ہوتے ہین جیسے

مرید پیر کی حمد کرتا ہے اور شاگرد اوستاد کی اور لڑکا ماں باپ کی سو تمام حمد اللہ ہی کو ہوئی بلکہ حمد مین اور بھی تقریر ہے کہ اسکا جواب ہے کہ یہ بھی حمد اللہ ہی کی ہو جاتی ہے کیونکہ اگر وہ محبت ماں باپ کی جیمین نہ ڈالتا تو وہ کیونکر لڑکے کو پالتے اور اگر پیر اور اوستاد کو علم پر قدرت نہ دیتا اور انکی جیمین ہماری تعلیم کی محبت نہ ڈالتا تو وہ کیونکر تعلیم کر سکتے یا امیرون کو اور بادشاہونکو دولت نہ دیتا اور توفیق خیر جیمیں نہ ڈالتا تو وہ غریبون لوگونکی پرورش کر سکتے کیونکہ جو خود محتاج ہو وہ دوسرے کو کیا دیوے سو یہ حمد بھی اللہ ہی کیواسطے ہے دوسرے کیواسطے نہیں ہے اسکی تمثال ایسی ہے جیسے کہ ایک امیر کے گھر ہم مہمان گئے اور اوس امیر نے اپنے خدمتگارونسے کہا کہ جسوقت انکو کچھ حاجت ہو اوسی وقت اوس حاجت کو بر لاؤ سو نادان لوگ اون خدمتگارونکو اپنا منعم جانتے ہین اور دانا لوگونکا خیال اوس امیر کے انعام پر رہتا ہے اور خدمتگارون کو واسطہ محض سمجھتے ہیں اور جب حمد کرتے ہین اوس امیر ہی کی حمد کرتے ہین اور جانتے ہیں کہ یہ امیر اگر اجازت نہ دیتا تو خدمتگار لوگ ہماری خدمت کیون کرتے سو مسلمانونکو یہ چاہیے کہ نعمت کسی بندے کے ہاتھ سے پہونچے اوسکو یون سمجھے کہ میرا بادشاہ خوان بھر بھر کر نعمت اپنے خدمتگارونکے ہاتھ بھیجتا ہے اور اس پردہ مین میری پرورش کرتا ہے اور یہ خاصیت لڑکونکی ہوتی ہے کہ جب ماں باپ اپنے لڑکے کو حوالہ دائی کے کیا اور وہ لڑکا دائی سے ہلا تو وہ دائی سے چیزین مانگنے لگا تب وہ دائی اوسکے ماں باپ سے لیکر اوسکو دیتی ہے سو وہ لڑکا نادانی سے جانتا ہے کہ میری منعم یہ دائی ہے سو مسلمان بالغ کو چاہیے کہ مانند اوس لڑکے نادان کے نہ بن جاوے بلکہ جو نعمت کسی کے ہاتھ سے پہونچے تو یون جانے کہ میرے آقا نے مجھکو دی ہے چنانچہ قرآن شریف مین بھی اسکا اشارہ کیا ہے کہ وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ یعنی جو نعمت تمکو پہونچی ہے وہ اللہ ہی کیطرف سے ہے یعنی اوسیکیطرف سے جانو اور بیچ والونکو خدمتگار اوس آقا کا سمجھو لیکن جسکے ہاتھ سے آقا دلوادے اوسکا بھی شکر کرے کہ یہ بھی آقا نے فرمایا ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ یعنے میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا اور جاننا چاہیے کہ منعم اوسے کہتے ہین کہ نعمت کے بدلے میں کوئی چیز نہ طلب کرے سو یہ ذات پاک حق تعالی کی ہے کہ بے غرض انعام فرماتا ہے اور بندہ جو احسان کرتا ہے سو وہ غرض سے خالی نہیں ہے کہ کوئی ثواب چاہتا ہے کوئی رضامندی اللہ کی چاہتا ہے کوئی ناموری چاہتا ہے کوئی

عوض اوسکا چاہتا ہے غرض انعام محض کوئی نہیں کرتا ہے سو احسان بیلاگ کرنا کہے پس جسکا انعام
عوض سے خالی ہوا وہ منعم حقیقی ہوا اور جب منعم حقیقی ہوا تو لائق حمد کے حقیقۃ بھی ہوا اور اگر کوئی
کہے کہ ہر جگہ تسبیح کو اوپر تحمید کے مقدم کیا مثلا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ یہان فقط تحمید کو ذکر کیا اسکا
کیا سبب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ تسبیح مقدم اوپر تحمید کے اوسوقت ہوتی ہے کہ جہان دونون مذکور
ہون اور اس صورت مین فقط تحمید کا ذکر ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہان تحمید کو کیوں اختیار کیا اور
تسبیح کو نہ کیا اسکا جواب یہ ہے کہ تحمید کے معنون مین تسبیح کے معنی آجاتے ہین اور تسبیح کے معنون مین تحمید کے
معنے نہین آتے کیونکہ تسبیح کے معنے یہ ہیں کہ ذات اور صفات حق تعالی کی سب نقصانون سے اور عیبون سے
پاک ہے اور معنی تحمید کے یہ ہین کہ تمام خوبیاں اوسی کیواسطے ہیں پس معلوم ہوا کہ کوئی نقصان اوسمین
نہیں ہے اسواسطے کہ تمام خوبیاں اوسمین ہوتی ہیں کہ جسمین کسطرح کا نقصان اور عیب نہووے سو معنی تسبیح کی
تحمید مین حاصل ہوتے ہین اس واسطے تسبیح کا ذکر کرنا کچھ ضرور نہوا اور علماء نے کہا ہے الحمد للہ کے آٹھ حرف
ہین اور دروازے بہشت کے بھی آٹھ ہین جب بندے نے الحمد للہ کہا آٹھوں دروازے اوسکیواسطے
کھل جاتے ہین اور عالمون نے کہا ہے کہ یہ کلمہ بڑا بزرگ ہے اوسکو بے موقع جگہ پر نہ کہے ایک نقل ہے
کہ اوسکے سننے سے خوب سمجھ مین آجاویگا کہ جگہ کونسی لائق کہنے کے ہے اور کونسی نہین ہے
ایک بزرگ کہتے تھے کہ مین نے ایکبار الحمد للہ کہا تھا اوسوقت سے تیس برس ہوئے استغفار کرتا ہوں
لوگون نے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کیونکہ استغفار تو گناہون سے کرتے ہیں جواب دیا کہ بعضے وقت اوسکے
کہنے سے گناہ ہوتا ہے پھر بیان کیا کہ سبب استغفار کا یہ ہے کہ ایکبار بغداد مین آگ لگی اور دکانین
ساری جل گئین اور میری بھی دکان وہاں تھی ایک آدمی نے آن کر کہا کہ ای شیخ تیری دکان بچ رہی ہے
سب جل گئین مین نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پھر جو مین نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ اسجگہ یہ کلمہ کہنا خلاف مروت
کا ہے کیونکہ سارے مسلمانون کا مال جل گیا اور مین نے کلمہ غمگساری کا نہ کہا بلکہ اپنے مال بچنے پر خوش ہوا
سو یہ خلاف اسلام کے ہے مسلمان وہ ہے کہ جیسے اپنے نقصان پر ملول ہو ویسا ہی دوسرے بھائی کے
نقصان پر مین نے انا للہ کے بدلے الحمد للہ کہا اسواسطے تیس برس سے استغفار کرتا ہون اور بزرگی
اس کلمے کی یہ ہے کہ جب حضرت آدم کے بدن مین روح ناف تک پہونچی تو چھینک آئی کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
حق تعالی نے جواب فرمایا یَرْحَمُكَ اللّٰہُ اور گروہ فرشتون کے ایکطرف بیٹھے تھے فرمایا اسمی

[illegible] ۱۲

کہ اے آدم انکے پاس جا اور کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ سو بموجب حکم کے گئے اور کہا اونہوں نے جواب دیا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ تب فرمایا حق تعالیٰ نے کہ یہی تحیت تیری ذرّیت کی واسطے مقرر ہوا ہے کہ وقت ملاقات کے سلام علیک کیا کریں اور جو کوئی چھینکے تو وہ الحمد للہ کہے اور دوسرا یرحمک اللہ کہے اور اہل جنت کا بھی یہی سلام علیکم تحیت ہے اور نعمت ملنے کے بعد الحمد للہ کہیں چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا ہے وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور اگر کوئی کہے نزول اس سورت کا واسطے تعلیم کرنے بندونکی ہے کہ ساحات کیوقت یون کہا کریں پس کیوں نہ فرمایا کہ قولوا الحمد للہ یعنی کہو الحمد للہ جواب اسکا یہ ہے کہ اگر یون فرمایا ہوتا تو اس کلمے کے کہنے کا حکم ہو جاتا اور بعد اسکے اگر بندے قصور کرتے تو اونپر بڑا غضب نازل ہوتا اس واسطے کہ حکم نہ ماننا بادشاہ عالیقدر کا موجب غضب کا ہے مثال اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی لڑکا اپنے باپ کا حکم نہ مانے تو باپ اوسکا بہت ناراض ہوگا اسواسطے کہ صاف حکم کو ٹالا اور اگر یون کہے کہ فلانا کام ضرور ہے اور خطاب نہ کرے کسی سے اور بیٹا وہ کام نہ کرے تو چندان خفگی کے لائق ہوگا اسواسطے کہ اوسکو عذر کی گنجایش ہے اور بندہ اللہ جل شانہ کی حمد سے عاجز ہے یہانتک کہ آنحضرت نے فرمایا ہے لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ تو دوسرے کا کیا مقدور ہے کہ اوسکی حمد بجا لاوے اسواسطے اپنی رحمت سے صاف حکم نہ کیا کہ وقت قصور کے عذاب میں گرفتار ہوویں۔

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

یعنے پرورش کرنے والا عالمون کا ہے

ربّ کے کئی معنے آئے ہیں ایک مالک دوسرے موجد یعنی خالق تیسرے سردار چوتھے مربّی اور یہ معنی اللہ کی ذات پاک میں پائے جاتے ہیں مگر اس مقام میں مناسب تر معنی مربّی کے ہیں یعنی ربوبیت کے معنی پرورش کرنیکے ہیں یعنی ایک چیز کو درجہ بدرجہ کمال کو پہونچانا جیسے کہ باغبان پہلے بیج بوتا ہے جب شاخ نکلتی ہے تو پانی دیتا ہے جب بڑا ہو جاتا ہے تو قلم کرتا ہے غرض اسیطرح سے تربیت کرتا ہے تاکہ اپنے کمال کو پہونچے اور جب کمال کو پہونچتا ہے تو پتے اور پھل لاتا ہے اور جیسے کہ ماں اور باپ اپنے لڑکے کے حق میں پرورش کرتے ہیں لیکن ربوبیت کہیں خاص ہوتی ہے ساتھ ایک شخص کے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہیں کہیں
سکا اس
تعریف کو
تری حساکو
تو سے
عربی کی
اپنی ذات
کی ۱۲ + +

جیسے کہ ماں اور باپ فرزند کے حق میں ربوبیّت کرتے ہیں یا باغبان ایک باغ یا دو باغ کی حق میں
پرورش کرتا ہے یا بادشاہ اور امیر اپنے ملک اور لشکر کے حق مین پرورش کرتے ہیں سو اس قسم کی
ربوبیّت کرنیوالیکو کوئی موحد اور مشرک قابل عبادت کی نہیں جانتا ہے اور کبھی ربوبیّت کسی چیز
ہوتی ہے جیسے کہ ربوبیت اربع عناصر کی روحین اوپر مقرر ہین مثلاً ہندوؤں کے گمان میں پانی پر
جو روح ہے ہندی زبان میں نام اوسکا بھیروں ہے اور آگ پر جو مقرر ہے نام اوسکا جوالا ہے یا
ربوبیّت یا تاثیر چاند کی اور سورج کی اور سوا اسکے جو اور ستارے ہیں مثلاً مریخ مربی تیسری اقلیم کا
ہی سو اس ربوبیت کو عام سمجھ کر مشرک لوگ قابل عبادت کی جانتے ہین اور دھوکے مین پڑتے ہین
اور کہتے ہیں کہ انکی پرورش سب پر عام ہے لیاقت عبادت کی یہ سب چیزیں رکھتی ہین کوئی گنگا
نام رکھکر پوجتا ہے اور کوئی خواجہ خضر کے دھوکے سے دریا پر پھول اور ناؤ چڑھاتا ہے اور
کوئی قمر در عقرب کو تلاش کرتا ہے کہ اگر قمر عقرب میں آیا ہو تو شادی نکرو ان کوئی بیہ پرسنے
کیواسطے ستارونکی گردش کو اور اونکے پھیر پوجتا ہے اور حقیقت مین غور کرکے نہین دیکھتے ہین کہ
انکی بھی ربوبیّت عام نہین ہوسکتی ہے کیونکہ جو پرورش سورج کی ہے وہ چاند نہین کرسکتا ہے
اسطرح سے آگ کی پرورش جو ہے وہ پانی مین نہین ہے اور جو پانی کی پرورش ہے وہ آگ مین نہین ہے
پس معلوم ہوا کہ انکی بھی پرورش خاص ہے ایک ایک چیز پر مثلاً تاثیر سورج کی عالم حرارت میں ہے رطوبت
میں نہیں اور تاثیر چاند کی عالم رطوبت میں ہے حرارت مین نہین چاند محتاج ہے حرارت کے پیدا کرنے
مین اور سورج عاجز ہے رطوبت کے پیدا کرنے مین سو انکی بھی پرورش خاص ہے عام نہیں، اور ایک دوسرے کی
تاثیر مین عاجز اور محتاج ہے اور تاثیر ان سب ستارون کی مثلاً تاثیر آفتاب کی عالم حرارت مین اور تاثیر
چاند کی عالم رطوبت میں اپنی ذات سے نہین بلکہ اوس تاثیر کو بھی وہی رب العالمین پیدا کرتا ہے سورج
اور چاند کو کچھ اپنا اختیار نہین جیسے قلم لکھنے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور لکھنی مین اپنا اختیار
کسیطرح نہین رکھتا ایسے ہی حال ان سب روحوں اور ستارونکا ہی پس ان سب میں دو طرح کا نقصان ہے
ایک یہ کہ انکا سب عالم مین تصرف نہیں دوسرے یہ کہ جس قسم مین اوسکی تاثیر ہے وہ اپنی ذات مین اپنے
اختیار مین نہین پس اونکو پوجنا ایسا ہوا کہ جیسے کوئی قلم کی پوجا اور بندگی کرے اس غرض سے
کہ وہ پروانہ حاجت برآری کا اسکے واسطے لکھے اور جب عاجزی اور محتاجی انکی ثابت ہوئی تو وہ قابل

سہو
بھیروں
اور جوالا
نام ہے
ہندو کا
اوتار کا

عبادت کے نہ رہے اور حق قابل عبادت کے نہ رہے پھر جو عبادت کرے اونکو وہ مشرک ہے عبادت چاہیے ربّ العالمین کو کہ جو تمام عالموں کا رب ہے کہ پرورش اوسکی تمام عالموں کو احاطہ کر رہی ہے نقل ہے کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ مَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے کون ہے رب سب جہانوں کا اونہوں نے جواب دیا کہ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا یعنی رب آسمانوں کا اور زمینوں کا اور جو کہ اُن دونوں میں ہے فرعون کو بڑا تعجب آیا تب حضرت نے دوبارہ فرمایا رَبُّکُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ پہلی بار تو جو عام ربوبیت مکانوں میں تھی وہ فرمائی اور دوسری بار جو عام ربوبیّت زمانوں میں تھی وہ ارشاد کی گویا کہ یوں ہوا کہ جب اوسنے پوچھا کہ کون ہے رب العالمین حضرت نے فرمایا کہ وہ ہے جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا اور جو مکان ہیں اُن دونوں میں جب اوسے تعجب ہوا تو فرمایا کہ تو مکانوں میں کا رہنا سن کر گھبرایا بلکہ جس زمانے میں کہ تمہارے باپ دادا کو پیدا کیا ہے اوس زمانے کا بھی وہی مالک ہے فرعون نے بہت محال جانا اسکو کہا کہ ایک آپ اتنے مکانوں میں اور زمانوں میں کیونکر رب ہو سکے اسکو محال جانکر حضرت موسیٰ کو مجنون ٹھہرایا جب حضرت نے دیکھا کہ اسے بہت بعید جانا ربوبیّت عام کو فرمایا تو اسی کو بعید جانتا ہے اوسکی ربوبیت اس سے بھی بڑی ہے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَا یعنی رب پورب کا اور پچھم کا اور جو کہ بیچ پورب اور پچھم کے ہے یعنے جیسے کہ ربوبیت اوسکی عام ہے مکانوں میں او زمانوں میں اسطور سے عام ہے اوضاع مختلفہ میں کہ پورب کی وضع کچھ اور ہے اور پچھاں کی وضع کچھ اور ہے پچھان کی بولی کچھ اور طور کی ہے اور پورب کی بولی کچھ اور طور کی ہے سو معلوم ہوا کہ قابل عبادت کے اور لائق حمد و ثنا کے وہی ایک ذات ہے کہ ہر چیز اوسکی محتاج ہے اور ربوبیت اوسکی خاص نہیں بلکہ عام ہے سو ایسے ہی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دیکھا کہ کوئی سورج کو پوجتا ہے اور کوئی چاند کو اور کوئی ستاروں کو توجہ کر کے جو دیکھا تو حق تعالیٰ کے روبرو ان سب کو عاجز پایا اس وقت سب مشرکین کے طریقے سے بیزار ہو کر اپنے پروردگار حقیقی کی طرف رجوع کیا اور کہا اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ سو حق تعالیٰ نے اس اعتقاد کو بہت پسند کیا اور اوس دن سے خلیل اپنا مقرر کیا اب ایک تقریر اور بیان ہوتی ہے اوسکے سمجھنے سے رب العالمین کے معنی خوب ذہن نشین ہو جاوینگے سو جاننا چاہیے کہ عالم تین موجود

یا رب العالمین کو
حضرت موسیٰ نے
علیہ السلام تم
فرعون نے
ہے بیشک
پیدا سارے
[illegible] اپنا اوس
ذات کے
کہ پیدا کیا اوس
آسمانوں کو اور
زمین کو ایک طرف کا
ہو کر اور میں نہیں ہوں
مشرکوں میں سے

ہی یا تو ذات ہی یا صفت پھر ذات جیسے آسمان اور زمین صفت جیسے رنگ اور مزہ اور بو اور ذات کو
منطقی جوہر کہتے ہین اور صفت کو عرض کہتے ہین اور ذات کی دو قسم ہین ایک جسم دوسری روح جسم
اوسکو کہتے ہین کہ محسوس ہو اور طول عرض عمق رکھتا ہو اور ایک صورت اور مقدار اوسکی معین
ہو اور اپنی صورت اور مقدار کو چھوڑکر دوسری صورت اور مقدار کو اختیار نکرے اور روح اسکو
کہتے ہین کہ محسوس نہو اور طول عرض عمق اور مقدار اور صورت معین نہو بلکہ جیسی شکل چاہے
ویسی اختیار کرے اور جیسی مقدار چاہے ویسی ہو جائے اور جو کچھ چاہے شکل دکھلائی دینے لگے
چاہے آدمی بن جاوے چاہے حیوان اور مراد روح سے فقط جان نہیں ہے بلکہ شامل ہے ملائکہ اور جنات
کو بھی اور جسم کی بھی دو قسم ہین ایک علوی اور ایک سفلی اور علوی کی بہت قسم ہین جیسے عرش اور
کرسی اور سدرۃ المنتہیٰ ہے اور لوح اور قلم اور بہشت اور دوزخ اور ستارے اور آسمان ساتون
اور سفلی کی دو قسم ہین ایک بسیط ہے کہ وہ ایک شے ہو اور کسی چیز سے ملکر نہ ہو جیسے کہ پانی آگ
ہوا خاک دوسری مرکب ہے کہ ان بسیط چیزون سے ملکر ہو پھر اگر چارون چیزون سے ملکر ہے تو
اوسکو مرکب تام کہتے ہیں جیسے کہ معدنیات اور نباتات اور حیوانات اور ان تینون قسمون کو مرکب تام
اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ چارون چیزون سے یعنی خاک اور پانی اور آگ اور ہوا سے مرکب ہو کر بنی ہین
اور اوسکے اقسام کی تفصیل بیان نہیں ہو سکتی ہے اور اگر تین سے یا دو سے ملکر بنی ہو اوسکو مرکب ناقص
کہتے ہیں اس قسم کی چیزیں بھی حق تعالےٰ نے بہت بنائی ہین کہ بیان اونکا مشکل ہے مگر مختصرًا کچھ بیان
کرتا ہون کہ قدرت رب العالمین کی معلوم ہو جاوے جیسے کہ بخار ہے کہ یہ مرکب ہے پانی اور ہوا سے اور غبار ہے
کہ مرکب ہے خاک اور ہوا سے یا دھوان ہے کہ مرکب ہے آگ اور ہوا سے ان تینون سے رب العالمین نے عالم بہت سے
پیدا کیے ہین غبار سے آندھی کو پیدا کرتا ہے بخار سے مینھ کو برساتا ہے اور جب بخار بہت دور چڑھ جاتا ہے
تو وہان جاکر سردی کھاتا ہے اوس سے برف پیدا ہوتی ہے اور دھوان سے بجلی اور کڑک اور ستارے دم دار
اور ستارے ٹوٹی شکل کے پیدا ہوتے ہین اور جب بخار اور دھوان ملکر زمین مین بند ہو جاتا ہے پھر وہ
حرکت کرتا ہے تو اوس سے زلزلہ پیدا ہوتا ہے اور جب صرف بخار زمین مین جاکر بند ہوتا ہے اور ہوا کی قوت
سے باہر آتا ہے تو اوس سے چشمے جاری ہوتے ہین اور جو کچھ بخار درمیان آسمان اور زمین کے سبب سردی
ہوا کے رات کو جم جاتا ہے سو زمین پر گرتا ہے سو اوسکو شبنم کہتے ہیں اور اگر جم کر آسمان و زمین مین کہر رہتا ہے

ف ۱
تعریف واضح
[illegible] العالمین
ف ۲
شکل بدلنے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ف ۳
معدنیات جیسے کہ لوہا لوہے کی اور چاندی اور سونے وغیرہ کی نباتات جیسے کہ درخت اور میوہ جات اور غلہ وغیرہ حیوانات انسان اور وحشی اور بہائم وغیرہ ۱۲۵

اوسکو کُہر کہتے ہیں اور کہاسا بھی کہتے ہین اور بعضے شہروں مین یہی بخارات جمکر سنگ سفید اور سنگ سُرخ کیصورت ہوکر زمین پر برستے ہیں اوسکو ترنجبین اور شیر خشت اور مَن کہتے ہین غرض جسکو رب العالمین کی ربوبیت کا دریافت کرنا بالکل منظور ہو تو کتاب عجائب کائنات مین دیکھ لیوے اور ارواح کی بھی کئی قسمیں ہین ایک روح تو صرف نیک ہوتی ہے اوسکو فرشتہ کہتے ہین اور ایک صرف بد ہوتی ہے اوسکو شیاطین کہتے ہیں یا ملی ہوئی ہوتی ہے نیکی اور بدی سے اوسکی دو قسمین ہیں ایک جن دوسرے بنی آدم اور فرشتے بھی تین قسم کے ہیں ایک قسم کے وہ فرشتے ہین کہ اونکو خدمت ہے اجسام علوی کی جیسے کہ اوٹھانیوالے عرش کے اور نگاہ رکھنے والے کرسی کے اور داروغہ بہشت اور دوزخ کے اور رہنے والے سدرۃ المنتہی کے اور مجاور بیت المعمور کے اور کھینچنے والے ستارونکے اور چرخ دینے والے آسمانونکے اور دربان اونکے ہین اور اونھین مین سے ایک فرقہ ہے کہ اجسام سفلی سے علاقہ رکھتے ہیں جیسے کہ فرشتے ابر اور ہوا پر مؤکل ہیں کہ ہر قطرہ کے ساتھ آتے ہیں اور ہوا موافق حکم کے چلاتے ہین اور بعضے فرشتے درختوں پر مؤکل ہین اور بعضے آدمیونکی محافظت کرتے ہیں اور اونکے اعمال لکھتے ہیں اور بعضے فرشتے مقرر ہیں اس بات پر کہ جو لوگ اسمای الٰہی اور عزیمت پڑہین اونکی مدد اور اعانت کریں مگر یہ جاننا چاہیے کہ بے حکم خدا تعالی کے کسی میں کسیطرح کی کچھ طاقت نہیں ہے کہ اپنے اختیار سے کچھ کرسکین اور اپنے معتقدین کو کچھ نفع یا اپنے منکرین کو کچھ ضرر پہونچا سکیں یہ بات ہرگز نہین ہوسکتی ہے اور دوست اونکا وہی ہے کہ جو اللہ کا بندہ فرمانبردار ہے اور دشمن اونکا وہی ہے کہ جو بندہ نافرمان ہے اور **دوسری قسم** فرشتوں کی وہ ہے کہ عبادت مین مشغول ہین اور خدمت اونکی تسبیح اور تقدیس اور ذکر الٰہی ہے اسطرح کے فرشتے اتنے ہیں کہ شمار کا مقدور نہیں ہے کہ اونکو گن سکے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ آسمانونکی ایک بالشت بھر جگہ فرشتوں سے خالی نہیں ہے جس جگہ دیکھنے مین آیا تو فرشتے ہاتھ باندھے کھڑے ہین یا رکوع مین ہین یا سجود مین ہین **تیسری قسم** کے فرشتے وہ ہین کہ بڑے بڑے کام عالم مین اونکی تدبیر سے ہوتے ہیں جیسے کہ وحی کا لانا اور رزق کا پہونچانا اور فتح اور شکست کا دینا اور ارزانی اور گرانی کا کرنا اور مال و دولت کا دینا اور جان کا نکالنا اور ملک کا برباد کردینا سو ان کامون مین حق تبارک و تعالی نے چار فرشتوں کو مقرر کیا ہے جبرئیل میکائیل اسرافیل عزرائیل اور اونکے فرمان بردار فرشتے بہت سے ہین کہ اللہ جلشانہ کا حکم

ف ۱
بیان
اجسام
سفلیاں
۱۲

پہلے ان چاروں کو پہونچاتا ہے پھر پیادے فرماں برداروں کو حکم دیتے ہیں اور خود بھی کرتے ہیں اور
جاننا چاہیے کہ تمام عالم کے ساتھ ربوبیت رب العالمین کی بہت انواع و اقسام کی ہے اور اسباب
اوسکے اسقدر ہیں کہ اوسکا شمار بہت مشکل ہے آدمی کا مقدور نہیں ہے کہ بیان کر سکے کیونکہ ایک
پرورش انسان میں سیکڑوں اسباب ہیں تفصیل اوسکی نہیں ہو سکتی ہے مگر مثال کے واسطے تھوڑا سا
بیان کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ رب العالمین کی ربوبیت کوئی قیاس مین نہیں لا سکتا ہے
مثلاً آدمی ایک ایسی غذا کو غور سے دیکھے کہ جسکو دو دو اور تین تین وقت کھاتا ہے اور اوسکی حصول
سے غافل رہتا ہے سو نگاہ کرے کہ کس کس طرح کے اسباب ایک کھانیکے واسطے پیدا کیے ہیں پہلے تو
(بیان حواس خمسہ) پانچ حواس دیے ہیں کہ جسکو حواس خمسہ کہتے ہیں اوسمین سے ایک **قوت** چھونیکی دی ہے
(قوت لامسہ) تاکہ آگ کی گرمی اور برف کی سردی اور تلوار کی برش کو دریافت کرے اور سخت اور نرم چیز کو پہچان
کر کھاوے اگر یہ قوت اوسکو چھونیکی نہ دی ہوتی تو پتھر کو بھی منہ مین ڈال جاتا اور آگ کو بھی کھانے
لگتا غرض کوئی چیز نفع کرنیوالی اور ضرر پہونچانیوالی کو چھونیسے نہ پہچان سکتا اور **دوسری**
(قوت شامہ) **قوت** سونگھنے کی دی ہے تاکہ جسمین بری بو ہو اوسکو نہ سونگھے اور نہ کھاوے اگر یہ قوت نہ دی گئی
تو مشک اور چرکین اوس کی نزدیک برابر ہوتی پھر **تیسری قوت** دیکھنے کی دی ہے تاکہ خوش رنگ
(قوت باصرہ) چیز کو دیکھکر مسرور ہووے اور خواہش کرے اور اچھی اچھی چیزوں کو کھاوے اور بری بری چیزوں
سے نفرت کرے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو خوش رنگ اور بدرنگ اوس کے نزدیک برابر ہوتا اچھی اور
بری چیز کی قدر ہوتی اور نافع کی رغبت نہ کر سکتا اور مضار سے بچ نہ سکتا پھر **چوتھی قوت** سننے کی
(قوت سامعہ) دی ہے تاکہ اچھی تحفہ چیز کا نام سنکے اوسکو منگا کر کھاوے اور بری چیز کا نام سنکر اوس سے بھاگے
اور کوئی کہے کہ تجھکو فلانا مارنے آتا ہے تو چھپ رہے اور کوئی کہے کہ خلعت دینے آتا ہے تو بیٹھا
رہے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو اچھی چیز پر رغبت نہ کر سکتا اور بری چیز سے بچ نہ سکتا پھر
(قوت ذائقہ) **پانچوین قوت** چکھنے کی دی ہے تاکہ مزہ دریافت کرے کہ یہ چیز میٹھی ہے یا کھٹی ہے یا کڑوی
ہے یا پھیکی ہے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو مزے سے واقف ہوتا کہ کڑوی کونسی چیز ہے اور میٹھی کونسی
چیز ہے اوسکے آگے ایلوا اور مصری برابر ہوتا اور طبیعت اچھی طرح قبول نکرتی ہمیشہ بیماریون مین
گرفتار رہتا پھر رب العالمین نے حافظہ عنایت کیا تاکہ اچھی چیزون کا مزہ اور رنگ اور خوشبو یاد

رکھی اگر جا فطے کو پیدا نہ کرتا تو جب کھاتا تب ہی مزہ آتا پھر فورا بھول جاتا تو کیونکر فرمایشیں کرکے
منگاتا اور کھاتا پھر قوت کلام کرنے کی دی ہے تاکہ کھانیکے وقت فرمایش کرے کہ فلانی چیز
میرے آگے لاؤ اور فلانی چیز کو اوٹھا لیجاؤ یا فلانی چیز آج پکوانا اور فلانی چیز نہ پکوانا پھر اگر یہ
قوت نہ دی ہوتی تو جی چاہتا گوشت کو آگے آتی دال اور جی چاہتا دال کو تو آگے آتا گوشت
کس واسطے کہ بولا تو جاتا نہیں جو کچھ سامنے آتا وہی کھانا پڑتا پھر پاؤں واسطے تلاش کے
دیے ہین اور ہاتھ واسطے پکڑنے کے بنائے ہین اگر رب العالمین پاؤن نہ دیتا تو اپنی مرغوب
غذا کو کیونکر تلاش کرکے لاتا اور اگر ہاتھ نہ بناتا تو مانند جانورون کے کھایا کرتا اور منہ کو اسطرح
بنایا ہے کہ معدہ مین غذا کو پہونچا دیوے اور دانت غذا کے چابنیکے واسطے بنائے ہیں
تاکہ نگلنا غذا کا آسان ہو جاوے اور زبان کو بنایا ہے تاکہ غذا کو ہلاوے اور چابنیکے لیے
اوسکو دانتون کے نیچے لاوے اور تاکہ اوسکا مزہ پاوے کہ پھر اوس غذا کو رغبت کرکے منگاوے
اور کھاوے اور تھوک بنایا ہے اسواسطے کہ نوالہ تر ہو جاوے اگر تھوک نہ بناتا تو ایک نوالا حلق سے
خشکی کے سبب اوتارنا مشکل پڑتا اور اگر نرخرہ حلق کا نہ بناتا تو کوئی نوالا کہین کا کہین جا رہتا پھر
بڑی تکلیف پاتا اور ربوبیت رب العالمین کی دیکھنا چاہیے کہ معدہ کو اس طرح سے بنایا ہے کہ
جبتک غذا اوسمین نہین جاتی ہے تبتک منہ اوسکا کھلا رہتا ہے اور جب اوسمین غذا گئی تو اسی وقت
اوسکا منہ بند ہو جاتا ہے پھر جبتک اوسمین غذا پکتی ہے تبتک بند رہتا ہے اور اگر اوسوقت کھلا رہے
تو غذا کچی رہے اور آدمی کو بدہضمی ہو اور غذا کے پکانے کے واسطے معدہ مین گرمی کو پیدا کیا ہے
پھر غذا بعد پکنے کے کیلوس ہو کر رگون مین سے کلیجے کو پہونچتی ہے پھر وہان جا کر پکتی ہے پھر بعد
اوسکے خون ہو جاتی ہے پکنے کے سبب سے کچھ اوسمین سے سودا ہو جاتا ہے مانند درد کے پھر اوسکو تلی جذب
کرتی ہے اور جو کچھ اوسمین سے صفرا ہو جاتا ہے مانند کف کے اوسکو پتا جذب کرتا ہے اور کچھ اوسمین سے
کچا رہجاتا ہے وہ بلغم ہوتا ہے کہ غذا دماغ کی ہے پھر بھی خون مین پکنے کے بعد جو پتلا پن رہجاتا ہے
اوسکے واسطے دو گردون کو پیدا کیا ہے تاکہ باقی پانی جو اوسمین رہا ہے اوسکو جذب کرے پھر
جب نرا خون رہجاتا ہے تو اوسکی تقسیم کیواسطے رگون کو حکم فرمایا ہے تاکہ سر کے بالون سے پاؤن
کے ناخون تک غذا کو پہونچا دیوین پھر بعضے رگین ایسی باریک ہین کہ اونمین گاڑھی غذا نہین

ف۱ بیان منافع کلام دست و پا ۱۲

ف۲ بیان منافع معدہ وغیرہ ۱۲

ف۳ معدہ اسمین غذا پکتی ہے ۱۲

ف۴ کیلوس یعنی کی مانند آش جو اور پیچ چاولونکی ۱۲

ف۵ بیان اخلاط اربعہ ۱۲

ف۶ درد یعنی تلچھٹ ۱۲

جا سکتی ہے اسکے واسطے پانی پیدا مقرر کیا ہے تاکہ غذا کو پتلا کرکے اون رگوں مین پہونچا دیوے
پھر بعد اوسکے جو فضلہ باقی رہتا ہے اگر وہ معدہ میں رہجاوے تو مرض پیدا کرے سوا اوسی کیواسطے
پیٹ معدہ کے نیچے آنتیں پیدا کی ہیں اور انمین طاقت دی ہے کہ وہ کھینچکر اوس فضلے کو دبر کی راہ سے
گرا دیتی ہین اور جو گردون نے کچھ پانی جذب کیا تھا اپنی غذا کی موافق اوسکو پی لیتے ہیں اور باقی
کو مثانے کیطرف ڈال دیتے ہیں تاکہ قبل کی راہ سے بول ہوکر نکل جاوے پھر خاک کو پیدا کیا ہے تو غذا
کی چیز کو اپنے میں ڈھانک رکھے پھر پانی کو پیدا کیا ہے تاکہ اوسکو تر کرکے اوگا لاوے پھر ہوا کو بنایا ہی
تاکہ اوسکی رطوبت خشک کرکے مضبوط کرے پھر جو شہر نشیب مین ہین وہان نہرین پیدا کی ہین
بونے جوتنے کیواسطے اور جو شہر بلندی پر ہین اور وہان نہرین جاری نہیں ہو سکتین تو وہان مینھ
برسایا جاتا ہی پھر مینھ کو اسطرح برساتے ہین کہ جسمیں سب کی پرورش کی ہو اگر تیزی کے ساتھ برساتے تو سب
کھیت برباد ہو جاوے اور پھل پھول گر پڑتے اور سراسر بربادی ہوتی پھر پکانے کے واسطے اناج کی
آفتاب کو بنایا ہے یعنی جب پودہا زمین سے بلند ہوا سختی اوسمیں آئی پھر جب بڑا ہوا تو رطوبت پانیکی
اور ہوا کی اوسکی اوپر تک اچھی طرح نہیں پہونچ سکتی ہے بلکہ جڑ تک رہتی ہی اسکے واسطے چاند کو
اور ستارونکو پیدا کیا ہے تو انکی تاثیر سے رطوبت اوسمین خوب سرایت کری اور رطوبت اوسمین پیدا
ہو اور آفتاب کی گرمی سے جل نجاوے پھر آفتاب اور چاند کا پھرنا منحصر تھا آسمان کے متصور تھا اور
آسمان کو بالذات حرکت نتھی اسواسطے فرشتے مقرر کیے ہین تاکہ آسمانون کو پھرایا کرین پھر سات فرشتے
اور مقرر ہین آدمی پر غذا کو لیکر اعضاؤ مین پہونچاتے ہین اور سوا انکے آنکھون پر اور قلب پر اور فرشتے
ہیں لیکن ان سب فرشتون کو آسمانون کے فرشتون سے مدد پہونچتی ہے اور انکو عرش کے اوٹھانیوالون
سے پہونچتی ہے غرضکہ آدمی پر ہزارون طور کی پرورش ہے اوسمیں سے ایک پرورش کا تھوڑا سا بیان ہوا
کہ ایک غذا کیواسطے کتنے خادم پیدا کیے ہیں اور اگر غور کرکے دیکھیے تو تمام مخلوقات کو اسکے واسطے پیدا
کیا ہی اور اسکو اپنی بندگی کیواسطے پیدا کیا ہے خوب کہا ہی حضرت سعدی شیرازی نے رحمۃ اللہ علیہ
ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند + تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری + ہمہ از بہر تو
سرگشتہ و فرمان بردار + شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری + اور جاننا چاہیے کہ تربیت دو قسم کی
ہے ایک تو یہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنے فائدے کے واسطے پالتا ہے تاکہ وہ چیز اوسکے کام آوے

جیسے کہ باغ کو پالتا اسواسطے کہ پھل لگیں اور ہم کھائیں یا لڑکے کو پالتے ہیں اس امید پر کہ بڑا ہو کر ہماری خدمت کرے سو اس قسم کی پرورش کی مخلوق سزاوار ہے اسواسطے کہ عاجز ہے اور حاجتمند ہے اور دوسری قسم پرورش کی وہ ہے کہ اوسیکے فائدہ کیواسطے پرورش کرے سو یہ شان جناب رب العالمین کی ہے اس طرح کی پرورش کا عقیدہ مسلمان کو چاہیئے کہ خالق کی جناب مین رکھے اور اگر پہلی طرح کی پرورش کا عقیدہ رکھے تو مشرک ہے لیکن پرورش ہر ایک شی کی جدا جدا ہوتی ہے مثلاً پرورش آدمی کی یہ ہے کہ اوسکو روزی دینی تندرستی بخشنی مراد کو اوسکی پوری کرنا بلاؤں سے بچانا اور سوا اسکے جو حاجت ہووے بر لانا اور پرورش درخت کی یہ ہے کہ وقت پر اوسکو پانی دینا اور سرسبز رکھنا اور اوسکو بارور کرنا اور پرورش فرشتوں کی یہ ہے کہ انکو اپنی درگاہ کی قرب کرنا اور اپنا کلام سنانا اور اپنا جلوہ اونپر ڈالنا اونکی زندگی اسی سے ہے لیکن اس پرورش میں انبیا اور اولیا بھی شریک ہیں یہانتک کہ کھانے اور پینے کی بہت اونکو پروا نہیں رہتی ہے چنانچہ مولوی روم فرماتے ہیں **شعر** اے برادر گر خوری تو نان نور • خاک ریزی بر سرِ نانِ تنور • پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس پرورش کو بھی رب العالمین سے طلب کرین تاکہ دونوں جہان کی پرورش حاصل ہووے

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یعنی بہت مہربان بخشنے والا

جاننا چاہیئے کہ پرورش کیواسطے دو قسم کی رحمت ہوتی ہے ایک تو عین پرورش مین ہوتی ہے اگر وہ رحمت نہووے تو پرورش بھی نہو سکے وہ یہ ہے کہ خوب توجہ کرنا اپنے پروردہ کے حال پر اور جو حاجت اوسکی ہو مانگے یا نہ مانگے روا کرنا اور بلیات سے اوسکو بچانا گو اوسکو معلوم ہو یا نہو سو اس پرورش پر رحمٰن کا لفظ دلالت کرتا ہے اور دوسری قسم رحمت کی یہ ہے کہ بعد پرورش کے اوسکو اوسکے کمال پر پہونچانا اور اوسکے کمال کو برباد نکرنا سو اس پرورش پر لفظ رحیم کا دلالت کرتا ہے اور رب العالمین کے بعد ان دونوں لفظوں کو لانیسے غرض یہ ہے کہ معلوم ہو جاوے کہ پرورش بغیر رحمت کے نہین ہو سکتی ہے اور حق تعالیٰ کیطرف سے رحمت کے یہ معنی ہین کہ نیکی کو پہونچاوے اور شرک کو دفع کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ رحمٰن اور رحیم کے ایک معنی ہیں لیکن رحمٰن کی لفظ میں

• بیان فرق رحمٰن اور رحیم

زیادہ رحمت ہی اسواسطے کہ اسکے پانچ حرف ہین اور اکثر قاعدہ ہی کہ زیادتی لفظ کی زیادتی معنی پر دلالت کرتی ہے اور رحیم میں اوس سے کم رحمت ہی کیونکہ اوسکے چار حرف ہیں اسی واسطے رحمٰن کا لفظ خاص حق تعالیٰ کی ذات پاک کو سزاوار ہے دوسرے پر اسکا اطلاق صحیح نہین ہے اور لفظ رحیم کا بندون پر بھی بولنا درست ہی ضحاک نے کہا ہے کہ رحمٰن کا اشارہ ہی ظہور رحمت الٰہی کا آسمان کے رہنے والوں پر اور رحیم کا اشارہ ہی ظہور رحمت الٰہی کا زمین کے رہنے والوں پر گویا یون فرمایا اللہ ہی پرورش فرماتا ہے اپنی رحمت سے آسمان والوں کو اور زمین والوں کو اور بعضے کہتے ہین کہ رحمٰن اوسکو کہتے ہیں کہ اپنے دوست اور دشمن سب کو پرورش کرے اور رحیم اوسکو کہتے ہین کہ خاص اپنے دوستون کو پرورش کرے اور عزت دے اور دشمنوں کو ذلیل کرے تو معنی اوسکے یون ہوئے ایسا اللہ کہ پالتا ہے اپنے دوست اور دشمن کو دنیا مین اور آخرت مین پالیگا اپنے دوستوں کو اور ذلیل کریگا اپنے دشمنون کو اور ابن مبارک نے کہا ہے کہ رحمٰن وہ ہی کہ جو کوئی اوس سے مانگے اوسکو دیوے اور رحیم اوسکو کہتے ہین کہ جو کوئی نہ مانگے اوسپر غصہ کرے کہ کیوں نہیں مانگتا گویا کمال رحمت فرمائی بندون پر کہ مانگتا ہے تو مانگ اور نہین تو مین غصہ کرونگا کہ تونے کوئی اور خداوند مقرر کیا ہے کہ اوس سے مانگیگا اسجگہ بندی کی ناانصافی کو دیکھے کہ جو مالک ہے زمین اور آسمان کا اور کچھ ہماری پروا نہیں رکھتا ہی اور وہ خود کہتا ہی کہ مانگ مجھسے اگر نہ مانگے گا تو مین غصہ کرونگا اوس سے تو یون بھاگتا ہی اور جو کہ محتاج ہین ویسے جا جا کر مانگتا ہی قیامت میں دیکھیے کہ اس ظلم کیواسطے کون سے جہنم کا طبقہ مقرر ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ رحمٰن وہ ہی کہ طرح طرح کی نعمتین دیں اور روشنائی دی ہی اور رحیم وہ ہی کہ تمام بلاؤن سے بچاوے اور بعضے کہتے ہین کہ رحمٰن اوسکو کہتے ہن جو بڑی بڑی چیزین دیوے جیسے اولاد اور دولت اور سوا اسکے اور رحیم اوسکو کہتے ہین کہ جو چھوٹی چیزین اوس سے مانگی جاوین جیسے نمک اور جوتی اور گھاس جانورون کیواسطے یہان سے معلوم ہوا کہ چھوٹی چیزین بھی اللہ سے مانگنا چاہیے اور یہ اسواسطے فرمادیا ہی کہ یہان کے بادشاہون سے حقیر چیز نہین مانگتے ہیں نقل ہے کہ ایک شخص نے ایک بادشاہ سے کسی آسان مقدمے مین عرض کی وہ بادشاہ بہت خفا ہوا اور اوسکو جیلخانہ مین بھیجدیا اور کہا کہ چھوٹے کام چھوٹے لوگون کیواسطے مقرر ہین مجھسے

[illegible]
صحابی
نام محدث
[illegible] ۱۲

چھوٹے کام کو جو اوس سے کہا گویا مجھکو ذلیل جانا اور برابر اہلکارون کے سمجھا سو حق تعالی فرماتا ہے کہ مین بادشاہ بے پروا ہوں اور میری عزت کے آگے اور بادشاہون کی عزت غلامون کی برابر بھی نہین ہی مگر ایسا بادشاہ نہین ہوں کہ بڑی چیزین مین دون اور چھوٹی چیزیں اوروں کے ہاتھ سے دلاؤن بلکہ حقیقت مین اگر دیکھو تو یہ اونکی محتاجی ہے کہ اہلکار اونہون نے مقرر کئے ہیں اسواسطے کہ سب کام اوسے ہو نہیں سکتے ہیں اور مین بادشاہ صاحب عظمت اور زبردست ہوں ایک لمحہ میں سارے جہان کی حاجت کو روا کر دیتا ہوں سو رحمن بھی میں ہوں بڑی بڑی چیزونکی طلب ہو تو مجھ سے کہو اور رحیم بھی میں ہوں چھوٹی چھوٹی چیزیں مانگنے ہو تو وہ بھی مجھ سے مانگو اس جانب کی بعد اگر کوئی چیز اگرچہ چھوٹی ہو اوس سے مانگیگا تو سوا در کے ٹھکانا کہیں نہ پاویگا اسیکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تجھکو جو مانگنا ہے اللہ سے مانگ یہانتک کہ نمک بھی مانگے تو اوسی سے مانگ اگر جوتی بھی مانگے تو اوسی سے مانگ اور بعضے کہتے ہین کہ رحمن اوس کو کہتے ہین کہ بُری چیز اوسکے نذر کیجیے اور وہ اوسکے بدلے مین اچھی چیز دیوے اور رحیم کا لفظ دلالت کرتا ہے اوس صفت پر کہ لوگون کے گمان مین وہ صفت بندون کیطرف سے بھی ہو سکتی ہے جیسے کہ علاج کرنا طبیب سے اور علم پڑہنا اوستاد سے سو معنی اسکے یہ ہوئے کہ مین رحمن ہون تو ناقص عبادت کرتا ہے اوسکے بدلے مین سونے اور چاندی کے محل دیتا ہون ایک قطرہ گندہ منی کا ہوتا ہے اوس سے خوبصورت لڑکا سا کر تجھکو دیتا ہون ایک بیج پڑا زمین مین سپرد کرتا ہے اوسکے بدلے مین چا صد درخت سر سبز کرکے تیرے حوالے کرتا ہون اور مین رحیم ہون جو توقع اوستاد سے اور طبیب سے اور حکیم سے رکھتا ہے وہ مجھسے رکھ میں بے اوستاد کے تجکو علم دونگا کہ جسکا نام علم لدنی ہے بغیر پڑہے کے تجکو عالم کرونگا اور بغیر حکیم اور دوا کے تجکو تندرست کرونگا اور اگر کوئی کہے رحمن اور رحیم کے معنون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا مہربان ہے ایسے بندون پر پھر مہربان ہوکر غم اور بیماری اور حاجت کو کیون پیدا کیا یہ بات رحمت سے بہت بعید ہی جواب اسکا یہ ہی کہ حقیقت مین عقل ہماری ناقص ہے کہ ان چیزونکو خلاف رحمت کے جانتے ہیں کیونکہ باپ لڑکے کو اپنی رحمت کی جہت سے مار مار کر اوسکو ادب سکہاتا ہے اور اوس لڑکے کے دل سے پوچھو تو اوسکو عین عذاب جانتا ہے لیکن حقیقت مین وہ لڑکے کی نادانی ہے کہ اوسکو عذاب جانتا ہے یہ اوسکی عقل کا قصور ہی پھر جب

بیان حکمت آمدن تکالیف بیماری و رنج وغیرہ ۔

وہ مکتب میں بیٹھتا ہے تو اوستاد اوسکو کبھی لکڑیاں مارتا ہے کبھی ہاتھ باندھتا ہے سات دن تک اوسکو ایک لمحہ فرصت نہیں دیتا ہے پھر جمعہ کا دن ہوتا ہے تو باپ اوسکا حجامت کے واسطے زبردستی کرتا ہے کہیں ناخن کٹواتا ہے کہیں بال منڈواتا ہے پھر گھر میں ماں اوس کی اوسکو نہلاتی ہے کہیں مل مل کر اوسکا بدن دھوتی ہے اور وہ روتا جاتا ہے اور ان باتوں کو اپنے حق میں بے عقلی سے تکلیف جانتا ہے اور حقیقت میں کمال رحمت ہے حق تعالیٰ اسکا اشارہ قرآن شریف میں فرماتا ہے عَسٰۤی اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰۤی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ قصہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا اسکا جواب شافی ہے کہ ایسے پیغمبر اولوالعزم کی سمجھ میں اسرار الٰہی نہ آئے اور حضرت خضر علیہ السلام پر اعتراض کرنے لگے پھر دوسرا کوئی کیا سمجھے گا پس آدمی کو چاہیے کہ اوسکو رحیم مطلق اور رحمٰن برحق اعتقاد کرے اور اپنی تئیں مانند اطفال ناقص العقل کے جانے اسمیں ایمان باقی رہتا ہے غرض حاصل کلام کا یہ ہے کہ اگر دنیا میں فقرا اور غریب نہوتے تو صورت انتظام کارخانۂ عالم کی نہ بندھتی اسواسطے کہ جب کوئی کسی سے غرض نہ رکھتا تو کیوں اپنی اوقات اسکی تابعداری میں گذارتا اور اوسکے حکم کو اپنے اوپر اوٹھاتا پس سب انتظام عالم کے برہم ہو جاتے پس خلقت انسانکی مانند جانوروں کے پراگندہ پھرا کرتی جیسے جانور آپسمیں ایک دوسرے کا کام نہیں کرتے ہیں ایسے ہی آدمی بھی ہو جاتے جو کچھ انسان کے پیدا کرنیکا فائدہ تھا وہ حاصل نہوتا اور حکمت پروردگار کی ظاہر ہوتی مثلاً اگر چور لوگ پیدا ہوتے تو چوکیدار رکھنے کی کیوں حاجت ہوتی اور اگر مرض نہوتا تو طبیب اور جراح اور عطار معطل پڑے رہتے اور اگر فقیر نہوتے تو بادشاہ اور امیر بے لشکر اور خدمتگار کیا کر سکتے پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ہر بلا اور آفت میں رحمت رحمٰن کی چھپی ہوئی ہے کیونکہ اکثر اوقات بڑے بڑے امیر جو مرض میں گرفتار ہوتے ہیں تو محتاج حکیموں سے دوا کرتے ہیں اور محتاج عطاروں سے دوا خریدتے ہیں اور وہ حکیم اور عطار غنی ہو جاتے ہیں اور حکیم ہر بیماری کے علاج سے آگاہ ہوئے ہیں اور عطار ہر طرح کی دوا جمع کر رکھتے ہیں پھر اگر حکیم موجود نہوا اور عطار دوا نہ رکھے تو علاج بیماری کا کیونکر ہووے پس مرض امیروں کا حکیموں اور عطاروں کے حق میں رحمت ہے اور حکیم اور عطار امیر انکے حق میں رحمت ہیں اسی طرح لشکر اور چوکیدار

ف اور شاید کہ برا جانو تم ایک چیز کو اور وہ بہتر ہو تمہارے لئے اور شاید کہ دوست رکھو تم ایک چیز کو اور وہ بری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

بادشاہ اور امیرونکی حق مین رحمت ہیں اور بادشاہ اور امیر نوکر اور چوکیدارونکے حق مین رحمت ہیں ایسے چورونکا ہونا اور امراض کا ہونا ہر امیر و فقیر کے حق مین رحمت ہوا اسیطرح سی ہر بلا کو کہ پیش آوے قیاس کرنا چاہیے اور اگر بھلائی اوسکی سمجھ مین نہ آوے تو یون کہے کہ یہ آفت حکمت اور رحمت کے ساتھ ہے لیکن میری عقل ناقص مین نہیں آئی ہے اس کہے مین ایمانکی درستی ہے بلکہ بعضے وقت وہ بلا اور آفت باطن مین بڑی عمدہ رحمت ہو جاتی ہے لیکن ظاہر مین بڑی بلا اور آفت عظیم معلوم ہوتی ہے اور عاقل اوسمیں حیران ہوتا ہے جیسے کہ قصہ حضرت مریم علیہا السلام کا اللہ تعالی نے بغیر خاوند کے اونکو لڑکا دیا ظاہر ہے بڑی رسوائی اور سخت عیب ہے بلکہ اشرافون اور نیک بختون کے حق مین اس سے زیادہ کوئی رسوائی نہین ہے اسواسطے حضرت مریم کی قوم نے دیکھکر کہا کہ اے بہن ہارون کی نہ تھا باپ تیرا برا آدمی اور مان تیری تھی بدکار سو اوسکو حق تعالی نے قرآن شریف مین رحمت فرمایا وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا یعنی عیسی علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کرنا اسواسطے کہ مقرر کرین ہم اوسکو نمونہ قدرت کا واسطے لوگونکے اور رحمت اپنی طرف سے غرض غلام کو نہ چاہیے کہ کہ اپنے مولی کے کامو مین اعتراض کرے

مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

یعنی خاوند ہے دن جزا کا

اور بعضے قاریون نے مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ بھی پڑھا ہے یعنی بادشاہ دن جزا کا سو جاننا چاہیے کہ دنیا مین اللہ نے چند روز کے واسطے لوگون کو املاک پر قبضہ دیا ہے سو اسپر نادان ہو کر کوئی کہتا ہے یہ ملک میری ہے کوئی کہتا ہے کہ تیری کہاں سے آئی یہ تو میرے باپ اور دادے کی ہے غرض کوئی چودہری اور کوئی زمیندار اور کوئی بادشاہ صاحب ملک کہلاتا ہے غرض ہر ہر شخص ایسا ایسا دعوی کرتے ہیں اسواسطے اوس دن کی خاوندی اور بادشاہی کو اپنے واسطے فرمایا کہ اے بندو اس دعوی پر اپنی اوقات کو نہ کھو اور ہماری یاد سے ہرگز غافل نہ ہو اور یہ جو چند روز تمہارے قبضے مین کچھ املاک ہے اسکو خواب و خیال سمجھو ایک روز ایسا آویگا کہ تمہارے سب دعوی غلط ہو جاوینگے اور ہر چیز ہماری کہلانے لگے گی اور معمول ہی یون ہے کہ کسی جگہ کا

جو زمیندار ہوتا ہے اور اوس زمین کو اور وہانکے لوگون کو اپنی طرف نسبت کرتا ہے کہ وہ لوگ
میری رعیت ہین اور وہ زمین میری ملک مین ہے اور جب وہ زمیندار بادشاہ کے روبرو جاتا ہے
تو ہرگز اپنی طرف نسبت نہین کرتا ہے اور یہی کہتا ہے کہ مین رعیت اور یہ ورد قدیم حضور کا
ہون اور اگر بادشاہ کے روبرو یہ کلمہ کہے کہ وہ رعیت لوگ میرے ہیں اور زمین ملک میری ہے
تو بادشاہ اوس سے ناخوش ہو اور تعجب اور چوبدار اوسکو گستاخ اور بے ادب جانکر ذلیل کرکے
نکالدینگے سو حق تعالے تو بادشاہونکا بادشاہ ہے قیامت کے دن کوئی نہ کہیگا کہ یہ ملک یا یہ
محل یا یہ مکان میرا تھا کوئی شخص دعوی نکریگا اور کچھ کہہ نسکیگا سوا اسکے کہ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ
الْقَهَّارِ سو پہلے قرأت سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ مالک حقیقی اللہ جلشانہ کو جانے
اور آپکو چند روز کیواسطے تحویلدار سمجھے اور اللہ کے واسطے مال دینے مین دریغ نہ کرے کیونکہ
مالک مال کا اللہ ہے جب اوسنے دینے کا حکم دیا تحویلدار کو پھر بخل کرنا اوسکا بیجا ہے اور دوسری
قرأت سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ اپنی بادشاہی اور ریاست پر فخر کرے فخر اوس کو
چاہیے کہ جو بادشاہ حقیقی ہو اور بادشاہ مجازی کو فخر کرنا سزاوار نہین ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
ظلم سے کسی کی زمین اور مکان اور ملک مین دخل نکرے کیونکہ آخر کو اوسکے ہاتھ مین ہی نہ رہیگی
مالک حقیقی اور بادشاہ حقیقی اور ہے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت حق تعالی نے الحمد کے بعد
تین صفتونکو کیون بیان کیا ہے اسمین کیا نکتہ ہے سو نکتہ اسمین یہ ہے کہ جو کوئی کسیکی
تعریف اور ثنا کرتا ہے سو وہ تعریف تین چیز سے خالی نہین ہوتی ہے یا تو تعریف کرنیوالا
زمانہ گذشتہ مین پرورش یافتہ اوسکا ہوتا ہے یا بالفعل توقع فائدے کی اوس سے
رکھتا ہے یا یہ غرض ہوتی ہے کہ آیندہ کچھ فائدہ حاصل ہوویگا سو ان تین صفتونکے بیان
لانے مین اشارہ یہ ہے کہ بندونکو چاہیے کہ مجھی کو حمد کرین اور پچھلی پرورش کو دیکھ لین کہ مان کی شکم
مین اوسکو مینے پالا ہے اور اگر اب توقع رکھتا ہے رحمت کی تو مین رحمن اور رحیم ہون مجھی کو
تعریف کرے اور اگر توقع رکھتا ہے کہ آیندہ کو رحمت کرے تو مین مالک یوم الدین ہون آیندہ کی
توقع سے میری حمد کرے سو اس واسطے ان تینون صفتون کو فرمایا ہے تاکہ معلوم ہووے کہ
فی الحقیقت لائق حمد کے اوسیکی ذات پاک ہے اور جاننا چاہیے کہ رب عالمون نے مالک یوم الدین

[illegible]

پڑہا ہے وہ کہتے ہین کہ ملک یوم الدین سے وہ قرأت کئی طرح سے بہتر ہے **اوّل** یہ کہ مالکیت عام ہے آدمیون پر بھی ہوتی ہے اور غیر آدمیون پر بھی ہوتی ہے مثلاً جانورون اور درختون وغیرہ پر بھی مالکیت ہوتی ہے بخلاف پادشاہی کے کہ پادشاہی صرف آدمی پر ہوتی ہے اور جانورون وغیرہ پر نہین ہوتی **دوسری** یہ کہ مالک کو اپنے مملوک پر کمال اختیار ہوتا ہی چاہے اوسکو بیچ ڈالے چاہے کسیکو بخشدیوے بخلاف بادشاہ کے کہ یہ اختیار اپنی رعیت پر نہین رکہتا ہی **تیسری** یہ کہ نسبت مالکیت کی مضبوط ہوتی ہے نسبت پادشاہی سے کس واسطے کہ مملوک اپنے مالک کی ملک سے خارج نہین ہو سکتا ہے اور رعیت کو ممکن ہے کہ رعیت ہو ایسے ایک پادشاہ کے اپنکو خارج کرے اور دوسرے کی پادشاہی مین جا رہے لیکن غلام دوسرے کا از خود نہین بن سکتا **چوتھی** یہ کہ مملوک کو خدمت مالک کی واجب ہے اور رعیت کو خدمت پادشاہ کی واجب نہین **پانچوین** یہ کہ غلام بے اذن مالک کے کچھ کام نہین کر سکتا ہے اور رعیت بے حکم پادشاہ کے جو کچھ چاہے کر سکتی ہے **چھٹی** یہ کہ غلام امید رکھتا ہے اپنے خاوند سے نفع کی بخلاف پادشاہ کی کہ وہ خود امید رکھتا ہے رعیت سے اور نفع حاصل کرتا ہے اوس سے کہین خراج لیتا ہے کہین محصول لیتا ہے **ساتوین** یہ کہ غلام اپنے مولی سے خوراک اور پوشاک اور رحمت اور عفو و کرم چاہتا ہے اور رعیت پادشاہ سے کبھی حاجت پڑی تو عدل اور انصاف چاہتی ہے اور آدمی کو نسبت عدل کے اور انصاف کی خوراک اور پوشاک اور عفو اور کرم اور رحمت کی بہت حاجت ہے بلکہ اسیواسطے حدیث قدسی مین خوراک اور پوشاک وغیرہ کا ذکر کیا ہے اور عدل کا ذکر نہین فرمایا ہے وہ حدیث یہ ہے یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُہٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ کَسَوْتُہٗ فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ یعنی اے بندو میرے تم سب بھوکے ہو مگر جسکو کھلاؤن پس کھانا مانگو مجھسے کھانا دونگا تمکو اے بندو میرے تم سب ننگے ہو مگر جسکو پہناؤن پس کپڑا مانگو مجھسے کپڑا دونگا تمکو **آٹھوین** یہ کہ پادشاہ جب موجودات لیتا ہے تو بڑے ہونکو اور ضعیفونکو اور بیمارونکو نظری کرتا ہے اور مالک جب غلامونپر نظر کرتا ہے تو ضعیفون پر اور بیمارون پر رحم کرتا ہے سب غلامونکو کہتا ہے کہ انکی خدمت کرو **نوین** یہ کہ قیامت کے دن پادشاہ بہت ہو وینگے اور مالک سواے حق تعالے کے کوئی ہوگا **دسوین**

مسئلہ فقہ کا ہے کہ جب مولی نے نیت سفر کی یا نیت اقامت کی کی تو غلام کہ ہمراہ مولی کے ہووے اوسکو بھی بغیر نیت کرنے کے حکم مسافر کا یا مقیم کا ہو جاتا ہے بخلاف رعیت کی اور جن عالمون نے ملک یوم الدین پڑھا ہے وہ کہتے ہین کہ یہ قرائت کئی طرح پر بہتر ہے مالک یوم الدین سے **اوّل** تو یہ کہ پادشاہ مالک بھی ہوتا ہے اور ہر مالک پادشاہ نہین ہو سکتا ہے **دوسری** یہ کہ پادشاہ شہر بشہر ملک بملک مین ایک ہوتا ہے اور مالک ایک شہر مین بہتیرے ہوتے ہین اور **تیسری** یہ کہ لفظ رب العالمین کا اوپر مالکیت کے دلالت کرتا ہے اور اگر اسجگہہ بھی مالک یوم الدین پڑھا جاوے تو تکرار لازم آوے اور **چوتھی** یہ کہ لفظ ملک کا بیچ سورہ ناس کے آیا ہے اور لفظ مالک کا وہان نہین آیا مگر مالک الملک آیا ہے سورہ ملک کے مضمون مین آیا ہے اور **پانچوین** یہ کہ آخر قرآن شریف کے ملک الناس آیا ہے اور اللہ پاک کے کلام کے ختم مین اچھا لفظ ہونا چاہیے اس سے معلوم ہوا کہ ملک بہتر ہے اور **چھٹی** یہ کہ اطاعت بادشاہ کی اوپر سب کے واجب ہے اور اطاعت مالک کی ہر کسی پر واجب نہین

مگر اوسکے علماؤن نے بعض گفتگو اس مین کرتے ہین اس مختصر مین اتنا ہی بیان کافی ہے اور **جاننا چاہیے** کہ دن شرع شریف مین طلوع ہونے صبح صادق سے غروب ہونے آفتاب تک کو کہتے ہین اور کبھی مطلق وقت کو بھی دن کہتے ہین خواہ دن ہو خواہ رات ہو اور خواہ سال ہو خواہ ماہ ہو جیسے کہ کہتے ہین جس روز فلانا شخص آویگا تو یہ ہوویگا مراد یہ ہوتی ہے کہ جس وقت کہ آویگا تو یہ ہوویگا جیسے کہتے ہین کہ خندق کے روز یون اتفاق ہوا تھا حالانکہ خندق کی لڑائی کو برسین گذرین سو یوم الدین مین بھی روز سے مراد یہی ہے بلکہ وقت مراد ہے یعنی وقت جزا کے اور اسوقت کی ابتدا نفخہ ثانیہ سے ہے اور انتہا اوسکی اسوقت تک ہے کہ اہل بہشت بہشت مین جاوین اور اہل دوزخ دوزخ مین جاوین اور جاننا چاہیے کہ حق تعالی نے اس سورت مین پانچ نام اپنے فرمائے اللہ رب رحمن رحیم مالک یوم الدین سو وجہ اسکی یہ ہے کہ اس سورت مین بندے کے پانچ سوال بھی ہین تاکہ ہر ایک نام ہر ایک سوال کے مقابل آجاوے وہ پانچ سوال یہ ہین ایک عبادت دوسری استعانت تیسری ہدایت چوتھی استقامت پانچوین انعام گویا اسکا اشارہ یون ہوا کہ لائق عبادت کے مین ہون اسواسطے کہ نام میرا اللہ ہے اور اگر مدد مانگا چاہے تو مجھی سے مانگ کیونکہ میرا نام رب ہے اپنی پرورش کی شان سے تیرا سوال پورا کرونگا اور اگر ہدایت طلب کرے تو مجھی سے کر کیونکہ مین رحمن ہون اپنی

بیان وجہ ترجیح قراءت ملک

ف تحقیق لفظ یوم الدین

ط [illegible]

رحمت عام سے گمراہ نہ ہونے دونگا اور اگر استقامت چاہے تو مجھی سے چاہ کیونکہ مین رحیم ہون اپنی رحمت خاص سے تیرے قدم کو ڈگنے نہ دونگا اور اگر انعام کی خواہش ہو تو مجھی سے کہو کیونکہ مین مالک ہون سارے جہان کا اپنے فضل سے تجھکو بخشش دونگا اور بعضے علما نے ان پانچ نامون کی تخصیص یون کہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کی تعریف کرتا ہے تو چار وجہ سے کرتا ہے **اول** یہ کہ اپنی ذات مین وہ شخص کمال رکھتا ہو اگرچہ احسان دوسرے پر نکرے **دوسری** یہ کہ صاحب احسان ہو لوگون پر جود اوسکی رحمت ہے **تیسری** یہ کہ لوگ اوس سے آیندہ کو طمع رکھتے ہون گو بالفعل احسان نہ کرتا ہے **چوتھی** اوسکے غضب سے ڈر کر تعریف کرتے ہین جانتے ہین کہ اگر ہم تعریف نکرینگے تو وہ خفا ہو جاویگا سو اسجگہ کو یون فرمایا کہ درحقیقت تعریف کی قابل میری ذات پاک ہے کیونکہ مین ایسا ہون اپنی ذات مین پورا کمال رکھتا ہون اے بندو میرے کمال کی تعریف کرو گو مین حکم کرون یا نکرون کسواسطے کہ صاحب کمال نہین کہتا ہے کہ مین صاحب کمال ہون میری تعریف کرو بلکہ اوسکا کمال خود بخود مقتضی اس بات کا ہے کہ تعریف اوسکی کیجاوے مثلاً کوئی شخص کسی علم مین یا کسب مین پورا کمال رکھتا ہے لوگ اوسکی خود بخود تعریف کرینگے اگرچہ وہ کہے یا نہ کہے لیکن اوسکا کمال اقتضا کرتا ہے اسپر کہ اوسکی تعریف کیجیے اور اگر بندہ یون چاہے کہ کوئی احسان کرے تو مین اوسکی تعریف کرون سو اے بندے میرا نام رب ہے مین احسان بھی کر چکا ہون کہ تجھہ کو عدم سے وجود مین لایا ہون سو میری ربوبیت کو دیکھکر تعریف میری بجالا اور نام میرا رحمان ہے بالفعل میرے احسان کو دیکھہ اور شکر ادا کر اور آگے کو بھی متوقع ہو کر میری صفت کر کیونکہ میرا نام رحیم ہے مین آگے بھی دون گا اور اگر تجھے ان چیزون کی لالچ نہین ہے تو میرے خوف سے میری تعریف کر کیونکہ میرا نام مالک یوم الدین ہے اگر میری تعریف نہ کریگا تو بڑے سخت عذاب مین پڑے گا اور بعضون نے ان پانچ نامون کے خاص ہونے کی وجہ مین اس جگہہ کہا ہے گویا یون ارشاد فرمایا کہ لائق تعریف کے مین ہون کیونکہ اپنی ربوبیت کی جہت سے تجھکو عدم سے وجود مین لایا اور جب دنیا مین آیا تو اپنی ربوبیت کی جہت سے تجھکو پرورش کیا اور جب بڑا ہوا تو گناہ کرنے لگا تو اپنی رحمانیت کی شان سے اس گناہ کو چھپایا اور خلق مین رسوا نہ کیا اپنا نام رحیم بتایا تاکہ رحمت والا جانکر توبہ کرے پھر اوس توبہ کے بعد ثواب کا امیدوار کیا اور آپ کو مالک یوم الدین فرمایا کہ مالک روز جزا جانکر امیدوار ثواب کا رہے یہانتک کہ بندہ اپنے خاوند کی صفت اور ثنا مین لگ رہتا اور اوسکے

دربار سے غائب تھا کیونکہ کہین رب العلمین کی ربوبیت کی اقسام ڈھونڈ کر نکالتا تھا اور کہین الرحمن الرحیم کے رحم اور مہر کا بیان کرتا تھا اور کہین مالک یوم الدین کی مالکیت اور عظمت کو تلاش کرتا تھا سو اسی استعداد کے موافق حقتعالی کی جو بیان بیان کر چکا دربار کے آنیکا قابل ہوا اسواسطے سامنے حاضر ہوکر کہتا ہے

إِيَّاكَ نَعْبُدُ

یعنے خاص تجھی کو عبادت کرتے ہین ہم

اور حقیقت عبادت کی تعظیم بجالانا ہے اور تعظیم شرع شریف مین کئی قسم پر ہے بعضی تعظیم ساتھ ظاہر کے تعلق رکھتی ہے اور بعضی ساتھ باطن کے رکھتی ہے اور وہ جو ساتھ ظاہر کے تعلق رکھتی ہے اوس مین سے بعضی زبان سے تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرنا زبان سے اور پڑھنا قرآن شریف کا اور رسول اللہ پر درود بھیجنا اور کرنا تسبیح اور تہلیل کا اور دعا کرنا اور وظیفہ پڑھنا اور بعضی آنکھ سے تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ دیکھنا کعبہ شریف اور مسجدونکا اور دیکھ کر پڑھنا قرآن شریف کا اور دیکھنا کتب احادیث اور تفسیر اور فقہ کا اور دیکھنا بزرگون کا اور دیکھنا انبیا اور شہیدون اور نیک بختوں کی قبرون کا کہ جان اپنی اونھون نے اللہ کی راہ مین دی ہے اور دیکھنا آسمان کا اور ستارون کا اور کشتی کا اور دریا کا اور درختون کا کیونکہ یہ سب بڑی دلیل ہین حقتعالی کی وحدانیت پر لیکن کھیل کی طرح سے دیکھے بلکہ عبرت کی نگاہ سے دیکھے جسطرح اولیا اور انبیا دیکھتے تھے اور قبرونکو بھی اسیطرح دیکھے جسطرح اور بزرگ دیکھتے تھے مثلاً شہید کی قبر کو دیکھے تو یہ تصور کرے کہ میرا خدا مجھکو بھی یہ رتبہ عنایت فرمائے جو درجہ انکا ہے وہ میرا بھی کرے اور اگر کسی نیکبخت کی قبر کو دیکھے تو یون کہے کہ اللہ مجھکو بھی ایمان سے مارے اور ان لوگون مین ملادے اور جب قبر کو دیکھے موت کو یاد کرے کہ ایکدن مجھ کو بھی یہان آنا ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ قبرون پر جا کر یہ الفاظ پڑھا کرے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُتَقَدِّمِينَ مِنَّا وَالْمُتَأَخِّرِينَ أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَيَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ اور موت یاد کر کے قبرستان مین جاوے نقش و نگار دیکھنے کو نہ جاوے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبرستان مین جاتے تھے تو بہت رویا کرتے تھے یہانتک روتے تھے کہ ریش مبارک آنسو سے تر ہوجاتی تھی پھر جب کوئی پوچھتا کہ آپ اتنا کیون روتے ہین تو فرماتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ

عبادت در ارکان

[illegible]

ملنے والے ہیں مہربانی کرے اللہ اگلوں پر ہمارے اور پچھلوں پر مانگتا ہوں اللہ سے واسطے اپنے اور تمہارے [illegible] بخشے اللہ ہمکو اور تمکو اور رحم کرے اللہ ہمکو اور تمکو

وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر پہلی منزل ہے آخرت کی منزلون مین اگر یہان امن پائے تو آگے بہی امان ہے اور اگر یہان پکڑا گیا تو آگے بہی بگڑ ہے سو قبرون کا دیکہنا عبادت اسیطور سے ہے اور بہتر نہین ہے کہ قبرون پر دور دور سے تکلیف اٹھاکر جانا خصوصًا عوام کے حق مین تو بہر قابل ہے اگرچہ خواصون کو اہل اللہ کی قبر سے فائدہ ہوتا ہے لیکن جب اسمین فساد واقع ہووے تو خواصون کو چاہیے کہ اس سبب یا مباح کو رفع فساد کے واسطے ترک کردین اسمین کچہ مضائقہ نہین بلکہ امید ثواب کی ہے اور عبادت کان کی قرآن شریف کا سننا اور وعظ کا اور اللہ رسول کے ذکر کا ہے اور جانورون کی آواز کو سنکر اللہ کی قدرت کو جانے اور اسکی محبت اپنے دل مین پیدا کرے اور حرام آوازونکو جیسے کہ طبلہ سارنگی ستار ڈہولکی بانسلی ہو چنگ اور نامحرم جوان عورت کی آواز ان چیزون سے بہت پرہیز کرے اور حضرت امام اعظم نے تو راگ کی آواز سے بہی پرہیز کیا ہے لیکن عیدین مین اور شادی مین فقط راگ آواز سے سنا بدون باجے کے درست ہے اور ہاتہون کی عبادت ہے قرآن شریف اور حدیث کا لکہنا اور اسماء الٰہی لکہنے اور کسی حاجتمند کا خط لکہدینا اور کسی کا غیر سودی تمسک لکہدیا کسی کو دعا لکہدینی اور پاؤن کی عبادت یہ ہے کہ طرف مسجد کے جانا اور واسطے زیارت بزرگون کے جانا اور واسطے جہاد کے جانا اور ضعیفون اور لنگڑون کا کام کردینا اور وعظ کی مجلس مین حاضر ہونا چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علم سیکہنے جاتا ہے تو فرشتے اوسکے پاؤن کے تلے اپنے پر بچھاتے چلتے ہین اور فرمایا کہ خوشی سنادو اُن لوگون کو کہ اندہیری رات مین مسجد کی طرف اپنے پاؤن سے آتے ہین قیامت کے دن اُنکے واسطے انعام پورا پورا ہوویگا اور جو عبادت باطن سے تعلق رکہتی ہے سو وہ فکر کرنا ہے اللہ کی قدرت مین اور قرآن شریف کے معنے مین اور آیات کی توجیہات اور ربطات لغت اوسکی مین اور شریعت کے حکمون مین کہ اس حکم مین کیا فائدہ ہے جس سے ہمکو یہ بات حاصل ہو جاتی ہے اوسکو عبادت مین ایسا مزہ آتا ہے کہ کسی چیز مین نہین آتا ہے فکر کی فضیلت مین حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک ساعت کا فکر کرنا ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے کیونکہ اوسمین حق تبارک وتعالی کی وحدانیت کہلتی ہے اور شریعت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور یہی مغز عبادت کا ہے پس فکر عبادت عقل کی ہے جسنے فکر کی اوسنے اپنی عقل کو عذاب الٰہی سے نجات دی اور نفس کی عبادت صبر کرنا ہے تکلیف شرعی پر جیسی چاہیے ویسی چاہیے جیسے کہ گرمی مین روزہ اور جاڑے مین

ف عبادت کان کی

ف عبادت ہاتہون کی

ف عبادت پاؤن کی

عبادت دل کی

ف عبادت نفس کی

ف [illegible]

ف بیان سوگ کا اور عدت کا

وضو اور غسل کا کرنا اور اللہ کیواسطے اپنی مسجدوں میں رہا کرنا یعنے **اعتکاف** کرنا اور صبر کرنا اوپر مصیبت کے جیسے کہ اولاد کا مرجانا یا مال کا برباد ہو جانا اگر کوئی مصیبت سخت پڑ جاوے تو صبر کرے اور اگر بہت سخت دل کو جوش مارے تو رو لیوے مگر نالہ کرنا اور ہاتھہ کو سر پر رکھنے یعنے منہ سے بے صبری کی باتیں بکنی کہ میری کمائی لٹ گئی اور مجھہ پر ظلم ہو گیا اور سوا اسکے جو لوگوں میں ہوا کرتا ہے اور ہاتھوں سے منہ پیٹنے اور گریبان کو چاک کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **حدیث** لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّۃِ یعنے نہیں ہمارے میں سے وہ شخص کہ جو پیٹے منہ کو اور پھاڑے گریبانوں کو اور پکارے پکارنا جاہلیت کا یعنے نوحہ کرے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن نوحہ کرنیوالے کو دوزخ میں گندھک کا کپڑا پہنا کر ڈالینگے اور نوحہ گر پر اللہ اور فرشتے لعنت کرتے ہیں اور نوحہ کرنا کسیپر درست نہیں ہے شریعت میں خواہ نبی ہو خواہ [illegible] حکم شریعت کا سب پر برابر ہے **حدیث** اَلنَّائِحَۃُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَعَلَیْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ یعنی نوحہ گر جسوقت توبہ نکرے پہلے موت اپنی سے تو اوٹھائی جاویگی قیامت کے دن اوسپر ہوویگی ازار گندھک کی اور چادر خارش کی پھر اگر بیٹا یا بیٹی مر گئے ہوں یا باپ بھائی مر گئے ہوں تو اگر عورت تین دن تک سوگ کرے یعنی مسی کاجل بجری اور سرمہ اور مہندی نہ لگاوے اور پان نہ کھاوے اور چوڑیاں اور کپڑا رنگا ہوا نہ پہنے اور عطر نہ لگاوے یہ چیزیں تین دن تک نہ کرے تو درست ہے اور اگر یہ چیزیں کرے تو بھی درست ہے اور سوگ کے حق میں یہ حدیث ہے کہ روایت ہے زینب سے کہ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ حَبِیْبَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ اَبُوْهَا اَبُوْ سُفْیَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ بِطِیْبٍ فِیْهِ صُفْرَۃٌ فَدَهَنَتْ بِهٖ جَارِیَۃً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَیْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَالِیْ بِالطِّیْبِ مِنْ حَاجَۃٍ غَیْرَ اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا یعنے کہا زینب نے کہ داخل ہوئی میں حضرت ام حبیبہ کے گھر میں جسوقت مر گیا تھا باپ اوسکا ابو سفیان بن حرب پھر منگایا ام حبیبہ نے اوبٹنہ کہ زردی اوس میں ملی ہوئی تھی اسپر لے آئی لونڈی اوسکو پھر ملا اوسنے رخساروں کو پھر کہا کہ قسم ہے خدا کی نہیں تھی مجھکو اوبٹنے کی کچھ حاجت مگر سنا ہے میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ہیں

حلال ہے واسطے اوس عورت کے کہ جو ایمان لائی ہے اللہ پر اور روز آخرت پر یہ کہ سوگ کرے میت پر زیادہ تین دن سے مگر خاوند مر جاوے تو ان چیزون کو دس دن چار مہینے تک ہے اس سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے تین دن کے بعد کسی قرابتی کے مرنے میں یا دس دن چار مہینے کے بعد خاوند کے مرنے میں محلہ کی عورتیں جمع ہو کر سوگ موقوف کرا دیوین اور یہ جو لوگوں نے سوگ میں داخل کیا ہے کہ چارپائی پر نہیں سوتے ہیں اور چالیس دن سوگ کرتے ہیں اور ٹاٹ بچھاتے ہیں اور عید اُس سال میں آجاتی ہے تو عید نہیں کرتے ہیں سال بھر تک سویان نہیں بٹتے ہیں اور چالیس دن تک رونا آوے یا نہ آوے صبح کو اوٹھکر اکٹھے ہو کر روتے ہیں اور اوسکے کپڑے بخش جانکر دیڈالتے ہیں اور چہلم کے روز روح نکلواتے ہیں اور قبر پر روشنی کرتے ہیں اور چادر ڈالتے ہیں اور قبرون پر ملکر عورتیں جاتی ہیں یہ سب باتیں بدعت ہیں مسلمانون کو چاہیے کہ ان سب باتون کو پاس جاوے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدعت والے کی نماز اور حج اور عدل اور صدقہ اور نفل اللہ جل شانہ قبول نہیں کرتا ہے سو جو شخص اوپر والی باتون کو جو پہلے بیان ہوئیں بجا لایا اور پچھلی باتون سے پرہیز کیا تو نفس کی عبادت سے فراغت پائی اور اوسکو عذاب الٰہی سے نجات ہوئی اور عبادت ف۲ قلب کی یہ ہے کہ اللہ کے دوستون سے دوستی کرے اور دشمنون سے دشمنی کرے اور اوسکی رحمت کا امیدوار رہے اور اوسکے عذاب سے ڈرتا رہے جس نے یہ کیا اپنے دلکو عذاب سے بچایا اور عبادت روح کی یہ ہے کہ کوشش کرے انوار الٰہی کے مشاہدے کے واسطے جس نے یہ کیا اپنی روح کو اللہ کے غضب سے بچایا اور عبادت ف۳ سر کی یہ ہے کہ اوسکی عبادت میں اپنے سر کو جھکاوے اور مراقب ہو کر بیٹھا کرے جس نے یہ ف۴ کیا تو سر کی عبادت بجا لایا اور وہ عبادت جو مال سے تعلق رکھتی ہے یہ ہے کہ زکوٰۃ دیوے اور صدقہ فطر نکالے اور قربانی کرے اور فقرا علماء حفاظ کی اور اپنے اقربا کی خدمت کرے اور **بعضے لوگ** اپنی قوم اور برادری کی خاطر سے اللہ کی عبادت کو اور اوسکے حکموں کو برباد کرتے ہیں اور اولیا کی ایسی تعظیم کرتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کو چاہیے مثلاً نذرین اور قربانیان اونکے نامون کی دیتے ہیں بلکہ بعضے لوگ اولیا کی قبور کے ساتھ اور اون کے معابد و مساکن کے ساتھ وہ افعال کرتے ہیں کہ جو مساجد میں اور کعبہ شریف میں چاہیے کوئی معابد اور مساکن کی جگہ سر کو رکھتا ہے اور کوئی گرد اونکی قبرون کے پھرتا ہے اور کوئی ہاتھ باندھے نمازی کی طرح روبرو قبرون کے کھڑا ہوتا ہے اور کوئی انکے مساکن میں اون کی

ف۱ بیان سوگ حرام کا

ف۲ عبادت دل کی

ف۳ عبادت روح کی

ف۴ عبادت سر کی

ف۵ عبادت مال کی

صورت کا تصور کرکے بیٹھتا ہے اور خیال نہین کرتے کہ پانچ وقت نمازین کہڑے ہوکر اللہ کے سامنے کہتے ہین ایاک نعبد یعنی ہم تجہی کو عبادت کرتے ہین جو نمازی ہے دل ایسے لوگ بہت شرمندہ ہووینگے کیونکہ حکم ہوویگا کہ یہ بندہ بڑا دلیر ہے کہ پانچ وقت دربار مین آن کر ہمارے سامنے کہتا تہا کہ صرف تجہہ ہی کو عبادت کرتا ہون اور دل مین یہ خیانت بہری ہوئی تہی سو ہمکو چہوڑ کر خدا کی جگہہ رسول کو جانین اور رسول کیجگہہ کسی ولی کو جانین حفظ مراتب سے سب کا اپنا ایمان قائم رہتا ہے جیسا کہ کہا ہے ع اگر حفظ مراتب نکنی زندیقی اور بعضے لوگ عبادت رسمیہ کرتے ہین عبادت رسمیہ اوسکو کہتے ہین کہ مثلاً ایک شخص ہے کہ نماز و روزہ ادا نہین کرتا ہے اور حرام کہانے پینے سے کچہ پرہیز نہین کرتا ہے مگر ناچ نہین دیکہتا اور شراب نہین پیتا اور جوا نہیں کہیلتا ہے پھر کوئی اس سے پوچہے کہ تو یہ کام کیون نہین کرتا ہے تو وہ یون جواب دیتا ہے کہ میرے خاندان مین یہ بات نہین ہوتی ہے اور اشراف لوگ اس کام کو نہین کرتے ہین اور اسکا یہ ناچ نہ دیکہنا اور شراب نہ پینا اور جوا نہ کہیلنا اگرچہ کام بہتر ہے لیکن جو نیت مین فرمانبرداری حکم خدا کا خیال نہین ہے اگر یہ خیال ہوتا تو نماز و روزہ بہی ادا کرتا اور حرام کہانے پینے سے بہی پرہیز رکہتا بلکہ لحاظ اپنے خاندان اور اپنی شرافت کا ہے لہذا اوسکو کچہ ثواب نہ ہوگا کیونکہ خاندان مین اوسکے یہ کام ہوتا تو وہ مقرر ہے کرتا پس گویا وہ پوجنے والا اپنے خاندان کا ہے اللہ کا نہین ہے اور آدمی کو چاہیے کہ اپنے پروردگار کے برابر کسی اور کو نہ جانے اور برابر نہ جاننے کے یہ معنی ہین کہ اوسکی سی تعظیم کسی اور کی نہ کرے اور اوسکی عبادت مین کسی اور کا ساجہا نکرے بحکم آیۃ کریمہ کے فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنے نہ مقرر کرو واسطے اللہ کے ہمسر اور تم جانتے ہو کہ برابر اوسکی کوئی نہین ہوسکتا ہے یعنے اللہ کے کامون مین اور اوسکی عبادت مین اور اوسکی صفات مین کسی اور کا ساجہا نکرو اسمین اللہ کی برابری ہوجاتی ہے جیسا کہ بعضے لوگ غیرون سے اولاد مانگتے ہین اور اونکی نذرین اور منتین قبول لیتے ہین اور جب اولاد ہوتی ہے تو اونکی نام سے اوسکے نام بناکر رکہتے ہین جیسے کہ بندہ علی بندہ حسین عبد النبی مدار بخش سالار بخش اور سوا اسکے اور نام ایسے ہین انکو نرکہنا چاہیے اور ارادات مین شرک یہ ہوتا ہے کہ کہتے ہین اللہ اور رسول چاہیگا تو یون ہوویگا اللہ اور مرشد چاہیگا تو یون ہوویگا چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے ابن عباس

ف بیان حفظ مراتب عبادت و رسول ۱۲

ف عبادت رسمیہ ۱۲

ف کسیکو خدا کے برابر کرنا ۱۲

ہے کہ ایک روز ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ یعنی جو اللہ چاہیگا اور تم چاہوگے تو یہ کام ہو جاویگا حضرت نے فرمایا کہ جَعَلْتَنِیْ لِلّٰهِ نِدًّا یعنی مقرر کرتا ہے تو مجھکو واسطے اللہ کے برابر اور ابن ماجہ اور امام احمد اور نسائی اور ابوداؤد نے حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ بَلْ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ یعنی نہ کہو جو چاہے اللہ اور چاہے فلانا بلکہ کہو جو چاہے اللہ اور پھر چاہے فلانا غرض حاصل کلام کا یہ ہے کہ کوئی یوں نہ کہے کہ اللہ اور تم چاہوگے تو ہو جاویگا بلکہ یوں کہے کہ اللہ چاہیگا اور اوسکے بعد تم بھی چاہو تو ہو جاویگا اور ایک فرقہ پیرپرستوں کا ہوتا ہے سو وہ لوگ اللہ کے علم کے برابر پیروں کے علم کو سمجھتے ہیں اور اپنا حاجت روا جانکر ایسی تعظیم کرتے ہیں جو تعظیم خدا کی چاہیئے جیسے سجدہ کرنا اور اونکے واسطے کلمات ندائیہ خلاف شرع زبان پر لاتے ہیں یہ امور درست نہیں اور بعضے لوگ شیخ سدو کے نام کا ذکر کرتے ہیں مانند نام خدا کے اور صبح کو وظیفے کی طرح سے پڑھتے ہیں اور بعضے لوگ سوا اوسکے کا روزہ رکھتے ہیں کوئی حضرت بی بی کے نام کا روزہ رکھتا ہے اور کوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام کا رکھتا ہے اور کوئی حضرت خضر علیہ السلام کے نام کا رکھتا ہے سو یہ درست نہیں اور جاننا چاہیئے کہ جیسے عبادت سوا حق تعالی کے کفر ہے ویسی ہی متابعت بالاستقلال سوا اوسکے کفر ہے اور شرک ہے اور متابعت بالاستقلال اوسکو کہتے ہیں کہ اس شخص کے حکم اور تقلید کو واجب جانے اگرچہ اللہ کا حکم اوسکے خلاف ہووے اس متابعت کو اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ یعنی پکڑا ہے اونہوں نے اپنے مولویوں کو اور درویشوں کو خدا سوا اللہ کے اور مسیح بیٹے مریم کو اور جن لوگوں کی متابعت فرض ہے بحکم خدا سو وہ چھہ گروہ ہیں ایک تو انبیا ہیں دوسرے مجتہدان شریعت ہیں اور تیسرے سلاطین دین اور اونکے نائب اور چوتھے جورو کو خاوند کی متابعت فرض ہے اور پانچویں اولاد کو والدین کی اطاعت فرض ہے اور چھٹے غلام کو مولی کی اطاعت فرض ہے لیکن مطلق متابعت انکی بھی فرض نہیں ہے کیونکہ حضرت صلعم نے آپ اپنے حق میں فرمایا ہے اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ مِّنْ اُمُوْرِ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا یعنی تم خوب جانتے ہو امور اپنے دنیا کے مگر جس وقت حکم کروں میں تمکو ساتھ امور دینی کے

پس پکڑ لو اوسکو یعنے دنیا کے کام تم خوب جانتے ہو اسواسطے کہ کام کرتے رہتے ہو سو اگر دنیا کی مقدمہ مین کوئی حکم دوں مین تو اوسکو غور کرو اگر مناسب ہووے ہی تو بجا لاؤ اور نہین تو کچھ ضرور نہین مگر جب دین کی بابت کوئی بات مین بتاؤن تو اوسکو اوسیوقت پکڑ لو اور حدیث مین آیا ہے کہ بریرہ ایک لونڈی تہی کہ اوس سبب آزاد ہونیکے اپنی خاوند کو چھوڑ دیا تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا کہ اپنے خاوند سے تو پہر نکاح کر لے اوسنے کہا آیا آپ رسالت کی راہ سی حکم دیتے ہین یا سفارش کی راہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفارش کی راہ سی کہتا ہوں اوسنے کہا کہ مین نہین اوسکو اختیار کرتی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا حال تو معلوم ہوا یعنے امور دنیا مین موافق مصلحت کے کیا چاہیے جو خلاف شرع نہ ہووے اب باقی رہی پانچ گروہ مذکور سو اون کے حق مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ یعنے متابعت مخلوق کی درست نہین بیچ گناہ خالق کے یعنے جسمین گناہ خالق کا ہو اوس مین متابعت مخلوق کی نکرے غرض حاصل کلام کا یہ ہے کہ ایاک نعبد کہنا اوسوقت کام آویگا کہ مطلق کفر اور شرک سے پرہیز کرے اور بندہ جسوقت سچے دل سے ایاک نعبد کہتا ہے تو حق تبارک وتعالی اوسکے جواب مین فرماتا ہے کہ سچ کہتا ہے بندہ میرا مجھے کو عبادت کرتا ہے اور جسوقت زبان سی ایاک نعبد کہتا ہے اور دل مین شرک بھرا ہوتا ہے تو اوسکی جواب مین فرماتا ہے کہ جھوٹ کہتا ہی مجھکو عبادت نہین کرتا ہے بلکہ غیرون کی عبادت کرتا ہے واللہ اعلم

وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

یعنے تجھی سے مدد چاہتے ہین ہم

عبادت کے بعد اس لفظ کو اسواسطے بیان کیا ہے کہ عبادت کرتے کرتے تکبر پیدا نہ ہووے عبادت کی کر نہین اوسی کی مدد چاہنا گویا یون عرض کرتا ہے کہ تیری عبادت بغیر تیری مدد کے نہین ہوتی ہی اور دوسری وجہ اس لفظ کے لانے کی یہی ہے کہ جہاں مین تین گروہ ہین ایک جبریہ دوسرے قدریہ تیسرے اہل سنت سو مذہب جبریونکا یہی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ ہم کچھ اختیار نہین رکھتے اور مانند سنگ اور چوب کے ہین اور بے اختیار حرکت ہم سے ہوتی ہی ہم اپنے اختیار سی کچھ نہین کر سکتے ہین اور قدریہ کہتے کہ ہم اختیار تمام رکھتے ہین اور حرکات افعال ہمارے سے جو ہوتے ہین سو وہ ہماری ایجاد سے ہوتے ہین سو یہ دونون گروہ مردود ہین اسواسطے کہ جبریہ کے قول سے ابطال شریعت کا لازم آتا

ہے کیونکہ تکلیف شریعت کی بے اختیار پر نہین ہوتی ہے اختیار والی پر ہوتی ہے جانور و بیرا[ن]کی طرح تکلیف
نہین ہے کہ بے اختیار ہین اور قدریہ کے قول سے خالقیت الٰہی مین شرکت لازم آتی ہے کہتے ہین کہ جو افعال
ہم سے صادر ہوتے ہین سو وہ ہماری ایجاد سے ہوتے ہین نیک فعل ہو یا بد فعل ہو سب کے موجد ہم ہین
اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ لوگ بیمار ہووین تو اونکی عیادت نہ کرو اور اگر مر جاوین
تو اونکی جنازہ پر نہ حاضر ہو اور نہ انکی نماز پڑھو اور نہ اون سے سلام کرو لیکن **جاننا چاہیے** کہ ایک
اور لوگ ہین سو وہ بھی اوس مین داخل ہین اور ہمارے بیچ مین بہت ملے رہتے ہین سو انکا مذہب یہ ہے
کہ جو افعال نیک ہین اونکا موجد حقتعالی ہے اور جو بد ہین انکے موجد ہم ہین سو انکا حکم اور قدریہ کا
حکم برابر ہے یعنے نہ ابتداء اسلام اون سے کیا چاہیے نہ اونکی جنازہ کی نماز پڑھا چاہیے اور نہ عیادت
کیا چاہیے سو نعبد لفظ انکا عقیدہ رد کرنے کے واسطے فرمائی ہین ایاک نعبد سے جبریون کا عقیدہ رد
ہوتا ہے کیونکہ جب مانند سنگ اور چوب کے بے اختیار ہوئے تو عبادت کیونکر ہو سکے اور ایاک نستعین
سے عقیدہ قدریون کا رد ہوتا ہے کیونکہ جب بالکل افعالون کے موجد ہم ہوئے تو مدد طلب کرنا کیا ضرور
ہے اور اہل سنت کہتے ہین کہ عبادت ہم اپنے اختیار سے کرسکتے ہین لیکن توفیق تجھی سے مانگتے
ہین اسواسطے کہ بے توفیق تیری کے عبادت نہین ہوسکتی ہے اور **جاننا چاہیے** کہ مدد طلب کرنی
غیر سے اس طور پر کہ اعتماد بالکل اوسپر کرنا اور مظہر عون الٰہی کا اوسکو نہ سمجھنا بلکہ اپنا نافع اور مضر
اوسکو جان لینا اور اوسکو قادر مختار بالاستقلال سمجھنا اس طرح کی استعانت حرام ہے اور فاعل
اوسکا مشرک ہے اور اگر غیر کو مظہر عون اور قدرت الٰہی کا سمجھے اور بطریق مشروع اوس سے مدد طلب
کرے تو جائز ہے غرض اسکی ایک مثال ہے کہ اوسکے سمجھنے سے استعانت کے معنے خوب سمجھ مین آجاوینگے
مثلاً ناودان مین سے جو پانی گرتا ہے تو چھت پر سے ہوتا ہے جب تک آتا ہے اور جس روز چھت پر پانی
نہ ہوگا اوسی روز ناودان مین سے آنا بند ہو جاویگا مگر احمق لوگ جانتے ہین کہ ناودان ہی مین سے پانی
نکلکر ہمیشہ گرتا ہے اور ہوشیار لوگ جانتے ہین کہ ناودان تو اوسکے آنیکا رستہ ہے لیکن آتا ہے چھت پر
سے پس اسطور کا فرق مشرک اور موحد مین ہے جو کسی کے ہاتھ سے مسلمانونکو فائدہ ہوتا ہے تو وہ اوس
شخصکو یون جانتا ہے کہ یہ گویا ناودان ہے خزانہ الٰہی کا سو خاوند میرا اپنے خزانہ سے اس ناودان کی راہ
پانی میرے اوپر گراتا ہے اور مشرک جانتا ہے کہ یہ ناودان اپنے پاس سے مجھکو دیتا ہے یہ سمجھ کر طرح

فائدہ دربیان استعانت

طرح کی اوس نادان کی خوشامد کرتا ہے اور کھڑا ہوکر اوس نادان سے مانگتا ہے کہ اے نادان مجھ کو نانی
دہ سو مسلمانون کو چاہیے کہ تمام مخلوقات کہ نادان الٰہی یقین کرے اور جانے کہ یہ سب خاوند کے
دنیوی کی راہین مین جس بازار کی راہ چاہیے شہیر اشیاء سے مگر اوسے سطرح سے استعانت کرنی چاہیے
لیکن جو استعانت درست نہین ہے وہ یہ ہی کہ ہر جا اور ہر وقت کسی بندے کو پکارنا اور یقین کرنا کہ وہ
سنتا ہے اور بیٹھتے اوٹھتے اوسکا نام لینا اور کہانے کے وقت اوسکے نام کو یاد کرنا بدلے بسم اللہ کے یا
حضرت امام جعفر صادق کہنا اور مصیبت کے وقت اوسکی دہائی دینی اور اوسکا نام لیکر تلوار مارنی
اور اوسکی نام کی چھڑی بنانی اور لڑکون کے سر چوٹی اوسکے نام کی رکھنی اور پاؤن مین بیڑی ڈالنی
اور اوسکو فقیر بناکر بھیک منگوانا اور اوسکی گلے مین طوق ڈالنا اور زنجیر پہنانا اور بہوانی کی سواری
سمجہ کر گدہے کو اپنے دامن سے دانہ کہلانا اور اولاد کے جینے کیواسطے تعزیہ بنانا اور مسدار رکھنا اور
چبوترہ طیار کرنا یہ سب استعانت حرام ہے اور بعضی لوگ جو راہ مین چاول پکا رکھتے ہین اور جابجی
کتے کو ڈہونڈہ کر کہلاتے ہین اور بعضی شہید کا طاق جانکر شیرینی چڑہاتے ہین یہ سب نذر شیطانی
کی ہے غرض ایاک نستعین کو واسطے صاف ہوکر کہے کہ اوسے خطاب معلوم ہو کہ سچا ہے بندہ میرا
نقل ہے شیخ سفیان ثوری کی کہ مین ایک روز نماز مغرب کی امامت کرتا تہا جب ایاک
نستعین کہا ڈرا کہ قیامت کے دن ایسا نہ ہو کہ یون کہین مجھکو اے جھوٹے وایاک نستعین کہتا جاتا
تہا اور بادشاہون سے روزی طلب کرتا جاتا تہا سو یہ مجھکو یاد آیا تو ڈرا مین کہ کیا جواب دونگا پس
مسلمان کو چاہیے کہ شرم کرے کہ پانچ وقت کھڑا ہوکر کہتا ہے وایاک نستعین اور پھر روزی طلب
کرتا ہے اورون سے اور معالم التنزیل مین لکہا ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام بیماری سخت مین گرفتار
ہوئے اور بہت مدت ہوگئی تو شیطان نے دیکہا کہ یہ شخص میرے فریب مین نہین آتا ہے تو ایک روز اپنی
قوم کو جمع کیا اور کہا ایوب نے مجہہ کو تہکا دیا اور میرے کسی فریب مین نہین آتا ہے اونہون نے کہا
کہ تو آدم کے پاس جس رستے سے گیا تہا اوسی رستے سے اوسکے پاس بہی جا پہر ابلیس صورت حکیم کی بناکر
ایک صندوقچہ دوا کا لیکر جس راہ سے حضرت ایوب کی بی بی گذر کرتی تہین اوس راہ پہ جو بیٹہا
اوس بی بی نے حکیم جانکر پوچہا کہ اے شیخ میرا خاوند بیمار ہے اوسکی بہی دوا تیرے پاس ہے اوس نے
کہا کہ ایک دوا بہت مجرب ہے لیکن اوس مین شرط یہ ہے کہ وہ بیمار دوا کہا کر یون کہے کہ مجہہ کو

توبے شعادی ہے تو وہ دوا جلد اثر کریگی اور اوسکو شفا ہو جاویگی اوس بی بی نے جاکر یہ قصہ حضرت ابوبکرؓ سے کہا اونہون نے سنکر فرمایا کہ وہ ابلیس ہے اور چاہتا ہے کہ کسیطرح ابوبکرؓ غیر سے مدد چاہے اور جناب حقتعالی سے نکال جاوے تو اوس کے پاس کیون کھڑی ہوئی تھی قسم خدا کی اچھا ہوکر سو لکڑیان تجھکو مارونگا اور بی بی کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور بولنا موقوف کیا سو مسلمان کو چاہیے کہ سوا اللہ جلشانہ کے کسی سے مدد نہ چاہے اور زمین اور آسمان مین جتنے لوگ ہین سب کو اُسی کا محتاج جانے اور جاننا چاہیے کہ ہر رکعت مین جو بار بار اس سورہ کا پڑھنا مقرر ہوا ہے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ جب نمرود نے حضرت ابرہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالا تہا تو ہاتہہ پاؤن خوب جکڑے تہے کہ حضرت ہرگز ہل نہ سکتے تہے اوسوقت حضرت جبریل تشریف لائے اور کہا کہ اے ابرہیم اگر کہو تو مین تمہاری مدد کرون حضرتؑ نے کہا کہ مین تمہاری مدد نہین چاہتا ہون سو اس عقیدے کو حقتعالی نے بہت پسند کیا اور مدد فرمائی پہر اس امت کو حکم دیا کہ ہر رکعت مین ایاک نعبد و ایاک نستعین کہا کرو کیونکہ جب حضرت ابراہیم کے ہاتہہ بندہے تہے تو وہ یہی کہتے تہے کہ تجہی سے مدد چاہتا ہون مین سو نماز مین تمہارے ہاتہہ اور پاؤن بندہے ہوتے ہین سو تم بہی یہی کہا کرو کہ تجہی کو عبادت کرتے ہین ہم اور تجہی سے مدد چاہتے ہین ہم جیسے پہلے اوسکی مدد کی تہی ہاتہہ اور پاؤن بندہے پر ویسی ہی ہم تمہاری بہی مدد کرینگے گویا یون کہے کہ خداوندا ہاتہہ سے اسوقت کام نہین کر سکتے آنکہہ میری دیکہہ نہین سکتی سو ایسے وقت مین تجہہ ہی سے مدد مانگتا ہون غرض حضرت ابرہیم کے قصے کو تفسیر مین دیکہہ لیوین اور جان لیوین کہ ایاک نستعین کے یہ معنے ہین اور جاننا چاہیے کہ جو لوگ سوای اللہ جلشانہ کے اورون سے مدد مانگتے ہین وہ سب قیامت کو اونکے دشمن ہوجاوینگے چنانچہ قرآن شریف مین فرمایا ہے وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَقُولُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ۝ قَالُوْا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَنَا اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۝ یعنے اوس روز جمع کریگا اللہ انکو کہ جنکو پوجتے تہے سوا اللہ کے پہر فرماویگا اونکے معبودون کو کیا تمنے گمراہ کیا میرے بندونکو یا وہ خود بہول گئے راہ کو بولینگے پاک ہے تو نہین لائق

ہے ہمکو کہ پکڑین پیچھے تیرے کوئی حمایتی اور لیکن مراد پوری کی تو نے انکی اور اونکے باپ دادا کی یہانتک
کہ بھول گئے نصیحت کو اور ہو گئے یہ لوگ ہلاک پھر فرماویگا کہ معبود تمہارے جھٹلاتے ہین جو تم کہتے تھے
پس نہین طاقت رکھہ سکتے تم عذاب کے پھیرنے کی اور مدد کرنے کی اور جس نے شرک کیا تم مین سے
چکھاوینگے ہم اوسکو عذاب بڑا یعنے جب اللہ پاک پوچھیگا بعضے رسولون سے اور اولیاؤن سے
کہ تم نے میرے بندونکو کہا تھا کہ تم ہم سے مانگا کرو یا وہ اپنی حماقت سے مانگتے تھے وہ عرض کرینگے
کہ تو نادانی اور جہالت سے پاک ہے ہمسے پوچھنے کی تجھہ کو کیا حاجت ہے اور ہمارا کیا مقدور ہے کہ
ہم سکھاوین کسی کو کہ تم اللہ کو چھوڑ ہم سے مانگا کرو کیونکہ ہم خود محتاج ہین تیری حمایت کے لیکن
اونکے مانگنے کی ہم سے یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ لوگ مرادین مانگتے تھے ہم سے اور تو اپنی رحمت سے
اُنکی مرادین پوری کرتا تھا یہ اپنی حماقت سے جانتے تھے کہ اونہون نے ہماری مرادین پوری کی ہین ۔
حالانکہ ہماری طرف دوڑتے اور نذر نیاز ہماری کرتے تھے یہانتک ہوا کہ میری نصیحت کو بھول گئے
اور ہلاکت مین اپنی جان کو ڈال دیا پہر اللہ تعالی فرماویگا کہ تم جو انکو قاضی الحاجات کہتے تھے سو وہ
جھٹلاتے ہین تمکو اور کہتے ہین کہ ہم خود محتاج ہین حمایت کے سوا اونکے آپ امیدوار نہو اور
خود بھی طاقت نہین رکھتے ہو کہ عذاب کو اپنے سے دفع کر دیا اپنی آپ مدد کرو اور ہماری دربار مین
یہ قاعدہ ہے کہ جس نے تم مین سے شرک کیا چکھاوینگے ہم اوسکو بڑا عذاب اور اہل تفسیر نے لکھا ہے
کہ یہ آیت مقبولون کے حق مین ہے جیسے کہ حضرت عیسی اور حضرت عزیر وغیرہ مین غرض آدمی کو
چاہیے کہ حضرت حق کے ساتھہ کسی کو شریک نہ کرے خواہ وہ شخص مقبولون مین ہو یا مردودون مین
ہو کیونکہ حق تعالی کی ذات پاک دونون سے بری ہے مگر ان سے دعا کروانا اسواسطے کہ اونکی دعا اکثر مقبول
ہوتی ہے لیکن یون نہ جانو کہ کوئی دعا انکی رد نہین ہوتی ہے بلکہ یون سمجھو اگر اللہ چاہے قبول
کرے چاہے رد کرے کیونکہ اللہ جلشانہ کسی سے خوف کر کے نہین کرتا ہے اور اپنے ارادے کو سبکے
ارادے پر غالب رکھتا ہے اور جاننا چاہیے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے
ابوجہل اور ابی لہب اپنے چچا کے حق مین بہتیرے دعا کی قبول نہ ہوئی اور بزرگ لوگون کو ہر وقت
عالم الغیب نہ جاننا چاہیے لیکن اتنا عقیدہ رکھے کہ حق تعالی جب چاہتا ہے انکو کوئی بات معلوم
کروا دیتا ہے اور یہی معنی ہین خرق عادت کے اور اگر ہر وقت اون سے کرامت ہوا کرتی تو وہ عادت

بیان عالم الغیب

ہوجاتی خرق عادت نام رہتا اور دوسری مثال اوسکی یہ ہے کہ حضرت یوسف کنعان کے پاس کوئین مین تہے
اور حضرت یعقوبؑ کو یہ معلوم ہوا جب اللہ جلشانہ نے چاہا تو مصر سے ہوا کے ساتھ خبر پہنچائی اور
پانچ چیزون کی خبر کسیکو نہین ہے یہانتک کہ اگر کوئی کہے کہ جناب محمد رسول اللہ ان پانچون کو جانتے
تہے تو جان لیجیے کہ یہ افترا کرتا ہے اور وہ پانچون یہ ہین کہ ایک قیامت کا آنا کہ کب آویگی
دوسرے مینہ کا برسنا اور تیسرے شکم کا حال دریافت کرنا کہ لڑکی ہے یا لڑکا گورا ہے
یا کالا ہے پست قد ہے یا بلند قد ہے سعید ہے یا شقی ہے اور چوتھے آگے کا حال معلوم کرنا کہ
کل مجہسے کیا فعل ہوگا اور پانچوین یہ دریافت کرنا کہ مین کس زمین مین مرونگا اور جاننا

ف بیان لفظ حق

چاہیے کہ فقہا نے لکہا ہے کہ بحق فلان کرکے دعا نکرنی چاہیے کیونکہ حقتعالی پر کسیکا حق
واجب نہین ہے مگر حق واگر یہ مراد رکہے کہ وہ حق جو تو نے وعدہ کیا ہے اپنی رحمت سے اس بندے
کو اس حق کے دینے کا تو مضائقہ نہین ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ خدا کا حق بندے پر اسکی
عبادت کرنا ہے اور بندیکا حق اوپر خدا کے بخش دینا ہے سو اسجگہہ حق وعدہ مراد ہے کہ حق
تعالی نے اپنی رحمت سے وعدہ کیا ہے بخشش کا اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ یہ لوگ بڑے

ف رفع شبہ

بے ادب ہین کہ نبی کو اور ولی کو اور بت کو شرک مین برابر ذکر کرتے ہین لیکن یہ نہین جانتے
ہین کہ متقدمین نے بہی اسیطرح کہا ہے جنکے ہم پیرو ہین اور انکے کہنے پر چلتے ہین کہ انہون
نے محمد رسول اللہ کو اور لات اور عزی کو شرک کے باب مین ایک جگہہ بیان کیا جیسے کہ فقہ مین
ذبیحہ کے باب مین لکہا ہے کہ جو کوئی بسم اللہ واللّات والعزّی کہکر ذبح کرے یا بسم اللہ محمد رسول
اللہ کہکر کرے تو دونون شکلون مین وہ ذبیحہ حرام ہوجاتا ہے سو اب غور کرکے دیکہو کہ یہ بے
ادبی کہانتک ہوسکتی ہے معاذ اللہ منہا اور بعضے لوگ اپنے کہیتون مین اور باغون مین اپنے
بزرگون کے نام کا غلہ مقرر کرتے ہین اور جانتے ہین کہ اونہون نے مدد کرکے برکت دی ہے اور یہ نہین جانتے
ہین کہ پیدا کرنے مین اختیار کسیکا نہین ہے سوا اللہ کے اسواسطے اللہ نے فرمایا ہے سورہ انعام مین
کہ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ یعنے جس روز کاٹو تم کہیتون
کو اسیروز حق نکالو تم اللہ کا اور بیجا خرچ نکرو یعنے اور کسی کی نیاز ونذر نہ نکالو اور اللہ دوست
نہین رکہتا بیجا خرچ کرنیوالون کو یعنے پیدا کرے اللہ اور نیاز کرو تم اور ونکی ایسے لوگون کو اللہ

دوست نہین کہتا ہے بلکہ دشمن کہتا ہے اور بعضی لوگ ہندون کے نام کا جانور مقرر کرتے ہین کوئی میران کے نام کا کرتا ہے اور کوئی سید احمد کبیر کے نام کا کرتا ہے اور کوئی ٹھیلہ کا مرغ مقرر کرتا ہے اور کوئی بزرگون کے نام پر سانڈ بنا کر چھوڑتا ہے اور اللہ صاحب نے اس آیت مین اسکا اشارہ بھی فرمایا ہے وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ یعنے پیدا کیا ہے اللہ نے جانورون مین سے بوجھ اٹھانے والون کو اور ذبح کے واسطے نیچے گردن کرنے والون کو کھاؤ تم جو دیا ہے تم کو اللہ نے اور مت چلو تم قدمون پر شیطان کے مقرر وہ تمہارا دشمن ہے ظاہر یعنے بعضے جانورون کو اللہ نے بوجھ اٹھانے کے واسطے پیدا کیا ہے سو یہ نہ کیا کرو کہ کسی کے نام کا چھوڑ رکھو اور بوجھ لادنیکو منع کرو اور بعضون کو کھانے کے واسطے مقرر کیا ہے اور کسی کی نیاز نکالنے کیواسطے مقرر نہین کیا ہے یہ نیاز کا نکالنا سدون کے واسطے شیطان کے قدمون پر چلنا ہے اور وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے کہ ہر وقت یہی چاہتا ہے کہ تم جنت سے محروم رہو اور دوزخ مین ڈالے جاؤ واللہ اعلم

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

یعنے دکھا ہم کو راہ سیدھی

اور راہ سیدھی سے مراد اسجگہہ قرآن شریف اور حدیث ہے کہ جو خالی ہے بدعت سے اور عصیان سے لیکن ہر کوئی اپنی راہ کو سیدھی جانتا ہے اسیواسطے آگے فرمایا ہے کہ مطلق راہ نہ طلب کرو بلکہ یون کہو

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

یعنے راہ اون لوگون کی کہ نعمت کی تو نے اوپر انکے

سو وہ راہ چار فرقون کی ہے انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کی سو نماز مین جسوقت اسجگہہ پہونچے تو ان چار فرقون کی راہ کو طلب کرے لیکن جاننا چاہیے کہ نبی کسکو کہتے ہین اور صدیق کسی کہتے ہین اور شہید کی کیا صفت ہے اور صالح کسکا نام ہے سو جان لے کہ نبی وہ انسان ہے کہ قوت نظریہ اور عملیہ مین مرتبہ کمال کا رکھتا ہو اور خدا تعالی نے اوسکو واسطے ہدایت خلائق کے مبعوث کیا ہو اور ہر آدمی کو دو قوتین دی ہین ایک قوت نظریہ دوسری قوت عملیہ قوت نظریہ اسکو کہتے ہین کہ ہر چیز کو اوس قوت سے پہچان لیوے اور قوت عملیہ اوسکو کہتے ہین کہ جو نیک اور بد آدمی

سے ہوتا ہے اوسی قوت سے صادر ہوتا ہے سو حقتعالی ہی کہ بلاواسطہ تربیت فرماتا ہے سو اسطے کہ تاثیر انوار کی اوسکی قوت نظریہ میں ایسی بخشتا ہے کہ غلطی اور شبہ اسکی راہ مین ہرگز نہین پڑتا اور اسکی قوت عملیہ کو ایسا ملکہ دیتا ہے کہ سبب اوسکی ہر نیکی اوس سے رغبت کے ساتھ ہونے لگتی ہے اور ہر بدی سے محفوظ رہتا ہے یہانتک کہ معصوم ہوجاتا ہے اور سبب قوت عملیہ کے عقل اوسکی کمال کو پہونچ جاتی ہے اوسکے بعد خلقت کی تعلیم کے واسطے اوٹھایا جاتا ہے اور اسکی طرف وحی آتی ہے اور عوام کے واسطے معجزے اوسکے ہاتھ سے ظاہر ہونے لگتے ہین اور خواص کے واسطے اوسکا اخلاق کریمہ بخشتی ہین اور علوم صادقہ نصیب کرتے ہین اور بیان شافی اور حجت واضح اوسکو عطا فرماتے ہین اور صحبت مین اوسکی انوار برکات پیدا کرتے ہین اور **صدیق** وہ ہے کہ قوت نظریہ اوسکی مثل قوت نظریہ انبیا کے ہوتی ہے خواہ نبی ہو خواہ نہ ہو اور ابتداے عمر سے جھوٹھ نہین بولتا ہو اور عمل اوس کے ایسے خالص ہوتے ہین کہ نفس کا ہرگز لگاو نہین ہوتا ہے اور اسکی نشانی یہ ہے کہ اپنے قصد مین تردد نہ کرے یعنے اللہ پر توکل کرکے اوس کام کو کرنے لگے اور اسباب پر چندان خیال نہ کرے اور اگر نماز مین اوسکو بڑی سے بڑی حاجت آ جاوے تو ادہر ادہر نہ دیکھے بلکہ سواے خیال حقتعالی کے دوسری طرف خیال نہ کرے اور ظاہر اور باطن مین ایکسان ہووے اور خواب کی تعبیر خوب جانے اور **شہید** وہ ہے کہ جو حکم نبی نے اوسکو پہونچا دیا ہے اوس حکم کو ایسے یقین کے ساتھ قبول کرے کہ گویا آنکھون سے دیکھتا ہے اور اللہ کی راہ مین اپنی جان دینے کو سب چیز سے آسان جانے گو وہ شہید ہو یا نہ ہو اللہ کے نزدیک وہ شہید ہے اور قوت عملیہ اوسکی اپنے کمال مین نزدیک قوت انبیا کے ہوتی ہے اور **صالح** وہ ہے کہ ظاہر اپنے کو گناہون سے پاک کرے اور باطن اپنے کو برے عقیدے سے باز رکھے اور بدخلقی سے دور رہے اور یاد حق مین ایسا محو ہوجاوے کہ گنجایش دوسری چیز کی اوسکے دل مین نہ ہے یہانتک اون سبکی جدا جدا تعریف ہوچکی پھر جو باتین کہ شامل ہین ان چارون کو وہ یہ ہین کہ حقتعالی اونکو دوست رکھتا ہے اونکو رزق کی کفالت کرتا ہے بلکہ عزت سے دیتا ہے کہ امیرونکو اوس عزت سے نہین ملتا اور ظاہر مین اونکو سب لوگون سے امتیاز دیتا ہے اور اونکے دشمنون سے اونکو محفوظ رکھتا ہے اور اونکے دلون مین اپنی عزت اور عظمت ڈالتا ہے کہ اوسکے سبب سے کسی بادشاہ اور امیر کی عزت کو خیال مین نہین لاتے اور

ف۱ معنے صدیق کے

ف۲ معنے شہید کے

ف۳ معنے صالح کے

ف۴ خصائل ہر چہار فرقہ مذکورہ

کلمہ حق کہدیتے ہین اور اُنکی خدمت کے واسطے کمر ہمین باندھتے ہین اور حق تعالی اُنکی ہمت کو بلند کردیتا ہی کہ ہرگز دولت دنیا کا خیال نہین کرتے ہین اُنکی دلونکو روشن کردیتا ہے کہ اوس سے حق تعالی کے اشارہ کو سمجھ جاتے ہین چنانچہ ایک بزرگ کی نقل ہے کہ کہتے ہین کہ جب مجھہ کو رکوع کرنیکو فرماتا ہے جب مین رکوع کرتا ہون اور جب کہتا ہی کہ سر اوٹھا اوسوقت مین سر اوٹھاتا ہون اور اُنکے سینے کو کھولدیتا ہے کہ کوئی مصیبت دنیا کی اُنکو معلوم نہین ہوتی ہے اور اوس مصیبت مین تنگ نہین ہوتے ہین چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتا ہے کہ جیسا کہ تم ترقی مین خوش ہوتے ہو ویسا ہم تنگی مین خوش ہوتے ہین اور اُنکی صورت تو نہ ہیبت ڈالتا ہی کہ بڑے بڑے بادشاہ جبار اوسی کانپتے ہین اور بڑے سرکش اونسے دبکر چلتے ہین لیکن جاننا چاہیے کہ بعضے فرقے دعوی کرتے ہین کہ ہم اون بزرگون کے طریقہ پر ہین اور اپنی نسبت اُنکی طرف کرتے ہین اور لوگون کو فریب دیتے ہین کہ ہم اُنکے گروہ کہلاتے ہین اور حال یہ ہی کہ اونکے طریقے سی محض خلاف ہین جیسے کہ یہود و نصاری کہ اپنی نسبت انبیا کی طرف کرتے ہین اور اُنکے طریقے پر عمل نہین کرتے اور جیسے شیعہ کہ اپنی نسبت اماموں کیطرف کرتے ہین اور متابعت اُنکی قول و فعل کی نہین کرتے بلکہ تعزیہ داری اور نوحہ اور ماتم جو ممنوعات شرعیہ ہین اور کسی امام سے یہ امور ثابت نہین عمل مین لاتے ہین اور اسکو عین محبت جانتے ہین اسیطرح فرقہ جلالیہ و مداریہ وغیرہ کہ اپنی نسبت بزرگون کیطرف کرتے ہین اور اُنکے خلاف راہ چلتی ہین جیسے کوئی سر پر چوٹی رکھتا ہے کوئی چار ابرو کی صفائی کرتا ہے اور کوئی مزامیر کو کہ جو باتفاق حرام ہے اوسکو حلال جانتے ہین سو اُنکے دعوی کے باطل کرنے کے واسطے ایک عبارت اور فرمائی اسواسطے کہ وہ راہین ان بزرگون کی طرف نسبت کرنے سے ظاہر مین مستقیم معلوم ہوتی ہین اور حقیقت مین اُن لوگون نے اس راہ کو بہت بگاڑ دیا ہے سو اسکے سوا اُسکی واسطے یون کہو

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

یعنے نہ راہ اون لوگون کی کہ غصہ کیا گیا اُنپر اور نہ راہ گمراہونکی

گویا یون تعلیم فرمایا کہ مطلق راہ مستقیم ہی جسطرح پر ہو نہ مانگا چاہیے کیونکہ مغضوب اور گمراہ لوگون نے اُس راہ کو خراب کر دیا ہے سو اُنکے کہے پر نہ چلو بلکہ ہم سے یون کہو کہ خداوندا وہ راہ ہمکو نصیب کر کہ جو حقیقت مین راہ بزرگون کی ہی اور وہ راہ نہ دکھا کہ جس مین ہمپر تیرا غضب ہووے اور ہم گمراہ ہو جاوین

اور جاننا چاہیے کہ راہ مستقیم جب حاصل ہوتی ہے کہ بدعت کو اور زیادتی اور کمی کو ترک کرے
اور سنت رسول اللہ کو اختیار کرے اور بدعتین بہت سی ہین اس مختصر مین بیان نہین ہو سکتی ہین
مگر تھوڑا سا بطور نمونے کے بیان سنا چاہیے مثلاً غمی کے بیچ مین سیکڑون روپیے بیجا صرف کرتے
ہین جو بہی مفلس اور قرضدار ہو جاتے ہین اور مردون کو بہی فائدہ نہین پہونچتا ہے مردے کے پیچھے
سال بہر تک طرح طرح کے رسوم اور بدعات کرتے ہین کہین سوم کے روز تکلفات رسمیہ کرنا اور
اسراف مال کا بیجا کرنا مثلاً مجلس سوم کے منعقد کرے واسطے قرآن خوانی اور کلمہ خوانی کے اور اُس
مین حقہ پینا اور بیہودہ باتین کرنی اور قرآن شریف کی تعظیم نہ کرنی اور سوا اسکے اور فضول کام
کرے اور اُس روز کہانا پکا کر برادری والون کو اور اغنیا کو کہلانا اور اُس مین کئی طرح سے قباحت
ہے اکثر یہ بات ہی کہ ورثہ یتیم ہوتے ہین وہ مال انکا حق ہوتا ہے اونکے مال کو بے وجہ شرعی کہانا حرام
ہے اور کبہی اوس مال مین حق شرکا کا ہوتا ہے تو اُس مال کو بدون تقسیم کے صرف کرنا درست نہین
ہے اور اکثر یہ بات بہی ہے کہ میت قرضدار ہوتا ہے تو پہلے اوسکے ادائے قرضہ کرنا چاہیے بدون
ادائے قرضہ کے خواہ مخواہ تکلفات مین صرف کرنا نہ چاہیے اور اسیطرح سے حکم دہم و بستم
و چہلم اور ششماہی اور سالانہ کا کہ اُن دنون مین واسطے نموداری کی اور بخوف طعن برادری کے
یہ سب تکلیفین اُٹہاتے ہین اور اگر روپیہ نہین ہوتا ہے تو سودی روپیہ قرض نکلواتے ہین
اور اگر سودی بہی نہین ملتی ہین تو مکانات گرو کرتے ہین اور رسوم بیجا مین خرچ کرتے ہین اور
قبرونکو پختہ کرواتے ہین اور اُنپر روشنی کرتے ہین اور اُنپر چادر اور غلاف ڈالتے ہیں اور چالیس
دن تک زبردستی روتے ہین اور چہلم تک لحد پر چراغ روشن کرتے ہین اور چالیسوین کو روح
نکلواتے ہیں اور چارپائی پر چادر بچہاتے ہیں اور اوسکے تلے خاک بچہاتے ہین جو رات کو کوئی
شیطان یا کوئی جانور اوس پر پہر جاتا ہے اوسکو جانتے ہیں کہ فلانے کی روح اس قالب مین آئی نعوذ
آواگون کے قائل ہوتے ہین اور اُس مردہ پر نوحہ کرتے ہین اور ٹاٹ بچہاتے ہین اور سر پیٹتے
ہیں اور اسیطرح اپنی شادیون میں بیہودہ خرچ کرتے ہیں کہین ناچ کرواتے ہین کہین ڈومنیان
بلوا کر گواتے ہین کہین بی بی کا کہانا کرتے ہین اور اُس کہانیکو مردونپر اور لونڈیونپر اور دونکاحی عورت
پر حرام جانتے ہین اور **بی بی کی صحنک کی اصل** یون معروف ہے کہ جہانگیر بادشاہ کی بی بی

ع آواگون ہندون کا [illegible] ایک [illegible] دوسرے [illegible] ہے ١٢

ف [illegible] ١٢

بیان اصل صحنک کا

نورجہاں جو دوسرا نکاح اوسکا بادشاہ کے ساتھہ ہوا تھا اور بادشاہ کے نزدیک اوسکی خاطر بڑی تھی اور اور بیبیاں اسی سبب سے اوس سے حسد رکھتی تھیں اوسکی ذلت کے واسطے یہ تجویز کی کہ بی بی کے فاتحہ کے نام کا کھانا پکانا اور اُسکا نام صحنک رکھا اور ایک محفل قرار دی اور اوس میں سب بیبیاں جمع ہوئیں اور نورجہاں بھی اونمیں تھی جب کھانے کیواسطے بیٹھیں تب صحنک کرنے والی نے کہا کہ اے بی بی یہ صحنک بنیاد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ہے اور جو دو خصمی ہو اوسکو کھانا درست نہیں ہے پس نورجہاں اوٹھہ گئی اور سب بی بیوں میں ذلیل ہوئی اور وہ بیبیاں اوسکی ذلت سے خوش ہوئیں اوس روز سے صحنک کا رواج جاری ہوا اور شریعت میں کچھ اوسکی اصل نہیں ہے اور نہ کچھ ثواب بلکہ حرکت بیجا موجب گناہ کا ہے اور کہیں اللہ میاں کا رتجگا کرتے ہیں اور ایک ٹھلیا کو پھول پہنا کر اور سرخ کپڑا ڈالکر بیچ میں بت کی طرح رکھتے ہیں اور پچھلی رات کو اوس ٹھلیا کو جانتے ہیں کہ اللہ صاحب اسمین آئے ہیں اور صبحکو اوسکا پانی تبرک کرکے پلاتے ہیں اور دولہا کو حرام پوشاک پہناتے ہیں اور سہرا کہ ہندو شعور سر پر رکھتے ہیں یہ لوگ سہرا سونڈ کی طرح لٹکاتے ہیں اور کنگنا اوسکے ہاتھہ میں باندہتے ہیں اور جسکو حاجت ہو یا نہ ہو مقرر اُس رات نہلاتے ہیں اور دلہن کو حلوا کھلاتے ہیں اور ہنود کی طرح گونا مقرر کرتے ہیں غرض ایسے ایسے خرافات شادی میں کرتے ہیں اور بعضے لوگ سلام علیک کے بدلے بندگی کرتے ہیں اور بعضے لوگ حضرت علی کو شیخین سے یعنے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتے ہیں اور بعضے اپنے پیر کو مسجود کرکے لیتے ہیں اور اونکو انبیا علیہم السلام پر فضیلت دیتے ہیں اور بعضے لوگ اماموں کو اون پر فضیلت دیتے ہیں اور بعضے لوگ جہوٹی قبریں بناکر پوجتے ہیں اور اون جہوٹی قبروں کے روبرو کھڑے ہوکر روزی اور رزق مانگتے ہیں اور بعضے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی کے دوستدار کو شرک و کفر اور کوئی گناہ ضرر نہ کریگا اور جنت میں مقرر جاویگا اور بعضے لوگ بزرگوں کی شفاعت کے بہروسے پر اللہ جلشانہ کا گناہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہمکو بخشوا لینگے کہ اللہ راضی ہووے یا نہ ہووے وہ یہی کرلینگے اور یہ نہیں جانتے ہیں کہ اللہ کے چور کو کوئی نہیں چھپا سکتا ہے بلکہ اگر وہ بزرگ لوگ کسی کیطرف سے اللہ کی نظر پھری ہوئی پاوینگے تو اُسوقت وہ بھی دشمن ہو جاوینگے کیونکہ دنیا میں بھی اونکی یہی حالت ہے کہ اللہ کے دوست کو دوست رکھتے ہیں اور اسکی

دشمن کو دشمن رکھتے تھے وہی حال بلکہ اوس سے بھی زیادہ آخرت مین ظہور کریگا اور تفسیرون مین
لکھا ہے کہ مغضوب اور ضال سے مراد فرقہ یہود اور نصاری کا ہے یہودی بزرگون کو برا کہتے ہین اور
نصاری اپنے کو درجہ خدا کا لگا لیتے ہین سو معنے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے یہ ہوئے کہ نہ تو
ہم ایسے ہوجاوین کہ بزرگون کا انکار کرین اور نہ ایسے ہوجاوین کہ انکو تیرے برابر سمجھین یا ان سے
مرادین مانگین اور انکو ہر وقت عالم الغیب جانین بلکہ وہ راہ دکھا کرنی کو نبی جانین اور ولی کو ولی
جانین اور جاننا چاہیے کہ پلصراط جو بال سے زیادہ باریک ہے اور راہ مستقیم ہے شریعت کی
کہ پل کی شکل بنکر دہری جاویگی اور لوگ اوسپر سے گذرینگے سو جنکو یہان عادت تھی اس راہ پر چلنیکی
کی وہ لوگ وہان بھی دوڑتے ہوئے چلے جاوینگے اور جنکا یہان قدم پھسلتا تھا کہ کوئی حکم شرع کا کرتے
تھے اور کوئی موافق خواہش نفس کے کرتے تھے سو وہان بھی اونکا قدم پھسلیگا اور انکو ایک لپیٹ
دوزخ سے نکلکر لیجاویگی اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ راہ مستقیم بال سے بھی زیادہ باریک ہے
کیونکہ اسی راہ کی صورت وہان ظاہر ہوگی سو اس راہ پر چلنا بڑے مردون کا کام ہے اور

ف ۱ بیان پلصراط ۱۲

بعضے لوگ رانڈون کا نکاح نہین کرتی ہین

اور انکو تمام عمر بند کر رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ شرافت سے بہت بعید ہے عورت دوسرا نکاح کرے
اور یہ نہین جانتے ہین کہ بڑے اشراف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ اونکی دو صاحبزادیون
کا دو جگہہ نکاح ہوا اور حضرت فاطمہ کی صاحبزادی کا چار جگہہ نکاح ہوا پھر اون سے زیادہ شرافت
کا دعوی کرنا حماقت ہے اور بعضے لوگ بزرگون کی فاتحہ کیواسطے بڑے بڑے تکلف کرتے ہین خواہ
نخواہ کورے برتن مین پکاتے ہین اور کوئی آگ مانگے تو نہین دیتے ہین اور پانی اچھوتا مقرر کرتی
ہین اور جگہہ کو لیپتے ہین اور اس جگہہ کو ہنود کیطرح چوکا مقرر کرتے ہین کہ کوئی پاون نہ رکھے اور بیٹھے
نہ پاوے اور اگر کی بتی جلاتی ہین اور شمع روشن کرتے ہین اور ان سب چیزون کا نام اچھوتا رکھتے
ہین اور اس کھانے پر پان پھول رکھوا کر فاتحہ پڑہواتے ہین اور فاتحہ کے وقت ہاتھ باندہے اوس
کھانے کے روبرو کھڑے رہتے ہین اور جانتے ہین کہ اسوقت وہ بزرگ یہان آئے ہین یہ جانکر
روزی و رزق اون سے مانگتے ہین اور فاتحے کے بعد اوس چوکے پر بعضے سجدہ کرتے ہین اور بعضے
سلام کرتے ہین اور اسکا نام نیاز رکھتے ہین یہ سب باتین تماشے کی ہین ان سب باتون کی شرع

ف ۲ درست ہونا رانڈ کا نکاح کرنیکی ۱۲

ف ۳ بیان فاتحہ ناجائز کا ۱۲

شریف مین کچہ اصل نہین ہے، البتہ ایصال ثواب کے لیے کہانا حلال پیسے سے پکوا کر بہوکون محتاجون کو
کہانا کہلانا اور اُسکا ثواب بزرگون یا عزیزون کو بخشنا باعث نجات اور ثواب کا ہی اور جائز ہے
اور بعضی لوگ شہادت کی رات حلوا پکا کر تعزیے کے روبرو تمام شب دہراتے ہین اور صبح کو تبرک
جانکر آپس مین بانٹتے ہین اور شربت کے کٹہرے تعزیے پر چڑہاتے ہین اور اوسکو نیاز حسین کی
مشہور کرتے ہین اور یہ لوگ سمجھتے نہین ہین کہ نیاز سوا اللہ پاک کے دوسرے کو نہین [illegible] ہے اور
بعضے چاندی کا پنجہ اور آنکہہ اور روٹی بنا کر چڑہاتے ہین اور بعضے عرضی لکہکر لگاتے ہین اور
بعضے لوگ محرم کے دنون مین پہیکا کہاتے ہین اور زمین پر سوتے ہین اور پان نہین کہاتے
اور عورتین گہنا اوتار ڈالتی ہین اور منت مانکر ساری رات جہل سرطی کرتی ہین اور نامحرمون
مین پہرتی ہین اور اونکو والی منع نہین کرتے ہین یہ سب امور ناجائز اور باعث گناہ ہین اور بعضے
لوگ جمعرات کے فاتحے کیواسطے ایک حدیث نقل کرتے ہین کہ جمعرات کو سب ارواحین اپنے گہرون
مین آتی ہین پہر اگر اونکے واسطے اون لوگون نے کچہ پکایا ہوتا ہے تو خوش ہوتی ہین اور نہین
تو ناامید ہوکر چلے جاتے ہین سو یہ حدیث صحیح نہین ہے اور علمائے حدیث کے نزدیک اس حدیث کی صحت
نہین ہے اور جاننا چاہیے کہ جو حدیث مین آیا ہے کہ مردے کیطرف سے صدقہ دینا چاہیے سو وہ
یہی کہ کوئی غلام خرید کر آزاد کرنا چاہیے جیسے حضرت عائشہ نے کیا ہے اپنے بہائی کیطرف سے یا کوئی
کنوان کہدوا دینا چاہیے اگر یہ ہو سکے تو کسی بہوکے کو کہانا کہلوا دیوے یا کسی ننگے کو کپڑا پہنا دیوے
یا کسی کے قرض کو ادا کردیوے یا کسی حاجتمند کو نقد دیوے یا قرآن شریف یا درود پڑہکر یا پڑہوا کر اُسکا
ثواب بخشے یا قرآن شریف یا کتب دینیہ کے پڑہنے والونکو دیوے اوسکا ثواب جسے چاہے بخشے اور نیت
کرے کہ اس مردے کیطرف سے مینے یہ کیا ہے اسکا ثواب اوسی کو ہووے کیونکہ شریعت مین یہ صورت
ایصال ثواب کی ہے اور جاننا چاہیے کہ بعضے مفسرین کے نزدیک مراد راہ مستقیم سے یہ ہے
کہ خالی ہووے افراط اور تفریط سے یعنے زیادتی اور کمی سے مثلاً وحدانیت مین افراط یہی کہ ذات
الٰہی مین تعطیل کا اعتقاد کرے یعنے ذات الٰہی کو خالی افعال سے اور صفات سے جانے جیسا کہ یہ مذہب
حکمای یونان کا ہے اور تفریط یہ ہی کہ اوسکی صفات خاصہ کو ممکنات اور مخلوقات مین بہی اعتقاد
کرے جیسا کہ مشرکین بعضی صفات الٰہیہ کو مثل خالقیت اور رازقیت کی مخلوقات مین اعتقاد کرکے

ف ۱ بیان ایصال ثواب کا ۱۲

ف ۲ بیان بدعات ایام محرم کا ۱۲

ف ۳ بیان صدقہ کا مردے کیطرف سے ۱۲

ف ۴ بیان [illegible] کا

ف ۵ بیان افراط و تفریط کا صفات مین ۱۲

۱ بیان افراط و تفریط در عبادت و عادات

اونکی پرستش کرتے ہین اور افراط عبادت مین یہ کہ ہر شے کو مظہر صنعت الٰہی جانکر اوسکو پوجنے لگے اور تفریط
یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو مستغنی سمجھکر اوسکی عبادت کو بے فائدہ اعتقاد کرے اور افراط عادت مین یہ ہے کہ ہر کام
مین نحوست اور سعادت کا پابند ہو مثلاً اولاد مین اور لونڈی غلام مین اور مویشی اور حویلی مین اور
کھیتی اور باغ مین نحوست اور سعادت کو لازم خیال کرنا جسکو سعد خیال کرے اوسکو عمل مین لایا
کرے اور جسکو نحس جانے اوس سے احتراز کیا کرے اور ہر وقت اور ہر کام میں اس خیال کا گرفتار رہے
اور کسی مطلب کے لیے برہمن سے پوچھکر اوسکے قول کو سچا جانے اور اوسپر عمل کرے اور اپنے اوپر سال
کو تنگ کرے اور مثل دیوانے اور وحشی کے ہر چیز سے ڈرے اور تفریط یہ ہے کہ دوا اور غذا اور
پرہیز اور دعا کو محض بے اثر اور بے فائدہ سمجھنا اور بے قید ہوکر جو چاہنا سو کرنا اور اسیطرح سے اماموں کو

۲ افراط و تفریط در باب انبیاء و اولیاء

اور اولیاؤنکو فضائل اور مراتب مین برابر انبیا کے جاننا اور انبیا کو درجہ الوہیت کا لگانا یعنے انکو
ہر وقت عالم الغیب سمجھنا اور یہ یقین کرنا کہ ہر جگہہ ہر کسی کی فریاد کو سنتے ہین اور اوسکے حال سے واقف
ہیں اور ہر چیز پر قدرت رکھتے ہین اور انکی ہر شفاعت اور ہر عرض کو جناب الٰہی مین واجب القبول
یقین کرنا گو خدا راضی ہو یا نہ ہو اور اونکی صورتون کو اور قبرونکو معبود مقرر کرنا اور انکے سامنے
کھڑے ہوکر اون سے روزی رزق اور اولاد طلب کرنا اور دوزخ اور بہشت اور حساب اور میزان کا انکو
مالک جاننا اور کہنا کہ جسکو چاہین وہ دوزخ مین ڈالین اور جسکو چاہین جنت مین لیجائین یہ عقیدہ

۳ افراط و تفریط در ائمہ

بالکل افراط مین داخل ہے اور تفریط اس مین یہ ہے کہ انکی بزرگی کا انکار کرنا اور انکی نبوت اور ولایت
کو کچھ نہ سمجھنا اور اونکے معجزات اور کرامات کا انکار کرنا اور انکو بعد موت کے مانند سنگ اور چوب کے
بیکار محض جاننا اور ولایت دوازدہ امام پر ختم جانکر اوروں کی ولایت سے انکار کرنا یہ سب تفریط مین

۴ افراط و تفریط در ایمان

داخل ہے اور افراط ایمان مین یہ ہے کہ یقین کرلے کہ مومن کو کوئی گناہ ضرر نہین کرتا ہے اور
تفریط یہ ہے کہ گنہگار کو کافر سمجھے اور بڑے گناہ والے کو حکم خلود فی النار کا کرے اور کلام مین

۵ افراط و تفریط در کلام

افراط یہ ہے کہ ہر وقت بیمعنی گفتگو کیا کرے اور تفریط یہ ہے کہ بالکل بولنا چھوڑ دے اور دین کی

افراط و تفریط در حرارت دین

حرارت مین افراط یہ ہے کہ ہر کسی سے ادنی امور دین مین جھگڑا کرے اور ترک مستحب کے واسطے غصہ
کرے اور اوسکو کافر کہے اور تفریط اس مین یہ ہے کہ بے نمازیون سے بے تکلف صحبت رکھے اور کچھ دل
مین کراہیت نہ لاوے اور صاحب بدعت کی تواضع تعظیم کرے اور صرف مین افراط یہ ہے کہ اسراف

کرے لگے اور تفریط یہ ہے کہ بالکل بخیل ہوجاوی اور شجاعت مین افراط یہ ہے کہ تھوڑا اختیار کریں اور بیوجہ
موجب ہر کسی سی لڑا کرے اور تفریط یہ ہے کہ نامرد ہوجاوی اور جبن یعنی بزدلی اختیار کرے غرض توسط ہر جگہہ
محمود ہے اور افراط و تفریط ہر جگہہ مذموم ہے اور جاننا چاہیے کہ راہ مستقیم راہ انبیا کی ہے سو
یہ راہ جب حاصل ہوتی ہے کہ جب انکی متابعت کرے مثلاً اگر پروردگار حکم کرے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر
اوسیوقت ذبح کرنیکو تیار ہو جاوے مانند حضرت ابراہیم کے اور اوس لڑکے کو جب حکم کرے کہ اسیوقت
ذبح ہو وہ اُسیوقت مستعد ہو جاوے مانند حضرت اسمعیل کے اور اگر فرماوے کہ دریائے عظیم مین گر پڑ اُسیوقت
گر پڑے مانند حضرت یونس کے اور یہی راہ مستقیم کا ذکر حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک روز رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کعبے شریف کی سائے مین بیٹھے تھے کہ صحابے نے آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ کفار کے
ہاتھ سے ہم کو بہت تکلیف پہونچتی ہے حضرت نے فرمایا کہ ایمان والون کو ہمیشہ کافرون کے ہاتھ سے
تکلیف پہونچتی رہی ہے یہانتک ہوا ہے کہ مسلمان کو زمین مین گڑہا کھود کر گاڑ دیا ہے اور سر پر آرا
رکھکر چیر ڈالا ہے اور اُس نے سوائے کلمۂ توحید کے کچھ اور مونہہ سے نہین نکالا ہے اور آہنی کنگھے
سے اون کے بدن کے گوشت چیرے ہین اور وہ راہ مستقیم سے ہرگز نہین پھرے ہین اور اُسی راہ پر قائم
رہے اور انہون نے تکلیف کے واسطے دین کو نہین چھوڑا ہے اور جاننا چاہیے کہ صاحب
بیضاوی نے لکھا ہے مغضوب علیہم سے مراد عاصی لوگ ہین اور ضالین سے مراد جاہل لوگ ہین
سو پوری نعمت تب میسر ہوتی ہے کہ اپنے خاوند کو بھی پہچانے اور عمل بھی نیک کرے اکثر اوقات
بہتیرے لوگ خدا کو پہچانتے ہین لیکن عمل نیک نہین کرتے ہین اور اکثر لوگ عمل نیک کرتے ہین
لیکن خدا کو پہچانتے نہین سو اندونون فرقون کی راہون سے بچنے کا حکم ہوا کہ انکی راہون سے بہت
دور بھاگو اور ہم سے پناہ طلب کرو اور بعضون کے نزدیک مغضوب علیہم سے مراد کافر معاند ہے کہ
دیدہ و دانستہ دین سے انکار کرے اور ضال سے مراد عاصی معتمد ہے کہ جان بوجھکر گناہ کرے سو اسطرح
حدیث شریف مین آیا ہے کہ بڑا سخت عذاب قیامت کو عالم بے عمل پر ہوویگا کیونکہ سمجھ بوجھکر گناہ
کرتے ہین اور لوگون کی خاطر سے حق چھپاتے ہین اور رشوت لیکر فتوی غلط بتاتے ہین اور کافر مونہ
سب کو خوش کہتی ہین سو ایسے لوگون کی راہ سے پناہ مانگنا چاہیے کہ جان بوجھکر شرک اور گناہ
مین گرفتار ہوے ہین اور بعضون کے نزدیک مغضوب علیہم سے مراد بدعتی ہے اور ضال سے مراد گنہگار ہے —

ف افراط وتفریط [illegible]

ف راہ انبیا کی راہ مستقیم ہے

ف دوسرے معنے مغضوب علیہم ولا الضالین کے

ف بیان خوف و رجا مین ہے

اور بعضی کہتے ہین کہ ایمان دو چیزوں کے بیچ مین ہے ایک خوف دوسرے رجا سو مغضوب علیہم سے مراد وہ لوگ
ہین کہ حقتعالی کو صرف قہار جانتے ہین اور غفور نہین جانتے اور ضال سے مراد وہ لوگ ہین کہ اُسکو
محض غفور جان لیتے ہین اور قہار نہین جانتے سو اسی مضمون کو قرآن شریف مین دوسری جگہہ فرمایا
ہے نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ یعنی خبر دے
ای محمد میرے بندونکو اس بات کی کہ مین بڑا بخشنے والا مہربان ہون اور خبر دے اس بات کی کہ عذاب
میرا عذاب دردناک ہے سو غیر المغضوب علیہم والضالین کے معنے یہ ہوئے کہ نہ راہ دکھلا ہمکو اُن لوگون
کی کہ تجھہ کو صرف قہار جانتے ہین اور تیری بخشش کی امید نہین رکھتے اور نہ راہ اُنکی کہ تجھکو صرف
بخشنے والا جانکر گناہ کرتے ہین اور تیرے عذاب سے نہین ڈرتے اور جاننا چاہیے کہ اس سورۃ
کے پڑھنے کو جو ہر رکعت مین بار بار مقرر کیا ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ نماز کے ارکان مین سات رکن
بہت بڑے ہین اور اس سورت کے آیات بھی سات ہین سو ایک ایک رکن کے مقابل ہین گویا ایک ایک
آیت مقرر ہے مثلاً بسم اللہ مقابل قیام کے ہے اور الحمد للہ رب العلمین مقابل رکوع کے ہے الرحمن
الرحیم مقابل قومے کے ہی مالک یوم الدین مقابل سجدے کے ہی ایاک نعبد و ایاک نستعین مقابل جلسے
کے ہے اہدنا الصراط المستقیم مقابل دوسرے سجدے کے ہے صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین مقابل قعدے کے ہے اگر کوئی کہے کہ بسم اللہ کو مقابل قیام کے رکھا ہے
اور الحمد للہ رب العالمین کو مقابل رکوع کے رکھا ہے اسیطرح سے ان سات کو انہین سات رکنون کے
مقابل مین رکھنا کیا ضرور تھا اور رکنون کے مقابل مین کیون نہ رکھا سو اسکا جواب بہت
طول ہے کہ اس مختصر مین گنجایش اوسکی نہین ہے بڑی تفسیرون مین دیکھہ لے اور اگر کوئی کہے
کہ تمام نماز مین ایک ایک رکن ہے سجدے دو کیون مقرر ہوئے ہین سو اسکا جواب کئی طرح پر لوگون نے
لکھا ہے بعضے کہتے ہین کہ سجدہ اولی وہ سجدہ ہے کہ روز ازل مین کیا تھا اور دوسرا سجدہ مقرر
ہوا ہے شکر کے واسطے کیونکہ اگر وہ توفیق نہ دیتا تو ہرگز ہم سے سجدہ ازل مین نہ ہو سکتا سو سجدہ اولی
کا نام سجدۂ ازلی ہے اور دوسرے سجدے کا نام سجدہ شکریہ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ہر بات مین دو
گواہ مقرر ہوا کرتے ہین سو قیامت کو یہ دونون سجدے گواہی دینگے اس عبادت پر اور بعضے کہتے ہین
کہ یہ مسئلہ مشہور ہے جو شخص کھڑا ہو کر عبادت کرے اوسکو پورا اجر ملیگا اور جو شخص بیٹھکر عبادت کری

ف بیان بار بار پڑھنے سورہ فاتحہ کا

ف بیان ارکان نماز اور آیات سورہ فاتحہ کا

ف بیان دو سجدہ کا

اوسکو آدہا اجر ملیگا سو سجدہ حالت جلوس مین ہوتا ہے اسواسطے دو سجدے مقرر کیے ہین تاکہ پورا اجر پاوے اور **جاننا چاہیے** کہ اس سورۃ مین سات حرف نہین آئے ہین اسواسطے کہ وہ سات حرف سات طرح کے عذاب پر دلالت کرتے ہین جو کہ اس سورت مین بالکل رحمت بھری ہوئی ہے اس واسطے اون حرفون کا لانا مناسب ہوا وہ سات حرف یہ ہین ثا و جیم و خا و زا و شین و ظا و فا سو ثا سے اشارہ ثبور ہے یعنے ہلاکت و جیم سے اشارہ جحیم ہے اور خا سے اشارہ خزی ہے رسوائی ۱۲ اور زا سے اشارہ زفیر ہے کہ آواز دوزخیون کی ہے یا اشارہ زقوم ہے اور زقوم ایک درخت ہے دوزخ مین کہ جڑ اوسکی ساتوین دوزخ کے تلے ہے اور شین سے اشارہ شہیق ہے اور شہیق کہتے ہین دوزخیون کی چیخ کو چنانچہ حقتعالی فرماتا ہے لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّشَهِيقٌ یعنے واسطے اونکے دوزخ مین آواز سخت ہے اور چلانا اور ظا سے مراد لظے ہے وہ جہنم مین ایک طبقہ ہے کہ اوسکا نام لظی ہے اور فا سے مراد فراق ہے کہ دوزخ مین ہر کسی کو جدائی رہیگی سو جو شخص اس سورہ کو پڑہا کریگا ان عذابون سے محفوظ رہیگا **فائدہ** علما نے کہا ہے کہ یہ سورہ دوبار نازل ہوئی ہے ایک بار مکے مین اور ایک بار مدینے مین اسواسطے اسکا نام سبع المثانی آیا ہے اور صاحب مدارک نے لکہا ہے کہ بعضے عالمون کے نزدیک یہ سورہ پہلے مکے میں نازل ہوئی ہے اور وقت فرض ہونے نماز کے مدینے مین نازل ہوئی لیکن صحیح یہ ہے کہ مکے میں نازل ہوئی ہے وقت فرض ہونے نماز کے اور مدینے مین نازل ہوئی ہے جس وقت نماز کا حکم ہوا ہے طرف کعبے کے اور **جاننا چاہیے** کہ نام اس سورۃ کے بہت ہین لیکن تہوڑے سے بیان کیے جاتے ہین کسواسطے کہ اس مختصر مین سمائی سب نامون کی نہین ہو سکتی ہے ایک نام فاتحۃ الکتاب ہے اور وجہ اس نام کی یہ ہے کہ کتاب الہی کو اس سورہ کے ساتھ شروع کرتے ہین اور **دوسرا** نام فاتحہ ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ نماز مین پہلے اسی کو پڑہتے ہین اور کتاب کے سرے پر پہلے اسی کو لکہتے ہین اور **تیسرا** نام سورۃ الحمد ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ ابتدا اسکا ساتھ لفظ حمد کے ہے اور **چوتہا** نام سورۃ الشکر ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حمد بنیاد شکر کی ہے جس نے حمد کی اوسکو شکرگذار بطور خوب جانا جاتا ہے **پانچوان** نام سورۃ الکنز ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ یعنے نازل ہوئی ہے سورہ فاتحہ اوس خزانے سے جو نیچے عرش کے ہے اسواسطے نام اسکا سورہ الکنز ہے **چہٹا** نام سورۃ المناجات ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ بندہ اس

ف ۱ بیان اون حرفون کا که جو سورہ فاتحہ مین نہین [illegible]

ف ۲ بیان دوبار نازل ہونے کا

ف ۳ بیان نام سبع المثانی سورہ [illegible]

ف ۴ نام فاتحہ الکتاب

ف ۵ نام فاتحہ ۱۲

ف ۶ سورہ الحمد ۱۲

ف ۷ سورہ الشکر ۱۲

ف ۸ سورہ الکنز ۱۲

ف ۹ سورہ المناجات ۱۲

بندگی کے ساتھ مناجات کرتا ہے اور ساتوان نام سورۃ التفویض ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ بندہ ایاک
نستعین کہکر اپنے تمام کامونکو حضرت حق کیطرف سپرد کرتا ہے اور آٹھوان نام سورۃ الواقیہ ہے
وجہ اس نام کی یہ ہے کہ یہ سورت اسکے پڑہنے والے کو ثواب بہر پور دلواتی ہے اور نوان نام سورۃ
شافیہ ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ شِفَاءٌ
مِّنْ کُلِّ دَاءٍ یعنے سورۂ فاتحہ شفا ہے ہر بیماری کی وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حقتعالی کا نام ایک ظلمت
کو دور کر دیتا ہے سو بیماری بھی ظلمت ہے اوسکو بھی اس سے شفا ہو جاتی ہے اور دسوان نام
سورۂ رقیہ ہے اور رقیہ کہتے ہین منتر کو سو وجہ اس نام کی یہ ہے کہ جس بیمار پر پڑہکر دم کردیوی وہ بیمار تندرست
ہوجاوی چنانچہ ایک صحابی نے مرگی والے پر اس سورت کو پڑہکر دم کردیا تہا وہ اوسی وقت
تندرست ہوگیا اور گیارہوان نام سورۃ الاساس ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ یہ سورۂ نماز کی
رکن ہے اور نماز کی بنیاد اسی سورۃ پر موقوف ہے اور بارہوان نام سورۃ الصلوۃ ہے وجہ اس
نام کی یہ ہے کہ نماز مین اسکا پڑہنا بہت ضرور ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ نے روایت کی ہے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت نے روایت کی ہے حقتعالی سے کہ فرمایا ہے حقتعالی نے کہ نماز کو تقسیم
کیا ہے یعنے درمیان اپنے اور درمیان اپنے بندے کے آدہی میرے واسطے ہے اور آدہی بندے
کے واسطے ہے سو جسوقت کہتا ہے بندہ بسم اللہ الرحمن الرحیم حقتعالی فرشتون سے فرماتا ہے
کہ دیکہو بندہ میرا مجھکو یاد کرتا ہے اور جب بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العلمین حق تعالی فرماتا ہے
کہ دیکہو بندہ میرا میری خوبیان بیان کرتا ہے اور جب بندہ کہتا ہے الرحمن الرحیم حقتعالی فرماتا
ہے کہ بندہ میرا بزرگی و تعظیم کے ساتھ مجھکو یاد کرتا ہے اور جب بندہ کہتا ہے مالک یوم الدین حق
تعالی فرماتا ہے کہ بڑائی بیان کرتا ہے بندہ میرا اور جب کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین حق
تعالی فرماتا ہے کہ مضمون اس آیت کا مشترک ہے درمیان میرے اور درمیان بندے میرے کے
کیونکہ عبادت حق میرا ہے اور مدد طلب کرنا حق بندیکا ہے سو ایاک نعبد کہنے مین حق میرا ادا کیا اور
و ایاک نستعین کے کہنے سے حق اپنا طلب کیا اور جب بندہ کہتا ہے اہدنا الصراط المستقیم صراط
الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین حق تعالی فرماتا ہے کہ یہ مضمون تمام واسطے
بندے میرے کے ہے اور اسکو سوال اسکا دونگا یعنے راہ سیدہی دکہاؤنگا اور غضب

ف ۱ سورۃ التفویض
ف ۲ سورۃ الواقیہ
ف ۳ سورۃ الشافیہ
ف ۴ سورۃ رقیہ
ف ۵ سورۃ الاساس
ف ۶ سورۃ الصلوۃ
ف ۷ تقسیم صلوۃ [illegible]
ف ۸ سورۃ العابدیہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
س ۱۲

گمراہی سی پناہ مین رکہونگا اور تیرہوان نام سبع المثانی ہی وجہ اس نام کی یہ ہے کہ ہر رکعت اور ہر نماز پر
یہ سات آیات بار بار پڑہی جاتی ہین اور نماز مین بیلیے اسمین آیات کو پڑہتے ہین سو اسکی وجہ یہ ہی کہ حقتعالے
کی راہ کے سات دروازے ہین اور یہ سات آیات کنجیان ہین ساتون دروازون کی سو بندہ جسوقت ان ساتون
کنجیون سے اون ساتون دروازونکو کشادہ کرتا ہے تو اسوقت اُس راہ مین واصل ہوتا ہے اور نماز مین اسکو
کیفیت آتی ہے یہانتک کہ دنیا اور مافیہا سے غافل ہوجاتا ہے اور کلام الٰہی کو سماعت کرنے لگتا ہے
اسی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز معراج ہے مسلمانون کی سو وہ ساتون دروازے یہ ہین
ایک تو ذکر دوسرے شکر ہے تیسرے امید ہی چوتہے خوف ہی پانچوین اخلاص ہے چہٹے دعا ہے ساتوین اُنس
کرنا ہے ساتہہ راہ انبیا اور صلحا کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہی ذکر کی ہے الحمد للہ رب العلمین کہی شکر کی ہے
الرحمن الرحیم کہی امید کی ہی مالک یوم الدین کہی خوف کی ہی ایاک نعبد وایاک نستعین کہی اخلاص کی
ہے اہدنا الصراط المستقیم کہی دعا کی ہے صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
کہی اُنس کرے راہ انبیا اور صلحا کی ہے اسواسطی ہر بار اس سورہ کو نماز مین پڑہتے ہین تو کہ ساتون دروازے
کہلجاوین اور نماز جبلی کے ساتہہ ادا ہووے اور چودہوان نام اس سورہ کا قرآن عظیم ہے
وجہ اس نام کی یہ ہے کہ سب سورتون سے بہ اصل ہے ثواب مین اور پندرہوان نام اس سورہ کا تعلیم المسئلہ
ہے وجہ اس نام کی یہ ہی کہ حقتعالی نے اس سورۃ مین اپنے بندون کو مانگنے کا طور سکہایا ہے اور سولہوان
نام اسکا سورۃ کافیہ ہے وجہ اس نام کی یہ ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اس سورۃ کا پڑہنا تمام سورتوں پر کافی
ہے اور تمام سورتون کا پڑہنا اس سورۃ کو کفایت نہین کرتا ہے اور سترہوان نام اسکا ام الکتاب ہے
اور ام القرآن بہی آیا ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ تمام علم قرآن کا اسکے بیچ مین موجود ہے اور جاننا
چاہیے کہ آدمی کے اندر تین چیزین ایسی ہین کہ شیطان اونکے سبب سے اوسکو بہت ہلاک کرتا ہے
ایک شہوت ہی کہ آدمی اسکے غلبے سی اپنے اوپر ظلم کرتا ہے اور دوسرے غضب ہے اور اسکے سبب سے غیر پر
ظلم کرتا ہے اور تیسرے ہوا ہے کہ اوسکی جہت سے پروردگار کی نافرمانی کرتا ہے یعنے اوسکی ساتہہ شرک
کرتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے اَلظُّلْمُ ثَلٰثَۃٌ ظُلْمٌ لَا یُغْفَرُ وَظُلْمٌ لَا یُتْرَکُ وَظُلْمٌ عَسَی اللّٰہُ
اَنْ یَّتْرُکَہٗ فَاَمَّا الظُّلْمُ الَّذِیْ لَا یُغْفَرُ ہُوَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَالظُّلْمُ الَّذِیْ لَا یُتْرَکُ ظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضُہُمْ
بَعْضًا وَالظُّلْمُ الَّذِیْ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّتْرُکَ ہُوَ ظُلْمُ الْاِنْسَانِ عَلٰی نَفْسِہٖ یعنے ظلم تین قسم کے ہین ایک ظلم

ف سورہ سبع المثانی

ف بیان سات دروازونکا
اور بیان کسکی کہے در

ف سورہ قرآن العظیم

ف سورہ تعلیم المسئلہ

ف سورہ کافیہ

ف ام القرآن ام الکتاب

ف تینچیزونکا بیان
در

ہے کہ وہ ہرگز نہ بخشا جائیگا اور ایک ظلم ہے کہ وہ ہرگز نہ چھوڑا جاویگا یعنے بغیر بدلے کے معاف نہ ہووے گا اور ایک ظلم ہے امید ہی کہ اللہ معاف کرے سو وہ ظلم کہ نہ بخشا جاویگا شرک اللہ کے ساتھ ہی اور وہ ظلم کہ نہ چھوڑا جاوے گا ظلم بندون کا آپس مین ہی کہ ایک دوسرے پر کرتا ہی اور وہ ظلم کہ امید ہے اللہ بخشدیوے گا وہ ظلم بندے کا ہے اپنے نفس پر سو ان چیزون سی چہ چیزین اور پیدا ہوتی ہین شہوت سی حرص اور بخل پیدا ہوتا ہے اور غصہ سے عجب اور تکبر پیدا ہوتا ہے اور ہوا سے کفر اور بدعت کا ظہور ہوتا ہے اور ان چہ چیزون سے ایک اور چیز پیدا ہوتی ہے کہ جسکا نام حسد ہی اور علامت حسد کی یہ ہی کہ تمام اخلاق آدمی کے بگڑ جاتے ہین اور شیطان اوسپر بالکل اپنا قبضہ کر لیتا ہے اور آدمی خدا کی جناب مین ملعون ہو جاتا ہے سو جب یہ تمہید معلوم ہو چکی تو اب جاننا چاہیے کہ ان چیزون کے علاج کے لیے حق تعالی نے اس سورہ ام الکتاب کے مقرر کیا ہے مثلاً جس وقت کہا آدمی نے سچے دل سے بسم اللہ الرحمن الرحیم اس کلمہ پاک سے غضب اور شہوت اور ہوا زائل ہو جاتی ہی کیونکہ اس کلمہ مین تین نام ہین ایک ایک چیز کو زائل کر دیتے ہین اور جب کہا صاف دلسے الحمد للہ رب العلمین اسوقت حرص اور بخل دونون دور ہو جاتے ہین کیونکہ جب آدمی کو یقین ہوا کہ تمام جہان کا پالنے والا اللہ ہی تو اوسکے ساتھ یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ جو تمام عالم کو پالتا ہے وہ مجھکو بھی پالیگا پھر جب یہ یقین مضبوط ہو جاتا ہے تو اوسوقت حرص بالکل زائل ہو جاتی ہی اور سمجھنے لگتا ہے کہ پرورش اوسکی اختیار مین ہے میرے حرص کرنے سی کچھ نہین ہوتا ہے اور بخل بھی جاتا رہتا ہے اس واسطے کہ اپنے خاوند کی سخاوت دیکھکر آپ بھی سخاوت کرنے لگتا ہے اور جب کہا الرحمن الرحیم مالک یوم الدین اس کلمے سی غضب دور ہوتا ہے کیونکہ اپنے مالک کو رحیم جانکر آپ بھی رحم کرنے لگتا ہے اور جب کہا ایاک نعبد و ایاک نستعین اس کلمے سے عجب و تکبر دور ہو جاتا ہے کیونکہ جب عاجزی کرنے لگا ایک شخص کے روبرو تو اوسوقت تکبر نہین باقی رہتا ہے اور جب کہا اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ان لفظون کے کہنے سی کفر اور بدعت دور ہو جاتے ہین کیونکہ جب اوسنے یہی طلب کریگا تو معلوم ہوا کہ کفر اور بدعت سے بیزار ہے سو اوسوقت کفر اور بدعت دونون کم ہو جاتے ہین اور مطابقت اس سورہ مین ہر آیت کی یہی جاننا چاہیے کہ اس سورت مین اللہ صاحب نے اپنے بندون کو مانگنے کا طور سکہایا ہے کہ اوس شخص سے مانگنا چاہیے کہ جو صاحب مقدور اور سخی اور کریم اور ہمت والا ہووے اور جو ان چار صفتون کے ساتھ نہ ہووے اوس سے مانگنا ذلت ہے کیونکہ بہتیرے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ

ف دور ہونا برائیون کا سورۂ فاتحہ کے پڑہنے سے ۱۲

ف دعا مانگنے کا طریقہ ۱۲

صاحب مقدور ہوتے ہین لیکن سخی نہین ہوتے ہین اور بہت سی ایسی ہوتے ہین کہ سخی ہوتے ہین لیکن کریم نہین ہوتے ہین ورحسب بہت سی لوگ اوسے مانگنے لگتے ہین تو گہبرا کر اور خفا ہو کر اونکو نکلوا دیتے ہین اور گالیان دینے لگتے ہین اس سبب سے پہر اون کے پاس کوئی نہین جاتا ہے اور بعضے سخاوت کے ساتھ کریم بہی ہوتے ہین لیکن کم ہمتی کے سبب سے اپنے موافق سلوک نہین کرتے ہین سو اس سورۃ مین طلب کی رغبت دلائی ہے اپنے بندونکو تاکہ مجہی سی مانگا کرین اور دوسرے سے طلب کیا کرین سو پہلی اپنا مقدور بیان کیا ہے کہ الحمد للہ یعنے ای لوگو تمام خوبیان واسطے اللہ ہی کے ہین سو تم اوسی سی مانگو اور کسی سی نہ طلب کرو پہر جب لوگون نے یہ سنا تو اون کے خیال مین یہ آیا کہ مقدور والا تو ہے کہین بخیل ہووے کہ ہمارا مانگنا خالی جاوے تو اوسکے آگے فرمایا کہ رب العلمین بخیل نہین ہے بلکہ پرورش اوسکی عرش سے فرش تک پہیلی ہوئی ہے اور سخاوت اوسکی ہر عالم مین مشہور ہے پہر اوسکے بعد یہ دہیان آیا کہ سخی تو ہے لیکن دینے وقت کسیکو برا کہتا ہووے اور کثرت سے لوگ مانگنے کو جمع ہو جاتے ہون تو اونکو کہین نکلوا دیتا ہووے سو اس خوف سے ہم نہین مانگ سکتے ہین سو اوسکے بعد فرمایا کہ الرحمن الرحیم یعنے بڑا مہربان ہے اور بہت پیار کرتا ہے اپنے بندون کو اور جو نہین مانگتا ہے اوس پر خفا ہوتا ہے اور مانگنے والون سی بہت خوش ہوتا ہے اسی مانگنے پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَن لَم یَسئَلِ اللہَ یَغضَبُ عَلَیہِ یعنے جو شخص نہین مانگتا ہے اللہ پاک سے غصہ کرتا ہے اللہ اوپر اوسکے پہر بعد اوسکے خیال آیا کہ بہت سے لوگ سخی بہی ہوتے ہین اور کریم بہی ہوتے ہین لیکن ہمت اونکی پست ہوتی ہے اس سبب سے مانگنے والون کی حاجت کو خوب طرح سے نہین روا کر سکتے ہین سو پہر جب حاجت روا نہ ہوئی تو ایسے سی مانگنا کیا ضرور ہے اسواسطے آگی فرمایا ہے کہ مالک یوم الدین یعنی مالک ہے روز جزا کا دنیا کی کیا حقیقت ہے ہمت اوسکی ایسی بلند ہے کہ قیامت کے روز اپنے بندونکو کئی کئی چاندی اور سونے کے محل دیویگا اور طرح طرح کے باغون مین رکہیگا سو ہمت اوسکی بڑی بلند ہے تم سے جو مانگا جاوے سو مانگو پہر اوسکے بعد ایک ادب سکہایا کہ یہ چاہیے تم کو کہ جب ہم تمہاری حاجت کو روا کرین تو اوسوقت تم ہماری عبادت کرو اور ہمارے دروازے پر پڑے رہو اور جب ہم تمہاری حاجت کو انکار کرین تو اوسوقت دوسرے لوگون کی تعظیم کرنے لگو اور اونکے دروازے پر جا جا کر مدد مانگنے لگو سو ایسے غلام نمک حرام ہوا کرتے ہین ہمکو یہ چاہیے کہ تم یون کہو ایاک نعبد وایاک نستعین یعنے ہم تجہی کو عبادت کرینگے اور تجہی سے مدد چاہینگے تو چاہیے ہمارے حاجت روا کرنا نہ کر ہم دوسرے کے دروازے پر ہرگز نہ جاوینگے اور سوا

ف اللہ خفا ہوتا ہے جو اوس سے نہ مانگے ۱۲

تیرے کسی کی عبادت نکرینگے پہر اوسکے بعد ایک اور طور مانگنے کا سکہایا کہ تم یہ کیا کرو کہ جو چیز اپنے نزدیک
اچہی دیکہو سو اوسکو مانگنے لگو کیونکہ بہتیری چیزین ایسی ہوتی ہین کہ ہم انکو اپنے حق مین اچہا جانتے ہو اور وہ
حقیقت مین بُری ہوتی ہین سو تم یہ دعا کرو اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین یعنے دکہا ہمکو راہ سیدہی اور راہ انکی کہ نعمت کی تو نے اونپر نہ راہ انکی کہ جنپر غصہ ہوا تیرا اور
نہ راہ انکی کہ جو گمراہ ہو گئے یعنے وہ چیزین ہمکو دے کہ جس مین راہ مستقیم ہماری قائم رہے اگر دنیا بہی دیوے
تو ایسی دیوے کہ جس مین ہمارا دین برباد نہ ہووے اور ویسی دنیا نہ نصیب کر کہ جس مین تیرا غضب ہووے اور
تیری راہ کو ہم بہولجاوین آمین یا رب العالمین اور جاننا چاہیے کہ فضائل اس سورت کی یہ ہین بخاری
شریف مین لکہا ہے کہ ابو سعید نے کہا ہے کہ ایک روز مین مسجد نبوی مین نماز پڑہتا تہا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مجہہ کو پکارا مین نماز مین تہا اسوسطے مینے جواب نہ دیا پہر نماز پڑہکر مین آیا اور عذر خواہی کی یعنے کہ یا رسول
اللہ مین نماز پڑہتا تہا فرمایا کہ یہ عذر مسموع نہین ہے رسول کے پکارنے کو ہر وقت قبول کیا چاہیے جیسے کہ اللہ صاحب
نے فرمایا ہے یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ یعنے ای مسلمانون قبول کرو
حکم اللہ اور رسول کا جسوقت کہ پکارے تم کو بعد اسکے فرمایا کہ میرے ساتہہ ہولے مین تجہکو پہلے مسجد کے
نکلنے سے ایسی سورت تعلیم کرون کہ جو تمام قرآن شریف کی سورتون سے بڑی سورت ہے سو مین حضرت کے
ساتہہ ہولیا جب مسجد کے دروازے کے پاس پہونچے تب مین نے یاد دلوایا فرمانے لگے کہ وہ الحمد للہ رب العلمین ہے
اور یہی ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم اور حقتعالی اوسکے نازل کرنیکا مجہپر احسان رکہتا ہے اور ترمذی اور
نسائی مین بہی مثل اس قصے کے سعید القراء ابی ابن کعب سے آیا ہے اور اس مین یہی کلمہ واقع ہوا ہے
کہ اَتُحِبُّ اَنْ اُعَلِّمَکَ سُوْرَۃً لَمْ تُنْزَلْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ مِثْلُہَا یعنے
یہ چاہتا ہے تو کہ سکہاؤن مین تجہکو ایک سورۃ کہ نہین نازل ہوئی توریت مین اور نہ انجیل مین اور نہ زبور مین مثل
اسکی کہا ابی بن کعب نے کہ ہان سکہاؤ مجہکو یا رسول اللہ فرمایا کہ وہ سورۃ ام القرآن ہے کہ ہر نماز مین تو اوسکو
پڑہتا ہے اور مسلم مین ابن عباس سے آیا ہے کہ ایک روز جبریل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹہے تہے کہ ناگاہ
آسمان سے دروازہ کہلنے کی آواز آئی حضرت جبریل غور کرکے دیکہنے لگے اور فرمایا کہ جو کہلا ہے یہ دروازہ
اوس سے پہلے آجتک کبہی کہلا نہین پہر بولنے لگے ایک فرشتہ آتا ہے آسمان سے کہ آدم کی پیدایش سے
اسدم تک کبہی نہین آیا ہے زمین پر پہر اُترے مین وہ فرشتہ حضرت کے پاس آیا اور کہا خوش ہو اے محمد

ف
بیان فضائل
سورۃ فاتحہ

ف
صفت ام القرآن

صلے اللہ علیہ وسلم کو حق تعالی نے تحفہ کو دو نور دیے ہین اور پہلے تیرے کسی نبی کو نہین دیے ہین ایک تو سورہ فاتحہ ہے اور دوسرے آمن الرسول سے آخر تک ان دونوں کے پڑہنے سے ایک ایک حرف پر ثواب عظیم لکھا جاتا ہے اتہے اور بخاری اور مسلم مین آیا ہے کہ اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سانپ اور بچہو کے کاٹے پر اس سورہ کو پڑہکر دم کرتے تہے اور دیوانون اور مرگی والون پر بہی پڑہا کرتے تہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنکر جائز رکہتے تہے اور دارقطنی مین آیا ہے کہ ابن عساکر نے سنا ہے سائب بن یزید سے کہ وہ کہتے ہین کہ میرے درد پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سورۃ کو پڑہا تہا اور بعد پڑہنے کے آب دہن لیکر اوس درد پر لگا دیا تہا اور بیہقی نے بیچ شعب الایمان کے کہا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ فاتحہ الکتاب شفا ہے ہر بیماری کو اور بزار نے اپنی مسند مین انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص رات کو سوتے وقت سورہ فاتحہ کو اور قل ہو اللہ احد کو پڑہکر اپنے اوپر دم کریگا تو تمام شب امان مین رہیگا مگر موت سے ناچاری ہے اور عبد بن حمید نے بہی اپنی مسند مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فاتحہ الکتاب برابر دو تہائی قرآن شریف کے ہے ثواب مین اور ابو الشیخ اور طبرانی روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار چیزین مجہہ کو گنج عرش مین سے ملی ہین اور کوئی چیز سوا ان چار کے اوس گنج مین سے نہین ملی ہے سو ایک تو ام الکتاب ہے دوسری آیۃ الکرسی تیسری خاتمہ سورہ بقرہ کا چوتہی سورہ کوثر ہے اور ابو نعیم اور دیلمی نے روایت کی ہے ابو الدرداء سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاتحہ الکتاب کفایت کرتی ہے اوس چیز سے کہ کوئی چیز قرآن مین سے کفایت نہین کرتی ہے اور اگر سورہ فاتحہ کو ترازو کے ایک پلے مین رکہے تو مقرر سورہ فاتحہ تمام قرآن سے سات حصے زیادہ ہوویگی اور ابو عبید نے فضائل قرآن مین حضرت حسن بصری سے مرسلاً روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے سورہ فاتحہ کو پڑہا گویا توریت و انجیل اور زبور اور فرقان کو پڑہا اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین اور وکیع نے اپنی تفسیر مین لکہا ہے کہ ابلیس کو اپنی تمام عمر مین چار دفعہ نوحہ کرنیکا اور سر پر خاک ڈالنے کا اتفاق ہوا ہے ایک تو اوس وقت کہ جسوقت اوسپر لعنت ہوئی تہی اور دوسرے جسوقت کہ آسمان سے زمین پر پہینکا گیا اور تیسرے جسوقت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے اور خلقت کیطرف بہیجے گئے اور چوتہے جسوقت سورہ فاتحہ نازل ہوئی اور ابو الشیخ نے کتاب الثواب مین لکہا ہے کہ جس شخص کو کچہ حاجت ہووے تو چاہیے کہ سورہ فاتحہ پڑہا کرے اور بعد اوسکے اپنی حاجت مانگا کرے قریب ہے کہ اوسکی حاجت کو

حقتعالی بر لاوے اور ثعلبی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے شعبی سے شکایت درد گردوں کی کی شعبی نے کہا کہ تو اساس القرآن پڑہا کر اور درد پر دم کر لیا کر اوس نے کہا کہ اساس القرآن کون سی سورت ہے شعبی نے کہا کہ سورہ فاتحہ ہے اور **بعضے بزرگون نے** تجربہ کرکے لکھا ہے کہ سورہ فاتحہ اسم اعظم ہے اور پڑہنا اسکا ہر مطلب کو مفید ہے اور اسکے دو طریق ہین **اول** یہ ہے کہ صبح کو درمیان سنت اور فرض کے ساتھ ملا دیوے میم بسم اللہ کے ساتھ الحمد للہ کے اکتالیس مرتبہ پڑہے اور چالیس روز تک ناغہ نکرے پھر جو حاجت ہوویگی حقتعالی اوسکو روا کریگا اور **دوسرا** طریقہ یہ ہے کہ مہینے کے اول یکشنبہ کو درمیان سنت اور فرض فجر کے بغیر ملانے میم کے ساتھ لام کے ستر مرتبہ پڑہنا شروع کرے اور ہر روز اسیوقت دس دس بار کم کرتا جاوے یہانتک کہ ہفتہ کو ختم ہو جاوے اور اگر کسی پر جادو ہووے تو یہی سورۃ پانی پر دم کرکے چالیس روز تک پلایا کرے اور اگر چینی کے پیالے پر اس سورت کو گلاب اور زعفران سے لکھکر چالیس روز تک پلایا کرے تو ہر مرض کو اور سحر جادو کو مجرب ہے اور اگر دانت مین اور سر مین یا شکم میں کسی کے درد ہووے اور اس سورت کو سات بار پڑہکر دم کر دیوے تو یہ بہی بہت مجرب ہے تمام ہوئی تفسیر سورہ فاتحہ کی حقتعالی ہمکو اور سب بہائی مسلمانون کو اسکا
فائدہ نصیب کرے اور قرآن شریف کے معنے ہم سب کو سمجہا دے اور شرک سے
اور بدعت سے باز رکہے اور اپنے بندون کے گروہ مین ہمکو داخل
کرے اور سلف کے طریقے کی ہمکو راہ دکہاوے
آمین آمین آمین یارب
العلمین فقط

[illegible]

فائدہ کچھ حال مؤلف اس تفسیر کا لکھا جاتا ہے کہ مولوی حافظ **محمد اکرام الدین** صاحب ان کا نام تھا اور دار الخلافہ شاہجہان آباد ان کا مقام تھا اور قدوۃ المفسرین زبدۃ المحدثین جناب حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کی خدمت سے ذخیرہ سعادت دارین حاصل کیا کرتے تھے اور ہمیشہ مجلس وعظ شریف سے فیضیاب معانی اور حقائق ہوا کرتے تھے چنانچہ دو مرتبہ تمام و کمال ترجمہ قرآن مجید کا اور لطائف اور نکات اوسکے حضرت ممدوح کی زبان سے سنے اور جواہر بیشمار دقائق و

اسرار اونکے بیان ہی جیسے حضرت ممدوح نے اس جہان گذران سے فردوس اعلی کو انتقال کیا اوہونے الہ آباد مین بطلب معاش پیشہ عطاری کو اختیار کیا ساکنین وہان کے فصاحت انکی رشفیتہ اور لطیف تقریر پر فریفتہ تہے انہین دنون مین جناب سید السادات منبع الفیوض و برکات حضرت سید احمد صاحب قدس اللہ سرہ السامی تشریف لائے اور اوس شہر مین انوار فیضان کے پہیلائے انکا لطف بیان سنکر وعظ گوئی کے لیے ارشاد فرمایا اور دعا و بکر دست مبارک سر و سینہ پر پہیر کر اُن کو منبر پر بٹہلایا اوس روز سے اُن کی تقریر میں نہایت فصاحت اور بلاغت پیدا ہوئی کہ خلائق الہ آباد اور شاہجہان آباد وغیرہ کی اون کے وعظ کی شیدا ہوئی ہیاتک کے مجلس وعظ مین مردم بیشمار آتے تہے اور اُنکی بیان سے اہل علم اور بے علم ہی حظ وافر اٹہاتے تہے حق تبارک وتعالی اُن کو جزائے حسنی بخشے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ - وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

اَللّٰهُ الصَّمَدُ

تمّت

خاتمۃ الطبع

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ

وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ

بہائی مسلمانون کو مژدہ ہو کہ رسالہ تحفۃ الاسلام بتفسیر سورہ فاتحہ مؤلفہ عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی واعظ باعمل جناب مولانا مولوی حافظ اکرام الدین صاحب شاہجہان پوری علیہ الرحمۃ والغفران سنہ ۱۳۰۹ ہجری شہر لاہور محلہ سادہوان مطبع صدیقی مین خوشنمائی کے ساتہہ زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر مقبول جہان ہوا اللہ تعالی بہائی مسلمانون کو اسپر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور اسکی مؤلف اور اسپر عمل کرنیوالون اور اسکی چہپوانے والے کو خلد برین مرحمت فرماوے آمین یا الہ العلمین

کہہ رہی تھی کہ تم اُردو زبان مین ایک ایسی تفسیر لکھدو جو نہ بہت لنبی چوڑی ہو نہ مختصر بلکہ متوسط و وسط ہو قرآن پاک کا مطلب سمجھاوے کم علموں کو ہدایت کا رستہ بتاوے مجھکو اتنی فرصت کہان تہی کہ مین اس کام کا ارادہ کرتا لکن جب تقاضا زیادہ ہوا تو چار ناچار غرہ رمضان سنہ ۱۳۰۲ ہجری روز دوشنبہ سے مینے لکھنا اس تفسیر کا شروع کیا موضح قرآن کو اُسکے مؤلف رحمہ اللہ نے سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین لکھا تھا جسکو تین برس کم سو برس ہوئی وہ ترجمہ تھا اب یہ تفسیر ہے اسکو شہر رمضان مین اسلیے شروع کیا کہ سب سے پہلے نزول قرآن پاک کا آسمان دنیا سے بیت العزت پر اسی مبارک مہینے مین ہوا تھا کما قال تعالی شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ اس تفسیر مین ترجمہ آیتون کا مع فوائد کے موضح قرآن سے لیا ہے باقی مطالب تفسیر حافظ ابن کثیر و تفسیر قاضی محمد بن علی شوکانی و تفسیر فتح البیان سے لیکر لکھے ہین عبارت موضح قرآن کو مطابق روزمرہ حال کے کر لیا ہے بالکل موافق اصل کے نہین لکھا اسلیے کہ تین کم سو برس کی مدت مین بعض محاورے اردو زبان کے بدل گئے ہین اس تفسیر سے یہ غرض ہے کہ عامہ اہل اسلام اپنی بولی مین اللہ کا کلام سمجھ لین قرآن شریف کا مطلب بوجھہ لین اسی سبب سے جو باتین علمی تہین جنکو عام لوگ نہین سمجھہ سکتے ہین جیسے مسائل علم صرف نحو معانی بیان قرات وغیرہا کے وہ اس تفسیر مین نہین لکھے فقط مقصود کتاب اللہ پر اکتفا کیا گیا جو تفسیر قرآن شریف کی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین یا لغت عرب سے ثابت ہوئی ہے وہی اس تفسیر مین لکھی گئی ہے کیونکہ جیسا مطلب اللہ کی کلام پاک کا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و اہل قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر سمجھے تھے ویسا مطلب ہر کوئی عالم بیان نہین کر سکتا ہر علاوہ اسکے قرآن کے معنے اپنی رائے یا غیر کی رائے سے بیان کرنا یا علم معقول کا اسمین ملانا بڑا گناہ ہے بہر وجہ سے کی تفسیر تو وہی ہے جو سلف سے نقل ہو کر ہم تک پہونچی ہے سب امت پر یہ بات لازم ہے کہ جسطرح اول اپنے بچون کو قرآن پڑہاتے ہین اسیطرح اس بات کا بھی اہتمام کرین کہ جو بچہ حرف شناس ہو کر اردو زبان پڑہنے سمجہنے لگے اوسکو اول موضح قرآن کا سبق دین تاکہ وہ قرآن شریف کے لفظی معنے سمجھہ لے پہر اوسکو یہ تفسیر پڑہا دین اسمین یہ فائدہ ہوگا کہ سب سے پہلے اللہ کی کلام کا مطلب اُسکے جی مین بیٹھہ جاویگا جب قرآن پاک پڑہ لیا اور اُسکا مطلب سمجھہ لیا تو پہر چہہ کتابین حدیث کی پڑہا دے کہ ان کتابونکا ترجمہ بھی اُردو زبان مین ہو گیا ہے پہر جسکو فقط معلوم کرنا احکام دین کا مقصود ہو تو اوسکو اتنا علم واسطے عمل کے کافی ہے اور جو کسیکو اللہ ہمت بلند نعمت ارجمند بخشے اور وہ سارے علم دین پڑہکر عالم ہو جاوے تو اوسکے لیے تفسیرین عربی زبان کی صحاح و سنن کی کتابین موجود ہین وہ اونکو پڑہے پڑہاوے درجہ عالی حاصل کرے قرآن شریف مین فرمایا ہے کیا پڑہے ہوئے اَن پڑہ برابر ہو سکتے ہین یعنے

ع مہینا رمضان کا جس مین نازل ہوا قرآن ۱۲

مصحح

قرآن

نہیں ہو سکتے جنکو علم ملا ہے اونکے بڑے بڑے رتبے ہیں اسیسے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو عالم ہوئے ہیں جب نہیں کو بلاگی جو اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں اللہ کو بغیر علم کے کوئی نہیں پہچان سکتا علم یہی چیزیں ہیں ایک اللہ کا کلام دوسرے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت تیسرے فرائض کا علم اسکے سوا جو کچھ ہے وہ سب فضول ہے آیا تو کیا نہ آیا تو کیا دین دنیا کی درستی کو یہی علوم قرآن و حدیث و فرائض کفایت کرتے ہیں جب اونپر عمل ہوا تو سمجھو جڑ درست ہو گئی اب کچھ بھی باقی نہیں رہا کہ اوسکے لیئے آدمی بیفائدہ کوئی محنت اوٹھاوے اب ایسا آدمی جسنے کلام اللہ شریف مع ترجمہ و تفسیر پڑھ لیا ہے حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل کر لیا ہے انشاء اللہ تعالی مصداق اس آیت شریف کا ہو جاویگا وَآتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ شمار اور مدار دین اسلام کا دو امر پر ہے ایک اخلاص دوسرا صواب اخلاص کے یہ معنے ہیں کہ خالص اللہ کو پوجے کسی چیز کو اوسکی عبادت میں کسیطرح کی چھوٹی بڑی حال میں کسی طرح بھی شریک کرے نہ اسکو اپنا معبود ٹھیرے اسکو اپنا رب جانے تمام ہوئی توحید الوہیت و ربوبیت کی صواب کے یہ معنی ہیں کہ عمل مطابق صحیح حدیث ظاہر سنت کے کرے بدعت و رائے کی ہوا بھی لگنے نہ دے جب دونوں باتیں کسی مسلمان میں جمع ہو جاتی ہیں تو وہ شخص مومن کامل ہو جاتا ہے ورنہ اوسکے ایمان میں نقصان ہے کیونکہ اخلاص نہ ہوا تو ضرور ہے کوئی نہ کوئی کھلا چھپا شرک اُس سے صادر ہوگا اور اوسکے عقیدے میں موجود ہوگا صواب نہ ہوا تو عمل میں بدعت آگھسیگی ہر بدعت گمراہی ہوتی ہے اب یہ شخص شرک و بدعت میں پھنسکر بالکل ستیاناس ہو گیا پہلے ناس تھا اب ہمہ ہو کر ستیاناس ہوا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بہر حال اس تفسیر کو اردو زبان میں بہت سہل و آسان کر کے لکھا گیا ہے اسکا نام تاریخی ترجمان القرآن بلطائف البیان رکھا ہے اللہ تعالے اس خدمت کو اپنے فضل و کرم سے ویسا ہی خالصا لوجہ اللہ قبول فرماوے جسطرح اُن دو ترجمہ فارسی و ہندی کو ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالے سے قبول فرما کر ایک عالم کو اُسسے فیضیاب و ہدایت کیا ہے جسطرح ہمارا سلسلہ سند کتاب و سنت کا اُن بزرگوں تک پہنچا ہے اسیطرح سلسلہ قبولیت اس خدمت کا بھی اُن دونوں ترجموں سے جا ملے اللہ کے احسان و انعام سے یہ بات کچھ دور نہیں ہے اللہ پاک پہلے مجھکو پھر میرے اہل و اولاد کو پھر سارے مومن مرد و عورت کو توفیق اتباع کتاب و سنت کی روزی کرے اللہم آمین

مقدمہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ یعنے اُتاری ہمنے تجھپر کتاب جو بیان کرتی ہے ہر چیز کو اور فرمایا مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ یعنے نہیں چھوڑی ہمنے کتاب میں کوئی چیز حدیث میں آیا ہے سَتَكُوْنُ فِتَنٌ قِيْلَ وَمَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا قَالَ

[illegible]

کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم اسکو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے یعنے عنقریب کچھ فتنے ہونیوالے ہیں کسی نے کہا اوس سے نکاسی کیونکر ہوگی فرمایا اللہ کی کتاب موجود ہے اسمیں اگلی پچھلی خبر حال کا حکم ہے ابن مسعود کہتے ہیں جو کوئی علم سیکھا چاہے وہ قرآن کو حاصل کرے اسمیں اولین وآخرین کی خبر ہے اس اثر کو سعید بن منصور نے روایت کیا ہے بیہقی نے کہا مراد علم سے یہاں اصول علم ہیں حسن بصری نے کہا ہے اللہ نے ایک سو چار کتابیں اوتاریں سب کتابوں کا سارا علم ان چار کتابوں میں رکھا توریت انجیل زبور فرقان پھر پہلی تین کتابوں کا سارا علم فرقان میں رکھا پھر فرقان کا سارا علم مفصل میں رکھا پھر سارا علم مفصل کا فاتحہ میں رکھا سو جسنے تفسیر سورۂ فاتحہ کی معلوم کرلی اوسنے گویا علم کتب منزلہ کا حاصل کرلیا اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے امام شافعی رح فرماتے ہیں جو کچھ ائمہ دین کہتے ہیں وہ شرح ہے سنت کی یعنے حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ساری سنت شرح ہے قرآن کریم کی بعض سلف نے کہا ہے جسنے کوئی حدیث نہیں سنی مگر اوسکے لیے ایک آیت کتاب اللہ کی ڈھونڈ نکالی سعید بن جبیر نے کہا ہے نہیں پہونچی مجھکو کوئی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹھیک ٹھیک مگر پائی اوسکا مصداق کتاب اللہ میں پایا اس اثر کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے یہ بھی ابن مسعود کا قول ہے کہ اس قرآن میں ہر علم اوتارا گیا ہے ہمکو ہر چیز کا بیان بتلا دیا ہے لیکن ہمارا علم دریافت سے بیان قرآن کے قاصر ہوا اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم ابو ہریرہ مرفوعا کہتے ہیں اللہ تعالے اگر کسی چیز کو چھوڑتا تو ذرہ وخردلہ وبعوضہ کو چھوڑ دیتا اخرجہ ابو الشیخ شافعی نے کہا ہے جو حکم نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے وہ سب قرآن سے سمجھا ہے حدیث عائشہ میں مرفوعا آیا ہے میں حلال نہیں کرتا کسی چیز کو مگر جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کی ہے رواہ الطبرانی یہی شافعی کا قول ہے کہ دین میں کسی شخص پر کوئی حادثہ نہیں ہوتا مگر اللہ کی کتاب میں ایک رستہ ہدایت کا اوس حادثے میں موجود ہوتا ہے بعض احکام جنکا ثابت ہونا سنت سے ابتداءً معلوم ہوتا ہے درحقیقت وہ بھی کتاب اللہ ہی سے ماخوذ ہیں اسلیے کہ اللہ کی کتاب نے اتباع رسول صلعم کا ہمپر واجب کیا ہے حضرت کی بات پر چلنا ہمپر فرض ٹھہرایا ہے ایکبار شافعی نے مکہ معظمہ میں یہ بات کہی تھی کہ اے لوگو تم جو چاہو مجھسے پوچھو میں ہر سوال کا جواب قرآن سے دونگا کسی نے کہا بتلاؤ تو محرم کو زنبور کا قتل کرنا جائز ہے یا نہیں انہوں نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ تعالی وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا پھر سند سے یہ حدیث حذیفہ روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر پھر ایک دوسری حدیث سند سے ذکر کی جسکا مضمون یہ تھا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالے عنہ نے محرم کو حکم قتل کرنے زنبور کا دیا ہے بخاری نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے

یہ حدیث پڑھی لعن اللہ الواشمات والمستوشمات المتفلجات ایک عورت نے اس گفتار کی انہوں نے کہا مالی لا العن من لعن رسول اللہ
صلعم نے لعنت کی ہو اور وہ بات قرآن میں موجود ہو اور میں کس طرح لعنت نہ کروں اس نے کہا میں نے تو سارا قرآن جو دونوں
ان دونوں لوحوں کے بیچ ہے پڑھا مگر جو تم کہتے ہو وہ اس میں کہیں نہیں پایا انہوں نے کہا اگر تو قرآن پڑھتی تو
ضرور پالیتی کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی ہے ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا
اس نے کہا ہاں پڑھی ہے کہا تو یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے امام شافعی رحمہ اللہ
کہتے ہیں جو بات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہی ہے وہ یا تو خود قرآن میں موجود ہے یا قرآن میں اس کی اصل ہے
قریب ہے یا بعید جسے سمجھا اور جسے نہ سمجھا جو اللہ نے چاہا اسی طرح ہر حکم و ہر فیصلہ آپ کا قرآن میں ہے وہ جو
حدیث عائشہ میں آیا ہے کان خلقہ القرآن عصمت ہے کہ پیغمبر تو قرآن پر چلیں اس لیے بعض علماء نے کہا
ہے ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس کا نکالنا قرآن سے ممکن نہ ہو لیکن اس شخص کو جسے اللہ نے سمجھ دی ہے یہاں تک کہ بعض
اہل علم نے رسول اللہ صلعم کی عمر تریسٹھ سال کی اس آیت سورہ منافقین سے نکالی ہے ولن یؤخر اللہ نفسا اذا
جاء اجلہا سبب یہ کہ یہ آیت تریسٹھویں سورت کا سرا ہے اس کے پیچھے تغابن ہے جس سے حضرت کے مفقود ہونے پر افسوس ظاہر ہوتا
ہے مرسی نے کہا ہے قرآن شریف نے سارے علوم اولین و آخرین جمع کر لیے ہیں سوائے متکلم کے کوئی احاطہ ان علوم
کا بطور حقیقت کے نہیں کر سکتا ہے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو وہ بھی اس علم کو نہیں جانتے جسکے ساتھ اللہ
پاک متفرد و خاص ہے پھر بعد آپ کے سب سے زیادہ سادات صحابہ جانتے تھے انہیں اجلہ اعلام بھی جیسے خلفائے اربعہ ابن مسعود
و ابن عباس زیادہ اعلم تھے ابن عباس نے کہا ہے کہ اگر ایک رسی اونٹ کی پاؤں باندھنے کی کھو جاوے تو میں اسکو کتاب اللہ
میں پالونگا پھر وہ علم صحابہ سے تابعین کے ارث میں آیا پھر ہمتیں گھٹ گئیں عزیمتیں سست پڑ گئیں بھاگ جاتی ہی اہل علم
کم ہوگئے جو بوجھ ان علوم کا صحابہ و تابعین نے اٹھایا تھا وہ کسی سے اٹھ نہ سکا انہوں نے علم کو نوع نوع کر ڈالا ہر گروہ ایک
فن کے ساتھ قائم ہوا کسی نے ضبط لغات تحریر کلمات معرفت مخارج حروف شناخت عدد کلمات و آیات و سور
و احزاب و انصاف و ارباع و عدد سجدات و تعلیم اعشار آیات و حصر کلمات متشابہہ و آیات متماثلہ کی طرف توجہ کی معانی سے
کچھ سروکار نہ رکھا مطالب کی تدبیر کچھ نہ کی ان لوگوں کو قراء کہتے ہیں کسی نے یہ کیا کہ اسماء و افعال و حروف عاملہ
و غیر عاملہ و معرب و مبنی کی بحث کی اسماء و توابع اسماء میں جو شامل کہو لکر کلام کیا اقسام افعال لازم و متعدی و رسوم خط
کلمات و جملہ متعلقات ان امور کو وسعت سے بیان کیا یہاں تک کہ بعض نے اس میں مشکل پر اعراب لگایا کسی نے ہر ایک کلمے کو معرب
کر دکھایا مفسرین الفاظ پر جھک پڑے دیکھا کوئی لفظ ایک معنے پر دال ہے کوئی لفظ دو معنے پر کوئی دو سے زیادہ

ف ۱ [illegible]

ف ۲ [illegible]

بعد ازاں ایک ایک کلمہ کے معنی ظاہر کیے اور محتملات کی ترجیح میں لگ گئے جتنے وہ ایک یا دو معنی یا بہت معنی ایک
اور دوسرے کو مرجوح ٹھہرایا مگر ہر ایک نے اپنے مذہب کا واجب مد نظر رکھا اسکے موافق کہا اہل اصول نے ادلۂ
انہوں نے اس میں قواعد و شواہد اصلیہ نظریہ کو دریافت کیا جیسے آیت لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ
لفسدتا اور ان سے اللہ کی احدیت و وجود و بقا و قدم و قدرت و علم و تنزیہ پر بہت سے دلائل پیدا کیے ہیں اسی
سے اس علم کا نام اصول دین ٹھیرا ایک گروہ نے معانی خطاب پر نظر کی تو انہوں نے کسیکو مقتضی عموم کسیکو مقتضی
خصوص پایا پھر احکام لغت حقیقت و مجاز نکالے تخصیص و اضمار و نص و ظاہر و مجمل و محکم و متشابہ و امر و نہی و
نسخ وغیرہ میں کلام کی انواع قیاسات و استصحاب حال و استقرا کا استعمال کیا اس فن کا نام اصول فقہ ہوا دوسرے گروہ نے
اپنی نظر صحیح و فکر صادق کو کام لیا حلال و حرام و سائر احکام میں غور کیا احکام کے اصول و فروع بنائے قول مفصل
و مبسوط لکھا اسکا نام علم فروع و فقہ ٹھیرا کسی گروہ نے یہ کیا کہ سارے قصص قرون سابقہ و امم خالیہ چھان ڈالا اخبار کو
نقل آثار کو مدون وقائع کو منضبط کیا بدء دنیا و اول اشیاء کا ذکر نکالا یہ فن موسوم بعلم تاریخ و قصص ہوا دوسرے
لوگ اٹھے انہوں نے جتنے حکم و امثال و مواعظ تھے جس سے دل ہل جاویں پہاڑ بیٹھ جائیں انکو جمع کیا وعد و وعید
تحذیر و تبشیر ذکر موت و معاد و نشر و حشر و حساب کتاب عقاب ثواب جنت و نار کو نکالا مواعظ کے فصول زواجر کے
اصول مقرر کیے یہ لوگ وعاظ و خطبا کہلائے ایک اور قوم اٹھی دوڑی اسنے اصول تعبیر خواب کو نکالا قصۂ یوسف علیہ
السلام میں ذکر بقرات سمان کا آیا ہے دو قیدیوں نے خواب دیکھا تھا چاند سورج تارے نے سجدہ کیا تھا انہوں نے
اس قسم کی آیات سے اس فن کو نکالا تعبیر رؤیا نام رکھا ہر خواب کی تفسیر کتاب سے ڈھونڈھ نکالی جہاں کہیں قرآن سے نہ ملی
وہاں سنت سے نکالی کیونکہ سنت شارح کتاب ہے پھر اگر سنت سے بھی ہاتھ نہ لگی تو حکم و امثال سے اخذ کی پھر عوام کی
زبان عرف و عادت و اصطلاح پر نظر ڈالی اس سے کچھ نکالا ایک قوم وہ آئی جس نے آیت میراث سے حساب سہام و ارباب
سہام کا سمجھا اس علم کا نام علم فرائض رکھا نصف ثلث ربع سدس خمس ثمن مقرر کیے حساب فرائض کا مسائل
عول کے درست کیے احکام وصایا نکالے دوسری جماعت کھڑی ہوئی اسنے یہ کام کیا کہ جسقدر آیات دلیل تھے اللہ کی
حکمت روشن پر جیسے ذکر رات دن چاند سورج منازل قمر نجوم و بروج وغیرہ کا تھا انکو فراہم کرکے علم مواقیت
بنایا شعرا و کتاب اٹھے انہوں نے ساری توجہ اپنی طرف جزالت لفظ ابداع نظم حسن سیاق و مبادی و مقاطع
و مخالص و تلوین خطاب و اطناب و ایجاز کلام کے صرف کر دی معانی و بیان و بدیع کا استنباط کیا ارباب اشارات و اصحاب
حقیقت نے اپنی نگاہ علیحدہ دوڑائی اپر جو الفاظ و معانی و دقائق کتاب کے کھلے انہوں نے انکو

۴ [illegible]

اعلام ہیں اگر اصطلاحات صوفیا و لقاء و حضور و خوف و ہیبت و انس و وحشت و قبض و بسط و صحو کو قائم کیا **ف** یہ سب ان فنون کا ہی حکم ملت اسلامیہ نے قرآن پاک سے لیا ہے ان فنون کے سوا اور علوم بھی ہیں جنپر قرآن عظیم محتوی و مشتمل ہے جیسے علم طب ہیئت ہندسہ جدل جبر و مقابلہ تجارت وغیرہ لیکن طب کا دار مدار حفظ نظام صحت و استحکام قوت وغیرہا پر ہے اور امور اعتدال مزاج سے تعادل کیفیات متضادہ حاصل ہوتے ہیں سو ایک آیت کتاب کی ان سب کو جامع ہے کما قال تعالیٰ وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا یہہ بات سمجھا چاہیے کہ اعادہ صحت کا بعد اختلال کے حدت شفائی بدن کا بعد اعتلال کے کس چیز سے ہوتا ہے سو یہ بات اس آیت شریف سے معلوم ہوئی شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ یہہ طب اجساد و طب قلوب کو اور بڑہا دیا و فرمایا وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ہیئت ان آیتوں کی بیچ میں بیان کی گئی ہے جسمیں ملکوت سماوات و ارض کا بیان مخلوقات کے پھیلاؤ کا عالم علوی و سفلی میں ذکر ہے ہندسہ جیسے آیت کریمہ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ اسمیں قاعدہ ہندسیہ موجود ہے کہ شکل مثلث کے لیے سایہ نہیں ہوتا جدل کی راہیں مقدمات و نتائج و قول بموجب و معارضہ وغیرہ اختیار کیں سو یہ بہت آیات کتاب اللہ حاوی ہیں ہاں من مناظرہ ابراہیم علیہ السلام اصل عظیم اس باب میں ہے حشر و معاد کی یہ صورت ہے کہ اوائل سورتیں ذکر مدد اعوام و ایام تواریخ امم سابقہ کا آیا ہے جسمیں بقائے ملت اسلامیہ تاریخ مدت دنیا بھی کہ کتنی گذری کتنی رہی موجود ہے بعض کو بعض میں ضرب کرنے سے یہ سارے حالات معلوم ہو سکتے ہیں تجارت اس قول میں ہے اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ ابن عباس نے اسکی تفسیر اسی کے ساتھ کی ہے تفصیل کہا ہے مراد اس سے اسناد علم حدیث ہے اس آیت کو اگر دو علم کی دلیل اصیل ٹہراویں تو کوئی مانع نہیں ہے قرآن پاک سے حکم اتباع سنت و تقلید کا تو جا بجا سے نکلتا ہے اس آیت شریف سے سلسلہ اسناد کا علم ہوتا ہے ثابت ہوا و للہ الحمد **ف** قرآن پاک میں جسطرح اصول جملہ علوم و فنون کے موجود ہیں اسیطرح اصول صنائع و اسماء آلات کے بھی جنکی ضرورت ہوا کرتی ہے مذکور ہیں منجملہ صنائع کے خیاطت ہے یعنے درزیکا کام سیئے آپ دلیل ہے وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ اس آیت سے کام کفش دوزیکا بھی سمجھا جاتا ہے جوتے گانٹھنے کو عربی میں خصف کہتے ہیں حدادت یعنی آہنگری کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ بنا یعنی معماریکا کام اسکا ذکر بہت آیتوں میں آیا ہے قال تعالیٰ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ نجارت یعنی درود گری کا ذکر اس آیت میں ہے اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ غزل یعنے سوت کاتنے کا ذکر اس آیت میں ہے نَقَضَتْ غَزْلَهَا نسج یعنے جلاہی کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا فلاحت یعنی کھیتی باڑیکا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ

سلہ دیکھو جو ہوتے ہو ۱۲ سو صد قرآن

اسکے سوا اور آیات میں بھی یہ ذکر آتا ہے حدادت یعنی لہار کا پیشا اسکا ذکر کئی آیتوں میں آیا ہے غوص یعنے غوطہ مارنا اسکا ذکر
اس آیت میں ہے کُلَّ بَنَّاءٍ وَّغَوَّاصٍ وَتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً صیاغت یعنی سنار کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے
وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا زجاجت یعنی شیشہ آلات کا کام اسکا ذکر اس آیت میں
ہے صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ نجارت یعنے بڑہئی کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے
فَاَوْقِدْ لِيْ يَا هَامَانُ عَلَى الطِّيْنِ ملاحت یعنی ملاحی وتیراکی کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ
لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ کتابت یعنے لکہنے کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے عَلَّمَ بِالْقَلَمِ اسکے سوا اور بہت
میں بھی یہ ذکر آیا ہے خبز وطحن یعنے نان پزی کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا طبخ یعنے
باورچی گری کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ غسل وقصارت یعنی گاذری کا کام اسکا ذکر اس آیت میں آیا
ہے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ یہ حواری دہوبی تہے جزارت یعنی قصابی کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے
اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ بیع وشرا یعنے سوداگری کا کام اسکا ذکر بہت آیتوں میں آیا ہے صبغ یعنے رنگریزی کا کام اسکا ذکر
اس آیت میں ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَبِيْضٌ وَّحُمْرٌ حجارت یعنے سنگ تراشی کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا کیالت ووزن یعنی وزن کشی کا کام اسکا ذکر بہت آیتوں میں آیا ہے رمی یعنی تیر اندازی
کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ قوت کی تفسیر
حدیث شریف میں گو تیر اندازی آئی ہے مگر لفظ عام ہے ہر طرح کے فن سپاہگری کو بھی شامل ہے جیسے بندوق چلانا علیٰ ہذا
مارنا توپ چہوڑنا اسمیں یہ بھی مدخول ہوکے داخل ہوگی اسیطرح اسمائے آلات وضروب ماکولات ومشروبات ومنکوحات وجمیع
وقائع کائنات جو قرآن عظیم میں مذکور ہیں اس آیت کے معنے کو ثابت کرتے ہیں مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ تمام ہوا
کلام سیوطی کا معہ زیادات قالہ السیوطی اس کلام میں ذکر بعض دوری وعلم اسما وحدیث کا کلام سیوطی پر بھی بڑہا دیا
گیا ہے اسیطرح کریمہ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ سے فن سپاہ واقسام لشکر ثابت ہوتا ہے اور کریمہ
وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ میں سارے صنائع جدیدہ داخل ہیں جو قیامت تک دنیا میں حادث ہوں غرضکہ جب کوئی شخص
قرآن شریف میں جتنا زیادہ غور کرتا ہے تو اتنا ہی اس بات کو جان لیتا ہے کہ اللہ پاک کی کتاب پاک ہر شے پر مشتمل ہے
خواہ بطریق دلالت نص ہو یا بطور اشارت النص تو ہے انواع علوم سو کوئی باب ومسئلہ کسی علم کا ایسا نہیں ہے
جسکی کچھ اصل وبنیاد قرآن شریف میں نہ ہو ضرور ہے قرآن میں کوئی نہ کوئی دلالت اس باب یا مسئلے پر ہوتی
ہے اگر ہم نے اسکو نہ پایا تو یہ ہمارے علم وفہم کا قصور ہے نہ کتاب اللہ کا فتور **ف** قرآن مجید میں علم عجائب

مخلوقات کا علم ملکوت ارض و سموات کا علم آخرت کا احوال اعلیٰ اور تحت الثریٰ میں ہی علم بدء خلق کا نام اسما
انبیا و رسل و ملائکہ کے عیوب اخبار امم سابقہ کے سوا دیں جس طرح قصہ[1] آدم کے نکلنے کا بسبب ابلیس کے جنت سے و[2] قصہ ہابیل
ولاد کا بعد [illegible][3] قصہ رفع ادریس کا آسمان پر[4] قصہ غرق قوم نوح کا[5] قصہ [illegible] کا قصہ[6] [illegible] کا[7] قصہ یونس کا
قصہ اصحاب کہف کا[8] قصہ اصحاب الرس کا[9] قصہ ثمود و عاد کا[10] قصہ قوم لوط و قوم شعیب کا اور دوبارہ مرسل ہونا انکا
[11] قصہ موسیٰ کی ولادت کا پھر دریا میں پھینکے جانے کا پھر قتل قبطی کا پھر مدین کو جانے کا پھر وحی و معجزہ عصا
کا پھر تکلم باری تعالیٰ کا جانا طور پر پھر آنے کا پاس فرعون کے پھر نکلنے کا مصر سے پھر فرعون کے ڈوبنے
کا پھر گوسالہ کے پوجنے کا پھر قوم پر صاعقہ گرنے کا ذکر قتیل بنی اسرائیل و ذبح البقرۃ کا[12] قصہ قتل جبارین کا[13] قصہ
مصاحبت خضر کا[14] قصہ قوم کے جانے کا سرنگ کی راہ سے جس کو[15] قصہ طالوت و داؤد کا ساتھ جالوت کے[16] قصہ
سلیمان کا ساتھ بلقیس ملکہ سبا کے[17] قصہ اس قوم کا جو ڈر سے طاعون کے بھاگ نکلے اللہ نے انکو مار کر پھر جلایا[18] قصہ
ابراہیم کا اور مجادلہ انکا ساتھ اپنی قوم کے اور مناظرہ ساتھ نمرود مردود کے[19] قصہ چھوڑ جانے ہاجرہ و اسمٰعیل کا مکہ معظمہ میں[20]
قصہ بنانے کعبہ کا[21] قصہ ذبیح کا[22] قصہ یوسف علیہ السلام کا یہ قصہ بہت بسط سے مذکور ہے اسمیں مذمت عشق و فسق
کی اور مدح تقوے و طہارت کی ہے[23] قصہ مریم کا اور ولادت عیسیٰ اور انکے سوال و رفع کا آسمان پر[24] قصہ زکریا کا[25] قصہ
یحییٰ کا[26] قصہ ایوب کا[27] قصہ ذوالکفل کا[28] قصہ ذوالقرنین کا اور جانا انکا مطلع و مغرب شمس تک اور بنانا
سد یاجوج و ماجوج کا[29] قصہ اصحاب کہف کا[30] قصہ اصحاب رقیم کا[31] قصہ بخت نصر کا[32] قصہ ان دو شخصوں کا جنمیں ایک
صاحب باغ تھا[33] قصہ اصحاب جنت کا[34] قصہ مومن آل یٰسین کا[35] قصہ اصحاب فیل کا[36] قصہ جبار کا جسنے ارادہ صعود
کا آسمان پر کیا تھا پھر ہر ایک قصے کے پیچھے اس قدر مواعظ و حکم ہیں جنکی تفصیل کے لیے ایک دفتر کافی نہیں ہو سکتا
ہے **ف** قرآن شریف میں اخبار بدء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی فرمایا گیا ہے انکا مبعوث ہونا
ہجرت کرنا دعوت ابراہیم بشارت عیسیٰ علیہما السلام ہونا ذکر کیا ہے بہت غزوات کی ذکر غزوہ بدر کا سورہ انفال
میں ذکر غزوہ احد کا سورہ آل عمران میں غزوہ خندق کا احزاب میں نضیر کا سورہ حشر میں حدیبیہ کا سورہ فتح
میں تبوک کا سورہ براءت میں حجۃ الوداع کا مائدہ میں پھر قصہ نکاح زینب بنت جحش کا تحریم سریہ تظاہر ازواج قصہ
افک عائشہ صدیقہ کا قصہ شب معراج کا قصہ انشقاق قمر کا قصہ سحر یہود کا مفصلاً یا مجملاً جیسا جسکا مناسب وقت تھا
نازل کیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر و حیات و بات چیت کی قسم کھائی ہے لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ
لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ وَقِيلِهِ يَا رَبِّ سارے کتب سیر اسلام گویا انہیں حالات و واقعات و مقالات

کی شرح ہیں **ف** انسان کا حال مد خلقت سے موت تک مع کیفیت موت و قبض روح کے ذکر کیا ہے پھر یہ بیان کیا ہے کہ بعد عود روح کے طرف آسمان کے کیا ہوتا ہے مومنین کے لیے فتح ابواب کرتے ہیں اور کفار کو اوپر سے نیچے گرا دیتے ہیں عذاب قبر سوال قبر مقر ارواح اشتراط ساعت کبری کا الگ ذکر ہے یہ دس علامتیں ہیں نزول عیسے خروج دجال یاجوج ماجوج سیر دابۃ الارض دخان ہدم قرآن طلوع شمس از مغرب نہ ہونا دروازہ توبہ کا ہونا خسف کا احوال بعث جیسے نفخ صور واسطے فزع و صعق کے دوسرا نفخ واسطے بعث و حشر و نشر کے اہوال موقف کا شدت حرارت آفتاب کی سایہ عرش کا صراط میزان حوض حساب ایک قوم کا بحساب ہونا دوسری قوم کا کہ آنا اعمال کی دستاویز کتاب کا داہنے یا بائیں ہاتھ میں ملنا سنینہ سے ذکر شفاعت و جنت کا اور جو کچھ جنت میں ہوگا جیسے ابواب جنت کا انہار اشجار ثمار زیور ظروف درجات رویت الٰہی ذکر نار کا اور جو کچھ نار میں ہے انواع ردیہ و عقبات اقسام عذاب سے جیسے زقوم و حمیم و غسلین وغیر ذلک ان سب کا حال اگر بطریق بسط لکھا جاوے تو کئی مجلد میں آوے جس قدر کتب معتمدہ ائمہ اسلام نے اس ابواب میں لکھے ہیں وہ سب کتب گویا تفسیر ہیں قرآن کی بابت ان امور کی جنکو انہوں نے سنت صحیحہ و آثار قویہ سے صراحۃً یا اشارۃً اجمالاً یا تفصیلاً سمجھا اور جانا ہے **ف** قرآن شریف میں اللہ پاک کے ساری اسمائے حسنے موجود ہیں جس طرح حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اللہ پاک کے ننانوے نام ہیں جو کوئی انکو یاد کرلیگا وہ بہشت میں جاویگا سوا ان اسمائے حسنے کے دیگر اسما و صفات قرآن میں آگئے ہیں اسیطرح بہت سے نام رسول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمیں مذکور ہیں کچھ اوپر ستر شعب ایمان کا اسمیں ذکر ہے شرائع اسلام تین سو پندرہ آگئے ہیں انواع کبائر کا ذکر الگ کیا ہے اقسام صغائر جدا بتائے گئے ہیں ہر حدیث نبوی کی تصدیق علیحدہ فرمائی گئی ہے سو جسنے سارا علم حدیث مع ساری سنت مطہرہ کی شرح و تفسیر قرآن پاک ٹھیرا تو سمجھو کہ فہم قرآن کا موقوف ہوا علم سنت پر پس جسکو علم حدیث نہیں ہے وہ عالم قرآن بھی نہیں ہے اسیطرح جب کوئی عامل بالسنۃ نہیں ہے وہ عامل بالقرآن بھی نہیں ہوسکتا ہے گو زبانی دعوی فہم یا عمل بالکتاب کا کیوں نہ کرے جسطرح کہ اہل الرائے وغیرہ اصحاب مدعی کیا کرتے ہیں تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ہنوز دہلی دور است غرض کہ قول مجمل بیان میں فضائل کتاب اللہ کے یہ ہی جو اسجگہ بطور نمونہ ذکر کیا گیا حسن علم و فن قرآنی کو دیکھو خواہ صریح ہو یا بطور ایما باعث دلکشی کا ہی ہے ؎ مخدرات سرا پردہائے قرآنی + چہ دلبرند کہ دل مے برند پنہانی + قرآن و حدیث کی لذت وہی شخص پا سکتا ہے جسکو ہمراہ علم نافع کے توفیق عمل صالح اخلاص دل کی بھی حاصل ہوئی ہے ورنہ اکثر اہل زمانہ کی وہی مثل ہے ع کہ نکتہ دان نشود کرم گر کتاب خورد + انواع علوم قرآن میں بہت لوگوں نے

کہ اس تصنیف و تالیف کی ہے کسی نے اسباب نزول میں کسی نے معرفت مبہمات میں کسی نے سوا ان کے اور میں سب سے
زیادہ جامع کتاب اتقان سیوطی رح ہے انکا احسان ساری امت کی گردن پر ثابت ہے پھر کتاب اکلیل میں انہوں نے مختصر
طور پر بہت اچھی اچھی استنباط اس علم کے بعض آیات کتاب اللہ سے ذکر کیے ہیں جسکے دیکھنے سمجھنے سے مرد فہمیدہ عالم
سعید کے دل میں قدر کتاب اللہ کی بڑھتی ہے غزالی سے یہ نقل کیا ہے کہ آیات احکام عدد میں پانسو آیت ہیں
بعض نے کہا کہ ایک سو پچاس آیت ہیں شاید مراد ان صاحبوں کی یہ ہوگی کہ صرائح احکام اسیقدر آیات میں ہیں ورنہ
آیات قصص و امثال وغیرہ سے بہت احکام نکل سکتے ہیں جیسے حافظ ابن الوزیر نے لکھا ہے کہ وہ آیات
احکام جنکا حفظ رکھنا مجتہد مطلق کو ضرور ہے ایک سو تیس آیت ہیں پس میں نے ان آیات کی تفسیر عربی میں
لکھی ہے اوسکا نام نیل المرام ہے شیخ عز الدین بن عبد السلام نے کتاب الامام میں لکھا ہے کہ اللہ نے قرآن شریف
میں جو امثال ذکر کیے ہیں مطلب اون سے تذکیر و وعظ ہے اسلیے کہ بعض اون میں مشتمل ہیں بیان تفاوت مراتب ثواب
و حبط عمل یا مدح و ذم اعمال پر سو یہ سب امثال دلیل ہیں احکام پر پھر یہ کہا ہے کہ معظم آیات قرآن احکام سے خالی
نہیں ہیں یا آداب حسنہ و اخلاق جمیلہ پر مشتمل ہیں کسی آیت سے کوئی حکم صراحۃً نکلتا ہے کسی آیت سے بطور استنباط حاصل
ہوتا ہے خواہ دوسری آیت سے ملا کر نکالا جاوے یا بغیر ملانیکے جیسے استنباط تحریم استمنا کا اس آیت سے
اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ الیٰ قوله فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ
اور صحیح ہونا انکحۂ کفار کا اس قول سے وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ اور صحیح ہونا صوم جنب کا اس قول سے فَالْـٰٔنَ
بَاشِرُوْهُنَّ الیٰ قوله حَتّٰى يَتَبَيَّنَ یہ مثالیں ہیں استنباط کی بلا ملانے کے اور ملا کر نکالنا سو اوسکی مثال
یہ ہے جیسے استنباط چھ مہینے کی حمل کا اس قول سے وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا مع قوله وَفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ
پھر کبھی یہ استدلال احکام پر کسی صیغے سے ہوتا ہے کبھی اخبار سے جیسے اُحِلَّ لَكُمْ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ
کبھی اس خیر و شر نفع و ضرر سے جو عاجل یا آجل میں مرتب ہوتا ہے پھر اُسکے انواع ہیں جیسے ترغیب یا ترہیب یا عباد
تقریب اون کے الافہام سو جو کام ایسا ہو کہ اوسکو شارع نے معظم کہا ہو یا اوسکی مدح کی ہو یا اوسکے فاعل کو ممدوح کہا ہو یا اوسکو
یا اوسکے فاعل کو محبوب ٹھیرایا ہو یا اوس سے یا اوسکے فاعل سے رضامندی ظاہر کی ہو یا اوسکو موصوف باستقامت یا برکت
یا طیب فرمایا ہو یا اوسکی یا اوسکے فاعل کی قسم کھائی ہو جیسے قسم شفع و وتر و خیل مجاہدین و نفس لوامہ کی یا اوسکو سبب اپنے
ذکر و محبت یا ثواب عاجل یا آجل یا شکر یا ہدایت یا مغفرت گناہ یا تکفیر سیئات یا قبول یا نصرت فاعل یا بشارت کا ٹھیرایا
یا کسی امر کو معروف کہا ہو یا اوسکے فاعل سے نفی حزن و خوف فرمائی ہو یا اوسکو وعدہ امن کا دیا ہو یا اوسکو سبب اپنی

[illegible]

ولایت وقربت کا کہا یا صفت مدح سے اوسکو متصف کیا جیسے حیات یا نور یا شفا یا رحمت سو یہ سارے اقسام دلیل ہیں اوسکی مشروعیت کی۔ خواہ وہ واجب ہوں یا مندوب اور جس کام کا ترک کرنا مطلوب شارع ہوا یا اوسکے فاعل کو مذموم کہا ہے یا اوس پر عتاب کیا ہے یا اوسکو دشمن رکھا ہے یا اوس پر لعنت کی ہے یا اوس سے نفی محبت کی ورضائی سے یا اوسکے فاعل کو مشابہ بہائم یا شیاطین ٹہرایا ہے یا مانع ہدایت یا قبول کا ٹہرایا ہے یا اوسکا وصف ساتھ کراہت یا برائی کے کیا ہے یا اوس سے نفی صلاح وفلاح کی یا عذاب عاجل یا آجل کا قرار دیا ہے یا اوسکو ساتھ ذم ولوم یا ضلالت یا معصیت یا وصف خبث یا رجس یا نجس یا فسق یا اثم یا سبب اثم یا لعن یا غضب یا زوال نعمت یا حدوث نقمت کے یاد کیا ہے یا اوسکو کوئی حد یعنی سزا دی ہے یا قسوت یا خزی یا ارتہان نفس یا عداوت خدا یا محاربہ یا استہزا یا سخریہ یا سبب نسیان فاعل بنایا ہے یا اپنے نفس کا وصف ساتھ صبر یا حلم یا صفح یا عفو کے کیا ہے یا اوس سے توبہ کرنے کی طرف بلایا ہے یا اوسکے فاعل کو وصف حقارت یا ذلت کیا ہے یا اوسکو طرف عمل شیطان کے منسوب فرمایا ہے یا تزئین ابلیس یا تولی شیطان کہا ہے یا وصف اوسکا کسی صفت ذم سے کیا ہے جیسے ظلم یا بغی یا عدوان یا اثم یا تبرا ہوا انبیا کا اس کام سے یا اوسکے فاعل سے یا شکایت ہوا اونکا طرف اللہ کے ذکر کیا ہے یا اوس پر حزن کرنے سے نہی کی ہے یا اوسکے فاعل کو خائب کہا ہے یا اوس پر حرمان جنت کو مرتب کیا ہے یا اوسکے فاعل کو عدو اللہ یا اللہ کو اوسکا عدو ٹہرایا ہے یا فاعل کو محارب خدا ورسول یا حامل اثم غیر کہا ہے یا اوسکو لفظ لا ینبغی لا یکون سے یاد کیا ہے یا لیس من اللہ فی شیء یا لیس من الرسول واصحابہ فرمایا ہے یا اوسکو سبب ایقاع عداوت وبغض کا بین المسلمین یا موجب عدم فلاح کا ٹہرایا ہے یا اوسکے حق میں ہَلْ اَنْتُمْ مُنْتَہُوْن یا قاتلہ اللہ وغیرہ ذکر کیا ہے یا یہ کہا ہے کہ اللہ اوسکے فاعل سے دن قیامت کے بات نہ کریگا یا اوسکی طرف نہ دیکھیگا یا اوسکے عمل کو درست نہ کریگا یا اوسکے کید کو چلنے نہ دیگا یا اوس پر کوئی شیطان گماشتہ ہے یا وہ کام سبب زیغ قلب کا ہے سو یہ کل انواع دلیل ہیں منع فعل وعمل مذکور پر اور یہہ دلالت اوسکی تحریم پر دلالت محض کراہت پر ظاہر تر ہے رہی اباحت سو لفظ احلال یعنی جناح نفی حرج واثم ومواخذہ سے یا اذن سے یا عفو سے یا منت کہنے سے یا سکوت کرنے سے بیان تحریم کے یا کسی شے کے حرام ہونے پر انکار کرنے سے یا اس کہنے سے خلق او جعل یا فعل مَنْ قَبْلَنَا کو بغیر ذکر کرنے ذم کے ثابت ہوتی ہے یہہ خواہ دلالت ان الفاظ کی مشروعیت اشیا پر وجوبا ہو یا استحبابا واللہ اعلم **ف** اللہ تعالیٰ نے دنیا مین ایک رسول بھیجے وہ اوسکی طرف سے خوشخبری لائے ڈر سنائے یہ بات اسلیے ہوئی کہ پہر لوگون کو کوئی حجت اللہ تعالیٰ پر باقی نہ رہے سب کے بعد ہمارے نبی امی عربی مطلبی مکی مدنی کو بھیجا جب سے وہ آئے سارے جن وانس انکے لیے قیامت

تک رسول ہو۔ سو اللہ نے فرمایا ہے فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ یعنے ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول نبی امی پر دوسری جگہہ فرماتا ہے اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيعًا میں بھیجا ہوا ہوں اللہ کا تم سب کی طرف تیسری جگہہ فرمایا ہے لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ یعنے تاکہ ڈراؤں میں تمکو اس قرآن سے اور جسکو وہ پہنچے سو جس کسی کو یہ قرآن پہونچگیا ہے عرب ہو یا عجم کالا ہو یا گورا انس ہو یا جن اوسکے لیے یہ کتاب نذیر ہے یعنے ڈرانے والی چوتھی جگہہ فرماتا ہے وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ یعنے جو کوئی گروہ اس قرآن کو نہ مانیگا اوسکے لیے جہنم وعدہ ہے معلوم ہوا کہ کافر قرآن کا منکر قرآن کا کوئی ہو کہیں ہو دوزخ میں جاویگا قرآن کا انکار ایک تو یوں ہوتا ہے کہ سرے سے ہی اوسکو اللہ کا کلام ہی نہ سمجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبر خاتم الانبیا اعتقاد نہ کرے جسطرح عقیدہ یہود و نصاریٰ وغیرہما کا ہے دوسری شکل یہ ہے کہ پیغمبر کو مانے مگر کلام اللہ کو مخلوق جانے یہ بھی کفر ہے جسطرح عقیدہ معتزلہ کا ہے تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن و پیغمبر دونوں پر ایمان لائے مگر بعضے حکم قرآن کے نمانے جسطرح بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ہم حرمت سود کی تقسیم فرائض کی صحت طلاق کی نہیں مانتے یہ بھی کفر صریح ہے چوتھی صورت یہ ہے کہ قرآن کا اقرار کرے مگر قرآن پر کسی امام یا عالم یا مجتہد کی بات کو غالب کیجے یہ بھی درحقیقت قرآن کا انکار ہے مقلدین مذہب یہی کام کیا کرتے ہیں اسیطرح سنت صحیحہ پر کسی شخص کے قول یا رای یا قیاس یا اجتہاد کو مقدم کرنا گویا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہونا ہے جو کام دیدہ و دانستہ کیا جاتا ہے تو ایمان باقی نہیں رہتا پانچویں جگہہ کہا ہے فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ یعنی چھوڑ دے تو مجھکو اور اس شخص کو جو اس قرآن کو جھٹلاتا ہے ہم اونکو درجہ بدرجہ اوتارینگے اسطرح کہ وہ نہ جانیں گے حدیث میں آیا ہے میں بھیجا گیا ہوں طرف ہر لال و کالے کی مجاہد نے کہا ہے مراد انس و جن ہیں جو شخص کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے علم ہیں جو کچھ اللہ تعالے نے اس قرآن میں اونکو وحی کی ہے وہ انکو اللہ کیطرف سے سارے انس و جن کو پہونچانے والے ہیں اللہ نے فرمایا ہے اَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا یعنے کیوں نہیں غور کرتے ہیں قرآن میں اگر وہ سوا اللہ کے کسی اور کے پاس سے آتا تو اوسمیں بڑا اختلاف پاتے دوسری جگہہ فرمایا ہے كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنے یہ قرآن ایک مبارک کتاب ہے جسکو ہمنے تجھپر اتارا تاکہ یہ لوگ اوسمیں غور کریں اور عقلمند ہشیار ہو جاویں تیسری جگہہ کہا ہے اَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا یعنے کیوں نہیں سوچتے قرآن کو یا اونکے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں معلوم ہوا کہ قرآن کا اوتارنا سری پڑھنے ہی کو لیے نہیں ہے بلکہ اسلیے ہے کہ سمجھکر اوسکا مطلب سیدھی راہ پر چلیں یہ بات ہر پڑھے ان پڑھے پر واجب ہے پڑھے ہے ہیں

[illegible]

اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ یعنے
اللہ نے جن لوگوں کو یہ کتاب دی ہے اُنسے اسبات کا عہد لیا ہے کہ وہ اس آیت کا مطلب لوگوں کو کھولکر سنا دیں نہ چھپا ویں
اسی سبب سے عالموں نے قرآن کی تفسیریں لکھی ہیں اور ترجمہ کیا ہے اب کوئی انکی بات نہ سنے تو وہ اپنے حق سے ادا ہو
گئے پھر جن لوگوں نے اس عہد کو تھوڑے داموں پر بیچدیا اللہ نے انکا کچھ بھی حصہ آخرت میں نہ رکھا بلکہ قیامت کے
دن ایسے بات بھی نہ کرے گا نہ اونکی طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھے گا نہ اونکو اونکے گناہ سے پاک کریگا اونکے لیے تو دکھ
کی مار ہوگی جسطرح فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ
فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اس آیت
میں مذمت ہے اُن کتاب والوں کی جو ہم سے پہلے ہے کہ اونھوں نے اللہ کی کتاب کو جو اونپر اتری تھی چھوڑ دیا دنیا کے
جمع کرنے پر جھک پڑے کتاب کی تو پیروی نہ کی کچھ اور ہی دھندے میں لگ گئے رتبی آن پڑھے اور غور کرنا قرآن میں
اس دلیل سے واجب ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ
وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ
یعنے کیا ابھی وہ وقت واسطے ایمان والوں کے نہیں آیا ہے کہ اونکے دل اللہ کی یاد کے لیے اور جو حق بات اتری ہے اُسکے
لیے عاجزی کریں اور جاویں یہ اُن لوگوں کی طرح نہوں جو اُنسے پہلے ہے کہ جب اونپر مدت دراز ہوئی تو اُنکے
دل سخت پڑ گئے اور ان میں اکثر یہی فاسق لوگ ہو گئے مراد اللہ کے ذکر اور حق سے یہی اللہ کی کتاب ہے جسنے اس
کتاب کو پڑھا اُسنے اللہ کو یاد کیا جسنے اوسکو سمجھا اوسنے حق پایا جو کوئی اسکو پڑھتے پڑھتے سمجھتے سمجھتے تھک کر بیٹھ رہا
گھبرا گیا کہ کہاں تک اسکو پڑھا کروں کب تک اسپر چلوں تو سمجھو کہ اسکا دل سخت ہو گیا ہے وہ محکم بن گیا ہے ورنہ یہ قرآن
ایسی چیز ہے کہ ایمان والا جتنا اسکو پڑھیگا اوتنا ہی اسکا ایمان قوی ہوتا رہیگا اوسکے عمل کو قبولیت حاصل ہوگی
اس آیت کے بعد یہ فرمایا ہے اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ معلوم ہوا کہ جسطرح زمین مر کر جی اُٹھتی ہے اسیطرح جو دل گناہ کرتے کرتے سخت ہو جاتے ہیں ایمان ہدایت
کے ملنے سے ملائم و نرم پڑ جاتے ہیں سو کوئی ایمان و ہدایت اس قرآن پاک کے بیان سے بہتر نہیں ہے اسی کو ہر
مسلمان پڑھا رہا ہے اسی کو ہر مومن سمجھا رہا ہے اس کتاب میں جتنا کوئی شخص غور کرے گا اُتنے ہی علم و رحمت و برکت کے
دروازے اوسپر کھلتے ہیں گے جتنا کوئی آدمی اس کتاب سے دور رہا کیگا اوتنا ہی اسکا دل سخت و سیاہ ہو جاویگا
ایمان و ہدایت سے دور جا پڑے گا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

لِیَدَّبَّرُوْا اٰیٰتِہٖ **ف** قرآن کی تفسیر یوں ہوتی ہے کہ پہلے قرآن کو قرآن ہی سے بیان کرے اسلیے کہ جو بات ایک جگہہ قرآن پاک میں مجمل آئی ہے وہ دوسری جگہہ بتفصیل بیان کی گئی ہے دوسرے یہ کہ جو تفسیر قرآن کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو چکی ہے وہ ہر چیز پر مقدم ہے بلکہ وہی تفسیر ساری امت پر حجت ہے اوسکے خلاف ہرگز کہا یا کرنا نہ چاہیے اسی کی پیروی سب پر واجب ہے امام شافعی نے کہا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو حکم دیا ہے وہ قرآن سے سمجھ کر دیا ہے اللہ نے فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰکَ اللّٰہُ وَلَا تَکُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا ہمنے اوتاری تجھپر کتاب سچی تاکہ حکم دے تو لوگوں کو اوس بات کا جو اللہ نے تجھکو سجھائی ہے یعنے موافق قرآن کے سمجھ بوجھ کر حکم دے دغاباز والوں کا حامی مت ہو دوسری جگہہ فرمایا وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَہُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْہِ وَہُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ یعنے نہیں اوتاری ہمنے تجھپر کتاب مگر اسلیے کہ کھولکر سنادے تو اونکو وہ چیز جسمیں وہ اختلاف کرتے ہیں یہ کتاب ہدایت و رحمت ہے واسطے ایماندار قوم کے معلوم ہوا کہ آپس کے اختلاف اسی قرآن سے دور ہو جانے ہیں جب دو آدمیوں میں بات کسی عقیدہ و حکم کے جھگڑا ہو جاے لیجیے کہ قرآن سے اسکا فیصلہ کرلیں جو لوگ اس قرآن کو بیچ درمیان نہیں جانتے اونکا ایمان درست نہیں ہے تیسری جگہہ کہا ہے وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْہِمْ وَلَعَلَّہُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ہمنے اوتارا تجھپر ایک ذکر کہ کہے تو لوگوں سے جو اونپر اوتارا گیا ہے تاید وہ کچھ سوچ بچار کریں معلوم ہوا کہ قرآن پاک دو کاموں کے لیے آیا ہے ایک ذکر کے لیے جسکو تلاوت و تذکیر و وعظ کہتے ہیں دوسرے واسطے تفکر کے کہ جو غور کرے اوسکا مطلب و معنا سمجھ لیں پھر اسکے موافق عمل کریں یہ بات نہیں ہے کہ صرف ذکر ہی کے لیے اوتارا گیا ہو فکر سے کچھ واسطہ نہ رکھتا ہو بلکہ ذکر و فکر دونوں مطلوب شرع ہیں حدیث میں آیا ہے اَلَآ اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ یعنے مجھکو قرآن دیا گیا ہے قرآن کے ساتھ وہ چیز بھی دیگئی ہے جو مثل اوسکے ہے یعنے حجت ہونے میں مراد مثل سے سنت رسول خدا صلعم ہے حافظ ابن کثیر نے کہا ہے سنت کا نزول بھی وحی سے ہوا ہے جیسے نزول قرآن کا اتنی بات ہے کہ سنت کی تلاوت مثل تلاوت قرآن کے نہیں ہوتی ہے شافعی وغیرہ اماموں نے اس بات پر بہت سی دلیلیں ذکر کی ہیں یہ جگہہ اونکے لکھنے کی نہیں ہے غرض یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر اگر قرآن میں ملی تو بہتر سنت میں ڈھونڈھے اسطرح معاذ نے وقت روانگی یمن کے کہا تھا کہ میں حکم موافق قرآن کے کرونگا اگر قرآن میں نہ ملیگا تو سنت رسول اللہ کے موافق حکم دونگا اگر سنت میں بھی نہ ملیگا تو اجتہاد کرونگا آپنے اونکے سینے پر ہاتھ مارکر فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اوسنے رسولِ رسول اللہ کو توفیق موافق مرضی رسول اللہ کے دی الحدیث

کی سند چاہیے سو جتنی تفسیر کہ قرآن و حدیث سے ثابت نہ لگے تو پھر صحابہ کے اقوال سے لینا چاہیے اسلیے کہ انہوں
نے اُن قرائن و اوقات کے دیکھے پائے ہیں وقت نزول قرآن کے وہ حاضر و موجود ہوتے تھے فہم تام علم
صحیح عمل صالح رکھتے تھے اور یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر بیان کریں اور انہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم سے اس طرح سنا نہ ہو یہی اگر مانا جاوے کہ انہوں نے سب سنا تو بھی وہ اُن چیزوں میں جو لغت عرب
کے قابل ہیں سے واقف تھے اُن کی کہاں نکالتے تھے خصوصاً جو ایسے بڑے عالم ہیں جیسے چاروں خلیفے اور ابن مسعود
اور ابن عباس ابن مسعود نے کہا ہے قسم ہے خدا کی نہیں اُتری کوئی آیت کتاب اللہ کی مگر مجھے معلوم ہے کہ کسکے
حق میں اُتری ہے اور کہاں اُتری ہے اگر میں جانوں کہ کوئی مجھسے زیادہ قرآن جانتا ہے تو میں ضرور اُسکے
پاس پہونچوں پھر کہا جو کوئی ہم میں سے دس آیتیں قرآن کی سیکھ لیتا تھا تب تک وہ اُنکے معنے پہچان لیتا اور اُنپر عمل
نہ کر لیتا آگے نہ بڑھتا غرض یہ مضمون کئی روایتوں میں آیا ہے ابن عباس کو تو خود رسول خدا صلعم نے یہ دعا دی تھی کہ
اے اللہ تو دین کی سمجھ دے قرآن کے معنی سکھا دے ابن مسعود نے کہا ہے ترجمان قرآن ہیں ابن مسعود کا انتقال ۳۲ سنہ
میں ہوا ابن عباس اُنکے بعد ۳۶ برس تک جیے اب تم قیاس کیا کچھہ علم اونکو حاصل ہوا ہوگا ہاں جو باتیں اُن دونوں
صاحبوں نے اہل کتاب سے حکایت کی ہیں وہ لائق استشہاد کے ہو سکتی ہیں نہ لائق اعتقاد کے کیونکہ یہ باتیں
تین قسم پر ہیں ایک وہ بات ہے جسکی صحت ہمکو معلوم ہے سو وہ بات صحیح ہے دوسری وہ بات ہے جسکا کذب ہمیں
معلوم ہے مخالف ہے ہمارے مسلک کے تیسری وہ بات ہے جس سے ہمارا دین ساکت ہے سو ہم اسپر ایمان لائیں نہ
اُسکو جھوٹ بتائیں گو اُسکی حکایت کرنا جائز ہو مگر غالباً اس قسم کی بات ذکر کرنے سے بھی کچھہ فائدہ دین کا حاصل
نہیں ہوتا ہے مثلاً نام اصحاب کہف کے کیا تھے کتے کا رنگ کیا تھا اونکی گنتی کیا ہے عصا موسیٰ علیہ السلام کا کس
درخت کی لکڑی کا تھا اُن پرندوں کے کیا نام تھے جنکو اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کے لیے زندہ کر دیا تھا وہ کونسا
عضو گاؤ کا تھا جس سے قتیل بنی اسرائیل کو مارا تھا جس درخت کے پاس اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے بات چیت کی تھی
وہ کونسا درخت تھا اُن چیزوں کو اللہ پاک نے قرآن میں مبہم رکھا ہے اُنکی تعیین میں نہ کوئی دین کا فائدہ ہے
نہ دنیا کا نفع ہاں نقل کرنا خلاف کا کچھہ منع نہیں ہے اسلیے کہ اللہ نے بھی نقل خلاف کا فرمایا ہے سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ
رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ
قُلْ رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ
أَحَدًا ۝ اس آیت نے ہمکو اس جگہ پر ایک ادب سکھایا یا تعلیم لائق فرمائی یعنی اللہ نے تین قول کہے ہیں دو قول کو

[illegible]

ضعیف ٹھیرایا ہے تیسرے قول سے سکوت کیا ہے معلوم ہوا کہ یہی قول صحیح ہے اگر باطل ہوتا تو اون دونوں کی طرح اس قول کو بھی رد کر دیتا پھر یہ بتایا کہ انکی گنتی پر مطلع ہونے میں کچھ فائدہ نہیں ہے البتہ نبی کو معلوم ہے یہ صلوات اللہ نے آگاہ کر دیا ہے پھر کہا تو اپنی جان کو ایسے کام کے پیچھے جسمیں کچھ فائدہ نہیں ہے مشقت میں مت ڈال اونسے کچھ اس گنتی کی پوچھ پاچھ کر کیونکہ سوائے گز لگانے ٹکا مارنے کے اونکو کچھ خاک بھی معلوم نہیں ہے وہ جو کچھ کہتے ہیں رجماً بالغیب کہتے ہیں غرض کہ یہ قاعدہ حکایت خلاف کا بہت اچھا قاعدہ ہے اقوال کو جمع کرکے قول صحیح بتا دے باطل امر کا بطلان جتا دے اسی طرح تفسیر فتح القدیر تفسیر فتح البیان وغیرہما میں کیا گیا ہے **ف**

تفسیر قرآن شریف کی قرآن پاک یا سنت صحیحہ یا قول صحابی میں نہ ملے تو اکثر علما کا قول ہے کہ تابعین کے قول کو لیوے مگر جس شخص کو علم نہیں ہوتا ہے وہ عبارات تابعین کو مخالف یکدیگر سمجھ کر چند قول مختلف ٹھیرا دیتا ہے حالانکہ بات یوں نہیں ہے اسلیئے کہ کوئی شخص آیت کا لازم شے سے تفسیر کرتا ہے کوئی نظیر شے سے کوئی بعینہ کسی چیز پر نص کرتا ہے تو ان اقسام کے غالباً ایک ہی معنے ہوتے ہیں اکثر جگہوں میں عقلمند آدمی اوسکو معلوم کر سکتا ہے دوسری جماعت اہل علم نے یہ کہا ہے کہ جب اقوال تابعین کے فروع میں حجت نہیں ہیں تو تفسیر میں کیونکر حجت ہو سکتے ہیں حافظ ابن کثیر نے کہا یہ بات ٹھیک ہے لیکن جبکہ یہ سب کسی بات پر اجماع کرینگے تو پھر اوسکے حجت ہونے میں کیا حجت ہے اوسمیں کچھ بھی شک نہ ہوگا اگر اختلاف کرینگے تو پھر بعض کا قول نہ بعض دیگر پر حجت ہوگا نہ من بعدہم بلکہ اوسوقت لغت قرآن یا سنت مطہرہ یا اقوال صحابہ یا عموم لغت عرب کیطرف رجوع کرینگے پھر کہا کہ تفسیر کرنا قرآن کا محض رائے سے حرام ہے حدیث ابن عباس میں مرفوعاً آیا ہے جسنے کہا کچھ قرآن میں اپنی رائے یعنی عقل و قیاس سے یا جو بات وہ نہیں جانتا تو وہ شخص اپنی ٹھکانا آتش دوزخ میں مقرر کرے اسکو ترمذی نے حسن کہا ہے نسائی و ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے بلکہ دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جسنے کہا کچھ قرآن میں اپنی رائے سے اور ٹھیک کہا تو بھی وہ شخص چوک گیا اور خطا کی معلوم ہوا کہ جب قرآن کی تفسیر کرے تو حتی الامکان اولاً قرآن پاک ہی سے کرے پھر سنت مطہرہ سے پھر قول صحابی سے پھر اجماع تابعین سے پھر لغت عرب سے یہ پانچ مرتبے ہوئے اپنی طرف سے ہرگز کوئی بات نہ کہے اگرچہ اچھی ہی کیوں نہ ہو رائے سے تفسیر کرنے والوں کو یہی فرمایا ہے حدیث فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ [illegible] ایک بڑی بشارت ہے جنہوں نے ساری قرآن کی تفسیر اپنی رائے یا مذہب سے گڑھی ہے جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سا شخص یہ بات کہے کہ بن جانے بوجھے کچھ کتاب اللہ میں کہونگا تو کونسی زمین مجھے اوٹھائے گی کونسا آسمان مجھپر سایہ کریگا تو پھر کسی اور شخص کی کیا ہستی ہے جو قرآن کے معنے اپنے دل سے بنادے

کسی نے عمر بن خطاب سے منبر پر پوچھا تھا کہ وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا کے کیا معنے ہیں ذرا سوچکر کہا کہ اے عمر یہ تو تکلف ہے یعنی ہرگز جی سے معنی نہ کہنا مطلب کہ کیفیت لغات کا علم کھولنا چاہیے ورنہ یہ بات تو کھلی ہوئی ہی کہ اب ایک گھاس ہے جسکو سب دیکھیں، وہ کہتے ہیں اسیطرح ایک شخص نے ابن عباس سے پوچھا کہ ہزار برس کا دن کیسا ہوگا کہا مجھے نہیں بتا دو کہ پچاس ہزار برس کا دن کیسا ہوگا اوسنے کہا میں تو تم سے پوچھتا ہوں فرمایا اللہ نے ان دونوں دنوں کا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے اللہ بہتر جانے مطلب یہی کہ اپنی طرف سے نہ جانکو جیسی قرآن شریف کے معنے بتانے کو مکروہ جانا یا پسند رکھا حاصل یہ ہوا کہ سلف تفسیر قرآن میں بہت احتیاط کرتے تھے بہت ڈرتے تھے

ف فضائل قرآن شریف کے بہت حدیثوں میں آئے ہیں قرآن خوان اگر چاہے کہ وہ سارا اجر سبکو ملے تو یہ بات بغیر سکھے نہیں ہو سکتی ہے کہ اول سارے معنے قرآن شریف کے سمجھ لے اس لیے کہ نتیجہ قرآن پڑھنے کا یہی ہے پھر جو شخص معنے سمجھ لیگا تو قرآن پر عمل بھی کریگا کیونکہ بے سمجھے معنی کے عمل نہیں ہو سکتا ہی بڑی شرم کی بات ہی کہ سارا قرآن تو حفظ ہو لوگ زبان پر ہو طوطے کیطرح رات دن اسکو رٹے مگر معنے اسکی معلوم نہ ہو نہ حرام کی خبر ہو نہ حلال کی نہ محکم کی پہچان ہو نہ متشابہ کی نہ مجمل کی شناخت ہو نہ مفصل کی نہ ترغیب کو جانے نہ ترہیب کو پہچانے فقط عبارت کا پڑھنا طوطے کا مُنہ سے نکالنا آتا ہو سو جو شخص نرے لفظ قرآن کے یاد کر لیتا ہی مگر معنے نہیں سمجھتا وہ بے شبہہ اس اجر اُن ثواب کامل سے محروم ہی جو حدیثوں میں آیا ہے گو محض تلاوت یا قراءت کے کسیقدر اجر سے محروم نہ ہی مگر عالم کا اجر بے شبہہ نری قاری سے دوچند سہ چند بلکہ بہت صد چند بلکہ اس سے بھی زیادہ بقدر قلت و وسعت عمل و علم کے ہوتا ہی **ع** بقدر گوہر باشد وسعت آغوش ساحلہا * عثمانؓ نے کہا ہے رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تم میں بہتر وہ شخص ہے جسنے قرآن شریف سیکھا سکھایا اسکو بخاری نے روایت کیا ہی عائشہؓ کا لفظ مرفوع یہ ہے جو شخص قرآن کا ماہر ہے وہ ہمراہ فرشتوں کے ہوگا وہ فرشتے جو کہ بزرگ و نیک کاتب اعمال و احوال ہین اور جو شخص قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور یہ پڑھنا اوسپر مشکل ہے تو اوسکو دوہرا اجر ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے معلوم ہوا کہ برا پڑھنا قرآن شریف کا بلا فہم معنے کے بھی خالی اجر سے نہین ہی بلکہ جسکی زبان نہیں چلتی اوسکو بہ نسبت صاف پڑھنے والے کے دوگنا ثواب و اجر ملیگا حدیث عمر بن خطاب رضی اللہ تعالے عنہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ تعالے اس کتاب کی سبب سے بعض قوموں کو بڑھاتا ہے بعض کو گھٹاتا ہے رَوَاہُ مسلم بڑھاتا تو انکو ہی جو اسکے معنے سمجھکر جہانتک ہو سکتا ہی اوسپر عمل کرتے ہیں گھٹاتا انکو ہے جو اوسپر نہین چلتے کچھ پروا اُسکے حلال و حرام کی نہیں لیتے ابو امامہ کا لفظ مرفوع یوں ہے تم قرآن پڑھا کرو یہ دن قیامت کے لیے یاروں کا شفیع ہوگا

رواہ مسلم۔ قرآن کے اہل یہی لوگ ہیں جو قرآن کو پڑھتے پڑھاتے سیکھتے سکھلاتے رواج دیتے رہتے ہیں رات دن اسی کام کاج میں بسر کرتے ہیں جان و مال سے قرآن کے پھیلانے میں کوشش بجا لاتے ہیں ابن عباس نے مرفوعاً کہا ہے جس کسی شخص کے اندر کچھ قرآن نہیں ہے وہ خراب گھر کی طرح ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے ابو سعید نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالے نے کہا ہے جس شخص کو قرآن نے میرے ذکر و سوال سے باز رکھا میں اوسکو سوال کرنیوالوں سے بھی زیادہ دونگا فضیلت اللہ کے کلام کی سب کلاموں پر ویسی ہے جیسے فضیلت اللہ کی ساری خلق پر ہے رواہ الترمذی والدارمی ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے جسنے ایک حرف اللہ کی کتاب کا پڑھا اوسکو ایک نیکی ملی ہر نیکی دس گنی ہوتی ہے میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے میم ایک حرف ہے اسکو ترمذی نے صحیح کہا ہے دارمی نے بھی روایت کیا ہے حدیث علی میں مرفوعاً آیا ہے کہ جسنے قرآن کو حفظ کیا پھر اوسکے حلال کو حلال اوسکے حرام کو حرام جانا تو جنت اوسکو بہشت میں داخل کریگا وہ اپنے دس گھر والوں کا شفیع ہوگا ایسے گھر والے جنکے لیے دوزخ واجب ہو چکی ہوگی رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ ابو موسیٰ سے مرفوعاً کہتے ہیں تم خبرداری کرو قرآن کی قسم ہے خدا کی بندھا اونٹ اپنے پاس سے نہیں نکلتا اس سے زیادہ یہ قرآن نکل بھاگتا ہے متفق علیہ بہت دیکھا ہے کہ جب تک کوئی آدمی روزانہ تلاوت قرآن کرتا رہتا ہے تلاوت مذکور کی خبرداری رکھتا ہے تب تک تو قرآن یاد بھی رہتا ہے جہاں سستی یا غفلت سے دو چار دن تلاوت اوسکی چھوڑ دی پھر مہینوں تک نوبت قرآن پڑھنے کی نہیں آتی اسلیے خبرداری کا حکم فرمایا ہے حدیث میں امر کا صیغہ آیا ہے جس سے اس کام کا وجوب ہوتا ہوتا ہے ابن عمرو نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں صاحب قرآن سے کہیں گے قرآن پڑھ اور چڑھ ایسی طرح پڑھ جس طرح تو دنیا میں پڑھتا تھا تیری جگہ پچھلی آیت کے پاس ہے جسکو تو پڑھیگا رواہ احمد واہل السنن الا ابن ماجہ معلوم ہوا کہ جس شخص کو جتنا قرآن یاد ہوگا ایک آیت سے لیکر ایک پارہ تک ایک پارے سے لیکر آخر قرآن تک اوسکی ترقی مراتب جنت میں اتنی ہی تک ہوگی سچ یہ ہے بڑی بشارت ہے اوس شخص کے لیے جسکو سارا قرآن حفظ ہے وہ جب قرآن شریف کو اول بسم اللہ سے لیکر من الناس تک پڑھ جاویگا تو برابر عدد آیات قرآن شریف کے ترقی درجات کر جاویگا حافظ ابن کثیر نے کہا ہے قرآن شریف میں چھ ہزار آیتیں ہیں پھر اس عدد سے زیادہ میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے کسی نے کہا بس اسی قدر ہیں کسی نے کہا اس عدد پر دو سو چار آیتیں زیادہ ہیں کسی نے چودہ ہیں زیادہ بتائیں کسی نے دو سو انیس بتائیں کسی نے دو سو پچیس یا چھبیس کہہ سنائیں

کسی نے دو سو چہتیس زیادہ بتائے ہیں کلمے سو عطا ابن یسار نے کہا ہے ستتر ہزار چار سو انتالیس کلمے ہیں مجاہد نے کہا ہے تین لاکھ اکیس ہزار ایک سو اسی حرف ہیں عطا ابن یسار نے کہا ہے تین لاکھ تئیس ہزار پندرہ حرف ہیں حجاج نے حافظوں قاریوں کو جمع کر کے کہا تہا بتاؤ قرآن شریف میں کسقدر حرف ہیں سب نے گنکر اسپر اتفاق کیا کہ تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حرف ہیں پہر کہا نصف قرآن کس حرف تک ہے کہا حرف فا تک سورۂ کہف میں اس لفظ پر وَلْيَتَلَطَّفْ یا ثلث اول و ثانی وغیرہ سو تفسیر ابن کثیر میں اسکا ذکر کیا ہے مگر سب میں اختلاف کا ہونا لکہا ہے بہرحال حسب ہر حرف قرآن پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو اب عدد حروف کو دس گنا اسکے حساب کرو کہ ایک ختم قرآن میں کتنی نیکیاں ہاتھ آئیں محض اللہ کا فضل ہے ورنہ کسی بندے کی یہ طاقت کہاں ہے کہ اتنی نیکیاں تمام عمر میں بہی کر سکے دنیا میں کوئی مکان عالیشان سات یا نو یا گیارہ منزل سے زیادہ نہیں ہوتا ہے حافظ قرآن کو کچہہ اوپر چہہ ہزار منزلہ مکان جنت میں عنایت ہوگا اس نعمت و دولت کا کیا ٹہکانا ہے اگر کسی کو کم ہمتی سے حفظ قرآن نصیب نہیں ہوا ہے تو بعدد حروف قرآن کی تو ناظرہ ہی پڑہکر ضرور ہی اجر لینا لازم ہے اگر اس اجر سے بہی محرومی ہوئی تو سمجہو کہ سخت بدنصیبی نے وہیں پکڑا تین دن یا سات دن یا ایک ماہ میں اگر ایک بار قرآن ختم نہیں ہو سکتا ہے تو بلا سے ایک دو رکوع ہی ہر روز پڑہ لیا کرے اسکے ترجمے میں غور کرے اس سے اتنا تو ہوگا کہ قرآن خوانوں میں گنا جاویگا اسکے لیے ہر دن میں قرآن کا پڑہنا لکہا جاویگا اُتنے ہی حرفوں کے عوض جتنا پڑہا ہے فی حرف دس نیکیاں تو لے ہی مریگا وباللہ التوفیق۔

سورۂ فاتحہ حدیث ابی ہریرہ میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الحمد للہ رب العلمین ام القرآن ام الکتاب سبع مثانی قرآن عظیم ہے رواہ الترمذی وصححہ اسکو فاتحہ اسلیے کہتے ہیں کہ قرآن میں پہلے سب سے یہی سورت لکہی ہوئی آئی ہے قرات نماز بہی اسی سے شروع ہوتی ہے اسکو حمد بہی کہتے ہیں صلوۃ بہی بولتے ہیں حدیث صحیح قدسی میں آیا ہے قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ مراد صلوۃ سے اسجگہہ یہی سورت مبارک ہے اسلیے کہ یہ سورت شرط نماز ہے بے اسکے پڑہے نماز نہیں ہوتی اسکا ایک نام شفا بہی ہے حدیث ابی سعید میں مرفوعًا نزدیک دارمی کے آیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب شفا ہے ہر زہر سے دوسری حدیث میں اسکو رقیہ فرمایا ہے ایک شخص نے ایک سانپ کے کاٹے ہوئے پر اسکو پڑہا پہونکا تہا فرمایا کہ تجہے کیونکر جانا کہ یہ رقیہ ہے یہی سبب ہے کہ ابن عباس اسکو اساس القرآن کہا کرتے تہے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اساس فاتحہ بتلاتے تہے یہ سورت مکہ میں اتری تہی ؎ ایک بار مکے میں ایک بار مدینے میں کسی نے آدہی مکہ میں آدہی مدینے میں پہلی بات زیادہ ٹہیک ہے اکثر علما کا یہی قول ہے اسکو بغوی وغیرہ نے

؎ کسی نے کہا دو بار اتری ہے

صحیح ٹھہرایا ہے سب سورتوں کے نام اور سب سورتوں میں آیتوں کی ترتیب توقیفی ہے یعنی نقل رسول اللہ صلعم سے موقوف ہے سورت قرآن کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں کبھی کسی سورت کا ایک ہی نام ہوتا ہے کبھی کئی نام جیسے سورۂ فاتحہ کے بہت نام ہیں صحابہ نے مصاحف میں نام سورتوں کے نہیں لکھے ہیں یہ ایجاد حجاج نے کی ہے اس سورۃ میں ستائیس کلمے ایک سو بیس حرف ہیں **ف** رسول اللہ صلعم نے ابو سعید بن معلی سے فرمایا میں تجھکو ایک بہت بڑی سورت قرآن کی سکھاؤنگا پہلے اسکے کہ تو مسجد سے باہر آوے پھر سورۂ فاتحہ سکھائی کہا یہی وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھکو دیا گیا ہے اسکو بخاری واحمد وابو داؤد و نسائی نے روایت کیا ہے ابی بن کعب سے کہا تو چاہتا ہے کہ میں تجھکو ایک سورت سکھاؤں جو نہ توریت و انجیل میں اتری ہے نہ زبور و فرقان میں پھر فرمایا کہ وہ سورت یہی سورۂ فاتحہ ہے اسکو احمد و نسائی نے روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح بتایا ہے حدیث عبد اللہ بن جابر میں نزدیک احمد کے بڑی خیر والی سورت بتایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض سورتوں کو بعض سورتوں پر فضیلت حاصل ہے اکثر علماء نے یہی کہا ہے اگرچہ یوں تو سارا ہی اللہ کا کلام فاضل ہے بلکہ نور علی نور ہے روایت ابی ہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ جسنے کوئی نماز پڑھی جس میں فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص ناتمام رہی کسی نے ابو ہریرہ سے کہا بھلا ہم پیچھے امام کے ہوتے ہیں کہا تو اسے جی میں پڑھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے فرماتے تھے اللہ عزوجل کہتا ہے تقسیم کیا میں نے صلوۃ یعنی سورۂ فاتحہ کو درمیان اپنے اور درمیان اپنے بندے کے آدھوں آدھ میرے بندے کو اوسکا سوال ملتا ہے جب اوسنے کہا الحمد للہ رب العالمین اللہ نے فرمایا حمد کی میری میرے بندے نے جب کہا الرحمن الرحیم فرمایا ثنا کی مجھ پر میرے بندے نے جب کہا مالک یوم الدین کہا بزرگی بیان کی میری میرے بندے نے کبھی یوں کہا کہ سونپ دیا مجھکو میرے بندے نے جب کہا ایاک نعبد وایاک نستعین فرمایا یہ درمیان میرے اور میرے بندے کے ہے میرے بندے کیلیے ہے جو اوسنے مانگا جب کہا اہدنا الصراط المستقیم الآیہ فرمایا یہ ہے واسطے میرے بندے کے بندے کو اوسکا سوال ملا اسکو مسلم و نسائی نے روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح ٹھہرایا ہے نسائی کا لفظ یہ ہے کہ آدھی سورت میرے لیے ہے آدھی میرے بندے کیلیے بندے کو اوسکا سوال ملتا ہے ابو زرعہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے امام احمد بھی اسکے راوی ہیں حدیث ابی سعید میں نزدیک سعید بن منصور و بیہقی کے اس سورت کو ہر سقم کی شفا کہا ہے حدیث ابن عمر میں نزدیک ثعلبی بیہقی کے ہر بیماری کی دوا فرمایا ہے ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام بیٹھے تھے کہ ناگہاں ایک آواز اوپر سے سنی جبرئیل نے آنکھ طرف آسمان کے اوٹھا کر کہا یہ ایک دروازہ ہے آسمان کا جو آج تک کبھی نہ کھلا تھا اس دروازے سے ایک فرشتہ اترا کہا تم کو بشارت ہو دو نور کی جو تم کو دیے گئے ہیں تم سے

پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی ایک فاتحۃ الکتاب دوسرے خواتیم سورۂ بقرہ تو کوئی حرف بھی ان دونوں کا نہ پڑھے گا
مگر وہ نور تجھکو دیا جاویگا اسکو مسلم و نسائی نے روایت کیا ہے **ف** ابو حنیفہ رحمہ کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں
پڑھنا سورۂ فاتحہ کا کچھہ معین نہیں ہے بلکہ جو کچھہ قرآن سے جسجگہہ سے کچھہ بھی پڑھ سکے تو نماز ہو جاتی ہے
باقی تینوں اماموں اور جمہور علماء کے نزدیک پڑھنا اس سورت کا مقرر ہے بدون اسکے نماز نہیں ہوتی اسلیے کہ حدیث
عبادہ بن صامت میں مرفوعاً آتا ہے نہیں نماز اس شخص کی جسنے فاتحہ نہ پڑھی یہ حدیث صحیحین میں ہے ابوہریرہ کا لفظ یہ
ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافی نہیں ہوتی وہ نماز جسمیں ام القرآن نہ پڑھی گئی اسکو ابن خزیمہ ابن حبان
نے بھی صحیح میں روایت کیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں اس باب میں بہت حدیثیں آئی ہیں یہی مذہب موافق ظاہر سب کی
ہی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدی بھی فاتحہ پڑھے ورنہ اوسکی نماز بھی ادا نہ ہوگی اس مسئلہ میں اگرچہ دو
قول ہیں مگر صحیح قول یہی ہے کہ مقتدی پر بھی پڑھنا فاتحہ کا واجب ہے اس قول کی دلیلیں بہت صحیح صاف ہیں
جو لوگ واجب نہیں کہتے ہیں انکی دلیلیں قوی و غالب نہیں ہیں ضعیف و خفی ہیں **ف** قرأت سے پہلے استعاذہ
کرنا نزدیک جمہور کے سنت ہے اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ
الرَّجِيْمِ یعنے جب تو قرآن پڑھنا چاہے تو پہلے شیطان رجیم سے پناہ مانگ لے اس کہنے میں بندے کیطرف سے
اوسکے ضعف و عجز کا اقرار ہے اللہ کی قدرت کا دفع مضرت پر اظہار ہے ابن کثیر نے کہا لطائف استعاذہ سے
ایک یہ بات ہے کہ اوسکے کہنے سے منہہ پاک ہو جاتا ہے جو لغو و رفث منہہ سے نکلا ہے اس سے طہارت حاصل
ہو جاتی ہے اتنے حکم مطلق استعاذہ کا قرآن پاک میں تین جگہہ آیا ہے وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ
نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ وقال قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ
اَنْ يَّحْضُرُوْنِ تیسری جگہہ بجائے اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ کے اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ فرمایا ہے باقی اول آیت
مثل آیت اول ہے اس معنی میں کوئی حدیث نہیں آئی اس اختلاف میں کہ لفظ مختار استعاذے کا کیا ہے کچھہ فائدہ
نہیں ہے جو لفظ قرآن پاک میں آیا ہے یا حدیث میں آچکا ہے کفایت کرتا ہے ابو سعید کہتے ہیں رسول اللہ صلعم جب رات کو
نماز کے لیے اوٹھتے کہتے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ اسکو اہل سنن نے
روایت کیا ہے ابی بن کعب کی روایت میں مرفوعاً یوں آیا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ دوسری روایت میں
لفظ یہ ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ایک اثر ضعیف و منقطع میں ابن عباس رض سے اَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ
السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بھی آیا ہے غرضکہ جس لفظ سے کوئی اعوذ کہیگا کفایت کرتا ہے خواہ پکار کرکے

یا جیسے پڑھے ہے **ف** شیطان اسکو کہتے ہیں جسکی طبیعت بشر کی طبیعت سے دور ہو سبب اسکے فسق کو وہ سرچشمے محروم ہو یعنی ہر سرکش و سرکش کو جن ہو یا انس یا کوئی ہو شیطان کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا معلوم ہوا کہ شیطانوں کا کام یہ ہے کہ جھوٹی بات فریب ہی کے لیے بنا کر ایک دوسرے سے کہتے ہیں مسند امام احمد میں ابوذر سے آیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے اے ابوذر تو پناہ مانگ اللہ کی شیاطین انس و جن سے ابوذر نے کہا کیا انسان میں بھی شیاطین ہوتے ہیں فرمایا ہاں دوسری روایت مسلم میں جو ابوذر سے آئی ہے کالے کتے کو شیطان فرمایا ہے رجیم کے معنے ایک یہ کہ لوگوں کو اپنے وسوسہ اندازی سے رجم کرتا ہے خیالات فاسد کے جال میں پھانستا ہے دوسرے یہ کہ وہ خود خیر سے مطرود مردود مرجوم ہے جس طرح اللہ نے کہا وَجَعَلْنٰهَا رُجُومًا لِّلشَّيٰطِينِ پھر فرمایا وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُورًا پھر کہا إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ ابن کثیر نے اسی پہلے معنے کو بہتر واضح ٹھہرایا واللہ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے **ف** صحابہ نے اللہ کی کتاب پاک کو اسی جملہ مبارک سے شروع کیا تھا سارے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ ایک آیت ہے سورہ نمل کی ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلعم فصل یعنی فرق ایک سورت کا دوسری سورت سے نہ پہچانتے تھے یہانتک کہ بسم اللہ اترتی اسکو ابوداؤد نے باسناد صحیح روایت کیا ہے یہ روایت مستدرک حاکم میں بھی آئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ ہر سورت قرآن کی اول میں ایک آیت مستقل ہے آدمی جب کوئی سورت قرآن پاک کی پڑھے نماز میں یا تلاوت میں تو ضرور ہے کہ پہلے بسم اللہ پڑھ لے اسلیے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کو فاتحے کی اول میں نماز کے اندر پڑھا ہے اور اسکو ایک آیت فاتحہ کی سمجھا ہے رواہ ابن خزيمة وغيره وصححه ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہی قول ہے کہ بسم اللہ سوا سورہ براءت کے ہر سورت کی ایک آیت ہے یہی مذہب شافعی و احمد کا ہے مالک و ابو حنیفہ بسم اللہ کو کسی سورت کی آیت نہیں کہتے پہلا ہی قول قوی تر و صحیح تر ہے سو جس نماز میں جہر سے سورہ فاتحہ پکار کر پڑھے ہے تو بسم اللہ بھی پکار کر پڑھے یہی مذہب ہے ایک گروہ صحابہ و تابعین و ائمہ مسلمین کا سلف و خلف سے خطیب نے کہا ہے کہ بسم اللہ کو چاروں خلیفہ جہر سے پڑھتے تھے مگر یہ روایت غریب ہے ابن کثیر نے نام ان صحابہ و تابعین کے لکھے ہیں جو جہر کیا کرتے تھے پھر سب یہی نام گنا لیے پھر یہ کہا کہ جب بسم اللہ بعض سورہ فاتحہ ٹھہری تو اب اسکا جہر بھی کرنا چاہیے ابوہریرہ نے نماز پڑھی بسم اللہ جہر سے کہی پھر نماز پڑھ کر یہ کہا میں بہت مشابہ ہوں تم میں سے رسول خدا صلعم کی نماز کے اسکو نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم نے روایت کیا ہے دارقطنی و خطیب و بیہقی

نے صحیح کہا ہے ابن عباس سے مروی آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بسم اللہ کو پکار کر پڑھتے تھے ابو داؤد
نے صحیح کہا ہے صحیح بخاری میں انس بن مالک سے آیا ہے کہ کسی نے انسے پڑھنا رسول خدا صلعم کا پوچھا تھا کہ قرأت
کھینچ کر تھی پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ سنایا کہ بسم اللہ کو دراز کھینچتے الرحمن کو دراز الرحیم کو یوں ام سلمہ کہتی
ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح قرأت کرتے کہ الگ الگ پڑھتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ دارقطنی نے کہا یہ اسناد صحیح ہے یعنی ہر آیت پر وقف کر
پڑھتے ایک کو دوسری سے نہ ملاتے بعض لوگ جو بسم رحیم کو الف لام الحمد سے کسی عمل وغیرہ کے لیے ملا کر پڑھتا ہے سو
یہ خلاف سنت صحیحہ کے ہرگز نہ چاہیے بلکہ قرأت کا مقطع ہونا ضرور ہے تاکہ موافق سنت صحیحہ کے ہو ابن کثیر
نے کہا ہے ابو حنیفہ و مالک و احمد کا یہ مذہب ہے کہ نماز میں بسم اللہ جہر نہ پڑھے لیکن جو کوئی پکار کر پڑھتا ہے تو اسکی نماز
بھی صحیح جانتے ہیں یہ بھی غنیمت ہے والله المحمد فتح البیان میں لکھا ہے حدیثیں ترک بسملہ کی اگرچہ صحیح تر ہیں لیکن اثبات تو
ہے کیونکہ مخرج صحیح سے آیا اس لیے اسی کا اختیار کرنا اولیٰ ہے خصوصاً جبکہ ترک کی تاویل ممکن ہے تاویل یعنی
اس بات کو ظاہر کرنا کہ بسم اللہ ویسی ہی ثابت ہے یعنی قرآن ہونے میں اور وصفاً بھی ثابت ہے یعنی جس سورت کے اول میں آئی
ہے اسکے ساتھ اسکا بھی پکار کر پڑھنا چاہیے حاصل یہ ہوا کہ بسم اللہ ایک آیت ہے سورت فاتحہ اور ہر سورت قرآن کی
اسکی جہر و اسرار کا وہی حکم ہے جو سورہ فاتحہ کا حکم ہے جہاں کہیں سورہ فاتحہ کو جہر سے پڑھو وہاں اسکو بھی جہر سے پڑھو جہاں
کہیں سورہ فاتحہ کو چپکے پڑھتے ہو وہاں اسکو بھی چپکے پڑھو اس ترکیب سے سب روایتیں جمع ہو جاتی ہیں اختلاف مٹ جاتا ہے اتفاق
ہاتھ آتا ہے **فائدہ** ابن عباس کہتے ہیں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلعم سے حال بسم اللہ کا پوچھا فرمایا یہ ایک
نام ہے اللہ کے ناموں میں سے درمیان اسکے اور درمیان اللہ کے اسم اکبر یعنی اعظم کے ویسا ہی قرب ہے جیسا کہ دو
آنکھوں کی سیاہی سفیدی میں ہے اسکو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے یہ ایسی ہی سند سے
نزدیک ابن مردویہ کے بھی آئی ہے ابن مسعود کہتے ہیں جو کوئی نجات چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو انیس زبانیہ نار سے
بچادے تو وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے ہر حرف اسکا ایک زبانیہ سے بچاؤ ہوگا اسکو بھی قرطبی نے ذکر کیا ہے ابن عطیہ نے
اسکی تصریح فرمائی ہے اس دلیل سے کہ ایک آدمی نے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ کہا تھا رسول خدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے کچھ اوپر تیس فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اس کلمہ کے لیے جلدی کرتے تھے کیونکہ اس کلمے کے کچھ اوپر تیس حرف ہیں یہ بھی ایک
ایسی بات ہے کہ جسکو کوئی شخص اپنی عقل و اجتہاد سے نہیں کہہ سکتا ابو تمیمہ ایک سواری پر ہمراہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے سواری کو ٹھوکر لگی انہوں نے کہا تَعِسَ الشَّيْطٰنُ یعنی خدا کرے کہ شیطان مرے

فرمایا تو یہ نہ کہو کہ وہ اس کہنے سے بڑا ہو جاتا ہے یعنے مارے خوشی کے پہول جاتا ہے کہتا ہے میں نے اسکو اپنی قوت سے پچھاڑ دیا تو بسم اللہ کہو کہ اس کہنے سے وہ مکھی کے برابر چھوٹا ہو جاتا ہے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے نسائی کا لفظ عمل الیوم واللیلہ میں مرفوعًا یون ہے کہ پہول کے برابر گہر کے ہو جاتا ہے بسم اللہ کہنے سے جب کہ مثل ایک مکھی کی چھوٹا ہو جاتا ہے یہ تاثیر بسم اللہ کی برکت ہی ابن کثیر کہتے ہیں اسی لیے ہر کام ہر بات کے اول بسم اللہ کہنا مستحب ہے جیسے دیباچہ کتاب وقت دخول خلا اول وضو بلکہ نزدیک بعض علماء کے عہ بسم اللہ کا وضو سے پہلے کہنا واجب ہے اسیطرح وقت ذبح وقت اکل وقت جماع مستحب یا واجب ہے اس بابمیں بہت حدیثیں آئی ہیں

ف حدیث ابوہریرہ میں مرفوعًا آیا ہے اللہ کے ننانوے نام ہیں جسنے انکو یاد کر لیا وہ بہشت میں جاویگا اسکو شیخین نے روایت کیا ہی اللہ نے فرمایا وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا عہ دوسری جگہہ یون کہا ہے اُدْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ عہ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى بعض محققین نے کہا ہی کہ اللہ کا لفظ مبارک اسم اعظم ہے اللہ کا قرآن میں یہ نام پاک دو ہزار تین سو ساٹھ جگہہ آیا ہے رحمن کا لفظ سوا اللہ کے کسی اور مخلوق پر بولا نہیں جاتا اس سے معلوم ہوا کہ بعض نام اللہ پاک کے ایسے بھی ہیں جو غیر اللہ پر بولے جاتے ہیں جیسے رؤف رحیم کہ حق میں رسول خدا صلعم کے آئے ہیں عہ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یا جیسے سمیع و بصیر کہ حق میں انسان کے آئے ہیں عہ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الی قوله فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا بخلاف لفظ اللہ رحمن کے انکا بولنا غیر اللہ پر درست نہیں ہے لکن جو کہ رحمن کا اطلاق بعض کفار قریش نے مسیلمہ کذاب پر کیا تھا اسلیے عطاء خراسانی نے یہ بات کہی ہے کہ بسم اللہ میں بعد رحمن کے لفظ رحیم کا اسی لیے آیا ہے کہ مجموع وصف الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خاص اللہ سے ہی کیونکہ لفظ رحمن بعض عرب نے غیر اللہ کو بھی جہالت و حماقت و عناد کی راہ سے کہہ لیا ہی مگر یہ وصف مجموع کسی دوسرے پر بولا نہیں گیا اس سبب سے یہ صفت قاطع وہم مذکور ہی بہ نسبت لفظ رحیم کے لفظ رحمن میں زیادہ مبالغہ ہی ابن جریر کی تقریر سے یہ نکلتا ہی کہ گویا اس بات پر سب کا اتفاق ہے رحمن وہ ہے جو سب پر رحم کرے رحیم وہ ہی جو خاص مومنون پر کرم فرماوے یا رحمن وہ ہی جو دنیا و آخرت دونو جگہہ رحمت کرے رحیم وہ ہے جو خاص آخرت میں رحم فرماوے لکن دعا کے ماثورہ میں یون آیا ہی رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہی بات زیادہ ٹھیک ہے واللہ اعلم ابن مبارک نے کہا رحمن وہ ہی کہ جب اس سے مانگو تو دیوے رحیم وہ ہی کہ جب اس سے نہ مانگو تو خفا ہووے اسکا پتا اس حدیث ابی ہریرہ سے بھی چلتا ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی خدا سے سوال نہیں کرتا ہے اللہ اوسپر غضبناک ہو جاتا ہے رواہ الترمذی ای اللہ ہم تجھسے بھیک مانگتے ہیں کہ تو ہمکو دونون جہان میں عفو و عافیت دے تو ہماری جھولی اس دعا کی قبول سے بھر دے اللھم آمین

عہ اور اللہ کے ہیں سب نام خاصے اسکو پکارو

عہ وہ کہکر اللہ کہکر پکارو یا رحمن کہکر جو کہکر پکارو سو اوسی کے ہیں سب نام خاصے ۱۲

عہ لالچ ہی تمہاری بھلائی پر ایمانوالوں پر شفقت رکھتا مہربان ۱۲

عہ ہم نے بنایا آدمی کو ایک بوند سے پھر کیا اسکو ہم نے سنتا دیکھتا ۱۲ موضح قرآن

عہ لما ورد مسلم الحدیث بذلک ۱۲ ابن کثیر

الحمد للہ رب العالمین سب تعریف اللہ کو جو صاحب ہے ہمارے جہان کا ف جب کوئی شخص کوئی اچھا کام اپنے اختیار سے کرتا ہے اور دوسرا شخص اُسکی بزرگی کے ارادے سے اُس کام کی ثنا و صفت اپنی زبان سے بجا لاتا ہے تو اُسکو حمد کہتے ہین یہ حمد خاص اللہ ہی کی ذات پاک کو لائق ہے دوسرے کو زیبا نہین حدیث مین آیا ہے اللّٰھم لک الحمد کُلُّہ ابن عباس کہتے ہین الحمد للہ شکر کا کلمہ ہے بندہ جب یہ کلمہ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرا شکر کیا حکم بن عمیر نے کہا سو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تو نے الحمد للہ رب العلمین کہا تو اللہ کا شکر ادا کیا اب اللہ تجھکو زیادہ دیگا رواہ ابن جریر ابن عمرو کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ الحمد للہ سر ہے شکر کا جسنے اللہ کی حمد نہ کی اُسنے اللہ کا شکر ادا نہ کیا اسکو عبد الرزاق و خطابی و حکیم ترمذی و بیہقی نے روایت کیا ہے قرآن پاک مین نوح علیہ السلام کو بندہ شکر گزار فرمایا ہے اسلیے کہ وہ اللہ کی بہت حمد کیا کرتے تھے جابر نے مرفوعاً کہا ہے کہ افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور افضل دعا الحمد للہ ہے اسکو ترمذی نے حسن کہا ہے نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی نے بھی روایت کیا ہے ابو مالک اشعری کا لفظ یہ ہے کہ الحمد للہ ترازو کو بھر دیتا ہے رواہ مسلم و النسائی و احمد انس کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ حمد سے زیادہ کوئی چیز اللہ کو محبوب نہین ہے ابو ہریرہ کی حدیث مین یوں فرمایا ہے کہ ہر عمدہ کام جو اللہ کی حمد سے شروع نہین کیا جاتا وہ برکت سے جدا ہے رواہ اهل السنن و ابن حبان و البیہقی مسلم کا لفظ مرفوع انس سے یون آیا ہے کہ خوش ہوتا ہے اللہ اُس بندے سے جو ہر نوالے ہر گھونٹ پر اسکی حمد کرتا ہے **ف** رب کہتے ہین کسی چیز کے مالک مربی مدبر مصلح جابر قائم کو معبود کو بھی رب بولتے ہین سو یہ ساری معنے اللہ پاک کی ذات مین موجود ہین رب کا استعمال غیر اللہ کے لیے اضافت سے ہوتا ہے جیسے رب الدار وغیرہ بے اضافت خاص اللہ کے لیے بولا جاتا ہے کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ نام اسم اعظم ہے عالم کہتے ہین ہر موجود ماسوی اللہ کو یعنے جو کچھ اللہ کے سوا موجود ہے وہ سب عالم ہے لفظ عالم مین ساری خلق داخل ہے کسی نے کہا عالم مشتق ہے علامت سے یہ مصنوعات گویا وجود صانع کی علامت ہین ابن المعتز نے کیا خوب کہا ہے ع فیا عجباً کیف یُعصی الالٰہُ + ام کیف یجحدہُ الجاحدُ + وفی کلِّ شیءٍ لہ آیۃٌ + تدلُّ علی انہٗ واحدٌ + بعض نے کہا ہر زمانے کے لوگ عالم کہلاتے ہین ابن عباس نے کہا مراد عالم سے جن و انس ہین بعض نے ملائکہ و شیاطین کو بھی زیادہ کیا ہے قول اول صحیح تر ہے اس دلیل سے کہ جب فرعون نے موسی علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ رب العلمین کون ہے تو انہون نے یہ جواب دیا تھا رب السموات والارض وما بینہما اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالے عالم سے الگ تھلگ ہے عالم مین داخل نہین ہے اسی لیے قرآن مین آیا ہے کہ رحمن عرش پر ہے عالم کی گنتی مین اختلاف ہے کسی نے کہا چودہ ہزار عالم ہین کسی نے کہا ستر ہزار کسی نے کہا اٹھارہ ہزار کسی نے کہا اسی ہزار عالم ہین ٹھیک بات یہ ہے کہ سوا عالم الغیب کے کسی کو گنتی عوالم کی معلوم نہین ہے کعب احبار

۱۵ رب آسمانون کا اور زمین کا اور جو انکے بیچ ہے ۱۲

ے کہا نہیں جاتا کوئی شخص عبد عوالم کو مگر اللہ عز و جل اسکے تئیں کہتا ہوں قرآن مجید میں فرماتا ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ یعنی بہت مہربان نہایت رحم والا لفظ رب العلمین کے بعد اسکو ذکر فرمایا تھا اسلیے ان دونوں نام مبارک کو ذکر کرکے تسلی خاطر حسنی ترغیب کو ترہیب سے ملا دیا بعد بسم اللہ کے لوٹانے ۔ یہ بتایا کہ سب امور سے زیادہ اللہ پاک کو توجہ طرف ہی رحمت کی ہے بانسبت جانب خلق کی بھی رحمت سے بڑی ہے یہ حدیث ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے اگر جانے مومن اُس عقوبت کو جو اللہ کے پاس ہے تو کوئی ایک بھی جنت کی طمع نہ کرے اور اگر معلوم کرے کافر اُس رحمت کو جو نزدیک اللہ کے ہے تو کوئی ایک بھی اسکی رحمت سے نا امید نہ ہو سورۂ [illegible] اسکے کرم غفار کو دیکھیے ۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ مالک انصاف کے دن کا انصاف کا دن وہ ہے جسدن ساری خلق کا حساب کیا جائے گا ہر عمل کا بدلہ ہوگا نیک ہو یا بد عامل کو ملیگا مگر یہ کہ کسکو اوسکا گناہ معاف کر دیا جاوے قرآن میں تفسیر اوس دن کی یوں آئی ہے ثُمَّ مَا اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ اُسدن کسی کا نا کوئی حاکم ہو سکیگا یہ مطلب ہے کہ سوا اللہ کے کسیکا حکم اوسدن نہ چلیگا جس طرح کہ دنیا میں لوگ حکم چلاتے تھے اکثر صحابہ و تابعین و سلف سے یہی منقول ہیں اللہ نے فرمایا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کسیکا کیا مقدور ہے کہ اُسدن بغیر اذن خدا کے کوئی بات منہ سے نکال سکے حدیث ابی ہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے مٹھی میں لیگا اللہ زمین کو لپیٹے گا آسمان کو اپنے ہاتھ میں پھر فرماویگا میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں جبر کرنے والے تکبر کرنیوالے اسکو شیخین نے روایت کیا ہے دوسری روایت میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً صحیحین میں یوں آیا ہے کہ بہت خوار نام نزدیک اللہ کے وہ شخص ہے جسکا نام ملک الاملاک ہے نہیں مالک مگر اللہ دنیا میں جو غیر اللہ کو ملک کہتے ہیں یہ کہنا مجاز ہے یہ مجاز قرآن پاک میں بھی آیا ہے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا دوسری جگہہ کہا ہے وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ تیسری جگہہ فرمایا ہے وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا صحیحین میں آیا ہے مِثْلُ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ تو اس آیت شریف میں بھی بجائے مالک ملک پڑھا گیا ہے دونو طرح قرارت ثابت ہوئی ہے اس دن کی تخصیص سے یہ بات لازم نہیں آتی ہے کہ اور دن کا مالک یا ملک نہو اسلیے کہ پہلے اسکے لفظ رب العلمین کا فرمایا ہی جو دنیا و آخرت دونو کو شامل ہے اس آیت سے معاد کا ہونا ثابت ہوا قیامت کا قائم ہونا پایا گیا جو معاد کا منکر ہی وہ کافر ہے یہ معاد جسمانی ہوگا نہ فقط روحانی یہ حساب اعمال کا اُسدن حقیقی ہوگا نہ خیالی و مجازی اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں اس آیت میں ابطال ہے جبر و قدر دونو کا جمع کا صیغہ اس لیے ہی کہ گویا اس جملے کا کہنے والا ساری عباد و موحدین کیطرف سے خبر دیتا ہے اس سے یہ نکلا کہ جماعت کو پکڑے رہے مراد جماعت سے اہلسنت ہیں سنت کہتے ہیں حدیث کو عبادت وسیلہ ہے

استعانت کا اسلیے پہلے ذکر عبادت کا کیا پھر استعانت کا لیکن ایاک کو لفظ نعبد و نستعین پر مقدم کیا ہے
اس سے حصر و قصر و اختصاص عبادت کا و استعانت کا ساتھ اللہ کے سمجھا گیا معلوم ہوا کہ سوائے اللہ کے نہ کوئی
لائق عبادت کے ہے نہ مدد چاہنے کے لائق ہے کہ جب کوئی چاہے تو اللہ ہی کو پوجے جب کسی کام میں مدد مانگے تو اللہ ہی سے
مانگے نہ وہ کیا ہے جو نہیں ہوا خدا سے * جیسے تم مانگتے اولیا سے * عبادت کہتے ہیں پلے سرے کی
خواری و ذلت اختیار کرنے کو یہ ذلت و خواری سوا خدا کے کسی کے لیے نہ چاہیے عبودیت ایک ادنی مرتبہ ہے
عبادت کا استعانت یہ ہے کہ کسی سے کہے تم ہماری مدد کرو ہمارا کام نکالو سو ساری دین کی چکی انہیں دو
پر پھرتی ہے اسی لیے بعض سلف نے کہا ہے کہ سورۂ فاتحہ بھید ہے سارے قرآن کا فاتحہ کا بھید یہی
دو کلمے ہیں کیونکہ پہلے کلمے میں بیزاری ہے شرک سے دوسرے کلمے میں علیحدگی ہے اپنی حول و قوت سے
سونپنا ہے اپنے ہر کام کا اللہ عز و جل کو یہ بات اور بھی آیتوں میں آئی ہے جیسے فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ
قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا اس سورت کے اول میں اللہ نے اپنی ثنا فرمائی ہے صفات حسنیٰ کا ذکر کیا ہے
بندوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ تم بھی اسیطرح پر اسکی ثنا و صفت کیا کرو اسی لیے جو کوئی شخص فاتحہ پڑھنے پر قدرت
رکھتا ہے مگر وہ اسکو نہیں پڑھتا تو اسکی نماز صحیح نہیں ہوتی جسطرح کہ صحیحین میں عبادہ بن صامت سے مرفوعاً آیا ہے کہ نہیں
ہوئی نماز اس شخص کی جسنے فاتحۃ الکتاب نہیں پڑھی **ف** ابن کثیر نے کہا ہے عبادت ایک شریف مقام ہے بندے
کو اس مقام سے شرف حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ بندہ بسوے طرف جناب الٰہی کے پھرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول
کو بہتر مقامات میں لفظ عبد یاد فرمایا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ دوسری جگہہ کہا وَاَنَّهٗ
لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ تیسری جگہہ فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا غرضکہ وقت نزول
قرآن و وقت قیام دعوت وقت معراج کے عبد نام رکھا جب مخالفوں کی تکذیب سے دل تنگ ہوا تو یہ کہا کہ تم تمام
عبادت کرو وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ
حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ صوفیہ کا یہ کہنا کہ عبادت حصول ثواب و دفع عقاب کے لیے بے فائدہ ہوتی ہے بلکہ عبادت خاص اسکی
ذات پاک کے لیے چاہیے جس میں ماسوی غرض رکھے کچھ ٹھیک بات نہیں ہے دیکھو حدیث اعرابی میں آیا ہے کہ جب اسنے
یہ بات کہی کہ مجھے تمہارا اور معاذ کا سا گنگنانا نہیں آتا میں اللہ سے جنت مانگتا ہوں نار سے پناہ چاہتا
ہوں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ یعنے ہم بھی تو اسی کے ارد گرد گنگناتے ہیں اللہ نے

فرمایا ہے یدعون ربهم خوفا وطمعا یعنی دور رہتے ہیں [illegible] کرتے ہیں ابو طلحہ کہتے ہیں ہم
ہمراہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے ایک لڑائی میں دشمن سے ملاقات ہوئی میں نے سنا کہ آپ کہتے تھے یا ملک
یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین پھر دیکھا کہ لوگ گر رہے ہیں اور فرشتے انکو آگے پیچھے سے
مارتے ہیں اسکو روایت کیا ماوردی نے کتاب معرفۃ الصحابہ میں ابو طلحہ سے [illegible] ذکر کیا ہے الخ
کا ایک قصہ ہے کہ حضرت [illegible] دشمن کا [illegible] ہوا اور وقت [illegible] کئے تو شاہ نے کہا یا مالک
ابن الولید شیخ الاسلام ابن تیمیہ یہاں سو رہے تھے [illegible] کہا تو یہ کیا کہا ایسے یوں کہہ یا مالک یوم الدین
ایاک نعبد وایاک نستعین اسے یوں کہا یہی کہا اللہ نے فتح دی یہ برکت تھی اسکی اس کلمہ توحید عبادت و تعریف استعانت
سے نصیب ہوئی ولله الحمد اهدنا الصراط المستقیم ٥ دکھا ہمکو راہ سیدھی یا ثابت رکھ ہمکو کھلے رستے پر یا ہدایت کر
ہمیں ان آیتوں میں جیسے ہدایت کی ہے ہمکو اس حال میں کہا اللہ نے والذین اهتدوا زادهم هدى دوسری جگہ
فرمایا والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا ہدایت کہتے ہیں راہ دکھانے توفیق دینے مطلب تک لے جانے الہام کرنے
رستہ بتانے کو نرمی کے ساتھ جو مطلب تک پہنچا دے مستقیم کہتے ہیں برابر سیدھی چیز کو ابن جریر نے کہا سارے
مفسروں کا اجماع کیا ہے اس بات پر کہ صراط مستقیم وہ کھلا رستہ ہے جس میں کسی طرح کا ٹیڑھا پن نہ ہو یہی معنی اسکے ساری لغت عرب
میں ہیں لیتے مراد یہاں سیدھی راہ سے طریق حق ملت اسلام ہے حدیث نواس بن سمعان میں ہے صراط کو اسلام فرمایا ہے
ابن کثیر نے اسکی سند کو حسن صحیح کہا ہے ابن مسعود نے کہا مراد کتاب اللہ ہے یعنی ہمکو قرآن پر عمل کرنے کی توفیق دے
کسی نے کہا مراد طریقہ سنت و جماعت ہے یعنے حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلا کسی نے کہا مراد راہ حج ہے
ابن عباس نے کہا سمجھا ہمکو دین حق کسی نے کہا دکھا ہمکو راہ مستحقین جنت کی پہلا قول ظاہر تر ہے اور اگر سارے معنی
مراد لیں تو بھی کوئی مانع نہیں ہے ابن کثیر کہتے ہیں عبارتیں تفسیر سلف خلف کی یہاں ہیں معنی صراط کو مختلف ہیں
لیکن حاصل سب کا یہی ایک بات ہے کہ مراد متابعت ہے اللہ ورسول کی یعنی اتباع کتاب و سنت ابن مسعود کہتے ہیں صراط مستقیم
وہ راہ ہے جس پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑا ہے صراط الذین انعمت علیهم راہ ان لوگوں کی جن
پر تو نے فضل کیا مراد ان لوگوں سے وہ چار قسم کے لوگ ہیں جنکا ذکر سورۂ نساء میں فرمایا ہے ومن یطع الله والرسول
فاولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک
رفیقا ابن عباس نے کہا مراد یہاں موسی وعیسے علیهما السلام کی قوم ہے جو اپنے دین حق میں نہیں بدلی یا مراد اصحاب
رسول خدا و اہل بیت یا صدیق صحابہ میں یا انبیاء علیهم السلام یا سارے ایماندار ہیں پہلا قول اولے ہے اس آیت میں

اشارہ ہے اس بات کا کہ سلف صالح کا مقتدی بننا اچھا ہے سو اقتدا اور چیز ہے تقلید اور چیز اللہ نے فرمایا فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ان کے راہ پر چل یہ سب موحد و سدا رہتے تھے اسی طرح کا تو بھی موحد حق پرست بن جا غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ غیر ہوئے غصہ کیا گیا نہ بہکنے والے حدیث طویل عدی بن حاتم میں مرفوعاً آیا ہے کہ مغضوب علیہم یہود ہیں ضالین نصاریٰ ہیں رواہ احمد وحسنہ الترمذی اسی طرح حدیث ابی ذر میں نزدیک ابن مردویہ کے مرفوعاً یہ تفسیر آئی ہے یہی قول سارے صحابہ و مفسرین کا ہے کسی کا اس میں خلاف معلوم نہیں ہوتا کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ بسبب بدعت کے غضب ہوا اس سے بہک گئے یہ قول قرطبی کا ہے کسی نے کہا بلکہ اس میں سارے کافر عاصی بدعتی شامل ہیں لیکن ٹھیک بات وہی ہے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آئی ہے کہ مراد اس غضب والوں سے اہل کتاب ہیں ان کا طریقہ اہل ایمان کے طریقے سے جدا ہے اہل ایمان کا طریقہ علم حق عمل صواب دونوں پر شامل ہے یہود نے عمل نہ کیا نصاریٰ کو علم نہ ہوا اسلیے یہود پر غصہ کیا گیا نصاریٰ بہکا دیے گئے کیونکہ جو شخص عالم ہو کر ترک عمل کرتا ہے وہ مستحق غضب کا ٹھیرتا ہے بخلاف اس شخص کے جسے شروع ہی سے کچھ علم حاصل نہ ہوا جاہل رہا نصاریٰ نے دریافت حق کا قصد کیا تھا مگر رستہ نہ ملا اتباع حق ہاتھ نہ لگا گمراہ ہو کر رہ گئے اگرچہ یہود و نصاریٰ دونوں ہی گمراہ و مغضوب ہیں لیکن وصف اخص یہود کا یہی غضب ہے جس طرح اللہ نے فرمایا مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَیْهِ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ وصف اخص نصاریٰ کا یہی ضلال ہے جس طرح ارشاد کیا قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ معلوم ہوا کہ تفسیر مغضوب علیہم اور ضالین کی قطع نظر احادیث و آثار کے خود کلام اللہ سے بھی ثابت ہے وللہ الحمد

ف اول سورت حمد ہے آخر سورت دعا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مطلع خیرات عنوان سعادات یہی توجہ کرنا ہے طرف اللہ کے اس آداب اصل مخالفات یہی منہ پھیرنا ہے اللہ سے دور رہنا ہے اسکی طاعت و عبادت سے اسکا انجام غضب و گمراہی ہوتا ہے اس سورت میں چار قسم کے علوم کا ذکر ہوا ہے ایک علم اصول ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے لیکر رحیم تک اسی طرف اشارہ ہے اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ سے معرفت نبوت کا پتا دیا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ سے معاد کا ہونا ثابت کیا ہے دوسرا علم فروع ہے اس علم میں بڑی چیز عبادت ہے مالی ہو یا بدنی سو وہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ سے ثابت ہوئی ہے تیسرا علم اخلاق ہے وہ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ سے مستقیم تک پایا جاتا ہے چوتھا علم تاریخ ہے کہ اگلی امتوں میں کون سعید تھا کون شقی ہوا وہ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ سے آخر تک پایا جاتا ہے غزالی و رازی نے مشتمل ہونا اس سورت کا علوم قرآن پر بہت بسط سے بیان کیا ہے یہاں تک کہ رازی نے دس ہزار

[illegible]

سکے اس سورت سے نکالے ہیں **ف** اہل علم اس بات پر اتفاق ہے کہ بڑا مقصد قرآن شریف کے اتارنے سے یہی ہے کہ توحید کا و قطع کرنا علائق شرک کا ہے کوئی سا بھی علاقہ کیوں نہ ہو یہ بات ایسی کھلی ہوئی ہے کہ حاجت نقل اقوال کی اسمیں نہیں ہے سب ہی کو تو معلوم ہے کہ اللہ نے رسول اسی کام کے لیے بھیجے کتابیں اسی غرض سے اتاریں یہ احتمال [illegible] سے بے پرواہ کرتا ہے جسکو شک ہو وہ قرآن کریم میں ذرا غور کرے بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ بڑا مقصد اس کتاب کا یہی ہے اگر قرآن میں غور کرنے سے عاجز ہے تو فقط اسی سورۂ فاتحہ میں ذرا خیال کرے تو بس جگہ جگہ سے اخلاص توحید کا حکم نکلتا ہے فتح البیان دین خالص میں بیان ان جگہوں کا کیا گیا ہے **ف** ابن کثیر نے کہا ہے صحیح مذہب علما کا یہ ہے کہ جو فرق درمیان ضاد و ظا کے ہو جاتا ہے معاف ہے اسلیئے کہ مخرج ان دونوں کا قریب یکدیگر ہے ضاد اول حافہ زبان و اضراس سے نکلتا ہے ظا نوک زبان و اطراف ثنایا سے برآمد ہوتی ہے دونوں حرف سے ہیں مجہورہ رخوہ مطبقہ سے ہیں اسلیئے استعمال ایک حرف کا دوسرے حرف کی جگہہ اوسکے لیئے جسکو تمیز نہیں ہے معذور ہے رہی یہ کہ اَنَا اَفصَحُ مَن نَطَقَ بِالضَّادِ سو بے اصل ہے **ف** یہ سورت سات آیت ہے باوجود اس اختصار کے اسمیں اللہ کی حمد و تمجید و ثنا ہے اسماء حسنیٰ صفات علیا کا بیان ہے معاد کا ذکر ہے عباد کو ارشاد ہے کہ وہ اپنے حول و قوت سے بری ہو کر خدا سے سوال و تضرع کریں اخلاص عبادت توحید الوہیت توحید ربوبیت بجا لائیں اللہ کو شریک و نظیر و مماثل سے پاک جانیں دین قویم صراط مستقیم پر ثابت رہنا مانگیں یہاں تک کہ وہ جنت میں ہمسایگی انبیا و صدیقین و شہدا و صالحین کی پائیں اس سورت میں ترغیب ہے اعمال صالحہ کی تاکہ ہمراہ ایسے اعمال والوں کے دن قیامت کے ہوں ترہیب ہے مسالک باطل سے تاکہ ہمراہ اہل باطل کے محشور نہ ہوں **ف** انعام ایک اچھی چیز ہے اسلیئے اسکی اسناد اپنی طرف کی غضب و ضلال ایک بری چیز ہے اسلیئے ذکر اوسکے فاعل کا نہ کیا اگرچہ دونو کا فاعل حقیقی اللہ ہی ہے فرمایا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ وَمَن یُّضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا وَمَن یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ اس طرح کی اور بھی بہت آیتیں ہیں جس سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ ہی ساتھ ہدایت و اضلال کے متفرد ہے جس طرح فرقہ قدریہ نے کہا کہ بندے اپنے کام کے مختار ہیں جو چاہیں سو کریں وہ اس مطلب پر متشابہ قرآن کو حجت لاتے ہیں اور جو آیتیں صریح اوسپر رد کرتی ہیں انکو چھوڑتے ہیں یہی حال سارے اہل زیغ و ضلال کا ہے حدیث صحیح میں آیا ہے جب دیکھو تم ان لوگوں کو جو متشابہ قرآن کو جستجو کرتے ہیں سو اللہ نے انہیں کا نام لیا ہے تم اونسے بچو ابن کثیر کہتے ہیں الحمد للہ کہ قرآن میں کوئی حجت صحیح واسطے کسی مبتدع کے نہیں ہے قرآن تو اسلیئے آیا کہ جدا کرے حق کو باطل سے اور علیحدہ کرے ہدایت کے

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ضلالت سے آیا ہی اسمیں نا قص و اختلاف کیوں ہوے لگا وہ تو طرف سے حکیم حمید کے اوترا ہے **ف**
بعد پڑہنے سورۂ فاتحہ کے آمین کہنا سنت و مستحب ہے آمین کے معنے ہیں کہ اے اللہ قبول کر ہمسے
اس دعا کو ٹہکانے لگا وائل بن حجر نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہا تو میں نے سنا کہ
آمین کہی آواز لمبی کی ایسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن بتایا ہے لفظ حدیث
مذکور کا مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ ہے ابو داؤد کا لفظ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ ہے یعنی آمین پکار کر کہتے ہے جسکو دوسری آمین مرفوعاً
یوں آیا ہے کہ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ آمین کہے اخرجہ الطبرانی عنہ ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے کہ جب وَلَا الضَّآلِّیْنَ
پڑہتے تو آمین کہتے اول صف والے جو قریب ہوے وہ اسکو سنتے اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہی ابن ماجہ نے
اتنا اور بڑہایا ہے فَیَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ یعنے مسجد گونج جاتی دارقطنی نے کہا اسکی سند حسن ہے صحیحین میں ابو ہریرہ سے
مرفوعاً آیا ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بہی آمین کہو جسکی آمین موافق ملائکہ کے پڑیگی اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے
مسلم کا لفظ یوں ہی کہ جب تم میں کا کوئی شخص نماز میں آمین کہتا ہی اور فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں پہر جسکی آمین اونکی موافق
پڑی ہی اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاتے ہیں موافق ہونیکا مطلب یہ ہے کہ وقت یا اخلاص میں یکساں ہو ابو موسیٰ سے
مرفوعاً کہتے ہیں امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو اللہ تمہاری دعا قبول کریگا رواہ مسلم ابن ماجہ کا لفظ مرفوع عائشہ
سے یوں ہے کہ حسد نہ کیا یہود نے تمپر کسی چیز کے سبب سے جتنا حسد کرتے ہیں وہ تمہارے سلام و آمین کہنے پر معلوم ہوا
کہ جسکو آمین کا کہنا برا لگے اسمیں ایک طرح کا شائبہ یہودیت کا ہی امام احمد کا لفظ عائشہ سے اسطرح پر آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس ذکر یہود کا آیا فرمایا حسد نہ کیا انہوں نے ہمپر کسی چیز کا جتنا کہ حسد کرتے ہیں وہ ہمپر جمعہ کی بات
کہ اللہ نے ہمکو بتایا وہ اس سے گمراہ ہوگئے اور قبلہ پر کہ ہمکو بتایا انکو ملا اور آمین کہنے پر پیچہے امام کے **ف** اکثر کہتے ہیں امام اگر کہنا آمین کا حلا کر
بہول جاوے تو مقتدی اسیوقت پکار کر آمین کہے اور اگر امام نے آمین پکار کر کہی ہے تو ماموم جہر کرے یہی مذہب
ہے ابو حنیفہ کا امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ مقتدی بہی پکار کر کہے اکثر قول یہ ہی کہ اگر مسجد چہوٹی ہو تو ماموم جہر
نہ کرے تاکہ وہ لوگ پڑہنا امام کا سنیں بڑی ہو تو جہر کرے تاکہ سارے اطراف مسجد میں آمین پہنچ جاوی
لیکن یہ تعلیل کچہہ نہیں ہے بلکہ کہنا آمین کا بجہر و باسرار دونوں طرح ثابت ہوا ہے جہر سے کہنے میں اسوقت کہ
بدعت کا زور و شور ہے زندہ کرنا سنت مردہ کا ہے و باللہ التوفیق لیکن جبکہ اس کہنے پر کسی جگہ نوبت حرج
و ضرر کی آوے تو پہر چپکے ہی کہنا مصلحت ہے واللہ اعلم موضح قرآن میں لکہا ہی یہ سورت اللہ صاحب نے
بندوں کی زبان سے فرمائی کہ وہ اسطرح کہا کریں اسے پہتے

سورہ بقرہ

یہ سورت مدتوں تک مدینہ میں اتری کہتے ہیں سب سے پہلے مدینہ میں یہی سورت نازل ہوئی مگر یہ آیت وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ کہ یہ سارے قرآن کے بعد آسمان سے دن نحر کے حجۃ الوداع کے اندر اتری ہے اتنا کہ یہی آخر نازل من القرآن کہا ہے اس سورت کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں صحیح اور حسن آئی ہیں کچھ ان میں تیرے ذکر کی ہیں بعض خاص میں ساتھ آیت الکرسی کے بعض ساتھ خواتیم سورہ بقرہ کے بعض میں فضیلت اسکی اور آل عمران دونوں کی آئی ہے بعض میں فقط ذکر فضیلت سبع طوال کا ہے یہ سورت دو سو چھیاسی آیات اور ستی آیت ہے کلمے چھ ہزار دو سو اکیس حرف پچیس ہزار پانسو واللہ اعلم ابن عربی نے کہا اس میں ہزار امر ہزار نہی ہزار حکم ہزار خبر ہے خالد بن معدان نے اسکا نام فسطاط القرآن رکھا تھا اس سورت کا اخذ کرنا برکت ہے ترک کرنا حسرت ہے جادوگر اسکو حاصل نہیں کر سکتے ولله الحمد ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمٓ ۞ ایک جماعت محدثین کا یہ قول ہے کہ یہ حروف مقطعہ اللہ تعالیٰ کے بھید ہیں قرآن میں اور یہ بھید اللہ کی ہر کتاب میں ہوتا ہے ۔ ہمسایہ ہے کہ اکیلا اللہ ہی اسکو جانتا ہی ہمکو اوس پر ایمان لانا چاہیے کلام کرنے کی کچھ ضرورت نہیں یہی مذہب ایک جماعت صحابہ کا بھی تھا جیسے خلفائے اربعہ و ابن مسعود و ابو حاتم نے کہا ہم نہیں پاتے ہیں یہ حرف مگر اوائل سور میں ہم نہیں جانتے کہ مراد اللہ کی ان حرفوں سے کیا ہے دوسرے گروہ نے ان حروف کے معانی ٹھیرائے طرح طرح کے مطلب بتائے ہیں انہی نے وہ اقوال ویسے ذکر کیے ہیں سب سے زیادہ باریک معنی اس مفسرین میں زمخشری معتزلی نے کشاف میں کی ہے جسکے تتبع شوکانی رحمہ نے فتح القدیر میں لیے ہیں بڑے قلق کی بات ہے کہ ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان حروف کے معانی میں کلام نہ فرماویں کچھ مطلب نہ بتلاویں نہ کہیں بہت کہیں تھوڑا اتنا کہ ہمیں یہ کہا کہ الٓمٓ ایک حرف نہیں ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف میم ایک حرف ہے ہر حرف پر ایک نیکی ہر نیکی دس گنی ہے مگر اسکے معنی بلا تکلیف شارع وہ حرص و غور کیا جسکا کوئی نفع ہی دین و دنیا میں بجز تضیع اوقات تحصیل منافع کے نہیں ہے ساری بحث اس مسئلہ کی فتح البیان میں لکھی گئی ہے ابن کثیر نے کہا ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ ذکر ان حرفوں کا شروع سورتوں میں واسطے بیان اعجاز قرآن کے ہے تاکہ خلق کو اپنا عاجز ہونا معارضہ قرآن سے معلوم ہو جاوے کہ باوجودیکہ یہ وہی حرف ہیں جسکے ساتھ وہ رات دن باہم خطاب کیا کرتے ہیں مگر اونکو ایسی ترکیب نہیں دے سکتے مگر اتنی ذکر کیا مبرد اور ایک جماعت محققین کا یہی مذہب ہے اسی کو قرطبی نے بھی فراء و قطرب سے حکایت

اور ڈر سے ہوا وسوسہ سے حسن اور لٹے جادوگر اللہ کے پاس

کیا ہے اسی کی بڑی تصریح کشاف میں کی ہے اسیطرف ہمارے شیخ امام ابو العباس ابن تیمیہ اور حافظ مجتہد ابو الحجاج مزی بھی گئے ہین انتہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ اس کتاب مین کچھ شک نہین ہے مراد کتاب سے اسجگہہ یہی کتاب اللہ ہے جسکا نام قرآن کریم و فرقان عظیم ہے اسکے سوا دس قول اور ہین سب سے زیادہ قوی یہی قول ہے اسمین کچھ شک نہین ہے کہ یہ کتاب اللہ کے پاس سے آئی ہے سراپا حق و صدق ہے اللہ نے فرمایا الٓمّٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ریب کے معنے ہین شک کے ابن ابی حاتم نے کہا مجھے اس معنی مین کسیکا اختلاف معلوم نہین مطلب کہ تم کسیطرح کا شک و شبہ نہ کرو گویا یہ خبر معنے نہی کے ہے ریب کے ایک معنے تہمت کے بھی ہین حدیث مین آیا ہے شک ہے صدق طمانیت ہے قرطبی نے کہا معنے اس نفی عام کے یہ ہین کہ یہ کتاب کسیطرح جگہہ شک و شبہ و تہمت و بدگمانی کی نہیں ہے اسکی دلالت واضح ہو کہ سمجھائے زبان ساطع کے یہ بات کو چاہتی ہے کہ کسیطرح کا بھی کوئی شک اسمین راہ نہ پاوے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ راہ بتاتی ہے ڈر والون کو معلوم ہوا کہ اگرچہ یہ کتاب فی نفسہ ہدایت ہے لیکن نفع اسکا خاص ایمان والون ہی کو ہوتا ہے جنکو اللہ کا ڈر ہے جو لوگ نڈر ہین انکو کچھہ فائدہ اس کتاب سے نہین ہوتا ہے قال تعالے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا الآیہ وقال تعالی قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ وقال يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ معلوم ہوا کہ جو لوگ قرآن پاک کو شفا و ہدایت و رحمت و موعظت نہین سمجھتے ہیں وہ ایمان سے محروم ہین جب ایمان نہ ہوا تو متقی بھی نہ ہوئے ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے یہ کتاب نور ہے واسطے اہل تقوے کے ابن عباس نے کہا متقی وہ مومن ہین جو شرک سے بچتے ہین طاعت پر عمل کرتے ہین دوسرا لفظ یہ ہے کہ متقی وہ لوگ ہین جو ترک ہدیٰ پر اللہ کے عقاب سے ڈرتے ہیں قرآن کی تصدیق پر رحمت کی امید رکھتے ہیں کلبی نے کہا متقی وہ آدمی ہین جو کبیرے گناہوں سے پرہیز کرتے ہین ابن جریر نے بھی اسکی تصدیق کی ہے کسی نے کہا متقی وہ ہین جنکا ذکر بعد اسکے آیا ہے کہ غیب پر ایمان لاتے ہیں نماز قائم رکھتے ہیں الآیہ ابن جریر نے کہا آیت ان سب اقسام کو شامل ہے حدیث عطیہ سعدی مین مرفوعا آیا ہے بندہ متقی نہین ہوتا جب تک کہ نہ ڈر کی چیز کو بچنے کے لیے ڈر والی چیز سے نہ چھوڑ دے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ شوکانی رحمہ اللہ نے کہا ہے معنی شرعی تقوے کے یہی ہین جو اس حدیث مین آئے ہیں اسی معنے کیطرف جانا واجب ہے اس حدیث کو احمد و عبد بن حمید و بخاری نے تاریخ مین اور ابن ابی حاتم و بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن صحیح بتایا ہے باوجود اس

حدیث کے کچھہ حاجت اُس تعریف تقوی کی نہیں ہے جو یاروں نے اپنی عبارتوں میں ادا کی ہے گو اُس
تعریف میں کچھہ برائی نہو لیکن آیتوں کے ساتھ مستعمل و جاری سیکار رہتا ہے ہدایت سے کبھی ایمان مراد لیتے ہیں یعنی
ایمان کا دلمیں پیدا کرنا سوا اللہ کے کسی سے نہین ہوسکتا ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وقال لَيْسَ
عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وقال مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وقال مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ
تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا کبھی ہدایت سے مراد بیان حق ہوتا ہے یعنی حق کا کھولکر ظاہر کرنا اوسکی طرف راہ دکھانا
اوسکا بتانا قال تعالی وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وقال اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ وقال
وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى وقال وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ یہاں راجح یہہ ہے کہ مراد مجموع ہے اس
لئے کہ خیر و تر ہے عمر بن خطاب نے ابی بن کعب سے پوچھا کہ تقوے کیا چیز ہے کہا تم کبھی خار دار رستے پر چلے ہو کہا ہاں
کہا پھر کیا کیا کہا دامن اُٹھا کر الگ تھلگ بچتا ہوا چلا کہا یہی تو تقوے ہے حدیث ابی امامہ میں مرفوعًا آیا ہے کہ حاصل
کی آدمی نے کوئی چیز بعد اللہ سے ڈرنے کے بہتر نیک بی بی سے کہ جب اُسکو دیکھے تو وہ اوسکو خوش کرے جب اُسکو
حکم دے تو وہ بجا لائے جب قسم کھائے تو وہ اُسکو سچی کرے اگر اوسکے پاس سے کہیں چلا جائے تو وہ اپنی جان اُسکے مال میں
خیر خواہی کرے رواہ ابن ماجہ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ جو یقین کرتے ہیں بن دیکھا یہہ وصف ہے متقیوں کا
کہ وہ غیب کی باتیں ایمان لاتے ہیں ایمان کہتے ہیں تصدیق کرنیکو یعنی دل سے کسی بات کو سچا سمجھہ لینا کسی نے کہا ایمان کے معنے سمجھ
ڈرنیکے ہیں ابن جریر نے کہا اولی یہ ہے کہ وہ لوگ موصوف ہیں ساتھہ ایمان بالغیب کے قول و اعتقاد و عمل میں پھر کبھی اللہ کا
ڈر بھی معنی ایمان میں داخل شامل ہو جاتا ہے یعنی اُس ایمان میں جسکے معنے یہہ ہیں کہ قول کی تصدیق عمل سے کرے ایمان کا لفظ
ایک ایسا کلمہ جامعہ ہے کہ ساتھ اللہ کتب و رسل اور تصدیق اقرار کو فعل سے ابن کثیر کہتے ہیں لفظ ایمان کا لغت میں تصدیق
محض پر بولا جاتا ہے اللہ نے فرمایا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ یوسف کے بھائیوں نے اپنے باپ سے
کہا تھا وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ اسیطرح جب لفظ ہمراہ عمل کے آتا ہے تو معنے تصدیق ہوتا ہے
کقوله تعالی اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جب مطلقًا مستعمل ہوگا تو ایمان شرعی بغیر اعتقاد و قول و عمل کے
نہیں ہوتا ہے اکثر ائمہ کا یہی مذہب ہے مثلاً شافعی و احمد و ابو عبیدہ وغیرہ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے کہ ایمان قول و عمل ہے
گھٹتا ہے بڑھتا ہے اس باب میں بہت سی احادیث و آثار آئی ہیں جنکو ابن کثیر نے اول شرح بخاری میں علیحدہ ذکر کیا ہے
جنہوں نے ایمان کی تفسیر خشیت کے ساتھہ کی ہے اوسکی دلیل ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ
وقوله مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ خشیت خلاصہ ہے ایمان و علم کا اللہ نے فرمایا اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ

العلماء یعنی ڈرتے ہیں اللہ سے مگر عالم اور دوسری جگہہ یون کہا ہے ذٰلک لمن خشی ربہ یعنی یہ جزا اوسکو ہے جو ڈرے
رب سے۔ اور یہ معلوم ہوا کہ بہشت حصہ اہل علم ہی کا ہے یہی بات کہ مراد غیب سے اس جگہہ یہ ہے کہ جو کچھ کہا
اللہ و رسول نے کتابوں میں سے احوال آخرت کا اور جنت اور دوزخ اور لقائے الٰہی ہے لوگ یہاں امام ابن [illegible]
مرنے کو پھر جی اٹھیں گے سو غیب ہے اور ابن عباس نے کہا غیب ہے جو [illegible] آیا ہے اللہ کی طرف سے کہا اور ابن
بعض نے کہا جو شخص ایمان لایا اللہ پر وہ ایمان لایا غیب پر کسی نے کہا مراد غیب سے اسلام ہے کسی نے کہا قضا و
قدر ہے سو یہ ساری معنے ملتے جلتے ہوئے ہیں یہ ساری چیزیں ان دیکھی ہیں سب ہی پر ایمان لا۔ احمد نے اور
نے کہا ہم نے کھانا کھایا صبح کا ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ہمارے ساتھ ابو عبیدہ بن جراح تھے
اونہوں نے کہا اے رسول خدا بھلا ہم سے کوئی بہتر بھی ہے ہم ہمراہ آپکے اسلام لائے آپکے ساتھ ہو کر ہم نے جہاد کیا فرمایا
ہاں ایک قوم بعد تمہارے آویگی جو مجھپر ایمان لاویگی اونہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہے رواہ احمد والدارمی[له] میں ہے
ہم نے کہا اے رسول خدا بھلا کوئی قوم ہم سے زیادہ اجر میں ہوگی ہم اللہ پر ایمان لائے تمہاری پیروی کی فرمایا تمکو اس
بات سے کون منع کرتا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے بیچ میں موجود ہیں ہر دم آسمان سے وحی چلی آتی ہے
بلکہ ایک قوم بعد تمہارے ہوگی اونکو ایک کتاب درمیان دو لوح کے ملیگی وہ اوسکی تصدیق کرینگے جو کچھ اوس
کتاب میں ہوگا اوسپر عامل ہونگے اونکا اجر تمہارے اجر سے دو چند بڑا ہے رواہ ابن مردویہ مراد کتاب سے اس جگہ
یہی مصحف شریف ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ عمل کرنا وجادت پر جائز ہے فتح الباری میں لکھا ہے کہ صحابہ کی فضیلت سے
کوئی چیز برابری نہیں کر سکتی اونہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے رہنے اجر کے زیادہ ہونے سے
یہ بات لازم نہیں آتی ہے کہ غیر صحابہ افضل ہوں صحابہ پر اسلیے کہ اجر کی زیادتی باعتبار عمل کے ہوتی ہے سو
مشاہدہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی عمل نہیں پاتا ہے اسی لفظ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کا یہ ہے بہت
پسند مخلوق مجھکو ایمان میں وہ قوم ہے جو بعد تمہارے ہوگی اُن کو صحیفے ملیں گے اونمیں کتاب ہوگی وہ ایمان لاینگے
اوسپر جو کچھ کہ درمیان اُن صحف کے ہوگا رواہ ابن عرفہ ابو حاتم نے کہا مغیرہ بن قیس اس حدیث میں منکر الحدیث
ہے لیکن اسی کے لگ بھگ ابو یعلیٰ ابن مردویہ حاکم نے بھی حدیث محمد بن حمید کو روایت کیا ہے حاکم نے اسکو
صحیح بتایا ہے ان حدیثوں میں بشارت ہے سبھیں کتاب و سنت کیلیے کہ اونہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم کو نہیں دیکھا ہے فقط قرآن کو پایا ہے اوسپر ایمان لائے ہیں عمل کیا کرتے ہیں لغت میں غیب ہر
اوس چیز کو کہتے ہیں جو تجھ سے غائب ہو کسی نے کہا مراد غیب سے اس جگہہ دل ہے یعنی سچے دل سے تصدیق اس کتاب کی

له یعنی ملیں اور اسکو دو [illegible] ۱۲

کرے پھر کسی نے کہا ہمیں خبر کی حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے اور عمل [illegible] ہمیں شکوہ
ہے جیسے علامات قیامت عذاب [illegible] صراط میزان بہشت دوزخ [illegible] علیہ [illegible]
آیا پھر پوچھا کہ ایمان کیا ہے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تصدیق اسکے قول کی [illegible]
اثر کا دل سے ہو [illegible] حدیث بخاری [illegible]
[illegible] مسلم میں مذکور سوال قبلہ یوں آیا ہے کہ جب [illegible]
[illegible] وہ بھی [illegible] کے پھر گئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ [illegible] ایا قوم
[illegible] وہ قوم ہے جو غیب ایمان لائی [illegible]
ن مالک سے مرفوعا کہا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مشتاق ہیں اپنے بھائیوں کو دیکھنے کا صحابہ نے
کہا کیا ہم آپکے بھائی نہیں ہیں فرمایا ہاں ہو لیکن ایک قوم بعد تمہارے آویگی جو تمہارا سا ایمان لاویگی
تمہاری سی تصدیق کریگی تمہاری سی بن دیکھے مجھکو دیکھیگی سو کاش میں اونکو ملتا ان بھائیوں سے ملاقات کرتا رواہ ابن
ابی شیبہ فی مسندہ اس حدیث کا مصداق کامل اہلحدیث کا گروہ ہے اونکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بھائی
کہا ہے اونکی یہ پہچان بتائی ہے کہ وہ ایمان و تصدیق ونصرت سنت میں مثل صحابہ کے ہونگے سو یہ وصف اس قوم
کے کسی دوسری قوم میں معلوم نہیں ہوتا کیونکہ یہ اوسی طریقے پر قائم ہیں جسپر رسول و صحابہ رسول قائم تھے احیائے
سنت سے ہمیشہ نصرت دین اسلام کرتے ہیں علم وعمل میں مددگار رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہتے
ہیں ولله الحمد ابو امامہ باہلی کا لفظ مرفوع یہ ہے خوشی ہو اسکو جسنے مجھے دیکھا پھر ایمان لایا یعنی ایک بار پھر خوشی ہو
اسکو جو مجھپر ایمان لایا اور اوسنے مجھے نہیں دیکھا ہے یعنی سات بار اخرجہ احمد والطیالسی والبخاری فی تاریخہ والحاکم
ابن مسعود کہتے ہیں قسم ہے اسکی کہ جسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے نہیں ایمان لایا کوئی شخص بہتر ایمان بالغیب سے
پھر آپنے پڑھی الم تا الا آیۃ تابعین کے قول ایمان بالغیب میں بہت ہیں راجح یہی ہے کہ ایمان شرعی ان سب کو [illegible]
یہ صادق آتا ہے اعمال داخل ہیں ایمان میں حدیث ابو ہریرہ میں مرفوعا آیا ہے ایمان کچھ اوپر ستر شعبے ہیں افضل انکا
کہنا ہے لا اله الا الله کا ادنے ہے دور کرنا ہے ایذا کی چیز کا رستے سے حیا ایک شاخ ہے ایمان کی اسکو شیخین نے
روایت کیا ہے ویقیمون الصلوۃ درست کرتے ہیں نماز کو یعنی ہمیشہ نماز ٹھیک وقت پر بلا تاخیر بدون قضا کے
ارکان وسنن وہیئات ثابتہ کے ساتھ ادا کرتے ہیں فرائض وحدود واعمال نماز کو خلل پڑنے سے بچاتے ہیں اصل
معنے اقامت کی یہ ہیں کہ ہمیشگی کرے ثابت ہوا کہ جو شخص وقت پر نماز نہیں پڑھتا یا بعض وقت

کی نماز پڑھتا بعض وقت کا اوڑا جاتا ہے یا پہلی وقت ادا کرتا ہے یا اسطرح نہیں پڑھتا جسطرح حدیث سے ثابت ہے
یا غفلت کے ساتھ بے پروائی سے پڑھتا ہے وہ مقیم صلوۃ نہیں ہے بلکہ ایک نماز وقت سے ٹال کر پڑھنے سے
پھر لازم آجاتا ہے اگر قبل توبہ کے مرگیا یا آگ تو مرتد ہوا اوسکو مقابر مسلمین میں دفن کرنا نہ چاہیے اکثر لوگ
اہل اسلام کو کہ سکتے ہیں کہ اکثر نمازیں عمدًا ترک کرتے یا تاخیر سے پڑھتے ہیں یا غفلت سے ادا کیے لیتے ہیں اونکو اسکا
علم ہی نہیں حافظ ہے خصوصًا عورات کہ اونسے یاد ہی ارکان نماز کی کسی طرح نہیں ہو سکتی ہے اگر پھر ہوتی ہے
زیادہ پیچھے ہیں پھر کیا تعجب ہے ابن عباس نے کہا مراد نماز سے اسجگہہ پانچوں نمازیں ہیں قتادہ نے کہا مراد محافظت
ہے وقت و وضوء رکوع و سجود پر کسی نے کہا مراد اقامت سے پورا کرنا رکوع سجود و تلاوت و خشوع کا ہے بہر حال حاصل
سب عبارتوں کا آخر کو ایک ہی ہوتا ہے کہ ایسی نماز پڑھے جیسی نماز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے تھے اسمیں
سب کچھ آگیا حدیث شریف میں آیا ہے صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي اس نماز میں رفع یدین آمین بجہر ہاتھ باندھنا
کا سینے پر بیٹھنا استراحت کے لیے اعتدال کرنا بعد رکوع کے وغیرہ سنن سب کچھ آتے ہیں نماز کی ترکیب مسک الختام
شرح بلوغ المرام میں لکھی ہے نماز کا مطلب رسالہ حقیقۃ الصلوۃ میں کسی نے خوب بیان کیا ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
يُنْفِقُوْنَ اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں یعنی خدا کی راہ اور طاعت میں صدقہ دیتے ہیں رزق بنزدیک جمہور کے وہ
چیز ہے جو لائق نفع لینے کے ہو حلال ہو یا حرام معتزلہ حرام کو رزق نہیں کہتے یہ اُنکی غلط فہمی ہے یہ اور بات ہے کہ
رزق حرام کا کھانا لینا دینا کبیرہ ہے مگر رزق ہونے سے تو باہر نہیں ہو سکتا اس لفظ سے کہ کچھ خرچ کرتے ہیں یہ نکلا
کہ اسراف و تبذیر بُری چیز ہے مال کا اوڑانا خلاف حقوق خدا میں صرف کرنا بڑا گناہ ہے ایسے لوگوں کو قرآن شریف میں
اخوان الشیاطین فرمایا ہے یہ مرض اُن امرا میں جو بخیل نہیں ہیں بہت سے زیادہ ہوتا ہے رؤسا میں کوئی بخیل ہی ہلاک
ہوا تو کوئی مسرف ہے قتادہ نے کہا مراد اس خرچ سے نکالنا زکوۃ کا ہے ابن مسعود نے کہا مراد خرچ کرنا اپنے گھر والوں پر
ہے ابن جریر نے کہا یہ شامل ہے زکوۃ فرض و نفل و صدقہ قریب و غریب وغیرہ جملہ نفقات کو ابن کثیر نے کہا اللہ نے
نماز و انفاق مال کو ایک ساتھ بہت جگہہ ذکر کیا ہے یہ اسلیے کہ نماز حق ہے اللہ کا عبادت ہے خدا کی یہ عبادت مشتمل ہے
خدا کی توحید و ثنا و تمجید اور اپنی عاجزی و دعا و توکل پر انفاق احسان کرنا ہے ساتھ مخلوق خدا کے یہ نفع متعدی ہوتا
ہے سو سب سے اولیٰ تر ساتھ اس احسان کے قرابت والے گھر والے مملوک ہیں پھر اجنبی لوگ اول خویش بعدہ درویش اسلیے سارے
نفقات واجبہ اور زکوۃ مفروضہ اس آیت میں داخل ہیں اسی صحیحین میں ابن عمر سے مرفوعًا آیا ہے کہ بنیاد اسلام کی پانچ چیزوں پر
ہے ایک گواہی اس بات کی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دوسرے قائم رکھنا نماز کا تیسرے دینا زکوۃ کا چوتھے روزہ رکھنا

رمضان کا پنجوان حج کرنا خانہ خدا کا ابن کثیر کہتے ہین حدیثین اس مقدمے مین بہت آئی ہین انتہی والذین یؤمنون بما
انزل الیک اور جو یقین کرتے ہین جو کچھ اترا ہے تجھپر مراد سارا قرآن ساری شریعت اسلام ہے مطلب قرآن کو اترنے
کا یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آسمان مین اللہ کا کلام سنا اوسکو جون کا تون لیکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس آئے اوسکو اوپر سے نیچے اوتار لائے اس سے خدا کا علو و فوق نکلا قرآن کا کانون سے سنا جانا زبانون سے پڑھا
جانا سینون مین محفوظ ہونا مصحفون مین لکھا جانا حرف و صوت کا ہونا ثابت ہوا یہ ساری اوصاف کلام قدیم
کے خود کلام اللہ و حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوئے ہین وما انزل من قبلک اور جو
اوترا تجھسے پہلے یعنے اور رسولونپر جیسے صحف ابراہیم زبور داؤد توریت موسی انجیل عیسے وغیرہا کہ ان سب پر ایمان
لانا اجمالاً فرض عین اور قرآن پر تفصیلاً فرض کفایہ ہے ایک جماعت صحابہ وغیرہ نے کہا مراد اس آیت سے مومنین اہل کتاب
ہین بدلیل قولہ تعالی وان من اہل الکتب لمن یؤمن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیہم دوسری جگہ فرمایا
ہے والذین اتینہم الکتب من قبلہ ہم بہ یؤمنون جسطرح کہ مراد آیت اول سے مومنین عرب تھے کسی نے کہا
نہین بلکہ یہ دونو آیتین حق مین ساری مومنین کے عربی ہون یا عجمی امّی ہون یا کتابی ہون یا مسلمان آئی ہین شوکانی
رحمہ اللہ نے اسی بات کو راجح کہا ہے پھر کہا دیکھو اللہ نے کسی جگہ اُن مومنونپر ثنا کی ہے جنہون نے ان دونو امر کو
مانا ہے یا ایہا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل
من قبل دوسری جگہ فرمایا ہے امنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم تیسری جگہ کہا ہے امن الرسول
بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من
رسلہ چوتھی جگہ ارشاد کیا ہے والذین امنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منہم ابن کثیر نے کہا ہے
کہ اگرچہ ساری مومنین اسمین داخل ہین لیکن اہل کتاب کو ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب پر ایمان مفصل لائی ہین پھر جب
مسلمان ہوکر قرآن پر بھی ایمان مفصل لائین گے تو اونکو دوبارہ اجر ملے گا غیر اہل کتاب کا ایمان اگلی کتابونپر اجمالی
ہے ہان کبھی یون بھی ہوتا ہے کہ بہت سے عربونکا اسلام رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُن لوگون کے ایمان سے
جو اسلام مین داخل ہوتے ہین اتم و اکمل و اعم و اشمل ہوا ہے گو اونکو دوہرا اجر ہو اسلیے کہ اونکی تصدیق کا ثواب انکے
دوبارہ اجر پر بڑھ جاویگا انتہی وبالاخرۃ ہم یوقنون اور آخرت کو وہ یقین جانتے ہین یعنے جتنے کام اوسدن ہونگے جیسے
بعث و نشر و حشر وغیرہ کسی مین انکو کچھ شک نہین ہے سب کو سچے دل سے تصدیق کرتے ہین معلوم ہوا کہ یہ صفت متقین کا ہے
کہ وہ اس یقین کو اساس ایمان اس اسلام سمجھتے ہین بخلاف اہل کتاب کے کہ اونکا اعتقاد امور آخرت مین

اس کتاب سے پہلا وہ یقین کرتے ہین ۱۲
اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور
اوسکے رسول پر اور کتاب
پر جو نازل کی ہے اپنے
رسول پر اور اس کتاب
پر جو نازل کی تھی پہلے ۱۲
کہ ہم مانتے ہین
جو اترا ہمکو اور اترا
تمکو ۱۲
مانا رسول نے جو کچھ
اوترا اوسکو اوسکے رب سے اور مسلمان
سب نے مانا اللہ کو اور
[illegible] اسکے رسولون کو
نہین جدا کرتے ہم کسی کو اوسکے رسولون مین
اور جو یقین لائے اللہ پر [illegible]
[illegible]

[illegible]

صحت سے دور ہے جو جاہلے اسکے کہ وہ مرتبہ یقین تک پہونچ سکیں ابن کثیر نے کہا ہے مراد آخرت سے اس جگہہ بعث و قیامت
و جنت و نار و حساب و میزان ہے وہ دن بعد دنیا کے آویگا اسلیے اوسکو آخرت و یوم آخر بولتے ہیں اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی
مِّنْ رَّبِّهِمْ اونہوں نے پائی ہے راہ اپنے رب سے مراد راہ سے نور یا استقامت یا بیان یا برہان یا بصیرت یا توفیق یا سداد
بلکہ سب الفاظ مراد ہو سکتے ہیں اس جملہ میں خبر دی ہے حالات متقین کی کہ وہ بسبب کمال استعداد و اعمال صالحہ
و ترک محرمات کے اللہ کی طرف سے کامیاب کامران راہ شناس ہوگئے ہیں وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور وہی ہیں مراد کو پہونچے
یعنی دنیا و آخرت میں ابن عباس نے کہا پایا انہوں نے اپنا مطلب و مدعا بچے بدی سے اوس چیز کی جس سے بھاگتے تھے کسی نے
کہا آگ سے بچے جنت کو پہونچے ابن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا ہم بعض قرآن پڑھتے ہیں ہم کو
امید بندھتی ہے بعض جگہہ نا امیدی گھیرتی ہے فرمایا کیا میں تم کو جنت و دوزخ والوں کی خبر دوں کہا ہاں فرمایا الٓمٓ
سے لیکر مُفْلِحُوْنَ تک ذکر اہل جنت کا ہے کہا ہمیں امید ہے کہ ہم یہی لوگ ہوں پھر فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ
ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ سے عَظِیْمٌ تک ذکر اہل نار کا ہے کہا اے رسول خدا یہ لوگ ہم نہیں ہیں فرمایا
سچ کہتے ہو رواہ ابن ابی حاتم یعنی وہ لوگ جو منکر ہوئے برابر ہے انکو تو ڈراوے یا نہ ڈراوے وہ نمانینگے یعنی اللہ
نے انپر کفر کو لکھدیا ہے وہ کسی طرح ایمان لانیوالے نہیں خواہ انکو خوف دلایا جاوے یا نہ دلایا جاوے جسطرح دوسری جگہہ
فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ کَلِمَتُ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ کُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ تیسری
جگہہ حق میں معاندین اہل کتاب کے یہ ارشاد کیا ہے وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ
یعنے جسکو خدا نے شقی ٹھیرا دیا ہے اوسکو کوئی سعید نہ کرے گا جسکو اللہ نے گمراہ کر دیا ہے اوسکو کوئی راہ پر نہ لگا دیگا
پس اے رسول تو اپنی جان اس حسرت میں کیوں کھوتا ہے تو تو رسالت کو پہونچا دے کوئی مانے یا نہ مانے جو مانیگا
وہ اپنا بھلا کرے گا جو نہ مانیگا وہ تیرا کیا بگاڑ سکتا ہے اوس کے لیے تیری بلا نہ لے تیرا کام ابلاغ کا ہے
حساب لینا ہمارا کام ہے ابن عباس نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ حرص تھی کہ سارے لوگ ایمان لاویں ہدایت
کی راہ پر چلیں آپکا کہنا مانیں اللہ نے فرمایا ایمان نہیں لاتا مگر وہی شخص جسکے لیے پہلے سے سعادت مقرر ہو چکی ہے گمراہ وہی
ہوتا ہے جو پہلے سے بدبخت ٹھیر چکا ہے ابو العالیہ نے کہا یہ آیتیں حق میں قاعدین احزاب کے اوتری ہیں جن کے
حق میں اللہ نے دوسری جگہہ یوں فرمایا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ کُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ
جَهَنَّمَ یَصْلَوْنَهَا علما نے کہا ہے یہ آیت عام ہے مگر معنے اسکے خاص ہیں یعنے مراد اس سے وہ شخص ہے جسکا کفر پر مرنا
اللہ کے علم میں ٹھیر چکا ہے اللہ نے یہ چاہا کہ لوگوں کو یہ بات جتا دے کہ ان میں ایسے آدمی بھی ہیں جنکا یہ حال ہوگا خاص تعیین

ع [illegible] آخرت [illegible] ساری قرآن میں [illegible]

عه [illegible] سے قبل [illegible] جنہوں نے بدلا کیا ہے کے احسان کا ناشکری اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جو دوزخ ہے پیٹھیں گے اوس میں ۱۲

کسی شخص کی نہیں ہے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ مہر کر دی اللہ نے اون کے دلوں پر اور اونکے کان پر اور اونکی آنکھوں پر ہے پردہ اور واسطے اونکے ہے بڑی مار۔ دل کان آنکھ کا ذکر اسلیے کیا کہ علم کے یہی تین رستے ہیں دل سے انسان سمجھتا ہے کان سے سنتا ہے آنکھ سے دیکھتا ہے سو دلپر کان پر مہر لگ گئی آنکھ پر پردہ پڑ گیا تو اب نہ ہدایت کو سمجھ سکتے ہیں نہ حق کو دیکھ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں بعض اہل کہتے ہیں ان آیہ میں خبر دی ہے اس بات کی کہ وہ حق بات کے سننے سے تکبر واعراض کرتے ہیں ابن جریر نے کہا یہ قول ٹھیک نہیں اسلیے کہ اللہ نے تو یہ کہا ہے کہ ہمنے اونکے دلپر مہر کر دی ہے زمخشری نے ابن جریر کا رد پانچ طرح کیا ہے مگر اسکی تقریر جتنے ہیں وہ سب وجوہ ضعیف ہیں اعتزال نے اسکو جرأت دلائی کہ خدا کا مہر لگانا اوسکے اعتقاد میں ایک امر قبیح ٹھیرا اگر وہ ان آیت میں غور کرتا فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ وقوله تعالى وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ الآیہ تو رد مذکور نہ کرتا یہ بات جان لیتا کہ اللہ تعالے اونکے دلوپر مہر لگا کر درمیان اون کے اور درمیان ہدایت کے حائل ہو گیا ہے اون کے ترک حق وتمادی باطل کی یہ پوری پوری سزا ہے قرطبی نے کہا امت کا اجماع ہوا اس بات پر کہ اللہ نے اپنے نفس کو موصوف کیا ہے ساتھہ ختم وطبع کرنے کے کافروں کے دلوں پر جس طرح فرمایا بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ پھر حدیث تقلیب قلب کو ذکر کیا پھر اس دعا کو يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ پھر حدیث حذیفہ کو جس میں ذکر عرض ووقوع فتن کا دلوں پر آیا ہے یہ حدیث بخاری میں ہے ابن جریر کہتے ہیں حدیث ابوہریرہ میں مرفوعا آیا ہے کہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اوس کے دل میں ایک کالا نکتہ پڑ جاتا ہے اگر توبہ کر لی رک گیا باز رہا تو دل کو صیقل ہو گئی اور اگر زیادہ گناہ کیا تو نکتہ بھی بڑہتا گیا یہانتک کہ سارے دل پر چھا گیا یہ وہی رین ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے نسائی نے بھی روایت کیا ہے پھر ابن جریر نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اس بات کی جب گناہ دل پر لگا تار آتے ہیں تو دل کو بند کر دیتے ہیں جب دل بند ہو گیا تو اللہ کی طرف سے اوسپر مہر لگ گئی اب نہ ایمان اوس تک جا سکتا ہے نہ کفر وہان سے باہر آ سکتا ہے یہی مطلب ہے اس آیت شریف کا غرض کہ مہر تو دلپر کان پر لگتی ہے آنکھ پر پردہ پڑتا ہے قال تعالے وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً مجاہد نے کہا رین طبع سے ہلکا ہے طبع اقفال سے کم ہے اقفال سب سے زیادہ سخت ہے باقی رہا عذاب عظیم سو مراد اوس سے اس جگہہ عذاب آخرت عقاب قیامت ہے یا قتل وقید دنیا عذاب نام ہے ہر اوس چیز کا جو انسان کو تکلیف دیتی ہے کوئی چیز کیوں نہ ہو عظیم نقیض ہے حقیر کی جس طرح کبیر نقیض ہے صغیر کی اس بنیاد پر عظیم کبیر سے بڑھکر ٹھیرا جس

[illegible]

طرح کہ حقیر صغیر سے کمتر ہے پہلی اللہ تعالے نے چار آیتوں میں ذکر مومنین مخلصین کا کیا تھا پھر دو آیت مین ذکر خالص کافرون کا فرمایا اب تیرہ آیتوں میں ذکر منافقین کا فرمایا ہے یہ وہ گروہ ہے جو نہ ادہر نہ اودہر ظاہر مین موافق مومنین کے ہے باطن میں مطابق کافرین کے اسی لیے اس فرقہ سوم کے حق مین یوں فرمایا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ابن کثیر کہتے ہیں اس فرقہ کا حال اکثر لوگوں پر مشتبہ رہتا تہا اسیلیے کئی وصف انکے بیان فرمائے ہر وصف ایک طرح کا نفاق ہے انکا ذکر سورہ برأت مین سورہ منافقین میں سورہ نور وغیرہ مین آیا ہے تاکہ سب لوگ انکا حال معلوم کرکے بچتے رہین وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ایک لوگ وہ ہیں جو کہتے ہین ہم یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور انکو یقین نہین ہے یہ آیت شریف حق مین عبداللہ ابن ابی و معتب بن قشیر و جد بن قیس اور انکے یاروں کے اتری ہے یوم آخر سے وہ وقت مراد ہے جو منقطع نہو بلکہ ہمیشہ رہے سو ایسا وقت قیامت کا دن ہے خدا نے اون سے نفی ایمان کی بالکل کردی کہ یہ کسی زمانے میں بہی ایمان نلاوینگے يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا دغا بازی کرتے ہین اللہ سے اور ایمان والون سے خداع لغت میں بمعنی فساد آتا ہے مطلب یہ ہوا کہ مفسدوں کا سا کام کرتے ہین گو اللہ پر کسیکا فساد کچھ نہین رہتا ہے وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور کسی کو دغا نہین دیتے مگر آپکو اور نہین بوجہتے نفاق اس بات کو کہتے ہین کہ خیر ظاہر کرے شر چہپائے سو یہ کئی طرح پر ہوتا ہے ایک نفاق اعتقادی ہے ایسا نفاق والا دوزخی ہوگا دوسرا عملی ہے یہ اکثر ذنوب سے ہے ابن جریج نے کہا منافق وہ ہے جسکا قول خلاف اسکے فعل کے ہو سِر اسکا خلاف اسکے علانیہ کے ہو دخل کچھ مخرج کچھ حاضر کچھ غائب کچھ منافقوں کا حال یہی ہیں اسیلیے اوترا مکہ میں نفاق نہ تہا وہاں جو شخص برخلاف ہوتا وہ ناخوشی سے اظہار کفر کرتا باطن مین مومن ہوتا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین ہجرت کر آئے یہاں کے انصار تہے بت پرست تہے یہود اپنے اگلوں کے چال پر چلتے تہے جب بدر کی لڑائی ہوئی تو عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اعراب حوالی مدینے نے نفاق ظاہر کردیا یہ عبداللہ قبیلہ خزرج سے تہا اسنے اہل ایمان کو خبردار کردیا کہ ہم اسکے ظاہر حال پر دہوکا نہ کہاؤ وہ دل مین کافر ہیں گو ظاہر مین اعتقاد ایمان کا ظاہر کرتے ہین معلوم ہوا کہ فجار کے حق مین کبہی گمان خیر نہ کرے آیت کا یہ مطلب ٹہیرا کہ یہ لوگ یوں خیال کرتے ہین کہ جس طرح کفر کو چہپا کر ایمان کو جتاکے ہمنے لوگوں کو دہوکا دیا ہے اسی طرح یہ فقرہ ہمارا سامنے اللہ اور اہل ایمان کے بہی چل جاویگا اس لیے اللہ نے اونکے مقابلے مین یہ کہا کہ تمہارا فقرہ تمہاری ہی جان پر وبال ہوگا تم نہین جانتے ہو ان باتوں سے کچھ خدا تعالے کا بگڑتا ہے نہ مومنوں کا کچھ لگتا ہے انکہ یابی کا ہیگا بہا

وقف لازم

[illegible]

ہی ادہر آوے گا ابن جریج نے کہا انکی دغابازی یہ تہی کہ ظاہر میں لا الہ الا اللہ کہکر اپنا مال خون بچا لیتے تہے مگر جی میں اونکے اور ہی کچہ بسا تہا قتادہ نے کہا منافق وہ ہے جو بد خلق ہو زبان سے تصدیق کرے دل سے انکار کرے قول کچہ ہو عمل کچہ صبحکو اور حال شام کو اور حال ناؤ کیطرح کہ جدہر کی ہوا چلی ادہر کو ہو گئی لا حول ولا قوۃ الا باللہ ابن سیرین نے کہا سلف کے نزدیک کوئی آیت شریف اس آیت سے زیادہ تر خوفناک نہ تہی فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا انکو دل میں آزار ہے پہر زیادہ دیا اللہ نے انکو آزار مرض اس چیز کو کہتے ہیں جو آدمی کو صحت و تندرستی سے نکال دے جیسے کوئی علت یا نفاق یا تقصیر کسی امر میں بعض نے کہا مرض نام ہے ہر [illegible] کا جو صورت میں بلفظہ سے فساد عقیدہ کے اوپر لیا گیا خواہ شک و نفاق ہو یا انکار و تکذیب جسقدر اللہ کی نعمتیں دینی و دنیاوی رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر زیادہ ہوتی تہیں اوتنا ہی انکا مرض نفاق زیادہ ہوتا جاتا تہا یا یہ جملہ بد دعا ہے اوپر انکے کہ تم اسی طرح کے شک و حسرت و نفاق میں پڑے رہو ابن زید نے کہا مراد مرض دین سے ہے مرض بدن نہیں عکرمہ و طاؤس نے کہا مراد اس مرض سے ریا ہے کیسنی نے کہا یہ مرض شک کرنا تہا اسلام میں اللہ تعالی نے فرمایا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ یعنی شر پر شر ضلالت پر ضلالت بڑہتی جاتی ہے گویا یہ جزا جنس عمل سے ہے کہ جیسا کیا ویسا ہی پایا اور اسکے مقابلے میں یہ آیت ہے وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ موضح قرآن میں فرمایا ہے ایک آزار یہ تہا کہ جس دین کو دل نہ چاہتا تہا ناچار قبول کرنا پڑا دوسرا آزار اللہ نے یہ زیادہ دیا کہ حکم جہاد کا کیا جنکے خیر خواہ تہے اون سے لڑنا پڑا انتہے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ اور انکو دکہ کی مار ہے اسپر کہ جہوٹ کہتے تہے ابن عباس نے کہا قرآن میں جہان کہیں لفظ الیم کا آیا ہے مراد اس سے موجع ہے یعنی عذاب بدردناک جسکا دکہ دل کے اندر جا گہتا ہے جہوٹ یہ ہوتا ہے کہ کسی چیز کا حال خلاف اسکی ماہیت کے ظاہر کریں یہ حرام ہے کیونکہ اسپر عذاب کا استحقاق بیان کیا ہے انکا جہوٹ یہ تہا کہ مومن نہ تہے مگر آپ کو مومن کہتے تہے ابو السعود نے کہا یہ تبدیل تحریف کیا کرتے تہے انتہے **ف** رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اگرچہ بعض منافقین کو جانتے پہچانتے تہے مگر انکو قتل نہ کیا اس لیے کہ عرب یہ بات نہ کہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں کیونکہ اون کا قتل کرنا تو کفر پر ہوتا مگر یہ گنوار ظاہر میں انکو مسلمان سمجہتے تہے وہ اس حکمت کو کاہے کو سمجہتے مفت میں بدنام کرتے یہ ویسی بات ہے کہ باوجود معلوم ہونے سوء اعتقاد مؤلفۃ القلوب کے انکو دیتے لیتے رہتے تہے لیکے سوا اور بہی جواب ہیں جنکا ذکر ابن کثیر نے کیا ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي

[illegible]

الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ○ جب کہا جاتا ہے انکو
کہ فساد نہ ڈالو ملک مین تو کہتے ہین کہ ہمارا کام تو سنوارنے کا ہے سن رکھو وہی ہین بگاڑنے والے پر نہین سمجھتے ایک جماعت
صحابہ نے کہا مراد فساد سے اس جگہہ کفر و گناہ کرنا ہے جس نے زمین مین اللہ کی نافرمانی کی یا حکم کسی معصیت کا دیا
تو اس نے زمین مین فساد ڈالا کیونکہ درستی ملک کی صلاح زمین و آسمان کی طاعت سے ہے سلمان نے کہا ابہی اس آیت والے
لوگ نہین آئے ابن جریر نے کہا مطلب یہ ہے کہ اس صفت والے فسادی ان لوگون سے جو بزمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
تہین تہے کہین بڑہے ہوئے ہین یہ مطلب نہین ہے کہ اس وصف کا کوئی آدمی اُسوقت مین موجود نہ تہا پہر کہا کہ بڑے مفسد
زمین مین یہی اہل نفاق ہین خدا کا گناہ کرتے ہین فرائض بجا نہین لاتے دین مین شک کرتے ہین مومنون کے دعوے
کو جھٹلاتے ہین اہل تکذیب کے مددگار رہتے ہین اُسپر انکو یہ خیال ہے کہ وہ ملک و حال کی اصلاح کرتے ہین ایک فساد ملک کا
یہ ہے کہ ایمان والے کفار کے یار دوست ہو جاوین قال تعالیٰ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ
تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ اللہ پاک نے اس آیت شریف مین رشتہ دوستی کا مومن و کافر سے کاٹ دیا دوسری
جگہہ فرمایا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اس مین صریح نہی ہے
اس بات کی کہ مسلمان کسی کافر سے دوستی یاری کرے نہی کا فائدہ تحریم ہوتا ہے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کسی کافر
کا دوست ہے دل سے انکار اوسکی دوستی کا نہین کرتا ہے وہ مرتکب حرام ہے مسلمان مخلص نہین ہے بلکہ منافق
خالص ہے یہ دوستی زمین مین کوئی فتنہ و فساد کہڑا کرے گی چنانچہ نتیجہ اس دوستی کا آج کل سب اہل تجربہ پر ظاہر
ہے ابن عباس نے کہا کہ جب اون سے کہو کہ تم فساد نہ کرو تو یہ کہتے ہین کہ ہم تو درمیان دونو فریق مومنین و اہل
کتاب کی صلح کراتے ہین اللہ نے فرمایا جسکو یہ اصلاح سمجھے ہین وہی تو عین فساد ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا

كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ○ جب
کہا جاتا ہے انکو ایمان مین آؤ جس طرح ایمان مین آئے سب لوگ تو کہتے ہین کیا ہم اوس طرح مسلمان ہون جیسے
مسلمان ہوئے بیوقوف سنتا ہے وہی ہین بیوقوف پر نہین جانتے پہلی آیت مین منافقون کو فساد سے روکا تہا اس
آیت مین انکو حکم ایمان لانیکا فرمایا مراد لوگون سے اس جگہہ اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیا مہاجرین
کیا انصار یا عبداللہ بن سلام اور انکے یار **ف** اس آیت سے معلوم ہوا کہ توبہ زندیق کی قبول ہوتی ہے زبان سے اقرار
کرنا بہی ایمان ہوتا ہے مطلب یہ کہ جیسے سب لوگ اللہ و ملائکہ و کتب و رسل و بعث بعد الموت و جنت و نار پر
یقین لائے ہین اسیطرح تم بہی یقین لاؤ وہ اسکے جواب مین کہتے ہین کیا ہم ان اصحاب کی طرح یقین لائین یہ تو احمق

ف اور جو لوگ کافر ہین وہ ایک دوسرے کے رفیق ہین اگر تم یون نہ کرو گے تو ہوگی [illegible] ملک مین اور بڑی خرابی

ف اے ایمان والو مت پکڑو کافرون کو رفیق مسلمان چہوڑ کر

ہیں سفہ لغت میں جاہل ضعیف رائے کو کہتے ہیں جو نفع نقصان اچھی طرح نہیں پہچانتا چنانچہ اسی لیے اللہ تعالی نے عورتوں اور بچوں کو سفہا فرمایا ہے وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا عامہ علماء نے سفہا کی تفسیر یہی کی ہے کہ مراد اس جگہہ نسا وصبیان ہیں اللہ تعالی نے جواب دیا کہ وہ خود ہی تو احمق ہیں اس سے زیادہ اور کیا انکی حماقت ہوگی کہ وہ ایسی ضلالت وجہل ہی کو نہیں جانتے ہیں اس سے بڑھکر اور کون اندھا اور ہدایت سے دور تر ہوگا وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ○ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ○ جب ملاقات کرتے ہیں مسلمانوں سے کہتے ہیں ہم مسلمان ہوئے اور جب اکیلے جاتے ہیں پاس اپنے شیطانوں کے کہتے ہیں ہم ساتھ میں تمہارے ہیں ہم تو ہنسی کرتے ہیں اللہ ہنسی کرتا ہے اون سے اور بڑھاتا ہے انکو انکی شرارت میں بہکے ہوئے مراد شیاطین سے اس جگہہ انکے سردار اور بڑے رئیس گروہ یہود ومشرکین کے ہیں وہ علماء یہود اور رؤسائے کفر کے پاس جاکر اپنا اتحاد دلی ظاہر کرتے تھے کہتے ہم تم ایک ہیں ہم تو ان مسلمانوں کو ستاتے ہیں ان سے دل لگی کرتے ہیں ہم کچھ سچ مچ ایمان نہیں لائے اللہ نے جواب ترکی بترکی دیا کہ تم کیا اون سے ہنسی کروگے اللہ خود تم سے ہنسی کرتا ہے تمہاری گمراہی بڑھتی جاتی ہے اوس ہنسی کا نتیجہ تمکو قیامت کے دن معلوم ہوجاویگا قال اللہ تعالی يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ دوسری جگہہ فرمایا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا الآية اس قسم کی آیتیں گویا اللہ تعالی کی استہزاء ومکر وخدیعت وسخریہ ہیں جو ساتھ منافقین ومشرکین کے اوروں نے کہا ہے بلکہ استہزاء خدا کا اون سے یہ ہے کہ اونکو ملامت کی اور جھڑکی دی ہے اونکو کفر وعصیان پر کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ ہم اس استہزاء کی سزا جزا دینگے اول ظلم تھا دوسرا عدل ہے کسی نے کہا جس طرح وہ اپنے شیطانوں سے ملکر یہ بات کہتے ہیں کہ ہم تکذیب رسول اللہ میں تمہارے ہمراہ ہیں اسیطرح اللہ نے دنیا میں انکے مال وخون کو محفوظ رکھا آخرت میں اونپر عذاب ونکال ہوگا تو یہی اللہ کا استہزاء ہے انکے ساتھ ابن جریر نے اسی قول کو قوت دی ہے اسلیے کہ ہونا مکر وخدع وسخریہ کا بطور لعب وعبث کے خدا سے منتفی ہے مگر بطریق مقابلہ وانتقام کے براہ عدل ومجازات کچھ منع نہیں ہے بعض نے کہا جب لوگ کوئی گناہ کرتے ہیں تو اللہ ایک نئی نعمت انکو دیتا ہے وہ نعمت درحقیقت نقمت ہے رحمت نہیں جیسے قال اللہ تعالی فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا

اور مت پکڑا دو بیعقلوں کو اپنے مال جو بنائے اللہ نے تمہاری گزران ۱۲

جس دن کہیں گے دغاباز مرد اور عورتیں ایمان والوں کو ہماری راہ دیکھو ہم بھی سلگا لیں تمہاری روشنی سے کہے کسی نے کہا لوٹ جاؤ پیچھے اور ڈھونڈو روشنی پھر کھڑی کر دی ان کے بیچ میں ایک دیوار جسکو ایک دروازہ ہے

[illegible]

ھُمْ مُّبْلِسُوْنَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ایک جماعت صحابہؓ نے کہا ہے مراد مد
سے مہلت دینا ہے مہلت انکی لیے ہلاکت ہے قال تعالی اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّھُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ
نُسَارِعُ لَھُمْ فِي الْخَيْرٰتِ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ وقال تعالی سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِيْ
لَھُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ابن جریر نے کہا ٹھیک بات یہ ہے کہ ہم اونکو مہلت دیکے انکی سرکشی و تمرد کو بڑہاتے
ہیں جسطرح فرمایا ہے وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَھُمْ وَاَبْصَارَھُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُھُمْ فِيْ
طُغْيَانِھِمْ يَعْمَھُوْنَ طغیان یہ ہو کہ کسی کام میں حد سی تجاوز کرے جسطرح کہا ہے اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ
فِي الْجَارِيَةِ ابن عباس وغیرہ صحابہ نے کہا ہے مراد طغیان سی اس جگہہ کفر ہے ابن زید نے کہا ہو مراد ضلالت ہو بعض
نے کہا ہے آنکھہ کی کوری کو عمی کہتے ہیں دل کی کوری کو عمہ بولتے ہیں کبھی بجائے عمہ عمی بھی استعمال
میں آجاتا ہی جیسے فَاِنَّھَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ مطلب یہ کہ دل کے اندہے ہیں
اونکے ہیے کی پھوٹ گئی ہیں یہانتک کہ وہ اپنا نقصان تک نہیں پہچانتے اپنی چالاکی کو عقل سمجھ رکہا ہے

وہ ساری عقل ایک دن اونکو جہنم کی سیر کراویگی اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ
تِّجَارَتُھُمْ وَمَا كَانُوْا مُھْتَدِيْنَ۝ یہ لوگ وہی ہیں جنہوں نے خرید کی راہ کے بدلے گمراہی سو نفع نہ لائی انکی
سوداگری اور نہ راہ پائی اونہوں نے ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے کہ مطلب اسکا یہ ہے کہ گمراہی لی ہدایت چھوڑ دی
ابن عباس نے کہا ایمان دیکر کفر مول لیا مجاہد نے کہا ایمان لاکر کافر ہوئے قتادہ نے کہا اونہوں نے گمراہی کو ہدایت پر دوست
رکہا جیسے جسطرح خدا نے فرمایا ہے وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَھَدَيْنٰھُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى پھر قتادہ نے کہا واللہ تم نے
انکو دیکہا ہے کہ وہ راہ سے نکلکر گمراہ ہو گئے ہیں جماعت سے باہر آکر فرقت کیطرف چل گئے ہیں امن چھوڑ کر خوف میں
جا پڑے ہیں سنت سی علیحدہ ہو کر بدعت پر اڑ گئے ہیں اصل پونجی پر جو آمد زیادہ ہو اوسکو بیج کہتے ہیں سوداگر کو کام
کاج کو تجارت بولتے ہیں سو انکو اس تجارت میں ٹوٹا ہے نہ نفع کیونکہ راس المال ایمان کو برباد کرکے ضلالت کو معتقد
ہوئے ہدایت سی بہک گئی ہیں ۵ ہوتی شب کو داد و ستد کچھ بحث ہو کر لوسے کے لیئے یہ ہم جو اڑے ہیں تو لیون سے

تمہی سب جان دی جس اور لینے کے دینے پڑے مَثَلُھُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَھَبَ

اللّٰهُ بِنُوْرِھِمْ وَتَرَكَھُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ۝ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَھُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ۝ انکی مثال جیسے ایک شخص نے سلگائی
آگ پھر جب روشن کیا اوسکے گرد کو لے گیا اللہ انکی روشنی اور چھوڑا انکو اندہیروں میں نظر نہیں آتا بہرے ہیں گونگے اندہے
سو وہ نہیں پھرینگے یعنی آپ نے یعنی صلے اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کو روشن کیا خلق نے اسمیں راہ پائی منافق اسوقت

اندہی ہوگئے آنکھہ کی روشنی ہو تو مستعمل کیا کام آوے بات سنا چاہے تو کسی کو پکارے یا کسی کی بات سنے بہری ہو کر لگا رہے وہ گونگے
راہ پر آوین منافقون کو عقل کی آنکھہ ہے کہ آپ سچی راہ سیدھی طرف جو ہے کہ وہ ہاتھہ پکڑے حق بات پر کان رکہین نہیں پایا
جسنے موقع نہیں ہے کہ پہر آوے اس مثال میں دلیل ہے اس بات پر کہ یہ لوگ ایمان لا کر کافر ہوگئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے کہا ہے
ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ [illegible] یہ صحیح ہے اسلیے کہ پہلے
ایمان لاکر نور کمایا تہا پہر منافق بنکر اس نور کو کہو دیا [illegible] پڑ گئے [illegible]
ابن جریر کا یہ خیال کہ وہ کبھی بہی ایمان نہ لائے تہے اس دلیل سے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ
بِمُؤْمِنِينَ ٹہیک بات نہیں ہے اس لیے کہ اس آیت میں خبر دی ہے وہ انکے نفاق و کفر کا حال ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ
پہلے اس سے کبھی انکو ایمان حاصل ہوا ہو بلکہ وہ ایمان لائے لیکن پہر اونکے دلون پر مہر لگا دیگئی ابن جریر کو آیت ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا شاید یاد نہ ہوگی ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئے تو کچہہ لوگ مسلمان ہوگئے پہر
پیچہے سے منافق بن گئے سو انکی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک شخص اندہیرے میں تہا اسنے آگ سلگائی آگ کی روشنی میں جو کچہہ ایذی
وادی تہا وہ سوجہنے لگا اور جس چیز سے بچنے کی تہی پہچان لی ناگہان وہ آگ بجہہ گئی اب کچہہ نہیں سوجہتا کہ کس چیز سے بچے
کس سے بچے یہی حال منافق کا ہے کہ وہ ظلمت شرک میں پڑا تہا اسلام لایا حرام حلال خیر شر پہچانا اتنے میں پہر
کافر ہوگیا اب کچہہ بہی نہیں پہچانتا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مراد نور سے اونکا ایمان ہے جس کی بات
چیت کرتے تہے مراد ظلمت سے اون کی ضلالت و کفر ہے جس میں وہ پہنس گئے یہ ایک قوم تہی ہدایت پر پہر وہ ہدایت
اون سے لے لی گئی عطا خراسانی نے کہا یہ آیت شریف مثال ہے منافق کی کہ احیاناً دیکہتا پہچانتا ہے پہر اسکا
دل اندہا ہوجاتا ہے ابن زید نے کہا یہ صفت ہے منافقون کی کہ وہ پہلے تو ایمان لائے ایمان اونکے دل میں چمکا جس
طرح آگ وسطی سلگانے والے کے روشن ہوجاتی ہے پہر کافر ہوگئے اللہ اونکے ایمان کی روشنی لے گیا جس طرح
کہ وہ آگ بجہہ گئی اب اندہیرے میں پڑے ہیں کچہہ سوجہائی نہیں دیتا ابو العالیہ نے کہا منافق جب کلمہ اخلاص
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو چمک اوٹہتا ہے پہر جب اس میں شک کیا تو اندہیرے میں جا گرا قتادہ نے کہا یہ لوگ یعنی
منافق دنیا میں کلمہ پڑہکر کہاتے پیتے نکاح کرتے خون و مال بچاتے ہیں جب مرینگے تو اللہ تعالیٰ انکو اندہیرے
میں اندہون کی طرح چہوڑ دیگا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ظلمات سے مراد عذاب ہے بعد مرنے کے قتادہ نے
کہا ہے تو وقت اون سے ایمان لے لیا جاتا ہے اسلیے کہ کچہہ اصل اوسکی انکے دلمین نہ تہی نہ وہ عمل انکا کچہہ حقیقت رکہتا
تہا بلکہ ایک دہوکے کی ٹٹی تہی اسقدر کے اندہیرے میں پڑے رہو وہ ایسے اندہے بہرے گونگے ہیں کہ کبہی طرف

[illegible]

ہدایت کی یہ ہرگز نہ اسلام قبول کرینگے نہ ایسے نفاق وضلالت سے تائب ہونگے یہ آگ باطل کی آگ ہے اسکا چمکنا اسلیے فرمایا
کہ ہر باطل کی چمک ایک لحظہ بڑی دہوم دہام سے ہوجاتی ہے پہر آخر کو مٹ جاتی ہے عرب کی مثل ہے للباطل صولۃ
ثم تضمحل علماء بلاغت نے کہا ہے کہ ضرب مثل کا رتبہ وسطی پردہ کشائی اور اظہار امر خفی کے بہت بڑا ہے اللہ
تعالی نے قرآن مجید میں جابجا مثالیں کہاوتیں ذکر فرمائی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اکثر وعظ ونصیحت و
گفتگو میں مثال وکہاوت بیان فرمایا کرتے ہے ابن جریر نے کہا ایک جماعت کی مثال ایک شخص سے بہی ہوسکتی ہے جیسے
آیت رأیتہم ینظرون الیک تدور اعینہم کالذی یغشی علیہ من الموت وقال تعالی مثل الذین حملوا التورٰۃ
ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا ○ ضرب مثل سے قائل کا مطلب سننے والے کے گلے اترتا ہے اوسکے
دل میں اگر کچھ بھی وہ عقل وشعور رکہتا ہے تو اثر کامل بخشتا ہے ورنہ اندھے کے آگے رونا اپنی آنکھیں کہونا ہوتا ہے
مثل ہر زمان میں نیا رنگ رکھتی ہے عربی فارسی اردو سب لغتوں میں مستعمل ہوتی ہے علماء ادب نے اس باب میں مستقل
کتابیں لکھی ہیں جیسے امثال میدانی وخزینۃ الامثال وغیرہا

اوکصیب من السماء فیہ ظلمت ورعد وبرق ج
یجعلون اصابعہم فی اذانہم من الصواعق حذر الموت ط واللہ محیط بالکفرین ○ یکاد البرق
یخطف ابصارہم ط کلما اضاء لہم مشوا فیہ ق واذا اظلم علیہم قاموا ط ولو شاء اللہ لذہب
بسمعہم وابصارہم ط ان اللہ علی کل شیء قدیر ع

ع ۲ ۳

یا جیسے مینہ پڑتا آسمان سے اسمیں ہیں اندہیرے اور گرج
اور بجلی ڈالتے انگلیاں اپنے کانوں میں مارے کڑک کے اور اللہ گہیر رہا ہے منکروں کو قریب ہے کہ اوچک لے بجلی انکی انکہیں
جب بار چمکتی ہے اس پر چلتے ہیں اوس میں اور جب اندہیرا ہوا کہڑے رہے اور اگر چاہے اللہ لیجاوے انکے کان اور انکہیں بیشک
اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنے دین اسلام میں آخر کو سب نعمت ہی نعمت ہے گو اول اوسمیں کچھ محنت اور زحمت ہو جیسے مینہ کہ اوسکی
شروع میں اول کڑک اور چمک ہوتی ہے پہر آخر اوس سے آبادی ہے سو جو لوگ منافق ہیں وہ اول کی سختی سے ڈر جاتے ہیں انکو
آفت سی آتی ہے جیسے بجلی میں کبھی اجالا کبھی اندہیرا ہوتا ہے اسی طرح منافق کے دل میں کبھی اقرار کبھی انکار ہوتا
ہے **ف** اللہ پاک نے شروع سورت سے یہاں تک تین لوگوں کا حال ذکر فرمایا ایک مومن کا دوسرے کافر کا جنکے دلپر مہر
ہے یعنی انکی قسمت میں ایمان نہیں لکھا ہے تیسرے منافق کا جو دیکھنے میں مسلمان ہیں اور دل انکا ایکطرف نہیں ہے
ابن کثیر نے کہا یہ ایک دوسری مثال ہے جو اللہ نے منافقوں کے لیے بیان فرمائی یہ وہ قوم ہے کہ کبھی تو اظہار حق کرتی
ہے کبھی شک ظاہر کرتی انکے دل ہمیشہ شک کفر وتردد میں رہتے ہیں مثل مینہ کے ظلمات سے مراد شک وکفر ونفاق ہے رعد سے
مراد خوف ہے منافقوں کو ہمیشہ وحشت اور گہبراہٹ رہتی ہے کما قال تعالی یحسبون کل صیحۃ علیہم وقال

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ برق سے مراد ایمان کی چمک ہے جو گاہ گاہ اُن منافقوں کے دل میں ہوتی ہے اسی لیے فرمایا کہ وہ کڑک کے ڈر سے کان میں انگلیاں دے لیتے ہیں لیکن کیا فائدہ کہ اللہ تو انکو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے وہ اُسکی قدرت و مشیت و ارادے سے نکلکر کہاں بہاگ سکتے ہیں قال تعالیٰ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ظلمات اسلیے کہا کہ ایک تاریکی رات کی ہوتی ہے دوسری بادل کی تیسری مینہ کی رعد نام ہے ایک فرشتہ کا جو بادل کو ڈانٹتا ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں یہود نے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا تہا رعد کیا چیز ہے فرمایا ایک فرشتہ ہے اوسکے ہاتھ میں آگ کے کوڑے ہیں جن سے وہ بادل کو ہانکتا ہے جدہر اللہ چاہے کہا یہ آواز کیا ہے فرمایا ڈانٹ ہے بادل کو کہ جہاں کا حکم ہے وہاں جاوے کہا سچ ہے الحدیث اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اسکی سند میں اگرچہ کچھہ گفتگو ہے لیکن اکثر علما اسی طرف گئے ہیں فلاسفہ جہلہ متکلمین کا یہ قول کہ آواز رعد کی اجرام ابر کی گڑگڑاہٹ ہے یا بانی زمین کے بخارات ہیں یہ بجلی صدمہ بخارات سے نکلتی ہے بالکل بے اصل بات ہے ابن عباس نے کہا رعد نام ہے ایک فرشتہ کا جو ابر کو ہانکتا ہے بجلی چمک ہے اوسکے کوڑے کی یہ کوڑا نور کا ہے اس سے بادل کو ٹہکتا ہے اکثر صحابہ و جمہور علمائے شریعت یہی کہتے ہیں کہ برق ایک مخراق ہے ہاتھ میں فرشتے کے یعنے پہاڑنے والا کوڑا جب وہ یہ چابک کسی ابر کو مارتا ہے تو وہ ابر جہاں کا حکم ہوتا ہے وہاں وہاں متفرق ہو جاتا یا برستا ہے صاعقہ ایک ٹکڑا ہے آگ کا جو مخراق ملک سے وقت شدت غضب و ضرب کے جدا ہو کر گرتا ہے کسی نے کہا یہ آگ فرشتے کے مونہہ سے نکلتی ہے کسی نے کہا نہیں بلکہ آواز رعد کے آسمان سے اوترتی ہے ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب آواز رعد و صاعقے کی سنتے تہے تو یوں کہتے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے حدیث غریب کہا ہے غریب ایک قسم ہے حدیث صحیح کی ابن عباس نے کہا لکھا ہے کہ محکم قرآن ساری عیب منافقوں کے بتا دے جب انکو کچھ عزت اسلام سے ملتی ہے تو مطمئن ہو جاتے ہیں جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کافر ہونے پر طیار ہوتے ہیں کقولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ مینے ایک جوان عیسائی کو دیکھا کہ مسلمان ہو کر قرآن پڑہنا شروع کیا کئی ماہ تک یہی دہندا رکہا اس امید پر کہ ریاست میں کوئی نوکری معقول تنخواہ کی ملجاوے گی اتفاقاً نہ ملی مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا یہی حال اکثر نو مسلموں کا دیکہا سنا جاتا ہے کہ دنیا کے لیے اسلام قبول کرتے ہیں جب تکلیف رزق کی ہونے لگتی ہے تو اسلام چھوڑ کر پہر کفر اختیار کر لیتے ہیں اخلاص اسوقت میں عنقا و کیمیا ہو گیا ہے پرانے اہل اسلام میں بہی باقی نہ رہا نئے ایمان

اور قسمیں کہاتے ہیں اللہ
کی کہ وہ بیشک تم میں
ہیں اور وہ تم میں
نہیں اور لیکن وہ لوگ
ڈرتے ہیں اگر پاویں
کہیں بچاؤ یا کوئی
گھوہیں یا سر گھسنے
کو جگہ تو الٹے
بہاگیں اسطرف
رسیان تڑاتے
کوئی نہیں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ان کا کیا ذکر ہے ابن عباس نے کہا ہے مطلب آیت کا یہ ہے کہ وہ حق کو پہچانتے اور کہتے ہیں آگے بات میں استقامت
ہے مگر جب طرف کفر کی جھکتے ہیں تو متحیر ہو کر رہ جاتے ہیں یہی قول اکثر صحابہ کا ہے ابن کثیر نے کہا اصح و اظہر یہی
ہے اسی طرح انکا حال دن قیامت کے بھی ہوگا کہ جب کرن کو مطابق انکے ایمان کے نور دیا جاویگا کسی کو کسی
مثل کسیکو کم کسی کو زیادہ پھر کسیکا نور کبھی بجھنے لگے گا پھر چمکے گا پھر ایک بار صراط پر چلیگا پھر ٹھہر جاویگا کسی کا
نور بالکل بجھ جاویگا وہ خالص منافق ہونگے جنکے حق میں فرمایا ہے یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ الی قولہ
فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا اور مومنین کے حق میں یوں فرمایا ہے یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ
وَبِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ الآیۃ وقال تعالیٰ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ
عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ **ف** اس کہنے سے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے عموم قدرت الٰہی کا ثابت ہوا بلا کسی استثناء
کے کوئی بھی چیز کیسی ہی مشکل کیوں ہو اللہ سب پر قادر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حادث وقت اپنے حدوث کے ممکن
وقت اپنے بعد کے داخل مقدورات ہیں معتزلہ کا یہ خیال کہ استطاعت فعل کے پہلے ہوتی ہے کچھ ٹھیک بات نہیں ہے
اسجگہہ ذکر قدرت کا واسطے ڈرانے منافقین کے فرمایا ہے تاکہ اسکی سطوت و باس سے ڈر کر ترک نفاق کریں یہ
بات سمجھ لیں کہ اگر اللہ انکو اندھا بہرا کر دیگا تو کیا کرینگے اسلئے کہ ہر چیز اوسکے احاطے میں ہے وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا
ہے یہ نفاق اونکا سامنے قادر محیط کے کسی طرح نہیں چل سکے گا غرضکہ یہ مثال اللہ نے واسطے منافقون کے
بیان کی ہے سو منافق دو طرح کے ہوتے ہیں ایک اعتقادی کہ ظاہر میں مسلمان باطن میں کافر و شیطان دوسرے عملی
جنکے حق میں یوں فرمایا ہے کہ تین چیزیں ہیں جس کسی میں وہ ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ایک ہی
چیز ہو تو اس میں ایک ہی خصلت نفاق کی ہے جب تک کہ اوس خصلت کو چھوڑ نہ دے حدیث کہے تو جھوٹ کہے جب
وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اوسکے پاس امانت رکھیں تو خیانت کرے رَوَاهُ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا دوسری
روایت میں چوتھی چیز یہ آئی ہے کہ جب جھگڑے تو گالی بکے تیسری روایت میں پانچویں چیز یہ آئی ہے کہ جب عہد کرے
تو توڑ ڈالے اس سے معلوم ہوا کہ انسان میں کبھی ایک شعبہ ایمان کا دوسرا شعبہ نفاق کا ہوتا ہے خواہ عملی جس
طرح حدیث میں آیا ہے یا اعتقادی جسطرح آیت شریف سے ثابت ہوا اکثر سلف و بعض علماء کا یہی قول ہے یہ
ویسی بات ہے کہ قرآن میں فرمایا ہے وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ معلوم ہوا کہ اکثر شرک باطنی ساتھ ایمان
ظاہری کے جمع ہو جاتا ہے گو فائدہ نکرے سو جسطرح شرک ایمان کو تباہ کر دیتا ہے اسیطرح نفاق اخلاص کو جڑ سے اکھیڑ

[illegible]

پھینکدیتا ہے کفر ونفاق کا ساتھہ شک وہن وگریبان کے ہے اللہم احفظنا ابن کثیر نے کہا ہے یہانتک اللہ نے کئی قسم کے آدمیوں کا ذکر فرمایا ہے ایک خالص مومنین انکا وصف چار آیتوں میں اوپر گذر چکا ہے دوسرے خالص کفار ان کا ذکر دو آیتوں میں ہو چکا ہے تیسرے خالص منافق وہ دو قسم ہیں ایک وہ جسکے لیے آگ سلگانے کی مثال دی گئی ہے دوسرے وہ جو متردد ہیں کبھی ایمان ظاہر کرتے ہیں کبھی ایمان چھپاتے ہیں انکی مثال مینہ سے دی گئی ہے یہ پہلی قسم سے کسی قدر ہلکے ہیں یہ مقام بعض وجوہ سے مشابہ اس ضرب المثل کے ہے جسکا ذکر سورۂ نور میں آیا ہے مومن کی مثال وہاں چراغ و فانوس سے دی ہے بطور یہ مثال مذکور کی اور اسی جگہہ مفصل آویگی ابن کثیر نے کہا ہے کہ بعد اسکے اللہ نے مثال ان کفار کی بیان کی ہے جنکو یہ خیال ہے کہ وہ کچھہ ہیں کہتے ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی چیز نہیں ہیں بلکہ اصحاب جہل مرکب ہیں کما قال تعالے وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا الآیۃ پھر مثال ان کفار کی بیان کی ہے جو اصحاب جہل بسیط ہیں انکے حق میں یہ فرمایا ہے أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ پس کفار کو دو قسم ٹھیرایا ہے ایک داعیہ دوسرا مقلد جیسا کہ ذکر ان دونو کا اول سورہ حج میں یوں آیا وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ وقال وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ اسیطرح اللہ نے تقسیم مومنین کی اول سورۂ واقعہ و آخر سورۂ مذکورہ اور سورۂ انسان میں دو طرح پر کی ہے ایک سابقین جو مقربین کہلاتے ہیں دوسرے اصحاب یمین جنکو ابرار کہتے ہیں سو مجموع ان آیات سے یہ خلاصہ نکلا کہ مومنین دو قسم ہیں مقربین و ابرار اسیطرح کفار دو قسم ہیں داعی و مقلدین اسیطرح منافق دو طرح پر ہیں ایک منافق خالص دوسرے وہ جس میں کوئی شعبہ نفاق کا ہے جسطرح حدیث سابق ابن عمرو میں گذر چکا ابو سعید مرفوعا کہتے ہیں کہ دل چار طرح کے ہوتے ہیں ایک اجرد اسمیں چراغ سا جلتا ہے اجرد کہتے ہیں برہنہ کو دوسرا اغلف جسکو غلاف میں باندہ دیا ہے تیسرا منکوس یعنی اوندہا چوتہا مصفح سو اجرد مومن کا دل ہے اسکا چراغ وہی اسکا نور ایمان ہے اغلف کافر کا دل منکوس منافق خالص کا دل ہے کہ حق کو پہچان کر منکر ہو گیا ہے مصفح وہ دل ہے جس میں ایمان و نفاق ہے ایمان کی مثال اسکے اندر ایسی ہے جیسے ساگ جسکو پاک پانی بڑہاتا ہے نفاق کی مثل اسکے اندر ایسی ہے جیسے پہوڑا کہ پیپ لہو اسکو بڑہاتا ہے سو جونسا مادہ دوسرے مادہ سے بڑھ گیا وہی اسپر غالب ہوا اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے ابن کثیر نے کہا اسناد جید حسن ہے ابن جریر وغیرہ مفسرین کہتے ہیں کہ یہ دونو مثالیں آیت شریف کی ایک ہی قسم کے منافقوں کے لیے ہیں ابن کثیر نے کہا

[illegible]

یہ باعتبار جنس منافقین کے ہے کیونکہ کئی قسم اور ہیں جنکے احوال و صفات کا ذکر اللہ نے سورۂ براءت میں کیا ہے اونکے اقوال و افعال کا پتا پایا جاتا ہے سوا ان دونوں مثالوں کو دو قسم کے منافقین کے واسطے ٹھیرانا زیادہ تر مطابق ہے اونکے احوال و صفات سے واللہ اعلم جس طرح دو مثالیں دو قسم کے کافروں کی سورۂ نور میں ذکر کی ہیں ایک دعاۃ دوسرے مقلدین پہلے قسم کے حق میں مثال سراب کی دی ہے جسکو پیاسا شخص پانی سمجھتا ہے یہ دعاۃ ہیں دوسری قسم کے حق میں مثال دریا کے تاریک کی فرمائی ہے یہ مقلدین ہیں دعاۃ جہل مرکب میں گرفتار ہیں مقلدین اصحاب جہل بسیط ہیں واللہ اعلم انتہی

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ لا الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ای لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جسنے بنایا تم کو اور تم سے اگلوں کو شاید تم پرہیزگاری پکڑو جسنے بنا دیا تم کو زمین بچھونا اور آسمان چھت اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اس سے میوے کھانا تمہارا سو نہ ٹھیراؤ اللہ کی برابر کسی کو اور تم جانتے ہو **ف** ابن عباس کا یہ قول کہ یٰۤاَيُّهَا النَّاسُ خطاب ہے اہل مکہ کو اور یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خطاب ہے اہل مدینہ کو اکثری ہے نہ کلی کیونکہ سورۂ بقرہ و نسا و حجرات بالاتفاق مدنی ہیں حالانکہ ہر ایک میں ان صورتوں سے یٰۤاَيُّهَا النَّاسُ آیا ہے اور اس جگہہ یہ خطاب سارے مکلفین کے لیے عام ہے ابن عباس نے کہا قرآن میں جہاں کہیں اُعْبُدُوْا آیا ہے اسکے معنے یہی ہیں کہ وَحِّدُوْا یعنے اللہ کی توحید کرو و شرک سے بچو توحید ادا کرنیکا ذکر اس جگہہ اسلیے کیا ہے کہ ساری کافر اللہ کے خالق ہونے کا اقرار رکھتے ہیں وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ اسلیے اوسی بات کی بابت اوپر کہی جسکے وہ معترف تھے تاکہ انکار نکر سکیں ابن کثیر کہتے ہیں اس آیت شریف میں اللہ نے اسی توحید الوہیت کو بیان فرمایا ہے کہ اس انعام کو تو دیکھو کہ ہمنے تم کو معدوم سے موجود کیا طرح طرح کے کھلی چھپی نعمتیں دیں زمین کو پہاڑوں سے مضبوط کرکے تمہاری چلنے پھرنے کو ایک فراش بنا دیا آسمان کو چھت کر دیا کما قال تعالیٰ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ فتح البیان میں ہے اگر کوئی آدمی اس جہان میں غور کرے تو اوسکو مانند ایک آباد گھر کے پاویگا جس میں ہر حاجت کی چیز موجود ہے آسمان کو دیکھو چھت کیطرح بلند ہے زمین کو دیکھو فرش کیطرح بچھی ہوئی ہے تاروں کو دیکھو چراغوں کیطرح روشن ہیں انسان کو دیکھو جیسے گھر کا کوئی مالک ہو پھر اس گھر میں ہر طرح کی روئیدگی ہر طرح کے جانور ہر کام کی چیز موجود و مہیا ہے انسان ہر جنس کی تسخیر میں یہ سب اشیا ہیں وجہ یہ ہے کہ اللہ کا شکر بجا لائے اس نعمت کو معصیت میں نہ برتے **ف**

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند ✤ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری ✤ ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار ✤ شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری ✤ ابن کثیر

نے کہا ہے کہ مراد آسمان سے اس جگہہ بادل ہے یعنی اللہ نے حاجت کے وقت بادل سے مینہ برسایا اس مینہ سے طرح طرح کی کھیتی اور پھل نکالے یہ مضمون بہت جگہہ قرآن پاک میں آیا ہے بہت مشابہ اس آیت سے وہ آیت ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ط مطلب یہ ٹھیرا کہ جب خالق رازق مالک اس گھر کا وہی اکیلا اللہ ہوا جس نے سب کچھ بنایا ہے تو اسی اکیلے وحدہ لا شریک کی عبادت چاہیے نہ کسی اور کی پھر کسی غیر کو اسکی عبادت میں شریک نہ کرو صحیحین میں ابن مسعود سے آیا ہے اونہوں نے کہا اے رسول خدا کے کونسا گناہ نزدیک اللہ کے بہت بڑا ہے فرمایا یہ گناہ کہ تو کسی کو برابر اوسکے ٹھیرا دے حالانکہ اوس نے تجکو بنایا ہے الحدیث اسی طرح معاذ بن جبل سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے کہا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے پھر کہا حق یہ ہے کہ اسکی عبادت کریں کسی چیز کو اسکا شریک نہ ٹھیرا دیں الحدیث تیسری حدیث میں یوں آیا ہے کوئی شخص یوں نہ کہا کرے کہ مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ فُلَانٌ بلکہ یوں کہے مَا شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ یعنی کسی کا چاہا کچھ نہیں ہوتا ہے جبتک کہ اللہ نہ چاہے جب پہلے اللہ چاہ لیتا ہے تب ہی پھر کوئی بندہ بھی چاہتا ہے والا فلانہ چاہتا ہے ویسے نہ چاہا اور یہ نہ چاہا اسکا ہوا تمہارا ہوا۔ حدیث طفیل بن سخبرہ میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا کہ کوئی یوں کہے مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ اور فرمایا کہ یوں کہو مَا شَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ رواہ ابن مردویہ اسکو ابن ماجہ نے بھی دوسری طرح پر اسناد اسکے روایت کیا ہے سفیان ثوری کی روایت میں بھی ابن عباس سے یوں آیا ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشِئْتَ کہا تو فرمایا کیا تو نے مجھے برابر خدا تعالی کے ٹھیرایا یوں کہہ مَا شَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ اسکو ابن مردویہ و نسائی و ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے ابن کثیر نے کہا یہ سب بہت صیانت و حمایت ہے جناب توحید کی انتہی فتح البیان میں کہا ہے کہ اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ استعمال کرنا حجت کا ترک کرنا تقلید کا واجب ہے ف ابن عباس نے کہا یہ خطاب کہ اے لوگو تم اپنے رب کو پوجو دونو گروہ کفار و منافقین کو ہے پھر کہا تم جانتے ہو کہ یہ توحید جس کی طرف رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمکو بلاتے ہیں بیشک یہی حق ہے پھر کیوں کسی کو اللہ کے برابر ٹھیراتے ہو جو نہ نفع دے نہ ضرر پہونچا سکے مراد انداد سے شرک ہے یہ شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے جو اندھیری رات میں کسی کالے پتھر پر چلے یہ شرک بندوں کا ساتھ خدا کے یوں ہوتی ہے کہ اسطرح کہے قسم اللہ کی اور تیری جان کی یا یوں کہے کہ اگر یہ کتیا یا بط گھر میں نہوتی تو چور گھسکر چوری کر لیجاتے یا کسی سے یہ کہے کہ اللہ اور تو چاہیگا تو یوں ہوگا یا اگر اللہ و فلان شخص نہوتا تو یوں ہوتا یہ سب کہنا اسکے ساتھ شریک کرنا ہے انتہی اسکی نظیر یہ ہے کہ بعض جاہل حاجتمند کسی پیر یا دولتمند سے تو

٩

کہنے لگتے ہین کہ اور ایسا ہے نیچے ہم ہوا اس کہنے سے مشرک ہوجاتے ہیں سُننے والا اگر منع نہیں کرتا ہے تو وہ بھی مشرک ٹھہر جاتا

ف ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت دلیل ہے توحید باریتعالی پر کہ اوسکی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرنا چاہیے تنہا اوسی کو عبادت لازم ہے بہت سے مفسرین نے اس آیت سے استدلال کیا ہے وجود صانع عالم پر جیسے رازی وغیرہ سو جسطرح اس آیت کو وجود صانع پر دلالت ہے اسیطرح یہ آیت توحید عبادت پر بھی بالطریق اولے دلیل ہے کیونکہ جو کوئی شخص ان موجودات سفلیہ و علویہ اور اختلاف اشکال و الوان و طبائع و منافع مین تامل کرے گا اور دیکھے گا کہ ان منافع کو کس طرح انکی جگہون مین کس عمدہ طریق سے رکھا گیا ہے تو ضرور ہی ان سب کے خالق کی قدرت و حکمت و علم و اتقان و عظمت سلطان کو معلوم کر لیگا جسطرح کسی ایک اعرابی یعنے گنوار آدمی سے کسی نے پوچھا تہا کہ خدا کے ہونے پر کیا دلیل ہے اوسنے جواب دیا سُبْحَانَ اللّٰہِ اِنَّ الْبَعْرَ لَیَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ وَاِنَّ اَثَرَ الْاَقْدَامِ لَیَدُلُّ عَلَی الْمَسِیْرِ فَسَمَاءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَّاَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ وَّبِحَارٌ ذَاتُ اَمْوَاجٍ اَلَا یَدُلُّ ذٰلِکَ عَلٰی وُجُوْدِ اللَّطِیْفِ الْخَبِیْرِ یعنے بڑی تعجب کی بات ہے کہ مینگنی دلالت کرتی ہے اونٹ کی نکلنے پر قدم کا نشان دلالت کرتا ہے چلنے پر یہ آسمان برجون والا یہ زمین دراروالی یہ دریا موج مارنیوالے کیا اللہ تعالی کی ہستی پر دلالت نہیں کرتے ہین رازی نے امام مالک سے حکایت کی ہے کہ رشید نے اونسے پوچھا تہا کہ وجود صانع پر کیا دلیل ہے اونہون نے یہی استدلال کیا ہے کہ زبانون آوازون رنگون کا اختلاف بڑی نشانی ہے ابو حنیفہ رح سے کسی زندیق نے کہا تہا کہ وجود باریتعالی پر کیا دلیل ہے اونہون نے کہا ذرا مجھکو چھوڑ دو میری ایک خبر سنی ہے اوسکی فکر مین ہون مجھسے لوگون نے ذکر کیا ہے کہ دریا مین ایک کشتی طرح طرح کے سامان تجارت سے بھری ہوئی چلی جاتی ہے کوئی اسکا لنگر اٹھانیوالا نہین وہ خود ہی آتی جاتی چلتی پھرتی رہتی ہے بڑی بڑی موجون کو پہاڑ کر جہان جاتی ہے وہان چلی جاتی ہے کوئی اُسکا ہانکنے والا نہیں ہے لوگون نے کہا ایسی بات تو کوئی عاقل بھی نہیں کہیگا یعنے یہ کس طرح ہو سکتا ہے اونہون نے کہا کمبختو بھلا یہ ساری موجودات جسمین عالم علوی و سفلی بھی ہے اور یہ مضبوط و محکم حسن جو اس کائنات مین پائی جاتی ہین کیا بے صانع ہین سب لوگ حیران ہوکر اسلام لائے حق کی طرف پھر آئے اسیطرح کسی نے شافعی سے دلیل کا وجود صانع پر سوال کیا تہا کہا دیکھو یہ شہتوت کے پتے ہین انکا ایک ہی مزہ ہے کیڑا انکو کہاتا ہے تو ابریشم بنتا ہے شہد کی مکھی کہاتی ہے تو شہد نکلتا ہے گاو بکری کہاتی ہے تو مینگنی گوبر ہو جاتا ہے ہرن کہاتا ہے تو مشک نکلتا ہے حالانکہ یہ سب ایک ہی چیز ہے یہی سوال کسینے امام احمد سے بھی کیا تہا کہا یہان ایک مضبوط قلعہ چکنا ہو دیکھئے منفذ کا ہے باہر جیسے سفید چاندی اندر سے جیسے صاف سونا ناگاہ اوس قلعے کی دیوار ٹوٹ گئی اوس میں سے ایک جانور سنتا دیکھتا اچھی شکل ہنس مکھ آواز کا نکلا یعنے انڈے سے بچہ مرغ

[illegible] آسمانون مین [illegible] اور [illegible] طرح [illegible] زمین [illegible]

کا پھیلا ہوا کسی اور شخص نے کہا ہے جو کوئی ان آسمانونکی اونچائی اور کشادگی مین تامل کریگا چھوٹے تارے چلتے ٹھہرے ہوئے دیکھیگا فلک اعظم کا ہر رات دن چکر مارنا اپنی خاص چال پر چلنا جان لیگا ان دریاؤن کو دیکھیگا کہ ہر طرف زمین کو گھیرے ہوئے ہین پہاڑ زمین پر کھڑے ہین کہ زمین اور زمین والے ٹھہرے رہین پھر اختلاف انکی شکل و رنگ کا معلوم کریگا جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اسی طرح ان نالون ندیون مین غور کریگا جو ایک قطرے سے دوسرے قطرے کو بہتے ہین ہر جگہہ نفع کے لیے جاری ہین پھر ان طرح طرح کے جانورون کو جو زمین پر پھیلے ہین اس گھاس پھوس کو جسکی شکل جنکا مزہ جسکی بو جسکی رنگت باوجود ایک ہی طبیعت آب و خاک کے مختلف ہے دیکھیگا تو ضرور یہی سمجھ لیگا کہ یہ سب دلیل ہین وجود قدرت و حکمت صانع پر پھر رحمت عام خلق پر لطف و احسان شامل ساتھ نوع انسان وغیرہ کے بدون کسی صانع کے کیونکر ہو سکتا ہے لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ اس طرح کی آیتین قرآن عظیم مین بہت ہین وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ

مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ ص وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ج أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝ اگر ہو تم شک مین اس کلام سے جو اوتارا ہمنے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس قسم کی اور بلاؤ جن کو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ کرو اور البتہ نکروگے تو بچو آگ سے جسکی چھپٹیان ہین آدمی اور پتھر ف جب بیان توحید کا کر دیا تو اب بیان نبوت کا شروع کیا کافرون سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم کو اس کتاب مین جو ہمنے اپنے بندے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اتاری ہے کچھ شک ہے اور تم اوسکو طرف سے غیر اللہ کے سمجھتے ہو تو تم مثل اسکے بنا لاؤ اور جس سے چاہو اس کام پر مدد لو جنکو تم پوجتے ہو اور معبود ٹھہراتے ہو اونہین سے مدد لو اگر یہ کتاب اللہ جل جلالہ۔ کا کلام نہین تو تم بھی ایسی کتاب اکیلے یا سب ملکر بنا لاؤگے اگر نہین بنا لاؤگے تو پھر انکار تمھارا اس کتاب سے ناحق ہے اسطرح کا دعوی قرآن پاک مین کئی جگہہ آیا ہے منکرین کو طرف معارضہ کتاب کے آواز بلند بلایا ہے سورہ قصص مین فرمایا ہے قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ أَهْدٰى مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ سورہ سبحان مین کہا ہے قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا سورہ ہود مین فرمایا ہے أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ سورہ یونس مین ارشاد کیا ہے وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرٰى

ہین اور [illegible] بدون مین چلے [illegible] جہان دو [illegible] اگر تم [illegible] آدمی اور جن [illegible] [illegible]

[illegible]

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ساری آتیں مکی ہین اور یہی ہین پھر اونکے ساتھ مدینہ میں بھی تحدی کی ہے فرمایا تم کو اگر اس مین کچھ شک ہے تو کوئی سورہ قرآن کی سی بنا لاؤ اسی کو ابن جریر مختری رازی وغیرہ اور ایک جماعت صحابہ و تابعین و محققین نے اختیار کیا ہے اور ترجیح دی ہے حاصل یہ ہے کہ یہ تحدی سب کو کی گئی خواہ متفرق ہوں یا مجتمع امی ہون یا کتابی اگر سارے احاد انہین کو یہ تحدی ہوتی لو اس صورت عموم و شمول نہ ہوتا دس آیت سے لیکر ایک آیت تک نہ کہا کہ بھلا اس مثل اس کے لے تو آؤ یہ تحدی مکے مدینے میں بارہا واقع ہوئی کفار کی دشمنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکا بغض دین سے بے حساب تھا مگر باوجود اس شدت عداوت کے مقابلہ قرآن معارضہ فرقان سے بالکل عاجز نکلے اسی لیے اللہ نے کہا کہ البتہ تم ایسا نہ کر سکو گے یعنے اب نہ آئندہ یہ ایک دوسرا معجزہ ہے کہ قطعی خبر دی کہ یہ بات ہرگز قیامت تک اونسے نہ بنیگی کہ قرآن کا معارضہ کرسکین ابن کثیر کہتے ہین ایسا ہی ہوا کہ اس زمانے سے لیکر ہمارے اس زمانے تک کسی نے معارضہ نہ کیا اور نہ معارضہ ہوسکتا ہے اور کیونکر کوئی معارضہ کرسکے گا حالانکہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو ہر شئے کا خالق ہے بھلا کہیں مخلوق کی بات خالق کی بات کیطرح ہوسکتی ہے جو کوئی قرآن مین غور کرے گا اسکو بہت سی وجوہ اعجاز کے کھلے چھپے لفظا و معنًی ہاتھ لگ سکتی ہین اللہ نے فرمایا ہے الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ معلوم ہوا کہ الفاظ اس کتاب کے محکم ہین معنے مفصل ہین یا بالعکس اسکے عوض کچھ بھی ہو لفظ و معنی دونو صحیح و فصیح ہین کسی کا مقدور نہیں کہ مقابلہ کرسکے مثل اسکے لاسکے پچھلی چھپی باتین جنکی قرآن پاک نے خبر دی ہے کیسے کچھ ٹھیک ٹھیک ہین ہر ہر چیز کا حکم کیا ہر شر سے نہی فرمائی کما قال تعالی وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا یعنے یہ کلمہ اللہ کے اخبار مین صادق احکام مین عادل ہین اس سے معلوم ہوا کہ سارا کلام اللہ کا حق و صدق و عدل و ہدی ہے جس مین نہ کسی طرح کی گت پٹ ہے نہ کسی قسم کا جھوٹ نہ کسی طور کا افترا جسطرح کہ اشعار عرب وغیرہ مین لاف و گزاف ہوتا ہے دروغ بندی کیجاتی ہے اسی لیے حق مین شعر کے یون کہا ہے کہ شیرین تر وہی شعر ہوتا ہے جو دروغ تر ہے ذرا کسی قصیدہ طویلہ کو دیکھو کہ غالب اشعار اسکے وصف نساء یا اسپ یا شراب یا کسی شخص معین کی مدح یا ذکر ناقہ یا جنگ یا کسی اندیشہ درندہ یا کسی شئی مشہود کے بیان مین ہوتے ہین جس سے سوائے قدرت متکلم کے کسی شئے معین خفی یا دقیق یا اظہار واضح کا کچھ فائدہ حاصل نہین ہوتا پھر اس قصیدے یا غزل مین ایک ہی دو شعر عمدہ ہوتے ہین جسکو بیت القصیدہ یا بیت الغزل کہہ سکتے ہین باقی سارا نظام ہذیان و طغیان کے سوا کچھ نہین ہوتا بخلاف قرآن کریم کے کہ اول سے آخر

صح
[illegible]
[illegible]
[illegible]
صح
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تک نہایت درجہ فصاحت غایت رتبہ بلاغت مین واقعہ ہوا ہے اس بات کو وہی شخص خوب جانتا ہے جو کلام عرب کو اجمالا یا تفصیلا سمجھتا ہے تصریف عبارت کو سمجھتا بوجھتا ہے قرآن کے اخبار مین تامل کرو دیکھو کس وجہ با حلاوت مین خواہ مبسوط ہیں یا مختصر پھر خواہ مکرر آئی ہیں یا بے تکرار پھر جو مکرر ہین انکی حلاوت و علو کا کچھ ٹھکانا نہین قصہ مکرر ہے کسی ہی مکرر کرو بار بار پڑھیے سنیے جاذبہ بڑا ہوتا ہے نہ علما اوس سے ملول ہوتے ہیں جی گھبراتا ہے نہ دل وحشت میں آتا ہے وعید و تہدید کو اگر دیکھو تو بڑے بڑے سخت درشت پہاڑ ہل جائین پھر اون دلوں کا کیا ذکر ہے جسکو کچھ فہم و شعور حاصل ہے وعد کو دیکھو تو ایسے کہ جن سے دل کے کان کھل جاوین دار السلام کا شوق پیدا ہو عرش رحمن کی ہمسایگی کا ذوق دوبالا ہو چنانچہ محل ترغیب مین فرمایا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ دوسری جگہہ کہا ہے وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ مقام ترہیب مین ارشاد کیا ہے اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ مقام زجر مین یون کہا ہے فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِهٖ مقام وعظ مین یہ فرمایا ہے اَفَرَاَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِيْنَ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ مَا اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ اسطرح کے انواع فصاحت و بلاغت و حلاوت و طلاوت تجلیات سے بھرا ہوا ہے پھر اون آیات کو دیکھو جو احکام و اوامر و نواہی مین آئے ہین کہ کس طرح ہر شے معروف پر خیر حسن نافع طیب محبوب کا امر کیا ہے کس طرح ہر شے قبیح رذیل دنی سے نہی فرمائی ہے ابن مسعود وغیرہ سلف نے کہا ہے جب تو قرآن مین سنے کہ اللہ تعالی يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فرماتا ہے تو ذرا اپنے کان کہہ کہ یا تو کسی خیر کا حکم ہے یا کسی شر سے نہی فرماتا ہے چنانچہ اسی جگہہ سے یہ ارشاد کیا ہے کہ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ الآیۃ پھر جو آیتین وصف معاد اہوال قیامت وصف جنت و نار بیان نعیم و جحیم و ذکر لذت و عذاب الیم مین آئی ہین وہ اللہ کیطرف فعل خیرات ترک منکرات کو بلاتی ہیں دنیا مین زہد آخرت مین رغبت سکھاتی ہین طریقہ عمدہ اور راہ مستقیم پر ثابت قدم کرتی ہین جس سے شیطان رجیم کو دلوں سے باہر نکالتی ہین اسیلیے صحیحین مین ابو ہریرہ سے مرفوعا آیا ہے کہ ہر نبی کو انبیا مین سے کچھ نشانیان دی گئی ہین جنکے سبب سے لوگ اوپر ایمان لائے تہے مجھکو یہی وحی طرف سے اللہ کے دیگئی ہے مین امید کرتا ہون کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے ہی تابع لوگ ہونگے یہ لفظ مسلم کا ہے مطلب یہ ہوا کہ مین اس معجزہ وحی کے ساتھہ خاص ہون مجھکو یہ قرآن معجز بشر ملا ہے کوئی بشر اسکا معارضہ نہین کرسکتا بخلاف

اور کتب الٰہی کی کہ وہ نزدیک اکثر علما کے معجز نہیں تھے ابن کثیر نے کہا ہے کہ معجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو آپکے صدق پر دلیل ہیں بے گنتی ہیں انکا حصر نہیں ہو سکتا ہے وللہ الحمد بعض متکلمین نے تقریر اعجاز قرآن کی اس طرح پر کی ہے کہ قول اہل سنت و معتزلہ دونوں کو شامل ہو یعنے اگر یہ قرآن فی نفسہ معجز ہے اور کوئی بشر اوس جیسا کلام نہیں لا سکتا ہے اور نہ انکی قوت میں معارضہ اسکا ممکن ہے تو مطلب حاصل ہو گیا اور اگر معارضہ اوسکا ممکن ہے اور باوجود شدت عداوت کی معارضہ نہیں کر سکتے تو یہ عجز انکا دلیل ہے اثبات کی کہ اللہ نے انکو معارضہ کرنے سے باوجود قدرت کے پھیر دیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ تقریر اگرچہ پسندیدہ نہیں ہے اس لیے کہ قرآن فی نفسہ معجز ہے کسی بشر کا یہ مقدور ہی نہیں ہے کہ اسکا معارضہ کر سکے لیکن بطریق تنزل و مجادلہ و منافحہ عن الحق کے یہ تقریر درست ہو سکتی ہے چنانچہ رازی نے بھی اسی طریقے جواب سوال کا سور قصار سے مثل والعصر و سورہ کوثر کے دیا ہے **ف** اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بندہ کہا ہے یہ اضافت واسطے تشریف و تعظیم کے ہے عبد کی لفظ ماخوذ ہے تعبد سے تعبید کہتے ہیں تذلل کو سو داغ علامت کر دیا جسر و ملبد ◆ بہ ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید ◆ اسی لیے اہل تجربہ نے یہ بات کہی ہے کہ بندہ بننا تو مشکل ہے مگر خدا بننا سہل ہے کیونکہ اکثر لوگ غرور و تکبر میں گرفتار ہو جاتے ہیں سو یہ وصف خدا کی کسی کو زیبا نہیں تکبر گویا مدعی خدائی کا ہوتا ہے جس طرح کہ خاکسار مدعی عبدیت کا ہوتا ہے سو جو شخص جتنا غلامی و بندگی میں صاحب صفت و چالاک ہوگا اوتنا ہی نزدیک خدا کے مقبول و مقرب ٹھہریگا جو شخص جتنا شخصیت و خود بینی و خود پرستی میں مبتلا ہوگا اوتنا ہی خدا سے دور رحمت سے مہجور رہیگا **ف** سورت کہتے ہیں ایک ٹکڑے قرآن کو چھوٹی سی چھوٹی سورت وہ ہے جس میں تین آیتیں ہوں ایسی سورت بھی معجز ہے معتزلہ کا یہ کہنا کہ تعلق اعجاز کا ساتھ ساری قرآن کے ہے کچھ ٹھیک بات نہیں ہے بلکہ مثل سورۂ والعصر و سورہ کوثر کے بھی معجز ہے ابن کثیر نے کہا ہے یہ قول اللہ کا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ جو اس جگہہ آیا ہے اور وہ جو سورہ یونس میں بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ فرمایا ہے سو ہر سورت قرآن کو طویل ہو یا قصیر شامل ہے اسلیے کہ نکرہ سیاق شرط میں اوسی طرح نزدیک محققین کے عام ہوتا ہے جس طرح سیاق نفی میں پس اعجاز قرآن کا طوال و قصار دونوں سورتوں میں حاصل ہے میں نہیں جانتا کہ کسی سلف و خلف میں سے اس بات پر نزاع کیا ہو شافعی نے کہا ہے لوگ اگر سورہ والعصر میں غور کریں تو وہ انکو کفایت کر سکتی ہے **حکایت** عمرو بن العاص مسیلمہ کذاب کے گئے تھے اسلام لانے سے پہلے مسیلمہ نے کہا کہو آجکل مکہ میں تمہارے صاحب پر کیا اوترا انہوں نے کہا ایک مختصر سورت بہت بلیغ اوتری ہے والعصر پڑھکر سنائی تھوڑی دیر سوچکر سر اٹھا کر کہا مجھ پر بھی اسی طرح کی ایک سورت نازل ہوئی ہے کہا کیا کہا یَا وَبْرُ یَا وَبْرُ إِنَّمَا أَنْتَ أُذُنَانِ وَصَدْرٌ وَسَائِرُكَ حَفْرٌ نَقْرٌ کہو اے عمرو کیسی سورت ہے انہوں نے کہا واللہ تو خود جانتا ہے کہ میں تجھکو کاذب جانتا ہوں انتہی یعنی یہ رذل قافیہ

ع

ع

جو تونے قرآن کے مقابلے میں بنائی اگر وحی ہمین ہی اور نہ تو رسول ہے مین کہتا ہون کہ بڑی سورت و آیت کو بھی طویل ہو یا کثیر
تم جانے دو ہر جملہ تا یہ قرآن پاک کا سچائی جو معجز ہے کسی بڑے ادیب فصیح بلیغ شاعر عربی دان کا بیا محال ہے کہ اُسکا معارضہ
کرسکے اور جیسی ترکیب الفاظ کی ٹھہا سکے گو کوئی احمق جاہل اسبات کو نہ مانے اسی لیے اللہ پاک نے لفظ ماضی حال و استقبال کی
فرماتی ہے سوا اگر کسی بشر کو کچھ بھی قدرت ہوتی تو ضرور ہی اب تک کچھ نہ کچھ بنا لاتا مگر جبکہ نہ لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ
اور اسکا عجز بخوبی ظاہر ہو گیا حالانکہ عرب اہل فصاحت و بلاغت تھے قرآن پاک انہیں کے جنس کلام سے آیا ہے انکو اس بات
کی بڑی حرص و طمع بھی کہ وہ نور قرآن کو بجھا دین اور نبوی کو باطل کر دین گا باوجود اس شدت حرص کے کسی ایک سے بھی کچھ
معارضہ نہ ہو سکا بلکہ گرفتاری اعدا و اموال و قتل نفوس پر راضی ہوگئے سو جب انکا عجز ظاہر ہو گیا تو اب صدق رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم میں کیا شک باقی رہا یہ حجت بات صحیح ٹھہری اب اسکا ترک عناد ہے بلکہ جو قرآن نے وقوع سے پہلے دی اسی طرح
ایام نبوت میں اور بعد اسکے اس وقت تک کسی ایک کافر سے بھی معارضہ واقع نہوا **ف** وقود کہتے ہین لکڑی اور ایندھن کو کما قال
تعالی و اما القاسطون فکانوا لجهنم حطبا وقال تعالی انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم انتم لها
واردون لو کان هؤلاء آلهة ما وردوها وکل فیها خالدون ٥ پتھر سو مراد اس جگہ بت ہین جنکو کافر پوجتے تھے یا گندھک
کا پتھر مراد ہے جس مین آگ جلد لگ جاتی ہے یا ہر قسم کے پتھر مراد ہین کچھ ہو اُس آگ کی قوت ظاہر ہے کہ وہ نہ آدمی کو چھوڑیگی
نہ پتھر سے موہ موڑیگی ابن مردویہ نے مرفوعا کہا ہے کہ اُس آگ کو ہزار برس سلگایا تہا تب وہ لال ہوئی پھر ہزار برس جلایا تب
سفید ہوئی پھر ہزار برس سلگایا تب کہین جاکر سیاہ ہوئی اب یہ کالی اندھیری ہے اسکی لپٹ نہین بجھتی رواہ ابن مردویہ و
البیہقی فی شعب الایمان ابوہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ یہ آگ جسکو لوگ سلگاتے ہین ایک جزء ہے ستر جزء نار جہنم سے صحابہ
نے کہا اے رسول خدا یہی ایک جزء کافی ہے فرمایا بلکہ انہتر جزء اور بھی گرمی مین بڑھے ہوے ہین رواہ مالک واحمد
والشیخان **ف** اس کہنے سے کہ یہ آگ یا پتھر آگ کے لیے تیار ہین واسطے منکرون کے یہ ثابت ہوا کہ دوزخ مع اپنے آلات و
اوزار کے اس گھڑی موجود ہے یہ بات نہین ہے کہ قیامت کے دن پیدا کیجاویگی اس مقدمہ مین بہت حدیثین بھی آئی
ہین جیسے حاجت الجنة والنار یا جیسے استأذنت النار ربها یا جیسے حدیث ابن مسعود کہ ہم نے ایک آواز سنی پوچھا اے
رسول خدا یہ کیا ہے فرمایا ایک پتھر ہے جسکو کنارہ جہنم سے نیچے ڈالا تھا ستر برس سے وہ نیچے جا رہا تہا اب اسکی تہ مین پہونچا
یہ حدیث مسلم مین ہے اسیطرح ذکر نار کا حدیث نماز کسوف و حدیث معراج وغیرہ مین متواتر المعنے ہے پس معتزلہ اس عقیدہ کو خلاف
سمجھے ہوے ہین بلکہ قاضی بھی اسیطرف گئے ہین یہ صریح انکی غلطی ہے یہ عقیدہ خلاف ظاہر قرآن و حدیث ہے کیونکہ کتاب
و سنت دونون مین صیغہ ماضی کا آیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جہنم آج موجود و طیار ہے ورنہ خدا کی خبر مین کذب لازم

ع اور جسکے اوصاف [illegible]

اونگا اسکی کیا ضرورت ہے کہ بلا ضرورت ماضی کو معنے مستقبل ٹھیرایا جاے جو اللہ نار کو ابھی پیدا کرسکتا ہے اوسنے اگر پہلی سے اسکو پیدا کر رکھا ہے تو اس مین معتزلہ کا کیا نقصان ہے ونیز قوم فرعون کے حق مین فرمایا ہے اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا یعنی قوم فرعون دنیا مین ڈوبنے کی بعد ہر دن صبح و شام دوزخ پر عرض کیے جاتے ہین اگر دوزخ نہین ہے تو پہر کسکے سامنے کیے جاتے ہین حدیث مین آیا ہے کہ ہر مردہ پر صبح و شام اسکی جگہ جنت و دوزخ کی عرض کیجاتی ہے اور کہدیا جاتا ہے کہ تیری جگہ یہ ہے جسکو تو قبر سے جی کر اوٹھیگا سو عرض کرنا کسی چیز کا بے اوسکے موجود ہونے کے نہین ہوسکتا ہے وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِیْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ خوشی سنا اونکو جو یقین لاے اور کیے کام نیک کہ اونکے لیے ہین باغ بہتی ہین نیچے اونکے ندیان جس بار ملا انکو وہان کا کوئی میوہ کہانے کو کہین یہ وہی ہے جو ملا تہا ہم کو آگے اور لیگا وہ میوہ اوسکے پاس ایک طرح کا اور اونکے لیے ہین وہان عورتین ستہری اور وے وہان ہمیشہ رہنا یعنی جنت کے ہر میوے کا مزا جدا ہے اگرچہ صورت ایک ہو صورت دیکہکر جانینگے کہ وہی قسم ہے جو پہلے دنیا مین یا جنت مین کہا چکے ہین لیکن جب چکہینگے تو مزا جدا پاوینگے **ف** اسنے جب انجام کافرون کا بتا دیا اور اونکے عذاب و نکال کا حال جتا دیا تو اب مومنین کا انجام خیر ارشاد فرمایا اسی لیے قرآن کا نام مثانی رکہا ہے کہ بعد ذکر ایمان کے ذکر کفر کا یا بالعکس اوسکے آتا ہے بعد بیان حال شقی کے حال سعید کا یا بالعکس بیان کیا جاتا ہے مطلب ہے کہ ایک چیز کو ذکر کیا پہر اوسکے مقابل کا ذکر کیا اور جو اوسکی نظیر کا ذکر کرین تو یہ تشابہ کہلاتا ہے بہر حال جمع کرنے ترغیب و ترہیب وعد و وعید مین مومنین کو بجا آوری طاعت الٰہی مین ایکطرح کا نشاط و سرور حاصل ہوتا ہے اور کافرون کا حوصلہ نافرمانی پست پڑتا ہے عمل صالح کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ جنت جب ملتی ہے کہ ایمان کے ہمراہ کام بہی اچہے ہون یہ بات نہین ہے کہ صرف ایمان جنت دلاوے اہل علم نے کہا ہے عمل صالح وہ ہے کہ جس مین چار باتین ہون علم و نیت و صبر و اخلاص یعنی ریا سے پاک ہو جنت کے درختون اور محلون کے نیچے ندیان جاری ہونگی حدیث مین آیا ہے نہرین بدون خندق کے بہتی ہونگی یعنے برابر زمین پر یہ ہوگا کہ مثل دنیا کے وہ نہرین اور ندیان نشیب مین جاری ہون کوثر کے حق مین آیا ہے کہ اوسکے دونون کنارون پر خالی موتیون کے قبے ہونگے سو اسمین کچہ منافات نہین ہے اس لیے کہ مٹی کوثر کی مشک خالص ہوگی سنگریزے اوسکے موتی و جواہر ہونگے اے اللہ ہم تجہسے تیرا فضل مانگتے ہین تو نیکو کارت فرماتا ہے حدیث مرفوع ابوہریرہ مین آیا ہے کہ جنت کی نہرین ٹیلون کے نیچے سے پہوٹ کر آتی ہین یا مشک کے پہاڑون کے نیچے ہین رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ **ف** ابن عباس نے کہا جنت کی کوئی چیز بہی مشابہ کسی شے دنیا کی نہوگی مگر نام مین یعنے یہان فقط

وہاں کی چیز کا سا نام ہے باقی چیز و کیفیت ابن زید نے کہا فقط نام چیزوں کے پہچانیں گے جیسے دنیا میں سیب انار وغیرہ لیکن مزا جدا ہوگا **ف** بیبیاں ہر گھن و نجاست صغیرہ سے ستھری صاف پاک ہونگی مجاہد نے کہا یعنے حیض بول براز آب بینی آب دہن منی نفاس سے پاک ہونگی قتادہ نے کہا ایذا و اثم سے پاک ہونگی حصر آویگا نہ کلف ہوگا جابر بن عبد اللہ مرفوعاً کہتے ہیں کہ اہل جنت کھائیں گے پئیں گے مگر نہ موتینگے نہ ہگینگے نہ ریٹ ہوگی نہ تھوک انکو حمد و تسبیح کا اس طرح الہام ہوگا جیسے سانس لینے کا الہام ہوتا ہے انکا طعام ڈکار ہوگا پسینا جیسے مشک یعنی خوشبودار اسکو مسلم نے روایت کیا ہے کسی نے کہا وہ یہی بیبیاں دنیا کی بوڑھیاں مچدملی میلی عورتیں ہونگی سب طرح کی گھن سے پاک کر دیجاویگی بعض نے کہا اخلاق بد سے پاک ہونگی **ف** جنت کہتے ہیں گلستان بستان کو جسکو درخت ڈھنپ لیو چھپا لیتے ہیں کسی نے کہا جنت کھجور کا باغ ہوتا ہے فردوس انگور کا باغ یہاں جنت نام ہے ثواب کے گھر کا **ف** خلود کہتے ہیں ہمیشہ باقی رہنے کو جسکی انتہا نہ ہو یا دیر تک ٹھہرنے کو خواہ ہمیشہ رہے یا نہ رہے یہاں مراد اگلے معنے ہیں آیات و احادیث میں یوں ہی آیا ہے مطلب یہ ہوا کہ جنت سے باہر ہونگے نہ انکو موت آویگی بلکہ ایسے حال پر ہمیشہ ناز و نعمت میں بلا انقطاع رہینگے و صد الحمد شیخین وغیرہما نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب جنتی جنت میں ناری نار میں جا چکینگے تو ایک موذن انکے بیچ میں کھڑا ہو کر یہ اذان دیگا کہ اے دوزخ و بہشت والو اب موت نہیں ہر کوئی جس حال میں ہے اوسی میں مدام رہیگا ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ اگر اہل نار سے کہیں کہ تم دوزخ میں بقدر تعداد ہر کنکر کے کہ دنیا میں ہے رہوگے تو وہ خوش ہو جاویں اور اگر اہل جنت سے کہیں کہ تم جنت میں بقدر شمار ہر سنگریزہ کے رہوگے تو وہ غم میں گرفتار ہو جاویں لیکن ان سب کے لیے ابد مقرر ہے اسکو طبرانی و ابن مردویہ و ابو نعیم نے ذکر کیا ہے اسامہ بن زید کی حدیث میں مرفوعاً آیا ہے کہ ہے کوئی کمر باندھنے والا واسطے جنت کے جنت میں کوئی خطرہ نہیں قسم ہے رب کعبہ کی جنت ایک نور ہے چمکتا ہوا ایک پھول ہے لہراتا ہوا ایک محل ہے گچ کیا ہوا ایک نہر ہے بہتی ہوئی ایک میوہ ہے پکا ہوا ایک جورو ہے حسین جمیل کپڑے بہت سے ہیں پہنا ہمیشہ کے لیے ہے سلامتی کے گھر میں ایک پھل ہے سبز سبز الی آخر الحدیث رواہ ابن ماجہ والبزار وابن حبان والبیہقی وغیرہم احادیث وصف جنت و صفت نساء اہل جنت و بیان نعمتہائے جنت و ذکر سامان جنت میں بہت آئی ہیں یہ جگہ انکو نہیں سما سکتی بہ تعدد صحیحین وغیرہما میں موجود ہیں جنت کے بیان میں کوئی کتاب حادی الارواح اور مثیر ساکن الغرام سے بہتر اسلام میں تالیف و تصنیف نہیں ہوئی ہے ابن کثیر نے کہا یہ خبر خلود جنت کی پوری سعادت ہے وہ اس نعمت کے ساتھ اس مقام میں موت و انقطاع سے بالکل امن میں ہونگے جسکے لیے آخر ہے نہ انقضا بلکہ نعمت سرمدی ابدی علی الدوام ہوگی اللہ ہمکو نصیب کرے آمین

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ
وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ
بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ○ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ

وقف لازم

وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۭ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○ اللہ کچھ شرماتا نہیں اس بات سے کہ بیان کرے کوئی مثال ایک مچھر کا اوس سے اوپر کی پھر جو لوگ یقین رکھتے ہیں سو جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے انکے رب کا کہا اور جو منکر ہیں سو کہتے ہیں کیا غرض تھی اللہ کو اس مثال سے گمراہ کرتا ہے اس سے بہتیرے اور راہ پر لاتا ہے بہتیرے اور گمراہ نہیں کرتا مگر انہیں کو جو بے حکم ہیں جو توڑتے ہیں اقرار اللہ کا مضبوط کیے پیچھے اور توڑتے ہیں وہ چیز جو اللہ نے جوڑنی فرمائی اور فساد کرتے ہیں ملک میں انہیں کو آیا نقصان قرآن شریف میں کہیں مثال مکڑی کی کہیں مثال مکھی کی فرمائی ہے اسپر کافر عیب پکڑتے تھے کہ اسکی یہ شان نہیں ہے کہ ان چیزوں کا ذکر کرے یہ کلام اگر اللہ کا کلام ہوتا تو اس میں ایسے مذکور نہ ہوتے اوس پر اللہ نے یہ دو آیتیں اتاریں **ف**

ربیع بن انس نے کہا یہ مثال اللہ نے دنیا کے لیے بیان کی ہے کہ جس طرح مچھر جب تک بھوکا رہتا ہے جیتا ہے جب کھا کر تن جاتا ہے تو مر جاتا ہے اسیطرح یہ قوم جنکے لیے یہ کہاوت کہی گئی ہے جب پیٹ بھر کے دنیا حاصل کر لیتے ہیں تو اللہ انکو پکڑ لیتا ہے پھر یہ آیت پڑھی فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ رواه ابن جرير یہ گویا خلاف ہے بیان میں سب کے قول کے ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے اسلیے کہ اسکا سیاق جمل ہونے سے زیادہ ہے حدیث میں آیا ہے دنیا کی قدر نزدیک اللہ کے اگر برابر ایک پر پشہ کی بھی ہوتی تو کبھی کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ پلاتا معلوم ہوا کہ دنیا سامنے اللہ کے ایک مچھر کے پر سے بھی زیادہ بے حقیقت و بے قدر ہے یعنی اس بنا پر ہیں کہ مراد فوق سے فوقیت صغر و حقارت میں ہو اکثر محققین کا یہی قول ہے بعض نے کہا مراد فوق سے اکبر جثہ ہے اسلیے کہ کوئی چیز مچھر سے زیادہ حقیر و صغیر نہیں ہے اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے بدلیل حدیث عائشہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کسی مسلمان کو کوئی کانٹا یا اوپر اسکے بھی لگتا مگر اسکے لیے ایک درجہ لکھا جاتا ہے اسکی ایک خطا مٹائی جاتی ہے سو اللہ نے خبر دی ہے کہ مثال کہنے میں کوئی شے صغیر نہیں سمجھی جاتی ہے اگرچہ حقارت و صغر میں مانند مچھر ہی کے کیوں نہ ہو جسطرح مچھر کے پیدا کرنے میں کوئی عار نہیں لگتا ہے اسیطرح مچھر کی مثال لانے میں کوئی جگہ عار و انکار کی نہیں ہے اسی لیے مثال مکھی و مکڑی کی بھی بیان فرمائی ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ وقال تعالى مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ

السموت لو کانوا یعلمون وقال تعالی الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلها ثابت و فرعها فی السماء تؤتی اکلها کل حین باذن ربها ویضرب اللہ الامثال للناس لعلهم یتذکرون ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض ما لها من قرار یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ویضل اللہ الظلمین ویفعل اللہ ما یشاء وقال تعالی ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شیء الآیۃ ثم قال ضرب اللہ مثلا رجلین احدهما ابکم لا یقدر علی شیء وهو کل علی مولاہ اینما یوجهه لا یات بخیر هل یستوی هو ومن یامر بالعدل الآیۃ کما قال ضرب لکم مثلا من انفسکم هل لکم من ما ملکت ایمانکم من شرکاء فی ما رزقنکم الآیۃ وقال ضرب اللہ مثلا رجلا فیه شرکاء متشکسون وقال وتلک الامثال نضربها للناس وما یعقلها الا العلمون غرضکہ قرآن میں امثال بہت آئی ہیں بعض سلف نے کہا جب میں کوئی مثل قرآن کی سنتا ہوں اور اسکو نہیں سمجھتا تو اپنی جان پر روتا ہوں اس لیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وتلک الامثال نضربها للناس وما یعقلها الا العلمون مجاہد نے کہا امثال چھوٹی ہوں یا بڑی مومنین سب پر ایمان لاتے ہیں اسکو طرف سے اللہ کے جانتے ہیں اللہ انکو ان امثال سے رستہ دکھاتا ہے ابو العالیہ نے کہا جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں اللہ کو ان مثالوں سے کیا مطلب تھا جیسا کہ سورہ مدثر میں فرمایا ہے وما جعلنا اصحب النار الا ملئکۃ وما جعلنا عدتهم الا فتنۃ للذین کفروا لیستیقن الذین اوتوا الکتب ویزداد الذین امنوا ایمانا ولا یرتاب الذین اوتوا الکتب والمؤمنون ولیقول الذین فی قلوبهم مرض والکفرون ماذا اراد اللہ بهذا مثلا کذلک یضل اللہ من یشاء ویهدی من یشاء وما یعلم جنود ربک الا هو اسی طرح یہاں یہ کہا کہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو راہ دکھاتا ہے گمراہ نہیں ہوتے اس سے مگر فاسق لوگ ایک جماعت صحابہ سے کہا مراد یضل بہ کثیرا سے منافقین ہیں اور یهدی بہ کثیرا سے مومنین ہیں منافقوں نے جب مثل کو سچ سمجھکر جھٹلایا تو گمراہی پر اور گمراہی بڑھی مومنوں نے جب مثل کو حق جانکر تصدیق کی تو ہدایت اور ہدایت زیادہ ہوئی کسی نے کہا مراد اہل کتاب ہیں کہ جان بوجھکر انکار کرتے ہیں کسی نے کہا مراد خوارج ہیں یہ تفسیر بالمعنی ہے کیونکہ وقت اوترنے اس آیت کے خوارج موجود نہ تھے ہاں عموم مفہوم میں داخل ہیں اسلیے کہ خارجی وہ شخص ہے جو طاعت امام و قیام شریعت اسلام سے باہر نکلا فاسق بھی اوسی کو کہتے ہیں جو طاعت سے خارج ہو لفظ فاسق کا شامل ہے کافر و عاصی دونوں کو اتنی بات ہے کہ فسق کافر کا زیادہ سخت ہوتا ہے مراد آیت سے فاسق کافر ہے واللہ اعلم اس دلیل سے کہ نقض عہد وغیرہ جو اوصاف فساق کی اسجگہہ بیان فرمائے ہیں وہ صفات کفار کے ہیں مومنوں کی صفات اسکے خلاف ہیں جسطرح کہ سورہ رعد میں فرمایا ہے افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق کمن هو اعمی انما یتذکر اولوا الالباب الذین یوفون بعهد اللہ ولا ینقضون المیثاق والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل و

یخشون ربہم ویخافون سوء الحساب الی قولہ وینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما
امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک لہم اللعنۃ ولہم سوء الدار۔ قرطبی نے کہا اس آیت
میں دلالت ہے مذہب اہل سنت پر کہ ہدایت وضلالت طرف سے خدا کے ہوتی ہے زمخشری کا یہ کہنا کہ اسناد اضلال کی
طرف خدا کے مجاز ہے عقیدہ اعتزال ہے اس مقام کو رازی نے اپنی تفسیر میں خوب ہی حل کیا ہے **ف** مراد
عہد سے اس جگہ اللہ کی وصیت ہے ساتھ امر و نہی کے جو زبان انبیا پر اور کتب آسمانی میں فرمائی ہے اسکے توڑنے سے
مراد یہ ہے کہ اوس پر عمل کرنا چھوڑ دیا کسی نے کہا مراد کفار اہل کتاب اور منافقین ہیں کہ اللہ نے توریت میں یہ عہد لیا
تھا کہ توریت پر چلیں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کریں بعد مبعوث ہونے انکے تصدیق کریں جب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم آئے انہوں نے پہچان کر انکا انکار کیا لوگوں سے انکا حق ہونا چھپایا یہ عہد شکنی ہوئی اسوجہ
کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے کسی نے یوں کہا ہے کہ مراد اس ساری آیت سے سارے اہل کفر و شرک و نفاق
ہیں ان سے عہد توحید کا لیا گیا تھا ادلہ ربوبیت انپر ظاہر کیے گئے تھے اور اقرار یہی تھا کہ جب ہمارے رسول معجزات
لائیں جسپر کوئی شخص قادر نہیں ہو تو تم اون کا امر و نہی قبول کرنا انہوں نے اس عہد و اقرار کا نقض کیا کہ توحید و
نبوت و کتب کے منکر ہو گئے زمخشری کا میل خاطر طرف اسیوجہ کے ہے ابن کثیر نے بھی اسیوجہ کو حسن کہا ہے کسی نے کہا
مراد اس عہد سے عہد الست بربکم ہے اوسکا توڑنا یہی ترک وفا تھا **ف** ابو العالیہ نے کہا ہے منافقوں میں چھ عادتیں
ہوتی ہیں جب انکو لوگوں پر غلبہ ہوتا ہے تو وہ ساری خصلتیں ظاہر کر دیتے ہیں جب[1] بات کریں تو جھوٹ بولیں جب[2]
وعدہ کریں خلاف کریں جب[3] امین ہوں تو خیانت کریں اللہ[4] سے عہد باندھکر توڑ ڈالیں جس[5] کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے
اسکو کاٹتے ہیں زمین[6] میں فساد کریں اور اگر لوگوں کو انپر غلبہ ہو تو پھر اگلی تین باتیں ظاہر کرتے ہیں پچھلی تین باتوں سے چپ
ہو رہتے ہیں اسی طرح ربیع بن انس نے بھی کہا ہے سدی نے کہا عہد وہ ہے جو قرآن میں اون سے لیا گیا انہوں نے اسکا اقرار کیا
تھا پھر کافر ہو کر اوس عہد کو توڑ ڈالا مراد کاٹنے سے قطع صلہ رحم ہے کقولہ تعالی فہل عسیتم ان تولیتم ان
تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اسکو ابن جریر نے راجح بتایا ہے کسی نے کہا کہ مراد ہر وہ چیز ہے جسکے وصل و
فعل کا حکم تھا اوسکو قطع کیا چھوڑ دیا جیسے موالات مومنین وصل قول بعمل لزوم جماعات مفروضہ حفظ شرائع
و حدود و ترک ہر چیز مثل ہر شر کہ اس سے وہ پیوند جو درمیان اللہ اور بندے کے ہے قطع ہو جاتا ہے جمہور کا قول یہی اور یہی قول
کہ آیت عام ہے ٹھیک معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم **ف** مراد زمین میں فساد کرنے سے وہ افعال و اقوال ہیں جو مخالف امر خدا ہوں
جیسے عبادت غیر اللہ ضرر رسانی خلق مثلا اللہ نے جس چیز کی حفاظت کا حکم دیا ہے غرضکہ جو چیز شرعا یا عقلا خلاف صلاح ہے

[illegible]

وہ فاسق ہیں قتادہ نے کہا یہ بعد جاننا اللہ کی کتاب [illegible] وعید فرمائی ہو جو نقض [illegible]
کسی نے اللہ سے کوئی اقرار کیا پھر دل سے عہد مار [illegible] اوسکو ماننا ہے کہ اقرار پورا کرے [illegible]
[illegible] ہی آئی ہے عہد نکلتی ہے اور اسکے بعد [illegible] ہے مقاتل بن حیان نے کہا [illegible]
ہے أُولَئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ابن عباس نے کہا [illegible] علیہ السلام [illegible]
[illegible] اور [illegible] سلام [illegible] پایا ہے مراد اوس گناہ سے [illegible]
ہونے کو مانع وگناہ کا ہی نقصان ہے اور [illegible] میں اس سے زیادہ اور [illegible]
كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ تم کس طرح منکر ہو اللہ سے [illegible]
تمکو جلایا پھر مارتا ہے پھر جلاویگا پھر اوسی کے پاس اوٹھا جاؤ گے ف اس آیت میں اللہ پاک نے [illegible]
حال و تصرف ہو حجت بیان کی ہے یعنے تم کس طرح اللہ کے وجود کا انکار کرتے ہو غیر اللہ کو پوجتے ہو حالانکہ [illegible] تمکو اس
نے وجود بخشا کما قال أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ وقال
تعالى هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا اس طرح کی آیتیں اور بہت ہیں ابن مسعود نے
کہا قالوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا اسکا وہی مطلب ہے جو [illegible] فرمایا ہے كُنْتُمْ
أَمْوَاتًا الآية ابن عباس نے کہا تم مردہ تھے یعنے [illegible] کچھ چیز نہ تھے پھر تمکو پیدا کیا پھر تمہیں مارا پھر مبعوث کریگا یہ
آیت مثل قول تعالی کے ہی أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ دوسرا لفظ انکا یوں ہے کہ تم پیدا ہونے سے پہلے مٹی تھے
یہ مردگی ہوئی پھر تمکو جلایا یہ زندگی ہوئی پھر تم کو مارے گا تم قبر میں جاؤگے یہ دوسری موت ہوئی پھر قیامت کو اوٹھاویگا
یہ دوسری زندگی ہوئی غرضکہ دو بار مرنا دو بار جینا ثابت ہوا کسی نے کہا جلا کر مارنا یہ ہے کہ قبر میں زندہ کرکے مار دیگا
صحیح وہی بات ہے جو ابن مسعود و ابن عباس سے اوپر گذر چکی ایک جماعت تابعین کی بھی اوسی طرف گئی ہے کما قال تع
قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ اصنام کے حق میں فرمایا ہے أَمْوَاتٌ غَيْرُ
أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ الآية وقال وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ حاصل
یہ کہ مراد موت اول سے عدم سابق ہے اور مراد حیات اول سے خلق ہے اور موت ثانی سے موت معہود مراد ہے اور حیات
ثانی سے بعث فتح البیان میں لکھا ہے کہ یہ تفسیر احسن اقوال ہے اسی طرف ایک جماعت صحابہ کی گئی ہے ابن عطیہ نے
کہا ہے یہی قول اس آیت سے مراد ہے کافر کسی طرح اس سے گریز نہیں کرسکتے ہیں اسلئے کہ جب بات انہوں نے
مان لی کہ پہلے معدوم تھے پھر دنیا میں موجود ہوئے پھر ایک دن اسی جگہ مریں گے تو اب انکو اقرار کرنا دوسری حیات کا لازم

[illegible]

[illegible]

آنا کسی کا قبر میں بنا ہونا حکم میں حیات دنیا کے ہے هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى
السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ وہی ہے جس نے بنایا تمہارے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر
چڑھ گیا آسمان کو تو ٹھیک کیا انکو سات آسمان اور وہ ہر چیز سے واقف ہے ابن کثیر نے کہا یعنے پیدا کیا بعد ان
نشانیوں ہمارے ۔ یا تمہارے نفع دین و دنیا کے لیے بنائے ہیں پر کا نفع یہ ہے کہ ہم اللہ کی اس عجائب مخلوقات
کو دیکھ کر عبرت پکڑیں شکر نعمت کا ادا کریں توحید کا یقین لاویں دنیا میں ان چیزوں سے نفع اٹھاویں یہی معلوم ہوا کہ اصل
اشیا میں اباحت ہے جب تک کوئی دلیل اس اصل سے پھیر نہ دے [illegible] سب یکساں ہیں کسی نے کہا اس آیت
سے یہی نکلتا ہے کہ مٹی کا کھانا حرام ہے کیونکہ ہمارے لیے مَا فِي الْأَرْضِ کو پیدا کیا ہے نہ نفس ارض کو لیکن اس سے
بہتر یہ دلیل ہے کہ حدیث میں تحریم اکل پر آئی ہے اسکو سوا مٹی مضر بھی ہے ۔ ف پہلے توحید کی دلیل ایسی بیان کی
تھی جو خاص انکی جانوں میں نظر آتی ہے اب دوسری دلیل آسمان و زمین کی پیدایش کی ذکر فرمائی استوا کے معنی اس جگہ
قصد کے ہیں لفظ آسمان اس جگہ جنس ہے ہر چیز سے واقف ہونا دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ کا علم ساری خلق کو محیط
ہے جیسے فرمایا اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ کل شئی میں علم ساری کلیات و جزئیات کا داخل ہے اسلیے فرمایا کہ خالق کو عالم
ہونا ساری مخلوق کا واجب ہے بعض علما نے کہا ہے کہ صفت علم کی امام ہے ساری صفتوں کی ف تفصیل اس
آیت کی سورہ حم سجدہ میں آئی ہے فرمایا قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا
ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ
ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ فَقَضَاهُنَّ
سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ
الْعَلِيمِ اس آیت میں دلالت ہے اس بات پر کہ پہلے اللہ نے زمین بنائی پھر سات آسمان بنائے یہی عمارت کا بھی دستور
ہوتا ہے کہ اول نیچے کی بنیاد رکھتا ہے پھر اوپر کی عمارت بناتا ہے رہی یہ آیت اَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا
الی قولہ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا سو اس جگہ عطف خبر کا خبر پر ہے فعل کا فعل پر نہیں یہ بھی کہا ہے کہ پھیلانا
زمین کا بعد خلق آسمان و زمین کے ہوا ہے ف ابن عباس و ابن مسعود اور ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر
تھا پانی سے پہلے کوئی چیز ایسی نہیں بنائی جب ارادہ کیا کہ خلق کو بنائے تو پانی سے دھواں نکالا وہ پانی کے اوپر
اونچا ہو گیا اللہ نے اسکا نام آسمان رکھا پھر پانی کو خشک کر دیا اسکا نام زمین رکھا یہ زمین ایک تختہ تھی اسکو
پھاڑ کر سات زمینیں ٹھیرائیں یہ کام دو دن میں کیا اتوار پیر کو اس زمین کو ایک مچھلی کے اوپر پیدا کیا ہے

[illegible]

دی ہمنے ورلے آسمان کو
چراغوں سے اور نگہبانی سے
یہ سادھا ہوا ہے زبردست خبردار
کا

[illegible]

وہی مچھلی ہے جسکا ذکر قرآن میں آیا ہے نٓ وَالْقَلَمِ یہ مچھلی پانی پر ہے پانی ایک صاف پتھر پر ہے پتھر ایک فرشتے کی پشت پر ہے فرشتہ ایک صخرہ پتھر پر ہے وہ پتھر ہوا پر ہے۔ اسی پتھر کا ذکر لقمان نے کیا ہے یہ پتھر آسمان میں ہے نہ زمین میں مچھلی نے حرکت کی زمین ہلنے لگی اللہ نے اوسپر پہاڑ رکھدیے وہ تھم گئی ے زمین از تب لرزه آمد ستوه فرو کوفت بر دامنش میخ کوه۔ پہاڑون کو اس نے لنگر زمین پر رکھا ہے یہی مطلب ہے اس آیت کا وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ اسمین پہاڑ اور لوگون کا قوت اور درخت وغیرہ دو دن مین پیدا کیے منگل بدھ کو یہی مطلب ہے اس آیت کا قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ الآیہ دھوان پانی کی سانس سے اوٹھا اسکو آسمان ٹھیرایا یہ آسمان ایک پٹ تھا پھر اوسکے سات آسمان کیے یہ کام دو دن مین ہوا جمعرات جمعہ کو اوس دن کو جمعہ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ آسمان زمین کی پیدایش اسدن مین جمع کی گئی تھی ہر آسمان میں امر کا وحی کر دیا یعنی کہ اوسمیں فرشتے بنائے دریا اور پہاڑ برف بنایا اور وہ جو معلوم نہین پھر ہر آسمان کو تارون سے رونق دی اور شیطانون سے محفوظ رکھا جب پیدایش سے فراغت ہوئی تو عرش پر جا ٹھہرا یہی مطلب ہے اس آیت کا خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ وقال كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ عبد اللہ بن سلام کا قول یہ ہے کہ اللہ نے ابتداء خلق کی اتوار سے کی اتوار پیر کو ساری زمینین بنائین قوت و پہاڑ کو منگل بدھ کو دن بنایا آسمانون کو جمعرات جمعہ کے دن پیدا کیا پچھلی گھڑی کو دن جمعہ کے اس کام سے فارغ ہوا اس گھڑی مین آدم کو شتابی سے پیدا کیا اسی گھڑی مین قیامت بھی قائم ہوگی مجاہد نے کہا ایک آسمان دوسرے آسمان کے اوپر ہے ایک زمین دوسری زمین کے نیچے ہے ف ابن کثیر کہتے ہین اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ خلقت زمین کی آسمان سے پہلے ہے یہی بات آیۂ سورۂ سجدہ سے بھی نکلتی ہے کہ پہلے ذکر خلق ارض کا کیا ہے پھر آسمان کیطرف جانیکا سوا ان دو آیتون کو دلالت ہے اس پر مین نہین جانتا کہ علماء مین سے کسی نے اس بات مین نزاع کیا ہو مگر قتادہ نے یہ زعم کیا ہے کہ آسمان پہلے زمین سے پیدا ہوا ہے قرطبی نے اسمین توقف کیا صحیح بخاری مین آیا ہے کہ یہی سوال کسی نے ابن عباس سے کیا تھا اوسکی جواب مین کہا کہ پھیلانا زمین کا بعد خلق آسمان کے ہوا تھا یعنی پہلے زمین پیدا کی پھر آسمان بنایا پھر زمین کو پھیلایا یہی جواب علماء قدیم و حدیث و تفسیر نے بھی دیا ہے ہمنے اس تقریر کو سورہ والنازعات مین تحریر کیا ہے حاصل یہ ہے کہ جو چیزین اللہ نے زمین کے اندر رکھی ہین اون سب کو قوت سے فعل مین بعد خلق آسمان کے لایا ہے یعنی زمین پہلے آسمان سے بنی ہے جیسے نباتات جمادات میاہ وغیرہ مع اختلاف نوع و صفت و لون و شکل وغیرہ اسی طرح گردش کرنا آسمانون کا ہے مع اپنے ثوابت و سیارات کے چکر مارنا افلاک کا ہے مع اون چیزون کے

[illegible]

جو اللہ نے اون کے اندر رکھے ہین واللہ اعلم ف فتح البیان میں یون ہی درمیان ان آیتوں کے جمع کیا ہے کہ پہلا ارض کا بعد خلق سما کے ہے پھر یون کہا ہے کہ یہ جمع جید ہے اسی طرف جانا ضرور ہے یہی قول شوکانی کا بھی ہے آیت مذکورہ سے سات آسمانون کا ہونا ثابت ہو رہی زمین سو سارے قرآن پاک میں فقط ایک جگہہ فرمایا ہے وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ اسپر کسی نے یہ کہا ہے کہ مراد گنتی ہے یعنے زمینیں بھی سات ہیں کسیے کہا ہے مراد مثایا ہے ماوردی نے کہا ساتوں زمینین یک لخت ہین بیچ میں فاصلہ نہیں ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مثل آسمانوں کے الگ الگ ہیں مگر دعوت اسلام محقق ساتھ اسی مین کے ہے جسپر ہم رہتے ہیں حدیث صحیح میں بھی زمینوں کا سات عدد ہونا آیا ہے رازی نے بیان میں آسمانوں کے کہ سات ہین یا آٹھ مذہب حکما کا ذکر کرکے کیا اچھی بات لکھی ہے کہ اس خبط سے تجھے یہ ہوشیاری حاصل ہو جاوے گی کہ عقل ہرگز ایسی چیزون کو دریافت نہیں کر سکتی ہے یہ علم اوسی کو ہے جس نے انکو بنایا ہے اسلیے اس جگہہ انہیں سمعی دلیلوں پر جھک کر بیٹھ رہنا واجب ہے اتنے حدیث میں نزدیک اہل سنن کے ایک جماعت صحابہ سے وصف آسمان مین بہت سی حدیثین آئی ہیں ہر آسمان کا دَل پانسو برس کی راہ کا بتایا ہے ہر آسمان کا فاصلہ دوسرے آسمان سے اسیقدر مدت کا فرمایا ہے زمین آسمان دونو کی گنتی ساتھ سات عدد ارشاد کی ہے مگر کسی حدیث صحیح صریح مرفوع میں نہیں آیا کہ ہر طبقہ زمین مین عالم و آدم و انبیا و علما و جہلا مثل اسی زمین علیا کے موجود ہین صحابہ کے آثار اس جگہہ کارآمد نہیں ہو سکتے گو انکی سند صحابہ تک صحیح ہی کیون نہ ٹھہرے کیونکہ ایسے آثار غالباً اسرائیلیات سے لیے گئے ہین اسرائیلیات کا یہ حکم ہے کہ نہ اونکی تصدیق کرو نہ تکذیب سو ہمکو اس جگہہ توقف کرنا لازم ہے ف مسلم و نسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کے فرمایا پیدا کیا اللہ نے تربت کو دن سنیچر کے پہاڑون کو دن اتوار کے درختون کو دن پیر کے مکروہ چیزون کو دن منگل کے نور کو دن بدھ کے پھیلایا جانداروں کو دن جمعرات کے بنایا آدم کو بعد عصر دن جمعہ کے پچھلی گھڑی مین ساعات جمعہ سے درمیان عصر کے رات تک ابن کثیر کہتے ہین یہ حدیث غرائب مسلم سے ہے علی بن المدینی و بخاری و بہت سے حافظون نے اس حدیث میں کلام کیا ہے اسکو کلام کعب احبار ٹھہرایا ہے یعنی ابو ہریرہ نے اسکو کعب سے سنا تھا بعض راویون کو دھوکا ہوا انہون نے اسکو مرفوع ٹھہرا دیا اسکی تحقیق بیہقی نے کی ہے

ﮧ اور زمین بھی اوسی ١٢

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ وَنَحْنُ

نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو مجھکو بنانا ہے زمین مین ایک نائب لوگ کیا تو مقرر کریگا اسمین وہ شخص جو فساد کرے وہان اور کرے خون اور ہم پڑھتے ہین تیری خوبیان اور یاد کرتے ہیں تیری پا

ذات کو فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے **ف** اللہ تعالیٰ بنی آدم کو اپنے احسان و منت کی خبر دیتا ہے کہ دیکھو کہ تمہاری ایجاد کرنے سے پہلے ہم نے تمہارا ذکر ملاء اعلیٰ میں کیا تھا تمہارا خلیفہ ہونا ایک دوسرے کے بعد قرن در قرن قوم در قوم ٹھہرایا تھا کما قال تعالیٰ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ وقال وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ وقال وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ وقال فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اس کے سوا کہا مراد خلیفہ سے اس جگہ پر آدم علیہ السلام نہیں ہیں جس طرح ایک گروہ مفسرین نے کہا ہے اور قرطبی نے اسکو طرف ابن مسعود ابن عباس و جمیع اہل تاویل کے منسوب کیا ہے کیونکہ بعض بطریق تنزل استخلاف ہے اور یہ ذکر اسکا کیا ہے اگر اس سے آدم مراد ہوتے تو فرشتے یہ نہ کہتے کہ تو مفسد اور خونریزوں کو کیوں مقرر فرماتا ہے بلکہ مراد جنس انسان ہے یہ بات ملائکہ کو کسی علم خاص سے معلوم ہو گئی ہوگی یا طبیعت بشر سے اس امر کو سمجھا ہوگا اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو بتا دیا تھا کہ اس جنس کو کھنکھناتی مٹی سے بناؤں گا یا لفظ خلیفہ سے سمجھا اسلیے کہ خلیفہ کا کام یہی ہے کہ درمیان میں لوگوں کے مظالم کرے محارم و مآثم سے انکو روکے لیکن یہ بات ملائکہ کی کچھ بطور اعتراض کے اللہ پر یا بطور حسد کے بنی آدم پر نہ تھی جس طرح بعض مفسرین نے خیال کیا ہے اسلیے کہ اللہ نے کہا ہے لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ یعنے بے اذن کے وہ کوئی بات بوجھ نہیں سکتے ہیں بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ یعنے حسد سے بھی بری ہیں اور یہاں تو اللہ نے اذن کو پیدا کرنا اس خلق کا جتا دیا تھا بلکہ یہ سوال بطور دریافت حال کے تھا کہ اس طرح کی مخلوق کے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے وہ لوگ تو مفسد خونریز ہونگے سو اگر عبادت درکار ہے تو ہم تیری عبادت کرتے ہیں ہم سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوتا ہے ہمیں پر اقتصار کیا کیا برا ہے اللہ نے جواب دیا کہ جو مصلحت راجح اس کام کے باوجود اس مفسدی کے جو تم کہتے ہو مجھ کو معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں ہے کیونکہ میں ان میں نبی و رسول بھیجوں گا اور ان میں صدیق شہید صالح عابد زاہد اولیا ابرار مقرب علما عامل جامع محدث متبع پیدا کرونگا حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جب فرشتے اعمال عباد لیکر آسمان پر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ باوجودیکہ اونسے زیادہ دانا تر ہے سوال کرتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال پر چھوڑا وہ کہتے ہیں ہم انکے پاس گئے تھے وہ نماز پڑھ رہے تھے ہم انکو چھوڑ کر آئے ہیں وہ نماز میں تھے یہ اسلیے ہے کہ فرشتے درمیان ہمارے آتے جاتے رہتے ہیں نماز صبح نماز عصر میں یکجا ہو کر ٹھہر جاتے ہیں وہ اعمال لیکر اوپر چڑھ جاتے ہیں دوسری حدیث میں آیا ہے کہ رات کا عمل دن سے پہلے دن کا کام رات سے پہلے طرف اللہ کے جاتا ہے سو یہ کہنا ملائکہ کا کہ ہم انکو نماز پڑھتے پایا نماز پڑھتے چھوڑا گویا تفسیر ہے اس آیت کی إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ اسکے سوا اور بھی بہت جواب رازی وغیرہ نے ذکر کیے ہیں جو ان سب میں زیادہ صحیح ہے ابن عباس نے کہا پہلے اس زمین میں جن بستے تھے جب انہوں نے

[illegible]

وہاں کے جنوں کو آباد کیا بعض نے حسن کو ابا اور اسنے اُنکے قتل کرنیکو ابلیس بہیجا اوس نے اُنکو مار دہاڑ کرکے دریاؤں کے جزیروں کی طرف اور پہاڑوں کیطرف بہگا دیا پہر اللہ نے آدم کو بنا کر اُس جگہہ بسایا اسلیے اُن کو خلیفہ فرمایا ابن عمر کہتے ہیں دو ہزار برس پہلے جن زمین پر رہتے تہے سو فساد و خونریزی کی اللہ تعالی نے ملائکہ بہیجکر اُنکو اطراف جزائر کیطرف نکال دیا انکی جگاہ آدم کو آباد کیا **ف** قتادہ نے کہا تسبیح سے سبحان اللہ کہنا ہے مراد تقدیس سے نماز پڑہنا ہے یہ بات ایک جماعت صحابہ نے بہی کہی ہے مجاہد نے کہا تسبیح سے مراد تعظیم ہے تقدیس سے مراد تکبیر ہے ضحاک نے کہا التقدیس تطہیر ہے حمد کی سبحانک کہنا لملئکہ ابراہیم ہیں اور ہم نہ کرینگے یہ کہ کوئی ایسی بات جو تجہے ناپسند ہو ابن جریر نے کہا التقدیس کہتے ہیں تعظیم و تطہیر کو یعنے بڑائی کرنا پاک کہنا اسی لفظ سے یہ لفظ ہے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ یعنے ہم تجہکو پاک و بری کہتے ہیں اُس چیز سے جسکو اہل شرک تیری طرف لگاتے ہیں ہم تجہے اوس میل کچیل سے جسکو اہل کفر تیری طرف نسبت کرتے ہیں بری ٹہراتے ہیں صحیح مسلم میں ابوذر سے آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا گیا افضل کلام کیا ہے فرمایا وہ کلام ہے جسے اللہ نے اپنے فرشتوں کے لیے چنا ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ بیہقی نے عبدالرحمن بن قرط سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں سماوات علیا پر تسبیح سنی سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى **ف** قرطبی وغیرہ نے کہا اس آیت سے یہ نکلا کہ مقرر کرنا خلیفہ کا واسطے فیصلہ خلق و قطع نزاع و نصرت مظلوم و اقامت حدود و زجر عن الفواحش وغیرہ امور مہمہ کے واجب ہے کیونکہ یہ امر بے امام کے قائم نہیں ہو سکتے پس جو چیز واجب بغیر جس چیز کے تمام نہ ہو تو وہ چیز بہی واجب ہوتی ہے یہ امامت یا تو نص سے مل سکتی ہے جسطرح ابو بکر یا ایما سے یا خلیفہ کر دینے سے جس طرح ابو بکر نے عمر کو خلیفہ ٹہرا دیا تہا یا ایک جماعت صلحا کے شوری پر چہوڑ دینے سے جس طرح عمر نے کیا یا اہل حل وعقد کے اجتماع سے کسی شخص کی بیعت پر یا کسی ایک شخص کی بیعت کر لینے پر یہ اُسکا التزام نزدیک جمہور کے واجب ہے امام الحرمین نے کہا ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے واللہ اعلم یا اس طرح کہ کوئی آدمی لوگوں کو اپنی طاعت پر مقہور کرلے کہ اس صورت میں بہی اوسکی اطاعت واجب رہتی ہے تاکہ شقاق و اختلاف پیدا نہو امام شافعی نے نص کی ہے عقد امامت پر گواہی کا ہونا کسی کے نزدیک شرط نہیں ہے کسی کے نزدیک شرط ہے دو گواہ کافی ہیں یہ بات واجب ہے کہ امام مرد آزاد بالغ عاقل مسلمان عادل مجتہد بصیر سلیم الاعضاء ہو دانا سیاست و حرب میں قریشی ہو یہی صحیح ہے ہاشمی ہونا یا خطا سے معصوم ہونا شرط نہیں ہے فسق سے معزول ہوگا مگر یہ کہ کفر صریح ظاہر ہو تو اوس کے نزدیک ہی اللہ کیطرف سے کوئی برہان ازل ہو خود بخود معزول ہوتے ہیں چنانچہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے خلافت معاویہ کو دیدی تہی آپ معزول ہو بیٹہے تہے لیکن وہ عزل بسبب عذر کے تہا اُسپر انکی مدح آئی ہے دو اماموں کا

مار ماده کا ربیں ہیں نصب کرنا درست نہیں ہے حدیث میں آیا ہے جو کوئی آوے پاس تمہارے اور تمہارا کام فراہم ہو وہ تمہارے درمیان جدائی ڈالا چاہے تو تم اسکو مار ڈالو کوئی کیوں نہو یہی قول جمہور کا بھی ہے امام الحرمین وغیرہ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے ہاں ابو اسحاق نے دو یا زیادہ اماموں کا قائم ہونا جائز رکہا ہے مگر جبکہ اقطار دور دراز اور اقالیم وسیع ہوں مگر امام الحرمین کو اس میں تردد ہے ایسی بات ہے کہ خلفائے بنی عباس عراق میں تہے فاطمیین مصر میں امویین مغرب میں ہم اس مسئلے کی نظیر کیسی اور جگہہ میں کتاب الاحکام سے لکہیں گے اِنْتَہٰی کَلَامُ ابن کثیر میں کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ طوائف الملوک کا ہے اسکی تحقیق کتاب حسن المساعی میں بخوبی لکہی گئی ہے ابن کثیر کا کہنا درست ہے ف ارشاد اللہ پاک کا کہ ہم خلیفہ مقرر کرینگے ملائکہ ارض سے تہا جو بعد اخراج جن کے زمین پر بس گئے تہے نہ مطلق ملائکہ سے اس کہنے میں انکو مشاورت کی تعلیم کی آدم کی تعظیم بنائی ایجاد کی حکمت جتائی کہ جس میں خیر غالب ہو اسکو مشورہ سے اختیار کرنا بہتر ہوتا ہے بعض نے کہا کہ یہ کچہ فرشتوں سے مشورہ نہ تہا بلکہ اونکی جی کی بات کا دریافت کرنا تہا بعض نے کہا بلکہ یہ ارشاد ہے بندوں کو کہ تم مشورہ کیا کرو اس آیت سے یہ بہی ثابت ہوا کہ ملائکہ کو علم غیب نہیں ہے غیب کو سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

سکہائے آدم کو نام سارے پہر وہ دکہائے فرشتوں کو کہا بتاؤ مجہکو نام انکے اگر ہو تم سچے وہ لوگ بولے تو سب سے نرالا ہے ہمیں معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکہایا تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار کہا اے آدم بتادے انکو نام اونکے پہر جب اوسنے بتادیے نام اونکے کہا میں نے نہ کہا تہا تم کو کہ مجہکو معلوم ہیں پردے آسمان و زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرو اور چہپاتے ہو ف اللہ پاک نے اس جگہہ بزرگی آدم کی ملائکہ پر بیان کی کہ ہمنے اسکو مختص کیا تہا ساتہہ علم اسما کے کہ وہ ہر چیز کا نام جانتا تہا فرشتے نہیں جانتے تہے یہ ماجرا بعد اسکے ہوا کہ ملائکہ نے آدم کو سجدہ کیا تہا لیکن اس فصل کو اوس قصے پر اسلیے مقدم کیا کہ اس مقام کو عدم علم ملائکہ سے ساتہہ حکمت خلق خلیفہ کی مناسبت ہے کیونکہ اللہ نے انکے سوال کے جواب میں فرمایا تہا کہ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اسی لیے اللہ نے ذکر اس امتحان کا اس جگہہ کیا تا کہ آدم کا شرف علم میں ملائکہ پر ظاہر ہو جاوے ف ابن عباس نے کہا ہے اللہ نے آدم کو نام انکی اولاد کے اور جانوروں کے الگ الگ بتادیے کہ یہ گدہا ہے یہ اونٹ یہ گہوڑا یہ زید یہ عمرو یہ بکر دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ وہ نام یہی متعارف نام تہے جو سب لوگ بولتے جانتے ہیں انسان دواب آسمان ارض سہل بحر جبل حمار وغیرہ تیسرا لفظ یہ ہے کہ سکہایا اون کو نام رکابی دیگچی کلہیان تک کہ بڑی چہوٹی گوز کا مجاہد نے کہا سکہایا نام ہر جانور ہر پرندے ہر شی کا ربیع نے کہا

سکہائے اور فرشتوں کے کسی نے کہا نام ستاروں کے کسی نے کہا نام ساری ذریت کے ابن جریر نے اسی کو ترجیح دی ہے
ابن کثیر نے کہا صحیح یہی ہے کہ نام ساری چیزوں کے سکہائے مع ذات وصفت وفعل کے جیسا کہ ابن عباس نے کہا ہے حَتَّى الْفَسْوَةِ
وَالْفُسَيَّةِ یعنی کبیر بصغیر سب کچھ سکہا دیا اسی لیے صحیح بخاری میں انس سے مرفوعًا آیا ہے کہ قیامت کے دن مومنین جمع ہو کر
کہیں گے چلو اپنے رب کے پاس کسی کو سفارشی کر لائیں پھر آدم کے پاس آ کر یہ بات کہیں گے کہ تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ نے
تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا فرشتوں سے تمکو سجدہ کرایا ہر چیز کا نام تم کو سکہایا تم ہماری سفارش اپنے رب سے کرو
الْحَدِيثَ بِطُولِهِ اسکو مسلم ونسائی وابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے مقصود اس جگہ فقط یہ مضمون ہے وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ
كُلِّ شَيْءٍ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ آدم کو ساری مخلوقات کے نام سکہائے تھے اسی لیے یہ کہا کہ پھر انکو یعنی ان مسمیات
کو آدم نے ملائکہ پر عرض کیا قتادہ نے کہا ہے کہ ان اسماء کو عرض کیا ابن مسعود وایک جماعت صحابہ کا یہ قول ہے
کہ خلق کو ملائکہ پر عرض کیا مجاہد کا لفظ یہ ہے کہ ان اسماء کو عرض کیا حسن وقتادہ نے کہا ہر چیز کا نام سکہایا
وہ ہر ایک چیز کا نام لیتے ایک ایک گروہ عرض کیا جاتا مطلب یہ ہوا کہ ملائکہ سے یہ بات کہی گئی کہ یہ اشیا جو تم کو دکہائے
گئے تم ان کے نام بتاؤ اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ جسکو میں زمین میں خلیفہ کرونگا وہ فسادی خونریز ہوگا اور جو تم رہو گے
تو مطیع وطائع رہو گے سو جب تم کو ان چیزوں کی جو تمہیں دکہائی گئی ہیں نام تک معلوم نہیں ہیں حالانکہ تم انکو دیکھ رہے
ہو تو جو چیزیں ابھی وجود میں نہیں آئی ہیں اور زمانہ آیندہ میں ہونگی انکو تم کیا خاک معلوم کرو گے اوس پر ملائکہ نے اللہ کی
تنزیہ وتقدیس اپنی کم علمی کا اقرار کیا ابن عباس نے کہا لفظ سُبْحَانَ اللّٰهِ تنزیہ کرنا ہے اللہ کا اپنی جان کو ہر برائی
سے عمر نے علی سے پوچھا یہ کیا کلمہ ہے فرمایا اللہ نے اس کلمہ کو اپنے لیے دوست رکھا پسند کیا ہے اللہ چاہتا ہے کہ
یہ کلمہ پڑھا جاوے میمون بن مہران نے کہا یہ ایک ایسا نام ہے جس سے اللہ کی تعظیم نکلتی ہے **ف** ربیع بن انس نے
کہا آدم نے نام یوں بتائے کہ تم جبرئیل ہو یہ میکائیل ہے وہ اسرافیل ہے یہانتک کہ سارے نام غراب تک گن ڈالے
مجاہد نے کہا نام کبوتر وغراب ہر چیز کا لیا پہر جب فضل آدم کا ملائکہ پر بیان اسماء اشیا میں ظاہر ہوا تو اللہ نے کہا کیوں نہ
میں نے کہا تہا کہ میں ہر غیب ظاہر چہپی کو جانتا ہوں كما قال تعالىٰ وَإِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى اور
زبان ہدہد سے واسطے سلیمان علیہ السلام کے یوں خبر دی ہے أَلَّا يَسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ابن عباس نے کہا مطلب یہ ہے کہ میں
سر کو ویسا ہی جانتا ہوں جیسے علانیہ کو ایک گروہ صحابہ نے کہا مراد مَا تُبْدُونَ سے یہ قول ملائکہ ہے أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ
فِيهَا الآية اور مراد تَكْتُمُونَ سے وہ تکبر وغرور ہے جو ابلیس کے نفس میں تہا ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے قتادہ وغیرہ

اور سکھائے آدم کو نام سارے
پھر سامنے کیا ان کو فرشتوں کے
پھر کہا بتاؤ مجھ کو نام ان کے
اگر تم سچے ہو
بولے پاک ہے تو ہم کو معلوم نہیں
مگر جتنا تو نے ہم کو سکھایا
تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار
فرمایا اے آدم بتا دے ان کو
نام ان کے پھر جب اس نے
بتا دیے ان کے نام
فرمایا میں نے نہ کہا تھا تم کو
میں جانتا ہوں پردے کی چیزیں

اور اسکے سوا صاحب کی
تحقیق کا ۳ کیا
رکہیگا اس میں جو
شخص فساد کرے وہاں
اور کرے خون اور ہم
پڑہتے ہیں تری خوبیاں
اور یاد کرتے ہیں تری
پاک ذات کو کہا مجھکو
معلوم ہے جو تم نہیں
جانتے ۱۲

سے کہا تھا تمکو سو یہ قول ملائکہ مراد ہو کہ اللہ سے حسنی محقق ثنائی کرتے ۔ دوسرے کہو ہم سب ما کسی کی آو تا منزہ کہا اللہ کے نہیں ہے انکو معلوم
فرمایا کہ آدم کو علم و کرم میں انپر فضیلت حاصل ہے اس حدیث کہا ہے بہتر ہوا اس بات کا قول ابن عباس کا
ہے کہ جو تم زبان سے کہتے ہو وہ اور جو تم دل میں چھپاتے ہو وہ سب ہے ، دوکرے ار ہے کوئی چیز سر ہو یا پیدا یہ مجھ
مخفی نہیں **ف** کشاف میں کہا ہے کہ آدم عجمی نام ہے یہی قول بیضاوی سمجھ کا ہی ہے کہ یہ نام کسی لفظ
سے نکالا نہیں گیا ہے اللہ نے آدم کو پیدا کر چکا تو سب چیزوں کے نام انکو سکھا دیے مراد اسماء سے مسمیات
ہیں کسی نے کہا اسی لغات مراد ہیں لیکن جب آپکی اولاد متفرق ہو گئی اکسی کو زبان عربی اور ہی کوئی بھول گیا
مراد علم اسماء سے یہ کہ لفظ و معنی مفرد و مرکب حقیقت و مجاز سکھے سکھادیا مراد اسم سے وہ لفظ ہے جو معنے پر دلالت
کرے خواہ ذات ہو یا عرض پس اس میں اسم و فعل و حرف سب داخل رہے یہ قول کہ اللہ نے اپنے سارے اسماء حسنی سکھادیے
تفسیر مظہری میں لکھا ہے مگر خصوص سے عموم بہتر ہوتا ہے علیم اوسکو کہتے ہیں جو محیط ہو سارے معلومات کا حکیم کہتے
ہیں واضع عدل کو یا اوسکو جسکا کام بہت پختہ ہو کوئی فساد خلل اوسکے کام میں نہ آسکے اس آیت سے یہ بھی
نکلا کہ آدم نبی تھے کیونکہ اللہ نے اون سے یہ بات کہی کہ تم اون کو نام بتا دو نام بتانے سے یہ نکلا کہ علم کو شرف
ہے جہل پر اسی لیے علم شرط ہے واسطے خلافت کے اللہ نے فضل آدم کا ملائکہ پر اسی علم سے ظاہر کیا تھا علم سے بڑھکر اگر
اور کوئی شرف ہوتا تو اوسی سے اظہار فضل فرماتا اسی علم کی فضیلت کے سبب فرشتوں سے سجدہ انکو کرایا معلوم ہوا کہ عالم
کے لیے کھڑا ہو جانا جائز ہے اگر بطریق محبت علم کے ہو نہ بطور تعظیم شخص کے طیبی نے کہا اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم لغت
عبادت سے بڑھکر ہے پھر علم شریعت کا کیا ذکر **ف** یہ ارشاد کہ میں آسمان زمین کے غیب جانتا ہوں دلیل ہے اس بات
پر کہ دعوے غیب دانی کا یا کسی خفی بات پر مطلع ہونیکا جسطرح منجم و کاہن و اہل رمل و ساحر و شعبدہ باز وغیرہم کرتے
ہیں مردود ہے اللہ تعالے کے سوا کوئی بھی علم غیب نہیں جانتا نہ ملائکہ نہ انبیا نہ اولیا ۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ جب ہمنے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کر پڑے
مگر ابلیس نے نمانا اور تکبر کیا وہ تھا منکروں میں **ف** یہ ایک دوسری کرامت ہے جسکا احسان اللہ نے ذریت آدم پر کیا
کہ ہمنے ملائکہ سے آدم کو سجدہ کرایا اس مقدمے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں حدیث شفاعت اوپر گذر چکی ہے موسی و آدم
سے جب ملاقات ہوئی تو انھوں نے بھی یہی کہا کہ تم وہی آدم ہو جسے خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا اپنی روح
اسمیں پھونکی اپنے فرشتوں سے اسکو سجدہ کرایا ابن عباس کہتے ہیں ابلیس ایک قبیلہ ملائکہ سے تھا جنکو جن کہتے ہیں یہ قبیلہ
مخلوق ملائکہ کا آگ گرم سے پیدا کیا گیا تھا اسکا نام حارث تھا یہی ایک جنت کا خزانچی ہو گیا تھا باقی فرشتے نور سے ہوے ہیں وہ جبر

جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے اونکی خلقت شعلہ نار سے ہے شعلہ آگ کی زبانہ ہے حاصل یہ ہے کہ انسان مٹی سے بنا
ہے سب سے پہلے زمین میں جن بسے جب انہوں نے فساد کیا خون ریزی اور بعض کو قتل کرنے لگے تو اللہ تعالی نے ایک لشکر ملائکہ
کا ابلیس کو بنا کر انپر بھیجا یہ ملائکہ اوسی قبیلہ کے تھے جن کو جن کہتے ہیں جب ابلیس آیا مار کر جزیرون و اطراف جبال کی طرف
بھگا دیا تو اوسکے جی میں غرور آیا کہ میں نے ایسا کام کیا ہے جو کسی سے نہ ہوا اللہ تعالی کو اس دل کی بات کی خبر تھی وہ
ملائکہ جو اوسکے ہمراہ گئے تھے انکو معلوم نہ ہوا جب اللہ نے اُن ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں آدمی کو خلیفہ کرونگا تو اونہون
نے کہا کہ جس طرح جنون نے فساد کیا خون بہایا اسی طرح یہ بھی کرے گا ہم اوسی کام کے لیے بھیجے گئے تھے اللہ تعالی نے فرمایا جو
مجھے معلوم ہے وہ تم نہیں جانتے ہو یعنی اوس کبر و غرور پر جو ابلیس کے دل میں ہے کسی کو اطلاع نہیں ہے پھر آدم کی مٹی اوٹھا
ایک چکنی کھنکھناتی خاک سے آنکو پیدا کیا اپنے ہاتھ سے بنایا چالیس رات تک اونکا دھڑ پڑا رہا ابلیس آتا پاؤں سے ٹھوکر
مارتا وہ دھڑ کھنکھناتا کما قال تعالی مِن صَلصَالٍ كَالفَخَّارِ یعنی ٹھیکری جیسے ٹھوس نہیں ہے بنایا ابلیس منہ کی
طرف سے گھس کر دُبر کی طرف سے نکلتا کبھی پیٹ میں گھس کر منہ کی طرف سے باہر آتا پھر کہتا کہ تو نرے اس صلصلہ کے
لیے نہیں ہے کسی اور کام کے لیے بنایا گیا ہے اگر میں تجھ پر غالب ہوا تو تجھے برباد کرونگا اور جو تو مجھ پر غالب آیا تو
میں تیری نافرمانی کرونگا جب اللہ نے اوس میں اپنی روح پھونکی تو یہ پھونکنا سر کی طرف سے ہوا جہاں تک بدن میں روح
جاتی خون و گوشت بنتا جاتا جب روح ناف تک پہونچی بدن کو دیکھکر خوش ہو گیا کہ اوٹھ بیٹھیں مگر یہ ہو نہ سکا یہی
مطلب ہے اس آیت کا وَخُلِقَ الإِنسَانُ مِن عَجَلٍ یعنی بنا ہے آدمی جلد باز جب روح سارے تن میں
پہنچ گئی چھینک آئی الحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العٰلَمِینَ کہا یہ کہنا اللہ کے الہام سے تھا اللہ تعالے نے فرمایا یَرحَمُکَ اللّٰهُ یَا آدَمُ پھر
اے آدم تجھپر اللہ رحم کرے
اللہ نے اُن فرشتوں سے جو ہمراہ ابلیس کے بھیجے گئے تھے نہ اون فرشتوں سے جو آسمانوں میں تھے یہ فرمایا کہ تم آدم کو سجدہ
کرو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا غرور کیا اوسکے دل میں تکبر سما گیا جس میں کہتا تھا کہ میں اسکو ہرگز سجدہ نہ کرونگا میں
اُس سے کہیں بہتر ہوں عمر میں بڑا خلقت میں قوی ہوں یہی مطلب ہے اس آیت کا خَلَقتَنِی مِن نَّارٍ وَّخَلَقتَهُ مِن
طِینٍ یعنی آگ مٹی سے زیادہ زبردست ہے جب ابلیس نے سجدہ نہ کیا تو اللہ تعالی نے اوسکو ہر طرح کی خیر سے نا امید
کر کے شیطان رجیم کر دیا یہ اوسکی معصیت کی عقوبت ہوئی پھر آدم کو سب چیزوں کے نام بتائے سب چیزون کو حاضر کر کے
اون فرشتون کے سامنے جو ہمراہ ابلیس کے تھے آدم سے نام ظاہر کرائے سب نے اللہ کا غصہ اپنے اوپر معلوم کر کے
برات اپنی علم غیب سے ظاہر کی ابن کثیر کہتے ہیں یہ سیاق اس اثر کا غریب ہے اس میں ایسی چیزیں ہیں جن میں
نظر ہے لمبا جھگڑا ہے تفسیر مشہور ابن عباس کی اسی اسناد سے آئی ہے اسی کے لگ بھگ کم و بیش سُدی نے

[illegible]

روایت کیا ہے سدی کی تفسیروں میں اسرائیلیات بہت ہیں کیا عجب ہو کہ بعضی بات مدرج ہو کلام صحابی پہو یا صحابہ نے
بعض اگلی کتابوں سے لی ہو حاکم نے مستدرک میں اسناد سدی کو بعینہ لا کر شرط بخاری پر بتایا ہے پہر ابن کثیر نے کہا ہو
غرض یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جب ملائکہ کو حکم سجدہ آدم کا دیا تو ابلیس بہی اس خطاب مین داخل ہوا اگرچہ اُنکی ذات کا نہ
تہا مگر اونکے سے کام کرکے اون ہی میں ملتا جلتا ہو گیا تہا اسی لیے مخالفت امر پر مذموم ٹہرا اسکا بیان اپنے جگہہ پر آویگا
جہاں یہ فرمایا ہے کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ ابن عباس نے کہا ہے ابلیس معصیت سے پہلے فرشتوں میں تہا عزازیل
نام رکھتا تہا ساکن زمین سی تہا سب ملائکہ سے زیادہ عبادت کرتا سب سے زیادہ علم رکھتا اسی گہمنڈ پر اوسنے تکبر کیا اسکی
قوم کا نام جن تہا دوسرا لفظ یہ ہو کہ پہلے نام اُسکا عزازیل تہا اشراف ملائکہ مین تہا چار پر رکہتا تہا پہر ابلیس ہو گیا
تیسرا لفظ یہ ہو کہ زمین و آسمان دنیا کا سلطان تہا دونو جگہہ کی سیاست کرتا تہا جب عاصی ہوا اللہ نے مسخ کرکے
شیطان رجیم کر دیا حسن نے کہا ہو کہ ابلیس ہرگز ایکدم بہی منجملہ ملائکہ کے نہ تہا ملکہ جسطرح اصل نوع انس آدم علیہ السلام
ہین اسیطرح یہ ملعون اصل نوع جن ہے **ف** ابو العالیہ نے کہا کافرین سے مراد اس جگہہ عاصین ہین سدی نے
کہا یعنے اُن کافروں مین سے ہے جو ہنوز پیدا نہین ہوے تہے علم مین پہلے ہو گئے قرطبی نے کہا اللہ نے ابلیس کو کفر و ضلالت
ہی پر پیدا کیا تہا گو کام فرشتوں کا سا کرتا تہا پہر اوسکو اوسکی اصل پر پہیر دیا وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ فرمایا **ف**
قتادہ نے کہا یہ سجدہ کرنا ملائکہ کا اللہ کی طاعت تہا آدم کو سجدہ تہا اللہ نے آدم کا یہ اکرام کیا کہ ملائکہ سے انکو سجدہ
کرایا کسی نے کہا یہ سجدہ تحیت و اکرام و سلام تہا جس طرح یوسف علیہ السلام کو برادران یوسف نے سجدہ کیا تہا کما قال
تعالی وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا یہ سجدہ اگلی امتوں میں مشروع تہا ہماری ملت مین منسوخ ہو گیا معاذ کہتے ہین میں ملک
شام میں گیا تہا دیکہا وہ لوگ اپنے علماء کو سجدہ کرتے ہین میںنے کہا آپ اللہ کے رسول ہو آپ کو سجدہ کرنا بہت ٹہیک
بات ہے فرمایا مین اگر کسی بشر کو حکم سجدہ کرنیکا واسطے کسی بشر کے دیتا تو عورت سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے
کیونکہ شوہر کا حق اوسپر بہت بڑا ہے رازی نے اسی کو ترجیح دی ہے بعض نے کہا یہ سجدہ اللہ کو تہا آدم قبلہ تہے جس
طرح فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ لیکن اس آیت میں اظہر ہے ظاہر یہی ہے کہ قول اول اولی ہو یہ سجدہ
آدم ہی کو تہا اونکی اکرام و اعظام و احترام و سلام کے لیے اوسکی ادا مین اللہ کے حکم کی اطاعت تہی قبلہ ٹہیرانے میں
کیا شرف ظاہر ہوتا ہے یا سجدے سی خضوع کو مراد لیے مرتبہ انحنا و وضع پیشانی بر زمین نہ کیا جو بہی نکلتی ہو رازی نے ان دونو
قول کو ضعیف ٹہیرا کر اگلی بات کو قوی کہا ہو یہی ٹہیک ہے حدیث صحیح بخاری مقدمہ شفاعت مین اسی کی موید مصرح
ہو وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ **ف** رازی نے کہا مامور بسجدہ آدم خاص ملائکہ ارض تہے یا سموات کی بہی سو یہ قول ہر اہل علم

کے ہر ایک قول کو ایک گروہ نے ترجیح دی ہے مگر ظاہر آیت کریمہ عموم ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِیْسَ
انتہی میں کہتا ہوں یہ عموم ثبوت مفہوم ہو سکتا ہے کہ مراد ملائکہ سے خاص وہ ملائکہ ہوں جو ہمراہ ابلیس کئے ہے ورنہ عموم حاصل
انہیں کے ساتھ رہے گا لیکن جب کہ کوئی مرجع چند اس باب میں وارد نہیں ہے تو ایسی جگہہ ایمان اجمالی مطابق ظاہر کتاب و سنت
کے کافی ہے حاجت زیادہ خوض و غور کی نہیں قتادہ نے کہا عدو اللہ ابلیس نے آدم علیہ السلام پر حسد کیا اس بات پر کہ
یہ کرامت انکو کیوں ملی یہ فضل کیوں حاصل ہوا کہا میں آتشی ہوں یہ خاکی ہے گناہ کبر کی ابتدا اسی مردود سے ہوئی ہے حسد
و کبر سے آدم کو سجدہ نہ کیا حدیث صحیح میں آیا ہے وہ شخص جنت میں نہ جاوے گا جس کے دل میں رائی برابر کبر ہوگا ابلیس کے
دل میں کبر و کفر و عناد تھا اسی وجہ سے اللہ کی رحمت سے مردود و مطرود ہوا حظیرۃ القدس سے دور پڑا **بیت** مکر عزازیل
را خوار کرد * بزندان لعنت گرفتار کرد * کسی نے کہا کافر ہوگیا کسی نے کہا پہلے ہی سے علم خدا میں کافر تھا قرطبی نے اسی
کو راجح کہا ہے پھر یہ کہا کہ ہمارے اہل علم نے یہ بات کہی ہے کہ جس کسی کے ہاتھ پر اللہ تعالی نے کرامات و خوارق
عادات ظاہر کیے اور وہ شخص نبی نہیں ہے تو یہ کچھ دلیل اس شخص کی ولایت پر نہیں ہو سکتی ہے جس طرح کہ بعض
صوفیہ و رافضہ نے خیال کیا ہے پھر کہا ہم یقین نہیں کر سکتے کہ ایسا شخص بعد میں با ایمان ہو کر ملیگا ہاں ولی با ایمان
ملتا ہے ابن کثیر نے کہا کبھی خارق عادت ہاتھ پر فاجر کافر کے بھی ظاہر ہوتا ہے دیکھو ابن صیاد نے کہا تھا ھُوَ الدُّخُّ
جبکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پوشیدہ رکھا یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ اسی طرح جب اسکو غصہ آتا
تو اتنا پھول جاتا کہ رستہ بھر جاتا ابن عمر نے اسی امر پر اسکو مارا تھا احادیث میں کیا کچھ خوارق عادات دجال بہت آئی ہیں
جیسے آسمان سے پانی برسانا زمین کا خزانہ ہمراہ لیے پھرنا ایک جوان کو مار کر جلانا شافعی و لیث بن سعد نے کہا ہے جب تم
کسی آدمی کو دیکھو کہ پانی پر چلتا ہوا میں اڑتا ہے تو دھوکا نہ کھاؤ جب تک کہ اسکے کام کو کتاب و سنت پر عرض نہ کر لو
میں کہتا ہوں ہوا پر باز و کبوتر اوڑتے پانی پر کتے وغیرہ حیوان چلے جاتے ہیں اسمیں کیا فخر ہوا اللہ نے انسان کو اکرم
مخلوقات اشرف کائنات بنایا ہے اسکا فخر یہ نہیں ہے کہ پانی پر چلے یا ہوا پر اوڑے اسکا شرف تو یہ ہے کہ بندگی کا پورا
پورا حق ادا کرے غرور و تکبر کی ہوا بھی لگنے نہ دے نعلین کی طرح خاکسار رہے دستار کی طرح صاحب نخوت نہ ہو **ف**
بقاعی نے کہا ہے پہلے آدم کو تعلیم اسماء ہوئی پھر سجدہ پھر اسکان جنت پھر اخراج جنت سے پھر اسکان زمین میں اس آیت میں
دلیل ہے مذہب اہل سنت پر کہ انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں یہ قصہ آدم علیہ السلام کا قرآن میں سات سورتوں میں آیا ہے اس
سورت میں پھر سورۂ اعراف پھر سورۂ حجر سورۂ اسرا سورۂ کہف سورۂ طہ سورۂ ص میں مطلب اس تکرار کا شاید تسلی خاطر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے پھر یہ کہ حضرت ہاتھ سے اہل زمانہ اور اپنی قوم کے بڑی محنت و تکلیف میں گرفتار تھے یہ بات جب

ف
[illegible]
ف
[illegible]

کہی ہی مگر یہ ظاہر ہی کہ تکرار مذکور واسطے اظہار شرف و فضل آدم علیہ السلام کے ساری خلق پر ہی حتے کہ ملائکہ پر بہی اس لیے کہ آدم کسی محبت مین تہے فتح البیان مین ہی کہ یہ سجدہ دن جمعے کے وقت زوال سی عصر تک تہا اول جبریل علیہ السلام پہر میکائیل نے پہر اسرافیل نے پہر عزرائیل نے پہر سارے ملائکہ مقربین نے کیا انتہی یہ قول اسی بنیاد پر ٹہیک ہوگا کہ سجدے کو خاص ساتہہ ملائکہ ہمراہی ابلیس کے نہ کیا جاوے جس طرح کہ قول اکثر اہل علم کا ہے شیطان کا نام سریانی مین عزازیل عربی مین حارث تہا بعد عصیان کے ابلیس نام ہوا ابلیس کے معنے مایوس کے ہین نام کے ساتہہ صورت بہی بدل دی گئی استکبار یہ ہی کہ اپنی جان کو بڑا سمجہے حدیث صحیح مین آیا ہے کبر رد کرنا حق کا حقیر جاننا لوگون کا ہے ابا یعنی انکار بعد استکبار کے تہا لیکن ذکر اسکا اس لیے مقدم کیا گیا کہ انکار افعال ظاہریہ سی ہے استکبار افعال قلوب سے پہر سورہ ص مین فقط ذکر استکبار کا فرمایا سورہ حجر مین ذکر انکار پر قصر کیا ہے آیت شریف سی صریح ہوتا ہی کہ امر کا ترک ہونا خوص کا اللہ کے سہر مین نکلا یہی معلوم ہوا کہ صیغہ امر کا واسطے وجوب کے ہوتا ہے جسکو خدا نے جان لیا ہی کہ وہ کفر پر وفات کریگا حقیقت مین کافر وہی شخص ہے کیونکہ اعتبار خاتمے کا ہے اگرچہ فی الحال مومن ہی کیون نہ ہو اسی کو مسئلہ موافاۃ کہتی ہین اسمین حنفیہ شافعیہ ماتریدیہ کا اختلاف ہی شیخ نے اس باب مین ایک مستقل کتاب لکھی ہے ف

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِينَ ○ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ○

کہا ہمنے اے آدم بس تو اور تیری عورت جنت مین اور کہاؤ اُس مین محظوظ ہو کر جس جگہہ چاہو اور نزدیک جاؤ اس درخت کی پہر تم بے انصاف ہو جاؤگے پہر ڈگایا انکو شیطان نے اُس سے پہر نکالا انکو وہان سے جس آرام مین تہے اور ہمنے کہا تم سب اترو ایک دوسرے کے دشمن ہو تمکو زمین مین ٹہیرنا ہے اور کام چلانا ایک وقت تک **ف** یہ تیسری نعمت ہی اللہ کی بنی آدم پر کہ اونکی جنت کو انکو باپ آدم پر مباح کر دیا تہا کہ جہان چاہین رہین اور جو چاہین سو کہائین اوڑہین ابو ذر کہتے ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کیا آدم نبی تہے فرمایا ہان نبی رسول تہے اللہ اونسے رو برو کلام کیا تہا کہا اے آدم تو اور تیری جورو جنت مین رہ انتہی کہ اس جنت مین اختلاف ہی کہ یہ کہان تہی آسمان پر یا زمین مین اکثر نے کہا ہی آسمان پر تہی قرطبی نے معتزلہ و قدریہ سے نقل کیا ہے کہ زمین مین تہی تکمیل حال سورہ اعراف کی تفسیر مین آویگا انتہی فتح البیان مین کہا ہے کہ بعض نے کہا جنت زمین فلسطین مین تہی یا درمیان فارس و کرمان کے اللہ نے اسکو امتحان آدم کے لیے بنایا تہا و نیز اسی سے انکا اتارنا یہ تہا کہ طرف زمین ہند کی نقل کر دئے کما قال تعالی اهبطوا مصرا یعنی مصر کو جاؤ یہان سے نکل جاؤ رستہ لو چلتے پہرتے نظر آؤ آدم

کی خلقت بلا خلاف اسی زمین پر ہوئی تھی اس قصے میں رفع انکا آسمان پر ذکر نہیں کیا گیا اگر رفع ہوتا تو اس نعمت عظمیٰ کا ذکر ضرور کیا جاتا اور اگر یہ جنت دار الخلد ہوتی تو ابلیس اوس میں نہ جا پاتا کسی نے کہا یہ سب ممکن ہے ادلہ نقلیہ متعارض ہیں اس لیے کسی بات پر یقین کرنا توقف کرنا واجب ہے ابو السعود نے بھی یہ بات کہی ہے حافظ ابن القیم نے کتاب حادی الارواح میں فریقین کے دلائل کو بدون تصریح قول راجح کے بتفصیل تمام ذکر کیا ہے ہم بتاتے ہیں کہ جس بات کو ہمیں اللہ و رسول نے صراحۃً نہیں بتایا ہم کو اس میں خوض کرنا کچھ ضرور نہیں ہے **ف** ابن کثیر کہتے ہیں سیاق آیت یہ چاہتا ہے کہ حوا آدم کے جنت میں جانے سے پہلے پیدا ہوئی ہیں محمد بن اسحق نے اسی بات کی تصریح کی ہے مگر بحوالہ توریت وغیرہ اہل علم کے ابن عباس نے کہا جب آدم پر خواب ڈالی گئی تو ایک پسلی اونکے بائیں جانب کی لیکر اوس جگہہ گوشت سے جوڑ دیا گیا آدم بدستور سوتے رہے جاگے نہیں یہانتک اونکی اُس پسلی سے بی بی حوا بام پیدا ہو کر پوری ایک عورت ہوگئیں تا کہ آدم کو اُنسے چین ملے آرام ہاتھ آئے جب وہ اوس خواب راحت سے جاگے بیدار ہوکے حوا کو اپنے پہلو کے پاس بیٹھا دیکھا کہا لَحْمِی وَدَمِی وَرُوحِی یعنے یہ میرا ہی ماس گوشت پوست خون ہے میرا جوڑا ہے پھر اون سے ان کا دل ٹھیر گیا پھر اللہ نے انکا بیاہ آدم سے کر دیا کہا تم دونو جنت میں رہو مگر اس درخت کے پاس نہ پھٹکنا کسی نے کہا کہ پیدائش حوا کی بعد دخول جنت کے ہوئی تھی ابن عباس و ابن مسعود اور ایک جماعت کا یہی قول ہے حوا کا نام حوا اس لیے ہوا کہ شی حی سے پیدا ہوئیں یعنے آدم سے **ف** یہ ارشاد اللہ پاک کا کہ اس درخت کے پاس جانا بطور امتحان و آزمایش کے تھا ابن عباس نے کہا یہ درخت انگور کا تھا یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا یہود کا یہ زعم ہے کہ وہ درخت گیہوں کا تھا ایک روایت میں ابن عباس سے بھی یوں ہی آیا ہے دوسری روایت میں سنبلہ کہا ہے یہی قول ہے ابو الجلد کا جس درخت کے پاس آدم نے توبہ کی تھی وہ زیتون کا درخت تھا مگر اس گیہوں کا دانہ جنت میں بہت بڑا تھا جیسے گاؤ کا سر مکھن سے زیادہ نرم شہد سے زیادہ شیریں تھا ابو مالک نے کہا کھجور کا درخت تھا مجاہد نے کہا انجیر کا درخت تھا کسی نے لوز کا درخت بتایا کسی نے کہا علم کا درخت تھا کسی نے کہا کافور کا درخت تھا کسی نے کہا اترج کسی نے کہا درخت کی جنس سے تھا ابو العالیہ نے کہا جو کوئی اس درخت کو کھاتا اُسکو حدث ہوتا بہشت جگہہ حدث کی نہیں ہے یعنے اسی لیے آدم وہاں سے نکالے گئے وہب بن منبہ نے کہا یہ درخت شاخدار تھا جس میں پھل لگتے فرشتے اوسکو ہمیشہ رہنے کے لیے کھاتے اللہ نے آدم و حوا کو اس درخت سے روک دیا کہ تم اُسکے پاس تک نہ جانا کھانے کا کیا ذکر ہے ابن جریر نے کہا ٹھیک بات یہی ہے کہ اللہ نے ایک خاص درخت سے بعینہ ان دونو کو منع کر دیا تھا نہ سارے اشجار جنت سے ہم نہیں جانتے کہ وہ کونسا درخت معین تھا کیونکہ اللہ نے قرآن میں کوئی دلیل تعیین شجر پر ذکر نہیں کی ہے نہ سنت صحیح

مین آئی ہے کوئی کسی درخت کو تلاتا ہے کوئی کسی جہاڑ کو جتلاتا ہے یا ایسا علم ہر کہ اگر اسکو جان لیا تو عالم کو کچہ نفع نہیں
نہ جانا تو جاہل کو کچہ ضرر نہین واللہ اعلم رازی نے بہی اسی ابہام کو ترجیح دی ہے ابن کثیر نے بہی اسی کو صواب کہا ہے
شوکانی بہی اسی طرف گئے ہین غرضکہ کچہ ہی کیون نہ ہو شیطان نے اون دونون میان بی بی کو جنت سے بہکایا اون
درخت کے ٹو لگا دیا الغرض دی جب اچہے لباس اپنے گہر اچہے رزق اچہے چین آرام مین تہے اُس سے نکال باہر کیا اللہ نے
فرمایا اب تم رہیں ہیں ایک وقت تک یعنی تا موت یا تا قیام قیامت رہو تمہارا قرار رزق اصل یہی بیت ہر آیت کیہ
ے قصہ سانپ و ابلیس کا کہ کیونکر جنت مین جا کر وسوسہ ڈالا تفسیر سورہ اعراف مین ذکر کیا ہے اسلیے کہ وہان قصہ آدم کا
مفصل تر آیا ہے مگر اخبار مذکور اسرائیلی ہین نہ لائق تصدیق ہین نہ مستحق تکذیب ف ابی بن کعب مرفوعاً کہتے ہیں
کہ اللہ آدم کو ایک لمبا آدمی بنایا تہا سر پر بہت بال تہے جیسے کہجور کا درخت ہو جب اونہون نے اوس درخت کو چکہا جسے
سے اللہ منع کیا تہا تو بدن پر سے کپڑے گر گئے ستر ظاہر آنے لگا جنت مین دوڑتے پہرتے تہے ایک درخت مین بال
کہ اولجہ گئی اُس سے چہڑانے لگے رحمن نے پکار کر کہا اے آدم کیا تو مجہہ سے بہاگتا ہے کہا نہین اے رب بلکہ شرماتا ہون اسکو
ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے ابن عباس کہتے ہین آدم جنت مین عصر سے مغرب تک رہے حسن نے کہا ایک ساعت دن
میں رہے یہ ساعت ایک سو تیس برس کی ایام دنیا سے تہی ربیع بن انس نے کہا آدم نوین یا دسوین ساعت مین
جنت سے نکلے اون کے سر پر ایک تاج تہا جنت کے درخت کا سدی نے کہا جب ایسے فرمایا یہان سے نکلو تو آدم ہند مین
اوترے اونکے ساتھ حجر اسود اور کچہ جنت کے پتے تہے وہ پتے ہند مین پہینکدیے اوس سے یہ سارے خوشبو کے درخت پیدا
ہوگئے عطر ہندوستان کی اصل وہی جنت کے پتے ہین آدم ان پتون کو بطور یادگار نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے
ہمراہ مُٹہی مین جنت سے لیتے آئے تہے ابن عباس نے کہا آدم دحنا نام زمین پر اوترے یہ زمین درمیان مکہ و طائف
کے ہے حسن بصری نے کہا آدم ہند مین حوا جدے مین ابلیس دستمیسان مین جو زمین بصرہ سے چند میل کے فاصلہ
پر ہے سانپ اصبہان مین اوترے ابن عمر نے کہا آدم صفا پر حوا مروہ پر نازل ہوئے رجاء بن سلمہ نے کہا آدم اوترے تو ہاتھ
رکہے ہوئے سر گہٹنون پر اوترے ابلیس انگلیون مین انگلیان ڈالے ہوئے آسمان کیطرف دیکہتا ہوا اوترا بیشتر آثار صحابہ مین
حدیث مرفوع مین کوئی جگہہ معین نہین اوترنے آدم کی ہند مین آنا صحیح ہے کہ ہند مین اوترے مگر نام شہر یا قصبے یا گاؤن
کا مرفوعاً ثابت نہین ہوا ہمیں اسا کافی ہے کہ جہان اللہ نے چاہا وہان اوتارا اگر یہ معلوم ہوئی تو کیا نہ معلوم ہوئی تو
کیا ابو موسی نے کہا جب اللہ نے آدم کو زمین پر اوتارا ہر چیز کی صنعت سکہا دی کچہ پہل جنت کے بطور توشہ اور زاد راہ ساتھ
کر دیے یہ تہارے پہل ہیں اسکے سوا صرف اتنی بات ہر کہ یہ بگڑ جاتے ہین وہ نہین بگڑتے تہے ابو ہریرہ مرفوعاً کہتے ہین بہترین جس

سورج چمکیکا جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم پیدا ہوے اوسی میں داخل جنت ہوے اوسی دن وہاں سے نکالے گئے
رواه مسلم [illegible] **ف** رازی نے کہا ہے اس آیت شریف میں بڑی دہمکی ہے سب گناہون پر کئی وجہ سے ایک یہ جو
شخص تصور کرے گا کہ آدم پر بات ایک ذرا سی لغزش کے کیا گذرا تو وہ معاصی سے بہت ڈرے گا وہاں تو آدم ایک ادنی
قصور پر خارج کیے گیے یہاں بنی آدم سے رات دن تار توڑ گناہ پر گناہ ہوتے ہیں کسی کو دہیان تک بہی نہیں آتا اسکا
انجام دیکہیے کیا ہوتا ہے ان فاسقون کی وہی مثل ہے **بیت** پدرم جنت جاوید بگندم بفروخت ٭ ناخلف باشم
اگر من بجوے نفروشم ٭ فتح موصلی نے کہا ہے کہ پہلے ہم ایک قوم جنت کی تہے ابلیس ہم کو قید کر کے دنیا میں لایا ہے
ہم کو سواے رنج و غم کے کچہ حاصل نہیں جب تک ہم اوسی گہر میں پہر نہ پہنچیں جہاں سے نکالے گئے ہیں سچ ہے مسافر کو
آرام جب ہی ملتا ہے کہ وہ تکلیف سفر سے چہوٹ کر اپنے گہر بار اپنے وطن مسکن میں آوے **ف** بڑے دشمن
آدمی کے دو ہی ہیں ایک ابلیس ایک سانپ اسی لیے یہ فرمایا ہے کہ تکو بعض تمہارے دشمن ہیں بعض کے یعنی ذریت
ابلیس و ذریت مومنین آدم کے قدیم سے عداوت چلی آتی ہے اسی طرف اس آیت میں بہی اشارہ فرمایا ہے اِنَّ الشَّیْطٰنَ
لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا عدوان کہتے ہیں ظلم کو عدو وہ ہے جو دوستدار نہ ہو **بیت** بقول دشمن پیمان
دوست بشکستی ٭ ببین کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی ٭ عداوت حیات کا یہ حال ہے کہ بہت سی حدیثوں میں روایۃ
اہل سنن وغیرہ کے حکم آیا ہے کہ سانپوں کو قتل کرو اون کے عوض لینے سے نڈرو قرطبی نے یہ حدیثیں لکہی ہیں کچہ
فتح البیان میں بہی مذکور ہیں سانپ کو جو لوگ مارتے ہیں سو اسلیے کہ اوسکی کاٹنے سے جان جاتی ہے آدمی مرجاتا
ہے مگر شیطان کو جسکی سبب سے ایمان جاتا ہے جسکا ضرر صاحب کو زہر سے بڑہا ہوا ہے اوسکو ہزاروں لاکہوں میں شاید دو
چار ہی آدمی عبادت خالص توحید صادق اختیار کر کے مارتے ہوں تو مارتے ہوں ورنہ خیر سلا فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ
کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ ط اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ پہر سیکہ لیے آدم نے اپنے رب سے کئی ایک کلمے سو قبول کی اللہ نے
تو اُسکی وہی ہے رجوع معاف کرنے والا مہربان توضیح قرآن میں کہا ہے یعنی آدم کے دل میں اللہ نے کئی لفظ ڈالدیے اس
طرح پکارا تو بخشا گیا وہ سورۂ اعراف میں ہیں انتہی ابن کثیر نے کہا وہ کلمے یہ تہے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا
وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ یہی بات ایک جماعت سلف نے کہی ہے ابن عباس نے کہا وہ تلقی یہ تہی کہ حج
کرنے کا طریقہ معلوم کرایا عبید بن عمیر نے کہا آدم نے عرض کیا اے رب یہ خطا جو مجہسے ہوئی ہے مجہے پیدا کرنے سے پہلے مجہپر لکہی
گئی تہی یا میں نے اپنی طرف سے ایجاد کی ہے ایک بدعت نکالی ہے فرمایا نہیں بلکہ تیری پیدایش سے پہلے میں نے تجہپر
لکہ لی تہی اونہوں نے عرض کیا جس طرح مجہپر وہ خطا لکہی گئی ہے اوسیطرح اب تو مجہکو بخش بہی دے تو

[illegible]

ترک کیا اسی حال

[illegible]

تلقی مذکور یہ کلمے تھے ابن عباس نے کہا آدم نے عرض کیا کہ اے رب کیا تو نے مجھکو اپنے ہاتھ سے نہیں بنایا ہے کہا ہاں کہا کیا اپنی روح مجھ میں نہیں پھونکی ہے فرمایا ہاں کہا کیا چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ نہیں کہا ہے کیا میری رحمت تیرے غصے سے بڑھکر نہیں ہے فرمایا ہاں کہا کیا تو نے اس خطا کو مجھپر نہیں لکھا تھا فرمایا ہاں عرض کیا بھلا میں اگر توبہ کروں پشیمان ہوں تو پھر تو مجھکو جنت میں لیجاویگا فرمایا ہاں اسکو حاکم نے روایت کیا ہے صحیح الاسناد بتایا ہے معلوم ہوا کہ توبہ کرنے سے جنت مل سکتی ہے جو توبہ نہیں کرتا وہ جنت سے محروم رہتا ہے توبہ کا وقت اول تو وہی ہے کہ جسوقت بھولے چوکے سے گناہ ہوگیا ہے اوسی وقت تدارک اسکا توبہ سے چاہیے دیر نکرے آخر وقت مرنے سے پہلے ہی یعنی حالت نزع میں توبہ کام نہیں آتی ہے ؎ توبہ ہنگام نفس بازپسین دست رد است پنجہ در پیر رسیدی در محمل بستند ابی بن کعب کا لفظ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آدم نے عرض کیا کہ ای رب اگر میں تائب ہوں رجوع کروں تو کیا تو مجھکو جنت دیگا پھر وہاں پھیر لے جاویگا فرمایا ہاں وہ کلمے یہی باتیں ہیں اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے یہ حدیث غریب منقطع ہے مجاہد نے کہا وہ کلمات یہ تھے اَللّٰهُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّكَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ پہلا قول اولے ہے اگرچہ خدا و رسول نے ہمکو وہ کلمات بعینہا نہیں بتلائی ہیں وہی جانے کہ وہ کیا کلمات تھے کچھ ہوں بہرحال آدم کی توبہ قبول ہوئی یہی وعدہ اسکا سب آدمیوں سے بھی ہے کقولہ اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وقولہ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ وقولہ مَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا اسکے سوا اور بہت آیتیں ہیں جو مغفرت ذنوب و عموم قبول توبہ تائب پر دلالت کرتی ہیں محو الحوبہ نام رسالے میں حال استغفار و توبہ کا مفصل لکھا گیا ہے یہ قبول کرنا توبہ کا محض اللہ تعالی کا لطف و فضل اپنی خلق پر رحمت و رأفت اپنے بندوں پر ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ توبہ قبول ہونیکی یہ علامت ہے کہ جس کام کو خدا کے ڈر سے چھوڑا ہے ایسی مدت ہو چکی ہو پھر اسکام کو نکرے اور جسکے ارد گرد نہ پھرے ورنہ توبہ ٹوٹنے سے اگلے گناہ پھر قائم ہو جاتے ہیں

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا ۚ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

ہمنے کہا تم سارے یہاں سے اوترو پھر کبھی پہنچے تمکو میری طرف سے راہ کی خبر تو جو کوئی چلا میرے بتائی پر تو نہ ڈر ہوگا اونکو اور نہ اونکو غم اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں اونہوں نے ہماری نشانیاں وہ ہیں دوزخ کے لوگ وہ اوسی میں رہا کرینگے

ف یہ دوبارا اگرچہ آدم حوا ابلیس سب کو تھا جیسے کہ ان سب کو جنت سے نکالا ہے لیکن مراد اس جگہ ذریت آدم ہے ابو العالیہ نے کہا مراد ہدی سے انبیا و رسل و بینات و بیان ہے مقاتل بن حیان نے کہا ہدی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

[illegible]

ع ۱۱ ۸

ہیں حسن نے کہا ہدی قرآن ہے ابن کثیر نے کہا دونوں قول صحیح ہیں ابو العالیہ کا قول عام تر ہے آیت دلیل ہے اس بات پر کہ
متبع کتاب و رسول پر آخرت میں کچھ خوف و غم نہ ہوگا یعنے نہ ڈر ہول آخرت کا نہ غم فوت امور دنیا کا سورہ طٰہ میں فرمایا
ہے اھبطا منہا جمیعا بعضکم لبعض عدو فاما یاتینکم منی ھدی فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا
یشقی ابن عباس نے کہا ہے یعنی متبع ہدی دنیا میں گمراہ آخرت میں بدبخت نہ ہوگا ومن اعرض عن ذکری فان
لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی ابن جریر نے سعد بن مالک خدری سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ دوزخی
لوگ دوزخ میں نہ مرینگے نہ جیینگے لیکن کچھ قومیں جنکو سیئات خطاؤں کے آگ پہونچی ہے اللہ انکو مار دیگا جب وہ کوئلا ہو جاوینگے
تو انکے لیے اون شفاعت کا ہوگا اسکو مسلم نے بھی ابو سعید سے روایت کیا ہے باقی رہی تیسری قسم جو ایمان لاکے
مگر کوئی طاعت نکی وہ قسم ان دونوں آیتوں میں داخل نہیں ہے خلود کے معنی اس جگہ دوام بلا انقطاع کے ہیں کسی نے کہا
یہ اہباط ثانی تاکید و تکریر ہے کسی نے کہا پہلا اہباط جنت سے آسمان دنیا پر تھا دوسرا آسمان دنیا سے زمین پر یہ قول اول
صحیح ہے **ف** صحیحین وغیرہما میں قصہ مناظرہ آدمؑ و موسیٰؑ کا آیا ہے آخر یہ بات کہی کہ کیا یہ ملامت اوس امر پر ہے
جسکو اللہ نے میرے پیدا کرنے سے پہلے مقدر کیا تھا ایک جماعت صحابہ کا یہی قول ہے کہ اوترنا آدم کا زمین ہند پر
ہوا علی مرتضی کہتے ہیں سب سے زیادہ خوشبودار یہی زمین ہند کی ہے آدم یہیں اوترے تھے جنت کی خوشبو یہاں
کے درختوں میں لگ گئی ہے یہ بات کہ آدم کا اوترنا کس طرح پر ہوا اور انکے ساتھ کیا کیا چیز آئی اور اوترکر کیا کام کیا اسکا
کچھ ذکر ابن القیم نے حادی الارواح میں کیا ہے میر آزاد بلگرامی نے فضائل ہند میں ایک مستقل رسالہ تالیف کیا ہے
شمامۃ العنبر نام اسکا ترجمہ ہدایۃ السائل میں مرقوم ہے آدم جب یہاں آئے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی
پیشانی پر چمکتا تھا پھر وہ نور شیث و دیگر پشت بپشت منتقل ہوکر مکہ معظمہ سے ظاہر ہوا سارے جہان کے لوگوں کا وطن اصلی یہی
سرزمین ہند ہے اسی جگہ سے ساری اولاد آدم کی متفرق ہوکر سات اقلیم میں جا بسی ہے **بیت** گر نیست از بہشت فزون
بوستان ہند ۔۔ آدم ز ناز نعمت جنت چسان گذشت ۔۔ حدیث مرفوع ابی ہریرہ میں آیا ہے اگر بنی اسرائیل نہوتے
تو گوشت نسڑتا اور حوا نہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کی خیانت نکرتی اسکو بخاری و حاکم نے روایت کیا ہے سب سے پہلے
جسنے شرک کیا عورت ہے اسکا فتنہ سب سے بڑھکر ہوتا ہے ہابیل اسی کے پیچھے مارے گئے قصہ بقرہ کا بھی اسی فتنہ کی
بنیاد پر تھا سب سے پہلے عشق اسی سے ظاہر ہوا زنا کی ابتدا بھی اسی سے ہوتی ہے انکا مکر سب سے بڑا ہے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو ناقص عقل ناقص دین فرمایا ہے پھر یہی کہا ہے کہ بڑے عقلمند کی عقل کو کھو دیتی

ہیں اللّٰہم احفظنا | یٰبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفوا بعہدی اوف بعہدکم و

ع [illegible]

ع [illegible]

إِيَّايَ فَارْهَبُونِ ۝ وَآمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا

[illegible] ڈرو ۝ اے بنی اسرائیل یاد کرو احسان میرا جو مینے کیا تم پر پورا کرو اقرار میرا میں پورا کروں اقرار تمہارا اور میرا
[illegible] مینے اوتارا اور سچ بتاتا ہے تمہارے پاس والی کتاب کو مت ہو تم پہلے منکر اوسکے اور مت لو میری آیتوں پر
[illegible] جیسے یہودی بنی اسرائیل کہتے ہیں اولاد حضرت یعقوب بن اسحق بن ابراہیم علیہ السلام کو انہیں میں حضرت
موسی علیہ السلام بھی پیدا ہوئے تھے اور ان پر توریت اوتری تھی اور جب بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے چھڑا کر ملک شام
میں بسایا تب اللہ نے اون سے یہ اقرار لیا تھا کہ حکم توریت پر قائم رہنا جو نبی بھیجوں تم اسکی مدد کرنا ملک شام تمہارے پاس
رہیگا مگر وہ گمراہ ہوگئے یعنی بدنیت ہوکر رشوت لیتے غلط مسئلے بتاتے خوشامد کے لیے حق بات چھپاتے اپنی ریاست
چاہتے [illegible] کی اطاعت نکرتے پیغمبر کی صفت جو توریت میں لکھی تھی وہ بدل ڈالی اللہ تعالی نے انکو اپنا احسان اور انکی
نافرمانی یاد دلائی توریت میں یہ نشان بتایا تھا کہ جو کوئی نبی اٹھے اگر وہ توریت کو سچا کہے تو تم جانو کہ وہ ہمارا بھیجا
ہوا ہے نہیں تو جھوٹا ہے آیتوں پہ تھوڑا مول یہ تھا کہ دنیا کی محبت سے دین چھوڑتے تھے **ف** ابن کثیر نے کہا ہے اس
آیت میں اللہ پاک نے حکم کیا ہے بنی اسرائیل کو اس بات کا کہ وہ اسلام میں داخل ہوں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی
پیروی کریں نام یعقوب کا حوصلہ بڑھانے کو لیا یعنی اے اولاد عبد صالح مطیع خدا کے تم بھی متابعت حق میں ویسے ہی
ہوجاؤ جیسے تمہارے باپ لائق تھے جس طرح کہتے ہیں یَا ابْنَ الْكَرِيمِ افْعَلْ كَذَا يَا ابْنَ الْعَالِمِ اطْلُبِ الْعِلْمَ یہ خطاب ہے
جماعت یہود کو جو زمانہ نبوی میں ساکن مدینہ اولاد یعقوب علیہ السلام سے تھے ابن عباس نے کہا اسرائیل کے معنی ہیں عبد اللہ
کسی نے کہا ایل اللہ یعنی مرد خدا کسی نے کہا صفوۃ اللہ مگر پہلا قول اولی ہے یاد کرنیکا مطلب یہ ہے کہ شکر کرو پہلی کہ جس نے
نعمت کو یاد کیا اوس نے شکر ادا کیا جس نے انکار کیا اوس نے کفران نعمت کیا ذکر بالکسر ضد ہے خاموشی کی ذکر بالضم ضد ہے
فراموشی کی نعمت سے یہ مراد ہے کہ پتھر سے نہر جاری کی من و سلوی اوتارا فرعون کی غلامی سے نجات دی ابر کا سایہ کیا
ابو العالیہ نے کہا نعمت یہ تھی کہ نبی اور رسول بھیجے کتابیں اوتاریں یہ ویسی بات ہے کہ موسی نے اپنی قوم سے کہا تھا
يٰقَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ۝
اور عالمین سے اوسی زمانے کے لوگ ہیں عہد سے وہ عہد مراد ہے جو بابت خاتم الانبیا کے لیا گیا تھا جب وہ آویں تو تم انکی تصدیق
و پیروی کرو ہم بھی اپنا عہد پورا کریں گے جو آصار و اغلال تمہاری گردن پر تمہارے گناہوں کی سبب سے رکھے گئے ہیں وہ
دور کرینگے حسن بصری نے کہا مراد اوس عہد سے یہ آیت ہے یعنی وَلَقَدْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ
اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ۖ وَقَالَ اللّٰهُ إِنِّي مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ

وقرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاتکم ولادخلنکم جنت تجری من تحتہا الانہار ۔ رازی نے
کہا یہی عہد وہ تہا جو توریت میں لیا گیا تہا کہ ہم عنقریب ایک نبی عظیم بنی اسمعیل سے اوٹھاوینگے ساری قوم اوسکی
اطاعت کریگی مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے انکی پیروی کی اللہ اسکے گناہ بخشیگا اوسکو بہشت میں
جاویگا دوسرا اجر دیگا اسکی تصدیق قرآن پاک میں یون ہے الذین اتینٰہم الکتاب من قبلہ ہم بہ یؤمنون
الی قولہ اولئک یؤتون اجرہم مرتین بما صبروا علی بن عیسی نے کہا اسکی مصدق یہ آیت ہے یا ایہا الذین امنوا
اتقوا اللہ وامنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ۔ حدیث شریف میں جن لوگوں کے دوہرے اجر آئے ہیں ان
میں ایک وہ کتابی بھی ہے جو پہلے عیسی علیہ السلام پر پھر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا ہے رازی نے جگہہ بہت
سے بشارات انبیا علیہم السلام کے باب بعثت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھی ہیں بعض بشارات فتح البیان
میں بھی ذکر کیے گئے ہیں ابو العالیہ نے کہا انکا عہد یہ تہا کہ عبادت دین اسلام کی بجا لاوین ابن عباس نے کہا اللہ کا اونسے
عہد تہا کہ میں تم سے راضی ہونگا تمکو جنت میں داخل کرونگا ابن الفارس نے کہا اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت
کفار پر بھی ہوتی ہے انتہی کسی نے کہا وہ عہد یہ تہا ولقد اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ
للناس کسی نے کہا بلکہ یہ تہا خذوا ما اتینٰکم بقوۃ کسی نے کہا بلکہ وہ تہا جو سورہ اعراف میں آیا ہے و
رحمتی وسعت کل شیء فساکتبہا للذین یتقون ویؤتون الزکوۃ والذین ہم بایٰتنا یؤمنون الذین
یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندہم فی التورٰیۃ والانجیل رہا عہد اللہ کا اسکو
ساتھہ سو کسی نے کہا وہ عہد یہ تہا واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم
رسول مصدق الایۃ وقال تعالے واذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا
لما بین یدی من التورٰیۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ۔ یہی ہو سکتا ہے کہ یہ سارے عہد ہوں
جو ان آیتوں سے سمجھے جاتے ہیں واللہ اعلم **ف** جو کہا کہ سیدہی ڈگر کہو اسکا مطلب ہوا کہ اگر تم عہد توڑوگے تو میں
تم کو سزا دونگا ابن عباس نے کہا یعنے جو آفات تمہارے آبا و اجداد پر نازل ہوئے تھے جیسے مسخ وغیرہ وہی بلا
تم پر نازل کرونگا پہلے ترغیب دی تہی پھر یہ ترہیب سنائی غرضکہ ہر طرح پر رغبت و رہبت سے انکو طرف اختیار حق اتباع
رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلایا قرآن پاک کی رو اجسے نصیحت پذیر ہونا اوامر خدا کا بجا لانا اخبار
کتاب اللہ کی تصدیق کرنا سمجھایا مگر ہدایت اوسی کو ہوتی ہے جسے خدا چاہے اسی لیے یہ کہا ہے کہ تم پہلے کافر نہ ہو
ابن عباس نے کہا یعنے تم کو علم ہے جو اوروں کو نہیں ہے پھر کس لیے سب سے پہلے تم ہی منکر محمد صلے اللہ علیہ وسلم

ہٹتے ہو حالانکہ انکے مبعوث ہونیکی خبریں چھپے پڑھ چکے ہو ابن جریر نے کہا ہے مراد قرآن ہے یعنے پہلے منکر قرآن کا تم ہو اور
کثیر نے کہا دونو قول صحیح ہیں اسلیے کہ باہم متلازم ہیں جو قرآن کا انکار کرے گا وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کا بھی منکر ہوگا جو حضرت کا منکر ہوگا وہ قرآن کا بھی انکار کرے گا مراد اول کافر سے بنی اسرائیل ہیں کیونکہ ان
سے پہلے اور بہت کفار قریش وغیرہ عرب انکار کر چکے تھے مطلب یہ ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں سے پہلے منکر تم نہو
اسلیے کہ قرآن میں سب سے پہلے یہی یہود مدینہ مخاطب ہوئے ہیں انکے انکار سے یہ بات لازم آوے گی کہ انکی جنس میں سب
سے پہلے وہی کافر و منکر ٹھیرے **ف** حسن بصری نے کہا ہے تھوڑا مول عبارت ہے ساری دنیا سے یعنی تم بعوض
ایمان و تصدیق رسول کے ان شہوات فانی قلیل کو اختیار نکرو سدی نے کہا ہے یعنی تھوڑی سی لالچ پر اللہ کے نام
کو نہ چھپاؤ یہی لالچ مول ہے ابو العالیہ نے کہا تعلیم علم پر اجرت نہ لو دیکھو تمہاری پہلی کتاب میں کیا لکھا ہے اے ابن آدم
تو علم سکھا مفت جس طرح تو نے مفت میں سیکھا ہے کسی نے کہا ہے مطلب یہ ہے کہ تم عوض بیان و ایضاح و نشر
علم کے کتمان و تلبیس نکرو دہوکا نہ دو اسلیے کہ تمہاری ریاست دنیا میں بدستور قائم رہے کیونکہ یہ دنیا قلیل و حقیر
ہے عنقریب زائل ہو جاوے گی حدیث ابوہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے جس نے سیکھا کوئی ایسا علم جس سے ذات الٰہی مقصود
ہوتی ہے پھر سیکھا اسکو مگر اسلیے کہ کچھ سامان دنیا ہاتھ آئے تو وہ شخص دن قیامت کے جنت کی خوشبو نہ
پاویگا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤد معلوم ہوا کہ علم دین پڑھکر دنیا کمانا جہنم میں جانا ہے ابن کثیر نے کہا تعلیم کرنا علم کا اگر اجرت
پر مقرر کر لیا ہے تو جائز نہیں ہے ہاں بیت المال سے بقدر کفاف حال و عیال کے لے سکتا ہے پھر اگر وہاں سے
کچھ نہیں ملتا ہے اور بسبب تعلیم کے کمائی بھی نہیں کر سکتا ہے تو یہ شخص مثل اسکے ہے کہ جسکی کچھ اجرت مقرر نہیو
ہے سو جب مقرر نہوئی تو امام مالک و شافعی و احمد و جمہور علما کے نزدیک تعلیم مذکور پر مزدوری لے سکتا ہے جیسا کہ صحیح
بخاری میں ذیل قصہ شخص مارگزیدہ یوں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ
عَلَیْہِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰہِ پھر قصہ زن مخطوبہ میں آیا ہے زَوَّجْتُکَھَا بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ انتہی لیکن پہلی اجرت بعوض
رقیہ کے تھی نہ عوض تعلیم کے دوسری اجرت عوض مہر کے ہی نہ عوض تعلیم کے اسی لیے حدیث عبادہ بن صامت میں
آیا ہے کہ ایک شخص نے انکو عوض تعلیم قرآن کے ایک کمان تحفہ میں دی تھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اگر تو آگ کی کمان اپنے گلے میں لٹکانا چاہتا ہے تو اسکو قبول کر رواہ ابوداؤد ابن کثیر نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ
جو تعلیم اسکو دی تھی اسی لیے عوض قرأت کے تحفہ لینا جائز نہوا اگر پہلے سے کوئی اجرت ٹھیرالی جاتی تو درست ہوتا پھر کہا کہ حدیث
نزدیک اکثر علما کے اسی طرح لگائی گئی ہے **ف** قدر کو تقوی کہتے ہیں تقوی یہ ہے کہ اسکی اطاعت بامید رحمت الٰہی

بجا لائے اللہ کی معصیت بخوف عقاب خدا ترک کر سکتے ہیں کہ مجھی سے ڈرتے بچتے رہو وعید سخت ہے حق کے
چھپانے خلاف حق کے ظاہر کرنے مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجا لانے پر وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا
الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ○ مت ملاؤ صحیح میں غلط
اور نہ چھپاؤ سچ کو جان کر کھڑی کرو نماز دیا کرو زکوٰۃ جھکو ساتھ جھکنے والوں کے **ف** اللہ نے اس آیت میں یہود کو دو چیزوں
سے منع کیا اظہار حق کا حکم دیا ابن عباس نے کہا یعنے حق کو باطل سے سچ کو دروغ سے نہ ملاؤ ابو العالیہ نے اتنا زیادہ
کیا ہے کہ مت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیر خواہی بجا لاؤ قتادہ نے کہا یعنی یہودیت و نصرانیت کو اسلام میں
داخل نہ کرو حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ کا دین یہی اسلام ہے یہودیت و نصرانیت بدعت ہے اللہ کی طرف سے نہیں ہیں ابن عباس
نے کہا سچ کا چھپانا جان کر یہ تھا کہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توریت انجیل میں لکھا ہوا پایا رسول کو بھی پہچان
لیا مگر نہ مانا جان بوجھ کر انکار کر گئے حق بات کو چھپا ڈالا یا یہ مطلب ہے کہ تم حق بات کو چھپاتے ہو حالانکہ تم کو معلوم
ہے کہ اس چھپانے میں کس قدر نقصان عظیم ہے اون لوگوں کا جو تمہاری اس اضلال و باطل پر پہنچیں گے کیونکہ
یہ پہنچنا انکو جہنم کی سیر کراویگا **ف** اس آیت سے یہ نکلا کہ جس کسیکو حق بات معلوم ہو اوسے ظاہر کرنا اوس حق کا
واجب ہے چھپانا اسکا حرام ہے یہی تنبیہ ہے ساری خلق کو تحذیر ہے ایسے کام سے سو یہ خطاب اگرچہ صورت میں
خاص ہے مگر معنی میں عام ہے معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص پہ ملانا حق کا باطل سے چھپانا حق کا کسی سے فرض ہے جس مسلمان نے
کتابیں علم حدیث کی پڑھی یا سنی ہیں اور اسکو حکم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کسی امر میں امور دین و دنیا سے معلوم
ہو چکا ہے مگر وقت سوال کے وہ اوس حق کو چھپاتا ہے یا کسی ملا مشائخ کی بات سے ملا کر راہ صواب سے گمراہ کرتا ہے وہ
اس آیت میں داخل ہے لفظ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ سے یہ ثابت ہوا کہ کفر یہود کفر عناد تھا نہ کفر جہل سو اس کفر کا گناہ بہت غلیظ
اسکی سزا بہت سخت ہے جس طرح انکار مقلدین کا اتباع سنت سے انکار عناد ہے نہ انکار جہل اس آیت سے یہ نہیں نکلتا
کہ ہمراہ جہل کے لبس و کتمان جائز ہوتا ہے کیونکہ جاہل پر یہ بات واجب ہے کہ وہ کسی چیز میں خصوصاً امر دین میں بے سمجھے
بوجھے پیشقدمی نہ کرے اس لیے کہ تکلم کرنا تصدیق کرنا احکام دین میں کام اوس شخص کا ہے جو علم میں ہمیشا فہم میں
پکا ہو کہاں جہال و مقلدین کہاں یہ مسائل شرعیہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ **ف** فتح البیان میں اس مقام پر
رد کیا ہے اون متکلمین مفسرین پر جنہوں نے آیات بینات قرآنی کے مناسبات باہمی بیان کیے ہیں پہلے بقاعی نے
یہ کام کیا تھا پھر اوروں نے تفسیر حقانی تفسیر عزیزی میں بھی یہی غوغا ہے اللہ کے کلام پاک کو اس تکلف سے کیا علاقہ
نزول آیات کا ہمیشہ موافق حالات متعددہ و حادثات مختلفہ کے رہا ہے انکے لیے مناسبت باہمی کا جستجو کرنا کوہ کندن و کاہ

ہیں آوردن یا باد بدست پیمودن یا آہن سرد کوفتن ہے پس بس اباللہ **ف** مقاتل نے کہا کہ اس آیت میں حکم کیا ہے اہل کتاب کو نماز پڑھنے کا ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس بات کا کہ تم مال کی زکوۃ حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر کیا کرو ہمراہ اس امت اسلام کے یہ ہو نہیں سکتے کہ ایک تم ہی ہو جاؤ ابن عباس نے کہا مراد زکوۃ سے اس جگہ طاعت و اخلاص ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ مراد مقدار زکوۃ ہے دو سو یا زیادہ یہ قول ظاہر تر ہے اس لیے کہ ذکر زکوۃ کا ہمراہ نماز کے آیا ہے اگرچہ پہلے معنی بھی لغۃً صحیح ہو سکتے ہیں اور اسے زکوۃ خود ایک طاعت و اخلاص ہے اسی لیے بعضے کہا ہے کہ مراد زکوۃ سے فریضہ واجبہ ہے کیونکہ اعمال بے زکوۃ و بے نماز کے کچھ نفع نہیں ہے [illegible] کہا مراد صدقہ فطر ہے مگر عموم بہتر ہے فتح البیان میں ہے کہ مراد نماز سے اس جگہ نماز پنجگانہ ہے [illegible] مع جملہ حدود و ارکان کے یہی حال زکوۃ کا ہے **ف** رکوع کہتے ہیں کمر جھکانے سر جھکانے [illegible] پڑھو ساتھ نمازیوں کے رکوع کا ذکر اس جگہ اس لیے کیا کہ یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا اہل جاہلیت پر رکوع بھاری تھا رکوع شرعی کو سارے نمازی جانتے ہیں حدیثوں میں اسکا ذکر آیا ہے کہ گردن و کمر کو جھکا کر گھٹنوں کو کف دست سے پکڑ کر باطمینان تمام ذکر مشروع کرے **ف** اس آیت سے یہ نکلا کہ نماز جماعت سے پڑھنا چاہیے یہ جماعت نزدیک بعض اہل علم کے واجب ہے جمہور کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے نہ واجب یہی قول حق ہے کیونکہ ایک جماعت صحابہ سے مرفوعًا احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ نماز جماعت کی تنہا نماز سے پچیس یا ستائیس درجہ بڑھکر ہے معلوم ہوا کہ اگر کسی عذر سے یا بے عذر نماز فرض تنہا پڑھی ہے تو بھی ہو گئی جماعت اگر فرض ہوتی تو تنہا پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوتا بخاری میں مرفوعًا آیا ہے کہ جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے وہ اس شخص سے بہتر ہے جو اکیلا نماز پڑھکر سو رہتا ہے پوری بحث اس مسئلے کی شرح منتقی میں ہے قرطبی نے اس آیت کے نیچے مسائل جماعت و امامت کے اچھی طرح لکھے ہیں

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ط أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ کیا حکم کرتے ہو تم لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیا نہیں بوجھتے یہ خطاب ہے اہل کتاب کو کہ جو تم اوروں کو کہتے ہو وہ کام خود نہیں کرتے کیا تم نہیں سمجھتے ہو کہ کیا کر رہے ہو ذرا نیند سے جاگو آنکھیں کھولو قتادہ نے کہا بنو اسرائیل لوگوں سے کہتے تھے کہ اللہ کی طاعت کرو نیک کام کرو اور آپ خود خلاف اس ارشاد کے کرتے اس لیے اللہ نے انکو یہ عار دلائی ابن جریج نے کہا منافق لوگ لوگوں سے کہتے تھے روزہ رکھو نماز پڑھو جو یہ کام نہ کرتے سو جو کوئی دوسرے کو حکم خیر کرے اسکو چاہیے کہ سب سے پہلے اور پہلے آپ اس کام کو بجا لاوے ورنہ وہی مثل ہو گی کہ خود را فضیحت دیگران را نصیحت ابن عباس نے کہا یہ خطاب ہے کہ اے اہل کتاب تم لوگوں کو کفر سے منع کرتے ہو اس لیے کہ تمہارے پاس نبوت اور عہد توریت ہے مگر خود تم

اوس عہد کا انکار رکھتے ہو جو کہ بات تصدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تم سے لی گئی تھی اور دوسرا لفظ یہ ہے کہ تم لوگوں سے تو کہتے ہو کہ دین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو ولیکن جو مسلمان نہیں ہوتے انکو الٹا روا رکھا آدمی ہر عقیدہ یعنی سمجھدار نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ کے لیے لوگوں کو دشمن نہ رکھے اور اپنی جان کو طرف تیرے اوسکو لوگوں سے بھی زیادہ دشمن سمجھے ابن زید نے کہا جب کوئی آدمی پاس یہود کے آکر کوئی بات پوچھتا جس میں حق یا رشوت نہ ہوتی تو اوسکو سچی بتا دیتے حاصل یہ ہے کہ اللہ نے اس کلام میں اہل کتاب کی مذمت کی اور انکو انکی خطا پر جتا دیا اور انکے نفس کے آگاہ کیا کہ دیکھو تم اوروں کو خیر کا حکم کرتے ہو مگر خود نہیں کرتے یعنی نیک بات کا حکم کرنا تو اچھا ہے اسپر کچھ مذمت نہیں بات یہ ہے کہ اوس نیک کام کو تمنے چھوڑ رکھا ہے یہ نہیں فرمایا کہ امر معروف پر عالم پر واجب ہے لیکن اوس کے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ وہ کام آپ بھی کرے یہ نہو کہ فقط اونکو حکم دیکر بیٹھ رہے جسطرح شعیب علیہ السلام نے فرمایا تھا وَمَا اُرِیدُ اَنْ اُخَالِفَکُمْ اِلٰی مَا اَنْهٰکُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِیدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ الآیہ سو امر معروف و فعل معروف دونوں واجب ہیں ایک کے ترک سے دوسرا کام ساقط نہیں ہوتا ہے یہی صحیح تر ہے نزدیک سلف وخلف کے یہ قول بعض کا کہ مرتکب معاصی غیر کو بھی منع نہ کرے ضعیف ہے اس سے زیادہ ضعیف یہ ہے کہ اس آیت سے اس قول پر تمسک کیا جاوے حالانکہ آیت میں اسپر کچھ حجت نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ عالم امر معروف کرے گو خود اوسنے وہ کام نہیں کیا ہے نہی منکر بجا لاوے گو آپ اوس کام کو کیا ہے سعید بن جبیر نے کہا اگر یہی بات ہو تو پھر کوئی امر معروف کرے نہ نہی منکر مالک نے کہا یہ بات سچ ہے کون شخص ہے جس میں کوئی خیر نہیں ہے یعنی گناہ اکثر نے کہا لیکن یہ حالت مذموم ہے یعنی جان بوجھکر ترک طاعت و فعل معصیت کرنا دیدہ و دانستہ مخالفت کی راہ چلنا ہے کیونکہ عالم غیر عالم برابر نہیں ہوتے ہیں اسی لیے احادیث میں اس حال پر وعید سخت آئی ہے انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے گذرا میں شب معراج میں ایک قوم پر جنکے ہونٹھ آگ کی قینچی سے کترے جاتے تھے میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں کہا تمہاری امت کے دنیادار خطیب ہیں جو لوگوں کو حکم کرتے نیک کام کا بھولتے آپکو اور وہ کتاب پڑھتے ہیں پھر کیوں نہیں سمجھتے رواہ احمد دوسری روایت انکی اسامہ سے یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک آدمی کو دن قیامت کے لاکر آگ میں ڈالینگے اوسکی آنتیں اوس سے نکل جاوینگی وہ آگ میں یوں پھرے گا جیسے گدہا چکی لیکر چکر کھاتا ہے دوزخی لوگ اوسکے پاس آکر کہینگے کہ ای فلان تجھے کیا ہوا کیا تو ہم کو حکم نیکی کا بدی سے منع نہیں کرتا تھا وہ کہیگا میں تمکو امر معروف کرتا مگر خود بجا نہ لاتا تم کو بدی سے منع کرتا خود اوسکو بجا لاتا تھا مسلم نے بھی اسی کو مانند اسکے روایت کی ہے انس کہتے ہیں رسول اللہ

اور میں یہ نہیں چاہتا
کہ پیچھے آپ کروں
وہ کام جو تم سے چھڑاؤں
میں تو چاہتا ہوں
سنوارنا جہاں تک ہو سکے
اور بن آنا ہے
ساتھ اللہ کے
[illegible]
سورۃ ہود

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ معاف کریگا ان پڑہوں کو دن قیامت کے وہ جو کہ علما کو معاف نکریگا رواہ احمد معلوم ہوا کہ سوا شرک کفر کے بعض معاصی میں جہل عذر ہو سکتا ہے یہ ایسی ہے کہ پڑہا ان پڑہ برابر نہین ہوتا قال تعالی ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب ۝ ولید بن عقبہ مرفوعا کہتے ہیں کہ لوگ بہشتی دوزخیون کو جہانک کر کہین گے تم کیسے نار مین آئے اور ہم تو تم سے سیکھہ کر یہان پہونچے وہ کہینگے ہم جو کہتے تھے وہ نہ کرتے تھے رواہ ابن عساکر ایک آدمی پاس ابن عباس کے آیا کہا مین چاہتا ہون کہ امر معروف نہی عن المنکر کرون انہون نے کہا کیا تو اس سے کو پہونچ گیا ہے کہا امید تو ہے کہا اگر تجھہ کو اس بات کا ڈر ہو کہ تین آیتین کلام اللہ کی تجھے رسوا کریگی تو تو یہ کام کر کہا وہ کون آیتین ہیں کہا اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم الآیہ اسکو تو نے مضبوط کر لیا ہے کہا نہین پوچھا دوسری آیت کون ہے کہا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ۝ پوچھا اسکو تو نے محکم کر لیا ہے یا نہین کہا نہین کہا تیسری آیت کیا ہے کہا قول شعیب علیہ السلام کا ہے وما ارید ان اخالفکم الآیۃ کہا اسکو بہی محکم نہین کیا ہے کہا تو پہلے اپنی ہی جان سے شروع کر اسکو ابن مردویہ وغیرہ نے روایت کیا ہے ابراہیم نخعی نے کہا مین وعظ کہنا نہین تین آیتون کے سبب مکروہ رکھتا ہون

واستعینوا بالصبر والصلوۃ وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین ۝ الذین یظنون انہم ملقوا ربہم وانہم الیہ راجعون ۝ قوت پکڑو محنت سہارنے سے اور نماز سے البتہ وہ بہاری ہے مگر انہیں پر جنکے دل پگہلے ہین جنکو خیال ہے کہ انکو ملنا ہے اپنے رب سے اور وہ اسی کیطرف پہر کر جائین گے یعنے اسکی عادت کرو تو سب کام دین کے آسان پڑین **ف** مجاہد نے کہا مراد صبر سے اس جگہہ روزہ ہے قرطبی نے کہا اسی لیے رمضان کو شہر صبر کہتے ہین جسطرح حدیث مین آیا ہے کہ صوم نصف صبر ہے کسی نے کہا صبر یہ ہے کہ گناہون سے باز رہے اسلیے اسکو ہمراہ نماز کے ذکر کیا ہے عمر بن خطاب نے کہا صبر دو طرح کا ہے ایک مصیبت پر یہ حسن ہے اس سے زیادہ حسن وہ ہے کہ اللہ کے محارم سے صبر کرے ابو العالیہ نے کہا اللہ کی مرضی پر رہنا اسکو اللہ کی طاعت جاننا یہی مدد لینا ہے صبر و نماز سے ابن کثیر نے کہا نماز بڑی مدد ہے ثابت قدمی پر کام مین اللہ نے فرمایا ہے واقم الصلوۃ ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر ۝ معلوم ہوا کہ جس کی نماز اسکو خلاف شرع اور بیحیائی کے کام سے نہین روکتی وہ نماز اسکے یہان قبول نہین ہوتی ہے حدیث حذیفہ مین آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر مہم مین ڈالتا تو آپ نماز پڑہتے تھے رواہ احمد و ابو داود و ابن جریر کا لفظ یہی ہے کہ پناہ پکڑتے نماز سے علی مرتضی نے کہا بدر مین جو کوئی تہا وہ سوتا تہا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ نماز پڑہ رہے تہے صبح تک دعا کرتے رہے رواہ ابن نصر المروزی

[illegible]

ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو ہریرہ پر گذرے وہ پیٹ کے بل پڑے ہوئے تھے فرمایا کیا تیرے پیٹ میں درد ہے کہا ہاں فرمایا اوٹھ نماز پڑھ کیونکہ نماز میں شفا ہے رواہ ابن جریر ابن عباس کو سفر میں خبر ملی کہ اون کے بھائی قثم مر گئے انا للہ کہکر راہ سے علیحدہ ہوکر اونٹ بٹھاکر نماز پڑھنے لگے پھر سواری کے پاس جاکر آیت پڑھی وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اسکو بھی ابن جریر نے روایت کیا ہے ابن جریج نے کہا یہ دونوں معونت ہین اللہ کی رحمت پر حدیثین مدح صبر اور صابرین میں بہت آئی ہین مگر عام ہین نہ خاص ساتھ اس آیت کے سیوطی نے اونکو در منثور مین ذکر کیا ہے اسیطرح اللہ نے قرآن شریف مین جابجا تا صبر کی رغبت صبر پر ذکر فرمائی ہے **بیت** صبرست علاج دل بیمار تو وقف افسوس کہ کم داری و بسیار ضرورست میں کہتا ہون کہ صبر کی جزا مین اگر کوئی اور آیت و حدیث نہ ہوتی مگر یہی ایک آیت اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○ تو وہ بس تھی اختیار کرنے صبر کے دین و دنیا مین کفایت تہی حدیث صہیب میں مرفوعا آیا ہے کہ انبیا وقت گہبراہٹ کی نماز پڑھا کرتے تھے رواہ احمد و ابن حبان **ف** مراد خاشعین سے نزدیک بعض کے مومنین ہین کسی نے کہا خائفین ہیں کسی نے کہا مطیعین ہین کسی نے کہا مصدقین وعد و وعید مین کسی نے کہا مسکینین مین کسی نے کہا متذللین ہین کسی نے کہا متواضعین ہین سفیان ثوری کہتے مین مینے اعمش سے پوچھا خشوع کیا چیز ہے کہا اے ثوری تو لوگون کا امام بنا چاہتا ہے اور خشوع کو نہین جانتا سنا کہ خشوع کچھ یہ نہین ہے کہ موٹا کہائے موٹا جہوٹا پہنے سرنگون رہے بلکہ خشوع یہ ہے کہ شریف و کمینہ کو حق مین یکسان سمجہے جو کام اللہ نے تجھپر فرض کیا ہے تو اوسکی ادا مین عاجزی فروتنی خاکساری غریبی برتے ابن کثیر کہتے ہین ظاہر یہ ہے کہ ہرچند یہ آیت سیاق انذار بنی اسرائیل مین آئی ہے لیکن کچہ خاص کر وہی لوگ مقصود نہین ہین بلکہ اونکے اور غیر کے لیے بہی عام ہے اس آیت سے یہ نکلا کہ یہ نماز نہایت صعب ہے یا یہ سب طاعات اوسی پر آسان ہوتی ہے جو قیامت کا منتظر ہے خدا کے ملنے کا اپنے محشور ہونے کا یقین رکھتا ہے بس جسکو معاد کا یقین آگیا اوسپر طاعات کا بجالانا منکرات کا چہوڑنا سہل ہو گیا جسکا ایمان ضعیف ہوا اوسپر بجالانا طاعت کا ترک کرنا گناہون کا بہت مشکل ہوجاتا ہے لاحول و لا قوۃ الا باللہ پس مراد ظن سے اس جگہہ مطابق محاورہ عرب و اشعار اہل ادب کے یقین ہے مجاہد نے کہا قرآن مین جہان کہین لفظ ظن کا آیا ہے معنی اوسکے علم ہین یہی بات ایک جماعت سلف نے کہی ہے حدیث بخاری مین آیا ہے کہ اللہ دن قیامت کو ایک بندے سے کہیگا اَظَنَنْتَ اَنَّکَ مُلٰقِیَّ فَیَقُوْلُ لَا فَیَقُوْلُ اللّٰهُ اَلْیَوْمَ اَنْسٰکَ کَمَا نَسِیْتَنِیْ اس جگہہ بہی ظن معنی یقین بولا گیا ہے اس آیت پر ربع اول پارہ اول کا ختم ہوا و للہ الحمد والمنۃ

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ اے اولاد یعقوب کی یاد کرو تم

ع
اور نفس پر بہاری ہوتی
ہے مگر [illegible]
ع [illegible]
[illegible] دار السلام [illegible]
سے ان کا یکسان
[illegible]

احسان میرا جو بیٹے تمپر کیا ہے اور تمکو بڑا کیا جہان کے لوگون سے **ف** عمر بن خطاب جب اس آیت کو پڑہتے کہتے وہ قوم تو گذر چکی مراد تم لوگ ہو یعنے اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اس آیت مین اللہ تعالی نے اون نعمتون کو یاد دلایا ہے جو یہود کے آبا و اسلاف کو ملی تہین اور جو بزرگی انکو اوس زمانے کے لوگون پر دی تہی جیسے رسولون کا انہین مین سے بہیجنا کتابون کا انہین پر اوتارنا کما قال اللہ تعالی وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ وقال تعالی وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ابو العالیہ نے کہا وہ تفضیل یہ تہی کہ انکو بادشاہی و پیغمبری دی وسوقت مین جو شخص عالم تہا اوسپر کتابین اوتارین ہر زمانے مین ایک عالم ہوتا ہے ابن کثیر نے کہا اسی بات پر حمل کرنا آیت کا ضرور ہے اس لیے کہ یہ امت اون سے افضل ہے بدلیل اس آیت کریمہ کے كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ اہل سنن نے معاویہ قشیری سے مرفوعا روایت کیا ہے تم پورا کروگے ستر امت کو تم اون مین بہتر و بزرگتر ہو اللہ پر اس باب مین اور بہی حدیثین آئی ہین کسی نے کہا مراد ایک طرح کی تفضیل ہے سب لوگون پر نہ مطلقا مگر اس مین نظر ہے کسی نے کہا نہین بلکہ ساری امتون پر فضیلت دی گئی تہی اس لیے کہ اکثر انبیا اسی امت مین ہوگے لیکن اسمین بہی نظر ہے کیونکہ لفظ عالمین کا عام ہے سارے اگلے پچہلے انبیاء کو شامل ہو جاتا حالانکہ ابرہیم خلیل علیہ السلام اون سے پہلے تہے اور وہ ساری انبیاء سے افضل ہین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون سے پیچہے ہوئے سو وہ بہی ساری خلق سے از آدم تا این دم افضل ہین بلکہ سید اولاد آدم ہین دنیا و آخرت مین **ف** فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ مراد عالمین سے اوس زمانے کے لوگ ہین پس یہ لفظ شامل ماضی و استقبال نہ ہوگا اور وہ تفضیل اگرچہ حق مین آبا کے ہے لیکن اوس سے ایک طرح کا شرف ابنا کو بہی حاصل ہوتا ہے کشاف مین کہا کہ مراد عالمین سے ایک بڑا گروہ ہے جس طرح فرمایا ہے بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ لفظ عالم بولتے ہین مراد کثرت ہوتی ہے انتہی مگر رازی نے اسکو ضعیف بتایا ہے شوکانی رحمہ نے اس ضعف کو قبول نہین کیا بلکہ کشاف کی تائید فرمائی ہے یہی بات ٹہیک ہے

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝

بچو اوس دن سے کہ کام نہ آوے کوئی شخص کسی کے ایک ذرہ نہ قبول ہو اوسکی طرف سے سفارش نہ لین اوسکے بدلے مین کچہ نہ اون کو مدد پہونچے بنی اسرائیل کہتے تہے ہم کیسے ہی گناہ کرین بگڑے نہ جاوینگے ہمارے باپ دادے پیغمبر ہمکو چہوڑا لینگے **ف** مراد اوس دن سے قیامت کا دن ہے اوس دن کوئی کسی کے کچہ کام نہ آویگا کما قال تعالی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وقال لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ وقال یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ

ف ہر مرد کو اوسدن ایک فکر لگا ہے جو اوسکو بس ہے **ف** لوگو بچتے رہو اپنے رب سے اور ڈرو اوس دن سے کہ کام نہ آوے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آوے اپنے باپ کی جگہ کچہ بہی ۱۲

[illegible]

وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَّالِدِهٖ شَيْئًا یہ مقام نہایت ملیح ہے کہ نہ باپ بیٹے کا بھلا کر سکے نہ بیٹا باپ کے کام آسکے بلکہ اوس دن ہر کوئی شخص اپنے بھائی ماں باپ سے بھاگیگا لفظ جزی سے مراد نفس مومن ہے دوسرے جزی سے مراد نفس کافر ہے یعنی طاعت کسی مطیع کی کسی عاصی کو اسکے عذاب سے جو اوس پر واجب ہو گیا ہے دور نہ کر سکے گی نہ کسی شخص کی کوئی سفارش چلے گی کما قال تعالی فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ اسی طرح باب اہل نار سے ارشاد کیا ہے فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ اسی طرح اگر کوئی یہ چاہے کہ فدیہ یا بدلہ دیکر رہا ہو تو یہ بھی میسر نہ ہوگا کما قال تعالی إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهٖ وقال إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وقال وَإِن تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا وقال فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ ان آیتوں میں اللہ تعالی نے یہ خبر دی ہے کہ نہ وہ رسول پر ایمان لائے نہ انہوں نے رسول کی پیروی اختیار کی تو اب وہ اللہ سے بھی دن قیامت کے اسی حال میں ملیگی نہ کوئی قرابت انکے کام آویگی نہ کسی بڑے شخص کی شفاعت انکے لیے چلیگی اگر زمین بھر سونا دینگے تو وہ بھی نہ لیا جاوے گا کما قال تعالی مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وقال لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ابن عباس نے کہا مراد لفظ عدل سے بدل ہے بدل فدیہ ہوتا ہے یہی بات ایک جماعت سلف نے بھی کہی ہے کہ مراد عدل سے اس جگہ فدا ہے علی مرتضے نے کہا صرف نفل ہے عدل فریضہ ہے لیکن یہ قول اس جگہ غریب ہے قول اول اظہر ہے ایک حدیث میں بھی آیا کہ عدل فدیہ ہے رواہ ابن جریر **ف** اسکا مطلب انکو مدد نہ پہونچے گی یہ ہے کہ وہاں کوئی ایسا شخص ہوگا کہ جس کو غصہ آوے اور وہ انکی مدد کے لیے کھڑا ہو کر عذاب خدا سے انکو رہائی دلواوے غرض کہ نہ کوئی انکا مددگار ہوگا نہ کوئی یار کما قال تعالی فَمَا لَهُ مِن قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ یعنے اسدن میں کافر کے نہ کوئی فدیہ قبول کریگا نہ کسی کی شفاعت نہ کوئی اوسکو عذاب سے چھوڑا سکے نہ پناہ دیسکے کما قال وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ وقال فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ وقال مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ وقال فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ الآیۃ ابن جریر نے کہا معنی آیت کے یہ ہیں کہ اسدن کوئی انکی مدد نہ کریگا جس طرح کہ کوئی سفارشی بھی نہ ہوگا نہ بدلا قبول کیا جاویگا نہ فدیہ لیا جائیگا وہاں دوستی باطل رشوت مضمحل شفاعت بیکار ہو جاوے گی تناصر و تعاون قوم سے اوٹھ جاویگا حکم اسی کا

حساب عادل کا ہوگا جس کے سامنے شفیعوں کی کچھ چلے نہ مددگاروں سے کچھ ہوسکے بدی کی سزا مثل اوس کے نیکی کی جزا دہ چند اوس سے دیگا یہ آیت مثل اوس آیت کے ہے کہ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ الآیۃ انتہی ہر چند کہ اہل کتاب ہوں یا مشرکین خانہ خراب انکی لئے اوسدن کوئی طرح رہائی کا عذاب خدا سے نہیں ہے وہ دن کچھ دنیا کا سا دن نہیں ہے کہ وہاں دیتے لیتے کھاتے کھلاتے خوشامد آمد سعی سفارش سے کام چل نکلیں ہائے ہائے اوس دن وہ کریں یا دوست یا آشنا کام آوین ہائے ہائے اوس دن کی خرابیاں

وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ ۭ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ جب چھوڑایا ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے وہ دیتے تھے تمکو بری تکلیف ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹے جیتی رکھتے تھے تمہاری عورتیں اسمیں مدد ہوئی تمہارے رب کی بڑی

ف یہ چھوڑانا انکا موسی علیہ السلام کی طفیل سے ہوا ابن کثیر نے کہا فرعون لعنہ اللہ نے خواب دیکھا تھا ڈر گیا وہ خواب یہ تھا کہ ایک آگ بیت المقدس سے نکلی ہے بلاد مصر میں قبط کے گھروں میں گھس گئی ہے بنی اسرائیل کے گھر بچ گئے ہیں مضمون اسکا یہ تھا کہ زوال ملک کا ہاتھ پر ایک شخص اسرائیلی کے ہوگا کسی نے کہا فرعون سے یہی یہ بات کہی گئی تھی کہ بنی اسرائیل ایک شخص کے منتظر ہیں جس کے ہاتھ پر انکو دولت اور رفعت حاصل ہوگی تب فرعون نے یہ حکم دیا کہ اون میں جو لڑکا پیدا ہو اوسکو قتل کر ڈالو لڑکیوں کو چھوڑ دو پھر بنی اسرائیل کو سخت محنت کے کاموں میں بیگار ارذل حدّ تمیز لینا شروع کیا **ف** ابن کثیر کہتے ہیں فرعون نام ہے ہر کافر بادشاہ مصر کا قوم عمالقہ وغیرہم سے جس طرح کہ قیصر نام ہے ہر کافر بادشاہ روم و شام کا کسری نام ہے ہر کافر بادشاہ فرس کا تبع نام ہے ہر کافر بادشاہ یمن کا نجاشی نام ہے ہر بادشاہ حبشہ کا بطلیموس نام ہے ہر بادشاہ ہند کا انتہے لکن کتب تاریخ میں اہل اسلام ملوک یونان کا بتایا ہے جیپال لقب ہر بادشاہ ہند کا ٹہیرایا ہے خاقان لقب ہے ہر بادشاہ چین کا پھر ابن کثیر نے کہا کہتے ہیں نام اوس فرعون کا جو زمانہ موسی علیہ السلام میں تھا ولید بن مصعب بن ریان ہے کسی نے کہا مصعب بن ریان تہ اولاد عملیق بن اود بن ارم بن سام بن نوح سے تھا اوسکی کنیت ابو مرہ تھی اصل میں فارسی ہے اہل اصطخر سے پھر کہا کچھ بھی ہو اسکی اوسپر لعنت پڑے انتہی فتح البیان میں آیا اور زیادہ کیا ہے کہ نام فرعون کا قول اہل کتاب میں قابوس تھا چار سو برس سے زیادہ جیا موسی علیہ السلام کی عمر ایکسو بیس سال کی ہوئی مسعودی نے کہا عربی میں فرعون کی کچھ معنے نہیں ہیں جوہری نے لکھا فرعون کہتے ہیں ہر سرکش جبار متکبر بدکار کو۔

ف استعمال لفظ بلا کا خیر و شر دونوں میں آتا ہے یہاں اگر خیر مراد ہے تو وہ خیر یہ تھی کہ اللہ نے انکے آباء و اسلاف کو عذاب فرعون سے نجات دی اسلیے ابن جریر و ابن عباس و مجاہد نے ترجمہ بلا کا اس جگہ نعمت عظیمہ کیا ہے اور اگر مراد شر ہے تو ترجمہ

ع
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ذبح کرنا ابنا کا زندہ رکھنا نسا کا تھا سدی اور ابو العالیہ وغیرہما نے کہا ہے اصل بلا آزمایش ہے یہ آزمایش کبھی خیر کبھی شر سے ہوتی ہے کما قال تعالی وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وقال وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ اور قرطبی نے کہا مراد بلا سے اس جگہ شر ہے یہی قول ہے جمہور کا

وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ○ جب ہم نے چیرا تمہاری سیدہی کے ساتھ دریا پھر بچا دیا تم کو اور ڈبا دیا فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھتے تھے یہ قصہ مفصل سورہ شعرا میں آیا ہے وہیں لکھا جاویگا دیکھنے کا ذکر اس لیے کیا کہ انکا دل ٹھنڈا ہو دشمن کی خواری اپنی آنکھوں سے دیکھیں عمرو بن میمون نے کہا جب موسی بنی اسرائیل کو لیکر نکلے فرعون نے کہا جبتک مرغ صبح نہ بولے تو پیچھا نکرنا اسدن مرغ ہی نہ بولا صبح کو ایک بکری منگا کر حلال کی کہا جبتک میں اسکے کلیجی سے فارغ ہوں تب تک چھہ لاکھ قبط جمع ہو جاویں چنانچہ جمع ہو گئے موسی علیہ السلام جب دریا پر پہونچے ایک انکے صحابی نے جنکا نام یوشع بن نون تھا کہا تیرے رب کا حکم کہاں ہے کہا سامنے اونہوں نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈالدیا وہ غوطے کہانے لگا یوشع پھر آئے پھر وہی کہا کہ کہاں کا حکم ہے واللہ نہ میں جھوٹا ہوں نہ تم جھوٹے ہو تین بار یہی کہا پھر موسی علیہ السلام کو وحی آئی کہ تم اس دریا کو اپنی لاٹھی سے مارو جب مارا تو وہ پھٹ گیا ہر ٹکڑا اسکا ایک بڑے پہاڑ کیطرح ہو گیا موسی مع اپنے ہمراہیوں کے چل نکلے رستے میں فرعون آ گیا جب بیچ دریا میں پہونچا دریا یکسان ہو گیا یہ مطلب ہے اس آیت کا کہ ہمنے فرعون کو ڈبا دیا اور تم دیکھتے تھے اسیطرح بہت سلف نے کہا ہے کہتے ہیں یہ دن عاشورا کا تھا ابن عباس نے کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے میں آئے دیکھا کہ یہود دن عاشورا کے روزہ رکھتے ہیں پوچھا یہ کیا دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو کہا یہ ایک اچھا دن ہے اسدن خدا نے بنی اسرائیل کو ہاتھ سے دشمن کے نجات دی تھی موسی نے روزہ رکھا تھا فرمایا تم سے زیادہ حقدار موسی کا میں ہوں پھر اسدن روزہ رکھا اور سب کو حکم دیا کہ روزہ رکھو رواہ احمد اسکے لگ بہگ اس حدیث کو بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے انس کی حدیث میں مرفوعاً آیا ہے کہ چیرا اللہ نے دریا کو واسطے بنی اسرائیل کے دن عاشورا کے رواہ ابو یعلی لیکن سند اس حدیث کی ضعیف ہے زید عمی اسکے راوی ہیں انمیں ضعف ہے اور انسے زیادہ انکے شیخ یزید رقاشی ضعیف ہیں فتح البیان میں کہا ہے کہ یہ قصہ جسطرح ایک بڑا معجزہ ہے موسی علیہ السلام کا جس کا شکر سارے بنی اسرائیل پر جب تک زمانہ موجود ہے اسیطرح بیان کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قصے کو جو بن پڑھے تھے ایک بڑا معجزہ ہے واسطے یہود کے جسکا قبول کرنا اونکے اخلاف پر لازم ہے

وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ○ جب ہمنے وعدہ کیا موسی علیہ السلام سے چالیس رات کا پھر تمنے بنا لیا بچھڑا بعد اسکے اور تم بے انصاف ہو اسکا قصہ سورہ اعراف و طہ میں آویگا سورہ اعراف

ع [illegible]

ع [illegible]

مین فرمایا ہے وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَۃً وَّاَتْمَمْنٰھَا بِعَشْرٍ کہتے ہیں یہ ایک مہینا ذیقعدہ کا دس ذیحجے کے تہے یہ ماجرا بعد خلاصی فرعون سے یعنی بعد نجات کے بحر سے ہوا تہا بے انصاف اسلیے فرمایا کہ انہوں نے شرک کیا شرک سے بڑہکر کوئی بے انصافی وظلم نہین ہے یہ آٹہہ ہزار نفر تہے بلکہ سبنے اُسکو پوجا تہا سوا ہارون اور بارہ ہزار شخص کے یہی قول اولی ہے ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْکُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ پہر معاف کیا ہمنے تم کو اسپر بہی شاید تم احسان مانو یعنے بعد تشریف لیجانے موسی کے طور پر انہوں نے ایک گوسالہ کو پوجا تہا اسپر وہ قصور انکا معاف کیا اپنا احسان یاد دلایا کہتے ہین اُس بچہڑے کا نام بہموت یا بہموث تہا موسی عجمی عبری نام ہے مو پانی کو اور شا شجر کو بولتے ہے اونکو پانی اور درخت کے بیچ مین سے پایا تہا اس لیے موشی کہنے لگے سینا سین ہوگیا شکر کہتے ہین محسن پر ثنا کرنے کو احسان مانے کو وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۝ جب دی ہمنے موسی کو کتاب اور چکوتی شاید تم راہ پاؤ چکوتی وہ حکم جس سے معاملے فیصل ہوں روا ناروا معلوم ہو **ف** مراد کتاب سے اس جگہہ توریت شریف ہے فرقان وہ ہے جو حق وباطل ہدایت وضلالت مین فرق کردے تمیز بخشے کسی نے کہا فرقان یہ تہا کہ انکو بچایا فرعون کو ڈبایا کسی نے کہا فرقان وہ ہے جو حلال حرام میں جدائی کردے یا دریا کا پہٹ جانا اچہے یہہ کہ مراد فرقان سے حجت وبیان الٰہی ہے جیسے عصا وید بیضا وغیرہ یعنے ہمنے موسی کو کتاب دی معجزات دیے یہ دینا بہی بعد نکلنے کے دریا سے ہوا تہا جس طرح کہ سورۂ اعراف سے سمجہا جاتا ہے بقوله تعالی وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَھْلَکْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃً لَّعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ۝ اسکے بعد توبہ بنی اسرائیل کی صفت بیان فرمائی ارشاد کیا وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ ط فَتَابَ عَلَیْکُمْ ط اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ جب کہا موسی نے اپنی قوم کو اے قوم تمنے نقصان کیا اپنا یہ بچہڑا ٹہراکر اب توبہ کرو اپنے پیدا کرنیوالے کیطرف اور مار ڈالو اپنی جان یہ بہتر ہے تمکو اپنے خالق کے پاس پہر متوجہ ہوا اللہ تمپر حق وہی ہے معاف کرنیوالا مہربان **ف** لفظ مارنے کے کہنے مین یہ جتلایا کہ یہ گناہ تمسے بہت بڑا ہوا کہ جو تمہارا خالق تہا اُسی کو تمنے چہوڑکر غیر کو پوجا ابن عباس کہتے ہین اللہ نے فرمایا ہے انکی توبہ یہ تہی کہ ہر ایک شخص جس سے ملے باپ ہو یا بیٹا اسکو تلوار سے قتل کرے کچہ پرواہ نکرے کہ کس جگہہ کس کو جان سے مارا پس ان لوگوں نے جنکا حال موسی وہارون پر چہپا ہوا تہا مگر اللہ کو انکے گناہوں پر اطلاع تہی توبہ کی اپنے گناہوں کا اقرار کیا اللہ کا حکم بجا لائے اللہ نے قاتل ومقتول دونو کو بخشدیا رواہ النسائی وابن جریر وابن ابی حاتم ابن کثیر نے کہا یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث الفتون کا یہ حدیث سورۂ طہ مین پوری آویگی انتہی ابن عباس کہتے ہین موسی نے خدا کے حکم سے یہ حکم دیا تہا۔

بعضے قتل کرو جن لوگوں نے بچھڑا پوجا تھا وہ بیٹھے جنھوں نے نہیں پوجا تھا انھوں نے ہاتھ میں خنجر لیکر قتل کرنا شروع
کیا اتنے میں سخت اندھیرا ہو گیا ایک نے دوسرے کو قتل کیا جب اندھیرا دور ہوا دیکھا تو ستر ہزار آدمی مقتول ہیں
سب قتل والوں کی توبہ قبول ہوئی جو بچ گئے انکی بھی بات ٹھیرا دو اہ اس حدیث میں یہ قصہ قتل کا اس عدد کو
بیان نہیں بلکہ سلف سے منقول ہے جسکا نام ابن کثیر نے لیا ہے وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى
اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ○ ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○
اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم یقین نہ کرینگے تیرا جب تک کہ نہ دیکھیں ہم اللہ کو کھلم کھلا پھر پکڑ لیا تم کو بجلی نے اور تم
دیکھتے تھے پھر اٹھا کھڑا کیا ہم نے تم کو مر گئے پیچھے شاید تم احسان مانو ابن عباس نے کہا جہرۃ کے معنی علانیۃ میں
یعنی ہم کو کھلم کھلا دکھا دے یہ وہ ستر آدمی تھے جنکو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھ لیجانے کو پسند کیا تھا انھوں نے
جب اللہ کا کلام سنکر کہا کہ ہم تو جب ایمان لاوینگے کہ اللہ کو اپنے سامنے دیکھیں تو ان پر بجلی کی آواز سنکر بیہوش
ہو گئے کسی نے کہا صیحہ کہتے ہیں آسمانی چیخ کو کسی نے کہا آگ کو سدی نے کہا موسیٰ اس حال کو دیکھکر روئے
اور دعا کی کہا اے رب میں بنی اسرائیل سے کیا کہونگا یہ اونکے چیدہ لوگ تھے جو مر گئے اللہ نے وحی کی کہ یہ وہ
لوگ ہیں جنھوں نے بچھڑا پوجا تھا پھر اللہ نے انکو زندہ کر دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے ایک دوسرے کے زندہ ہو جانیکو دیکھتے
تھے ربیع بن انس نے کہا یہ موت انکی سزا تھی اب وہ جی کر اپنی عمر پوری کرینگے ابن کثیر نے اس قصے کو اسی طرح
روایت کیا ہے یہ قول رازی کا کہ وہ سب بعد اس حادثے کے نبی ہو گئے ٹھیک نہیں ہے اسواسطے کہ زمانہ موسیٰ
اور ہارون و یوشع کے کوئی نبی نہیں ہوا یہ قول اہل کتاب کا کہ ان سبھوں نے اللہ کو دیکھا غلط ہے
اور یہ بھی ہے سکے وہ نہ دیکھ سکتے قرطبی نے کہا بعد اس حیات کے مکلف رہے یہ نہیں کہ تکلیف
شرعی اون سے ساقط ہو جاتی ف معتزلہ کہتے ہیں دیدار خدا کا نہ دنیا میں ہو سکتا ہے نہ آخرت میں ہوگا اہل سنت کہتے
ہیں یہاں تو نہیں ہوتا مگر وہاں ضرور ہوگا احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ لوگ اپنے رب کو دیکھینگے ان حدیثوں
کی دلالت قطعی ہے دلائل عقلیہ قواعد کلامیہ اس لائق نہیں ہیں کہ مقابلہ احادیث کی حجت ہو سکیں یہ بحث حافظ
ابن القیم نے حادی الارواح میں مفصل لکھی ہے جمہور سلف و خلف سے ہونا دیدار الٰہی کا روز قیامت کو
ادلہ کتاب و سنت سے بخوبی ثابت کیا ہے جزاہ اللہ خیرا وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ
كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○ سایہ کیا ہم نے تمپر ابر کا اور اتارا
تمپر من و سلوی کھاؤ ستھری چیزیں جو دیں ہم نے تمکو اور ہمارا کچھ نقصان نہ کیا پر اپنا ہی نقصان کرتے رہے ف

جب فرعون غرق ہو چکا اور بنی اسرائیل خلاص ہو کر چلے جنگل میں آئے انکے خیمے ڈیرے پھٹ گئے تو ساری دن انپر رہتا دہوپ
کا بچاؤ نہ اناج نہ تہا تب پہونچا من وسلوی اوترتا من ایک چیز تہی میٹہی جیسے کوئی دانے رات کو اوس میں سے گرکر لشکر کے گرد
ڈہیر ہو رہتے صبح کو ہر آدمی اپنی قوت کو برابر چن لاتا سلوی ایک جانور تہا نام ہے شام کو لشکر کے گرد ہزاروں جانور جمع
ہوتے اندہیرے پڑے پکڑ لاتے کباب کر کے کہاتے مدتوں تک یہی کہایا کیے **ف** ابن عباس نے کہا یہ ابر سپید تہا جیسا
ہوتا ہے بلکہ اس سے زیادہ ٹہنڈا اور پاکیزہ تہا ایسے ہی ابر میں اللہ تعالی دن قیامت کے آویگا اور فرشتے دن بدر کے اوسی جنس کے ابر
میں آئے تہے یہ بادل انکے ساتہہ تیہ یعنی جنگل میں رہتا تہا من کہتے ہیں ترنجبین کو مجاہد نے کہا وہ ایک طرح کا گوند تہا عکرمہ
نے کہا اوس میں تہی مگر گاڑہی سدی نے کہا یہ اوس درخت ترنجبیل پر پڑتی قتادہ نے کہا انکی جگہہ میں گرتی جسطرح برف
گرتا ہے دودہ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں تہی طلوع فجر سے سورج نکلنے تک برسا کرتی جو شخص ایک دن کی
قوت سے زیادہ لیتا تو خراب ہو جاتی ربیع بن انس نے کہا من ایک پانی تہا شہد کیطرح اوسکو پانی میں ملا کر پیتے وہب
بن منبہ نے کہا من پتلی روٹی تہی یعنی چپاتی شعبی نے کہا یہ تمہارا شہد سترواں حصہ ہے من کا یہی قول ہے زید بن اسلم
کا بہی ابن کثیر کہتے ہیں عبارتیں مفسروں کی شرح من میں ایک دوسرے کے لگ بہگ ہیں فقط اتنی بات ہے کہ بعضے اوسکو
طعام کہا ہے بعضے پانی ٹہیرایا ہے ظاہر یہ ہے کہ من وہ ہے جسکو اللہ نے اون پر مفت رکہی طعام ہو یا شراب جنہیں محنت
ومشقت ملتی تہی جو من اب مشہور ہے اوسکو تنہا کہاؤ تو طعام ہے پانی میں ملاؤ تو شراب ہے کسی اور چیز سے جوڑو تو اور کچہہ
ہو جاوے ولکن آیت شریف سے وہ سبکچہہ مراد نہیں ہے اوس کی دلیل یہ کہ بخاری میں سعید بن زید سے مرفوعًا آیا ہے کہ کہنبی ۱۲ من سے ہے
اسکا پانی آنکہ کے لیے شفا ہے یہ حدیث کو امام احمد نے بہی روایت کیا ہے بلکہ سوا ابو داؤد کے سب اہل سنن اوسکے راوی
ہیں ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے یہ حدیث کئی طریق سے نزدیک شیخین وغیرہما کے آئی ہے ابن کثیر نے بہت سے طرق
اس حدیث کی اپنی تفسیر میں ذکر کیے ہیں پہر کہا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ سلوی ایک پرندہ ہے سمانی کے یہی بات ابن
مسعود اور ایک جماعت صحابہ نے بہی کہی ہے عکرمہ نے کہا ہے وہ ایک چڑیا ہی جیسے جنت کی چڑیا کنجشک سے بڑی
قتادہ نے کہا وہ پرندہ سرخی مائل تہا باد جنوب اوسکو لاتی تہی وہب بن منبہ نے کہا سلوی ایک موٹا پرندہ ہوتا ہے مثل کبوتر
کے اوسکو ایک سنیچر سے دوسرے سنیچر تک کے لیے پکڑ رکہتے ہے وہ ایک میل کے اندر میں ایک نیزہ بلند زمیں پر گرتا تہا
سدی نے کہا جب بنی اسرائیل جنگل میں گئے تو موسی علیہ السلام سے کہا یہاں طعام کہاں ہے اللہ نے من سلوی اوتارا
کہا پانی کہاں ہے پتہر پر عصا مارا بارہ چشمے جاری ہو گئے کہا سایہ کہاں ہے بادل آیا وہ سایہ کرتا تہا کہا لباس کہاں ہے
کپڑا انکا مثل بچوں کے بڑہتا نہ پرانا ہوتا نہ پہٹتا **ف** فتح البیان میں ہے کہ وہ بادل اونکے ساتہہ جنگل میں رہتا تہا

ایک ستون نور کا تہا وہ رات کو جب جاتے ہوتا چمکتا یہ جنگل جسکو تیہ کہتے ہین یہ درمیان شام و مصر کے تہا نو کوس کا لمبا چوڑا وہان چالیس برس تک حیران پریشان رہے نکلنے کی راہ نہ ملی بعضے یہ کہتے ہین یہ سزا اسپر ہوئی کہ شہر جبارین مین جانے سے انکار کیا تہا کہا تو اور تیرا رب جاکر لڑو اونکی تعداد چہ لاکہہ تہی سب اسی تیہ مین تباہ ہو کر مر گئے مگر وہ شخص جنہین بیس برس کا نہ تہا ہارون بہی وہین مر گئے سال بہر بعد اونکے موسی علیہ السلام نے بہی انتقال فرمایا **ف** اللہ نے اس من وسلوے کو حلال لذیذ شیرین بنایا فرمایا کہاؤ مگر جمع کرنے سے منع فرمایا تہا معلوم ہوا کہ جو چیز سامنے مہمان کے لائین وہ اُسکا مالک نہیں ہو جاتا ہے نہ اُسکو بلا اذن میزبان کے اُس چیز مین کوئی تصرف پہنچتا ہے انہون نے یہ ظلم عظیم کیا تہا کہ جو رزق بے مشقت و محنت کے دنیا مین بچیان کو عقبے مین انکو ملتا تہا اوسکو لیکر جمع کرنا شروع کیا جو حد مقرر کردی تہی اوس سے آگے بڑہ گئے مستحق عذاب کے ہوے عصیان کیا نعمت کا شکر بجا نہ لائے وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا

هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ

وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ○ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ

ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○ جب کہا ہمنے داخل ہو اس شہر مین کہاتے پہرو اس مین جہان چاہو محظوظ ہو کر داخل ہو دروازے مین سجدہ کرکے کہو گناہ اوترے تو بخشین ہم تم کو تمہاری تقصیرین اور زیادہ بہی دینگے نیکی والون کو سو بدل لی بے انصافون نے بات سوا اوس کے جو کہدی تہی پہر اوتارا ہمنے بے انصافون پر عذاب آسمان سے اونکی بے حکمی پر **ف** جنگل مین اسی تقصیر سے پہنسے تہے سورہ مائدہ مین اسکا بیان ہے پہر ایک کہاتے سے بہاگ گئے تب ایک شہر مین سو بچایا اور حکم دیا کہ دروازے مین سجدہ کرکے جاؤ حطہ کہو یعنے گناہ اوترے اونہون نے ٹہٹہے سے بدلے حطہ کے حنطہ کہا یعنے گیہون سجدہ کے بدلے چوتڑ کے بل سرکنے لگے پہر شہر مین جاکر انپر طاعون پڑا یعنے تہوڑے کی وبا آئی دو پہر مین قریب ستر ہزار آدمی کے مر گئے **ف** ابن کثیر نے کہا اس آیت مین ملامت ہے انپر وہ جب ہمراہ موسی علیہ السلام کے مصر سے نکلے تہے انکو حکم ہوا تہا کہ تم ارض مقدس مین جاؤ وہ تمہارے باپ اسرائیل کی میراث ہے وہان جو کفار عمالیق رہتے ہین انکو شہر سے نکالدو وہ انکی جنگ سے پست ہمت ہو گئے ہمت ہاردی پہر اللہ نے انکو ایک جنگل مین پہینکدیا یہ پہینکنا بطور عقوبت کے تہا جس طرح کہ سورہ مائدہ مین مذکور ہے اسی لیے صحیح تر قول یہی ہے کہ وہ شہر بیت المقدس تہا جو اللہ تعالے نے موسی علیہ السلام سے اونکی حکایت کی ہے یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا الاية بعضے کہا کہ وہ شہر اریحا قریہ جبارین تہا یہی قول ابن عباس و عبد الرحمان بن زید کا بہی ہے مگر ابن کثیر کہتے ہین کہ یہ بات بعید ہے اسلیے کہ وہ بارادہ بیت المقدس نکلے تہے یہ شہر انکو رستے پر تہا لکن اریحا

ع ٣ ٦

[illegible]

کہا ہے اریحا ایک قریہ ہے زمین پست مین نزدیک بیت المقدس کے پہر ابن کثیر نے کہا کہ اوس سے زیادہ بعید یہ قول ہے کہ مراد شہر مذکور سے مصر ہے اسکو رازی نے ذکر کیا ہے صحیح یہی ہے کہ مراد بیت المقدس ہے کیونکہ جب چالیس برس بعد وہ ہمراہ یوشع بن نون علیہ السلام کے تیہ سے نکلے اور اللہ نے انکو فتح دی اوس دن تیسرے پہر جمعے کو تہوڑی دیر کے لیے سورج روک دیا گیا تہا یہانتک کہ فتح حاصل ہوئی تو اوس وقت انکو یہ حکم ملا کہ تم دروازۂ شہر سے سجدہ کرتے ہوئے اندر شہر کے جاؤ یہ سجدہ واسطے بجا آوری شکر خدا کے حصول فتح و نصرت و ظفر مذکور پر تہا اور اس بات پر کہ اللہ نے انکا شہر انکو دلا دیا جنگل سے نجات بخشی کہتے ہین اس قریہ مین بقیہ قوم عاد تہی جنکو عمالقہ بولتے ہین کسی نے کہا کوئی قریہ ملک شام کا تہا قاضی بیضاوی و جمہور مفسرین کا قول وہی قول اول ہے ابن عباس نے کہا مراد سجدے سے اس جگہہ رکوع ہے یعنی باب صغیر سے رکوع کرتے ہوئے اندر جاؤ حسن بصری نے کہا یہی سجدہ مراد ہے کہ سر زمین پر رکہا جاوے مگر رازی نے اسکو بعید کہا ہے کسی نے کہا مراد سجدے سے اس جگہہ خضوع ہے کیونکہ معنے حقیقی سجدے کے نہین بنتے ہین ابن عباس نے کہا یہ دروازہ قبلہ رخ تہا کسی نے کہا مراد باب سے کوئی جہت قبلے کی تہی کسی نے کہا وہ جگہہ ابتک بلفظ باب حطہ معروف ہے کسی نے کہا مراد باب قبہ ہے جسطرف موسی و بنی اسرائیل نماز پڑہتے تہے جس نے یہ کہا ہے کہ مراد شہر اریحا ہے وہ کہتا ہے مطلب یہ تہا کہ جس دروازے سے چاہو اندر جاؤ کیونکہ اس شہر کے سات دروازے تہے وہ لوگ سجدہ کے عوض سر اوپر کو اٹہائے ہوئے گئے خلاف حکم کے کیا ابن عباس نے کہا حطہ کے یہ معنے ہین کہ یہ امر حق ہے دوسرا لفظ یون ہے کہ بمعنے مغفرت و استغفار کے ہے عکرمہ نے کہا مراد یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ اپنے گناہ کا اقرار کرو ابن کثیر نے کہا حاصل یہ ہوا کہ انکو یہ حکم تہا کہ وقت فتح کے اظہار عاجزی و خاکساری کا کرین قول و عمل دونون سے اپنے قصور کا اقرار کر کے مغفرت چاہین اللہ کی نعمت کا شکر بجا لاوین کیونکہ اللہ کو ایسے کام کرنا محبوب ہوتا ہے جسطرح فرمایا ہے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ اس سورہ کی تفسیر مین بعض صحابہ نے یہ کہا ہے کہ مراد کثرت ذکر و استغفار ہے بوقت فتح و نصر کے مگر ابن عباس نے یون کہا ہے کہ اس مین خبر دی ہے وفات نبوی کی عمر رضی اللہ عنہ نے بہی یہی مقرر رکہا لیکن ان دونو قول مین کچہ منافات نہین ہے اسلیے کہ پہلے حکم ذکر و استغفار کا دیا تہا پہر اوسی کے ساتہ خبر انتقال بہی بیان کر دی عادت شریف نبوی یہ تہی کہ جب فتح ہوتی تو بہت خضوع کرتے دن فتح مکہ کے جب ثنیہ علیا سے داخل شہر ہوئے تہے تو متواضع تہے پہر پیادہ ہو کر آٹہہ رکعتین پڑہین کسی نے کہا نماز چاشت کی کسی نے کہا نماز فتح کی اسی لیے امیر امام کو مستحب ہے کہ جب کوئی شہر فتح کرے تو وقت اول دخول شہر کے آٹہہ رکعت نماز پڑہے جسطرح سعد بن

ع

[illegible]

وفعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابی وقاص نے کہا تہا کہ حسا نے ایوان کسری مین بوقت فتح آٹھ رکعت نماز پڑہی صحیح یہ ہی کہ نماز مذکور کو دو دو رکعت کرکے پڑہے کسیی نے کہا
ملکہ ساری نماز کے بعد ایک ہی سلام پہیرے واللہ اعلم **ف** بخاری نے ابو ہریرہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل
سے یہ کہا گیا تہا کہ دروازے مین سجدہ کرتے حطہ کہتے ہوے داخل ہو چوتڑ کے بل گہسٹتے ہوے گہسے حَبَّۃٌ فِیْ شَعْرَۃٍ کہا دوسرے لفظ مین
حطہ بجای حبہ آیا ہے اسکو ابن اسحاق نے روایت کیا ہے تیسرے لفظ مین حِطَّۃٌ حَبَّۃٌ حَمْرَاءُ فِیْہَا شَعْرَۃٌ آیا ہے یہ براء
سے مروی ہے ابن مسعود نے کہا انکا لفظ یہ تہا ھطا سمعاتا ازبة مزبا اسکا ترجمہ عربی مین یہ ہے حِنْطَۃٌ حَمْرَاءُ
مَثْقُوْبَۃٌ فِیْہَا شَعْرَۃٌ سَوْدَاءُ غرضکہ حاصل اقوال مفسرین کا یہی ہے کہ جس بات کا اللہ نے انکو حکم دیا تہا کہ قول و فعل دونو
مین خاکساری ظاہر کریں حطہ کہین یعنے ہمارے گناہونکو دور کر سو انہون نے وہ تو کچہ نہ کیا کیا حطہ کی جگہہ بطور
مسخر ان حنطہ وغیرہ کہا سجدے کی جگہہ سرین کے بل اندر گہسے یہ نہایت درجہ کی مخالفت و معاندت ہے ادلی ہوئی
اس لیے اللہ نے اوپر اونکے عذاب اوتارا کما قال تعالیٰ فَاَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ
معلوم ہوا کہ فسق سبب ہے نزول عذاب کا ابن عباس نے کہا قرآن مین جہان کہین لفظ رجز آیا ہے مراد اوس سے عذاب
ہے یہی بات مجاہد و ابو مالک و سدی نے بہی کہی ہے ابو العالیہ کا یہ قول ہے کہ رجز بمعنے غضب ہے شعبی نے کہا رجز
طاعون ہے یا اولا حدیث سعد و اسامہ و خزیمہ مین مرفوعًا آیا ہے کہ طاعون رجز ہے یہ عذاب تہا جو اللہ نے تم سے اگلی
لوگون پر اوتارا تہا رواہ ابن ابی حاتم والنسائی و دوسرے لفظ اسامہ بن زید کا مرفوعًا یہ ہے کہ یہ درد و بیماری رجز ہے
تم سے پہلے بعض امتون پر یہ عذاب آیا تہا رواہ ابن جریر **ف** کہا رازی نے کہتے مین اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ
اقوال منصوص علیہا کا بدلنا جائز نہین ہے بلکہ خاص اتباع اونکا متعین ہوتا ہے رازی نے کہا اذکار و اقوال توقیفی
کا بدلنا جائز ہے انتہی مین کہتا ہون کہ جب سے آخر امت نے الفاظ نبوی اور عبارات قرآنی کو چہوڑ کر تحریر فتوی بیان
مسائل و احکام مین اپنے الفاظ تراشیدہ کی عبارات قوم کو اختیار کیا ہے تب ہی سے یہ بڑا بہارا اختلاف درمیان اہل اسلام کے
پڑا ہے اگر نصوص کتاب و سنت کا بلفظہا حفظ کرتے تو یہ خرابی تقلید و اتباع رای وغیرہ کے پیش نہ آتی غزالی نے
احیاء العلوم مین کئی لفظ لکہے ہین جنکے معنی سلف مین کچہ تہے پہر اصطلاح خلف مین وہ الفاظ مستبدل کیا اور وہی معنے
اونکے پہر گئے از انجملہ ایک لفظ فقہ کا ہے کہ صدر اول مین فقیہ اوسکو کہتے تہے جو دنیا مین زاہد آخرت مین راغب ہوتا اب
فقیہ وہ آدمی ہے جسکو مسائل خرید فروخت نکاح اجارہ وغیرہ کے معلوم ہون کتب فروع سے ایسے مسئلے نکالا کرتا ہو بہر حال
اللہ تعالیٰ نے بات بدلنے والون کو ظالم فاسق کہا اونپر عذاب بہیجا معلوم ہوا کہ فسق سبب نزول عذاب کا ہوتا ہے اب بہی
یہی دیکہا گیا کہ جب کسی شہر و قریہ میں کثرت فسق و فجور کی ہوتی ہے تو وہان وبا آتی ہے سیکڑون ہزارون کو

ع

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کو برباد کر جاتی ہے وبا جب ہے کسی جگہہ قحط پڑتا ہے کسی جگہہ زلزلہ آتا ہے کہیں خسف و مسخ ہوتا ہے کسی جگہہ سیلاب و طوفان تباہی لاتا ہے کسی جگہہ طاعون ہوتا ہے کہتے ہیں اس رجز میں جو بنی اسرائیل پر اوترا تہا ایک ساعت میں ستر ہزار نفر مر گئے تھے یہ وبا اون کے سوا تھی جو اونسے پہلے نازل ہو چکی تھی سورۂ اعراف میں بجائے یفسقون یظلمون فرمایا سے معلوم ہوا کہ وہ جامع شر و صف تھے وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ جب پانی مانگا موسی نے واسطے اپنی قوم کے تو کہا ہمنے مار اپنی لاٹھی سے پتھر کو سو بہ نکلے اوس سے بارہ چشمے پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ کہاؤ پیو روزی اللہ کی نہ پہرو ملک میں فساد مچاتے **ف** اوسی جنگل میں جہان حیران پریشان پڑے پہرتے تھے پانی نہ ملا تو ایک پتھر سے بارہ چشمے نکلے وہ لوگ بارہ قوم تھے کسی میں لوگ زیادہ کسی میں کم ہر قوم کے موافق ایک چشمہ تہا اوسکو پہچان لیا جسوقت کوچ کرنا ہوتا وہ پتھر ساتھ اوٹھا لیتے جب مقام ہوتا تو رکھدیتے کہتے ہیں یہ ایک مربع پتھر تہا گز در گز جیسے کہ برابر سر آدمی کو تہا یا برابر سر گاؤ کے یا جنت کا پتھر تہا دس گز کا لمبا برابر قد موسیٰ علیہ السلام کے اوس کے دو شعبے تھے جو رات کو اندھیری میں چمکتے تھے مشعل کا کام دیتے وہ پتھر گدھے پر لادا جاتا تہا کسینے کہا وہ پتھر ہمراہ آدم علیہ السلام کے آیا تہا شعیب علیہ السلام کو ورثے میں ملا تہا اونہون نے ہمراہ عصا کے موسیٰ علیہ السلام کو دیا تہا یا یہ وہ پتھر تہا جو موسیٰ کے کپڑے لیکر بھاگا تہا جبریل علیہ السلام نے اوسے کہا کہ تم اوس پتھر کو اوٹھا لو اوس میں اللہ پاک کی قدرت ہے تمہارے لیے معجزہ ہے ابن عباس نے کہا وہ پتھر چوکھونٹا تہا ہر جانب تین تین چشمے بہتے یہ ایک لفظ ہے حدیث الفتون کا جسکو نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہ قصہ یہاں و سورۂ اعراف میں آتی بات یہ کہ وہ مکی ہے یہ مدنی اسلیے وہاں ضمیر غائب کی ہے یہاں خطاب کی ہے وہاں فَانْۢبَجَسَتْ فرمایا تہا یعنی پہلا تہا اور یہاں فَانْفَجَرَتْ کہا ہے یعنی پچہلا تہا اون دونو سیاق میں دس وجہ سے علیحدگی ہے جسکا ذکر کشاف میں کیا ہے لکن مطلب دونوں کا یکدیگر ہے بہر حال اس آیت شریف میں انکو اس بات سے بھی منع کیا تہا کہ زمین میں فساد کرتے نہ پھرے پہلے انکو ظالم فاسق کہا تہا اسکو یا مفسد بھی ٹھیرایا جو لوگ مفسد نہیں ہیں اونکے لیے وعدہ حسن آخرت کا کیا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ جس کسی شخص میں ظلم و فسق و فساد جمع ہو سمجھو کہ وہ ہمرنگ بنی اسرائیل ہے اسکا انجام بھی آخر کو ایسا ہی ہوگا اللّٰہم احفظنا **ف** یہ عصا جس سے پتھر کو مارا تہا درخت آس کا تہا ہمراہ آدم علیہ السلام کے جنت سے آیا تہا دس گز کا لمبا تہا برابر طول موسیٰ علیہ السلام کے اسکا نام علیق تہا یا نعہ وہ بارہ قومیں جنکے لیے وہ بارہ چشمے نکلے تھے چھ لاکہ آدمی تھے انکا پڑاؤ بارہ کوس میں ہوتا تہا ۱۲

ف [illegible] ۱۲

ایک بڑا معجزہ ہے موسیٰ علیہ السلام کا کہ ایک حجر صغیر سے ایک جمع کثیر کو سیراب کر دیتے تھے مگر ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کا معجزہ اس سے بڑھکر ہوا کہ دو انگلیاں کے بیچ سے اتنا پانی بہا کہ ایک جم غفیر نے پیا پتھر سے تو پانی نکلنا کچھ دور نہیں
ہے لحم و دم کے بیچ سے نکلنا کرامت عظمیٰ ہے وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ
يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّاۗىِٕهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۭ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ
هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ۭ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۭ جب کہا تم نے ای موسیٰ ہم نہ ٹھیرینگے ایک کھانے پر سو
پکار ہمارے لیے اپنے رب کو کہ نکالے ہمارے لیے جو اوگتا ہے زمیں سے ساگ ککڑی گیہوں مسور پیاز کہا موسیٰ نے کیا تم لیا چاہتے
ہو ایک چیز جو ادنیٰ ہے بدلے ایک چیز کے جو بہتر ہے اترو کسی شہر میں تو ملے تم کو وہ جو تم مانگتے ہو **ف** حسن بصری
نے کہا انہوں نے اپنا اگلا عیش یاد کیا وہ قوم انہیں چیزوں والی تھی ایک کھانا ما دہ یعنی من و سلویٰ ملتا تھا اس لیے کہا کہ
ہر دن وہی طعام تھا۔ دوسرا فوم کو ابن مسعود نے ثوم پڑھا ہے ثوم کہتے ہیں لہسن کو اسی طرف ایک جماعت سلف بھی گئی
ہے یہی قول ابن عباس و مجاہد و حسن کا بھی ہے گویا حرف بدل گیا ہے بجائے ثاے مثلثہ حرف فاء کا استعمال آتا ہے کسی
نے کہا ہے فوم گیہوں کو کہتے ہیں ابن عباس نے کہا زبان بنی ہاشم میں حنطہ کو فوم بولتے ہیں مجاہد و عطا نے کہا فوم
سے مراد روٹی ہے لغت قدیمہ میں فَوِّمُوْا لَنَا اَيْ اِخْتَبِزُوْا آیا ہے جوہری نے بھی فوم کا ترجمہ حنطہ کیا ہے ابن درید نے
سنبلہ ٹھیرایا ہے یعنی گیہوں کی بال جس میں دانے ہوں قتادہ نے کہا جس دانے کی روٹی پکاؤ وہی فوم ہے کسی نے کہا
ہے فوم لغت شامیہ میں چنے کو کہتے ہیں نخود فروش کو عامی بجائے فومی بولتے ہیں بخاری نے کہا بعض کہتے ہیں جتنے
حبوب ماکول ہوتے ہیں وہ سب فوم ہیں **ف** حسن سے ککڑی کی بیل جو چلے اوسکو ساگ کہتے ہیں کشاف میں کہا جو سبزہ
زمیں سے اوگتا ہے اوسکو بقل بولتے ہیں مراد اسکی اچھے پاکیزہ ساگ تھے جسکو لوگ کھاتے ہیں جیسے پودینہ کرفس کراث وغیرہ
یہ چیزیں اسلیے مانگیں کہ شہوت کو قوت ہو یا اس لیے کہ جنگل میں پڑے پڑے اکتا گئے تھے اس بہانے سے شہر میں جانا چاہا
لیکن پہلی بات بہتر ہے یہ جو فرمایا کہ شہر کو جاؤ یہ کہنا بطور اہانت و تعجیز کے تھا اسلیے کہ یہ جنگل سے بسبب مسدود ہونے
رہوں کے کسی شہر میں جا سکتے تھے اگر رستہ پاتے تو چالیس برس تیہ میں حیران پریشان رہکر بسر نکرتے یہ بھی معلوم ہوا
کہ خیر کو چھوڑ کر ادنیٰ لینا دلیل ہے حماقت و جہالت کی ایسی آوارہ دلی انجام کو نقصان و خسران لاتی ہے کتاب و سنت
خیر محض ہیں رائے و قیاس ادنیٰ ہیں جو لوگ اس ادنیٰ کو لیتے ہیں خیر کو چھوڑتے ہیں جلدی ہر طرف پستی کے آتے ہیں کمینے
ہیں بخیر ہیں وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۤ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّـبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ ڈالی اوپر ذلت و محتاجی

ع

اور کما لائے غصہ اللہ کا اسپر کہ وہ حکم اللہ کا نہ مانتے تھے اور خون کرتے نبیوں کا ناحق یہ اسلیے کہ بے حکم تھے حد پر نہ رہتے تھے
ف ابن کثیر نے کہا وہ خواری و محتاجی انکو شرعاً و قدراً گلے کا ہار ہو گئی یہی جس نے انکو پایا ذلیل خوار کیا خود
بھی ذلیل و محتاج تھے ابن عباس نے کہا وہ اصحاب قبالات ہیں یعنی جزیہ یہی انکی ذلت و مسکنت ہے حسن و قتادہ نے
کہا وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیتے ہیں اللہ نے انکو خوار کر دیا ہے انکو کچھ قوت باقی نہیں مسلمانوں کے ہاتھ سے
پامال ہو گئے جب اس امت نے انکو پایا تو وہ مجوس کے جزیہ گذار تھے سدی وغیرہ نے کہا مراد مسکنہ سے فاقہ کشی ہے
عطیہ عوفی نے کہا خراج ہے ضحاک نے کہا جزیہ ہے سو کالی کہتے ہیں یہ خبر جو اللہ پاک نے دی ہے سب زمانوں میں یہ معلوم
ہوئی یہود سے زیادہ ذلیل و خوار و محتاج و فقیر کوئی فرقہ نہیں ہے کبھی انکو کچھ شوکت و جمعیت نہ ملی ہمیشہ ہر زمانے
میں جہاں کہیں رہے غلاموں کی طرح رہے اتفاقاً اگر انمیں کوئی مالدار بھی ہوتا ہے تو وہ محتاجی و فقیری ظاہر کرتا ہے
تاکہ اوسکے مال میں کسی کو طمع نہ ہو خواہ یوں کہ اونپر جزیہ پڑ جاوے یا یوں کہ بطور ظلم اونکا مال چھین لیوے غرض کہ
ساری اہل ملل میں اون سے بڑھکر یہ کوئی ذلیل ہے نہ حریص مال کو پاس کے سب فقرا و گدا ہیں اگرچہ آسودہ حال کیوں
نہ ہوں **ف** ضحاک وغیرہ نے کہا ہے غضب کما لانے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے غصے کے مستحق ٹہیر چکے ہیں لائق خفگی کے ہو گئے
ہیں یہ سزا اونکی اس بات پر ہوئی کہ اونھوں نے اتباع حق سے تکبر کیا اللہ کی آیتوں کا انکار کیا انبیا علیہم السلام کو
اور اونکے اتباع کے جو حامل شرع تھے خوار و حقیر کیا یہانتک کہ انکو مار مار ڈالا اس سے بڑھکر اور کیا کفر ہوگا حدیث میں آیا
ہے کبر کہتے ہیں سو حق تحقیر مردم کو یعنی آپ کو بڑا ٹہیرانا اور دوسروں کو خوار سمجھنا حق باتوں کا نہ ماننا اسی لیے جب بنی اسرائیل
سے یہ کام ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اونپر اپنا عذاب و تباہ دنیا و آخرت میں لباس خواری و بے اعتباری کا پہنا دیا ابن
مسعود کہتے ہیں بنی اسرائیل ایک ایک دن میں اول وقت تین تین سو انبیا کو قتل کرتے تھے پھر تیسرے پہر کو ساگ
بھاجی کا بازار لگاتے لین دین بیچ کھوچ کرتے شعیا و زکریا و یحییٰ کو انھیں نے قتل کیا تھا حدیث ابن مسعود میں
مرفوعاً آیا ہے کہ سب سے زیادہ سخت تر عذاب میں دن قیامت کے وہ شخص ہوگا جسکو کسی نبی نے قتل کیا ہے یا اوس نے
کسی نبی کو جان سے مارا ہے یا پیشوا ضلالت تھا یعنی امام بدعت یا صورت بنانیوالا رواہ احمد عصیان کہتے ہیں حمل منہی
کو اعتدا کہتے ہیں حد سے آگے بڑھ جانے کو اس قسم میں یہ دو دو صفتیں تھیں إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى
وَالصّٰبِئِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا
هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ مطلب یوں ہے کہ جو لوگ مسلمان ہوے اور جو لوگ یہودی و نصرانی ہوئے اور صابئین جو کوئی یقین لایا اللہ پر اور کام کیا
نیک تو انکو ہے انکی مزدوری انکے رب کے پاس نہ اونکو ڈر ہے نہ وہ غم کہاویں یعنی کسی فرقہ خاص پر موقوف نہیں ہے بلکہ

یقین لانا شرط ہے اور نیک عمل کرنا ایسے ایسے وقت جسنے نیک کام کیا اوسنے ثواب پایا یا اس لیے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل اسی بات پر مغرور تھے کہ ہم پیغمبرون کی اولاد ہیں ہم ہر طرح خدا کے یہان بہتر ہین یہود کہتے ہین حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو نصاریٰ کہتے ہین حضرت عیسیٰ کی امت کو صابئین ایک فرقہ تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مانتا تھا **ف** ابن کثیر کہتے ہین جب اللہ نے حال اس فرقے کا بیان کر دیا جسنے خلاف امر خدا کیا تہا زواجر کا مرتکب ہوا تھا جس بات کا اذن نہ تہا اوسکو بجا لایا تھا ہتک محارم کیا تہا تو اس بات پر آگاہ کیا کہ جس کسی نے امم گذشتہ میں اچھی کارروائی کی ہے اوسکو جزا بدلا ملیگا یہی امر تا قیام ساعت قائم ہے کہ جو کوئی تبع رسول نبی امی کا ہوگا اوسکے لیے سعادت ابدی ہے اور اوسکو آیندہ کچھ ڈر نہ رہے کسی چیز کے فوت ہو جانے پر کچھ غم ہے کما قال تعالیٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ فرشتے وقت حضار کے مومنین سے یہ بات کہتے ہین جو اس آیت مین مذکور ہے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ سلمان نے کہا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حال اون دین والون کا پوچھا جنکے ہمراہ مین تھا میں نے اونکی نماز و عبادت کا ذکر کیا تھا اوسپر یہ آیت اوتری رواہ ابن ابی حاتم سدی نے کہا یہ آیت سلمان فارسی کے حق مین نازل ہوئی ہے یہود کا ایمان یہ تھا کہ توریت و سنت موسیٰ پر چلنا چاہیے لیکن جب عیسیٰ آئے تو جس کسی نے توریت و سنت موسوی کو چھوڑکر اتباع عیسیٰ کا نہ کیا وہ ہلاک ہوا نصاریٰ کا ایمان یہ تھا کہ انجیل و شرائع عیسے پر چلنا چاہیے تھا مگر جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو جس کسی نے انجیل و شرع عیسوی کو چھوڑکر آپکا اتباع نہ کیا وہ ہلاک ہوا ابن عباس کہتے ہیں اس آیت کے بعد وہ آیت اوتری وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ معلوم ہوا کہ کسی شخص سے کوئی عمل و طریقہ مقبول نہین ہے جب تک کہ موافق شریعت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہو ہان آپکی بعثت سے پہلے جس نے اپنے زمانے کے رسول کا اتباع کیا ہے وہ طریق ہدایت و سبیل نجات پر تھا اس آیت مین فقط ذکر ایمان و یقین لانیکا اللہ و یوم آخر پر ہے رسول کا ذکر نہین ہے اسلیے کہ بے اتباع رسول کے کوئی شخص نہی اللہ و معاد پر یقین نہین لا سکتا ہے اللہ پر وہی آدمی ایمان لاویگا جو پہلے رسول پر ایمان لا چکا ہوگا **ف** بعض نے کہا ہے مراد لفظ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے منافقین ہین اسلیے کہ ذکر انکا ہمراہ ہر سہ فرقہ مذکورہ کیا ہے یعنے ظاہر مین وہ ایماندار بنے ہین لیکن اولیٰ یہی ہے کہ مراد اسجگہہ سچے مومن مصدق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین گویا اللہ نے حال اس امت اسلامیہ اور اگلی امتون کا بیان فرمایا ہے کہ مرجع ان سب کا ایک ہی امر کیطرف ہے اور وہ امر یہ ہے کہ اللہ و معاد پر یقین لاوین عمل صالح کرین ایمان سے وہی بات مراد ہے جو حدیث جبریل مین آئی ہے کہ

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْقَدَرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ سو ایسا ایمان اوسی کو ملتا ہے جو ملت اسلامیہ مین داخل ہوتا ہے کیونکہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لایا قرآن کو نہ مانا وہ ہرگز مومن نہیں ہے اگرچہ اگلے انبیو کو مانا ہو مسلمان ایماندار ہوا نہ یہودی ہا نہ نصرانی نہ مجوسی **ف** ہود کہتے ہیں اولاد یہود بن یعقوب علیہ السلام کو دال ذال ہو گئی ہے یا تہود سے مشتق ہے معنے توبہ کرنا کقولہ تعالی اِنَّا ھُدْنَآ اِلَیْکَ اَیْ تُبْنَا یا تہود کہتے ہیں ہلنے کو یہ وقت قرات توریت کے ہلتے تہے جس طرح لڑکے مکتب میں سبق پڑہتے وقت ہلا کرتے ہیں اسلیے یہود کہلائے جب عیسی علیہ السلام آئے تو اونپر آنکی تابعداری واجب ہوئی جنہون نے اون کا دین قبول کیا وہ نصارے کہلائے اون کو انصار بہی کہتے ہین قال تعالی قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ یا اس لیے کہ ناصرہ نام گاؤن مین آکر بسے تہے پہر جب خاتم النبیین سارے نبی آدم کے رسول ہو کر آئے انپر تصدیق انکی فرض ہوئی جنہون نے مانا وہ سچے مومن کہلائے امت محمدیہ کا نام مومنین ٹہیرا اسلیے کہ اس امت کا ایمان بہت کثرت سے آنکی تصدیق نہایت شدت سے ہے کیونکہ یہ سارے اگلے نبیونپر ایمان لائے ہیں آیندہ کے غیوب کا یقین رکہتے ہین ت ہے صابئین سو مجاہد نے کہا وہ ایک قوم تہی درمیان مجوس یہود و نصاری کے اونکا کوئی دین نہین تہا یعنی لامذہب تہے ایک جماعت سلف نے کہا ہے وہ ایک فرقہ ہے اہل کتاب کا زبور پڑہتا ہے اسی لیے ابو حنیفہ و اسحاق کہتے ہیں کہ انکا ذبیحہ حلال ہے اون سے نکاح کرنا درست ہے حسن نے کہا یہ مجوس کیطرح تہے دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ فرشتہ پرست تہے زیاد نے کہا وہ قبلہ کی طرف نماز پنجگانہ پڑہتے تہے ابو الزناد نے کہا وہ قوم متصل عراق قریہ کوثی مین بستی تہی سب نبیون کو مانتے تہے تیس روزے رکہتے ہین یمن کیطرف نماز پنجگانہ پڑہتے وہب بن منبہ نے کہا صابی وہ شخص ہے جو موحد ہو نہ کفر کرے نہ کسی شریعت پر چلے ابن زید نے کہا وہ ایک دین ہے وہ لوگ جزیرہ موصل مین تہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے نہ عمل کرتے نہ کتاب نہ نبی فقط یہی کلمہ کہتے اسی لیے مشرکون نے اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صابئین کہدیا تہا یعنے کلمہ کہنے میں مشابہ صابئین کے ہین خلیل نے کہا وہ ایک قوم تہی انکا دین نصارے کے دین سے ملتا جلتا تہا مگر قبلہ انکا طرف جنوب کے ہے انکو یہ زعم ہے کہ وہ دین نوح علیہ السلام پر ہین مجاہد وغیرہ نے کہا ہے کہ انکا دین یہود و مجوس سے ملکر بنا ہے اسلیے انکا ذبیحہ نا درست ہے انسے نکاح کرنا جایز نہین ہے قرطبی نے کہا حاصل یہ ٹہیرا کہ وہ موحد تہے مگر تاثیر نجوم کے قایل تہے نجوم کو فاعل جانتے تہے اسلیے ابو سعید اصطخری نے حاکم بغداد قادر باللہ پر فتوی انکے کفر کا دیا تہا رازی کا مذہب یہ ہے کہ ایک قوم ستارہ پرست تہی انکا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ نے کواکب کو قبلہ عبادت و دعا ٹہیرایا ہے یا اس عالم کی تدبیر انکو سونپی ہے پہر کہا کہ یہ قول منسوب ہے طرف کسدانیین کے جنکی رد و ابطال کے لیے حضرت ابرہیم علیہ السلام آئے تہے ابن کثیر کہتے ہین اظہر

ع [illegible]

اقوال واللہ اعلم قول مجاہد وحسن وغیرہما کا ہے کہ وہ قوم نہ دین یہود و نصاریٰ پر تھی نہ مذہب مجوس و مشرکین پر بلکہ اپنی فطرت پر باقی تھی اور انکا کوئی دین بھی نہ تھا جس کے وہ پیرو ہوتے اسی لیے مشرک لوگ مسلمانوں کو صابی کہتے ہیں یعنے سارے ادیان اہل ارض سے باہر ہیں ع ہم طرحوں اور ہی ایجاد کر گئے ❊ بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ صابئین وہ لوگ ہیں جنکو دعوت کسی نبی کی نہیں پہونچی واللہ اعلم کسی نے کہا ہے انکا یہ دعوی تھا کہ وہ دین صابی بن شیث بن آدم پر ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کتاب رد منطقیین میں لکھا ہے کہ شہر حرّان پہلی صابئین کا گھر تھا یہ جگہہ اسی قوم کی منڈی تھی ابراہیم علیہ السلام اسی جگہہ پیدا ہوئے تھے یا عراق سے چلکر یہاں آئے تھے یہاں بہت سے تاروں کی مورتیں تھیں جیسے زحل مشتری زہرہ عطارد قمر بلکہ علت اولی و عقل اول و نفس کلیہ کی بھی ہیکل بنائی تھی یہ دین انکا پہلے ظہور نصرانیت سے تھا پھر ان میں نصرانیت آگئی کچھ صابی بھی بنے رہے آخر میں اسلام آگیا یہ صابیہ فلاسفہ دولت اسلام میں بھی آخر وقت تک باقی رہے بغداد میں بسبب طبابت وکتابت کام کیا کرتے تھے فارابی جب حرّان میں آیا سنہ چار سو ہجری تھی ادھر انہیں کے فلاسفہ سے علم سیکھا تھا اسیطرح دمشق والے بھی قبل ظہور دین نصرانیت کے صابی تھے قطب شمالی کیطرف نماز پڑھتے مساجد قدیمہ دمشق کا قبلہ اسی قطب کیطرف ہے جامع دمشق کے نیچے ایک بڑا معبد اس قوم کا تھا یہ دو قسم ہیں ایک حنیف موحد دوسرے مشرک اللہ نے اس آیت میں پہلی ہی قسم کی ثنا فرمائی ہے تحریف وتبدیل سے پہلے توریت پر چلتے تھے پھر انجیل پر چلے جو اُس سے بھی پہلے تھے وہ ملت ابراہیمی کے تابع تھے مجوس مشرک اونکے برخلاف ہیں کیونکہ ان میں کوئی مومن نہیں ہے اسی لیے اللہ نے فرمایا ہے إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ اس جگہہ چھ ملت کا ذکر فرماکر یہ ارشاد کیا کہ انکا نیاؤ اُس دن ہم کرینگے اون میں کسی مومن کا ذکر نہیں کیا پھر یہ صابیہ مشرک ہو گئے فلاسفہ انہیں مشرکین میں سے ہیں ہاں اگلے فلسفی جو موحد قائل صانع عالم مقر معاد تھے وہ مجملہ صابئین حنفاء کے تھے جنپر اللہ نے ثنا کی ہے رہے صابئہ مشرکین سو یہ بھی مثل مشرکین عرب کے مقر حدوث عالم تھے جسطرح مشرکین ہند بھی اسی کے قائل ہیں اہل مقالات نے ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے مجملہ اون مشرکین فلاسفہ کے جو شخص قائل قدم عالم ہوا ہے ارسطو ہے انتہی رہے فلاسفہ اسلام جیسے ابن سینا وغیرہ سو انکا حال بھی مثل صابئہ مشرکین کے تھا اونکے علوم اوسی قوم مذموم کے علوم سے ماخوذ ہیں اسیلیے علماء اسلام نے اونکو ملاحدہ میں شمار کیا ہے اس زمانہ آخر میں کہ بدنو قیامت کبری معلوم ہوتا ہے سرزمین ہند میں دہریت کا بڑا زور شور ہے دعوی اسلام کا رکھتے ہیں مگر در پردہ اسلام کی بیخ کنی میں ہیں اَقْمَعَهُمُ

اللّٰهُ تَعَالٰی وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ

تتقون ○ ثم تولیتم من بعد ذلک فلولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لکنتم من الخسرین ○ جب لیا ہمنے اقرار تمسے اور اونچا کیا تمپر پہاڑ پکڑو جو ہمنے دیا زور سے یاد کرتے رہو جو اوسمین ہی شاید تم ڈرو پھر تم پھر گئے بعد اسکے اگر نہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اوسکی مہر تو تم خراب ہوتے **ف** جب توریت اتری تو کہنے لگے ہمسے اتنے حکم نہوسکے تب پہاڑ اوپر آیا کہ گر پڑے تب ڈر کر قبول کیا کما قال تعالی واذ نتقنا الجبل فوقہم کانہ ظلۃ و ظنوا انہ واقع بہم خذوا ما اتینکم بقوۃ واذکروا ما فیہ لعلکم تتقون طور کہتے ہین پہاڑ کو اس لفظ کو سورۂ اعراف مین یون ہی تفسیر کیا گیا ہے اسطرف ایک جماعت صحابہ و تابعین کی گئی ہے یہی معنی ظاہر ہین ابن عباس کہتے ہین طور وہ پہاڑ ہے جو کچہ اگاتا ہو جو نہین اگاتا وہ طور نہین ہے طور اوس پہاڑ کا بہی نام ہے جسپر حضرت موسی علیہ السلام سے اللہ کی باتین ہوئی تہین توریت اوتری تہی یہ اوس پہاڑ کے پیچھے آگئے تہے وہ انکے اوپر ہوگیا تہا کسی نے کہا ہے سریانی زبان مین طور ہر پہاڑ کو کہتے ہین یہ پہاڑ جو اون کے سر پر اونچا کیا گیا تہا منجملہ جبال فلسطین کے تہا حدیث الفتون مین ابن عباس سے آیا ہے کہ جب وہ اطاعت سے باز رہے تو انپر پہاڑ لایا گیا تہا تا کہ سنین مانین سدی نے کہا اونکو حکم ہوا تہا کہ سجدہ کرو نہ مانا تو پہاڑ لایا گیا اوسکو دیکہکر بدحواس ہوکر سجدے مین گر پڑے لیکن ایک جانب سے دوسری جانب سے پہاڑ کو تکتے جاتے تہے کہ کہین گر نہ پڑے اللہ نے رحم کیا پہاڑ ہٹا لیا انہون نے کہا اس سے زیادہ محبوب کوئی سجدہ ہے جسکے سبب سے یہ عذاب دور ہوگیا اسلیے اب تک وہ اوسی طرح سجدہ کرتے ہین **ف** حسن نے کہا مراد ما اتینکم سے توریت ہے یعنی اسکو پکڑے رہو ابو العالیہ نے کہا مراد قوت سے طاعت ہے مجاہد نے کہا عمل کرنا ہے قتادہ نے کہا مراد کوشش و طاقت ہے یاد کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جو کچہ اوس مین لکہا ہے اوسکو تم پڑہو سمجہو اوسپر چلو لیکن وہ بعد لینے مضبوط عہد کے اپنے اقرار سے پھر گئے عہد کو توڑ ڈالا مگر اللہ نے اون کی توبہ قبول کی نبی و رسول بہیجے ورنہ دنیا و آخرت دونو کو برباد کر چکے تہے بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر پہلی بار مان لیتے تو کچہ حاجت اوس عہد و پیمان کی نہوتی ابن عطیہ نے کہا اللہ نے وقت سجدے کے انکے دلون مین ایمان پیدا کر دیا تہا یہ بات نہین ہے کہ زبردستی وہ ایمان لائے ہون دل مطمئن ہوا تہے شوکانی فرماتے ہین یہ تقریر بناوٹ ہے قواعد مذہبی کی پابندی نے ایسی بات کہلوائی ہے ورنہ ہر شخص عاقل جانتا ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا اکراہ ہوگا کہ ایک پہاڑ لاکر سر پر دہر دیا جاوے کہ مانو تو مانو ورنہ یہ تمپر گرتا ہے تم جانو بلکہ بعض مفسرین نے یہ لکہا ہے کہ سامنے سے آگ آئی پیچہے سے دریا آیا اوپر پہاڑ تہا غرضکہ سچ مانو تو یہ قول ہے کہ بیشک اللہ نے انپر اکراہ کیا وہ زبردستی ایمان لائے اچہی یا بری اللہ نے اوسی عذاب کو اوٹہا لیا یہی بات ہے کہ ہماری شریعت مین یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جس کسی نے کلمہ اسلام منہ سے کہہ لیا تو اب اوسپر تلوار نہ چلائی جاتی تہی کہینچ لو جہان تک کی تہہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اوسچا ہوا ہے ہمن تک روک تو صحیح بخاری میں آیا ہے کہ ایک شخص نے اسی طرح ایک شخص کو بعد تکلم بکلمہ اسلام مار ڈالا تہا جب
سعد رکیا کہ اوس نے تقیہ سے کلمہ کہا ہے نہ قصد صحیح سے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اسکو دل کو چیر کر دیکھ
لیا ہے مجھکو یہ حکم نہیں ہے کہ مین لوگون کے دلون کو پہاڑ کر دیکھون یہی یہ بات لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ وقولہ اَفَاَنْتَ
تُكْرِهُ النَّاسَ سو یہ معاملہ حکم قتال سے پہلے کا تہا منسوخ ہو گیا **ف** حدیث مین آیا ہے کہ مین تم مین دو بہاری چیزیں
چہوڑی ہین جب تک تم اونکو پکڑے رہوگے ہرگز گمراہ نہوگے ایک کتاب اللہ کی دوسری سنت میری یہ حدیث
مشکوۃ مین ہے اسیطرح اور بہت حدیثون مین ترغیب تمسک قرآن و حدیث کی بلکہ وصیت اونکی اتباع کی فرمائی ہے ارشاد
کیا ہے کہ اونکو اپنے دانتون سے مضبوط پکڑے رہو قرآن پاک مین اہل علم سے اس بات کا عہد و پیمان لیا گیا ہے کہ تم احکام
قرآن کو بیان کیا کرو جسطرح بنی اسرائیل اپنے قول و قرار سے بات اخذ و عمل توریت کے پہر گئے اسیطرح ایک
مدت سے انکا طریقہ اس امت نے بہی اختیار کر لیا ہے یہ معجزہ ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ جیسا فرمایا تہا ویسا
ہی ہوا ایسے ارشاد کیا تہا کہ تم اگلی امتون کی چال پر چلوگے شبر بشبر ذراع بذراع سو اصل تقلید طریقہ یہود کا ہے
اس امت آخر مین یہ تقلید ایسی گھسی ہے کہ زمانہ مہدی و عیسی علیہ السلام سے پہلے دور ہونا اسکا محال نظر آتا ہے حتے
یہ تقلید رسم و قیاس عوام اس امت اسلامیہ نے پسند کر لی ہے تیرہ صدی کے پیچھے کہے سنے پر قناعت کرکے بیٹھ رہے
ہین قرآن کا پڑہنا حدیث کا سمجھنا کتاب پر چلنا سنت پر عمل کرنا چہوڑ دیا ہے سچ ہی ہے اسلام غریب ہو گیا مسلمانون پر
ادبار آ گیا یہود کی طرح ذلیل و محتاج ہو گئے انا للہ اب انکی بہی یہی حالت ہو گئی ہے کہ جبتک مثل ہمارے بنی اسرائیل کے کسی امام مہدی
ہادی یا نبی برحق کا کوڑا انکو نہ لگے گا تب تک یہی ایسے عہد پر چلین گے سیر مہدی علیہ السلام مین آیا ہے کہ وہ سنت
کو زندہ بدعت کو مردہ کرینگے تقلید کو اٹھا دینگے کتاب و سنت پر سب کو چلا دینگے پس جب کبہی ان مقلدین و مبتدعین کے
سر پر انکی تلوار چمکے گی تب کہین یہ بہی مثل یہود کے سود کے توبہ کرینگے راہ راست پر آ جاوینگے اور یہی مثل بنی اسرائیل
کے اپنے جہل و حمق و ضد و عناد پر جمے ہوئی ہین اہل حق کا رد کرتے ہین ابطال حق احقاق باطل پر مستعد ہین مگر یہ ظالم
بہت جلد معلوم کر لینگے کہ کونسا پلٹنے والا پلٹتا ہے یہ لوگ یا اہل حق وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ

فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

تم جان چکے ہو جنہون نے تم مین زیادتی کی ہفتے کے دن مین تو ہم نے کہا ہو جاؤ بندر پہٹکارے ہوئے پہر ہم نے وہ دہشت رکہی اس شہر
کے روبرو والون اور پیچہے والون کو اور نصیحت رکہی ڈر والون کو یہ قصہ سورۂ اعراف میں ہے وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ
حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ

[illegible]

نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ القصة بکمالہا سدی نے کہا گانوں والے اہل ایلہ تھے یہی قول قتادہ کا ہے ابن عباس نے کہا یہ گانوں درمیان ایلہ و طور کے تھا اوسکو مدین کہتے ہیں یہ حال اللہ نے اون سے یہ عہد و میثاق لیا تھا کہ تم سنیچر کے دن کی تعظیم کرو اس دن مچھلی کا شکار نہ کھیلو انہوں نے یہ حیلہ نکالا کہ ایک دن پہلے سنیچر سے جال ڈال لیتے حوض بناتے مچھلی اُسمیں پھنسکر رہجاتی رات کو پکڑ لیتے اللہ کو غصہ آیا انکو بندر بنا دیا بندر شکل و صورت میں سب سے زیادہ مشابہ انسان ہے گو حقیقت میں حیوان ہے اسی طرح جنکے اونکے اعمال و حیلے ظاہر میں مشابہ حق تھے اور باطن میں مخالف حق تو اللہ نے انکو بھی جزا سزا دی جو اونکی جنس عمل سے تھی مجاہد نے کہا اونکے دل مسخ ہو گئے تھے کچھ سچ مچ شکل بندر ہی نہیں بنگئے تھے یہ ایک مثل ہے جو اللہ نے بیان کی کَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ابن کثیر کہتے ہیں مجاہد کا یہ قول غریب خلاف ظاہر سیاق آیت ہے کیونکہ اس جگہ کے سوا دوسری جگہ بھی یوں ہی فرمایا ہے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ ابن عباس نے کہا جوان لوگ بندر ہو گئے تھے بوڑھے سور بنگئے تھے قتادہ نے کہا قوم کی دُم نکل آئی تھی چیخنے چلانے لگے پہلے وہ مرد عورت تھے اب بندر ہو گئے ابن عباس نے کہا اللہ نے اونکو بندر بنا دیا اونکی معصیت پر وہ تین دن زندہ رہے کوئی صاحب مسخ تین دن سے زیادہ نہیں جیتا ہے نہ کہاتا نہ پیتا نہ نسل چلی اللہ نے بندر سور ساری خلق چھ دن میں بنائی ہے اس قوم کو بندر کی صورت میں کر دیا اسی طرح جسکے ساتھ جو چاہتا ہے اور جسطرح چاہتا ہے کرتا ہے جسکو جو چاہے بناوے اون میں فقط وہ لوگ بچ گئے جو قوم کو اس کام سے منع کرتے تھے ورنہ سب کے سب ہلاک ہو جاتے ابن کثیر کہتے ہیں غرضکہ یہ بات نہیں ہے جو مجاہد نے کہی تھی کہ انکا مسخ معنوی تھا نہ صوری بلکہ صحیح یہی ہے کہ صوری و معنوی دونو طور پر مسخ تھا سدی ابن عباس سے سارا قصہ مفصل اونکی مسخ کا نقل کیا ہے جسکا خلاصہ اوپر گذرا فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ صیغہ امر کا اس آیت میں واسطے تحویل و تسخیر و تکوین کے ہے یعنی قدرت کا تعلق واسطے انکے نقل کرنیکے حقیقت بشریت سے طرف حقیقت بندر کی ہوا یعنی سچ مچ مسخ ہو گئے پھر کہا ہے کہ ایک جماعت مفسرین نے یوں ذکر کیا ہے کہ یہود دو فرقے ہو گئے تھے ایک فرقے نے سنیچر کے دن زیادتی کی حد سے آگے بڑھکر خلاف حکم خدا کیا مچھلی کا شکار کرنے لگے دوسرا فرقہ دو قسم ہو گیا ایک قسم نے انکو منع کیا کنارہ کشی اختیار کی دوسری قسم نے شکاریوں کا ساتھ نہ دیا لیکن ایسے حیل حوال کے عمل کو منع بھی نہ کیا یہ الگ ہو گئے اللہ نے سب کو مسخ کر دیا سوا پہلے فرقہ کے کوئی نہ بچا یہ قصہ زمانہ داؤد میں واقع ہوا قال تعالیٰ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ الآية **ف** اللہ نے اس عقوبت کو واسطے اوس ستھر والوں کے اور جو شہر اوسکے ارد گرد تھے عبرت ٹھیرایا کما قال تعالیٰ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُم مِّنَ الْقُرَىٰ وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ومنہ قولہ تعالیٰ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا الآية مراد اطراف اس مابین کے شہر ہیں ایک قول پر قتادہ نے کہا ہے ماقبلہا سے مراد اگلے لوگ ہیں ما خلفہا سے پچھلے لوگ بنی اسرائیل کے لیکن یہ بات

١ [illegible] بندر پھٹکارے

٢ [illegible] اور [illegible] میں سے بندر اور سور ۱۲

٣ لعنت [illegible] زبان پر داؤد کی [illegible] عیسیٰ بیٹے مریم [illegible] یہ اس لیے کہ گنہگار تھے [illegible] ۱۲

٤ [illegible] جو تمہارے آس پاس ہیں بستیاں اور پھیر پھیر کر [illegible] شاید وہ پھر آویں ۱۲

٥ کیا نہیں دیکھتے کہ ہم چلے آتے ہیں زمین پر گھٹاتے اسکو کناروں سے ۱۲

شک نہین ہے کیونکہ مراد مکان ہے نہ زمان اگر پچھلون کی نسبت یہ عبرت درست بہی ہو تو اگلون کی نسبت نہین بنتی اس لیے مضبوط بات یہی ہے کہ مراد وہ گاؤن ہین جو اسوقت موجود تہے جنکو اس حادثے کی خبر ہو گئی تہی کما قال تعالی وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ وقال تعالی أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا حاصل یہ کہ اللہ نے انکو عبرت و نکال ٹہیرایا واسطے انکے جو اُس بارے مین تہے اور موعظت و پند ٹہیرایا انکے لیے جو بعد مین آوینگے اور اس خبر متواتر کو معلوم کرینگے ابن عباس نے کہا ہے یہ موعظت قیام قیامت تک کے لیے ہے حسن و قتادہ نے کہا یعنی تاکہ لوگ اللہ کی انتقام سے ڈرکر معصیت سے بچین سدی نے کہا ہے مراد متقین سے اس جگہہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے ابن کثیر نے کہا مطلب یہ ہے کہ وہ نکال و وبال جو ان پر آیا تہا اسلیے آیا کہ انہون نے اللہ کے محارم خدا کا کیا طرح طرح کے حیلے نکالے اسلیے جو لوگ متقی ہون انکو ایسے کام سے بچنا چاہیے کہین یہ نہو کہ جو آفت انپر آئی تہی وہ اُنپر بہی آجاوے حدیث ابو ہریرہ مین مرفوعًا آیا ہے تم وہ کام نہ کرو جو یہود نے کیا تہا کہ ذرا سا حیلہ نکالکر اللہ کے حرام کو حلال ٹہیرا لیا تہا رواہ احمد هذا اسناد جید جامی نے فقہا کے حیلون کا شکوہ اپنے نظم مین بہت خوب کیا ہے اور انکو حیلہ گر شعبدہ باز بتایا ہے کیونکہ وہ لوگ طمع دنیا کے لیے امرا کی خوشامد کے واسطے ناجائز امر کو کسی حیلے حوالے بہانے سے لباس جواز کا پہنا دیتے ہین ابن القیم نے اعلام الموقعین مین ابطال حیل کا مفصل طور پر کیا ہے اللہ نے اس حیلہ گری سے اہل الحدیث و قرآن کو ہمیشہ بچایا اور بچاوے گا ع اہل حدیثیم دغا را نشناسیم صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست

٭ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تَذْبَحُوا بَقَرَةً ط قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ط قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝

جب کہا موسےٰ نے اپنی قوم کو اللہ فرماتا ہے تم کو کہ ذبح کرو ایک گاے تو کہا تم ہم کو ٹہٹہے مین پکڑتا ہے کہا پناہ اللہ کی اس بات سے کہ مین نادانون مین سے ہون عبیدہ سلمانی نے کہا ہے بنی اسرائیل مین ایک شخص بانجہ تہا اوسکے اولاد نہ ہوتی تہی مگر بڑا مالدار تہا اوسکا بہتیجا جو وارث ہوتا تہا اوسنے اُس شخص کو قتل کر ڈالا پہر رات کو اوسکی لاش اٹہا کر کسی اور شخص کے دروازے پر رکہدی صبح کو ان گہر والون پر دعوی خون کا کیا لوگ ہتیار باندہکر لڑنے پر طیار ہوئے ایک عقلمند آدمی نے کہا تم کیون خانہ جنگی کرتے ہو تمہارے درمیان مین رسول اللہ موجود ہین موسی علیہ السلام کے پاس آکر یہ حال کہا اونہون نے کہا اللہ فرماتا ہے کہ تم ایک گاؤ ذبح کرو وہ لوگ اعتراض کرتے تو ایک ادنی گاؤ کافی ہو جاتی اونکو طول دینے سے یہ نوبت پہنچی جسکا ذکر اللہ نے اس جگہہ کیا ہے ابن کثیر نے اس قصے کو ابن عباس و ابو العالیہ و سدی وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ نقل کرکے یہ بات لکہی ہے کہ ان سیاقات مین کسقدر اختلاف ہے ظاہر یہ ہے کہ کتب بنی اسرائیل سے ماخوذ ہین سو گو نقل انکی جائز ہو مگر نہ تصدیق ہو سکتی ہے نہ تکذیب یہ سیاقات لائق اعتماد کے نہین ہین مگر

[illegible]

اوسی قدر جو موافق حق کے ہو ف مقصود ذبح بقرہ کا تلاوت مین مقدم معنی مین آیہ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ
فِيهَا سے موخر ہے یعنی ہو سکتا ہے کہ اِذ قتلتم نزول مین مقدم ہو مگر ذبح سو موخر ہو قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ط
قَالَ اِنَّهٗ يَقُولُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ط عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ ط فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ
يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ط قَالَ اِنَّهٗ يَقُولُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِينَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ
لَّنَا مَا هِيَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُونَ ○ قَالَ اِنَّهٗ يَقُولُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ
الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ج مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ط قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ط فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ○

بولے پکار ہمارے لیے اپنے رب کو کہ بیان کرے ہمکو کہ وہ گاؤ کیسی ہے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ نہ بوڑھی ہو نہ بن بیاہی سیانی ہے ان کے بیچ اب کرو جو تم کو حکم ہے کہا پکار ہمارے لیے اپنے رب کو کہ بیان کرے ہمکو کیسا ہے رنگ اوسکا کہا وہ فرماتا ہے وہ ہے زرد ڈہڈہا رنگ اوسکا خوش آتی ہے دیکھنے والوں کو کہا پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کرے کس قسم میں ہے وہ ہمکو گائیوں مین شبہ پڑا ہے ہم اللہ نے چاہا تو راہ پالینگے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک گاؤ ہے محنت والی نہین کہ جوتتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کہیت کو بدن سے پوری ہے اوس مین کچھ داغ دہبا نہین پھر بولے اب لایا تو ٹہیک بات پھر ذبح کیا اوسکو اور لگتے نہ تھے کہ کریں یہ کام **ف** اس آیت مین اللہ پاک نے بنی اسرائیل کا تعنت بیان کیا کہ اونہوں نے کثرت سوال سے رسول کو تنگ کر دیا ویسے ہی اللہ نے اونکی جان پر تنگی کی یہ اگر کوئی گاؤ پکڑ کر حلال کرتے تو کام چل جاتا لیکن انہوں نے تشدد کیا ویسا ہی تشدد اونپر ہوا حدیث مین آیا ہے کہ اگر یہ انشاء اللہ نہ کہتے تو آخر ابد تک حال گاؤ کا نہ کہلتا اسکو ابن ابی حاتم نے ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے سیانہ ہونا درمیان کبر و صغر کے علامت قوت و جسم کی ہے حسن نے کہا یہ ایک وحشی گاؤ تھی ابن عباس نے کہا جو شخص زرد جوتا پہنیگا جب تک پہنے رہیگا خوش رہیگا ابن عمر نے کہا ہے اوس گائے کے کھر زرد تھے ابن جبیر نے کہا بلکہ سینگ بھی زرد تھے قطرب نے کہا زردی ایسی گہری تھی کہ سیاہ ہو جانے سے تو کچھ دور نہین مجاہد نے کہا نہین بلکہ صاف رنگ تھی ابن عباس نے کہا لگتا تھا کہ شدت زردی سے سفید ہو جاوے وہب بن منبہ نے کہا تو اسکی کہال کو دیکھتا تو یہ خیال کرتا کہ گویا سورج اوسکے پوست سے نکلتا ہے توریت مین اس گائے کو سرخ رنگ لکھا ہے ابن کثیر کہتے ہین یہ خطا ہے تعریب کی یعنی مترجم نے ترجمہ غلط کیا ہے زرد کی جگہ سرخ لکھ گیا حقیقت مین وہ پیلی تھی شدت زردی سے لال کالی نظر آتی واللہ اعلم یہ جو فرمایا کہ اوسمین داغ نہ تھا یہ کنایت ہے کہ وہ بے عیب تھی نہ سفید نہ سیاہ نہ سرخ بلکہ ایک رنگ تھی اور اس کہنے مین کہ وہ کام کیا نہ چاہتے تھے مذمت ہے انکی کہ باوجود اس چلن و سوال حوادث ایضاح کے بڑی مشکل سے اونہون نے اوسکو ذبح کیا کسی نے کہا کہ یہ سبب گرانی قیمت کے ذبح کرنا نہ چاہتے تھے مگر اس قول پر نظر ہے اسلیے کہ

ع ۱۰

م [illegible]

قول نقل ہے بنی اسرائیل سے ظاہر یہی ہے کہ انکو تعنت و شرارت کی سستی سے باز رہنا مقصود تھا بعض نے کہا ہے بخوف فضیحت باز رہا چاہتے تھے قول اول اولی ہے **ف** اس آیت سے کئی ایک حکم نکلتے ہیں ایک یہ کہ امر کرنیوالا عموم امر میں داخل نہیں ہوتا ہے چنانچہ موسی علیہ السلام داخل نہ ہوئے بدلیل قولہ تعالی فَذَبَحُوْھَا دوسرا حکم یہ ہے کہ سنت بقر میں ذبح کرنا ہے تیسرا یہ کہ امر کا مجملاً جائز ہے بیان میں تاخیر روا ہے چوتھا یہ کہ ستھری کو حامل کہہ سکتے ہیں پانچوان یہ کہ اثبات اسکا کبھی سے امور میں استثنا ہو جاتا ہے چھٹا یہ کہ امر مسلم مثبت نہیں ہوتا ہے ساتوان یہ کہ امر فور کے لیے ہوتا ہے بقولہ وَمَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ آٹھواں یہ کہ حیوان میں سلم جائز ہے حیوان کا حصر وصف سے کر سکتے ہیں ابن کثیر نے کہا سلم کرنا حیوان میں مذہب ہے مالک و اوزاعی و لیث و شافعی و احمد و جمہور علما کا سلفاً و خلفاً مگر ابو حنیفہ و ثوری کا یہ ہے سلم کو صحیح نہیں کہتے ہیں وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْھَا وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِھَا ط كَذٰلِكَ یُحْیِ اللّٰہُ الْمَوْتٰی وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ٥ جب تم مار ڈالتے تھے ایک شخص پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ کو ہے نکالنا اوس چیز کا جو تم چھپاتے سو پھر کہا ہم نے مارو تم اوس مردے کو ایک ٹکڑا اوس گاؤ کا اسیطرح جلا دیگا اللہ مردے کو اور دکھاتا ہے تم کو اپنے نمونے شاید تم بوجھو **ف** بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا تھا اوسکا قاتل معلوم نہ تھا اوسکے وارث ہر کسی پر دعوی کرتے تھے اللہ نے اس طرح اوس مردے کو جلایا اوس نے بتا دیا کہ ان وارثوں ہی نے مجھکو مارا تھا بخاری نے کہا اِدّٰرَءْتُمْ کے معنے اِخْتَلَفْتُمْ میں یہی قول مجاہد کا ہے عطا خراسانی کہتے ہیں اسکے معنے اِخْتَصَمْتُمْ میں ابن جریج نے کہا اس کے یہ معنے ہیں کہ بعض نے کہا ہم نے مارا دوسرے نے کہا تم نے مارا ہر حال ایک ٹکڑا گاؤ کا مارا اوس ٹکڑے میں اختلاف ہے کسی نے کہا کسی نے کچھ کہا سب اقوال ابن کثیر نے لکھے ہیں پھر کہا کہ کوئی سا ہی عضو ہو معجزہ حاصل ہے اس عضو کی تعیین میں اگر کچھ فائدہ ہوتا دینی یا دنیاوی تو اللہ تعالی ہم کو بتا دیتا لیکن جب عضو مذکور مبہم رہا اور کسی طریق صحیح سے ہمکو طرف سے معصوم کے نہ پہونچا تو ہم کو بھی اسکا مبہم کہنا بہتر ہے حدیث مرفوع ابن عباس میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی کام ایک ٹھوس پتھر کے اندر کرتا جسکا نہ کوئی دروازہ ہو نہ اوسمیں کوئی سوراخ تو وہ کام اسکا لوگوں میں ظاہر ہو جاویگا کوئی سا کام کیوں نہ ہو اسکو احمد نے روایت کیا ہے حاکم نے صحیح بتایا ہے مسیب بن رافع نے کہا نہیں کیا کسی آدمی نے کوئی کام اچھا سات گھر کے بیچ میں مگر اللہ اسکو ظاہر کردیگا نہیں کیا کوئی کام برا کسی آدمی نے درمیان سات گھر کے مگر ظاہر کردیگا اوسکو اللہ تصدیق اسکی کتاب اللہ میں موجود ہے وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جسکی کوئی خصلت اچھی یا بری ہو اللہ اسکی ایک چادر ظاہر کرتا ہے جس سے وہ خصلت پہچانی جاتی ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین نے اسیطرح کے کلمات ذکر کیے ہیں میں کہتا ہوں

کہ اگرچہ یہ بات عام ہے مگر بالخصوص قتل و زنا و سحر کسی طرح چھپ نہیں سکتا **ف** ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ
وہ ہوئے چالیس برس تک گائے کو تلاش کیا پھر ایک شخص کے پاس پایا کھال بھر کر دینار دیکے پھر اوسکو حلال کر کے ایک
عضو اوسکا مقتول کو مارا وہ جوان ہو کر اوٹھ بیٹھا پوچھا تجھ کو کس نے قتل کیا ہے کہا فلاں شخص نے اللہ نے اس کام کو
ایک حجت معاد کی ٹھیرایا ہے جس طرح وہ مردہ زندہ ہو گیا اوسی طرح اللہ تعالیٰ سب مردوں کو دن قیامت کے زندہ کریگا معلوم
ہوا کہ قیامت کا ہونا معاد کا آنا برحق ہے منکر اوسکا کافر ہے **ف** اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں ذکر زندہ کرنے مردوں کا
پانچ جگہ کیا ہے ایک ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ دوسرا یہ قصہ تیسرا قصہ اَلَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ
حَذَرَ الْمَوْتِ چوتھا قصہ اَلَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا پانچواں قصہ ابراہیم علیہ السلام اور چار
پرندوں کا اسیطرح زمین کے زندہ کرنیکو بعد موت کے دلیل ٹھیرایا ہے اعادہ اجسام پر بعد مٹی ہو جانے کے چنانچہ حدیث
ابی رزین عقیلی میں آیا ہے کہ انہوں نے کہا اے رسول خدا اللہ مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے فرمایا کیا تیرا گذر کسی سوکھے
جنگل میں نہیں ہوا ہے پھر دوبارہ گذرے تو اوسکو سرسبز پایا ہو کہا ہاں فرمایا اسیطرح مردوں کو زندہ کردیگا رواہ
ابو داود الطیالسی اس حدیث کے لیے یہ آیت گواہ ہے وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ
یَاْكُلُوْنَ وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ
اَیْدِیْهِمْ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ○ **ف** غرض اس بیان سے رد کرنا منکرین بعث پر ہے مقتضی اس بات کا ہے کہ بلحاظ اس
آیت کو عرب ہی پر نہ یہود پر اسلیے کہ وہ بعث و حشر کے مقر ہیں مگر بنا دیر یہ جملہ درمیانی معترضہ ٹھیریگا مطلب یہ ہے کہ جیسے ہمنے
اوس قتیل کو جلا دیا اوسیطرح ہم ساری مردوں کو دن قیامت کے زندہ کریں گے اگر دو امر میں باعتبار جواز و امکان کچھ فرق
نہیں ہے یہ موسیٰ اسی لیے کہا گیا ہے کہ شاید تم اپنی جان کو معاصی سے باز رکھو سیوطی نے در منثور میں قصہ بقرہ کا بڑا
لمبا چوڑا وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے یہاں کچھ حاجت اوسکے ذکر کی نہیں ہے اگر مرفوع ہوتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا **ف**
بعضے کہا یہ آیت دلیل ہے مذہب مالک کی اس بات میں کہ قول زخمی کا کہ مجھکو فلاں شخص نے قتل کیا ہے لوث ہوتا ہے اسلیے
کہ جب اس مردے نے جی کر قاتل کو بتایا تو یہ قول اسکا مقبول ٹھیرا کیونکہ یہ حالت اوسکی ایسی نہیں تھی کہ اسمیں گنجائش
تہمت کی ہو سکے حدیث انس بھی اسی کو راجح بتاتی ہے ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر پتھر سے کچلکر ہلاک کیا تھا
اوس سے پوچھا تجھے کس نے مارا فلاں فلاں نے جب یہودی کا نام لیا سر ہلایا اوسکو گرفتار کیا آخر اوس نے اقرار
کیا مالک کہتے ہیں لوث کی صورت میں اولیاء قتیل سے بطور قسامت کے حلف لینگے جمہور کہتے ہیں یہ قول قتیل کا لوث نہیں
ہے انتہی میں کہتا ہوں مسئلہ لوث کا ابن القیم نے کتاب طرق حکمیہ میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے جسکا کچھ خلاصہ کتاب

[illegible]

حسن المساعی میں لکھا ہے ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ط وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ پھر سخت ہو گئے دل تمہارے اسکے بعد سو وہ جیسے پتھر یا پتھر سے بھی زیادہ سخت پتھروں میں تو وہ بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹتی ہیں اُن میں تو وہ بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں نکلتا ہے اُن سے پانی اُنمیں تو وہ بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں ڈر سے اللہ کے اللہ بیخبر نہیں تمہارے کام سے ف اللہ تعالی نے اس آیت میں بنی اسرائیل کو لتاڑا ہے کہ تم عجب قسمت کے لائق ہو کہ یہ ساری نشانیاں تمنے دیکھیں مردے کا جی اُٹھنا دیکھا اور پھر بھی کچھ نرم نہوئے بلکہ سخت دل ہو گئے جیسے پتھر کسی طرح نرم نہیں پڑتا ع سوم سمجھے تھے تیرے دلکو سو پتھر نکلا ۞ پھر اسی لیئے مومنین کو منع کیا کہ دیکھو تم انکا سا کام نہ کرنا فرمایا اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ

ابن عباس نے کہا ہے جب مقتول نے زندہ ہو کر کہدیا کہ مجھکو میرے بھتیجوں نے قتل کیا ہے تو پھر وہ بدستور مقبوض ہوگیا اوسوقت اُنہوں نے پھر انکار کیا کہ ہمنے نہیں مارا یہ انکار تھا حق کا بعد رویت کے اس لیئے اللہ نے اونکو کہا کہ تمہارے دل تو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں کہ کسیطرح نہیں پسیجتے بلکہ پتھر کے بھی تمنے کان کترے کہ اور میں کسی سے تو ندی بہتی ہے کوئی پہاڑ کے اوپر سے بخوف خدا نیچے گر رہا ہے تمہاری سختی ایسی ہے کہ اسکا کچھ علاج نہیں ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ معلوم ہوا کہ پتھر کو بھی حسب حال جدا ایک طرح کا ادراک و شعور ہوتا ہے اللہ نے فرمایا تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ط وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ مجاہد نے کہا جو نسا پتھر ہے اُس سے یا تو کوئی نالہ ندی نکلتا ہے یا تھوڑا سا پانی بہتا ہے یا ڈر سے اللہ کے پہاڑ پر سے نیچے گرتا ہے یعنی ان کاموں سے خالی نہیں ہے قرآن میں یوں ہی آیا ہے ابن عباس نے کہا مطلب یہ ہے کہ بعض پتھر تمہارے دل سے زیادہ نرم ہیں تم حکم حق کو نہیں مانتے وہ حکم اُٹھاتے ہیں يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ط جبائی کا یہ قول کہ مراد پتھر کے گرنے سے اولوں کا برسنا ہے اگرچہ بعید ہے رازی و ابن کثیر نے بھی اسکو بعید سمجھ کر یہ کہا ہے کہ اس میں خروج ہے ظاہر لفظ سے بلا دلیل انتہی پتھر کا پہاڑوں پر سے گرنا ثابت لوگوں نے دیکھا ہے خبر متواتر سے سنا ہے پھر اسکا انکار کرنا بات بنانا کیا ضرور ہمیں لفظ قرآن کا حجت ہے اتباع ظاہر لفظ کا فرض ہے یحیی بن یعقوب نے کہا مراد ندی سے زیادہ رونا ہے مراد پانی نکلنے سے کم رونا ہے مراد گرنے سے دل کا رونا ہے بغیر آنسو کے کسی نے سمجھا ہے کہ یہ اسناد مجازی ہے جس طرح دیوار کے حق میں ارادہ کا ذکر

[illegible]

کیا ہے یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ مگر رازی و قرطبی نے کہا اسکی کچھ حاجت نہیں ہے اللہ تعالی قادر ہے کہ صفت اللہ پتہر کے پیدا کردے کما فی قولہ تعالی اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وقال تعالی تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ الآیۃ وقال تعالی وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدَانِ وقال تعالی اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ یَتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ الآیۃ وقال تعالی اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ وقال تعالی لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ الآیۃ وقال تعالی وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الآیۃ حدیث صحیح میں آیا ہے هٰذَا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ ستون سرکا رونا حد تواتر سے ثابت ہے صحیح مسلم میں آیا ہے کہ میں اب تک اوس پتہر کو پہچانتا ہوں جو مکے میں قبل بعثت کی مجھپر سلام کرتا تہا حجر اسود کے حق میں آیا ہے کہ وہ دن قیامت کے لینے ہاتہہ منہہ لگانی والے کے لیے گواہی دیگا اس طرح کی اور بہت دلیلیں آئی ہیں حاصل یہ ہے کہ تمہارے دل یا تو پتہر کیطرح ہیں یا پتہر سے بہی زیادہ کرّے ہیں وہ ان دو صفتوں سے کسیطرح باہر نہیں ہو سکتے ہیں ابن جریر نے کہا یعنی بعض دل مثل پتہر کے ہیں اور بعض پتہر سے بہی زیادہ سخت ہیں حدیث ابن عمر میں مرفوعا آیا ہے تم بہت باتیں بغیر ذکر اللہ کے نہ کیا کرو کیونکہ بہت باتیں کرنا بغیر ذکر اللہ کے قسوت قلب ہے یعنے دل کی سختی ہے اور بہت دور لوگوں میں اللہ سے وہی قلب قاسی ہوتا ہے اسکو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے ترمذی نے غریب بتایا ہے انس کا لفظ مرفوعا نزد بزار کے یہ ہے کہ چار چیزیں بدبختی میں ایک سوکہا ہوا آنکہہ کا یعنے یہ کہ آنسو نہ نکلے دوسرے سختی دل کی تیسرے لمبی امید چوتہی حرص دنیا کی اَفَتَطْمَعُوْنَ

اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ قَالُوْا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ

لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۝ اب کیا تم ای مسلمانو توقع رکہتے ہو کہ وہ مانیں تمہاری بات اور ایک لوگ تہے اون میں کہ سنتے کلام اللہ کا پہر اوسکو بدل ڈالتے بعد بوجہ لینے کے اور وہ اسکو جانتے تہے اور جب ملتے ہیں ایمان والوں سے کہتے ہیں ہم مسلمان ہوے اور جب اکیلے ہوتے ہیں ایک دوسرے کے پاس تو کہتے ہیں تم کیوں کہدیتے ہو اون سے جو کہولا ہے اللہ نے تمپر کہ جہٹلاویں وہ تم کو اوس سے آگے تمہارے رب کے کیا تم کو عقل نہیں ہے کیا اتنا بہی نہیں جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو چہپاتے ہیں اور جو کہولتے ہیں **ف** جو یہیں منافق تہے وہ خوشامد کے لیے اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخر الزمان کی باتیں مسلمانوں کے پاس بیان کرتے اور جو مخالف تہے وہ انکو اوسپر الزام دیتے کہ تم اپنے علم میں سے اونکو ہاتہہ سند کیوں دیتے ہو **ف** تحریف کا ذکر جسطرح اس آیت میں ہے ایسا ہی دوسری جگہہ پر فرمایا ہے فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ

ف ہم نے دکھائی امانت آسمانوں کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پہر سب نے قبول نہ کیا کہ اوسکو اٹہاویں اور اس سے ڈر گئے ۳ ستہرائی بولتی ہیں اسکی ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی انمیں ہے اور کوئی چیز نہیں جو نہیں پڑہتی خوبیاں اسکی لیکن تم نہیں سمجہتے انکا پڑہنا بیشک وہی ہے تحمل والا بخشتا ۴ اور جہاڑ اور درخت لگے ہیں سجدے میں ع ۵ کیا نہیں دیکہتے جو اللہ نے بنائی ہے کوئی چیز ڈہلتی

[illegible]

تحریف کرنا اونکا بعد فہم و فقہ و عقل کے تہا لفظ کو کچہ اور ہی معنی ٹہہراتے تہے یہ وہی لوگ ہین جنہون نے خدا کا دیکہنا مانگا
تہا تجلی گری مر گئے پہر دوبارہ جئے اور ہوئے وہاں پہاڑ پر اللہ کا کلام سنا سمجہ لیا اور جو بلیا تہا جب پہر کر آئے تو ایک
فریق نے اوسکو بدل ڈالا سدی نے کہا مراد یہہ ہے کہ توریت مین تحریف کی حرام کو حلال حلال کو حرام حق کو باطل باطل کو حق
ٹہہرا دیا جب کوئی شخص حقدار رشوت لیکر آتا تو اوسکو کتاب اللہ سے مسئلہ نکالکر بتا دیتے جب کوئی مدعی باطل آتا رشوت لاتا
تو ویسا ہی مسئلہ نکالکر سمجہا دیتے جب کوئی ایسا آدمی آتا جو نہ حقدار ہوتا نہ رشوت گذارتا اوسکو اس مسئلے سے کچہ پہیر کا
تو اوسکا ٹہیک ٹہیک بتا۔ سدی نے اسی بنا پر اللہ نے فرمایا أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ الایہ یہی حال بعینہ
آجکل فقہائے زمانہ کا ہے کہ جس طرح کا مسئلہ کہو کتب فتاوی سے نکالکر بتا دین حکم زبانی و تحریری جاری کر دیں حالانکہ جو جانتے
ہین کہ وہ مسئلہ بالکل خلاف کتاب اللہ و مخالف سنت رسول اللہ ہے مگر بسبب رسم یا قرابت یا مروت مرید یا شاگرد یا آمد
رشوت یا تحفہ وہدیہ مانع حق گوئی حق نویسی ہے انا للہ الخ یہ بلا نہ ہوتی تو اسلام اس حالت ذلالت تک کاہیکو پہونچتا۔

ف جو توریت انجیل آج پاس یہود و نصاری کے موجود ہے بعض اہل علم کے نزدیک بالکل بدل محرف ہو الفاظ
بدل گئے ہین بعض محدثین و فقہا کے نزدیک تحریف معنوی تہی بخاری مین یون ہی لکہا ہے اسی کو فخر رازی نے
اختیار کیا ہے تیسیر کرو نے کہا کہیں لفظ کو بدلا ہے کسی جگہہ معنون کو بگاڑا ہے یہی قول حق ہے موسے علیہ السلام
نے بنی اسرائیل کو فقط ایک سورت دی تہی باقی توریت پاس اولاد ہارون کے رکہدی ہی جب وہ قتل ہو گئے یعنی واقعہ بخت
نصر میں تو عزیر نے کچہ تہوڑی سی توریت جمع کی وہ بہی زبان حافظے سے وہی توریت آج موجود ہے اوس میں کم و بیشی
ہو گئی ہے ترجمہ خلاف کیا گیا ہے اصل کا کہیں پتا نہیں چلتا ہے یہی حال انجیل کا ہے کہ اوسکے چار نسخے ہیں باہم
مختلف لفظ و معنی دونوں مین تحریف و تبدیل ہو گئی اب یہہ شہرت پا گیا ہے کہ واسطے دفع اعتراضات اہل اسلام کی ہر برس
سے ترمیم ہوتی رہتی ہے جس جگہہ اعتراض ہو بدل دیا جاتا ہے ع تو مبارک ہو تہین پیری یہی شامت آئی ہے

ف ابن عباس نے کہا مراد ان لوگوں سے منافق ہیں یہ یہودی جب اصحاب سے ملتے کہتے ہم تو مسلمان ہین سدی نے کہا یہ وہ یہودی
تہے جو ایمان لائے پہر منافق ہو گئے یہی قول بہت سے سلف و خلف کا ہے ابن جریر نے کہا ایک بار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرما دیا تہا کہ ہمارے سوا اس قصبہ مدینہ مین کوئی نہ آوے مگر وہی شخص جو مسلمان ہو اوسپر تو سردار اہل کفر و نفاق نے کہا تم جا
کہو ہم مسلمان ہین پہر جب ہمارے پاس آؤ تو انکار کر جاؤ وہ لوگ صبح کو مدینے جاتے بعد عصر کے پہر آتے پہر ان مین سے یہ
آیت اتری وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ یہ جانا اون کا مدینے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر لگانے کو تہا جب پہر کر آتے

ف [illegible] ۱۲

وہی کافر کے کافر رہتے مسلمان سمجھتے تھے اللہ نے انکے حال پر آگاہ کر دیا **ف** مراد فتح سے ذکر بعثت رسول خدا صلے اللہ علیہ و سلم کا ہے آپس میں چرچا کرتے کہ ایک جو ہو سو الا ہے دوسرون کو منع کرتے کہ تم نہ ذکر کرو مجاہد نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دن قریظہ کے نیچے قلعے کے کھڑے ہو کر یہ فرمایا یَا اِخْوَانَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِیْرِ وَ یَا عَبَدَةَ الطَّاغُوْتِ اس اونہون نے کہا خبر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہان سے ملی تمہین مین سے یہ بات نکلی ہے تم یہ حال کیون اون سے کہتے ہو کہ خود تمپر انکی حجت قائم ہو سدی نے کہا یعنے تم مسلمانون سے حال اپنے عذاب سابق کا کیون کہتے ہو وہ کہنے لگین گے کہ ہم اللہ کو تمسے زیادہ محبوب مکرم ہین اسلئے فرمایا تمہاری اس تدبیر سے کیا ہوتا ہے تم کہو یا نہ کہو اللہ کو تو سب کچھ خبر ہے کھلی چھپی بات کی الحمدللہ کہ اس آیت پر نصف پارہ سورہ بقرہ کا تمام ہوا وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ

اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝

اور ان مین بعضے یہود مین ان پڑھے ہین جو نہین جانتے کتاب کی مگر باندھ لین اپنی امیدین نہین انکے پاس مگر اپنے خیال سو خرابی ہے اونکی جو لکھتے ہین کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہین یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ لین اوسپر مول تھوڑا سو خرابی ہے انکو اپنے ہاتھ کے لکھنے سے اور خرابی ہے انکو اپنی کمائی سے **ف** یہ وہ لوگ ہین جو عوام کو انکی خواہش کے موافق باتین جوڑ کر لکھ دیتے تھے اور نسبت کرتے تھے طرف خدا یا رسول کے جیسے اس زمانے کے اکثر فقہائے اہل رای و قیاس ہین انکا حال وہی ہے جو اگلے یہود کا حال تھا کہ رشوت لیکر مسئلے بناتے فقہ کی کتابون کو دیکھو کتنے مسئلے اور حیلے بنا کر طیار کر رکھے ہین جنسے کہو باگ حکم کی موڑ دین جس ناجائز کو چاہو جائز کر دین دار الحرب کا نام لیکر سود کھلا دین شراب [illegible] پلا دین محرم سے زنا کرنے پر حد ساقط کر دین تمثال نبوی کی پوجا کرا دین قبرون پر چادر چڑھوا دین چراغ جلوا دین غرضکہ اب سب کچھ ہو سکتا ہے اِنَّا لِلّٰہِ **ف** ابن کثیر نے کہا امی وہ ہے جو لکھنا نہین جانتا ہے یہی قول ابو العالیہ اور ربیع قتادہ ابراہیم نخعی وغیرہم کا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو امی اسی لیے کہا کہ لکھ نہین سکتے تھے کما قال تعالی وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ حدیث مین آیا ہے اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا یعنے ہم اپنے عبادات مین کسی حساب کتاب کے محتاج نہین ہین قال تعالی هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ابن جریر نے کہا جسکو لکھنا نہین آتا ہے عرب اوسکو طرف اوسکی مان کے نسبت کرتے ہین جہل مین نہ طرف باپ کے یعنے یہ اپنی مان کیطرح ان پڑھ ہے لفظ امانی سے مراد جھوٹی باتین ہین یہ قول ابن عباس کا ہے مجاہد نے کہا مراد امیدین ہین قتادہ نے

[illegible]

کہا اللہ نے ویسی ہی رد کر دی جاوے گی لیے نہیں ہے، اس زیادہ سے کھا تمنا کر کے کہتے ہیں کہ ہم اہل کتاب ہیں حالانکہ نہیں ہیں یہ ویسی بات ہے جیسی اہل رائے وقیاس آپ کو سنی کہتے ہیں حالانکہ تارک سنت عامل بدعت ہیں ابن جریر نے کہا اشبہ بالصواب قول ابن عباس کا ہے کہ وہ توریت کو کچھ نہیں سمجھتے ہیں لیکن کذب و ربنا تے مراد تمنی سے اس جگہہ یہی پیدا کرنا کذب کا ہے کسیسے کہا مراد تمنی سے تلاوت ہے یعنی تھوڑا سا عمل سے کچھ کام رکھنا **ف** جسکی جہالت کا ذکر فرمایا ہے سو یہ دوسری قسم یہود کی ہے سوال پڑھے ہونگے ابن کثیر نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو طرف مکر و کذب کے بلاتے تھے اللہ پر جھوٹ جوڑتے تھے لوگوں کا مال رشوہ کا دیکر کھاتے تھے ویل کے معنے ہیں ہلاک و دمار کسیسے کہا جہنم کا ایک جنگل ہے یا دوزخ کا زرد آب حدیث ابی سعید خدری میں مرفوعا آیا ہے ویل ایک وادی ہے جہنم میں کافر آدمی اسمیں پہلے اس سے کہ اوسکی تہ میں پہونچے چالیس برس تک گرتا ہی چلا جاویگا رواہ حم و ابن ابی حاتم ترمذی نے بھی اسکو روایت کیا ہے غریب کہا ہے مگر ابن کثیر نے سند مرفوع کو منکر بتایا ہے ابن عباس نے کہا ویل سختی عذاب کو کہتے ہیں خلیل بن احمد نے کہا شدت شر کو ویل کہتے ہیں سیبویہ نے کہا جو ہلاکت میں پڑا اوسکو ویل کہتے ہیں اصمعی نے کہا ویل کلمہ ہے کسی نے کہا حزن ہے ابن عباس نے کہا مراد اون سے علماء یہود ہیں اور مشرکین سدی نے کہا کچھ یہودی کتاب لکھکر عرب کے ہاتھ فروخت کرتے تھے کہتے تھے یہ کتاب خدا کی ہے تھوڑا سا مول لیکر بیچتے ابن عباس نے کہا اے مسلمانوں تم اہل کتاب سے کیا پوچھا کرتے ہو یہ کتاب جو اللہ نے اپنے نبی پر اوتاری ہے یہ سب خبرین دیتی ہے تر و تازہ ہے لوٹی نہیں ہوئی اللہ نے تم کو سنا دیا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا وہ اپنے ہاتھ سے اور کتاب لکھکر اللہ کی کتاب ٹھہرا کر تھوڑے داموں پر بیچ دیتے ہیں علم جو تمہارے پاس آیا ہے کیا تمکو اون کے سوال سے منع نہیں کرتا واللہ ہم اونکو نہیں دیکھتے کہ وہ کبھی بھی تم سے کوئی بات تمہاری کتاب کی پوچھیں اسکو بخاری نے روایت کیا ہے حسن نے کہا مراد تھوڑے مول سے ساری دنیا ہے اور جو کچھ انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے وہ سب کذب و بہتان و افترا ہے اور جو کچھ کما کر کھایا ہے وہ سب حرام ہے تفتازانی نے کہا تکرار لفظ ویل اسلیے ہے کہ وہ کتابت و کسب دو گناہ جدا جدا ہیں ہر گناہ پر ویل ہے مجموع پر **ف** سیوطی نے سلف سے کچھ آثار نقل کیے ہیں اس بات پر کہ اس آیت میں دلیل ہے کراہت بیع مصاحف پر حالانکہ یہ دلالت اوسمیں نہیں ہے پھر ایک جماعت سلف سے جواز بلا کراہت بھی نقل کیا ہے

وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ ۖ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

کہتے ہیں ہمکو آگ نہ لگیگی مگر کئی دن گنتی کے تو کہہ کیا لے چکے ہو تم اللہ کے یہاں اقرار تو البتہ خلاف نکریگا اللہ اپنا اقرار یا جوڑتے ہو اللہ پر جو معلوم نہیں رکھتے **ف** ابن عباس نے کہا یہود کہتے تھے دنیا سات ہزار برس ہے

ہم ہر ہزار کے بدلے ایک دن آگ مین رہینگے یہ سات دن کے ہوے پھر عذاب موقوف ہو جاویگا اوسپر اللہ نے یہ آیت اوتاری خٰلِدُوْنَ تک دوسرا لفظ یہ ہے کہ جو ہمنے چالیس دن بچھڑا پوجا ہے اوتنے ہی دن ہمکو آگ لگے گی باقی خیر صلّا تیسرا لفظ یہ ہے کہ چالیس برس آگ لگے گی حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر سے پیچھے یہود کو جمع کرکے پوچھا دوزخی کون لوگ ہین کہا ہم دوزخ مین تھوڑا مار رہینگے پھر ہماری جگہہ تم بستے ہوگے فرمایا کلا واللہ تمہارا ہم ہرگز کبھی تمہاری جگہہ نہ ہونگے الحدیث مثل اس کے بخاری و احمد و نسائی نے بھی حدیث لیث بن سعد سے روایت کیا ہے **ف** اس کہتے ہین کہ کیا تمنے کوئی اقرار لیا ہے انکار ہے اونکے دعوے باطل کا کہ وہ چند روز سے زیادہ آگ مین نہ رہینگے مطلب یہ ہے کہ نہ تو کوئی عہد تمہارا اللہ کے پاس ہوا ہے نہ تم نے کوئی عمل صالح کیا ہے جو اس دعوی کو سچا کردے عہد سے مراد اس جگہہ وعدہ ہے بلکہ تمکو آگ ہمیشہ لگیگی نہ چند روز جیسا کہ تم کہتے ہو بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ہان جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اوسکو اوسکے گناہ نے سو وہی ہین دوزخ والے وہ اوسی مین رہ پڑے اور جو یقین لائے اور کیے عمل نیک وہ ہین جنت والے وہ اس مین رہ پڑے **ف** اللہ نے فرمایا بات یون نہین ہے جیسے کہ تم تمنا کرتے ہو بلکہ جو کوئی گناہ کرتا ہے اور شرمندہ نہین ہوتا پھر اون گناہون کو لیکر قیامت مین آویگا سوا سیئات کے کوئی حسنہ اوس سے نہوا تو وہ اہل نار سے ہے اور جس نے ایمان کے بعد عمل صالح موافق شریعت کے کیا وہ اہل جنت ہے یہ آیت ویسی ہے جیسا فرمایا ہے لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ابن عباس نے کہا مطلب کمانے کا یہ ہے کہ تمہارے سے عمل کیے تمہارا سا کفر کیا ہر طرف سے کفر نے گھیر لیا کوئی اچھا کام نہوا دوسرا لفظ یہ ہے کہ مراد شرک سے ہے یہی قول مجاہد و عکرمہ و حسن و قتادہ وغیرہم کا بھی ہے سدی اور نے یہی کہا ہے کہ مراد سیئہ سے گناہ کبیرہ ہے مجاہد نے کہا لپٹے گناہ نے دل کو گھیر لیا ابو ہریرہ و عطا و ابو وائل نے کہا شرک نے گھیر لیا ربیع بن خثیم نے کہا مراد وہ شخص ہے جس کی موت خطاؤن پر ہوئی توبہ کرنیسے پہلے یہی قول ابو رزین و سدی کا بھی ہے ابو العالیہ و مجاہد و حسن نے یہ بھی کہا ہے کہ گھیر لیا اوسکو ایسی خطا نے جو گناہ کبیرہ کو واجب کرتی ہے ابن کثیر کہتے ہین یہ سارے قول معنی مین ایک دوسرے کے لگ بھگ ہین پھر ابن مسعود کی حدیث مرفوع لکھی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بچو چھوٹے گناہون سے کہ یہ آدمی پر جمع ہوکر ہلاک کر دیتے ہین پھر یہ مثال فرمائی کہ ایک قوم ایک جنگل مین اوتری باورچی آیا کوئی لکڑی لایا کوئی لکڑی لینے گیا جب ایک ڈھیر جمع ہوگیا تو

آگ جلائی اوسمیں جو کچھ تھا وہ جل گیا اسکو احمد نے روایت کیا ہے یعنے چھوٹے چھوٹے گناہ جمع ہوتے ہوتے گنہگار کو ہلاک کر دیتے ہیں ابن عباس نے کہا مطلب عمل صالح کا یہہ کہ ایمان لایا اوسپر جسکا تمنے انکار کیا جو دین تمنے ترک کیا ہی اوسپر عمل کیا اوسکے لیے بہشت ہی یعنے ثواب خیر و بشر ہے اہل بہشت بلا انقطاع قائم و دائم رہیگا **ف** اس سے کہ گہیر لیا گناہ نے یہ معلوم ہوا کہ نرا گناہ ہوجانا موجب خلود نار کا نہیں ہوتا ہی بلکہ جب گناہ ہر طرف سے آکر گہیر لیتا ہے کوئی نیکی بہی باقی نہیں رہتی ہر طرف سے رستے نجات کے بند ہوجاتے ہیں تب کہیں خلود نار ہوا ہے یہ قول تو مراد خطا سے اس جگہہ شرک ہے اولے ہے اس لیے کہ حدیث سے تواتر ثابت ہوچکا ہے کہ عصاۃ موحدین نار سے باہر نکالے جاوینگے علاوہ اسکے گو اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا مگر نزول اس آیت کا حق میں یہود کے ہوا ہے اس سے بہی یہ تائید کی نکلتی ہے اسپر مفسرین کا اجماع ہے اس سے قول معتزلہ کا باطل ہوا کہ خلود نار خاصہ مشرکین و کفار کا ہے اس سے یہ بات متعین ہوگئی کہ مراد سیئہ و خطیئہ سے اسجگہہ بہی کفر و شرک ہے یعنے کہ اس پہلی آیت میں اولٰئک کہا معلوم ہوا کہ ایسے لوگ سبب خلود نار ہے مگر ایمان سبب خلود جنت نہیں ہے بلکہ خلود جنت محض فضل خدا پر موقوف ہے

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ ۟ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ط ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ جب لیا ہمنے اقرار بنی اسرائیل کا بندگی نکرنا مگر اللہ کی اور ماں باپ سے سلوک نیک اور قرابت والے سے اور یتیموں اور محتاجوں سے اور کہو لوگوں کو نیک بات اور کہڑی رکہو نماز اور دیتے رہو زکوۃ پہر تم پہر گئے مگر تہوڑے تم میں اور تم کو بیان نہیں **ف** بنی اسرائیل کا پہر جانا اقرار مذکور سے قصداً و عمداً تہا وہ ایسے اقرار کو جانتے سمجہتے تہے اللہ نے اون کو حکم دیا تہا کہ وہ عبادت میں شرک نکریں یہی حکم ساری خلق کو دیا ہے بلکہ خلق کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت بلا شرک بجا لاویں کما قال تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ وقال تعالیٰ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ سب حقوں میں بہت عمدہ اور بڑا حق یہی اللہ کا حق ہے کہ اکیلا اوسی کو پوجیں کسی کو اسکا شریک نٹہیراویں اسکے بعد پہر مخلوق کا حق ہے اون میں سب سے زیادہ اولیٰ و مؤکد حق ماں باپ کا ہے اسی لیے اللہ نے اپنے حق کو اور والدین کے حق کو ملا کر ذکر کیا ہے کما قال تعالیٰ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ وقال وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا الیٰ قولہ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ صحیحین میں ابن مسعود سے آیا ہے کہ میں نے کہا اے رسول خدا کون عمل افضل ہے فرمایا نماز پڑہنا وقت پر کہا پہر کون عمل فرمایا سلوک کرنا ماں باپ سے کہا پہر کون عمل فرمایا جہاد

کرنا راہ خدا میں نماز اللہ کا حق ہے پھر والدین مخلوق کا حق ہے اوسکو جہاد پر بھی مقدم رکھا دوسری حدیث صحیح میں آیا ہے
کہ ایک آدمی نے کہا میں کس کے ساتھ احسان و نیکی کروں فرمایا اپنی ماں سے کہا پھر فرمایا وہی تیری ماں کہا پھر فرمایا اپنی
ماں سے پھر جو نزدیک ہے جتنا قریب ہے جملہ کہ بندگی نہ کرنا مگر اللہ کی اسکا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ کی بندگی کرو کسی کو اوسکا شریک
نہ ٹھہراؤ یتیم اون بچوں کو کہتے ہیں جنکے لیے کوئی کمانیوالا ماں باپ دادا نہیں ہوتا ہے مسکین وہ ہے جو اپنے لیے اور گھر والوں
کے لیے نفقہ نہیں پاتا اسکا بیان سورہ نسا میں صراحۃً نیچے اس آیت کے آویگا وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا
وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا نیک بات کہنے سے یہ مراد ہے کہ بھلی بات اچھا کلمہ کہے نرمی سے پیش آوے اس میں امر معروف نہی
عن المنکر داخل ہے جس طرح کہ حسن بصری نے کہا ہے کہ قول حسن یہ ہے کہ نیکی کا حکم دے بدی سے روکے حلم و عفو کرے
قصور سے درگذر کرے ہر عادت نیک جسکو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے قول حسن ہے ابوذر مرفوعاً کہتے ہیں تو کسی احسان کو حقیر
نہ سمجھ اگر کچھ نہ پاوے تو کشادہ روئی ہی سے مل رواہ احمد اسکو مسلم نے صحیح میں حدیث ابی عامر سے روایت کیا ہے ترمذی نے
صحیح کہا ہے ابو عامر کا نام صالح بن رستم ہے پہلے ذکر فعل حسن کا کیا ہے کہ ماں باپ قریب یتیم مسکین سے سلوک کرو
پھر ذکر قول حسن کا کیا دونو طرح کے احسان قولی و فعلی کو جمع کر دیا پھر اسی عبادت و احسان خلق کو مؤکد کر نماز و زکوۃ
فرمایا پھر یہ خبر دی کہ بنی اسرائیل نے یہ سارے کام چھوڑ دیے تھے سب دیدہ و دانستہ مونہہ موڑ لیا تھا مگر تھوڑے لوگوں
نے کہ وہ اپنے اقرار پر قائم رہے **ف** اللہ نے اس امت کو بھی اسیطرح کا حکم دیا ہے سورہ نسا میں فرمایا ہے وَاعْبُدُوا
اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ
الْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا
ابن کثیر کہتے ہیں سو جیسا کچھ اس امت نے ان کاموں کے ساتھ قیام کیا ہے ویسا قیام کسی اگلی امت نے نہ کیا انتہی میں کہتا
ہوں یہ قیام اس امت کے سلف نے کیا تھا اب خلف برخلاف اس قیام کے ہیں الا ماشاء اللہ شاید ہی کوئی باوجود امکان و قدرت
کے قائم ان امور پر نہیں ہے اوس میں گویا ایک شعبہ تمرد و یہودیت کا ایک یہ جہل بنی اسرائیل کا ہے **ف** ابن ابی حاتم
نے اس جگہ ایک نقل عجیب لکھی ہے کہ اسد بن وداعہ جب گھر سے باہر نکلتے جو یہودی نصرانی ملتا اوسکو سلام کرتے کسی نے کہا
تم یہ کیا کام کرتے ہو کہا اللہ نے فرمایا ہے وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وہ قول حسن یہی سلام ہے اسیطرح عطا خراسانی سے
بھی مروی ہے ابن کثیر کہتے ہیں سنت صحیحہ میں ثابت ہوا ہے کہ اون سے ابتدا بسلام نہ کرے انتہی وہ سلام کریں تو فقط
وَعَلَيْكُمْ کہے لیکن اس زمانے میں بسبب شدت غربت اسلام کے یہ سنت بالکل متروک ہو گئی ہے **ف** یہ
اقرار جو اللہ نے بنی اسرائیل سے لیا تھا زمانہ موسیٰ علیہ السلام میں ہوا تھا یہ اقرار وہی ہے جو اس آیت میں ذکر ہوا ایک عدم شرک دوسرے

ف
اور بندگی کرو اسکی
اور ملاؤ مت اسکے ساتھ کسی
چیز کو اور ماں باپ سے
نیکی ع۵ اور بندگی
کرو اسکی اور ملاؤ مت
اسکے ساتھ کسی کو اور
ماں باپ سے نیکی اور قرابت
والے سے اور یتیموں
سے اور فقیروں سے اور
ہمسایہ قریب سے اور
ہمسایہ اجنبی سے
اور پاس والے رفیق
سے اور راہ کے مسافر
سے اور اپنے ہاتھ کے
مال سے اللہ کو خوش نہیں
آتا جو کوئی ہو اترانے
[illegible]
[illegible]
ع
[illegible]

احسان ساتھ ماں باپ کے گو وہ کافر ہی کیوں ہوں جو کام کہ خلاف امر خدا کے نہیں ہے، اوس میں اطاعت والدین کی ضرور ہے محتاج ہوں تو صلہ رحم کرے کافر ہوں تو طرف ایمان کے بلائے بات چیت اُٹھنا بیٹھنا ادب و لحاظ سے کرے فاسق ہوں تو امر معروف بدون سختی و درشتی کے بجا لائے اُف کہہ **ف** کسی نے کہا مراد قول حسن سے کلمہ توحید ہے یا صدق یا حسن خلق یا کچھ ظاہر ہے کہ یہ قول کوئی نوع خاص نہیں ہے جس چیز پر تیر کا حسن ہونا صادق آتا ہے وہ سب اسمیں داخل ہے خطاب قولہ اکا یا تو یہود زمانہ موسی کو تھا یا یہود زمانہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے غرض کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو آٹھہ حکم دیے تھے مگر وہ اسپر قائم نہ رہے وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ

أَنفُسَكُم مِّن دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ ۝ ثُمَّ أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ

فَرِيقًا مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِن يَأْتُوكُمْ أَسْرَىٰ تَفْدُوهُمْ وَهُوَ

مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ

إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ جب لیا ہمنے اقرار تمہارا نہ کرو گے خون آپس میں اور نہ نکال دو گے اپنوں کو اپنے وطن سے پھر تمنے اقرار کیا اور تم مانتے ہو پھر تم ویسے ہی خون کرتے ہو آپس میں اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فرقے کو انکے وطن سے چڑھائی کرتے ہو اوپر گناہ سے اور ظلم سے اور اگر وہی آویں تمہارے پاس کسیکی قید میں پڑے تو انکی چھڑوائی دیتے ہو اور وہ بھی حرام ہے تمپر انکا نکال دینا پھر کیا مانتے ہو تھوڑی کتاب اور منکر ہوتے ہو تھوڑی سے پھر کچھ سزا نہیں اسکی جو کوئی تم میں یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن پہونچائے جاویں سخت سے سخت عذاب میں اور اللہ بیخبر نہیں تمہارے کام سے **ف** یعنی اسی قوم غیر کے ہاتھ پہنسے تو چھڑانے کو موجود ہو اور آپ انکو ستانے میں قصور نہیں کرتے اگر خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونوں جگہہ چلو انتہے ابن کثیر نے کہا یہ آیت انکار ہے اون یہود پر جو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے اوس و خزرج سے لڑتے وہ دو قبیلے جاہلیت میں بت پرست تھے باہم انکے لڑائی رہتی تھی کہ یہود تین قبیلے تھے بنی قینقاع بنی نضیر حلفا خزرج سو قریظہ حلفا اوس جب لڑائی ہوتی تو ہر قبیلہ ہمراہ اپنے حلفا کے لڑتا یہودی اپنے دشمن کو مارتا کبھی دوسرے یہودی کو بھی قتل کرتا حالانکہ انکو دین میں موجب نص کتاب کے یہودی کا یہودی کو قتل کرنا حرام تھا مگر وہ مارتا گھر سے نکال دیتا سارا مال لوٹ لیتا پھر جب لڑائی ہو چکتی تو فریق مغلوب کے اسیروں کو بموجب حکم توریت چھڑاتے اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ تم بعض کتاب کو مانتے ہو بعض کو نہیں مانتے ہمارا تمہارا اقرار تو یہ تھا کہ نہ کسی کو قتل کرو نہ کسی کو اسکے گھر سے نکالو نہ اوسپر چڑہائی کرو کما قال تعالیٰ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ

ع

[illegible]

ہے اسلیے کہ ایک بات والے مسلم ایک جان کی ہوتے ہین جسطرح کہ واحمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثال اہل ایمان کی دوستی ورحمت وصلت مین مثل ایک تن کے ہے کہ جب ایک عضو بیمار ہوا تو سارا بدن گرم ہو گیا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ○ یہ وہی ہین جنھون نے خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دیکر وہ نہ ہلکا ہوگا اونپر عذاب اور نہ اونکو مدد پہونچیگی **ف** شروع آیت اول سے یہانتک مذمت یہود کی ہے کہ جس توریت کو سچ جانتے ہین اسکی مخالفت کرتے ہین اسی لیے توریت پر اور انکی نقل پر کچہ اعتماد نہین ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا جو کچہ حال مثل نعت و صفت و بعثت و ہجرت و غیرہا توریت مین لکہا تہا وہ سب چہپا ڈالا غائب غلط کردیا انکی سمجہ و ان سے جو حضرت پیغمبر آخر الزمان کی دی تہی اون ملاعین نے اوسکو آج ہی پوشیدہ رکہا اسی لیے اللہ نے کہا کہ اوسکام کی سزا دنیا مین رسوائی آخرت مین سخت سی سخت عذاب ہے بہلا کہین وہ کرتوت اونکے اللہ سے مخفی رہ سکتی ہے کیا اسکو تیر سمجہ لیا ہے ہان اونہون نے آخرت دیکر دنیا مول لی ہے تو اب آخرت ہی اونکو عذاب مین تخفیف کی جاویگی نہ کوئی انکو اوسکے ہی سے چہڑاویگا فتح البیان مین لکہا ہے کہ دنیا مین یہ رسوائی ہوئی کہ مارے پکڑے گئے ذلیل وخوار ہوئے جزیہ دیا اور وطن سی اخراج ہوا بنی قریظہ قتل ہوئے قید ہوئے بنی النضیر اپنے گہرون سے طرف اریحا و اذرعات کی جو زمین شام مین ہے نکالے گئے آخرت کا عذاب الگ ہے گویا دونون جہان کی ذلت وخواری اونکے لازم حال ہو گئی ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِن بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ○ ہمنے دی موسیٰ کو کتاب اور لگاتار بہیجے ہمنے بعد اوسکے رسول اور دیے عیسی مریم کے بیٹے کو معجزے صریح اور قوت دی اوسکو روح پاک سے پہر بہلا جسوقت پاس لایا کوئی رسول جو نہ چاہا تمہارے جی نے تو تم تکبر کرنے لگے پہر ایک جماعت کو جہٹلایا اور ایک جماعت کو مارڈالتے ہو **ف** مراد کتاب سے توریت ہے جسکو اونہون نے تحریف تبدیل کر ڈالا خلاف اوسکے عمل کیا پہر جو رسول و نبی بعد موسیٰ کے آئے وہ انہین کی شریعت کے موافق حکم کرتے رہے کما قال تعالی إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ الآیہ یہ مطلب ہے اوپر تلے بہیجنے رسولون کا سدی نے کہا قفینا کے معنے ہین اتبعنا کسی نے کہا اور دوسرا مطلب یہ ہو کا قریب ہے کما قال تعالی ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا یہانتک کہ انبیا بنی اسرائیل کا توڑ عیسیٰ بن مریم پر ہوا یہ بعض احکام خلاف توریت کے بہی لائے تہے اسلیے اللہ نے اونکو معجزات دیے ابن عباس نے کہا وہ مردونکو زندہ کرتے مٹی سے پرندہ بناتے اوسمین جان ہو جاتی بیمار کو چنگا کرتے غیب کی خبر بتاتے روح القدس اونکی موید تہے روح القدس کہتے ہین جبریل علیہ السلام

کو وہ ہر وقت اونکا ساتھ دیتی تھی یہ ثبت تہا اسلیے بہانہ کی اسرائیل کو سمجھیں مگر اونھوں نے اوپر حسد کیا یہ سبب مخالفت
بعض احکام توریت کو سر انکے دشمن ہوگئے جھٹلانے لگے کما قال تعالی اخبارا عن عیسی علیہ السلام وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ
الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ الآیۃ ع غرضکہ معاملہ بنی اسرائیل کا ساتھ انبیا کے بہت برا تہا ایک
گروہ کو اگر جھٹلاتے تو دوسرے گروہ کو قتل کرتے یہ برتاو اس لیے تہا کہ وہ انبیا خلاف انکی رای و ہوا کے امر کرتے احکام توریت
کو انپر لازم ٹہیراتے تہے جو تصرف مخالف توریت میں کیا تہا اوس سے روکتے تہے سو یہ بات اونپر نہایت شاق ہوتی تہی لہذا
نوبت قتل بعض و تکذیب بعض کی آئی یہ خصلت یہود کی اس زمانہ آخر میں درمیان اس امت اسلام کے بہی پہیل گئی ہے
جو کوئی اہل بدعت و رای سے یہ کہتا ہے کہ تم قرآن و حدیث پر چلو اوسکی جان و آبرو کے دشمن ہو جاتے ہیں مار ڈالنے
کی فکر کرتے ہیں جو کوئی انکے بدعات کو مسائل شرع میں ظاہر کر دیتا ہے اوسکی تکذیب کرتے ہیں غرضکہ فرمانا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کا امم سابقہ ذراع بذراع یہود کی چال پر چلو گے سچ ہوا مقلدین نے اپنے وہ کام کر دکھایا ف
ایک جماعت صحابہ و تابعین نے کہا ہے کہ مراد روح القدس سے اس جگہ جبریل علیہ السلام ہیں بدلیل قولہ تعالی نَزَلَ ع
بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ حدیث عائشہ میں نزدیک بخاری کے تعلیقا آیا ہے کہ حق
میں حسان بن ثابت کے فرمایا ہے اللّٰهُمَّ أَيِّدْ حَسَّانَ بِرُوحِ الْقُدُسِ بعض روایات میں یہ لفظ ہے کہ حسان سے
کہا اُهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ ۵ فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ٭ دیگران ہم بکنند آنچہ
مسیحا میکرد ٭ شہر بن حوشب نے کہا کہ یہودیوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہم کو روح کا حال بتاؤ فرمایا تم کو قسم
ہے اللہ کی اور اوسکے ایام کی بنی اسرائیل میں تم جانتے ہو کہ روح جبریل ہیں کہا ہاں صحیح ابن حبان میں ابن مسعود سے
مرفوعا یوں آیا ہے کہ إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِي رُوعِي أَنَّهُ لَنْ تَمُوتَ نَفْسٌ حَتَّىٰ تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ
أَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ ابن جریر نے کہا راجح یہی قول ہے اسکے سوا اور بہی اقوال ہیں مثلا ابن عباس نے کہا روح القدس وہ اسم اعظم
ہے کہ جسکے ذریعہ سے عیسی مردوں کو زندہ کر دیتے تہے کسی نے کہا روح محافظ ہیں ملائکہ پر ربیع بن انس نے کہا قدس سے مراد رب تبارک و
تعالی ہے مجاہد و حسن نے کہا قدس اسم پاک ہے اور اوسکی روح جبریل ہیں ۵ صد آشہپر جبریل عشق ہر ساعت ٭ خستہ دلے
بر خطرات سینہ موم سدی نے کہا قدس بمعنی برکت ہے ابن عباس نے کہا بمعنے طہر ہے کسی نے کہا روح انجیل ہے جس طرح قرآن
بہی روح ہے کما قال تعالی وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ع لکن صحیح وہی قول اول ہے اس لیے کہ إِذْ أَيَّدتُّكَ
بِرُوحِ الْقُدُسِ فرما کر ذکر انجیل وغیرہ کا کیا ہے پس اگر روح سے مراد انجیل ہوگی تو کلام اسمیں تکرار بے فائدہ لازم آویگی زمخشری
نے کہا قدس صفت روح کی ہے جیسے روح مقدسہ گویا کہ خود نفس مطہرہ عیسی علیہ السلام مراد ہے مگر بڑی بات وہی ہے جو اوپر گذری

ف [illegible]

ع [illegible]

ع [illegible] اور اسیطرح [illegible]

ع [illegible] کو روح [illegible] ۱۲۵

ولله الحمد **ف** پیغمبرونکا لگاتار بعد موسیٰ علیہ السلام کے آنا بطور تبعیت تھا نہ بطریق استقلال زمانہ عیسوی تک متواتر یہی
آتے رہے تربیت ایک ہی تھی سب انبیا طرف توریت کے بلاتے جیسے سمویل الیاس فسائل الیسع یونس زکریا یحییٰ شعیا
حزقیل داود سلیمان ارمیا عیسیٰ علیہم السلام اللہ نے ان رسولوں کو بعد موسیٰ کے چن لیا اون سب سے یہ اقرار لیا تھا کہ
تم صفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صفات امت محمدیہ کی اپنی امتوں کو پہونچا دو عیسیٰ علیہ السلام کو جو معجزے دئے تھے انکا ذکر
آل عمران و مائدہ میں ہے عیسیٰ علیہ السلام کا نام سریانی میں ایشوع ہے مریم کے معنی خادم ہیں یہ خادم جاء حد تھیں عبری
زبان میں معنی مریم کے یہ ہیں کہ مرد سے لگاو نرکہے سیوطی نے تحبیر میں لکھا ہے کہ موسیٰ سے عیسیٰ تک ایک ہزار نو سو پچیس برس گزرے
تھے وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ○ کہتے ہیں ہمارے دل پر غلاف
ہے یوں نہیں لعنت کی ہے اللہ نے اونکے انکار سے سو کم یقین لاتے ہیں **ف** یہود اپنی تعریف میں کہتے تھے کہ ہمارے
دل پر پردہ ہے یعنی سوائے اپنے دین کے کسی کی بات ہمکو اثر نہیں کرتی اللہ نے فرمایا کہ جو بات اثر نکرے یہ ان پر لعنت کا ابن
عباس نے کہا غلاف یعنی کچھ نہیں سمجھتا دوسرا لفظ یہ ہے کہ دل پر مہر لگ گئی ہے سدی نے کہا پردہ پڑ گیا ہے مثل اس
آیت کے ہے وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ اسی کو ابن جریر نے راجح بتایا ہے حذیفہ کی حدیث میں آیا
ہے دل چار طرح کے ہوتے ہیں ایک اغلف ہے جس پر اسکا غضب ہوا یہ دل کافر کا دل ہوتا ہے حسن نے کہا اس دل کا ختنہ نہیں
ہوا یعنی جیسے دور طہارت سے مہجور ہے ابن عباس نے یہ بھی کہا ہے کہ یعنی ہمارے دل بھرے ہیں علم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم وغیرہ کی محتاج نہیں ہیں سو اللہ نے لعنت کی کما قال تعالیٰ فی سورۃ النساء وقولهم قلوبنا غلف بل طبع الله عليها
بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا یعنی ایمان لانیوالے تھوڑے ہیں کافر منکر بہت ہیں یا انکا ایمان تھوڑا ہے یعنی امر معاد و
ثواب و عقاب جو موسیٰ علیہ السلام لائے تھے اوسکو تو مانتے ہیں پھر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اوسکو نہیں مانتے سو بعد اس
انکار رسول اللہ کے پہلا ایمان کیا فائدہ دیسکتا ہے بعض نے کہا قلیل سے یہ مراد ہے کہ کچھ بھی ایمان نہیں لاتے سب کے
سب ہی تو منکر ہو رہے ہیں جیسے یہ محاورہ عرب نے بولتے بارض قلما تنبت یعنی لا تنبت شیئا یعنی جس زمین میں [illegible]
ہوتی ہو وہاں کسیطرح کی پیداواری نہیں ہوتی وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ
يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ○ جب انکو پہونچی
کتاب طرف سے اللہ کے سچا بتاتی انکے پاس کی کتاب کو اور تھے پہلے فتح مانگتے پہلے سے کافروں پر پھر جب پہونچا انکو وہ جو پہچان رکھا تھا منکر
ہوگئے اوس سے سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر **ف** یہود جب عرب کے کافرونکا دیکھتے تو دعا مانگتے کہ نبی آخر الزمان جلدی ظاہر ہوں جب
پیدا ہوئے تو آپ ہی انکے منکر ہو گئے مراد کتاب سے اس جگہ قرآن ہے یہ قرآن توریت کو سچا بتاتا ہے محمد بن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ آیت جمعین

انصار اور یہود کے اور یہی وہ یہود جو ہمسایہ انصار ہی انصار کہتے ہیں ہم مدت تک زمانہ جاہلیت مین آپر غالب رہے اور ہم مشرک
تھے اور وہ اہل کتاب وہ کہا کرتے تھے اب عنقریب ایک نبی اوٹھنے والا ہے اوسکا زمانہ آگیا ہم اوسکے ہمراہ ہوکر تمکو عاد وارم
کیطرح قتل کرینگے جب اللہ نے رسول اللہ کو قریش سے ظاہر کیا اور ہمنے انکی پیروی اختیار کی تو وہ منکر ہوگئے یہی
مطلب ہے اس آیت کا کہ سچان کر کافر ہوگئے ابن عباس سے کہا جب انہوں نے دیکھا کہ یہ پیغمبر یہود مین سے نہ ہوئے غیر یہود سے
اوٹھے تو حسد کیا اور بقول ابو العالیہ یوں کہا کرتے تھے کہ ای اللہ اوس نبی کو بھیج جسکو ہم اپنے نزدیک لکھا ہوا پاتے ہیں
یعنے توریت مین تاکہ ہم عذاب و قتل کریں مشرکین کو اس آیت سے نکلا کہ حق کو سچا جانکر نہ ماننا موجب لعنت کا ہوتا ہے یہ
مقام بڑے خوف کا ہے جسکو یاروں نے ہلکا سمجھ لیا ہے قرآن و حدیث کا اتباع فرض ہے اس نصیحت کو سارے مسلمانوں نے
اوسدن سے سچا ان کہا ہے جسدن سے قرآن اوترا سنت فراہم ہوئی مگر اس حق پر اکثر خلق نہیں چلتی جاہل لوگ دین
مین تقلید کو واجب جانتے ہیں رائے و قیاس پر عمل کرتے ہیں یہ ایک شعبہ ہے یہودیت کا جو اس امت کے بعض افراد میں آگیا ہے
کیونکہ اصل تقلید انہیں یہود سے نکلی ہے جس طرح کہ قرآن پاک سے ثابت ہوتا ہے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ
يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ
وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ برے مول خرید کیا اپنی جان کو کہ منکر ہوئے اللہ کے اوتارے کلام سے اس ضد پر کہ
اوتارے اللہ اپنے فضل سے جسپر چاہے اپنے بندوں مین سو کما لائے غصے پر غصہ منکروں کو عذاب ہے ذلت کا مجاہد نے کہا
یہود نے حق دیا باطل لیا نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپایا سدی نے کہا قرآن کا انکار کیا تصدیق و نصرت سوی کر
الگ ہے یہ بات اس حسد کراہیت یعنی سے ہی کہ اللہ کا کلام انپر کیوں اترا اس سے بڑھکر اور کیا حسد ہوگا ابن عباس نے
کہا ایک غصہ اسپر ہوا کہ توریت کو ضائع کیا دوسرا غصہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا کما لانے کا یہ مطلب ہے
کہ اس دو سے غضب و غصے کے مستحق ٹھیر گئے ابو العالیہ نے کہا ہے پہلا غصہ یہ ہے کہ انجیل و عیسیٰ کو نہ مانا دوسرا یہ کہ قرآن و محمد
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا یہی قول عکرمہ و قتادہ کا بھی ہے سدی نے کہا پہلا غصہ بچھڑے کی پوجنے پر تھا دوسرا
انکار رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر ذلت کا عذاب اسلیے مقرر ہوا کہ سبب اس کفر کا حسد یعنی تھا منشا بغاوت و حسد کا بھی
تکبر ہوا ہی اسلیے بمقابلہ تکبر کے اہانت و ذلت ادنی تجویز ہوئی کما قال تعالی اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ
جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ یعنے خوار و ذلیل حقیر و فقیر و بے حقیقت ہوکر جہنم میں جاوینگے امام احمد نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے
روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے متکبر لوگ دن قیامت کے مثل چیونٹیوں کے آدمی کی صورت میں حشر کیے جاوینگے
ہر طرف سے ذلت و خواری انپر چڑھی آتی ہوگی یہانتک کہ بولس نام قید خانہ جہنم میں داخل ہونگے وہاں سب آگوں سے بڑی آگ اون پر

ع
بئسما
اشتروا
بہ
ان
بغیا
ینزل
فباؤ
مہین

سوار ہوگی دو رحیوں کا نچوڑا اونکو بلایا جاویگا ۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَ

یَکْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِیَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ کُنْتُمْ

مُّؤْمِنِیْنَ ○ جب کہا جاتا ہے انکو کہ مانو تم اللہ کا اوتارا کلام تو کہتے ہیں ہم مانتے ہیں جو اترا ہم پر اور منکر ہوتے ہیں وہ کلام جو پیچھے اس سے آیا اور وہ اصل تحقیق ہی سچ بتاتا ہے اون پاس والے کلام کو اے پیغمبر کہدے پھر کیوں مارتے رہے نبی اللہ کے پہلے ہی اگر تم ایمان رکھتے تھے **ف** مراد یہود و نصاریٰ ہیں انکا قول یہ تھا کہ ہم کو ایمان اوپر توریت انجیل کے کافی ہے ہم قرآن کو نہیں مانتے حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ قرآن مصدق توریت و انجیل ہے اور انکا مصدق ہے اور حضرت کو جانتے تھے مگر چھپاتے کما قال تعالے اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ الآیۃ اور الزام دیا گیا تمہارا یہ دعوی کہ تم توریت و انجیل پر ایمان رکھتے ہو سچا ہوتا تو تم انبیا کو کیوں قتل کرتے آخر وہ بھی یہی کہتے تھے کہ توریت سچی کتاب ہے اور تم کو بھی انکا سچ معلوم ہوگیا تھا پھر جو تمنے انکو قتل کیا تو یعنی عناد و سرکشی سے ہی کیا تھا معلوم ہوا کہ تم نرے اپنی ہواے ورغبت کے تابع ہو کما قال تعالی اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ سدی نے کہا اس آیت میں انکو قتل انبیا پر عار دلائی ہے فتح البیان میں ہے کہ یہ خطاب اگرچہ بظاہر حاضرین کو ہے مگر مراد انکی اسلاف ہیں کیونکہ جب انکی فعل پر راضی تھے تو گویا انہیں کی طرح سے ہوئے معلوم ہوا کہ راضی ہونا معصیت پر مثل فاعل معصیت کے ہوتا ہے ۔ وَلَقَدْ جَآءَکُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ

مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ آچکا تمہارے پاس موسی صریح معجزے لیکر پھر تمنے بنالیا بچھڑا اوسکے پیچھے اور تم ظالم ہو **ف** مراد بینات سے آیات واضحات دلائل قاطعہ ہیں اس بات پر کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے وہ نشانیاں یہی طوفان ٹیڑی مینڈک خون عصا من سلوی سایہ ابر فلق بحر انفجار حجر وغیرہا تھیں پھر جب سے کوہ طور پر گئے تو تمنے اون کے پیچھے گوسالہ کو معبود ٹھیرالیا کما قال تعالی وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا

لَّهٗ خُوَارٌ سو تم ظالم ہو بسبب اس عبادت عجل میں اسلیے کہ شرک ظلم ہوتا ہے کما قال تعالی اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ وَاِذْ

اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاُشْرِبُوْا

فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِهِمْ قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ بِهٖٓ اِیْمَانُکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ جب لیا ہمنے اقرار تمہارا اور اونچا کیا تم پر پہاڑ پکڑو جو ہمنے تمکو دیا زور سے اور سنو بولے سنا ہمنے اور نہ مانا اور رچ رہا اونکے دلوں میں وہ بچھڑا مارے کفر کے تو کہہ برا کچھ سکھاتا ہے تمکو ایمان تمہارا اگر تم ایمان والے ہو یعنی ظاہر میں کہا کہ ہم نے سنا جی میں کہا کہ ہم نے نہ مانا **ف** اس آیت کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے اللہ انکی خطاؤں کو گن گن کر جتلاتا ہے بچھڑے کا رچ جانا یہ کہ دلوں میں

اوسکی محبت گہس گئی حدیث ابی الدردا مین مرفوعاً آیا ہے کہ محبت کسی چیز کی تجہکو اندہا بہرا کردیتی ہے رواہ احمد سدی نے کہا موسی نے گوسالہ کو لیکر ذبح کیا اوسکو ریتی سے ریت کر اوسکی راکھ کو دریا مین پہینکدیا اوس دن جو کوئی دریا پیتا تہا کچہ نہ کچہ اوس سے اوسمین جا ملا موسی نے کہا اسکا پانی سونے پانی پیا جسکے دلمین محبت اوس بچہڑے کی تہی اوسکی مونچہو پر اثر سونے کا ظاہر ہوا یہ مطلب ہے اس آیت کا کہ وہ ایسے دلون مین اوسکی محبت ملا گئے تہے علی مرتضے نے کہا جب کسی نے اوس پانی کو پیا اور وہ محب عجل تہا اوسکا چہرہ مثل سونے کی زرد ہو گیا سعید بن جبیر نے کہا اونکے چہرے مثل زعفران کو ہو گئے قرطبی نے کتاب قشیری سے نقل کیا ہے کہ جس عابد عجل نے وہ پانی پیا مجنون ہو گیا پھر کہا کہ یہان یہ مقصود نہین ہے کیونکہ اوسکا مطلب یہی ہوا کہ اونکے لبون چہرے پر اثر ظاہر ہوا حالانکہ مذکور یہان یہ امر ہے کہ اونکے دلمین محبت اوس بچہڑے کی گہس گئی تہی یعنے ہوت ہین کہ وہ اوسکے عابد تہے پھر اللہ نے کہا کہ باوجود ان افعال قبیحہ کے کس طرح تم مدعی ایمان کے بنتے ہو یعنے درحقیقت تم مومن نہین ہو اسلیے کہ ایمان کسیطرح یہ حکم نہین کرتا کہ بچہڑے کو پوجو یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرو قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَ

لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ج وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ج يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ج

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ تو کہہ اگر تم کو ملنا ہے گہر آخرت کا اللہ کے یہان الگ سوا اور لوگون کے تو تم مرنے کی آرزو کرو اگر سچ کہتے ہو اور یہ آرزو کبہی نکرینگے جس سبب سے کہ آگے بہیج چکے ہین ہاتہ اونکے اللہ خوب جانتا ہے گنہگارون کو اور دیکہیگا تو انکو سب لوگون سے زیادہ حرص جینے کی اور شریک پکڑنیوالون سے بہی ایک ایک چاہتا ہے کہ عمر پاوے ہزار برس اور کچہ اوسکو سرکا نہ دیگا عذاب سے اتنا جینا اللہ دیکہتا ہے جو کرتے ہو۔

ف وہ کہتے تہے جنت مین ہمارے سوا کوئی نجاویگا ہم کو عذاب نہوگا اللہ نے فرمایا اگر تم یقیناً بہشتی ہو تو مرنے سے کیون ڈرتے ہو ابن عباس نے کہا اللہ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ تم اونسے یہ بات کہدو کہ موت کی دعا کرو اوس فریق پر جو جہوٹا ہے اونہون نے نہ مانا اور اگر ایک دن بہی وہ یہ آرزو کرتے تو جو یہودی روی زمین پر ہوتا وہ مر جاتا مراد تمنای موت سے سوال موت ہے ابن جریر نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اگر یہود آرزوی موت کرتے تو مر جاتے اپنی جگہہ آگ مین دیکہہ لیتے اور جو لوگ مباہلہ کرتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلتے تہے وہ اگر پہرتے تو اہل و مال کچہ نپاتے ابن کثیر کہتے ہین اس آیت کی تفسیر مین وہی پہلا قول ابن عباس کا معتبر ہے یعنے جو فریقین مین اکذب ہو یا مسلمانون مین اوس پر بطور مباہلہ دعای بد کرو اسیطرح پر یہ آیت سورہ جمعہ کی ہی ہے یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗ

۹ [illegible]

ع ۱۰

ما تہے اور اسمو کہوب معلوم تہا کہ گنہگار ہو کہوٹ نکو کہس گے تم یہا گئے تو سو رہ تم سے ملی [illegible] جاوگے اوس جیسا اور کبہی اچہا سودا [illegible] مرجتا و نکو [illegible] ۱۲

اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ عوض کہ جس طرح ملاعین نے یہ حکم کیا کہ وہ اللہ کے ابرار و احبا ہیں اور یہ بات کہی کہ جنت میں نہ جاویگا مگر وہی شخص جو یہودی یا نصرانی ہوگا تو انکو واسطے مباہلہ و بددعا کے نکلنے کے ادعاے یقین پر بلایا گیا جب وہ نکل بھاگے تو سب نے جان لیا کہ وہی ظالم ہیں کیونکہ اگر انکو اپنے صدق پر یقین ہوتا تو پھر کس لیے اونہوں نے تقدمی نکی حجت کی تو معلوم ہوا کہ جھوٹے دغاباز ہیں ابن کثیر نے کہا یہ ویسی بات ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وفد نجران کو جو نصاریٰ تھے جب بعد قیام حجت کے آخیر مناظرہ میں طرف مباہلہ کی بلایا اور آیت مباہلہ اتری تو انہوں نے آپس میں یہ بات کہی کہ اگر تم نے اس نبی سے مباہلہ کیا تو تم میں کوئی ایک بھی باقی نہ رہیگا ناچار جزیہ دینے پر صلح کر لی اسی کے قریب وہ آیت ہے جو تفسیر سے پہلے گذری قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا یعنے ہم میں تم میں جو کوئی گمراہ ہوگا اللہ اسکی گمراہی کو زیادہ کریگا حافظ ابن القیم نے مسئلہ صفات الہی میں منکرین صفات سے مباہلہ کرنا چاہا تھا مگر وہ مستعد نہوئے اسی طرح ایک اور جماعت اہل علم نے اہل بدعت و ضلالت سے ارادہ مباہلہ کا اپنے اپنے وقت میں کیا تھا مگر اللہ تعالی اہل باطل و ضلال کو ہمیشہ روک دیتا ہے کہ کبھی مباہلہ پر راضی نہوا یہ مباہلہ ہر زمانے میں قیامت تک ساتھ مخالفین حق یا ناصرین باطل کے ہو سکتا ہے کچھ خاص ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم یا زمانہ نبوی کے نہ تھا کسی نے کہا ہے کہ وہ معاملہ مباہلہ تھا ابن جریر بھی اسی طرف گئے ہیں لیکن ابن کثیر نے کہا ہے کہ وہ گفتگو مطابق قول ابن عباس کے بطور مباہلہ کے تھی اسی لیے وہ اس میدان سے بھاگ نکلے کیونکہ انکو حال اپنے کذب و افترا اور کتمان نعت نبوی کا معلوم تھا اور جانتے تھے کہ مباہلہ میں کاذب کی بیخ کنی ہو جاتی ہے اور اس مباہلہ کا نام اس جگہ تمنی اس لیے رکھا گیا کہ ہر محق یہ چاہتا ہے کہ اللہ مناظر مبطل کو ہلاک کر دے خصوصاً جب کہ اسکے پاس کوئی حجت بھی واسطے بیان حق و ظہور صدق کے موجود ہوتی ہے وہ مباہلہ ساتھ موت کے تھا اس لیے کہ انکو حیات عزیز تھا جانتے تھے کہ مرنیکے بعد انجام بد ہوگا اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ وہ ہرگز ایسی تمنا نکرینگے انکو تو یہ امید ہے کہ ہزار برس جیئیں اسقدر طول عمر اسی لیے چاہتے تھے کہ اسوء عاقبت کو جانتے تھے کیونکہ دنیا مومن کا قید خانہ کافر کا باغ ہے انکی حرص مشرکون کی حرص سے بھی بڑھی ہوئی تھی جو کتاب نہیں رکھتے ابن عباس نے کہا مراد مشرکین سے اس جگہ اعاجم ہیں ایسے ہی حاکم نے ثوری سے بھی روایت کیا ہے اسکو صحیح بتایا ہے حسن بصری نے کہا مراد احرص الناس سے منافق ہیں وہ اہل شرک سے بھی حرص پر زیادہ تھے ہر یہودی یا مجوسی یہ چاہتا ہے کہ ہزار برس جیے ابن عباس نے کہا یہ قول فارسی کا کہ ہزار سال زی یا ہزار سال نوروز و مہرجان زی مجاہد نے کہا انکو گناہ کرنا ساری عمر محبوب ہے ابن عباس نے کہا وہ جینا انکو عذاب سے نجات نہ دیگا ربیع نے کہا کہ مشرک کو امید بعث کی بعد موت کے نہیں ہے وہ کہتا ہے جو جی گئے وہی غنیمت ہے یہودی سمجھ چکا

کہ آخرت میں سوا نگو خواری و رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آویگا اس لیے طول حیات کو دوست رکھتا ہے یہ وہی یہودی ہیں جو دشمن جبریل علیہ السلام تھے سو جسطرح ابلیس کو سبب کافر ہونے کی طول عمر سے کچھ نفع نہیں ہے اسی طرح وہ طول عمر انکو بھی عذاب خدا سے نہیں بچا سکتا ہے

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ○ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ○ تو کہہ جو کوئی ہوگا دشمن جبریل کا سو اوس نے تو اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم سے سچ بتاتا ہے اوس کلام کو جو اوس کے آگے ہے راہ دکھاتا ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو کوئی ہوگا دشمن اللہ کا اور اوسکے فرشتوں اور رسولوں کا اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا **ف** یہود نے کہا کہ یہ کلام جبریل لاتا ہے اور وہ ہمارا دشمن ہے کئی بار ہمارے دشمنوں کو ہم پر غالب کر گیا کوئی اور فرشتہ لاتا تو ہم مانتے اوس پر اللہ نے فرمایا کہ فرشتے جو کچھ لاتے ہیں وہ بے حکم نہیں کرتے جو کوئی انکا دشمن ہوگا بیشک اللہ اسکا دشمن ہے ابن جریر نے کہا اہل تفسیر کا اتفاق ہے اس بات پر کہ یہ آیت جواب میں یہود بنی اسرائیل کے اتری ہے وہ جبریل کو دشمن میکائیل کو اپنا دوست خیال کرتے تھے اس میں اختلاف ہے کہ یہ بات انہوں نے کس طرح کہی بعض نے کہا ہے اون میں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے امر نبوت میں مناظرہ ہوا تھا اوس پر یہ گفتگو بیچ آئی بہت روایات اس مناظرہ کے لکھے ہیں جو تفسیر ابن کثیر میں بروایت امام احمد و ترمذی وغیرہ مذکور ہیں عکرمہ نے کہا جبر میک اسراف بمعنی عبد ہیں ایل معنی اللہ ہے اسی طرح اور سلف نے بھی کہا ہے بعض نے کہا ایل کے معنے عبد ہیں باقی کلمات کے معنے اللہ اس لیے کہ لفظ ایل کا کسی جگہہ نہیں بدلتا جیسے عبد اللہ عبد الرحمن عبد الملک عبد السلام عبد الکافی عبد الجلیل وغیرہ کہ ان سب ناموں میں لفظ عبد موجود ہے مضاف الیہ بدلا گیا ہے کلام غیر عرب میں مضاف الیہ پہلے آتا ہے مضاف پیچھے ہوتا ہے سو اسطرح وہ نام ہیں جبریل میکائیل اسرافیل بعض نے کہا کہ یہ گفتگو اور مناظرے یہ ہوئی جو عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ اور یہودیوں میں مقدمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا تھا اس مناظرے کو ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے

ف آیت شریف کا مطلب یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام روح امین ہیں اللہ کی طرف سے ذکر حکیم لیکر آئے یا ایک رسول ہیں اللہ کے منجملہ رسل ملائکہ کے فرشتے ہیں جس نے اللہ کے کسی ایک رسول کو دشمن ٹھہرایا اوس نے گویا سارے رسولوں سے دشمنی پیدا کی جسطرح کہ ایک رسول پر ایمان لانے سے سب رسولوں پر ایمان کا لازم آتا ہے اور ایک رسول کے انکار سے سب رسولوں سے انکار کر ٹھیرتا ہے کما قال تعالی إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ الآیۃ ان آیتوں میں اللہ نے بعض پر ایمان لانے بعض سے انکار کرنے پر حکم کفر محقق کا لگایا اسیطرح جبریل کا دشمن اللہ کا دشمن ہے اس لیے کہ وہ کچھ اپنی طرف سے نہیں لاتے نہ آپ کر

اللہ کے حکم سے اترتے ہیں اوسکا کلام لاتے ہیں کما قال تعالیٰ وما نتنزل الا بامر ربک الآیۃ وقال تعالیٰ وانہ لتنزیل رب العالمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بخاری شریف میں ابوہریرہ سے مرفوعا آیا ہے جسنے دشمن رکھا کسی میرے دوست کو وہ مجھسے لڑنیکو نکلا اسی لیے اللہ دشمن جبریل علیہ السلام پر غصہ فرمایا **ف** مراد اس کلام سے جو آگے ہے پہلی کتابیں ہیں قرآن ان سب کتابوں کی تصدیق کرتا ہے دلوں کو راہ ہدایت کی دکھاتا ہے جنت کی نوید دیتا ہے ہدی و بشری خاص اسطے مومنین کے ہے جسطرح فرمایا ہے قل ہو للذین امنوا ہدی وشفاء وقال تعالیٰ وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین لفظ رسل کا شامل ہے رسل ملائکہ وبشر کو کما قال تعالیٰ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس ذکر جبریل ومیکائیل کا علحدہ اس لیے کیا ہے کہ مقصود اونہیں کی نصرت کرنا ہے جبریل اللہ کے سفیر و وکیل ہیں طرف انبیا علیہم السلام کے میکال کو اسلیے ملا لیا ہے کہ یہود اون کو اپنا دوست کہتے تہے اللہ نے یہ بات جتلا دی کہ ایک کی دشمنی بعینہ دوسرے کی دشمنی ہے بلکہ خود خدا کی دشمنی ہے میکال بہی تو بعض اوقات میں پاس پیغمبرون کے آیا کیے ہیں جس طرح ابتدا اسلام میں ہمراہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے رہتے تہے لیکن جبریل کا آنا جانا اس لیے بہت ہوتا ہے کہ وحی کا لانا اونہیں کا وظیفہ ہے میکال پانی و پیداوار زمین پر موکل ہیں جس طرح اسرافیل صور پہونکنے پر دن قیامت کے مقرر ہیں اسلیے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو اوٹہتے یہ دعا پڑہتے اللہم رب جبرئیل ومیکائیل واسرافیل فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون اہدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک تہدی من تشاء الی صراط مستقیم بعض سلف نے کہا ہے جبریل کا نام ملائکہ میں خادم اللہ ہے سلیمان اعرابی نے کہا یہ حدیث مجھکو اس سارے دفتر سے زیادہ پسند آئی علی بن حسین نے کہا جس نام میں ایل ہے اوسکا مرجع طرف اللہ عزوجل کے ہے **ف** اس آیت میں دلیل ہے شرف و رفعت مرتبہ جبریل علیہ السلام پر اور اسبات پر کہ دشمنی یہود کی اون سے بالکل بیوجہ ہے اون سے تو کوئی کام سوا محبت کے نہیں ہوا ہے اونکا آنا اللہ کے حکم سے ہوا وہ کچہ اپنی رائے سے یہ کلام نہیں لائے قلب کا ذکر اسلیے کیا کہ دل جگہ ہے عقل و علم کی خزانہ ہے حافظے کا گہر ہے ریکا کرمانی نے کہا ملائکہ کو رسل پر مقدم کیا جس طرح اللہ کو سب کے اوپر ذکر فرمایا یہ اسلیے کہ عداوت پیغمبرون کی بسبب اترنے کتابوں کے تہی کتابوں کا اترنا بذریعہ فرشتوں کے ہوتا ہے فرشتوں کا آنا جانا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے اسلیے یہ ترتیب اختیار فرمائی گئی ولقد انزلنا

الیک ایات بینات وما یکفر بہا الا الفاسقون ۝ اوکلما عاہدوا عہدا نبذہ فریق منہم بل اکثرہم لا یؤمنون ۝ ولما جاءہم رسول من عند اللہ مصدق لما معہم نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب

[illegible]

آدمیوں میں ۱۲

كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ج وَمَا كَفَرَ

سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ط

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ط فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ

وَزَوْجِهٖ ط وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ط وَلَقَدْ عَلِمُوْا

لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ط وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ط لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ

اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ط لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ ہمنے اوتاریں تیری طرف آیتیں کھلی ہوئیں اور منکر

١٢
ع ٧
١٢

ہونگے اونکے مگر وہی لوگ جو بے حکم ہیں کیا جس بار باندہیں گے ایک اقرار پھینک دیگی اوسکو ایک جماعت اون میں بلکہ وہ اکثر یقین نہیں کرتے اور جب پہنچا اونکو رسول اللہ کیطرف سے سچ بتاتا اونکے پاس کی کتاب کو پھینکدی ایک جماعت نے کتاب والوں میں سے اللہ کی کتاب اپنی پیٹھ کے پیچھے گویا انکو معلوم نہیں اور پیچھے لگے ہین اوس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت میں سلیمان کی اور کفر نہین کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا لوگون کو سکھاتے تھے سحر اور وہ علم جو اوترا دو فرشتوں پر بابل میں ہاروت ماروت پر اور وہ نہ سکھاتے کسی کو جب تک نہ کہتے کہ ہم تو ہین آزمانے کو سو تو مت کافر ہو پھر اون سے سیکھتے وہ چیز جس سے جدائی ڈالتے ہین مرد میں اور اسکی عورت مین اور وہ اوس سے کسی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے بغیر اذن اللہ کے اور سیکھتے ہین جس سے انکو نقصان ہے نفع نہین جان چکے ہین کہ جو کوئی اوسکا خریدار ہوا اوسکو آخرت مین کچھ حصہ نہیں ہے بہت بری چیز ہے جسپر بیچا اپنی جان کو اگر اونکو سمجھ ہوتی اور اگر وہ یقین لاتے اور پرہیز رکھتے تو بدلا تہا اللہ کے یہان سے بہتر اگر انکو سمجھ ہوتی **ف** یعنی یہود نے اپنے دین و کتاب کا علم چھوڑ دیا لگے تلاش مین اعمال سحر کے سحر لوگون میں دو طرف سے آیا ہے ایک حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد مین آدمی و شیطان ملے جلے رہتے تھے اون شیطانون سے سیکھا یہود اسکو نسبت کرتے تھے طرف سلیمان علیہ السلام کے کہتے تھے ہمکو پہنچا ہے انہین سے انکا حکم جن و انس اسی کے زور سے تہا سو اللہ نے بیان کردیا کہ وہ کام کفر کا ہے سلیمان کا کام نہیں ہے انکے عہد مین شیطانون نے سکھایا ہے دوسرے ہاروت ماروت کیطرف سے یہ دو فرشتے تھے شہر بابل مین بصورت آدمی رہتے انکو علم سحر معلوم تہا جو کوئی طالب اوسکا جاتا اول کہدیتے کہ اوسمین ایمان جاتا رہیگا پھر اگر وہ چاہتا تو سکھا دیتے اللہ کو آزمایش منظور تھی سو اللہ نے فرمایا کہ ایسے علمون سے آخرت کا کچھ فائدہ نہین ہے بلکہ نقصان ہے دنیا میں بھی ضرر پاتے ہیں بغیر حکم خدا کے کچھ نہیں کرسکتے علم دین علم کتاب سیکھتے تو اللہ کے یہان ثواب پاتے **ف** ابن جریر نے کہا یہ آیتین کھلی ہوئی علوم مخفی و اسرار اخبار یہود و اخبار اوائل بنی اسرائیل ہین جنکو سوائے علمائے یہود کے کوئی جانتا نہ تہا اور یہودی اون آیتون کو تحریف تبدیل کر ڈالتا تہا اللہ نے قرآن مین

اوسکو ظاہر کردیا سو جسکو اللہ نے فطرت سلیم و صحیح دی ہو وہ جانتا ہے کہ یہ باتین جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں بے سیکھے کسی بشر سے یہ سچی باتین کیونکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے نزدیک امّی تھے مگر جو بات انکی کتاب کی کہتے تھے ٹھیک کہتے تھے جب انکو یہ بات یاد دلائی کہ تمسے عہد میری مدد ہی کا اور محمد پر ایمان لانیکا لیا گیا ہے تو کہنے لگے کہ واللہ ہمسے کوئی عہد بھی اس بات نہین لیا گیا تہا ادسپر اللہ نے کہا انکی یہی عادت ہے کہ آج عہد کیا کل توڑا جس پیغمبر کی صفت انکی کتاب مین درج ہے اوسکی تکذیب کرتے ہین حالانکہ اوسکی پیروی و مدد کا اقرار ہو چکا تہا کما قال تعالی اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ الآیۃ پیچھے فرمایا کہ اونہون نے اللہ کی کتاب یعنی توریت کو ایسا الگ کر دیا گویا اوسکو جانتے ہی نہین ہین اور اسکے عوض سحر سیکھا جادو کرنا اختیار کیا چنانچہ لبید بن اعصم یہودی لعنہ اللہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی جادو کیا تہا اللہ نے آپکو آگاہ کر دیا شفا بخشی قصہ صحیحین مین حضرت عائشہ سے مفصل آیا ہے سدی نے کہا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے تو یہود نے انکا مقابلہ توریت سے کیا توریت کو موافق قرآن کے پایا ناچار اوسکو چہوڑکر کتاب آصف و سحر ہاروت ماروت کو لیا وہ کتاب و سحر موافق قرآن کے نہ تہا اسلیے اللہ نے کہا گویا وہ کچہہ نہین جانتے تہے [illegible] مین یعنی جان بوجہکر وہ کام کیا ابن عباس کہتے ہین جب ملک سلیمان کا جاتا رہا کہ لوگ جن و انس کے مرتد ہو کر تابع شہوات ہو گئے جب اللہ نے ملک پہیر دیا اور لوگ دین پر قائم ہوئے جیسے پہلے تہے تو سلیمان علیہ السلام نے انکی کتابین لیکر اپنی کرسی کے نیچے گاڑ دین ادسی قرب زمانہ مین سلیمانؑ کا قضا ہوگیا انس و جن نے اون کتابون کو نکالکر کہا کہ یہ کتاب اللہ کیطرف سے سلیمان پر اوتری تہی اونہون نے اسکو ہمسے چہپایا تہا پہر اوسکو اپنا دین ٹہیرایا اور جو شہوات شیطانون نے نکالی تہی جسمین باجا کہیل تماشا اوسکو اختیار کیا آصف سلیمانؑ کا کاتب تہا اسم اعظم جانتا تہا ہر ایک چیز حکم سلیمان علیہ السلام کی زبان سے لکہتا پڑہتا تہا پہر اوسکو نیچے انکی کرسی کے دفن کر دیتا جب سلیمانؑ کا انتقال ہوگیا شیطانون نے اس کتاب کو نکالکر بین السطور مین سحر و کفر لکہدیا لوگون سے کہا کہ سلیمان اسپر عمل کرتے تہے جاہل لوگون نے سلیمان علیہ السلام کو کافر کہنا اور گالیان دینا شروع کیا علما خاموش تہے اسلیے اللہ نے فرمایا کہ سلیمان نے کفر نہین کیا مگر شیطان تہے دوسری روایت ابن عباس سے یون ہے کہ حضرت سلیمان جب پاخانے جاتے یا اپنی بی بی کے پاس جاتے تو اپنی انگوٹہی جرادہ نام بی بی کو دیجاتے تہے جب اللہ نے چاہا کہ انکی آزمایش لے تو ایکدن عادتاً اپنی انگوٹہی جرادہ کو دیکر گئے تہے کہ اتنے مین ایک شیطان انکی صورت مین بنکر آیا اور جرادہ سے انگوٹہی لیکر پہن لی سب شیاطین جن و انس اوسکے تابع ہو گئے جب سلیمان نے آکر انگوٹہی مانگی جرادہ نے کہا تو سلیمان نہین ہے اونہون نے سمجہہ لیا کہ مین بلا مین مبتلا کیا گیا ہون شیاطین نے اون دنون مین کفر و سحر لکہہ لکہہ کر نیچے انکی کرسی کے گاڑ دیا پہر بعد انکی وفات کے نکالکر یہ ظاہر کیا کہ سلیمان انہین کتابون کے سبب سے

ف [illegible]

سب یہ حالت تہی لوگون نے سلیمان کو کافر کہا پہر اخیر عمر کی انکتابون کو یہود نے حاصل کیا تہا یہانتک کہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو بہیجا یہ آیت اوپر اوتاری وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا ابن عباس کا لفظ یون ہے کہ شیطانو
نے موت سلیمان علیہ السلام کی معلوم کرکے طرح طرح کے سحر لکہہ ڈالے کہ جو کوئی ایسا کرنا چاہے تو وہ یون کرے ویسا کرنا چاہے
تو یہہ کرے پہر اوسپر مثل نقش خاتم سلیمان کے مہر لگادی اور اسکی شروع مین یہ لکہدیا هٰذَا مَا كَتَبَ آصِفُ بْنُ بَرْخِيَا
الصِّدِّيْقُ لِلْمَلِكِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ مِنْ ذَخَائِرِ كُنُوْزِ الْعِلْمِ پہر اوسکو زیر کرسی دفن کردیا اوسکے بعد بقیہ بنی اسرائیل نے
اوسکو نکالکر لوگون مین پہیلایا کہا سلیمان نے اسی کے بدولت یہ ملک پایا تہا سب سے زیادہ اوسکو انہین یہود نے سیکہا
لعنہم اللہ تعالی اس باب مین اور بہی روایتین ہین حسن نے کہا جس چیز کی شیطان تلاوت کرتے تہے اوسمین ایک تہائی شعر ایک
تہائی سحر ایک تہائی کہانت تہی معلوم ہوا کہ بہت اشعار در سلک نظم حکم مین سحر و کہانت کے ہوتا ہے جیسے اشعار مدح شراب و عشق
پرستی و زناکاری و سماع و غنا و مدح کفر و فسق و اوصاف معشوق وغیرہ کی یہ سحر زمانہ سلیمان علیہ السلام سے پہلے بہی تہا کیونکہ
موسی علیہ السلام اونسے پہلے آئے تہے اون سے اور ساحرون سے مقابلہ ہوا تہا اسیطرح قوم صالح علیہ السلام نے صالح سے کہا تہا
إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ یہ صالح ابراہیم علیہ السلام سے بہی پہلے تہے معلوم ہوا کہ سحر کی اصل ہے یہ بات نہین ہے کہ بے
اصل محض ہو یہی آیت باب اس بات مین نص قطعی ہے گو سیکہنا سکہانا جادو کا کفر ہو یا گناہ کبیرہ قرطبی نے کہا مَا أُنْزِلَ
مین ما نافیہ ہے یعنی سلیمان نے کفر کیا نہ فرشتون پر سحر اوترا لکن شیاطین بابل مین لوگون کو سحر سکہایا کرتے تہے اس صورت
مین مراد مَلَكَيْنِ سے جبرئیل و میکائیل علیہما السلام ہونگے کیونکہ ساحران یہود کو یہ زعم تہا کہ اللہ نے اونہین کے ذریعہ سے سلیمان
پر جادو اوتارا تہا اس لیے اللہ نے انکی تکذیب فرمائی کہ نہ وہ دونون سحر لائے نہ سلیمان نے کفر کیا سحر تو کام شیاطین کا ہے
وہی لوگون کو جادو سکہایا کرتے تہے کسی نے کہا مراد مَلِكَيْنِ سے داود و سلیمان علیہما السلام ہین لام مکسور ہے مگر ابن جریر
نے حرف ما کے نافیہ ہونیکا انکار کیا ہے ما کو معنی الَّذِیْ ٹہیرایا ہے ملکین سے ہاروت و ماروت کو مراد رکہا ہے پہر کہا کہ اللہ
نے انکو زمین پر اوتارا تعلیم سحر کا اذن دیا بندون کا امتحان لینا منظور تہا یہ دونون فرشتے اوس تعلیم مین مطیع حکم
تہے ابن کثیر کہتے ہین یہ مسلک ابن جریر کا نہایت غریب ہے اس سے زیادہ غریب بات یہ ہے کہ ہاروت ماروت دو قبیلہ جن کے تہے
جسطرح ابن حزم نے گمان کیا ہے اکثر سلف کا یہی مذہب ہے کہ یہ دو فرشتے آسمان سے اوتر کر زمین پر آگئے تہے حدیث ابن عمر میں
مرفوعا آیا ہے کہ جب آدم زمین پر اوتارے گئے فرشتون نے کہا اے رب تو زمین پر ایسے مفسد سفاک کو بہیجتا ہے ہم تیری تسبیح و
حمد کرتے ہین فرمایا جو مجہے معلوم ہے وہ تمکو معلوم نہین کہا ہم بنی آدم سے زیادہ مطیع ہین فرمایا تم مین سے دو فرشتے
آوین مین انکو زمین پر بہیجتا ہون دیکہون وہ کیا کرتے ہین کہا ہاروت ماروت حاضر ہین انکو زمین پر اوتارا زہرہ

کو ایک بہت ہی اچھی صورت میں نکلے لیے ظاہر کیا اونہوں نے اوس سے زنا کرنا چاہا اوس نے کہا شرک کرنا یا کہا اس بچے کو قتل کرو یہ نا یا کہا یہ پیالہ شراب کا ہے اسے پی لو اوسکو پی لیا نشے میں آ کر دونوں نے اوس سے زنا بھی کیا بچے کو بھی جان سے مار ڈالا جب ہوش میں آئے عورت نے کہا لو جس کام سے سب کام کر لیے جو تم نہ مانتے تھے اونکو اختیار دیا گیا کہ عذاب دنیا لو یا عذاب آخرت اونہوں نے عذاب دنیا اختیار کیا اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے ابن کثیر نے مع سارے طرق نقل کر کے اوسکی سند و رفع میں بڑی گفتگو کی ہے اول یہ لکھا تھا کہ ذكر الحديث الوارد في ذلك ان صحّ سنده ورفعه پھر بعد ذکر طرق مختلف کے یہ کہا ہے کہ دار الحديث ورجع الى نقل كعب الاحبار عن كتب بني اسرائيل پھر جو آثار صحابہ و تابعین کے اس مقدمہ میں آئے ہیں انکو ذکر کیا ہے علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ زہرہ ایک لڑکی جمیلہ تھی اہل فارس سے جس سے ہاروت ماروت پھسل گئے ابن عباس و ابن مسعود کہتے ہیں زہرہ کو بشکل ایک عورت یا زن کے اونکے پاس اتارا وہ اوس سے مبتلا ہو گئے زہرہ کو بیدخت کہتے ہیں یہی قول ابن عمر کا بھی ہے ابن کثیر کہتے ہیں نزول زہرہ بصورت زن جمیلہ سخت غریب ہے اس سے تو وہ قول قریب تر معلوم ہوتا ہے جو ابن عباس نے کہا ہے کہ یہ قصہ زمانہ ادریس علیہ السلام میں واقع ہوا تھا اوس زمانہ میں ایک عورت تھی نہایت شکیل جیسے ہاروت میں زہرہ یہ شراب پیکر اوس سے مبتلا ہو گئے فهذا اقرب ما روي في شان الزهرة قتادہ نے کہا وہ ایک عورت تھی اپنے شوہر کا جھگڑا لیکر آئی تھی یہ اوس کے حسن پر ریجھ گئے اوسکا نام عربی میں زہرہ نبطی میں بیدخت فارسی میں ناہید تھا وہ اسم اعظم سیکھکر آسمان پر اڑ گئی تارہ بنکر رہ گئی ابن عمر سیارہ اس لال تارے کو دیکھتے لعنت کرتے کہتے اسی نے ہاروت ماروت کو فتنے میں ڈالا حاصل کلام یہ ہے کہ قصہ ہاروت ماروت کا ایک جماعت تابعین سے مروی ہے اگلے پچھلے مفسرین نے بڑی کہانی اوسکی لکھی ہے مرجع سب کا اخبار بنی اسرائیل ہیں اس مقدمہ میں کوئی حدیث مرفوع صحیح متصل الاسناد صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں آئی ہے ظاہر سیاق قرآن پاک کا اجمال قصہ ہے بدون بسط و اطناب کے اسلیے جسقدر قرآن میں آیا ہے اوس پر حسب اوسکے ہم ایمان لاتے ہیں باقی اللہ جانے اور اسکا علم فتح البیان میں بھی باقوال مفسرین کو اس باب میں جمع کیا ہے زہرہ کا مسخ ہو کر تارہ بن جانا ہاروت ماروت کا بطور امتحان کے آنا پھر معصیت میں گرفتار ہو جانا ثابت کیا ہے پھر کہا کہ یہ سب امور داخل مقدور باری تعالی ہیں کچھ جگہ استبعاد کی نہیں ہے۔ **ف** ابن جریر نے اپنی سند سے ایک قصہ عورت کا جو بابل سے سحر سیکھکر ایمان کھو کر نزدیک عائشہ کے آئی تھی بطولها ذکر کیا ہے وہ قصہ تفسیر ابن کثیر میں موجود ہے پھر ابن کثیر نے کہا کہ ابن جریر نے اس مذکور سے یہ استدلال کیا ہے کہ ساحر کو قلب اعیان پر قدرت ہوتی ہے اوروں نے کہا نہیں بلکہ سحر تخییل ہے كما قال تعالى سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ وقال تعالى يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ یہی اوس سے

[illegible]

استدلال کیا ہے کہ وہ بابل جو قرآن شریف میں مذکور ہے بابل عراق ہی ہے۔ بابل دنباوند علی مرتضی کا یہی قول ہے بلکہ صحیح حدیث
مرفوع بابل کو ملعون کہا ہے وہاں نماز عصر کا وقت آگیا تہا باہر پڑہی علیحدہ پڑہی معلوم ہوا کہ جس طرح دیار ثمود میں بے روئے ہوئے
جانے سے منع کیا ہے اسیطرح ارض بابل میں نماز پڑہنے کو مکروہ فرمایا ہے اصحاب ہیئت کہتے ہیں بابل اقلیم عراق میں ہے
بُعد اوسکا بحر محیط سے جسکو بحر اوقیانوس بولتے ہیں ستر درجہ ہے یہ تو بابل کا طول ہوا اور عرض سو بابل سے وسط ارض تک
جانب جنوب سے مقابلہ خط استوا میں بتیس ۳۲ درجہ ہے فتح البیان میں لکہا ہے بابل نام ہے ایک زمین کا یا ایک شہر کا
سواد عراق میں یا زمین کوفہ کا یہ قول ابن مسعود کا ہے کسی نے کہا جبل دماوند ہے یا نہاوند یا نصیبین یا مغرب بابل
کا نام بابل اس لیے ہوا کہ اوس جگہہ تبلبل السنۃ ہوا تہا خلائق کی زبانوں میں تفرقہ پڑ گیا تہا **ف** اہل علم نے
اس بات سے استدلال کیا ہے اسپر کہ سیکہنا سحر کا کفر ہے حدیث عبداللہ میں آیا ہے جو کوئی آیا پاس کسی کاہن یا
ساحر کے پہر سچا کہا اوسکو اوسکی بات میں تو کفر کیا اوس نے ساتہہ قرآن کے رواہ البزار باسناد صحیح حاکم نے
کہا ہے کہ اوسکی سند صحیح ہے **ف** جادو سیکہکر میاں بی بی میں جدائی ڈالتے حالانکہ یہ رشتہ اختلاط و الفت کا
ہے سو یہ کام شیطانوں کا ہوتا ہے مسلم میں ابو ہریرہ سے مرفوعًا آیا ہے شیطان اپنا تخت پانی پر رکہکر اپنا لشکر بہیجتا ہے
یعنی وسطی اغوا بنی آدم کے سو سب سے زیادہ قریب تر ہیں اور سب سے بڑا فتنہ انگیزی میں نزدیک اوسکے وہ شخص ہوتا
ہے جو آکر یہ بات کہتا ہے کہ میں نے اوسکو نہ چہوڑا یہانتک کہ اوسکو اوسکی بی بی سے جدا کرادیا شیطان اوسکو پاس بلاکر
گلے لگاتا ہے کہتا ہے تو بہت اچہا ہے الحدیث ابن کثیر نے کہا ہے کہ سبب تفریق کا درمیان میاں بی بی کے وہ خیال
ہوتا ہے جو میاں بی بی کو طرف سے ایک دوسرے کے باعث بدصورتی یا بدخلقی وغیرہ کے آتا ہے یا دوسرا عقد یا کسی اور سبب
سے پیدا ہوتا ہے فتح البیان میں کہا ہے اللہ نے تفریق کو طرف ساحروں کے منسوب کیا ہے سحر کو سبب ٹہرایا یہ دلیل
ہے اس بات پر کہ سحر کا اثر دلوں میں حب و بغض جمع و فرقت و قرب و بعد کے ساتہہ ہوتا ہے ایک گروہ نے کہا ساحر کو
فقط اسی تفرقے پر قدرت ہوتی ہے اسلیے کہ اللہ نے ایسا ہی فرمایا ہے اگر زیادہ قدرت ہوتی تو اس محل ذم سحر میں ذکر
فرماتا دوسرے گروہ نے کہا نہیں اس سے زیادہ قدرت ہوتی ہے یہاں فقط اغلب تاثیر کا ذکر کیا ہے پہر کہا کہ سحر کے سیکہنے
میں سوا اس کے کہ ساحر کا نقصان ہو کوئی فائدہ نہیں ہے ابو السعود کہتے ہیں جس چیز کی آفات سے امن نہو اوس سے
بچنا بہتر ہے جیسے سیکہنا علم فلسفہ کا کہ انجام کو گمراہ کر دیتا ہے **ف** یہ بات کہ ساحر کسی کو بے اذن خدا کے ضرر نہیں
پہونچا سکتا اس کا مطلب جیسا حسن بصری نے یوں کہا ہے کہ جسپر اللہ چاہے سحرہ کو مسلط کرے جسپر چاہے مسلط نکرے
کیا مقدور ہے کہ بے اذن اللہ کے وہ کسیکا کچہ کرسکیں سفیان ثوری نے کہا یعنی اللہ کے حکم سے محمد بن اسحاق نے

کہا ہے حتی کہ اللہ اسکو سپرد اراد کہ ساحر کر دے ابن عباس و مجاہد و سدی نے کہا خلاق کے معنے نصیب ہیں حسن نے کہا
دین ہیں یعنے جادوگر کے نصیب دین نہیں ہوتا ہے اُس لفظ سے وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا ساحر کے کافر ہونے پر استدلال
کیا ہے امام احمد اور ایک جماعت سلف کا یہی قول ہے بعض نے کہا کافر نہیں ہوتا ہے لکن حد اسکی یہ ہے کہ گردن
مارین یہ قول شافعی سے منقول ہے رازی نے معتزلہ سے نقل کیا ہے کہ وہ منکر ہین وجود سحر کے بلکہ کبھی معتقد
وجود سحر کو کافر کہہ دیتے ہیں ہاں اہلسنت کے نزدیک اوڑجانا ساحر کا ہوا میں آدمی کو گدہا بنا دینا گدہے کو انسان
کر دکہانا جائز ہے اسکا یہ مطلب ہوا کہ جسوقت ساحر اپنا سحر پڑہتا ہے اور کلمات معینہ کہتا ہے تو اوسوقت اللہ اوس
چیز کو پیدا کر دیتا ہے یہ بات نہیں ہے کہ مؤثر اُس کام میں فلک یا نجوم ہوں جسطرح فلاسفہ و منجمین و صابئین کہتے ہیں پہر
اس لفظ سے وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ استدلال کیا ہے اس بات پر کہ سحر واقع ہوتا ہے
اللہ کے پیدا کرنے سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سحر کیا گیا تہا ایک عورت ساحرہ بابل سے پاس عائشہ کے آئی
تہی اسکے سوا اور بہت حکایات سحر مین ہین رازی نے کہا سیکہنا سحر کا کچہہ مذموم نہین ہے ایک علم شریف ہے یہہ
علم ہو تو معجزہ سحر مین کیونکر فرق سمجہا جاوے انتہی ابن کثیر نے اس قول کا رد بخوبی کیا ہے حدیث صحیح مین آیا
ہے کہ جو کوئی پاس کاہن یا عراف کے گیا وہ کافر ہوا اصحابہ و تابعین و سارے ائمہ مسلمین جنکو علم سحر نہ آتا تہا معجزات
کو بخوبی جانتے پہچانتے تہے پہر ابو عبد اللہ رازی نے بحوالہ کتاب سر مکتوم آٹہہ قسمین سحر کی نقل کین ہیں اون
مین کلام کیا ہے بعد اوسکے کتاب الاشراف علی مذاہب الاشراف تالیف وزیر ابن ہبیرہ سے یہ روایت کی ہے کہ
سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ سحر کی حقیقت ہے مگر ابو حنیفہ کہ وہ سحر کو بے حقیقت کہتے ہین رہا سیکہنا سحر کا سو ابو حنیفہ
و مالک و احمد کا یہ مذہب ہے کہ ساحر کافر ہو جاتا ہے بعض نزدیک مالک و احمد کے مجرد فعل و استعمال کے لائق قتل کے ٹہیرتا
ہے شافعی و احمد کے نزدیک فی العود مارنے کی کچہہ ضرورت نہین ہے جب تک مکرر یہ کام کرے تو مارا جاوے رہی یہ
بات کہ ساحر کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہین شافعی کہتے ہین قبول نہین ہوتی باقی تین امام قبول ہونا بتاتے ہیں **ف**
قرطبی نے وہب سے نقل کیا ہے کہ جس مرد کو عورت سے کسی نے سحر کر کے باندہ دیا ہو تو سات پتے بیری کے لیکر دو
پتہروں کے بیچ میں کوٹ کر پانی مین ملا کر آیۃ الکرسی پڑہ کر مسحور کو تین گہونٹ اوسکی پلا کر باقی پانی سے نہلا دیں
انشاء اللہ تعالی اثر اوس سحر کا جاتا رہے گا یہ عمل ابن بطال سے بہی جید ہے ابن کثیر کہتے ہین سب سے زیادہ نفع دور
کرنے سحر کا وہ ہے جو اللہ نے اپنے رسول پر خاص اوسی کے دور کرنے کے لیے اوتارا ہے وہ معوذتین ہیں حدیث
میں آیا ہے کہ پناہ نہ پکڑی کسی نے ساتہ کسی چیز کے مثل ان دونو سورتون کے اسیطرح آیۃ الکرسی شیطان کو دور

کر دیتی ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ مَا یَوَدُّ

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ اے ایمان والو مت کہو راعنا کہو انظرنا سنتے رہو منکروں کو دکھ کی مار ہے دل نہیں چاہتا ان لوگوں کا جو منکر ہیں کتاب والوں میں اور نہ شرک والوں میں کہ اترے تم پر کچھ نیک بات تمہارے رب سے اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی مہر سے جسکو چاہے اور اللہ بڑا فضل رکھتا ہے **ف** یہود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے حضرت کلام فرماتے بعض بات جو سنی نہ ہوتی چاہتے کہ پھر تحقیق کریں تو کہتے رَاعِنَا یعنی ہماری طرف بھی متوجہ ہو ان سے مسلمان بھی سیکھ کر کسی وقت یہ لفظ کہتے تو اللہ تعالی نے منع فرمایا کہ تم یہ لفظ نہ کہو اگر کہنا ہو تو انْظُرْنَا کہو اس کے بھی معنے یہی ہیں اور آگے سے سنتے رہو کہ پوچھنا ہی نہ پڑے یہود کو اس لفظ کے کہنے میں دغا تھی اسکو زبان دبا کر کہتے تو رَاعِیْنَا ہو جاتا یعنی ہمارا چرواہا اور انکی زبان میں رَاعِنَا احمق کو بھی کہتے تھے ابن کثیر کہتے ہیں اللہ نے اپنے ایمان والے بندوں کو منع کیا کہ وہ قول و فعل میں مشابہ کفار کے ہوں یہود ایسی بات بولتے جس میں توریہ ہوتا کام بقصد حقارت کرتے اِسْمَعْ لَنَا کی جگہہ رَاعِنَا کہتے رعونت سے کما قال تعالی مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَیًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِی الدِّیْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ اسی طرح احادیث میں آیا ہے کہ جب سلام کرنا چاہتے تو اَلسَّامُ عَلَیْكُمْ کہتے سام کے معنے موت ہیں اہل اسلام کو حکم ہوا کہ ہم ان کے جواب میں وَعَلَیْكُمْ کہیں یعنی یہ موت تمہیں پڑے ہم میں کوئی اس بد بات سے نہ مرے حدیث مرفوع ابن عمر میں آیا ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ رواہ احمد یعنی جس نے مشابہت پیدا کی کسی قوم سے وہ انہیں میں سے ہے اسکو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے ابن کثیر نے کہا اس حدیث میں دلالت ہے بہی تشدید و تہدید و وعید پر اور تشبہ پیدا کرنے کے ساتھ کفار کے انکے اقوال و افعال و لباس و اعیاد و عبادات وغیرہ امور میں جو ہمارے لیے مشروع نہیں ہوئے انتہی میں کہتا ہوں جیسی شرح اس حدیث کی شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کتاب اِقْتِضَاءُ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ لِمُخَالَفَةِ اَصْحَابِ الْجَحِیْمِ میں لکھی ہے مثل اوس کے کسی کتاب میں دیکھی سنی نہیں گئی یہ حدیث ایک بڑی اصل ہے اسلام میں مسلمانوں نے اس زمانے میں بالخصوص عمل کرنا اس حدیث پر ترک کر دیا گویا ان کے خیال میں منسوخ ہو گئی ہے اِنَّا لِلّٰهِ ایک آدمی پاس ابن مسعود کے آیا کہا مجھ سے کچھ عہد کرو کہا جب تو سنے کہ اللہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فرماتا ہے تو تو اوسپر کان رکھ وہ کسی چیز کا حکم ہے یا کسی شے سے نہی فرماتا ہے خیثمہ نے کہا قرآن

ف یہود میں ایک لوگ ہیں کہ پھیرتے ہیں بات کو اسکے ٹھکانے سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سن نہ سنایا جائیو اور راعنا موڑ کر اپنی زبان کو اور عیب لگانے کو دین میں اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا انکے حق میں اور درست لیکن لعنت کی انکو اللہ نے انکے کفر سے سو ایمان نہیں لاتے مگر کم ۱۲

مں جہاں کہیں یا ایہا الذین امنوا ہے توریت میں وہاں یا ایہا المسکین ہے **ف** عطا نے کہا لفظ راعنا انصار
کہتے تھے اللہ نے اس لفظ سے منع کر دیا ابن جریر نے کہا ٹھیک بات یہ ہے کہ اللہ نے مومنین کو اس لفظ کے کہنے سے نہی فرمائی یہ
کلمہ اللہ کو مکروہ و ناپسند آیا یہ ویسی بات ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا تم انگور کو کرم نہ کہو حبلہ کہو عنب ہی کہو
فتائی کہو **ف** اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ جو الفاظ محتمل دشنام و نقص ہوں ان اذکر بولنے سے بچے گو ارادہ متکلم
کا اوسے نقص و دشنام کا نہو اس میں ذریعے کا سد کرنا وسیلے کا دور کرنا مادہ فساد کا کاٹنا ہے پھر اللہ نے حال شدت
عداوت کفار کا اہل کتاب ہوں یا مشرک بیان فرمایا اس غرض سے کہ اون میں اور مومنین میں قطع مودت ہو جاتی ہے
کسیطرح کا باہم میل جول نہو رحمت سے مراد اس جگہہ قرآن و اسلام ہے یا نبوت یا خاص رحمت غیر معین بندوں کو جو خیر
دنیا و دین میں ملی ہے وہ بدون کسی استحقاق کے محض خدا کے فضل و انعام سے حاصل ہوئی ہے سو بڑا فضل والا
وہی ہے جسکو چاہے جو رحمت و نعمت دے یہود و مشرکین کا حسد کرنا مومنین پر بابت اس خیر و برکت کے بلا موجب صحیح
ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ جو موقوف کرتے
ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں تو بھیجتے ہیں اوس سے بہتر یا اوسکی برابر کیا تجھکو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر
ہے کیا تجھکو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کو سلطنت ہے آسمان و زمین کی اور نہیں تمہارا سوا اللہ کے کوئی حمایتی اور نہ مدد
کرنیوالا **ف** یہی یہود کا طعن تھا کہ تمہاری کتاب میں بعضی آیت نسخ ہوتی ہے اگر اللہ کیطرف سے تھی تو پھر کیا عیب دیکھا
کہ موقوف کی اللہ نے فرمایا عیب نہ پہلی آیت میں تھا نہ پچھلی میں پر حاکم ہر وقت جو چاہے سو حکم کرے ابن عباس نے کہا مراد
نسخ سے اس جگہہ تبدیل ہے مجاہد نے کہا محو ہے قرطبی نے کہا نسیان ہے ضحاک نے کہا ترک ہے سدی نے کہا قبض
ہے یعنی رفع جیسے آیت اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ یا یہ قول لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ
ذَهَبٍ لَابْتَغٰى لَهُمَا ثَالِثًا ابن جریر نے کہا مراد نسخ سے نقل آیت ہے جیسے حلال کو حرام یا حرام کو حلال مباح کو محظور محظور کو
مباح کر دینا یہ نقل و تبدیل و تغییر اوسی امر و نہی و حظر و اطلاق و منع و اباحت میں ہوتا ہے نہ اخبار میں خواہ نسخ حکماً ہو
یا حقاً باقی احکام و انواع و شروط نسخ کے کتب اصول فقہ میں مفصل مرقوم ہیں یہاں انکو ذکر کی کچھ حاجت نہیں ہے ابن عمر کہتے
ہیں دو آدمیوں کو ایک سورت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھائی تھی وہ انکو پڑھا کرتے تھے ایک رات نماز کو
کھڑے ہوئے سو ایک حرف بھی نہ پڑھ سکے صبح کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا فرمایا منسوخ ہو گئی یا بھلا دی گئی
اب تم اوسکو چھوڑ دو رواہ الطبرانی اسکی سند میں سلیمان بن ارقم ضعیف ہے زہری حدیث سی سو بہت کو

نُنسِہَا بضم نون جیسے عوام پڑہا کرتے ہیں جسنے ننسأہا بفتح نون پڑھا ہے اسکے معنے تاخیر کے ہیں ابن عباس نے کہا مطلب ترک و تبدیل کے ہیں مجاہد نے کہا اسکے یہ معنے ہین کہ ہم اوسکو خط مین ثابت رکھتے حکم مین بدل دیتے ہین جس نے بضم نون پڑھا ہے اُس نے اس لفظ کو نسیان سے لیا ہے حسن نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بعض قرآن پڑھتے تھے پھر اوسکو بھولجاتے ابن عباس نے کہا رات کو وحی اوترتی دن کو فراموش ہو جاتی اوسپر اللہ نے یہ آیت اتاری **ف** یہ بات کہ جس آیت کو ہم منسوخ کرتے ہیں اوس سے بہتر یا اوسکی برابر دوسری آیت لاتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ دوسری آیت نفع عاجل و آجل مین یا ایک نفع میں اون دو نفعوں سے زیادہ ہوتی ہے یا مثل اوسکے، زیادہ بات ناسخ منسوخ مین نظر کرنے مین حاصل ہوتی ہے کیونکہ کبھی ناسخ اخف ہوتا ہے تو نفع اوسکا عاجل میں زیادہ ہوتا ہے کبھی اثقل ہوتا ہے تو ثواب اسکا آجل مین زیادہ ہوتا ہے کبھی دونون یکسان ہوتے ہین تو نفع مین برابر ٹہیرتے ہین شافعی کا یہ کہنا کہ قرآن سنت متواترہ سے منسوخ نہین ہوتا ہے بدلیل اسی آیت کی صحیح نہین ہے بلکہ حق یہ ہے کہ کتاب کا سنت سے منسوخ ہو جانا جائز ہے اس ارشاد سے کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے یہ نکلا کہ نسخ بہی منجملہ مقدورات الہی کے ہے انکار کرنا نسخ کا انکار کرنا قدرت کا ہے اس میں دلیل ہے جواز نسخ پر دوسرے ارشاد مین کہ آسمان و زمین مین اوسی کی سلطنت ہے تکذیب ہے یہود کی جو منکر نسخ ہین **ف** سارے اہل اسلام سلفاً و خلفاً اسبات پر متفق ہین کہ نسخ ثابت و جائز ہے عقلاً واقع ہے سمعاً کسی ایک شخص نے بہی اسمین خلاف نہین کیا ہے ہان یہود نا مسعود منکر نسخ کے ہین سو توریت انپر حجت ہے کیونکہ ہونا نسخ کا اُسی سے ثابت ہے جب نوح علیہ السلام کشتی سے باہر نکلے تہے تو اللہ نے اون سے کہا تہا کہ مین نے ہر دابہ تیرے لیے اور تیری ذریت کے لیے غذا مقرر کیا ہے سوا خون کے سو تو اوسکو یہ کہا تہا پہر بنی اسرائیل پر بہت سے حیوانات حرام کر دیے تہے یہ بہی توریت ہی سے ثابت ہے کہ آدم بہن کا بیاہ بہائی سے کر دیتے تہے پہر اللہ نے اوسکو موسے علیہ السلام وغیرہ پر حرام کر دیا یہ بہی توریت مین ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو پہلے حکم دیا کہ تم اپنے بیٹے کو ذبح کرو پہر فرمایا کہ ذبح نہ کرو اسی طرح موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا تہا کہ جنہون نے بچہڑا پوجا ہے انکو قتل کرو پہر کہا کہ تلوار اُٹہا لو اسیطرح سنیچر کے دن کام کرنا حرام کیا تہا حالانکہ اگلون پر اوس دن میں حرام نہ تہا اس طرحکے احکام توریت موجودہ مین بہت موجود ہین قرآن عظیم نے ساری اگلی شریعتون و سابق کتابون کو جیسے توریت انجیل وغیرہا ہین منسوخ کر دیا نسخ آیۃ کا یہ مطلب ہے کہ تعبد اوسکی قرات یا حکم یا دونو کا ختم ہو چکا **ف** بعض علما نے کہا ہے کہ پانسو آیت منسوخ ہین لیکن نزدیک محققین کے پانچ آیتون سے زیادہ منسوخ نہین ہین یہی قول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فوز الکبیر میں ہے لیکن ان پانچ مین بہی نظر ہے رہی حدیث سو ابن جوزی نے کہا ہے کہ اکیس حدیثین منسوخ ہین ابن القیم نے کہا نہین بلکہ

دین حدیث میں بھی کم ہیں بلکہ اوسکے نصف سے بھی کم زرقانی نے شرح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ مذہب محدثین و اصولیین
و فقہا کا یہ ہے کہ جہاں تک جمع ممکن ہو جمع کرنا واجب ہے صاحب دراسات اللبیب نے ایک رسالہ مستقل بیان بطلان نسخ اجتہادی
میں لکھا ہے اور کہا کہ یہ دعوی اکثر فقہا خصوصا حنفیہ کا ہے متقدمین کے نزدیک نسخ معتبر وہ ہے جو مرفوع ہو یا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو غیر تک پہنچتا ہے وہ زیادتی و تجاوز کرتا ہے تعدی سے طرف نسخ کے انتہی **ف** ابن کثیر نے
کہا کہ اس آیت شریف میں اللہ پاک نے اپنے بندونکو یہ ارشاد کیا ہے کہ متصرف خلق میں وہی اکیلا اوسی ہے خلق و امر
اوسی کا ہے جسکو جسطرح چاہا بنایا جسکو چاہا سعید کیا جسکو چاہا شقی ٹھیرایا کسیکو تندرست رکھا کسی کو بیمار ڈالا کسی
کو توفیق دی کسیکو بے مدد چھوڑا اسیطرح جس چیز کو چاہا حلال کیا جسے چاہا حرام کیا جسے چاہا مباح فرمایا جسے چاہا
حظر ٹھیرایا اللہ سے کون سوال کرسکتا ہے سوال تو انہیں بندون سے ہوگا اوسکا حکم کرنا بہ کسی شے کی مصلحت سے
ہوتا ہے جسکو وہی جانتا ہے نہی کرنے کی مصلحت بھی اوسیکو معلوم ہوتی ہے ہمپر تو یہ فرض ہے کہ اوسکی پوری اطاعت
کریں امر بجا لائیں رسول کی تصدیق و پیروی میں رہیں پھر یہ کہا ہے کہ اس مقام میں ایک بڑا رد و بیان بلیغ ہے
کفر یہود کا دعوی استحالۂ نسخ میں یہ دعوی انکا عقلاً جہل و کفر ہے نقلاً افترا و تہمت ہے اس حرے لیے کہا یہود نے
نسخ احکام توریت کا انکار کیا اسی لیے نبوت عیسی و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانا کیونکہ عیسی علیہ السلام نے بعض
احکام توریت کو منسوخ کیا تھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم توریت و انجیل دونون کو بدلدیا ابن کثیر کہتے ہیں مسلمانون
میں فقط ایک ابو مسلم اصفہانی نے یہ کہا ہے کہ قرآن میں نسخ نہیں ہے سو یہ قول اوسکا ضعیف مردود مرذول ہے اور جو
جواب اوس نے آیات منسوخہ سے دیے ہیں وہ سب نا مقبول ہیں ۔ اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰی
مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝ کیا تم بھی چاہتے ہو کہ سوال شروع
کرو اپنے رسول سے جیسے سوال ہو چکے ہیں موسے سے پہلے اور جو کوئی انکار لیوے بدلے یقین کے وہ بھولا سیدھی راہ
کو یعنے یہود کے بہکانے سے تم اپنے نبی کے پاس شبہے نہ لاؤ جیسے وہ لیے نبی کے پاس لاتے تھے شبہے نکالا گویا
یقین چھوڑکر انکار پکڑنا ہے **ف** اس آیت میں مومنین کو کثرت سوال سے منع کیا ہے کہ تم پہلے کسی چیز کا سوال نہ کیا کرو
ما قال تعالی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ
یعنی اگر بعد نزول کے تفصیل پوچھوگے تو بتا دیجاویگی مگر جو شے ابھی نہیں ہوئی ہے اوسکا سوال کیا کہیں وہ چیز اس
وجہہ یا پوچھنے سے حرام ہو جاوے اسی لیے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ بڑا مجرم مسلمانون میں وہ شخص ہے کہ جس نے سوال
کیا ایک شی کا جو حرام نہ تھی وہ اسکے سوال کرنے سے حرام ہو گئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تھا کہ اگر

[illegible]

کوئی شخص کسی مرد کو اپنی جورو کے ساتھ پاوے تو کیا کرے اگر کچھ کہتا ہے تو بڑا ہول ہونے سے لگا لیتا ہے اگر چپکا رہتا ہے
تو بڑی بات پر چپکا ہوتا ہے آپ نے ان مسائل کو مکروہ جانا عیب اسے سمجھا بعد اسکے آیت ملاعنہ بھیجدی اس سوال کا نتیجہ ہوا صحیحین
میں مغیرہ بن شعبہ سے مرفوعًا آیا ہے کہ قیل وقال اضاعۂ مال کثرت سوال سے منع فرمایا ہے صحیح مسلم میں یون ہے تم چھوڑ
مجھکو جب تک کہ چھوڑے رہون مین تم کو تم سے پہلے کے لوگ اسی کثرت سوال و اختلاف کے سبب سے ہلاک ہو گئے
ہین مین جس بات کا تم کو حکم دون وہ تم جہانتک ہو سکے بجا لاؤ جس کام سے منع کروں اوس سے بچتے رہو یہ حدیث اسوقت
فرمائی تہی جبکہ اللہ نے حج فرض کر دیا تہا ایک شخص نے کہا کیا ہر سال فرض ہے آپ چپ رہے تیسری بار کہا نہیں
اگر ہاں کہتا تو واجب ہو جاتا اگر واجب ہوتا تو تم سے نہ ہو سکتا انس کہتے ہین کہ ہم منع کیے گئے تہے سوال سے
ہم کو یہ بات پسند آتی تہی کہ کوئی گنوار آدمی صحرائی آوے اور کچھ پوچھے اور ہم سُنین براء بن عازب کا لفظ یہ ہے کہ مجہہ
ایک سال گذر جاتا تہا میں کچھ پوچھنا چاہتا مگر دہشت وہیبت سے پوچھ نہ سکتا تہا تمنا کرتا کہ کوئی اعرابی آجاوے رواہ
ابو یعلی ابن عباس کہتے ہیں میں نے کوئی قوم بہتر اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں دیکھی نہیں سوال کیا مگر بارہ
مسئلوں سے کہ وہ سب قرآن میں موجود ہیں جیسے يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَيَسْـَٔلُونَكَ
عَنِ الْيَتٰمٰى اور مثل اسکے **ف** ام معنے بل ہے یا استفہام انکاری یہ آیت مومنین و کافرین سب کو شامل ہے اسلیے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب ہی کیطرف مبعوث ہوئے ہیں کما قال تعالی يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ
كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ
ابن عباس نے کہا رافع بن حریملہ وہب ابن زید نے کہا تہا ای محمد آسمان سے کوئی کتاب ہمپر اوتروا جسے ہم پڑہیں ہمارے
لیے نہریں چلاؤ تو ہم تمکو سچا سمجھیں تمہارے کہنے پر چلیں اوسپر یہ آیت اوتری اَمْ تُرِيْدُوْنَ الآیہ ابو العالیہ نے کہا
ایک آدمی نے یہ سوال کیا تہا کہ ہمارے کفارات بہی مثل کفارات بنی اسرائیل ہوتے تو کیا اچہا ہوتا فرمایا ای اللہ مین
نہیں چاہتا پہر کہا جو تم کو دیا گیا ہے وہ اون سے کہین بہتر ہے اون مین جسکو کوئی خطا ہوتی تو وہ اسکو اپنے گھر کے دروازے
پر لکہا ہوا مع کفارے کے پاتے اگر کفارہ دیتے دنیا میں رسوا ہوتے نہ دیتے تو آخرت میں بدنام ہوتے تو یہ کہا وَمَنْ يَّعْمَلْ
سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا پہر فرمایا پانچ نمازیں جمعہ سے جمعے تک کفارہ ہیں درمیان کا
جسنے بدی کا ارادہ کیا مگر نہ کی وہ گناہ اوسپر لکہا نہ گیا جسنے بدی کی ایک ہی گناہ لکہا گیا جسنے ارادہ نیکی کا کیا مگر
کی تو ایک نیکی لکہی گئی اگر وہ نیکی کر لی تو دس گنی لکہی گئی ہلاک نہین ہوتا اللہ پر مگر ہالک اسلیے یہ آیت اوتاری مجاہد
نے کہا موسی سے یہ سوال کیا تہا کہ ہمیں اللہ کو کہلم کہلا دکہا دو قریش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال کیا

[illegible]
[illegible] شراب کا اور جوئے کا
[illegible]
[illegible] مہینہ حرام کا
[illegible]
[illegible] یتیموں کا حکم
[illegible]

[illegible] موسیٰ سے اکبر
[illegible] دکھاو
اللہ سامنے پھر آ پکڑا
بجلی نے اون کے گناہ پر
اور جو کوئی
کرے گناہ یا برا
کرے اپنا پھر اللہ سے بخشواوے
پاوے اللہ کو بخشتا
مہربان ۱۲ + ۱۳

کہ کوہ صفا کو سونا کر دو فرمایا بہتر مگر مثل مائدہ عیسوی کے حق بنی اسرائیل کے ہوگا اور سب وہ مارے رہے یہی بات سدی و قتادہ نے بھی کہی ہے حاصل یہ ہے کہ اللہ نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو سوال کسی شے کا رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم سے بطور تعنت و اقتراح کے کرتے ہیں جس طرح بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے براہ تکذیب و عناد سوال کیا تھا **ف** مراد سیدھی راہ سے صراط مستقیم ہے اور راہ سے نکلنا یہی جہل و گمراہی میں جا پڑنا ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہی حال ہے ان لوگوں کا جو تصدیق و اتباع و انقیاد انبیا سے پھر گئے ہیں سوال بے حاجت بطور کفر و تعنت کر کے مخالفت و تکذیب میں پڑ گئے کما قال تعالیٰ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ ابو العالیہ نے کہا نرمی کو بدلے سختی کی

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ دل چاہتا ہے بہت کتاب والوں کا کسی طرح تم کو پھیر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر کر دیں حسد کر کے اپنے اندر سے بعد اس کے کہ کھل چکا ان پر حق سو تم درگذر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم اللہ ہر چیز پر قادر ہے آخر حکم بھیجا اور سب یہود کو مدینہ کے آس پاس سے نکال باہر کر دیا ابن کثیر نے کہا اللہ نے اپنے مومن بندوں کو اس بات سے ڈرایا ہے کہ تم اہل کتاب کی چال نہ چلو وہ تم سے ظاہر و باطن میں عداوت رکھتے ہیں باوجود جاننے اس امر کے کہ تم اور تمہارے پیغمبر صاحب فضل ہیں تم پر حسد کرتے ہیں سو تم تا آنے حکم بھیجے نصر و فتح کے خاموش رہو ابن عباس نے کہا یہ آیت حق میں حیی بن اخطب اور یاسر بن اخطب یہودی کے اتری ہے جو حسد انکو تھا وہ کسی کو نہ تھا ان سے جہاں تک ہوتا لوگوں کو اسلام سے پھیرتے زہری نے کہا یہ آیت حق میں کعب بن الاشرف کے اتری ہے یہ یہودی شاعر تھا ہجو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتا تھا **ف** یہ آیت فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا مثل اس آیت کے ہے وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا الآیۃ سدی نے کہا آیت عفو و صفح منسوخ ہے ناسخ اسکی وہ آیت ہے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ و قولہ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ الیٰ قولہ صٰغِرُوْنَ یہی قول ایک جماعت سلف کا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے چنانچہ لفظ حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ سے معلوم ہوتا ہے اسامہ بن زید نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم اور صحابہ مشرکین و اہل کتاب سے موافق اس حکم کے درگذر کرتے انکو معاف فرماتے انکی ایذا دہی و ستانے پر صبر کرتے یہاں تک کہ اللہ نے اجازت قتل کی دی تو بڑے بڑے سردار قریش کے جان سے مارے گئے ابن کثیر کہتے ہیں اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے اسکی اسناد صحیح ہے مگر کتب ستہ میں اسکو نہیں دیکھا ہاں اصل اسکی صحیحین میں ہے **ف** جس طرح زمانہ موسیٰ میں اہل کتاب چاہتے تھے کہ مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کتابی یا مشرک بن جاویں انکی دولت و عزت

ف [illegible] حدیث ایک [illegible] ۱۲۶ [illegible] واللہ اعلم

[illegible] کیا تم نے [illegible] اور اتارا اپنی قوم کو [illegible] پھیر کر [illegible] بعد اس کے [illegible] سو تم درگذر کرو اور [illegible] اللہ [illegible]

حالی رہے اسی طرح اس زمانے مین وہ لوگ اسی فکر مین رہتے ہین کہ سارے اہل اسلام کتابی ہو کر دین حق سے پھر جاوین کوئی
مراحم انکا دنیا و دین میں پردہ زمین پر باقی رہے سو جسطرح ابتدائے اسلام مین صحابہ و رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی ایذا
پر صبر کیا تھا اوسیطرح آج غربائے اسلام صابر ہین صدہا تکلیفین انکے ہاتھہ سے پاتے ہین درگذر کرتے ہین لیکن جس
طرح اللہ نے بعد ایک مدت کے اپنے رسول کو حکم انکے قتل کا دیا تھا اسیطرح رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون سے
یہ وعدہ کیا ہے کہ زمانہ مہدی و عیسی علیہما السلام میں تم اونکو قتل کروگے سو سارے مسلمان اوسی انتظار مین خاموش ہین
حتی یاتی اللہ بامرہٖ اگرچہ بحسب وعدہ سوی انکے ایک گروہ اہل اسلام کا کسی کسی قطر مین ہمیشہ غالب رہتا ہے مخالف
اوسکو کچھ ضرر نہین پہونچا سکتے مگر یہ عموم ملوی عزت اسلام کا بدون ظہور مہدی موعود سا تھی و نزول عیسی روح اللہ
علیہما السلام دور ہوتا نظر نہین آتا اس آیت شریف پر ثلث ارباع الٓمٓ کا تمام ہوا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا
الزَّکٰوۃَ ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ کھڑی رکھو نماز اور دیتے
رہو زکوۃ اور جو آگے بھیجو گے اپنے لیے بھلائی وہ پاوگے اللہ کے پاس اللہ تمہارا کام دیکھتا ہے اس آیت میں اللہ نے
مسلمانون کو یہ کہا کہ تم اوس کام مین مشغول ہو جو تمکو فائدہ بخشے عاقبت کو درست کرے دنیا مین نصر و فتح حاصل ہو آخرت
مین گواہ حاضر ہون جس دن کہ ظالمون کو عذرداری کچھ نفع نہ دیگی بلکہ انکو لعنت و بد انجامی ہوگی اسی لیے فرمایا کہ ہم
تمہارا کام دیکھتے ہین یعنے تمہارے کرتوت سے ہم غافل نہین ہین اچھا ہو یا برا کیے کی جزا ضرور ہی ہر عامل کو ملیگی
یہ آیت اگرچہ جارح مجرح خبر ہے مگر اس مین وعد و وعید و امر و زجر سبھی ہے یہ آیت مثل اس آیت کی ہے وَمَا تُقَدِّمُوْا
لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ گویا سب کو جتا دیا کہ تم اطاعت کرو تو ثواب لو معصیت سے بچو عذاب سے نجات
پاو وَقَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ہُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ط تِلْکَ اَمَانِیُّہُمْ ط قُلْ ہَاتُوْا بُرْہَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ
صٰدِقِیْنَ ۝ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْہَہٗ لِلّٰہِ وَہُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ص وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ
کہتے ہین ہرگز نجاوینگے جنت مین مگر جو ہونگے یہود یا نصاری یہ آرزوئین باندہ لی ہین انہون نے کہہ تو لاؤ سند اپنی
اگر تم سچے ہو کیون نہین جسنے تابع کیا مونہہ اپنا اللہ کیطرف اور وہ نیکی پر ہے اوسی کو ہے مزدوری اپنے رب کے پاس
اور نہ ڈر ہے اونپر اور نہ انکو غم اللہ نے اس آیت مین اہل کتاب کا غرور ذکر کیا ہے کہ ہر ایک دونون گروہ سے اس
بات کا مدعی ہے کہ جنت مین وہی شخص جاویگا جو اونکے ملت پر ہوگا کما قال تعالی فی سورۃ المائدۃ نحن
ابناء اللہ واحباؤہ لیکن اللہ نے فرمایا کہ وہ جھوٹے دغاباز ہین یہ انکی سوکھی تمنا ہے وہ ایسے گنہگار ہین کہ انکا عذاب پاوینگے جہنم
کی سیر کرینگے اگر وہ سچے ہوتے تو معذب ہوتے یہ دعوی انکا ویسا ہی ہے جیسے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ لن تمسنا النار الا ایاما

[illegible]

معدودۃ سو جس طرح اللہ نے انہ اس جگہہ یہ دکہایا اوسی طرح اوسجگہہ بہی رد فرمایا کہ وہ دعوے انکا بلا دلیل و حجت کے ہے آگو اللہ نے کہا ہے کہ تمنا انکی خدا پر ناحق ہے اسی لیے اونسے سند طلب کی کہ تم اپنی حجت پیش کرو گواہ لاؤ پہر فرمایا کہ جس نے اپنا موہنہ جہکایا یعنی اپنا دین خالص کیا اور وہ محسن ہے یعنی متبع رسول اوسکا انجام بخیر ہے ابن کثیر نے کہا عمل مقبول کے لیے دو شرطین ہین ایک تو یہ کہ خالص اللہ ہی کے لیے ہو دوسری شرط یہ کہ صواب یعنی موافق سنت مطہرہ ہو اگر خالص ہو مگر صواب نہو تو نامقبول ہوگا اسی لیے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے کیا ایسا کام جسپر ہمارا حکم نہین تو وہ مردود ہے رواہ مسلم من حدیث عائشہ سو عمل رہبانون کا اور جو انکی طرح ہین گو فرض کیا جاوے کہ وہ اوسمین مخلص ہین لیکن مقبول نہین ہے جب تک کہ ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہون کہ وہ رسول ہین طرف ساری خلق کے بہیجے گئے ہین انہین لوگون کے حق مین اللہ نے فرمایا ہے وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا وقال تعالی وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وقال تعالے وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر اونہین رہبانون کے ساتہ کی ہے رہی یہ بات کہ عمل صورت ظاہری مین موافق شریعت ہو لیکن خالص واسطے اللہ کے نہو تو ایسا عمل بہی مردود ہوتا ہے کالائے بد بریش خاوند یہ حال اہل ریا و نفاق کا ہے کما قال تعالے إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا وقال تعالی فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ اسی لیے یہ ارشاد فرمایا ہے فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا اور اسجگہہ یہ فرمایا بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ طلب دونون بات کا یکسان ہوتا ہے یہ اس اخلاص و صواب پہ یہ اقرار کیا کہ نہ کسی کے گذشتہ امر پر غم اور نہ کسی آیندہ امر پر کچہ خوف ہوگا سعید بن جبیر نے کہا ہے یعنی نہ مرتے دم غم نہ آخرت مین کچہ ڈر

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○ یہود نے کہا نصاری کچہ راہ پر نہین نصاری نے کہا یہود کچہ راہ پر نہیں وہ سب پڑہتے ہین کتاب اسیطرح کہا اون لوگون نے جنکے پاس علم نہین ہے انہین کی سی بات سو اللہ حکم کرے گا اون مین دن قیامت کے جس بات مین وہ جہگڑتے تہے ف اس آیت شریف مین اللہ پاک نے حال تناقض و تباغض و تعادی و تعاند اہل کتاب کا باہم بیان فرمایا ہے یعنی انکو آپسمین بڑی تعصب و بغض و عداوت و دشمنی ہے ابن عباس نے کہا

[illegible]

اور وہی انکو دغا دیگا اور جب کہڑے ہوں نماز کو تو کہڑے ہوں جی ہارے دکہاتے لوگونکو اور یاد نکریں اللہ کو مگر تہوڑا

پس خرابی ہے اون نمازیوں کی جو اپنی نماز سے بیخبر ہیں وہ جو دکہاوا کرتے ہیں اور مانگی نہیں دیتے برتنے کی چیز

سو چاہیے کہ کرے کچھ کام نیک اور ساجھا

نجران کے عیسائی پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آئے تو علماء یہود بھی حاضر ہوئے آپس میں نزاع ہوا رافع بن حرملہ
نے کہا تم کچھ چیز نہیں ہو عیسے علیہ السلام و انجیل کا انکار کیا ایک نصرانی نجرانی نے جواب دیا کہ تم بھی کچھ شی نہیں ہو
موسی و توریت کا انکار کیا اوس پر اللہ نے یہ آیت اتاری فرمایا یہ دونوں کتاب ع ان میں ایہی اپنی کتاب میں تصدیق
ایک دوسرے کی پاتے ہیں یہود کا انکار کرنا عیسے علیہ السلام سے بالکل غلط ہے اس لیے کہ اللہ نے توریت میں زبان موسی
علیہ السلام پر اون سے یہ عہد لیا ہے کہ عیسی کی تصدیق کرنا اسیطرح انجیل میں موسی و توریت کی تصدیق ہے پھر ایک کا
دوسرے کو کافر کہنا کیا مجاہد و قتادہ نے کہا اگلے یہود و نصاری کچھ راہ پر تھے یہ وہ ہیں جو زمانہ رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں تھے اونہوں نے بدعات نکالی متفرق ہو گئے مگر صحیح یہ ہے کہ سارے اگلے پچھلے مراد ہیں ایک نے دوسرے
کا مقابلہ واسد بالفاسد براہ جحود و عناد و کفر کیا **ف** مراد لا یعلمون کہے سے نصاری ہیں جنہوں نے یہود سے
یہ بات چیت کی یہ قول قتادہ کا ہے عطا نے کہا یہ وہ امتیں ہیں جو یہود و نصاری سے پہلی تہیں قبل توریت و انجیل کے
جیسے قوم نوح و ہود صالح لوط شعیب علیہم السلام کہ اون سب نے اپنے انبیا کے حق میں یہ بات کہی کہ وہ کسی راہ پر نہیں
ہیں سدی نے کہا مراد عرب ہیں اونہوں نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ راہ پر نہیں ہیں موضح القرآن کا لفظ یہ
ہے جن پاس علم نہیں ہے وہ عرب کے لوگ ہیں اگلے حضرت ابراہیم کا دین رکھتے تھے پھر آخر بت کو پوجنے لگے ایسے
شخص کو مشرک کہیے وہ اپنی ہی راہ بتاتے تھے انتہی ابن جریر نے کہا آیت مذکور عام ہے سب کو شامل ہے کوئی دلیل
قاطع کسی کی تعیین پر موجود نہیں ہے اسی لیے حمل علی الجمیع اولی ہے واللہ اعلم انتہی میں بھی یہی کہتا ہوں کہ یہ آیت کچھ
خاص ساتھ امم سابقہ یا عرب گذشتہ کے نہیں ہے بلکہ ہر زمانے کے بے علم اسیطرح کی گفتگو اپنے اپنے وقت میں کیا کرتے
ہیں باوجود قرآن پڑھنے کے روافض کو دیکھو خوارج نواصب کو لا علی شی کہتے ہیں کافر سمجھتے ہیں خوارج تکفیر روافض
کی کرتے ہیں بہتر فرق اسلام میں ایسے فرقے بہت نکلے جنکے باہم سلسلہ تکفیر یکدیگر کا جاری رہا یا آج تک جاری
ہے یہی حال مقلدین مذاہب کا ہے کہ ہر ایک مقلد دوسرے کی تضلیل تبدیع بلکہ تکفیر کرتا ہے ہاں اللہ تعالے نے ایک گروہ
اہلسنت وجماعت کو اس بلا سے بچا لیا ہے کہ وہ کسی مسلمان کو کافر ولا شی نہیں کہتے نہ اول کی تکفیر کرتے ہیں جب تک
کہ کفر تصریحی موجود نہ ہو وللہ الحمد والمنۃ رازی نے کہا ہے یہ واقعہ یقیناً اس امت میں واقع ہوا ہے کہ ہر ایک گروہ
دوسرے گروہ کی تکفیر کرتا ہے باوجودیکہ تلاوت قرآن پر سب کا اتفاق ہے انتہی **ف** یہ جو فرمایا کہ انکا نیاو روز قیامت
اسکا مطلب یہ ہے کہ اوس دن حکم عدل جاری ہوگا فیصلہ ہر ایک بغیر جبر و ظلم بدا سے کیا جاوے گا جس طرح کہ سورۂ حج
میں فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ

ع
جو لوگ مسلمان ہیں
اور جو یہودی ہیں اور
صابئین اور نصاری
اور مجوس اور جو
شرک کرتے ہیں اللہ
فیصلہ کرے گا ان
میں قیامت کے دن
اللہ کے سامنے
ہے ہر چیز

بَیْنَہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ جس گروہ نے جو کہا اوسدن فیصلہ کیا جاویگا وکما قال تعالیٰ قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَہُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ مراد فتح سے اس جگہہ فیصلہ وحکم ہے آدم سے لیکر اس دم تک جتنی امتین گذری ہین اور جتنے اختلاف باہم خلق کے ہوئے ہین ان سب کا فیصلہ جسمی روبرو پروردگار عالم کے روز حشر کو ہوگا سو اے ہم تم بہی منتظر رہو ہم بہی منتظر ہین وہان معلوم ہو جاویگا کہ حق پر کون تہا اور ناحق پر کون

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِہَا ط اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَہُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْہَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ط لَہُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَہُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۹۵

اوس سے بڑہکر ظالم کون ہے جس نے منع کیا اسکی مسجدوں میں کہ ذکر کیا جائے وہان نام اوسکا اور دوڑا اونکے اوجاڑنے کو ایسوں کو نہین پہنچتا کہ داخل ہون اون مین مگر ڈرتے ہوئے انکو دنیا مین ذلت ہے آخرت مین بڑی مار ہے ف نصاریٰ آپ کو منصف جانتے تہے اور یہود کو ظالم کہ اونھوں نے حضرت عیسیٰ سے دشمنی کی اور جیسے انکو مانا اسمین فرماتا ہے کہ جب نصاریٰ نے غلبہ پایا تو مسجد بیت المقدس کو ویران کیا یہود کی مسجدیں اوجاڑین یہود کی ضد سے سو یہ کیا انصاف ہے کہ آدمیوں کی ضد سے اسکی مسجدیں ویران کریں پہر فرمایا کہ یہ بہی لائق نہیں ہے کہ وہ اس ملک مین حاکم رہیں آخر ایسے ہی ہوا کہ وہ ملک شام مسلمانوں کے ہاتھ لگا یا جسے آج تک بحمدہ تعالیٰ قبضہ اسلام مین ہے حیدر روم کے لیے قتل کیا تہا پہر آگیا اب تہہ من ترک کے ہے ابن کثیر کا لفظ یہ ہے کہ ان مانعین مساجد سے کون لوگ مراد ہیں اس مین اختلاف ہے ابن عباس نے کہا یہ نصاریٰ ہین مجاہد نے کہا وہ بیت المقدس مین پلیدی کی چیز ڈالتے لوگون کو نماز پڑہنے سے روکتے قتادہ نے کہا مراد ساعی خراب سے بخت نصر ہے اوسکے لشکر نے بیت المقدس کو اوجاڑا نصاریٰ نے اوسکی مدد کی یہ کام یہود کی دشمنی پر کیا یہ بخت نصر بابلی مجوسی تہا لیکن اس قول مین اتنی بات ہے کہ بالاتفاق اہل سیر عہد بخت نصر کا قبل مولد مسیح علیہ السلام تہا اور نصاریٰ بعد مسیح کے ہوئے پہر کیونکر اوسکے مددگار ہو سکتے ہین سدی نے کہا روم نے بخت نصر کی مدد کی مسجد مین مردار لاکر ڈالے یہ اسلیے کہ بنی اسرائیل نے یحییٰ بن زکریا کو قتل کیا تہا یہی قول حسن بصری کا بہی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ مراد مانعین سے وہ مشرک ہین جو دن حدیبیہ کے درمیان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ معظمہ کے حائل ہوتے تہے یہانتک کہ بحر ذی طوی مین کرکے چلے آئے اون سے کتنا ہی کہا کہ کبھی کسی نے کسی کو اس گہر سے نہین روکا ہے بلکہ آدمی اپنے باپ یا بہائی کے قاتل کو بہی دیکہکر منع نہین کرتا تہا اونہوں نے ایک نمانا کہا جنہوں نے ہمارے آبا کو دن بدر کے قتل کیا ہے وہ ہرگز ہمارے شہر مین داخل ہو سکینگے ہم باقی جہان اور دم آوین یہ نہین ہو سکتا ہے سعی خراب سے یہ مراد ہے کہ جو کوئی مسجد الحرام مین ذکر کرتا حج و عمرے کو آتا اوسکو آنے نہ دیا ابن عباس نے کہا قریش نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑہنے سے نزدیک کعبے کے منع کر دیا تہا اوسپر یہ آیت اوتری

ط [illegible] النصاریٰ کا [illegible]

اس جہت سے پہلا قول اختیار کیا ہے اس دلیل سے کہ قریش نے ویرانی کعبہ میں کوئی سعی نہیں کی رومیوں نے تخریب بیت المقدس میں کوشش کی تھی ابن کثیر نے کہا ظاہر قول ثانی ہے اس دلیل سے کہ جس وقت نصاریٰ نے یہود کو زیارت بیت المقدس سے روکا تھا اس وقت میں نصاریٰ کا دین یہود سے زیادہ تر قائم و مضبوط تھا یہی لوگ اقرب تھے یہود کا ذکر کرنا اس وقت مقبول نہ تھا اس لیے کہ قتل انبیاء زمان داؤد و عیسیٰ علیہ السلام پر ملعون ہو چکے تھے اسکے سوا جب اللہ نے مذمت یہود و نصاریٰ سے فرصت پائی تو طرف مذمت مشرکین کے توجہ فرمائی جنہوں نے رسول خدا و اصحاب یا اصحاب کو مکے سے نکال دیا تھا اور مسجد الحرام سے روک دیا تھا یہی بات کہ قریش نے کوئی سعی ویرانی کعبہ میں نہیں کی سوا اس کے زیادہ اور کیا خرابی ہوگی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب کو نکال دیا اپنے بتوں کو لیکر عبادت بیٹھے اپنے شرک و الحاد کو رواج دیا کما قال تعالیٰ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ وقال تعالیٰ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللّٰهِ شَاهِدِينَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى أُولٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ وقال تعالیٰ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُؤْمِنَاتٌ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا سو جب ایسے لوگ وہاں سے نکالے گئے جو مومن نمازی کو تی تھے تو اس سے زیادہ اور کیا ویرانی کعبے کی ہوگی عمارت سے کچھ مراد نہیں ہے کہ اسکی اچھی صورت طیار کریں آراستگی میں اسکی کہیں نقش و نگار بنادیں بلکہ اسکی عمارت و آبادی یہی ہے کہ اس میں اللہ کا ذکر ہو شرع شریف قائم کیجاوے اور کعبہ نجاست شرک سے پاک و صاف رہے **ف** مطلب اس جملہ کا کہ داخل نہوں مسجد میں مگر ڈرتے ہوئے یہ ہے کہ جب تمکو اے مسلمانوں قدرت حاصل ہو تو تم ان ظالموں کو نہ آنے دو مگر بطور صلح یا باداے جزیہ اسی لیے جبکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو سال آئندہ میں نویں برس حکم دیا کہ میدان منیٰ میں یہ بات پکار دو کہ بعد اس سال کے کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور نہ برہنہ اس گھر کا طواف کرے اور جسکے لیے کوئی مدت ٹھیر چکی ہے وہ اپنی مدت پوری کرے یہ تصدیق و عمل ہے اس آیت کا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا بعض نے کہا بلکہ مطلب ہے کہ نہ آویں مسجد میں مگر ہیبت زدہ کانپتے ہوئے کہ کہیں مومنین انکو پکڑ نہ لیجائیں اسلئے کہ وہ مسجد پر غالب ہوں اور نہ مومنین کو دخول مسجد سے منع کریں یعنی حق واجب تو یوں ہی ہے اگر کفار و غیرہم کا ظلم و ستم نہ ہو کسی نے کہا

دن اور ادا کرے نماز اور دی زکوٰۃ اور نہ ڈرا سوا اللہ کے کسی سے سو امید وار ہیں وہ لوگ کہ ہوویں ہدایت والوں میں وہی ہیں جنہوں نے انکار کیا اور روکا تمکو ادب والی مسجد سے اور نیاز کی قربانی کو بند پڑی ہوئی اس جگہ تک اور اگر نہ ہوتے کتنے مرد ایمان والے اور کتنی عورتیں ایمان والیاں جو تمکو معلوم نہیں یہ کہ انکو پیس ڈالتے [illegible]

بشارت ہے طرف اللہ کے مسلمانون کو اس بات کی کہ وہ مسجد الحرام اور ساری مسجدوں پر عنقریب غالب آجاوینگے اور مشرک
اسقدر ذلیل ہو جاوینگے کہ کوئی بے خوف ہو کر مسجد مین نہ آسکیگا مگر کسی کو یہ ڈر ہوگا کہ کہین اوسکو پکڑ کر عقوبت نکرین
یا قتل نہ کر ڈالین اگر اسلام نہ لاوے سو اللہ نے یہ وعدہ ایفا کیا اور آپ نے مشرکون کو دخول مسجد الحرام سے روک دیا رسولخدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ جزیرۂ عرب میں دو دین باقی نہ رہنے پاوین یہود و نصاری وہان سے نکال دیے
جاوین وللہ الحمد والمنۃ یہ اگر تشریف اکناف مسجد حرام تطہیر بقعۂ بعثت رسول انام کی ہین تو پھر کیا ہے یہ تو دنیا مین
انکی رسوائی کا سامان ہوا کہ جزا جنس عمل سے ملے جس طرح مسلمانون کو مسجد حرام سے روکا تھا اسیطرح وہ خود روکے
گئے جس طرح انکو مکہ معظمہ سے نکالا تھا اسیطرح وہ بھی نکلے آخرت مین ہتک حرمت بیت نصب اصنام دعا
غیر اللہ طواف عریان پر علیحدہ عذاب عظیم ہوگا جس کسینے تفسیر کی ساتھ بیت المقدس کی ہے وہ کہتا ہے کہ کعب
احبار نے کہا ہے کہ جب نصاری اوسپر غالب آئے اور اسکو ویران کردیا تو اللہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا
اور یہ آیت اتاری سو زمین پر کوئی نصرانی نہیں ہے جو بیت المقدس مین آوے مگر ڈرتا ہوا آتا ہے سدی نے کہا کوئی
رومی نہین مگر اوسکو یہ ڈر ہے کہ کہین وہان اسکی گردن ماری نجاوے یا اوسے جزیہ پر رکھوا لیا جاوے قتادہ نے کہا نہین
آتے مساجد مین مگر چوری سے ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ کچھ منافی اس بات کو نہین ہے کہ عموم آیت مین داخل ہوا اسلیے
کہ نصاری نے جب بیت المقدس پر ظلم کیا جس صخرہ کیطرف یہود نماز پڑہتے تھے اوسکو خار و خس سے پر کردیا تو شرعًا و
قدرًا مناسب یہ تھا کہ ذلیل ہون مگر بعض اوقات وہ پہنچ سکے انہین سے وہ جگہہ سرگئی اسی طرح جب یہود نے وہان عصیان
خدا کا کیا نافرمانی مین نصاری سے بھی آگے بڑھ گئے تو اللہ نے اونکو سزا جزا بھی بہت بڑی دی اسی لیے ان لوگون
نے خزی دنیا کو تفسیر کیا ہے ساتھ خروج مہدی علیہ السلام کے یہی قول ہے سدی و عکرمہ و وائل بن داود کا قتادہ نے
کہا ہے مراد اوس رسوائی سے یہ ہے کہ ذلیل ہوکر آتین اپنے ہاتھ سے جزیہ دین مگر صحیح یہ ہے کہ خزی دنیا ان سب اقوال
سے عام تر ہے حدیث مین رسوائی دنیا و آخرت سے پناہ مانگی ہے بسر بن ارطاۃ کہتے ہین رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم
یہ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ رواہ احمد
یہ حدیث حسن ہے اگرچہ کتب ستہ مین نہین ہے اور انسے فقط یہی ایک حدیث یا حدیث لَا تُقْطَعُ الْاَیْدِیْ فِی الْغَزْوِ مروی ہے
انکو ابن ابی ارطاۃ بھی کہتے ہین ف فتح البیان مین ہے مراد ویرانی مساجد سے یہ ہے کہ انکو ڈھا دین یا ادای طاعات سے جنکے
لیے انکی بنا ہوئی ہے بیکار معطل کردین جیسے سیکھنا سکھانا علم کا بیٹھنا واسطے اعتکاف کی انتظار کرنا نماز کا سو کسی حال
مین بالعموم وہان نہ آوین مگر حالت خوف مین ڈرتے کانپتے لرزتے ہوئے کیونکہ بیت المقدس جگہہ حج و زیارت

۵ بحث نصرانی ۱۲

نصاریٰ کی ہے کسی نے کہا مراد خوف سے جزیہ لینا ذمی سے قتل کرنا حربی کا ہے کسی نے کہا فتح قسطنطنیہ و رومیہ و عموریہ ہے مگر قول اول اولے ہے اس آیت میں بندوں کو یہ ارشاد ہے کہ مسجدوں کو اہل کفر سے ممنوع رکھیں کوئی سی مسجد کسی طرح کا کافر کیوں نہ ہو اس لیے کہ لفظ عام ہے گو سبب خاص ہو اونکے لیے دنیا میں رسوائی ہے یعنے ذلت قتل و گرفتاری

وجزیہ و قید عذاب آخرت میں عذاب عظیم ہے یعنے آگ دوزخ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ اللہ ہی کی ہے مشرق و مغرب جس طرف تم موہنہ کرو وہاں ہی متوجہ ہے اللہ بڑی گنجایش والا سب خبر رکہتا ہے یہود و نصاریٰ کا ایک یہی جہگڑا تہا کہ ہر کوئی اپنے قبلے کو بہتر بتاتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ ایک طرف مخصوص نہیں ہے اوسکے حکم سے جس طرف موہنہ کرو وہ متوجہ ہے **ف** اس آیت میں تسلی دی ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو جنہیں کفار نے مکے سے نکالدیا تہا مسجد و مصلیٰ الگ کر دیا تہا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں کعبے کے سامنے بیت المقدس کیطرف نماز پڑہتے تہے جب مدینہ میں آئے سولہ یا سترہ مہینے تک ادہر ہی نماز پڑہی پہر اللہ نے طرف کعبے کے پہیر دیا اور یہ آیت اوتاری ابن عباس نے کہا سب سے پہلے جو قرآن میں منسوخ ہوا یہی حکم قبلے کا تہا آیت ناسخ یہ ہے وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ پہر کہا مراد وجہ اللہ سے قبلۃ اللہ ہے مجاہد نے کہا تم جہاں کہیں ہو موہنہ قبلے کو کرو یعنے کعبے کو ابن جریر نے کہا بعض نے کہا ہے کہ نزول اس آیت کا قبل فرضیت توجہ کے طرف کعبے کے ہوا ہے یعنے جیسے مشرق مغرب اللہ کی ٹہیری کوئی جگہہ اس سے خالی نہیں ہے کما قال وَلَا أَدْنَىٰ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَمَا كَانُوا تو جس سمت کو تمہارا موہنہ ہوگا وہ اللہ کیطرف ہوا جب توجہ طرف مسجد حرام کے فرض ہوئی تو وہ حکم ہر سمت کا منسوخ ہوگیا ابن کثیر کہتے ہیں یہ بات کہ کوئی جگہہ اللہ سے خالی نہیں ہے مراد اس سے اگر علم خدا ہے تو صحیح ہے کیونکہ اوسکا علم محیط جمیع معلومات ہے رہی ذات اوسکی سو وہ کسی چیز میں ساری خلق سے محصور نہیں ہو سکتی تعالیٰ عَنْ ذَٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا پہر ابن جریر سے یہ نقل کیا ہے کہ بعض کے نزدیک یہ آیت اذن ہے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا کہ نماز تطوع یعنے نفل حالت سیر و سفر و شدت خوف و مسایفہ میں جدہر چاہیں مشرق و مغرب کے پڑہیں ابن عمر نے کہا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم یوں ہی کرتے تہے سواری جدہر چاہے جاوے اس آیت کے یہی معنے فرماتے تہے اس حدیث کی اصل صحیحین و سنن میں ہے بخاری میں ابن عمر سے آیا ہے کہ اگر خوف زیادہ ہو تو تم نماز پڑہو پیادہ سوار رو بقبلہ غیر قبلہ نافع نے کہا میں سمجہتا ہوں کہ وہ اس بات کو رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے تہے مسئلہ ابن کثیر کہتے ہیں شافعی نے درمیان سفر مسافت و سفر عدوی کے کچہ فرق نہیں کیا ہے سب میں نماز نفل راحلہ

ع [illegible]

ف اور یہ بہی
حکم اور زیادہ
جہاں وہ نہیں کہ
ساتہ جہاں کہیں ہو
ہمراہ
۱۲

پڑہی یہی قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے مگر مالکؒ و مالکیہ اوسکے خلاف کہتے ہیں ابو یوسفؒ ابو سعید اصطخریؒ نے یہ اختیار کیا ہے کہ نفل سواری پر حضر مین پڑہے یہ سفر مین یہی قول انس بن مالکؓ سے مروی ہے یہی مختار طبری ہے بعض نے کہا نزول اس آیت کا حق مین ایک قوم کے ہوا تہا جنکو قبلہ معلوم نہوا ہر کسی نے ایک طرف نماز پڑہی اللہ نے آگاہ کردیا کہ تمہاری نماز ہوگئی جو تمنے بعد تحری کے پڑہی گو طرف قبلے کے نہوئی عبید اللہ نے کہا ہم ایک اندہیری رات مین ہمراہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تہے لوگون نے پتہر جمع کرکے مسجد بناکر نماز پڑہی صبح کو معلوم ہوا کہ اودہر قبلہ نہ تہا حضرتؐ سے کہا آج کی رات ہمنے نماز غیر قبلہ کیطرف پڑہی اوسپر یہ آیت اوتری اسکو ابن کثیر نے اسی سند سے لکہا ہے اسکی سند مین ضعفا ہین اسی کے لگ بہگ اور حدیثین بہی بالفاظ و طرق مختلفہ آئی ہین ابن کثیر نے کہا گو اون میں ضعف ہے مگر بعض مقوی بعض ہیں یہی بات کہ جو نماز طرف قبلے کے نہین پڑہی ہے اوسکی قضا کرے یا نہین سو اوس مین دو قول ہیں اور یہ روایات دلائل ہین عدم قضا کے ابن کثیر کہا یہ آیت حق مین نجاشی کی اوتری ہے جب حضرتؐ نے خبر موت نجاشی دیکر نماز پڑہنا چاہا لوگون نے کہا وہ قبلے کیطرف نہین پڑہتا تہا اوسپر یہ آیت اوتری قتادہؓ سے کہا وہ طرف بیت المقدس کے پڑہتا تہا اوسکو ناسخ نہین پہونچا تہا قرطبی نے کہا حضرتؐ نے اوسپر نماز جنازہ پڑہی اس سے معلوم ہوا کہ غائب پر نماز پڑہنا درست ہے پہر کہا کہ نماز خاص تہی ساتہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسکے مین کہتا ہون خصوصیت پر کوئی دلیل لائق تعویل کے موجود نہین ہے جب نہین ہے تو ہر غائب پر پڑہنا مشروع ہوا یہی بات ٹہیک ہے حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درمیان مشرق و مغرب کے قبلہ ہے اہل مدینہ و اہل شام و اہل عراق کا رواہ ابن مردویہ ابن کثیر نے کہا اس حدیث کو اچہے سے ایک سا سنت ہی اسکو ترمذی نے بہی باختصار روایت کیا ہے حسن صحیح کہا ہے نیز کہا کہ کئی صحابہ سے بہی آیا ہے کہ درمیان مشرق و مغرب کے قبلہ ہے ابن عمرؓ نے کہا جب تو مغرب کو داہنی طرف مشرق کو بائین طرف کریگا تو قبلہ درمیان مین ہوگا اوسکو دارقطنی و بیہقی نے بہی روایت کیا ہے اسی سے مدینے کے لوگ جنوب کیطرف موہنہ کرکے نماز پڑہتے ہین ہند کے لوگ مغرب کیطرف موہنہ کرتے ہین مکے کے لوگ مسجد الحرام مین ہر چہار طرف موہنہ کرتے ہین ابن جریر نے ایک یہ قول بہی نقل کیا ہے کہ یہ آیت حق مین دعا کے اوتری ہے مجاہد نے کہا جب یہ آیت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اوتری تو لوگون نے کہا ہم کدہر موہنہ کرین تب یہ آیت نازل ہوئی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ معلوم ہوا کہ دعا ہر طرف درست ہے گو رو بقبلہ ہوکر مانگنا افضل و اولیٰ ہے **ف** واسع وہ ہے جو بندون پر اونکے دین مین گنجایش رکہتے جو بات اونکی طاقت سے باہر ہے اوسکی تکلیف نہدے اوس کا علم سب کو سمالے کما قال وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا

ع [illegible] ع [illegible]

والا ہے کما و اسع وہ ہی جسکا جود و سخا ہستے کو سمائی علیم وہ ہے جسکو ہر چیز کا علم ہو کوئی چیز اوسکے علم سے غائب نہ ہو سکے

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝

کہتے ہیں اللہ رکہتا ہے اولاد وہ پاک ہے نرالا ہے بلکہ اسی کا مال ہی جو کچھ ہے آسمان و زمین میں سب اسکے آگے ادب سے ہیں پیدا نکالنے والا آسمان و زمین کا جب حکم کرتا ہے کسی ایک کام کا تو یہی کہتا ہے اوسکو کہ ہو وہ ہو جاتا ہے **ف** اس آیت میں اور جو اس سے ملی ہوئی ہے یہود نصاریٰ اور جو انکی طرح ہیں یہود و مشرکین عرب سے جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں ٹھیراتے تھے اللہ نے ان سب کو جھٹلایا اونکے دعوے کو باطل فرمایا بعد اپنی تقدیس کے یہ ارشاد کیا کہ جو کچھ درمیان آسمان و زمین کے ہے سب میں اسیکا تصرف ہے سب کا وہی ایک خالق رازق مقدر مسخر مسیر متصرف ہے جو چاہے سو کرے سب اسکے عبد و مملوک ہیں پھر کوئی نہیں سے کسطرح اسکی اولاد ہو سکتا ہے ولد جب ہوگا تو اسکے مناسب ہوگا اللہ کا کوئی نظیر عظمت و کبریائی میں شریک نہیں ہے پس اولاد رکہتا ہے تو اسکا کہاں سے آویگا کما قال تعالیٰ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ وقال تعالیٰ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْـًٔا اِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا وَمَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا ۝ وقال تعالیٰ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ان آیتوں میں اللہ پاک نے تقریر فرمائی ہے کہ وہی ایک ذات سید عظیم ہے جسکا کوئی نظیر و شبیہ نہیں ہے ساری چیزیں جو اوسکے سوا ہیں اسی کی مخلوق مربوب ہیں پھر اسکے لیے کہاں سے اولاد ہو سکتی ہے اسی لیے بخاری نے ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں مرفوعاً یوں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جھٹلایا مجھکو آدمی نے اور یہ اسکو لائق نہ تھا گالی دی مجھکو اور یہ اسکو چاہیے نہ تھا اوسکا جھٹلانا مجھے یہ ہے کہ وہ یہ گمان کرتا ہے کہ میں اسکی اعادے جیسا کہ وہ تھا قادر نہیں ہوں اوسکا گالی دینا مجھے یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میری اولاد ہے سو میں تو برتر ہوں اس بات سے کہ جورو بچہ اختیار کروں بخاری ساتھ اس حدیث کے اس طریق سے منفرد ہیں ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تکذیب کی میری ابن آدم نے یہ اسکو لائق نہ تھا گالی دی مجھکو یہ اسکو چاہیے نہ تھا تکذیب کی کہ میں اسکو پھر اعادہ کرونگا جسطرح پہلی بار اسکو بنایا حالانکہ اول خلق کچھ مجھپر اسکے اعادے سے زیادہ آسان نہیں ہے گالی ایسی دی کہ یوں کہا اللہ اولاد رکہتا ہے حالانکہ میں ایک اکیلا معبود ہوں کسی کا محتاج نہیں نہ کسی کو جنا نہ کسی نے مجھکو جنا نہ کوئی برابر ہے میرا اسکو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے

صحیحین میں مرفوعاً آیا ہے اللہ سے زیادہ سماعت ایذا پر کوئی صابر نہیں ہے تو اوس کے لیے اولاد ٹھیرالیے ہیں اللہ اونکو رزق و تندرستی دیتا ہے یہ اولاد ٹھیرانے والے یہود و نصاریٰ ہیں یہود نے عزیر کو اللہ کا بیٹا کہا نصاریٰ نے مسیح کو ولد اللہ ٹھیرایا کفار عرب نے ملائکہ کو بنات اللہ کہا **ف** ابن عباس نے کہا قانت کے معنے ہیں نمازی عکرمہ نے کہا قانت وہ ہے جو اقرار اپنی بندگی کا کرے سعید بن جبیر نے کہا قنوت کے معنے ہیں اخلاص ربیع بن انس نے کہا قانت کے معنی ہیں قائم کو دن قیامت کے سدی نے کہا یعنے مطیع روز حشر مجاہد نے کہا تابعدار یعنے حق کہا کہ انسان ہو تو ہو گیا کہا کہ حمار ہو تو ہو گیا دوسرا قول مجاہد کا یہ ہے کہ طاعت کافر کی یہ ہے کہ اوسکا سایہ سجدہ کرتا ہے روح حق میں ناخوش ہے ابن جریر نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اسکے اندر سارے قول آجاتے ہیں کیونکہ قنوت و طاعت و استکانت الی اللہ شرعی و قدری ہوتی ہے کما قال تعالیٰ وَلِلّٰهِ[ك] يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ حدیث ابی سعید خدری میں مرفوعاً آیا ہے قرآن کے حرف حرف میں ذکر قنوت کا ہے مراد اوس سے طاعت ہے رواہ ابن ابی حاتم اسکے مثل امام احمد نے بھی روایت کیا ہے لیکن سند ضعیف ہے لائق اعتماد نہیں کیا عجب ہے کہ کلام کسی صحابی یا تابعی وغیرہ کا ہو اس قسم کے اسانید تفاسیر میں بہت آئی ہیں ان میں اکثر نکارت ہوتی ہے اوس پر وثوق کا کہنا نہ چاہیے کیونکہ سند ضعیف ہے **ف** بدیع وہ ہے جو بے مثال سابق کے بناوے یعنے نئی ایجاد کرے کوئی اگلا نمونہ نہ ہو مجاہد و سدی نے کہا یہی معنے مقتضائے لغت ہیں اسی لیے شرع نو ایجاد و احداث کو بدعت کہتے ہیں جس طرح صحیح مسلم میں آیا ہے اِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ اور کبھی کہتے ہیں بدعت دو طرح پر ہوتی ہے ایک بدعت شرعیہ جیسے قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ دوسری بدعت لغویہ جیسے قول عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق میں تراویح کے نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ عمر نے سب کو اس نماز پر جمع کر کے مستمر کیا تھا اور یہ کلمہ کہا تھا اس تقریر ابن کثیر سے یہ بات نکلی کہ ہر بدعت شرعی گمراہی ہوتی ہے طرف حسنہ سیئہ کے تقسیم نہیں ہے مقسم اگر ہے تو طرف اسکا شرعی و لغوی کے ہے پس یہی بات حق و صواب ہے اسلیے کہ حدیث مرفوع میں کہیں بھی اتا پتا تقسیم بدعت کا نہیں چلتا یہ کلمہ اپنے جملہ افراد کو شامل ہے قیامت تک جن علماء و فقہاء نے بدعت کو پانچ یا کم و بیش عدد پر تقسیم کیا ہے وہ ہر کسی کی رائے یا قیاس ہے سو یہ دلیل و حجت نہیں ہیں اونہوں نے تقسیم کی مثال میں ایسی چیزیں بھی ذکر کر دی ہیں جو سرے ہی سے خارج از بدعت ہیں شرعی بدعت ہو سکتی ہیں ہاں لغوی جیسے کتابت علم وغیرہ کہ ثبوت اوسکا خود کتاب و سنت سے ہو چکا ہے علاوہ اسکے جو قائل ایسی حسنہ سیئہ کے ہیں وہ بھی یہ بات کہتے ہیں کہ ادنیٰ سنت بدعت حسنہ سے بہتر ہوتی ہے مثلاً استنجا کرنا مطابق آداب سنت کے رباط و مدرسہ و خانقاہ کے بانی سے بہتر ہے اس مثال کو ملا علی قاری حنفی و شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح و ترجمہ مشکوۃ

[ك] اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی کہ ہے آسمانوں اور زمین میں خوشی سے اور زور سے اور انکی پرچھائیاں صبح اور شام ۱۲ موضح

میں لکھا ہی بدعت سے دل کا تاریک ہو دلپر زنگ لگ جاتا مہر لگنا ہیت سے دل کا زنگ سخت ہو جاتا اور گاڑھا سا ان کیا ہے یہ جگہہ زیادہ تفصیل کی بیان بدعت کے لیے نہیں ہی ابن جریر نے کہا بدیع معنے مبدع ہی مبدع وہ ہے جو ایسی چیز بنائی نکالے جو کسی نے اوسکے جیسی بنائی نکالی ہو پہر کہا اسی وجہ سے مبتدع فی الدین کو مبتدع کہتے ہیں کہ جو چیز اوسکے غیر نے نکالی نہتی وہ اسنے ہی نکالی اسی شرع میں ہر محدث قول یا فعل غیر متقدم کو بدعت میں مبتدع کہتے ہیں تہہ ابن جریر نے یہ لکھا ہی دلالت اس آیت شریف کی یہ ہی کہ اللہ اس بات سے پاک ہی کہ اوسکی اولاد ہووے وہ سارے آسمان و زمین کا مالک ہی یہ سب اوسکی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں طاعت کا اقرار کرتے ہیں وہ ان سبکا خالق اور موجد ہی بغیر کسی اصل مثال کے اوسنے انکو بنایا ہمیں بندوں کو آگاہ کرتا ہے اس بات پر کہ وہ مسیح جسکو یہ خدا کا بیٹا کہتے ہیں وہ خود بھی اسکی گواہی دیتا ہے سو جسنے آسمان زمین کو بغیر کسی اصل سابق مثال متقدم کے بنایا ہے اوسنے مسیح کو بھی اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا و ایجاد کیا اسیطرح ابن کثیر نے کہا یہ کلام ابن جریر کا جید عبارت کی صحت ہی **ف** اس ارشاد میں کہ جب ہم کوئی حکم کرتے ہیں تو فقط کن کہتے ہیں سو وہ شی موجود ہو جاتی ہی بیچ کمال قدرت عظیم سلطان کے بیان فرمایا ہی کہ ایک بار کن کہدیا اوس چیز کے مقرر ہو جانیکو مطابق ارادہ کے کافی ہوجاتا ہے کما قال تعالیٰ اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ وقال تعالیٰ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ وقال تعالیٰ وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ شاعر نے کہا ہی ؎ اِذَا مَا اَرَادَ اللّٰهُ اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ قَوْلَةً فَيَكُوْنُ اس سے یہ بھی نکلا کہ عیسیٰ کا پیدا ہونا بہی اس کلمہ کن فیکون سے ہوا ہی قال تعالیٰ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسیح بہی حرف کن ارشاد ہوتا ہے یہ بات نہیں ہی کہ یہ مجاز ہو حقیقت نہو کیونکہ کوئی امر کن میں سے معنی حقیقی پر مانع نہیں سو کوئی دلیل موجب تاویل آئی ہی پہر یہ کہنا بیضاوی وغیرہ کا کہ وہاں کوئی قول نہیں ہے فقط کو اس لفظ سے تعبیر کیا ہی محض فلسفی ہی اور کچھ نہیں اللہم احفظنا

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ

کہنے لگے جنکو علم نہیں کیوں نہیں بات کرتا ہمسے اللہ یا ہمکو آتی کوئی آیت اسی طرح کہہ چکے ہیں انسے اگلے انہیں کی بات ایک سے ہیں دل انکے ہم بیان کر دیں نشانیاں واسطے اُن لوگوں کے جنکو یقین ہی یعنے اگلی امت جو یہود تہے وہ بہی ایسے ہی بیجا ہٹ کرتے تہے جو اب کے لوگ کرنے لگے **ف** ابن عباس نے کہا رافع بن حریملہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا ای محمد اگر تم خدا کے رسول ہو جیسا کہ تم کہتے ہو تو تم اللہ سے کہو وہ ہمسے بات کرے کہ ہم اوسکی کلام کو سنیں وسپر یہ آیت اوتری مجاہد نے کہا یہ قول نصاریٰ کا تھا

[illegible]

اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے اسلیے کہ سیاق آیت کا انہیں کے حق میں ہے لیکن ابن کثیر نے کہا انہیں ظاہر
قرطبی نے کہا یعنے یہ ہیں کیوں نہیں مخاطبت کرتا ہمکو خدا ساتھ تمہاری نبوت کی ای محمد سو ظاہر سیاق یہی ہے واللہ اعلم ابو العالیہ
ربیع بن انس قتادہ سدی نے کہا ہے یہ قول کفار عرب کا تھا انسے اگلے یہود و نصاریٰ ہیں اس دلیل سے وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا
لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ الآیہ وقوله تعالى وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا
الی قوله قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا وقوله تعالى وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا
الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا وقوله تعالى بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً اسی طرح بہت سی آیتیں ہیں جو
کفر مشرکین عرب پر اور انکے عناد و سوال بیجا پر دلالت کرتی ہیں یہ کہنا انکا مثل قول یہود و نصاریٰ کے براہ کفر و عناد تھا کما قال تعالیٰ
يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً وقال تعالى
وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً وقوله تعالى تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ یعنی مشرکین عرب کے دل کفر و عناد
و فساد میں مثل انکے ہوگئے جو انسے پہلے تھے کما قال تعالیٰ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ
مَجْنُوْنٌ اَتَوَاصَوْا بِهٖ الآیہ **ف** اسکے بعد یہ فرمایا ہے کہ ہمنے صدق رسل پر جو دلالتیں ہیں وہ کہولکر بیان کیں اب کسی اور سوال
و زیادت کی حاجت نہیں ہے یعنی اس شخص کو جو یقین لایا ہے نبی کو اوسی سچا جانا ہے رسول کی اوسنے پیروی کی ہے اللہ کی
باتوں کو سمجھتا ہے ورنہ وہ لوگ جنکے دل اور کان پر اللہ نے مہر لگا دی آنکھ پر پردہ ڈالدیا ہے سو انکو حقیر فرمایا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ہمنے بہیجا ہے تجھکو ٹہیک بات لیکر خوشی اور ڈر سنانیکو اور تجھسے پوچھ
نہیں دوزخ والوں کی یعنی تجھپر یہ الزام نہیں کہ تو نے انکو مسلمان کیوں نہیں کیا **ف** ابن عباس نے مرفوعًا کہا ہے
کہ مراد خوشی سنانیوالا جنت کا ڈرانیوالا آگ دوزخ سے ہے روایت ابن ابی حاتم عدم سوال کا یہ مطلب ہے کہ کافروں کے کفر کی باز پرس تجھسے
نہ ہوگی کقوله تعالى فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ و کقوله فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ
و کقوله نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ اسکی مثل اور بہی آیتیں
ہیں یہ معنی جب ہیں کہ تائے تُسْئَلُ مضموم ہو اور اگر مفتوح پڑہی جاویگی تو یہ معنے ہونگے کہ تو کیفیت حال اونکا مت پوچھ جسطرح کہ
عبد الرزاق نے محمد قرظی سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا تہا کاش میں جانتا کہ میرے ماں باپ
نے کیا کیا یعنے انکا انجام کیا ہوا اوسپر یہ آیت اتری پہر کبہی آپنے مرتے دم تک انکا ذکر نہ کیا قرطبی نے کہا یہ ایسی بات ہے
جیسے کہتے ہیں کہ فلاں شخص کا حال کیا پوچھتا ہے مت پوچھ یعنی وہ تیرے گمان سے بہی آگے بڑہ گیا ہے پہر کہا کہ ہمنے تذکری

مین یہ بات ذکر کی ہے کہ اللہ نے آپکے ماں باپ کو زندہ کر دیا تھا وہ ایمان لے آئے اور یہ حدیث کہ میرا باپ تیرا باپ نار میں جواب دیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں جو حدیث حیات ابوین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مروی ہے وہ کسی کتاب میں کتب ستہ سے نہیں ہے غیر صحاح ستہ میں اسکی اسناد ضعیف ہے انتہے ابن کثیر نے سچ کہا کہ یہ حدیث بلکہ اور حدیثیں اس باب میں آئی ہیں جیسے سیوطی وغیرہ نے تمسک کیا ہے سب اسی طرح بے اصل یا منکر یا ساقط یا موضوع ہیں اسمیں شک و شبہ نہیں ہے عدم ایمان ابوین ہی سے کوئی منقصت نبی ذیشان کی رسالت میں نہیں لگتی پھر اسقدر شور و غوغا ایسے وہم کا اثبات ایمان ابوین کے لیے کیوں ہے ابن جریر نے جو قول قرطبی کو اس بنا پر رد کیا تھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شک کرنا امر ابوین میں محال ہے اس لیے اگلی ہی قرارت ٹھیک ہے سو اسکا رد ابن کثیر نے کیا اور یہ کہا محتمل ہے کہ یہ بات وقت استغفار واسطے ابوین کے ہو پہلے اس سے کہ انکا حال معلوم ہو جب معلوم ہوا تو ان دونوں سے تبرا کیا اور یہ خبر دی کہ وہ اہل نار سے ہیں جس طرح صحیح میں آیا ہے اسکی اور بہت اشباہ و نظائر ہیں ابن جریر کا کہنا کچھ لازم نہیں ہے انتہے اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مختار ابن کثیر کا یہی ہے کہ ابوین کفر پر مرے ہیں حیات میں یا بعد ممات کے ایمان نہیں لائے یہی عقیدہ مطابق حدیث مسلم کے سب سلف کا ہے مخالف اسکا مخالف حدیث صحیح ہے بلکہ ہمارے نزدیک تو یہ بات بہتر ہے کہ ایسے مسائل مین سرے سے خوض ہی کرنا خلاف مقصود شرع پر حق ہے ہمکو تو قرآن میں یہ کہہ سنایا ہے تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ سو ہمکو اسی قاعدے پر جمے رہنا چاہیے مالایعنی سے بچنے میں اسلام کی خوبی ہے بیجا خوض و غور کرنے میں تضییع وقت و تباہی ایمان ہے **ف** عطاء بن یسار نے ابن عمرو سے ملکر یہ کہا کہ بتاؤ صفت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توریت میں کیا ہے کہا واللہ موصوف ہیں توریت میں اوسی صفت کے ساتھ جو قرآن میں آئی ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَا فَظٌّ وَلَا غَلِيظٌ وَلَا سَخَّابٌ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَفْتَحَ بِهِ أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا رَوَاهُ احمد والدارمی و اخرجه البخاری یعنی اے نبی ہمنے بھیجا تمکو گواہ بنا کر خوشی دینے والا ڈر سنانے والا پناہ ان پڑھوں کی تو میرا بندہ و رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا نہ بدمزاج ہے نہ سخت دل بازاروں میں چلاتا پھرتا نہ بدی کو بدی سے دور کرے بلکہ معاف فرماوے بخشدے وفات نہ دیگا اسکو اللہ یہانتک کہ سیدھا کر دے اوسکی سنت سے ٹیڑھی ملت کو یوں کہ وہ کلمہ طیبہ کہیں اس کلمہ کی مدد سے اندھی آنکھوں بہرے کانوں بند دلوں کو کھولدیگا اس حدیث کو ابن مردویہ نے

بھی روایت کیا ہے مگر اسا اور زیادہ کیا کہ عطا نے کہا پہر میں کعب سے ملا اوسے بھی یہی سوال کیا کسی حرف میں
اختلاف نہوا مگر کعب نے اپنی لغت میں یوں کہا اعینا عمومی واذانا صمومی وقلوبا غلوفا ولن ترضی
عنک الیہود ولا النصری حتی تتبع ملتہم قل ان ہدی اللہ ہو الہدی ولئن اتبعت
اہواءہم بعد الذی جاءک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا نصیر الذین اتینہم الکتب وقف منزل ۳
یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ ومن یکفر بہ فاولئک ہم الخسرون ۝ ہرگز راضی ع ۹ ۱۴
نہ ہونگے تجسے یہود اور نصاری جب تک تابع نہ ہو تو اونکے دین کا تو کہہ جو راہ اللہ دکہاوے وہی راہ ہے کہیں تو چلا انکی پسند پر بعد اس
علم کے جو تجھکو پہونچا تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنیوالا نہ مددگار جنکو ہمنے دی ہے کتاب وہ اوسکو پڑہتے
ہیں جو حق ہے پڑہنے کا وہ اوسپر یقین لاتے ہیں اور جو کوئی منکر ہوگا اُس سے سو انہیں کو نقصان ہے یہود میں
کچھ لوگ کم علم با انصاف بہی تہے کہ اپنی کتاب کو پڑہتے تہے سمجھکر وہ اس قرآن پر ایمان لائے ایک اونکے عالم تہے عبد اللہ
بن سلام اونکے ساتھ اور بہی کئی مسلمان ہوئے **ف** ابن جریر نے کہا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یہ دونو فریق کبہی تم سے راضی و خوش نہ ہونگے سو تم انکی رضامندی و موافقت کو چھوڑکر اونکے بلانے مین
طرف اُس حق کے جو اللہ نے بہیجا ہے اللہ کی رضامندی طلب کرو جو راہ اللہ نے تمکو دکہادی ہے وہی دین مستقیم صحیح کامل
شامل ہے قتادہ نے کہا یہ ایک خصومت ہے جو اللہ نے اپنے رسول اور اونکے اصحاب کو سکہائی ہے کہ تم اہل ضلالت سے
یون اوسکہا کرو پہر قتادہ نے کہا مجھکو یہ حدیث پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہمیشہ ایک
گروہ میری امت کا حق پر لڑیگا اور غالب رہیگا جو کوئی اونکے خلاف ہوگا وہ کچھ نقصان اوسکو نہ پہونچا
سکیگا یہانتک کہ اللہ کا حکم آوے ابن کثیر کہتے ہین یہ حدیث بخاری مین آئی ہے ابن عمر سے ہے **ف** اس ارشاد مین اگر
تو نے اہل کتاب کا اتباع کیا تو پہر کوئی تیرا حامی و ناصر نہیں ہے ایک بڑی تہدید اور وعید شدید ہے امت کو اس بات پر کہ
کہیں وہ اتباع طرائق یہود و نصاری کا نہ کرین بعد اسکے کہ قرآن و سنت کو معلوم کر چکے ہین یہ خطاب گو رسول کو ہے مگر مراد
امت کو ہے فتح البیان میں کہا ہے کہ اس آیت مین ایسی سخت وعید ہے کہ جس سے دل کانپتے ہیں جی بیٹہے جاتے ہیں اہل علم
جو حامل حجتہائے الہی قائم بہ بیان شرائع ہین اوپر اس آیت نے یہ بات واجب کر دی ہے کہ وہ اہل بدعت و متمسکین
مذاہب کی ساتھ جو تارک عمل بہ کتاب و سنت اور اختیار کرنیوالے رای محض کے قرآن و حدیث پر ہین کسی طرح کی مداہنت
نہ کرین اسلیے کہ یہ لوگ اگرچہ ظاہر میں اظہار قبول کرتے ہین اخلاق نرم سے پیش آتے ہین لیکن اونکو سواے اتباع
بدعت و رد حول اہل ضلالت کی کوئی بات پسند نہیں آتی بس جب کوئی شخص عالم کتاب و سنت ہو کر اونکی بدعت

تقلید کو معلوم ہوا ایسے بہت ترک کریگا تو محمد کو اسکے لیے اللہ سے اسکے کوئی دوست ہو مددگار **ف** اکثر فقہانے اس آیت سے استدلال کیا ہے اس بات پر کہ سارا کفر ایک ملت ہوتا ہے کیونکہ لفظ ملت کا آیت میں مفرد آیا ہے کقولہ تعالی لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ اس بنا پر یہ مسلمان کافر اکیدوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے مگر ہر ایک کافر اپنے قریب کا وارث ہوتا ہے خواہ ہم مذہب ہو یا نہ ہو اسلیے کہ یہ سب کے سب ایک ہی ملت ہیں یہی مذہب ہے شافعی و ابو حنیفہ و احمد کا دوسرا قول احمد کا موافق مالک کے یہ ہے کہ دو اہل ملت متفرق وارث یکدیگر نہیں ہو سکتے جسطرح کہ حدیث میں آیا ہے واللہ اعلم

ف مراد ان لوگوں سے جنکو کتاب دی گئی ہے یہود و نصاری ہیں یہی قول ابن زید کا ہے اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے قتادہ نے کہا مراد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں عمر بن خطاب نے کہا مطلب حق تلاوت کا یہ ہے کہ جب ذکر جنت پر گذرتے ہیں سوال جنت کرتے ہیں جب ذکر نار پر گذرتے ہیں نار سے پناہ مانگتے ہیں یہ بات مرفوعا بھی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آیت رحمت پر گذرتے سوال رحمت کرتے جب آیت عذاب پڑھتے پناہ مانگتے ابن مسعود نے کہا حق تلاوت یہ ہے کہ اوسکے حلال کو حلال حرام کو حرام جانے جیسا وہ اترا ہے اسی طرح اوسکو پڑھے یہ نہ کرے کہ کلمات کو اوسکی جگہہ سے بدل دے یا کسی کو کسی اور مطلب پر جو قرآن کا مطلب نہیں لگادے یہی بات ابن عباس سے بھی منقول ہے حسن بصری نے کہا مطلب یہ ہے کہ محکم پر عمل کرے متشابہ پر ایمان لاوے جو مشکل ہوا اوسکو عالم پر چھوڑے یہی ابن عباس و ابن مسعود کا قول ہے کہ مراد حق تلاوت سے پورا پورا اتباع کرنا ہے پھر یہ آیت پڑھی وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰـہَا یعنی اتبعہا اسی طرح عکرمہ عطا مجاہد وغیرہم سے مروی ہے بلکہ ابن عمر نے اس مطلب کو مرفوعا روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ میں یہ فرمایا یَتَّبِعُوْنَہٗ حَقَّ اتِّبَاعِہٖ اسکی سند اگرچہ بہت ضعیف ہے مگر ابن کثیر نے کہا کہ معنی صحیح ہیں ابو موسی اشعری نے کہا جو کوئی قرآن کا اتباع کرتا ہے وہ اسکے سبب سے ریاض جنت میں اتارا جاتا ہے **ف** یہ ارشاد کہ کتاب پڑھنے والے ہی یقین لاتے ہیں اسکا یہ مدعا ہوا کہ اہل کتاب میں جو کوئی اقامت کتاب کما حقہ کرتا ہو وہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایمان لاتا ہے کما قال تعالی وَلَوْ اَنَّہُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِمْ مِّنْ رَّبِّہِمْ لَاَکَلُوْا مِنْ فَوْقِہِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِہِمْ وقال تعالی قُلْ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ یعنی جب تم توریت و انجیل کو پورا پورا قائم کروگے کما حقہ انپر ایمان لاؤگے جو اخبار بعثت و نعت و صفت اور اتباع محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجود ہیں انکی تصدیق کروگے تو یہ بات تمکو حق کیطرف کھینچ لیجاویگی تم دارین میں اتباع خیر کرنے لگوگے کما قال تعالی اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَہُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ

والانجيل الآية وقال تعالى قل آمنوا به أو لا تؤمنوا إن الذين أوتوا العلم من قبله إذا يتلى عليهم يخرون للأذقان
سجدا ويقولون سبحان ربنا إن كان وعد ربنا لمفعولا یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق کا ہمسے وعدہ کیا تھا
واقع ہوا وقال تعالى الذين آتيناهم الكتاب من قبله هم به يؤمنون وإذا يتلى عليهم قالوا آمنا به إنه
الحق من ربنا إنا كنا من قبله مسلمين أولئك يؤتون أجرهم مرتين بما صبروا ويدرءون بالحسنة
السيئة ومما رزقناهم ينفقون وقال تعالى وقل للذين أوتوا الكتاب والأميين أأسلمتم فإن أسلموا فقد اهتدوا
وإن تولوا فإنما عليك البلاغ والله بصير بالعباد اسی لیے اسکے بعد یہ فرما دیا کہ جو کوئی منکر ہوگا اس سے
انہیں کو نقصان ہی كما قال تعالى ومن يكفر به من الأحزاب فالنار موعده حدیث صحیح میں آیا ہی قسم ہی اللہ کی
مجھکو کوئی یہودی نصرانی امت کا ایمان نہ لائیگا مجھپر مگر وہ دوزخ میں جائیگا يبني إسرائيل اذكروا نعمتي التي أنعمت
عليكم وأني فضلتكم على العالمين واتقوا يوما لا تجزي نفس عن نفس شيئا ولا يقبل منها
عدل ولا تنفعها شفاعة ولا هم ينصرون اے بنی اسرائیل یاد کرو احسان میرا جو میں نے تمپر کیا اور وہ کہ البتہ میں نے بڑا کیا
سارے جہان پر اور بچو اس دن سے کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی شخص کو ایک ذرہ اور نہ قبول ہو اسکی طرف سے بدلا اور نہ
کام آوے اوسکے سفارش اور نہ اونکو مدد پہونچے ف اس طرح کی آیت شروع اس سورت میں گذر چکی ہے اس جگہہ اسلیے پھر
آئی کہ مراد تاکید حجت ہے اتباع رسول نبی امی پر جسکی صفت یہ لوگ اپنی کتابوں میں پاتے ہیں نعمت وانعام اونکے
حال پر جو الہی کا ہے بیان ہوا اونکو ساتھ ڈرایا ہے کہ تم ان نعمتہاے دینی ودنیوی کو یاد کرکے جو تمپر ہوئی ہیں
اس عمر میں حسد کرو کہ اللہ نے خاتم رسل کو کیوں تمہیں سے پیدا نہ کیا تمکو سب بجالیں تو لدید رسول امی کا ہوتے الدیلی
میں ہے کہ مراد اس عام سے خاص ہے لقوله تعالى ولا تنفع الشفاعة عنده إلا لمن أذن له یعنے جس کسی شخص کے لیے
عذاب آخرت جانا ہے اور سوا عقاب کے وہ کسی چیز کا مستحق نہیں ہوتا تو اوسوقت کسیکی سفارش بھی اوسکے حق میں بکار
آمد نہیں ہوتی وإذ ابتلى إبراهيم ربه بكلمات فأتمهن قال إني جاعلك للناس إماما قال ومن ذريتي
قال لا ينال عهدي الظالمين جب آزمایا ابراہیم کو اوسکے رب نے کئی باتوں میں پھر اوسنے وہ پوری کیں فرمایا میں تجھکو
سب لوگوں کا پیشوا کرونگا بولا اور میری اولاد میں کہا نہیں پہنچتا میرا قرار بے انصافوں کو ف بنی اسرائیل اس بات پر بہت مغرور
تھے کہ ہم اولاد ابراہیم ہیں اللہ نے ابراہیم کو وعدہ دیا تھا کہ نبوت رہیگی تیرے گھر میں ہمیشہ ہم ابراہیم کے دین پر ہیں پھر ہمکا دین
پھر کوئی مانتا ہے اب اللہ تعالی اونکو سمجہاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ ابراہیم اوسکی اولاد کو ہے جو نیک راہ پر چلیں سو ابراہیم کے
دونو بیٹے پیغمبر ہوے ایک مدت تک رہی اسحق کی اولاد میں پھر اسمعیل کی اولاد میں پہونچی ابراہیم کی دعا دونو کے

حق میں تھے پس اسلام ہمیشہ سے ایک ہی ہے بیچ میں اشتباہ اسی پر گذرے وہ یہ کہ جو حکم اللہ نے بھیجے پیغمبر کے ہاتھ سو قبول کرنا اب مسلمان اسی راہ پر ہیں تم اس راہ سے پھر گئے ہو **ف** اس آیت شریف میں اللہ تعالے نے ابراہیم خلیل جلیل ابراہیم علیہ السلام کے شرف پر آگاہ کیا کہ ہمنے اونکو توحید و دین اسلام کا امام و پیشوا ٹھیرایا تھا اسلیے کہ وہ ہمارے ہر حکم کو بجا لاتا گویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے کہ تم اس بات کی یاد دہی ان مشرکین و اہل کتاب کو کرو کہ یہ لوگ ملت ابراہیم کے پیرو ہونے پر قائم نہیں ہو بلکہ جس راہ پر ہیں اور مومن ہیں یہی راہ ابراہیم علیہ السلام کی ہے اور ابراہیم آزمائش میں پورے نکلے کما قال تعالے وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی یعنی ساری شرع کو عمل بجا لا کر پورا کیا و قال تعالی اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا وَلَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ و قال تعالی مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ **ف** مراد کلمات سے شرائع و اوامر و نواہی ہیں اسلیے کہ کلمات بولکر کبھی کلمات قدریہ مراد لیے جاتے ہیں جس طرح مریم علیہا السلام سے نقل فرمایا ہے وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ کبھی کلمات شرعیہ مراد ہوتے ہیں کما قال تعالی وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا سو وہ کبھی سچی خبر ہوتی ہے کبھی طلب عدل اگر امر یا نہی ہے اسی جس کی یہ آیت بتاتی ہے کہ ہمنے ابراہیم کو آزمایا او سنے ہماری باتوں کو پورا کر دکھایا اونکا امام بنانا گویا جزائے عمل ہے کہ جسطرح تم نے قیام امر و ترک زواجر کیا اسی طرح لوگ تمہارے پیچھے چلیں گے تمہارا اقتدا کریںگے تم اونکے پیشوا ہو ابن عباس نے کہا یہ کلمات سات تھے دوسرے لفظ اونکا یہ ہے کہ پانچ طرح کی طہارت سر میں پانچ قسم کی طہارت بدن میں تھی سر میں مونچھوں کا کترانا کلی کرنا ناک میں پانی ڈالنا مسواک کرنا مانگ نکالنا یا سر منڈانا بدن میں ناخن کترانا موئے زیر ناف مونڈنا بغل کے بال دور کرنا بول براز کے اثر کو پانی سے دھونا یہی قول سعید بن مسیب و مجاہد و شعبی و نخعی وغیرہم سے بھی منقول ہے اسی کے قریب یہ حدیث عائشہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دس چیزیں فطرت سے ہیں کترانا مونچھوں کا چھوڑنا داڑھی کا مسواک کرنا ناک میں پانی ڈالنا ناخن کترانا براجم کا دھونا موئے بغل کا دور کرنا حلق زیر ناف کرنا پانی سے استنجا کرنا مصعب نے کہا دسویں چیز میں بھول گیا شاید مضمضہ ہوگا رواہ مسلم ابوہریرہ کا لفظ صحیحین میں یوں ہے فطرت پانچ چیزیں ہیں ختنہ کرنا استرہ لینا مونچھیں کترانا ناخن کترانا بغل کے بال اکھاڑنا واللفظ للمسلم یہی ابن عباس نے کہا ہے کہ وہ دس باتیں تھیں چھ انسان میں چار مشاعر میں سو منسک حج میں انسان میں حلق عانہ

[illegible]

نتف ابط ختان تقلیم اظفار ان سب چیزون کو کہا چاہا دوسری حقیقت ایک چیز ہین پنجم قص شارب ششم سواک وغسل جمعہ عشر طواف سعی مابین صفا
ومروہ رمی جمار افاضہ پہر یہ کہا کہ مبتلا نہ ہوا ساتھ اس دین کے کوئی شخص جسنے پورا قیام کیا ہو ساتھ اوسکے مگر ابراہیم
دوسرا لفظ اونکا یہ ہے کہ اسلام کے تیس سہم ہین دس تو اون مین سورہ برات مین ہین التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الآیہ دس آیتین
سورہ قد افلح المومنون مین قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الآیہ دس آیتین سورہ احزاب مین ہین إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الآیۃ ابراہیم
علیہ السلام نے ان سب کو پورا کیا اللہ نے اونکے لیے برات لکھی تیسرا لفظ یہ ہے کہ مراد ان کلمات سے ایک فراق قوم ہے راہ
خدا مین جب حکم ہوا اونکو چھوڑ دو تو فی الفور قوم سے جدا ہو گئے دوسرے محبت کرنا ہو نمرود سے اللہ کی راہ مین تیسرے
صبر کرنا تے آگ مین گرنے پر چوتھے ہجرت کرنا ہے وطن و شہر سے پانچوین مہمان نوازی کرنا ہے چھٹے ذبح ولد پر تیار
ہو جانا حسن بصری نے کہا وہ آزمایش یہ تہی کہ ستارہ و چاند و سورج و آگ و ہجرت و ختان و ذبح ولد مین مبتلا کیا ہر حال
مین اللہ سے راضی رہے کچہ نکلے تھا ہر نے کہا وہ ابتلا یہ تھی کہ ابراہیم نے کہا مجھکو لوگون کا پیشوا کر کہا اچھا کہا میری اولاد مین
بھی امامت مقرر کر فرمایا میرا عہد ظالمون کو نہین پہونچتا کہا اس گھر کو مرجع خلق فرما کہا اچھا کہا امن کی جگہہ کر فرمایا
اچھا کہا سبکو ہماری اولاد کو مسلمان بنا رکھہ فرمایا اچھا کہا آن مین جو ایمان دار ہون اونکو رزق دے فرمایا اچھا ربیع بن انس نے
کہا وہ کلمات یہ تہے إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا وقولہ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ
إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وقولہ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ الآیۃ وقولہ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ
وَإِسْمَاعِيلُ یہ سب منجملہ انہین کلمات کے ہین جنسے آزمایش کی گئی تہی سدی نے کہا وہ کلمے یہ تہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ
أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ
سعید بن مسیب کہتے ہین سب سے پہلے جسنے ختنہ کیا مہمان کو کھلایا ناخن کترے مونچھین کم کین بوڑہے ہو گئے ابراہیم علیہ
السلام ہین اونہون نے سفید بال دیکھکر کہا یہ کیا ہے فرمایا وقار ہے کہا یا رب زدنی وقارا یعنی اے رب اس عزت کو بڑہا
اور کسی نے کہا سب سے پہلے منبر پر خطبہ انہین نے پڑہا تہا اور کی چوکی مقرر کی تلوار چلائی سواک کے پانی سے استنجا
کیا ازار پہنی ابن جریر کہتے ہین جایز ہے کہ مراد کلمے سے سارے امور مذکور ہون یا بعض مگر جزم ساتھہ کسی امر کے جایز نہین
ہے کہ فلان بات تہی مگر حدیث یا اجماع سے اس باب مین کوئی حدیث آئی ہے نہ ایک آدمی سے ایک جماعت سے جسکا ماننا واجب
ہو پھر ابن جریر نے کہا کہ اولی بالصواب قول مجاہد و ربیع بن انس کا ہے ابن کثیر نے کہا ہے قوی تو وہی بات تہی
کہ لفظ کلمات شامل جمیع مذکورات ہو کیونکہ سیاق سے علاوہ قول مجاہد وغیرہ یہی معلوم ہوتا ہے فتح البیان
مین بعد ذکر اختلاف اقوال اہل علم کے بابت کلمات کے یہ لکھا ہے کہ حق یہ ہے کہ جب انس باب مین

نہ کوئی حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ثابت ہوئی ہے نہ کسی اور طریق سے تعیین کلمات کا معلوم ہوا ہے
اب فقط اتنی ہی بات رہگئی کہ یا تو وہ اوسکے قائل ہوں جو اللہ نے کہا اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا اور اسکو بیان
کلمات کا شمول ٹہرین یا سکوت اختیار کرین اسپر چھوڑین اور جو کچھ ابن عباس وغیرہ صحابہ و تابعین سے بتفسیر تعیین
کلمات مروی ہوا اول تو وہ اقوال صحابہ ہین اُن کی حجت کیا اسیطرح تابعین کے پھر اگر یہی مان لیا جاوے کہ اسمین
اجتہاد کا دخل نہین ہی بلکہ وہ حکم مرفوع مین ہین تو بھی تعیین مین اتنا بڑا اختلاف ہے جو عمل کرنے سی بعض سے
منع کرتا ہے پھر کس بات پر عمل کرے کس پر نہ کرے بلکہ خود ایک صحابی سی جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہ مین روایات
مختلف آئی ہین اونپر کیونکر عمل ہو سکتا ہے یہان سی یہ بات بہی معلوم ہوئی کہ جو کوئی طرف مجموع کے گیا ہو اور جس
نے یہ بات کہی ہے کہ یہ کلمات جمیع کلمات مذکورات ہین اوسکا قول ضعیف ہے اسلیے کہ اس قول سے یہ بات لازم
آتی ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر ضعیف متناقض قول سے کی گئی جو لائق قیام حجت کے نہین ہی پھر اسمین بہی اختلاف
ہے کہ وہ آزمایش نبوت سی پہلے تہی یا پیچھے جسنے کہا ہی کہ پہلے تھی اُسکی دلیل یہ ہی کہ اونکو بعد امام بنایا یہ ابتلا
سبب امامت ٹہیری سبب مسبب پر مقدم ہوتا ہے جسنے کہا بعد نبوت کے تھی اُسکی حجت یہ ہی کہ تکلیف بدون
وحی الٰہی کے معلوم نہین ہو سکتی ہی تکلیف بعد نبوت کی ہوا کرتی ہی کسی نے یہ کہا کہ اگر مراد ابتلا سی ابتلا بکوکب و قمر و
شمس ہے تو نبوت سی پہلی تہی اور اگر شریعت ہی تو بعد نبوت کی تہی مین کہتا ہون کہ اس خوض کی بہی کچھ حاجت نہین
ہمکو اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا جب کبھی آزمایا ہو اور جس کسی امر مین آزمایا ہو وہ اُس
آزمایش مین بڑے ثابت قدم راسخ دم پکے مضبوط نکلے اللہ نے اونکو ساری جہان کا پیشوا کیا بعد اونکے جو پیغمبر آیا
وہ اُنہین کی نسل مین تہا وہ مامور تہا ساتھ اُنکی اتباع کے ابراہیم علیہ السلام وہ شخص ہین جنکو اگلے پچھلے سب لوگ
دنیا بہر کے مانتے ہین یہود و نصاریٰ مقر ہین اونکے فضل کے انکی طرف اور انکی اولاد کیطرف منسوب ہونیکو اپنا شرف سمجھتے
ہین عرب و قریش اس بات کا فخر کرتے ہین کہ ہم اونکی اولاد ہین حرم کے رہنے والے خانہ کعبہ کے خادم ہین جب اسلام آیا تو اللہ نے
ابراہیم علیہ السلام سے وہ امور نقل کیے جن سی مشرکین و اہل کتاب پر قبول کرنا محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اقرار کرنا دین اسلام
کا منقاد ہونا و اطاعت شرع کے واجب آتا ہے اسلیے کہ جو باتین اللہ نے ابراہیم علیہ السلام پر واجب کی تہین وہ خصائص مین
محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہین اسمین قیام حجت ہے یہود و نصاری و مشرکین عرب پر بابت وجوب انقیاد رسول خدا صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے کہ اونپر ایمان لاوین اونکی تصدیق کرین **ف** اللہ نے جب ابراہیم علیہ السلام کو امام عالی مقام کیا تو اونہون نے
اللہ سے یہ سوال کیا کہ میرے بعد جو امام ہون وہ میری ہی اولاد سے ہون اللہ نے یہ دعا انکی قبول کی مگر یہی بتا دیا

کہ تمہاری اولاد میں ظالم بھی ہونگے سو یہ عہد انکو نہ پہونچیگا یہ منصب انکو نہ ملیگا یعنے وہ امام و مقتدا نہ ہونگے اس بات کی دلیل کہ وہ سوال مقدر تھا یہ آیت سورہ عنکبوت ہی وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ سو بعد ابراہیم علیہ السلام کے جو نبی آیا جو کتاب اتری وہ انہیں کی ذریت میں ہوا مجاہد نے کہا اس آیت سے یہ نکلا کہ تمہاری ذریت میں سے انصاف لوگ بھی ہونگے سو ظالم آدمی امام نہیں ہو سکتا ہم ظالم کو مقتدی نہیں بنا سکتے ہاں جو بہتر نیک ہوگا اسکو ہم امام کرینگے سعید بن جبیر نے کہا مراد یہ ہے کہ مشرک امام نہیں ہوگا قتادہ نے کہا مراد آخرت ہے رہی دنیا سو دنیا میں کبھی ظالم بھی امام بنجاتا ہے یہی قول یحیی و عطا و حسن و عکرمہ کا بھی ہے ربیع بن انس نے کہا اللہ کا عہد طرف بندوں کے اللہ کا دین ہے یعنے یہ دین ظالموں کو نہیں ملتا ظالم سے دین رہتا ہے دیکھو اللہ نے فرمایا ہے وَبٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَعَلٰۤى اِسْحٰقَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ ای ابراہیم تمہاری ساری اولاد حق پر نہ ہوگی یہی قول ابو العالیہ و عطا و ابن حیان کا بھی ہے ضحاک نے کہا مراد یہ ہے کہ میری طاعت کسی میرے دشمن کو جو نافرمان ہے نہیں پہنچیگی جو میرا دوستدار مطیع ہوگا اسکو ملیگی حدیث علی مرتضی میں مرفوعاً تفسیر میں اس آیت کے یوں آیا ہے کہ نہیں طاعت مگر معروف میں رواہ ابن مردویہ سدی نے کہا مراد عہد سے آنحکمہ نبوت ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہ اقوال مفسرین سلف کے ہیں جنکو ابن جریر و ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے پھر ابن جریر نے یہ اختیار کیا کہ یہ آیت اگرچہ ظاہر میں خبر ہے کہ وہ عہد ظالموں کو نہ ملیگا مگر اسمیں ابراہیم علیہ السلام کو یہ بات جتلائی کہ تمہاری نسل میں ظالم النفسہ بھی ہونگے انتہی مگر اس تقریر میں کچھ فائدہ نہیں ہے اگر ابن جریر یوں کہتے کہ یہ خبر بجائے امر ہے تو بہتر ہوتا یہ مطلب ٹھیرتا کہ بندوں کو چاہیے ہے کہ امور شرع پر کسی ظالم کو والی نہ کریں یہ بات ہمنے اسلیئے کہی ہے کہ اسکی خبر غلط نہیں پڑتی حالانکہ ہم کو معلوم ہے کہ عہد امامت وغیرہ بہت سے ظالموں کے ہاتھ لگ گیا ہے ابن خویز منداد مالکی نے کہا ہے کہ ظالم اس لائق نہیں ہے کہ خلیفہ ہو یا حاکم یا مفتی یا شاہد یا راوی فتح البیان میں لکھا ہے کہ ایک جماعت علماء نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اس بات پر کہ امام کا اہل عدل و عمل بالشرع ہونا ضرور ہے اسلیے کہ جب اس عدل و عمل سے دور ہوگا تو ظالم ٹھیریگا بلکہ اضافت عہد اس بات کو چاہتی ہے کہ جتنے کام دین کے ہیں امام ان سب میں ضعف و ظلم سے سالم ہو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ یا تو دعائیہ ہو یا بطور استفہام جسکے جواب میں بعض ذریت کا ظالم ہونا ارشاد فرمایا وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ جب ٹھیرایا ہمنے یہ گھر کعبہ اجتماع کی جگہ لوگوں کے لیے اور پناہ اور کر رکھو جہاں کھڑا ہوا ابراہیم نماز کی جگہ ابن عباس نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اس گھر سے جب اپنی حاجت پوری کر کے اپنے اہل و عیال کو جاتے ہیں تو پھر اس گھر کو آتے ہیں

۶۷ اور رکھی ہم نے اسکی اولاد میں پیغمبری اور کتاب ۱۲ ۶۵ اور برکت دی ہم نے اوپر اسکے اور اسحاق کے اور اولاد دونوں کی میں نیکی کرنیوالے بھی ہیں اور ظلم کرنیوالے بھی اپنی جان پر صریح ۱۲ موضح

یعنے مکرر سہ کر یہاں جماؤ کرے ہیں یہی بات ایک جماعت صحابہ و تابعین نے کہی ہی کہ جو کوئی یہاں سے گھر کو پھر
کر جاتا ہی اوسکو شوق یہاں کے آنیکا لگا رہتا ہے ہر شہر و ملک سے لوگ دوڑ دوڑ کر یہاں آتے ہیں شاعر نے کہا
ہے ٭ جعل البیت مثابا لھم ٭ لیس منہ الدھر یقضون الوطر ٭ یعنے یکبار دیدم بار دگر ہوس
دارم ٭ دوبارہ می طلبم طوف کعبہ را ٭ نواب جدا و ہدیہ ہر دو مال بس ہو گئے گر ٭ عکرمہ و قتادہ و عطا وغیرہم
معنے مثابہ کے یہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے مجمع ہے ٭ نہ پوچھو اہل شوق ہم سے دیوانوں کی ستایالی ٭ یہاں مجمع
سایاں یہی تلاش یار میں آتے ٭ امن سے یہ مراد ہے کہ یہاں لوگ بے کھٹکے ہی رہیں اللہ کی پناہ میں ہوتے ہیں ابو العالیہ
نے کہا یعنے دشمن کے ہتھیار اوٹھانے سے امن ہے اہل جاہلیت میں گرد کے لوگوں کو اچک لیتے ہیں مگر حرم والے کہ
اونکو کوئی نہ پکڑتا تھا رہتا تھا یہ چین آرام میں سے تھے مجاہد و عطا و سدی و قتادہ وغیرہم کا یہ قول ہے کہ جو اس جگہ آیا
وہ امن میں ہوا ایک جماعت اہل علم نے اس آیت سے استدلال کیا ہی اس بات پر کہ جو کوئی ملتجی طرف حرم کے ہوا اوس پر کوئی
حد قائم نہ کیجاوے اللہ کا قول ومن دخلہ کان امنا ہی اسی کا مؤید ہے بعض نے کہا یہ حکم منسوخ ہے صحیح یہ ہی کہ
محکم ہی اوسکو یہاں تک تنگ کریں کہ وہ باہر آوے پھر اوسکو پکڑ کر سزا دیویں اسی لیے ابن عباس نے کہا ہی کہ مراد اس سے
معاذ و ملجا ہی حاصل یہ ہے کہ اللہ نے اس آیت میں شرف کعبہ کا بیان کیا جو وصف اسکا شرعًا و قدرًا تھا وہ ذکر فرمایا کہ یہ ایسی
جگہ ہے جسکا شوق ارواح کو ہی کوئی اگر ہر سال یہاں آیا کرے تو بھی اسکا جی نہیں بھرتا گویا اللہ نے ابراہیم کی دعا قبول کی
وہ یہ دعا تھی فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم الی قولہ ربنا وتقبل دعآء پھر اللہ نے کہا یہ وہ جگہ ہے کہ کوئی
کچھ ہی کیوں نہ کرے جب اس جگہ آجاتا ہی تو اوسکو پناہ ملجاتی ہی اس بدلے کہا آدمی اپنے باپ یا بھائی کے قاتل کو دیکھتا
مگر تعرض نہ کرسکتا جیسا کہ اللہ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا ہی جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس یعنے
اس گھر کی تعظیم کے سبب سے بدی دور کیجاتی ہی چنانچہ اسی لیے ابن عباس نے کہا ہی کہ اگر لوگ اس گھر کا حج نہ کریں تو اللہ
آسمان کو زمین پر گرا کر ایک طبق کر دیگا سو یہ شرف اس گھر کو بانی مبانی کے شرف سے حاصل ہوا ہے وہ بانی خلیل الرحمن علیہ السلام
ہیں کما قال تعالے واذ بوانا لابراہیم مکان البیت ان لا تشرک بی شیئا وقال تعالی ان اول بیت وضع للناس
للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعلمین فیہ ایات بینات مقام ابراہیم ومن دخلہ کان امنا ابن عباس
مرفوعًا کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن فتح مکہ کے فرمایا یہ وہ شہر ہی جسکو اللہ نے دن پیدا کرنے آسمان و زمین کے
حرام کر دیا سو یہ حرام ہی بحرمت خدا قیامت تک یہاں کسی شخص کو مجھسے پہلے قتال کرنا حلال نہیں ہوا مجھکو بھی ایک ساعت سے
زیادہ حلال نہ ہوا اب وہ قیامت تک حرام ہی یہاں کا کانٹا کاٹا جاوے نہ شکار بھڑکایا جاوے نہ لقطہ اٹھایا جاوے جو شخص

[illegible]

کہ اُسکو ٹہا کر بیچا وے۔ گہاس اوسکی اکہاڑی جاوے عباس نے کہا الا اذخر کہ یہ لوہاروں کے گہروں کے لیے کام آتی ہے فرمایا مگر اذخر اَخْرَجَہُ الشَّیْخَان اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجتہاد کا اور بات تہا اُنکا اجتہاد حکم وحی میں تہا **ف** اس آیت کریمہ میں مقام ابراہیم علیہ السلام [illegible] حکم دیا کہ اوسکے پاس نماز پڑہا کرو مفسرین کا اختلاف ہے کہ مراد اس مقام سے اس جگہہ سے کیا ہے ابن عباس نے کہا سارا حرم مقام ابراہیم ہے یہی بات مجاہد اور عطا سے بھی مروی ہے عطا کا لفظ یہ ہے کہ سارا حج مقام ابراہیم ہے سعید بن جبیر نے کہا مقام ابراہیم وہ پتہر ہے جس پر کہڑے ہوکر اسمٰعیل علیہ السلام کو پتہر اٹہا کر دیتے تہے اللہ نے اس پتہر کو رحمت ٹہیرایا سدی نے کہا اس پتہر کو زوجہ اسمٰعیل نے اوٹہا کر نیچے قدم ابراہیم علیہ السلام کے رکہدیا اونکا سر دہویا تہا اسکو قرطبی نے ضعیف اوروں نے راجح کہا ہے رازی نے اسکو حسن بصری قتادہ و ربیع بن انس سے حکایت کیا ہے جابر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حج میں طواف کیا تو عمر نے کہا یہ مقام ہے ہمارے باپ کا فرمایا ہاں کہا کیا ہم اوسکو مصلے نہ بناویں تو یہ آیت اوتری رواہ ابن ابی حاتم یہ وحی موافق رائے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آئی ہے اسیطرح بہت جگہہ وحی نے اونکی رائے سے موافقت کی ہے بیس اٹہارہ جگہہ ہیں جنکو سیوطی نے علیحدہ رسالہ میں جمع کیا ہے اس حدیث کو ابن ابی شیبہ و ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے لفظ کا فرق ہے مگر مطلب ایک ہے بخاری شریف میں آیا ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں موافق ہوا اپنے رب سے تین باتوں میں یا موافق ہوا مجہسے رب میرا تین میں کہا اے رسول اللہ کاش آپ اس مقام ابراہیم کو مصلا کرلیتے اوسپر یہ آیت اُتری میں نے کہا آپکے پاس نیک بد ہر طرح کے لوگ آتے ہیں کاش آپ امہات المومنین کو حکم پردہ کا دیتے اوسپر آیت حجاب نازل ہوئی مجہے پہنچا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بعض بیبیوں پر خفا ہونا میں نے آکر کہا کہ اے بیبیو تم باز رہو ورنہ اللہ اپنے رسول کو تمسے بہتر عورتیں بدل دیگا اوسپر یہ آیت اوتری عَسٰی رَبُّہٗٓ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ الآیۃ اس حدیث کو امام احمد نے بھی نحوہ روایت کیا ہے ترمذی نے حسن صحیح بتایا ہے یہ حدیث مسلم میں بھی آئی ہے علی بن المدینی اوسکو صحیح کہتے ہیں ابو حاتم کی روایت میں تیسری بات یہ آئی ہے کہ عبداللہ بن ابی پر نماز جنازہ پڑہنے سے منع کیا تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ مانا اوسپر یہ آیت اوتری وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْہُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ یہ اسناد صحیح ہے اسمیں کچھ تعارض نہیں ہے یہ بھی ہوا وہ بھی ہوا **ف** یہ پتہر بزمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابی بکر میں دیوار کعبہ میں لگا تہا سب سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکو نقل کیا پیچہے اوس جگہہ سے اوکہاڑ کر اسجگہہ جہاں ابتک موجود ہے رکہدیا اسکو بیہقی نے بسند صحیح روایت کیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں اوسکو خلیفہ مہدی ثابت سے اسجگہہ کہا ہے کہ ہم مامور ہیں کہ اونکا اتباع کریں اِقْتَدُوْا

بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ ۔ وہ شخص ہیں جنکی رائے سے قرآن نے اسجگہہ نماز پڑہنے میں موافقت کی اسی
لیے کسی صحابی نے اوپر انکار نہ کیا یہ مقام قدم سے ملتصق دیوار کعبہ تہا اُسکی جگہہ معروف ہے متصل باب حجر اسود
داہنی جانب اس شخص کے جو دروازے سے داخل ہو کر سامنے کو جائے ابراہیم علیہ السلام جب کعبہ بنا چکے تو اسکو
پاس دیوار کے اُسی جگہہ جہاں ختم ہوئی وہاں رکہکر چہوڑ دیا تہا لہذا یہ حکم ہوا کہ بعد طواف کے اُسجگہہ نماز پڑہا ہو اور یہی
مناسب ہی تہا کہ مقام اسی جگہہ پڑا رہے جہاں بنا کعبہ منتہی ہوئی ہے مگر عمر رضہ نے اُسکی جگہہ بدل دی کہتے ہیں اُس پتہر پر
نقش انگشتان پائے ابراہیم علیہ السلام کثرت مسح سے جاتا رہا اوسکے پاس نماز پڑہنے کا حکم دیا گیا ہی کسی طرف جہات
اربعہ سے کیوں نہ پڑہو لیکن تخصیص نماز کی پیچہے مقام کے فعل رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فعل صحابہ سے استفادہ
کی گئی ہے حکم مسح تقبیل کا نہیں دیا گیا بخاری نے شروع قصہ مقام میں ایک اثر طویل ابن عباس سے لکہی ہے
ترمذی کی حدیث میں آیا ہے کہ رکن و مقام دو یاقوت ہیں جنت کی اللہ نے اُنکے نور کو مٹا دیا جابر کہتے ہیں دوڑ
کر چلے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین شوط میں پہر برابر چلے چار شوط میں جب طواف سے فارغ ہوئی تو مقام ابراہیم کے
پیچہے آکر دو رکعتیں پڑہیں پہر یہ آیت پڑہی ابن جریر کی روایت میں اتنا اور آیا ہے کہ مقام کو درمیان اپنے اور خانہ
کعبہ کے کرکے دو رکعت پڑہیں ابن کثیر کہتے ہیں یہ ایک ٹکڑا ہی اُس حدیث طویل کا جو صحیح مسلم میں حدیث حاتم بن اسمعیل
سے آئی ہے بخاری میں عمرو بن دینار سے مروی ہی کہ ابن عمر نے کہا آئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہر طواف کیا سات بار
پہر نماز پڑہی پیچہے مقام کے دو رکعت یہ سب حدیثیں دلیل ہیں اس بات کی کہ مراد مقام سے وہی پتہر ہی جسپر ابراہیم علیہ السلام
کہڑے ہو کر کعبہ بناتے تہے جب دیوار اونچی ہو گئی اسمعیل علیہ السلام اُس پتہر کو اوٹہا لائے تاکہ اوسپر کہڑے ہو کر ہاتہ سے
پتہر اوٹہا کر دیویں جب ایکطرف کی دیواریں چُکتیں تو دوسرے رخ کی جانب وہ پتہر ہر طرف جاتا اوسپر کہڑے ہوتے
یہانتک کہ چاروں دیواریں کعبے کی بن گئیں یہ قصہ ابن عباس سے نزدیک بخاری کی مفصل آیا ہے نقش قدم اسمیں ظاہر تہے
کچھ نشان اوسکا مسلمانوں کی بہی پاس ہیں انس بن مالک نے کہا میں نے مقام کو دیکہا اوسمیں انگلیاں اور تلووں کا نقش تہا لوگوں کے
ہاتہوں نے مسح کر کرکے اُن نقوش کو کہو دیا قتادہ نے کہا اسجگہہ حکم نماز پڑہنے کا ہے نہ مسح کرنیکا جو تکلف اگلی امتوں نے کیا تہا
وہی تکلف اس امت نے کرتا جسنے ایڑی اور اصابع کا اثر دیکہا تہا اوسنے ہمسے کہا لیکن اس امت کی مسح نے اسکو برابر کر ڈالا
ابن عیینہ نے کہا ہی ایک بار بعد تحویل عمر رضی اللہ عنہ کے سیل آیا تہا وہ مقام کو بہا لے گیا عمر نے پہر دوبارہ اوسکو لاکر رکہا
سفیان کہتے ہیں ہمیں نہیں معلوم کہ درمیان اس پتہر اور درمیان کعبے کے تحویل سے پہلے کسقدر مدت گذری ہی یہ معلوم
ہے کہ جدار کعبہ سے چپکا ہوا تہا یا نہیں مگر ایک روایت میں مجاہد سے یوں آیا ہے کہ اسکی جگہہ خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

سے ملی ہے مگر قول اول صحیح ہے وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُودِ ٥ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ٥ وَإِذْ يَرْفَعُ
إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ٥ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا
مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ٥

کہدیا ہمنے ابراہیم اسمعیل کو کہ پاک رکھو گھر میرا واسطے طواف والوں اعتکاف والوں رکوع سجدہ کرنیوالوں کے جب کہا ابراہیم نے رب کر اسکو شہر امن کا رزق دے اسکے لوگوں کو میوے جو کوئی انمیں یقین لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر فرمایا اور جو کوئی منکر ہو اسکو بھی فائدہ دونگا تھوڑے دنوں پھر اسکو قید کر بلاؤنگا دوزخ کے عذاب میں اور بری جگہہ پہنچ ہے جب اٹھانے لگا ابراہیم بنیادیں اس گھر کی اور اسمعیل اے رب قبول کر ہمسے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا اے رب کر ہمکو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک امت حکم بردار اپنی اور جتا ہمکو دستور حج کرنیکے اور معاف کر ہمکو تو ہی ہے اصل معاف کرنیوالا مہربان **ف** حسن بصری نے کہا مراد پاک کرنیسے یہ ہے کہ کوئی چیز پلید و نجاست کی وہان نہو عہد کے معنی ہیں حکم و وحی کے ابن عباس نے کہا یعنے بتوں سے پاک کرو مجاہد نے اتنا اور زیادہ کیا کہ بیحیائی کی بات اور جھوٹی بات اور ریا کی سے پاک رکھو ابو العالیہ و عطا و قتادہ وغیرہم نے کہا یعنے لا الہ الا اللہ کہکر شرک سے پاک صاف رکھو طواف کے معنے ہیں اردگرد کعبہ کے اوسکو سب جانتے پہچانتے ہیں مراد طائف سے اسجگہہ وہ شخص جو سفر سے آیا ہے عاکف سے وہ شخص مراد ہے جو مکہ میں رہتا ہے یہی قول قتادہ و ربیع بن انس کا بھی ہے عطا نے کہا مراد وہ آدمی ہیں جو اور شہروں سے آکر یہاں ٹھیرے کہتا ہے میں مجاور ہوں تم عاکف ہو ابن عباس نے کہا جب کہ نشیں ہوا تو منجملہ عاکفین ہوا صحیح میں ثابت ہوا ہے کہ ابن عمر مسجد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میں سوتے تھے اور وہ بے عورت کے تھے ابن عباس کہتے ہیں جو وہان نماز پڑھتا ہے وہ رکع و سجود میں سے ہے پھر ابن جریر نے ان دونوں روایتوں کو ضعیف کہا ہے ابن کثیر نے کہا پہلی بات ٹھیک ہے حاصل یہ ہے کہ اللہ نے ان باپ بیٹے کو یہ حکم دیا تھا کہ تم اس گھر کو خاص نام پر اللہ وحدہ لا شریک لہ کے بناؤ کما قال تعالی وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ٥ فقہا کا اختلاف ہے کہ کعبہ میں نماز افضل ہے یا طواف کعبے کا امام مالک کہتے ہیں باہر کے شہروں کے لیے طواف افضل ہے جمہور نے کہا کہ نماز مطلقاً افضل ہے توجیہ ہر ایک قول کی ابن کثیر نے کتاب الاحکام میں ذکر کی ہے مراد اس آیت سے رد ہے اون مشرکوں پر جو اس کعبے کو شرک باللہ کیا کرتے تھے پھر بعد اسکے مومنوں کو وہاں آنے سے روکتے کما قال تعالے

ع
اور جب ٹھیک کر دیا
ہمنے ابراہیم کو ٹھکانا
اس گھر کا کہ شریک
نکر میرے ساتھ کسی
کو اور پاک رکھ میرا گھر
طواف کرنیوالوں
کو اور کھڑے رہنیوالوں
کے واسطے اور
رکوع سجدہ
والوں کے ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ
وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ یہہ ذکر تہا کہ یہ گہر کسلیے بنایا گیا ہی اور بیان ہوا اللہ کے عبادت کی بجالاوے
طواف نماز سے سورۂ حج میں تینوں رکن نماز کے ذکر فرمائے ہیں قیام رکوع سجود عاکف کا ذکر اسلیے نہیں کہ پہلے
ہو چکا تہا اس آیت میں ذکر للطائفین والعاکفین کا کیا رکوع وسجود کا ذکر فرمایا قیام کو چہوڑ دیا اس لیے کہ یہ بات معلوم
ہی کہ رکوع سجود بعد قیام ہی کے ہوا ہے اس آیت میں ان یہود ونصاری پر رد ہی جو اس گہر کا حج نہیں کرتے کیونکہ
ابراہیم واسمعیل خلیل علیہما السلام کی فضیلت کا اقرار کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ انہوں نے یہ گہر اسی طواف کے
یعنی حج وعمرہ وغیرہ میں بنایا ہے اعتکاف نماز کے لیے تیار کیا ہے حالانکہ اہل کتاب کچہہ بہی ان کاموں میں سے
نہیں کرتے تو کسطرح یہ مقتدی خلیل علیہ السلام کے ہو سکتے ہیں حالانکہ جو کام اللہ نے انکے لیے شروع کیے تہے وہ
انکے دادا بہی نہ ہوئے موسی بن عمران وغیرہ انبیا علیہم السلام نے اس گہر کا حج کیا تہا جسطرح نبی معصوم نے خبر دی ہے
ف تطہیر مساجد کی یہی آیت شریف سے لی گئی ہے اور اس آیت سے بہی فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ
يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ بہی سے تطہیر ثابت ہے حدیثوں میں حکم تطہیر وتطییب مساجد کا اور بچانیکا
اذی ونجاست وغیرہ سے آیا ہی اسی لیے یہ فرمایا ہی إِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ ابن کثیر کہتے ہیں میں نے اس مقصد
میں ایک رسالہ علیحدہ لکہا ہی ولله الحمد والمنة **ف** اسمیں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کعبے کو کس نے بنایا امام
محمد باقر نے کہا ملائکہ نے اس قول میں غرابت ہی عطا وسعید بن المسیب نے کہا آدم نے اسکو پانچ پہاڑوں سے بنایا
حرا طور سینا طور زیتا جبل لبنان جودی یہ روایت بہی غریب ہے ابن عباس وکعب احبار وقتادہ وغیرہم نے کہا
سب سے پہلے شیث علیہ السلام نے بنایا ابن کثیر کہتے ہیں کہ غالب اس قول کے آخذ اہل کتاب سے ہیں یہ کتب ایسی ہیں
کہ نہ لائق تصدیق ہیں نہ لائق تکذیب نہ انپر کچہہ اعتماد ہاں اگر کوئی حدیث اسباب میں صحت کو پہنچے تو سر آنکہوں پر
ہے **ف** جابر بن عبد اللہ مرفوعًا کہتے ہیں ابراہیم نے بیت اللہ کو حرام وامن کیا میں نے مدینے کو دونوں سنگستان کے بیچ
کو حرام کیا اسکا شکار نہ کیا جاوے نہ وہاں کا درخت خاردار کاٹا جاوے اسکو ابن جریر ونسائی ومسلم نے روایت کیا
یہ مضمون ایک جماعت صحابہ سے کئی طریق پر آیا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہی کہ آپ نے فرمایا اللہ نے حرم کیا
مکے کو جس دن کہ پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو سو یہ قیامت تک کے لیے حرام ہے اسکو بخاری اہل سنن نے حدیث ابی ہریرہ
سے تعلیقا روایت کیا ہی اور انہوں نے حدیث صفیہ بنت شیبہ سے لیا ہی اس باب میں اور بہت سی حدیثیں آئی ہیں ان میں
کچہہ تناقض نہیں ہے اسلیے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو یہ بات پہونچا دی کہ اللہ نے اس کو حرام کیا اور

یہ پہلے سے حرم اس تھا تو نسبت تحریم کی طرف ابراہیم علیہ السلام کے معنے اظہار ہے یعنے ظاہر کرنے والے اس حکم الٰہی
کے وہ ہیں اسی جمع کو ابن عطیہ و ابن کثیر نے اختیار کیا ہے ابن جریر کہتے ہیں یہ پہلے ہی سے حرام تھا لیکن کسی
نے حکم تعبد کا خلق کو نہیں دیا تھا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا تب اسکو حرام کیا حکم تعبد کا کیا جمع
بھی اچھی ہے حدیث ابو ہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ ابراہیم اللہ کے بندے اور خلیل تھے اور میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں ابراہیم
نے مکہ کو حرام کیا ہے میں نے مدینہ کو درمیان دو پہاڑوں کے حرام کیا ہے کانٹا اور شکار حرام ہے یہاں لڑائی کے لیے ہتھیار
اوٹھانا چاہیے نہ یہاں کا کوئی درخت کاٹا جاوے مگر واسطے چارہ شتر کے اسکو ابن جریر نے اپنی سند سے روایت کیا
ہے ابن کثیر نے اس طریق کو غریب ٹھیرا کر یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث کتب ستہ میں نہیں ہے لیکن اصل اسکی صحیح میں اور طرح
ابو ہریرہ سے آئی ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاتے آپ اوسکو لیکر فرماتے
اللہ برکت دے ہمارے پھل ہمارے شہر ہمارے صاع و مد یعنے پیمانے میں یا اللہ تحقیق ابراہیم تیرے بندے و خلیل
و نبی تھے میں بھی تیرا بندہ و نبی ہوں اونہوں نے تجھسے دعا واسطے مکے کے کی میں تجھسے دعا واسطے مدینے کے کرتا ہوں
ویسی ہی دعا اور مثل اوسکے ہمراہ اوسکے یعنے دو چند اس سے پھر کسی بہت خورد سال بچے کو بلا کر وہ پھل دیتے دوسرا
لفظ یہ ہے کہ برکت ہمراہ برکت کے پھر جو بہت چھوٹا بچہ حاضر ہوتا اوسکو مرحمت فرماتے یہ لفظ مسلم کا ہے اور ایک صحیح
کا لفظ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ابراہیم نے مکے کو حرام کیا میں ما بین ہر دو پہاڑ مدینہ کو حرام کرتا ہوں رواہ ابن جریر و مسلم
صحیحین میں انس سے مرفوعاً آیا ہے اے اللہ میں حرام کرتا ہوں جو کچھ درمیان دو پہاڑ مدینے کے ہے جیسے ابراہیم نے
مکے کو حرام کیا اے اللہ برکت دے اونکے مد و صاع میں اے اللہ برکت دے اونکے کیل و سیر و پیمانے میں بخاری نے
کہا مراد اہل مدینہ ہیں دوسرا لفظ انس کا یہ ہے کہ اے اللہ برکت دے مدینے کو دو چند اوسکی جو مکے کو دی ہے رواہ الشیخان
عبد اللہ بن زید مرفوعاً کہتے ہیں کہ ابراہیم نے مکے کو حرام کیا اور مکے کے لیے دعا کی میں نے مدینے کو ویسا ہی حرام کیا جیسے
ابراہیم نے مکے کو اور میں نے دعا کی ہے واسطے مد و صاع مدینے کے جیسے دعا کی تھی ابراہیم نے واسطے مکے کے رواہ البخاری مسلم
کا لفظ یہ ہے ابراہیم نے حرام کیا مکے کو واسطے مکے والوں کے میں نے حرام کیا مدینے کو جیسے ابراہیم نے مکے کو حرام کیا تھا میں نے دعا
کی ہے مدینے کے سیر و پیمانے میں دو چند اسکی جو ابراہیم نے واسطے مکے کے کی تھی ابو سعید کا لفظ یہ ہے اے
اللہ ابراہیم نے مکے کو حرام کیا اوسکو حرام ٹھیرایا میں مدینے کو حرام کرتا ہوں درمیان دو پہاڑوں کے نہ کوئی خون بہایا
جاوے نہ ہتھیار اوٹھایا جاوے نہ درخت کے پتے جھاڑے جاویں مگر واسطے چارے کے اے اللہ برکت دے ہمارے شہر
ہماری پیمانے ہمارے سیر میں اے اللہ ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں دے رواہ مسلم ایک بزرگ نے

ایک تھال کو مدینہ منورہ میں دیکھا کہ وہ مارا رہیں سانپ بھیجا تھا یہ کہتا تھا ترکہ النبی تعالی وابرلی ثم لا ترتحلی اسے ہی کی برکت
اور پھیر تو رجا ابن کثیر کہتے ہیں حدیثیں تحریم مدینہ میں بہت آئی ہیں اسجگہہ بھی ذکر کی گئیں حکو تحریم ابراہیم علیہ السلام
سے بحق کعبہ سے ملی تعلق تھا کیونکہ اسمیں مطابقت ہے آیت کریمہ سے بعض نے کہا تحریم مکے کی زبان ابراہیم علیہ السلام
پر ہوئی بعض نے کہا جب سے زمین پیدا ہوئی ہے تب ہی سے یہ حرمت بھی ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہی اظہر و اقوی
ہے احادیث دلالت کرتی ہیں اسبات پر کہ اللہ نے مکے کو قبل خلق سموات و ارض حرام کر دیا تھا ابن عباس نے
کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن فتح مکہ کے فرمایا اللہ نے اس شہر کو جسدن حرام کیا جسدن آسمان زمین
پیدا کیے سو یہ اللہ کے حرام کرنے سے قیامت تک حرام رہیگا الحدیث رواہ مسلم ابو شریح عدوی کہتے ہیں کہ دوسرے
دن فتح مکہ کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر حمد و ثنا الٰہی کی فرمایا کہ مکے کو اللہ نے حرام کیا لوگوں نے حرام نہیں کیا
کسی شخص کو جو اللہ و یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے حلال نہیں کہ وہاں خون بہاوے یا درخت کاٹے اگر کوئی شخص رخصت
قتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حجت پکڑے تو تم اُس سے یوں کہدو کہ اللہ نے اپنے رسول کو اذن دیا تھا
تمکو اذن نہیں دیا ہے وہ اذن بھی ایک ساعت نہار کے لیے دیا تھا پھر اسکی حرمت اسی طرح ہو گئی جسطرح دیروز
تھی چاہیے کہ حاضر آدمی غائب کو پہونچا دے یہ لفظ مسلم کا ہے معلوم ہوا کہ حرمت اسجگہہ کی بنائے ابراہیم علیہ
السلام سے پہلے کی ہے جسطرح کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نزدیک اللہ کے پہلے سے خاتم النبیین لکھے ہوئے
تھے حالانکہ آدم ہنوز مٹی کے تپلے تھے مگر ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا بھی کی تھی کہ اے رب اٹھا اونمیں ایک رسول
انہیں میں کا اللہ نے مطابق اپنے علم و قدرت سابق کے اس دعا کو قبول فرمایا اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ
حضرت سے یہ کہا کہ اپنے ابتداء امر سے خبر دو تو فرمایا میں ہوں دعا اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی بشارت عیسی
مریم کی میری ماں نے دیکھا کہ اُس سے ایک نور نکلا جس سے محلات شام کے چمک اٹھے شعر پیغام خدا بخست آدم آورد
انجام بشارت ابن مریم آورد + ما جملہ رسل بار نے حاملہ بود + احمد برما مائدہ و خاتم آورد + رہی یہ بات کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ
جمہور کے نزدیک مکہ افضل ہے مالک و مالکیہ کے نزدیک مدینہ افضل ہے ابن کثیر کہتے ہیں ہم اسکا ذکر دوسری جگہہ
مع دلیلوں کے کرینگے میں کہتا ہوں ایسے مسائل میں بحث و غور ہی کرنا بیفائدہ ہے اسلیے کہ فضائل حرمین شریفین جدا
جدا آئے ہیں جو جسکی فضیلت ہے وہ صحاح سے ثابت ہے کوئی حدیث موضوع تفصیل میں ایک کی دوسرے پر نہیں آئی پھر کہ
اُس پر اعتماد کیا جاوے مکہ معظمہ میں اگر گھر اللہ کا ہے تو مدینہ میں گھر رسول کا ہے سے ترا اسم ہی پیر رسول اللہ ہے ہی سعادت
آں بندہ کہ در دل نگہی ہست خدا و گہے نسبت رسول + مدینہ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرم محترم ٹھیرایا

[illegible] کو [illegible] وحیدا [illegible] سے [illegible] جیسے اسی طرح [illegible] کو ہمراہ [illegible] سید السدر

کے کہا ہر ایک تصیبت بیان فرمائی ہمکو چاہیے کہ ہم تصیبات [illegible] کہیں بکہ معظمہ سے لے کر حج وغیرہ کے سفر

مہدی کریں وہاں سے پکڑ لیا [illegible] مقصود ہے [illegible] ہم رما فی یہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible]

اس شہر کو امن والا کر [illegible] اسکا [illegible] لوگوں کو محفوظ رکھ [illegible] تعالیٰ [illegible]

یہی کیا کہ فرمایا تعالیٰ نے وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وقولہ [illegible] أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ [illegible]

اور بہت حدیثیں حرم شریف کی ادب لکھ چکی ہیں صحیح مسلم میں جابر سے روایت آیا ہے کہ حلال نہیں کسی شخص کو [illegible]

ہتھیار رکھے میں یعنی اسلیے کہ یہ کام [illegible] والے ہیں اسکے لوگ اس ٹھیرایا ہے یہاں کوئی ایسا کام کرنا حرام

جس سے مکہ والوں کو خوف [illegible] بہت اسکے [illegible] اس سورت میں یوں فرمایا ہے رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا

مگر بلد سے [illegible] ہے اس سے پہلے [illegible] بات ہے اسلیے کہ یہ دعا سب سے پہلے کی تھی

سورہ ابراہیم میں یوں بیان کیا ہے کہ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وہاں یہی مناسب

ہے اسلیے کہ یہ دعا [illegible] جب کہ اسحٰق علیہ السلام پیدا ہو چکے تھے اسمٰعیل

علیہ السلام سے تیرہ برس چھوٹے [illegible] اسی لیے [illegible] یوں کہا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ

إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ [illegible] اس کے کہا لفظ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا

الآیة [illegible] کا قول ہے یہی بات مجاہد و عکرمہ سے کہی ہے ابن جریر نے [illegible] ٹھیرایا ہے اور دوسروں نے کہا کہ یہ تمام

دعائے ابراہیم ہے ابن عباس اسی طرف گئے ہیں کہا یہ قول ہے ابراہیم کا وہ اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ جو کوئی کفر ہو

اسکو بھی کچھ فائدہ دے [illegible] قول ابن عباس کا یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اس دعا کو مومنین ہی پر قصر کیا تھا اللہ نے

فرمایا نہیں جو کوئی کافر ہو میں اسکو بھی رزق دونگا کیا ایک خلق پیدا کروں اسکو [illegible] تھوڑے دن فائدہ دونگا پھر

اسکو عذاب نار میں مبتلا کرونگا پھر ابن عباس نے یہ آیت پڑھی كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ

رَبِّكَ مَحْظُورًا یہی عکرمہ مجاہد سے بھی مروی ہے یہ مثل قول اللہ تعالیٰ کے ہے إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ

عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ

وقولہ تعالیٰ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ وقولہ سبحانہ وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ

يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا

يَتَّكِئُوْنَ وَزُخْرُفًا اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ وقولہ تعالیٰ لَا يَغُرَّنَّكَ
تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ **ف** یہ ارشاد کہ پھر ہم پید
کر مارینگے او نکو طرف عذاب دوزخ اور دوسری جگہ کے اسکا یہ مطلب ہو کہ جب کافر نے دنیا میں چند روز فائدہ اٹھایا
اب یا یہاں اسکو عذاب سہنا پڑیگا کیونکہ اللہ انکو چند مدت تک مہلت و تاخیر دیتا ہے پھر اکسادگی ہی سخت پکڑ
لیگا کقولہ تعالیٰ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ صحیحین میں آیا ہے
کوئی ایسا وئی صبر کرنیوالا ایذا پر نہیں ہے وہ تو اللہ کی اولاد ٹھیراتے ہیں اللہ انکو روزی و تندرستی دیئے
جاتا ہے یہ بھی صحیح میں آیا ہے کہ اللہ مہلت دیتا ہے ظالم کو یہانتک کہ جب پکڑ لیتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا پھر یہ آیت
پڑھی وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ اس تفسیر نے کہا جسنے اس
آیت کو تمام دعاء ابراہیم علیہ السلام ٹھیرایا ہے ضمیر قال کو طرف انکے عائد کیا ہے سو یہ روایت مخالف قراءت سبعہ
ہے ترکیب سیاق بھی اس سے منکر ہی خلاف نظم کلام ہے واللہ اعلم **ف** قواعد جمع ہے قاعدہ کی قاعدہ کہتے ہیں تھم
اور بنیاد کو اللہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا تم اپنی قوم کو یاد دلاؤ کہ جب ابراہیم اسمعیل علیہما السلام نے اس گھر
کی بنیاد ڈالی تھی یا اوسکے کھمبے کھڑے کیے تھے تو اوسوقت اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ تو اس عمل کو ہم سے قبول فرما قرطبی وغیرہ
ابی وابن مسعود سے حکایت کی ہے کہ وہ اس آیت کو یوں پڑھتے تھے وَيَقُوْلَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا الآیۃ اس تفسیر نے کہا یہ قول
اونکا بعد اسکے رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ اسی بات پر دلیل ہے ۞ وہ دونو بزرگ اس عمل صالح میں مشغول تھے اور اللہ سے
سائل قبول ہے وہیب بن ورد جب اس آیت کو پڑھتے روتے اور کہتے اے خلیل الرحمن تم رحمن کا گھر بناتے ہو اور عدم قبول
سے ڈرتے ہو یہ ویسی بات ہے کہ اللہ نے حال مومنین مخلصین ذکر کیا ہے وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ یعنی
صدقات و عبادات قربات دیتے ہیں مگر دل اس بات سے خوف زدہ ہو رہے ہیں کہ کہیں یہ دینا اونسے قبول نہ ہو اس باب میں ایک
حدیث صحیح عائشہ سے بھی آئی ہے کسی نے کہا رافع قواعد ابراہیم علیہ السلام تھے اور داعی اسمعیل مگر صحیح یہی ہے کہ دونو ہی رافع و داعی تھے
بخاری شریف میں ابن عباس سے آیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور اسمعیل علیہ السلام کو مع ام اسمعیل شیرخوارگی لائے پاس کعبہ کے چھوڑ دیا
جہاں زمزم پر ایک درخت تھا اعلائے مسجد میں تہا اوسوقت مکہ میں کوئی آدمی تھا نہ پانی انہوں نے ہتھیلی میں کچھ کھجور ایک
مشک میں کچھ پانی رکھ کر پیٹھ پھیری اسمعیل کی ماں اونکے پیچھے چلیں کہا اے ابراہیم تم کہاں جاتے ہو ہمیں اس جنگل میں چھوڑے
جاتے ہو جہاں کوئی انیس نہیں ہے۔ کوئی شے کئی بار یہی بات کہی یہ بالکل ملتفت نہ ہوئے آخر یہ کہا کہ کیا اللہ نے تم کو یہ حکم دیا ہے
انہوں نے کہا ہاں تو وہ بولیں تو ہمکو ضائع نہ کریگا یہ کہکر پھر آئیں ابراہیم علیہ السلام جب مڑ کے گھاٹی کے پیچھے پہنچے جہاں کوئی انکو نہ دیکھے

کرکے یہ دعائیں مانگیں اور ہاتھ اوٹھا کر یہ کہا رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ
الْمُحَرَّمِ الی قولہ یَشْکُرُوْنَ اسمعیل کی ماں اسمعیل کو دودھ پلاتیں آپ پانی پیتیں جب پانی ہو چکا آپ بھی پیاسی ہوئیں
بچہ بھی پیاسا ہوا دیکھا کہ اوسکی جان تاب ہوئی جاتی ہے دیکھا نہ گیا صفا کا پہاڑ نزدیک قریب تھا اوسپر کھڑے
ہو کر سب طرف جنگل کے دیکھا کہ کوئی نظر آوے کسیکو نہ دیکھا وہاں سے اوتر کر وادی میں پہنچیں دامن کرتی کا اوٹھا
کر جس ہی تیر آدمی کیطرح دوڑیں وادی سے آگے بڑہ کے مروہ پے اوپر کھڑے ہو کر نظر کی کہ کوئی نظر آوے کسیکو نہ دیکھا
سات بار یہی کام کیا ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی لیے لوگ ان دو پہاڑوں کے
بیچ میں دوڑتے ہیں جب مروہ پر چڑہ گئیں تو ایک آواز سنی اپنے جی سے کہا ٹہیر جا پہر دوبارہ سنی کہا سنے آواز اگر تمہارے
پاس کچھ فریاد رسی ہے دیکھا تو ایک فرشتہ زمزم کی جگہ پر ہے اوسنے اپنی ایڑی لگائی یا بازو سے کریدا وہاں سے پانی
نکلا یہ اوسکو بطور حوض روکنے لگیں ہاتھ سے میٹنے لگیں اپنی مشک میں چلو بہر کے ڈالنے لگیں اسطرح جوش مارتا تہا ابن عباس نے کہا رسول خدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے ام اسمعیل پر اگر وہ زمزم کو چھوڑ دیتیں یا یوں فرمایا کہ چلو بہر بہر کر پانی نہ لیتیں
تو یہ زمزم ایک چشمہ آب صافی کا ہوتا غرض کہ اونہوں نے پانی پیا اپنے بچے کو دودھ پلایا فرشتے نے اوسے کہا تو ضائع
ہونیکا خوف نہ کر اسجگہ ایک اللہ کا گھر ہوگا جسکو یہ بچا اور اسکا باپ بناوینگے اللہ اس گھر والونکو ضائع نہ کریگا
گھر زمین سے مثل ایک ٹیلے کے اونچا تھا وہاں سیلاب آتے دائیں بائیں نکل جاتے وہ جگہ یوں ہی رہا تھا کہ وہاں سے
گذرا ایک جماعت جرہم یا ایک اہلبیت جرہم کا ہوا وہ کدا کے رستے سے ادہر آئے اسفل مکہ میں اوترے ایک پرندہ اوڑتا
ہوا دیکھا کہا یہ پانی کے گرد پہر رہا ہے ہم تو اس جنگل میں بارہا آئے کبہی پانی نہیں دیکھا کسی کو بہیجا دیکھا تو پانی
موجود ہے وہ پانی پر آئے وہاں اسمعیل کی ماں موجود تہیں اونہوں نے کہا تم ہمیں اذن دیتی ہو کہ ہم تمہارے پاس اتر پڑیں
کہا ہاں لیکن پانی میں تمہارا کچھ حق نہیں ہے کہا بہتر ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
مادر اسمعیل ؑ کو کوئی انیس چاہیے تہی وہ لوگ وہاں اوتر پڑے اپنے گہر والوں کو بہی بلا بہیجا کئی گہر والے جمع ہوگئے اور
ادہر تو بچہ بہی جوان ہوگیا اور زبان عربی اونسے سیکہی اور نہایت انکو پسند آیا تو بعد جوان ہونیکے ایک عورت سے نکاح
کردیا ہنوز اتنا ہی کہ ام اسمعیل کا انتقال ہوگیا ابرہیم علیہ السلام بعد شادی اسمعیل علیہ السلام کے آئے کہ اپنے ترکے کو دیکہیں
اسمعیل کو نہ پایا اوسکی عورت سے اونکا حال پوچھا کہا باہر ہمارے لیے کچھ لینے کو گئے ہیں گذر اوقات کا حال دریافت
کیا کہ کس شکل سے بسر ہوتی ہے کہا ہم نہایت تنگی سختی ترشی میں ہیں اس عورت نے گذران کی شکایت کی فرمایا
جب تیرا شوہر آوے تو میری طرف سے سلام کہنا اور یہہ بہی کہنا کہ دروازے کی چوکہٹ بدل دے جب اسمعیل آئے

۵ [illegible]

اونکو کچھ سا انس معلوم ہوئی کہا تمہارے پاس کوئی آیا تہا کہا ہاں ایک بڈہا ایسی صورت کا آیا تہا اوسنے تمہارا حال
ہمسے پوچہا ہمنے کہدیا پہر ہمسے حال گذر اوقات کا دریافت کیا ہمنے یہ بات کہی کہ ہم بڑی تنگی سختی میں ہیں کہا
تجہے کوئی وصیت کر گئے ہیں کہا ہاں تمکو سلام کہہ گئے اور یہ بات کہ تم اپنے دروازے کی چوکہٹ کو بدل ڈالو کہا وہ میرے
باپ تہے مجہکو حکم دے گئے کہ میں تجہکو جدا کر دوں سو تو اپنے گہر والوں کے پاس چلی جا اونہوں نے اوسکو طلاق دیدی
دوسری عورت سے قبیلہ جرہم کے نکاح کیا ابراہیم علیہ السلام چند روز تک نہ آئے جب تک کہ اللہ نے چاہا
پہر اونکے پاس آئے پہر اونکو نہ پایا اونکی عورت کے پاس آکر اونکا حال پوچہا کہا ہمارے لیے کچھ لینے گئے ہیں کہا تم
کیسے ہو تمہاری گذران کیونکر کس شکل پر ہوتی ہے کہا ہم خیر و وسعت سے ہیں اللہ کی ثنا بیان کی کہا تمہارا کہانا کیا ہے
کہا گوشت کہا پینا کیا ہے کہا پانی فرمایا اے اللہ برکت دے اونکے گوشت و پانی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اوس دن کوئی غلہ اونکے پاس نہ تہا اور نہ اوسی کے لیے دعا کرتے کہا کوئی شخص ان دو چیز پر بغیر مکہ میں
کفایت نہیں کرتا مگر موافق اوسکے نہیں پڑتیں پہر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تیرا خاوند آوے تو اوسسے میرا
سلام کہنا اور یہ کہنا کہ تم اپنے گہر کی چوکہٹ قائم رکہو جب اسمعیل علیہ السلام آئے کہا تمہارے پاس کوئی شخص
آیا تہا کہا ہاں ایک بڈہا اچہی شکل کا آیا تہا اس عورت نے اونکی ثنا و صفت کی کہا تمہارا حال ہمسے پوچہتا تہا پہر ہمسے
کہا کہ تمہاری اوقات کس طرح بسر ہوتی ہے ہمنے کہا اچہی طرح کہا تم سے کچھ کہہ گئے ہیں کہا ہاں یہ کہا ہے کہ تمہیں سلام
کہوں تم اپنے گہر کی چوکہٹ ثابت رکہو کہا وہ میرے باپ تہے اور تو میرے گہر کی چوکہٹ ہے یہ حکم دیگئے ہیں کہ تجہکو اپنے
پاس رہنے دوں پہر ابراہیم علیہ السلام چند روز تک جب تک کہ اللہ نے چاہا نہ آئے پہر آئے تو دیکہا کہ اسمعیل علیہ السلام بیٹہے
ہوئے تیر بنا رہے ہیں جو درخت پاس زمزم کے تہا اوس کے نیچے جب باپ کو دیکہا کہڑے ہو گئے جو کام باپ بیٹے سے بیٹا
باپ سے کرتا ہے وہ کیا یعنے ادب و تعظیم تمام سے پیش آئے فرمایا اے اسمعیل اللہ نے مجہکو ایک کام کا حکم دیا ہے کہا جو حکم آپ
کو دیا ہے وہ آپ کریں فرمایا تو میری مدد کرے گا کہا ہاں فرمایا اللہ نے مجہے یہ حکم دیا ہے کہ میں اس جگہہ ایک گہر بناؤں
ایک اونچے ٹیلے کیطرف اشارہ کیا پس دونوں صاحبوں نے بنا گہر کی اونچی کی اسمعیل علیہ السلام پتہر لاتے ابراہیم علیہ
السلام گہر بناتے جب بنا اونچی ہو چکی تو اس پتہر کو لاکر رکہا ابراہیم علیہ السلام اوسپر کہڑے ہو کر بناتے اسمعیل علیہ السلام
پتہر اوٹہا اوٹہا کر دیتے جاتے دونو بزرگ کہتے ہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ عرضکہ گہر کے گرد پہر
سا لیں پہر یہ دعا کہتے ہیں یہ حدیث کو عبد الرزاق نے مطولا ابن ابی حاتم و ابن جریر نے مختصرا روایت کیا ہے اس مرد و
ہی اس کے راوی ہیں پہر ابن کثیر نے اس حدیث کو بخاری تحریر ہے بطریق دیگر روایت کر کے یہ کہا ہے کہ بخاری نے

۱۵ [illegible]

اور کئی کتب اسلامیہ میں ان دو وجہ روایت کیا ہے حاکم نے ترالحدیث ہے کہ اوسنے اس حدیث کو مستدرک میں بیان کیا اور
یہ کہا ہے صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ حالانکہ بخاری نے اس حدیث کو نہیں لیا ہے نہیں کر بخاری کا
وجہ شمار نہیں آیا اگرچہ صحیح میں دوسری جگہ آیا ہے کہ سینگ اس بکری کے کعبہ میں لٹکے تھے اور آیا ہے کہ ابراہیم
ایسے ہل کے دیکھنے والوں کو ان کی عبرت آ جاتے تھے پھر بلاد مقدسہ کو پہنچ جاتے تھے والی اللہ اعلم [illegible]
بیت کا علامت قصے سے بسند دو ذکر کیا ہے اوس سے یہ بات نکلتی ہے کہ کعبے کو قبل [illegible] اصل کے بنایا
تھا ابن کثیر کہتے ہیں یوں ہو سکتا ہے کہ اوس جگہ کو احاطہ وغیرہ کر رکھا ہو جبکہ اسمعیل بڑے ہوئے پھر ملکر دونوں ابراہیم
بنایا کما قال تعالی پھر سدی نے بنا بیت کا قصہ ذکر کر کے کہا ہے کہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ قواعد بیت
ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کے ہیں یہ مقطوع ہے ایسی بات ہے ہاں کہ اللہ نے اونکو وہ جگہ بتادی [illegible] لوگ بھول
گئے ہیں جیسے ابن عباس عطا بن ابی رباح نے کہا ہے پہلے اس گھر کو آدم علیہ السلام نے بنایا تھا اسکو ایک طوفان
نے ڈہا دیا اور اسکی ترمیم کی پہلے ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں [illegible] ابن عباس نے
کہا اللہ نے اس گھر کو دو ہزار برس پہلے پیدائش دنیا سے چار رکن پر اور پانی پر رکھا [illegible] پھر اس کے نیچے سے
پھیلایا مجاہد نے کہا ارکان اس گھر کے ساتویں زمین میں ہیں ابن ابی شیبہ [illegible] ذکر کیا ہے ذوالقرنین سے
ہمراہ ابراہیم علیہ السلام کے طواف کیا اس سے معلوم ہوا کہ [illegible] اوسکا سب سے اگلا ہی حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نہیں دیکھتی کہ تیری قوم نے جب اس گھر کو بنایا تو قواعد ابراہیم علیہ السلام سے گھٹا دیا
انھوں نے کہا پھر آپ ویسا ہی کیوں نہیں کر دیتے فرمایا اگر تیری قوم کفر سے قریب نہ ہوتی تو میں اسکو ویسا ہی بنادیتا
ابن عمر کہتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استلام ان دونوں کا جو حجر کے
ہیں اسی لیے شاید چھوڑ دیا تھا کہ گھر قواعد ابراہیم علیہ السلام پر تمام نہ ہوا رواہ البخاری ومسلم بعض طریقہ سے پھر اگر
تیری قوم تازہ عہد جاہلیت یا کفر سے ہوتی تو میں خزانہ کعبہ کا راہ خدا میں خرچ کر دیتا اور دروازہ اسکا زمین پر رکھتا
حجر کو اسمیں داخل کر دیتا بخاری میں آیا ہے کہ ابن الزبیر نے اسی حدیث کی بنیاد پر کعبے کے دو دروازے بنائے ایک اندر
جانیکا دوسرا باہر نکلنے کا اس کثیر نے اس حدیث عائشہ کو کئی طریق سے نقل کیا ہے اسکے بعد ذکر بنانے قریش کا
کعبے کو بعد ابراہیم خلیل علیہ السلام کے کیا ہے کہ بعد مدت ہائے دراز کے زمانہ خلیل سے پانچ برس پہلے بعثت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے انھوں نے کعبے کو بنایا اونکی ہمراہ رسول اللہ ابھی بعمر پینتیس سال پتھر ڈہوتے تھے پھر ایک جھگڑا پڑا بیچ حجر اسود کو رکھنے کے
ہر قبیلے نے اوٹھانا چاہا اسکی جگہ پہلے سے پہچانا یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیے دست مبارک سے

اوسکو جلایا ابن اسحاق نے کہا کعبہ عہد نبوی میں اٹھارہ گز تھا اوسکو قباطی پہناتے تھے پھر چادر پہنائی گئی سب سے پہلے دیباج
حجاج بن یوسف نے پہنایا پھر بنا قریش اول عمارت ابن زبیر میں بعد سنہ ساٹھ کے اور آخر ولایت یزید بن معاویہ
میں جسنے ابن زبیر کا محاصرہ کیا تھا جل گئے اُسوقت ابن الزبیر نے زمین تک توڑ کر قواعد ابراہیم علیہ السلام پر بنایا
حجر کو داخل کعبہ کیا دو دروازے شرقی و غربی جانب زمین سے ملے ہوئے رکھے جسطرح اپنی خالہ عائشہ صدیقہ
سے سنا تھا ویسا ہی بنا دیا جب تک وہ زندہ رہے کعبہ بھی اُسی صورت پر رہا جب حجاج نے اونکو قتل کیا تو پھر کعبے
کو بحکم عبد الملک بن مروان اُسی پہلی وضع پر کر دیا اس قصے کو مسلم و نسائی نے ذکر کیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں سنت
یہ تھی کہ جو کام ابن زبیر نے کیا تھا اسکو برقرار رکھتے اس لیے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کو دوست رکھتے تھے
ولکن اس ڈر سے کہ لوگ تازہ اسلام میں کفر سے قریب العہد ہیں کہیں اونکے انکار نہ کریں موقوف رکھا تھا مگر یہ
سنت عبد الملک بھی نہیں آئی تھی جب یہ بات اسکو ثابت ہوگئی کہ عائشہ رض نے یہ حدیث رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے تو یہ کہا وَدِدْتُ اَنِّیْ تَرَکْتُهٗ وَمَا تَحَمَّلَ یعنے اُسی حال پر چھوڑ دیتا اچھا تھا
رَوَاہُ مسلم پھر ابن کثیر نے کہا کہ حدیث مذکور عائشہ سے بطرق صحیحہ متعددہ ثابت ہے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ جو کام
ابن الزبیر نے کیا تھا وہ درست و ٹھیک و اچھا تھا اگر کعبہ اُسی شکل پر چھوڑ دیا جاتا تو بہت بہتر ہوتا لیکن جب صورۃ
حال قائم ہو گئی تو اب نزدیک بعض علماء کے بدلنا اوسکا مکروہ ہے کہتے ہیں مہدی یا ہارون رشید نے امام مالک
سے پوچھا تھا کہ ہم کعبے کو گرا کر مطابق فعل ابن زبیر بناویں مالک نے کہا اے امیر المومنین تم کعبۃ اللہ کو بادشاہوں کا کھیل تماشا
نہ کرو کہ جو کوئی چاہے وسے ڈھا کر بنایا کرے اوسی پر رشید نے اسکا بنانا موقوف رکھا اس حکایت کو عیاض و نووی نے ذکر
کیا ہے سو یہ گھر واللہ اعلم اسیطرح آخر زمان تک رہیگا یہانتک کہ دو سوکھی پنڈلی والا حبشی اُسکو ڈھاویگا جسطرح کہ
صحیحین میں ابوہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے یُخَرِّبُ الْکَعْبَۃَ ذُو السُّوَیْقَتَیْنِ مِنَ الْحَبَشَۃِ اور یہ خرابی بعد خروج یاجوج ماجوج کے
ہوگا اس دلیل سے کہ بخاری میں ابو سعید خدری سے مرفوعاً آیا ہے کہ بعد اونکے خروج کے گھر کا حج و عمرہ ہوگا
انتہی میں کہتا ہوں کہ قسطلانی نے ذکر کیا ہے کہ کعبہ دس بار بنایا گیا ہے ایک بار فرشتوں نے بنایا دوسری بار آدم
نے تیسری بار شیث نے یہ مٹی پتھر کا تھا طوفان میں ڈوب گیا چوتھی بار ابراہیم علیہ السلام پانچویں بار عمالقہ نے چھٹی بار
جرہم نے ان کا امام حارث بن مضاض تھا ساتویں بار قصی نے جو پانچواں دادا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا تھا آٹھویں بار قریش نے نویں بار ابن زبیر نے اوائل سنہ ۶۴ھ میں دسویں بار حجاج نے انتہی سلیمان جمل
کہتا ہے اسکے بعد بعض ملوک نے سنہ ۱۳۹ میں بنایا ہے رازی نے کہا یہ دلیل ہے اس بات پر کہ بنا مسجد قربت ہے

دعا قبول کرنا ہے **ف** یہ دعا کہ ہمکو مسلمان بنا اسکے یہ معنے ہیں کہ [illegible] طلب کا یہ ہے کہ ہمکو ایسا حکم دار کر کہ ہم تیری طاعت و عبادت میں کسی کو شریک کریں کسی نے کہا یعنی ایسا مخلص جیسے کہا مسلمان [illegible] ثابت رہنا مانگا عکرمہ نے کہا اللہ نے اسکو عطا فرمایا جیسے ایسا ہی کیا سدی نے کہا مراد ذریت سے عرب ہیں ابن جریر نے کہا کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ ذریت عام ہے عرب وغیرہ کو اسلیے کہ بنی اسرائیل بھی ذریت ابراہیم علیہ السلام میں ہیں اللہ نے فرمایا ہے وَمِن قَوۡمِ مُوسَىٰٓ أُمَّةٌ يَهۡدُونَ بِٱلۡحَقِّ وَبِهِۦ يَعۡدِلُونَ ابن کثیر نے کہا قول ابن جریر کا کچھ قول سدی کی نفی نہیں کرتا ہے اسلیے کہ تخصیص عرب کی منافی عدم غیر عرب کے نہیں ہے سیاق آیت شریف کا عرب ہی کے حق میں ہے اسی لیے بعد اسکے دعا بعثت رسول کی عرب میں سے کی ہے وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو عرب میں مبعوث ہوئے کما قال تعالے هُوَ ٱلَّذِي بَعَثَ فِي ٱلۡأُمِّيِّـۧنَ رَسُولٗا مِّنۡهُمۡ بعد اسکے کچھ منافی انکی رسالت کے طرف احمر و اسود کے نہیں ہے لقوله تعالے قُلۡ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّي رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيۡكُمۡ جَمِيعًا اسکے سوا اور بہت دلیلیں قاطع موجود ہیں یہ دعا ابراہیم اسمٰعیل علیہما السلام کی ویسی ہے جیسے اللہ نے متقین کے حال سے خبر دی ہے وَٱلَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ أَزۡوَٰجِنَا وَذُرِّيَّٰتِنَا قُرَّةَ أَعۡيُنٖ وَٱجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِينَ إِمَامًا سو یہ قدر دعا شرعاً مرغوب ہے کیونکہ پوری محبت عبادت خدا کی یہی ہے کہ اس بات کو چاہے کہ اسکی نسل سے ایسے آدمی پیدا ہوں جو وحدہ لاشریک کی عبادت خالص و خاص کریں اسی لیے جب اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے یہ کہا تھا کہ میں تمکو سب لوگوں کا پیشوا کرونگا تو انہوں نے کہا میری ذریت میں بھی کر فرمایا کہ عہد ظالموں کو نہیں پہنچیگا وہو قوله وَٱجۡنُبۡنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعۡبُدَ ٱلۡأَصۡنَامَ حدیث ابی ہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے جب آدمی مرتا ہے تو اسکا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین کام ایک صدقہ جاریہ دوسرا علم جس سے نفع ہو تیسرا ولد صالح جو اسکے لیے دعا کرے **ف** مراد حج کے دستور سے یہ ہے کہ جس جس عبادت سے حج کیا جاتا ہے ہمکو سکھا دے یہ قول عطا کا ہے مجاہد نے کہا یعنی ہمکو جگہیں ذبح کی بتا دے یہی قول قتادہ کا بھی ہے ابن عباس کہتے ہیں جب ابراہیم علیہ السلام کو حکم مناسک ہوا مسعی میں شیطان سامنے آیا یہ آپ سبقت لے گئے پھر جبریل علیہ السلام انکو لیکر منیٰ میں آئے کہا یہ جگہ ہے لوگوں کے ذبح کی جب جمرۂ عقبہ کے پاس گئے تو پھر شیطان سامنے آیا اسکو سات کنکریاں ماریں پھر جمرۂ وسطےٰ پر انکو یہاں بھی لے گئے آیا وہی سات کنکریاں ماریں پھر جمرۂ قصویٰ پر آئے یہاں بھی شیطان سامنے آیا سات کنکریاں ماریں تب وہاں سے ہٹا پھر جبریل علیہ السلام انکو لیکر آئے کہا یہ مشعر ہے پھر عرفے میں لائے کہا یہ عرفہ ہے پھر کہا اب تم نے پہچان لیا اسکو ابوداؤد طیالسی نے روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ جو مناسک حج کے ملت اسلام میں آج مقرر ہیں یہ سب سکھائے ہوئے جبریل علیہ السلام کے ہیں جبریل علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کو سکھائے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس امت میں بذریعہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے ولله الحمد والمنة

رَبَّنَا وَٱبۡعَثۡ فِيهِمۡ رَسُولٗا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُواْ عَلَيۡهِمۡ ءَايَٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيهِمۡ

اور [illegible] ہماری راہ [illegible] تو ہی ہے [illegible] اور اٹھا ان میں ایک رسول انہیں میں کا ۱۲ [illegible] ۱۲ [illegible]

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اے رب ہمارے اوٹھا اونمیں ایک رسول اونہیں میں کا پڑھے اونپر تیری آیتیں اور سکھاوے اونکو کتاب اور پکی باتیں اور سنوارے انکو تو ہے اصل زبردست حکمت والا ف اللہ پاک نے اس آیت شریف مین یہی بہی دعا ابراہیم علیہ السلام کی اہل حرم کے لیے ذکر فرمائی وہ دعا یہ تہی کہ میری ذریت سے ایک رسول انمیں بہیجدے یہ دعا اونکی موافق تقدیر ازلی الہی کے پڑگئی وہ تقدیر یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہی واسطے بہیجے کے طرف اُمیوں کے ملک عرب اور ساری انجمن و ساری خلق کے حق اس سے جسطرح کہ حدیث عرباض بن ساریہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین نزدیک اللہ کے خاتم النبیین تہا اور آدم ہنوز مٹی کے پتلے ہی تہے مین تمکو شروع اس کام کا بتاتا ہوں میں دعا ہوں اپنے باپ ابراہیم کی بشارت ہوں عیسی علیہ السلام کی خواب ہوں اپنی ماں کا اسی طرح سے پیغمبروں کی مائیں دیکھا کرتی ہین د١٠٩ ا احمد مراد یہ ہے کہ سب سے پہلے جسنے رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگون میں مشہور کیا اور آپکا ذکر شریف کیا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں یہ دسوم دہام آپکے ذکر شریف کی لوگوں میں لگا تار رہی یہانتک کہ خاتم انبیاء سے ہی آخر نبی عیسی علیہ السلام نے اپنی قوم میں کہڑے ہوکر آپکے نام مبارک کا یہ خطبہ پڑہا اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ اسی لیے حدیث مذکور میں یہ فرمایا ہے دعوت ابراہیم بشارت عیسی ہوں رہی خواب آپکی ماں کی سو اوسکی یہ صورت ہے کہ وہ خواب جو انہوں نے زمانہ حمل میں دیکہی تہی اوسکا ذکر اپنی قوم سے کیا تہا اوس دن سے اوسمین شہرت و اشاعت ہو گئی تہی ایک تمہید آپکی نبوت کی قائم ہوئی تخصیص ملک شام کی اسلیے ہے کہ شام میں آپکی نبوت و دین کا استقرار ہوگا اسی لیے شام آخر زمان میں اسلام و اہل اسلام کی معدن ٹہیرے گا وہین پر عیسی علیہ السلام بہی دمشق میں منارہ سفید شرقی سے نازل ہونگے صحیحین میں مرفوعًا آیا ہے ہمیشہ ایک گروہ اس امت کا غالب رہیگا حق پر جو کوئی اوسکا مددگار ہوگا وہ کچہ نقصان اوسکو نہ پہنچا سکے گا نہ کوئی اور مخالف یہانتک کہ اللہ کا حکم آوے اور وہ گروہ اسی حال پر ہو بخاری نے کہا یہ گروہ شام مین ہوگا اسپر میں کہتا ہوں اسکا مطلب نہین ہے کہ شام میں وہ گروہ ہوا کریگا کسی دوسری جگہہ ہوگا بلکہ شام مظنہ غالب ہے اور اقطار ارض میں بہی ایسے لوگ ہوچکے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں اس حدیث مین ایک اشارت پر بشارت یہ بہی ہے کہ اسلام تا قیام قیامت دنیا میں باقی رہیگا یہ ہوگا کہ کوئی مخالف یا دشمن بدخواہ اوسکو روے زمین سے مٹا دے گو عزت بہی ساتہہ کیوں نہو ہین بلکہ سب جگہہ عزت بہی ہوگی ایک شا ایک گروہ کو کسی جگہہ شام یا کسی اور جگہہ ہمیشہ ایکطرح کا غلبہ تام رہیگا والحمد للہ لفظ گروہ کا اس حدیث مین عام ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ فرقہ جو حق پر ہمیشہ غالب رہیگا یہ شامل ہے اہل علم و اہل ملک دونوں کو

چنانچہ اسی سبب سے جو لوگ عالم کتاب و سنت ہیں وہ ہمیشہ اہل بدعت و رائے و اصحاب قیاس پر غالب رہتے ہیں جو ملوک
رؤسا و پیرزادے ہیں وہ مسائل مجاز شرارت پر غلبہ رکھتے ہیں ابو العالیہ نے کہا جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی کہ رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں تو اس سے کہدیا گیا کہ یہ تمہاری دعا قبول ہوئی رسول مذکور آخر زمانے میں ہوگا یہی قول ہے
سدی و قتادہ کا بھی کتاب سے مراد قرآن ہے حکمت سے مراد سنت یعنی حدیث رسول اللہ ہے یہی قول ہے حسن و قتادہ و
مقاتل بن حیان و ابو مالک وغیرہم کا کسی نے کہا کہ مراد حکمت سے فہم ہے دین کا ابن کثیر نے کہا ان اقوال میں کچھ منافات
نہیں ہے کسی نے کہا مراد حکمت سے فصل ہے درمیان حق و باطل کے ابن قتیبہ نے کہا مراد اس سے علم عمل ہے آدمی
حکیم نہیں ہوتا ہے جب تک کہ دونوں کا جامع ہو ابن درید نے کہا جو بات کہ تجھکو نصیحت کرے کسی مکرمت کی طرف بلائے
کسی قبیح امر سے روکے وہی بات حکمت ہے میں کہتا ہوں یہ سارے امور سنت مطہرہ میں موجود و داخل ہیں جسنے قرآن و حدیث
کو پکڑا وہی بڑا حکیم صاحب فہم و علم و عمل ہوا قرآن پاک میں جہاں کہیں لفظ حکمت کا آیا ہے مراد اس سے یہی سنت ہے
قرآن شریف عمل بالسنہ کی خبر دیتا ہے سنت تمسک قرآن پر آمادہ کرتی ہے دین کے اصول یہی دو چیزیں ہیں ایک کتاب اللہ
دوسرے سنت رسول اللہ اجماع کا ثبوت نہایت ہی مشکل ہے قیاس بے کسی حجت ماثور کے نہ لائق علم ہے نہ قابل
عمل ہے ابن عباس نے کہا مراد پاک کرنے سے یہی اللہ کی طاعت و اخلاص ہے محمد بن اسحق نے کہا آیت کے
یہ معنے ہیں کہ سکھاتا ہے انکو خیر تاکہ وہ کریں اور شر تاکہ اس سے بچیں اور خبر دیتا ہے انکو اس بات کی اللہ انسے
راضی ہوگا اگر وہ اسکی طاعت کریں گے اسکی نافرمانی سے دور رہیں گے عزیز اسکو کہتے ہیں جسکو کوئی چیز
عاجز نہ کرے وہ ہر چیز پر توانا ہو حکیم وہ ہے جسکے قول و فعل ٹھیک ہوں اشیا کو اپنے علم و عدل سے انکی جگہ پر
رکھے کسائی نے کہا عزیز کہتے ہیں غالب کو حکیم کہتے ہیں عالم کو معلوم ہوا کہ حکیم وہ ہے جو عالم سنت مطہرہ و
کتاب عزیز ہے نہ وہ جو دو تمہید میں یونان کی حکمت پڑھے قسم اول کو ملتی ہے پہر صاحب رائے و قیاس کو دیکھ

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ
اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ کون پسند رکھتا ہے دین ابراہیم کا مگر جو بیوقوف ہوا اپنے جی سے ہمنے اسکو
خاص کیا دنیا میں اور وہ آخرت میں نیک ہے جب کہا اسکو اسکے رب نے حکم بردار ہو بولا میں حکم میں آیا جہان کے صاحب
کے یہی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب اے بیٹو اللہ نے چنکر دیا ہے تمکو دین پہر نہ مریو تم مگر مسلمان

ف اسنے کفر و شرک کو رد کیا یہ جو تم نے شرک باللہ نکالا ہے یہ مخالف ہے ملت ابراہیم خلیل کے جو سارے

خنفاء کے امام تھے کیونکہ اونہوں نے اسکی توحید اختیار کی تھی کسی غیر کا لگاؤ لگنے نہیں دیا تھا نہ ایک پلک مارنے برابر کبھی شرک کیا بلکہ ہر معبود سوے اللہ سے بیزار ہوے اپنی ساری قوم سے مخالفت کی یہانتک کہ باپ سے بھی الگ تھلگ ہو گئے کہا یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ وقال تعالی وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ وقال تعالی وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِیَّاهُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ وقال تعالی اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا وَّلَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ شَاکِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ اسی واسطے اس جگہ یہ فرمایا کہ نہیں پھرتا دین ابراہیم سے مگر وہی شخص جو احمق ہے جسنے حق کو اپنی حماقت و سوء تدبیر سے چھوڑ کر گمراہی لیکر ظلم کیا ہے کیونکہ جس شخص کو اللہ نے دنیا میں واسطے ہدایت و رشاد کے کم عمری سے منتخب کر لیا تھا اُسکو اپنا خلیل یعنے جانی دوست ٹھیرایا اور وہ آخرت میں گروہ اہل صلاح و سعادت سے ہے اُسکے طریقہ و مسلک و ملت کو چھوڑ کر گمراہی کے رستے پر چلنا اس سے زیادہ اور کیا ظلم و بیوقوفی ہوگی کما قال تعالی اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ابو العالیہ و قتادہ نے کہا یہ آیت حق میں یہود کے اُتری ہے اونہوں نے ایک ایسا طریقہ نکالا تھا جو اللہ کی طرف سے نہ تھا ملت ابراہیم کو چھوڑ کر احداث ابتداع کیا تھا چنانچہ یہ قول اللہ کا اس بات پر گواہ ہے مَا کَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ابو العالیہ نے کہا یہود و نصاریٰ ملت ابراہیم علیہ السلام سے پھر گئے بدعت یہودیت و نصرانیت نکالی یہ کچھ اللہ کی طرف سے نہ تھی ملت خلیل کو چھوڑ بیٹھے اللہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھیجا قتادہ نے کہا جو کوئی ایمان لانے سے اس رسول پر جو عین دعوت ابراہیم ہے پھر جاتا ہے وہی ملت ابراہیم سے بھی پھرا ہوا ہے معلوم ہوا کہ جو بات منسوخ نہیں ہوئی ہے اوسمیں اتباع ملت ابراہیمی کا لازم ہے

ف جب اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ تم مخلص تابعدار خالص فرمانبردار ہو جاؤ تو اونہوں نے فی الفور شرعًا و قدرًا مان لیا ابو السعود کہتے ہیں کہ جو کچھ رتبہ ابراہیم علیہ السلام کو علاوہ اُس جہان کے ملا کہ بیجبر و حکم کے منقاد امر ہو گئے سچے جی سے مخلص بنگئے ابن عباس نے کہا اللہ نے یہ امر اونکو اوس وقت فرمایا تھا جبکہ وہ تہ خانے سے باہر آئے تھے کوکب سے استدلال کر کے حدوث کوکب کا معلوم کر کے توحید پر ثابت ہوئے تھے سمجھ لیا تھا کہ یہ کوکب کسی محدث مدبر کے محتاج ہیں سو جسکی طرف محتاج ہیں وہی اونکا صانع ہے اُسی کو ماننا اور سب کو چھوڑنا چاہیے ۔ خلیل کعبہ ملک یقین گشت + مقر لا احب الآفلین گشت + پھر ابراہیم نے

ہے ۱۰ صالحون کا اسکو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ پر اور دی دنیا میں بہتری اوسکو خوبی اور وہ آخرت میں اچھے لوگون میں ہے ٥

٦

اسی او [illegible] تو بھی اسی حکم [illegible] اپنی وصیت کی بیٹے ملت اسلام کی [illegible] اس بھی کی کہ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کیونکہ انکو
[illegible] کلمہ [illegible] انکی محاورت [illegible] تے رہے [illegible] سے کہا مراد کلمہ ہے اسلیئے کہ یہی
وصیت ہے جیسے یوں کہتے ہیں [illegible] مسلمان ہوتے لیکن اصح یہ ہے کہ مراد [illegible] ہی ہے اس لیئے کہ مطلوب تحصیلوں سے اتباع ملت
[illegible] متکلم کا پتہ [illegible] اور یہ روایات [illegible] حال ابراہیم علیہ السلام کے [illegible] یوسف کے آٹھ عصر تھے
انمیں کا بیت [illegible] اسلام میں ہیں یہ سب بیٹے تھے [illegible] یہ ہم واللہ اعلم یہ انکے پوتے تھے بعد اسی
اولاد [illegible] وصیت [illegible] اللہ نے فرمایا ہے وَجَعَلَهَا كَلِمَةً [illegible] بعض سلف نے لفظ
یعقوب کو منصوب پڑھا ہے لفظ بنیہ پر معطوف ٹھیرا [illegible] ہے اسکا [illegible] یہ اسلام سے اپنی اولاد
اور اپنے پوتے یعقوب بن اسحق کو یہ وصیت کی تھی وہ اسوقت حاضر تھے مگر یہ کہنا کہ یعقوب بعد ابراہیم کے پیدا
ہوئے ہیں دلیل صحیح کا محتاج ہے اسلیئے کہ ظاہر یہی ہے کہ اسحق کے گھر یعقوب [illegible] حیات خلیل و سارہ علیہما السلام
میں پیدا ہوئے تھے کیونکہ دونو کی بشارت ایک ہی ساتھ دی گئی تھی فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ [illegible] وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ سو اگر
یعقوب اسوقت موجود نہ ہوتے تو سمجھ ذریت اسحق کے ذکر کرنا اسکا کچھ مفید نہ تھا اسکے سوا اللہ پاک نے سورۂ
عنکبوت میں فرمایا ہے وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ دوسری آیت
میں یوں کہا ہے وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً یہ آیتیں مقتضی ہیں اس بات کے کہ یعقوب حیات خلیل علیہ
السلام میں موجود تھے **ف** یہ کہنا کہ مت مرو تم مگر مسلمان اس کا مطلب یہ ہے کہ حالت حیات میں اسکو اچھی طرح [illegible]
پکڑے مسلمان سچے بالغ و جان سے رہو اس بات کو پیدا کرو کہ اللہ تمکو اسی کلمے پر مارے کیونکہ آدمی غالبًا اسی حالت
پر مرتا ہے جسمیں گھسا رہتا ہے پھر اسی حال پر مبعوث بھی ہوگا اللہ کی عادت کریم یوں جاری ہے کہ جو کوئی قصد خیر
کرتا ہے تو اللہ اسکو توفیق خیر کی دیتا ہے خیر کو اوسپر آسان کر دیتا ہے [illegible] نیت کی کسی عمل صالح کی تو وہ اوسپر
ثابت رہیگا رہی یہ بات کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کوئی آدمی اہل جنت کا سا کام کرتا ہے یہانتک کہ درمیان اُس
آدمی کے اور جنت کے ایک باع یا ایک ذراع رہجاتا ہے پس اوسپر کتاب سبقت کر جاتی ہے وہ اہل نار کا سا کام کرنے
لگتا ہے نار میں جاتا ہے کوئی آدمی اہل نار کا سا کام کرتا ہے یہانتک کہ اوسکے اور نار کے درمیان ایک باع
یا ایک ذراع باقی رہجاتا ہے پھر کتاب سابق ہوجاتی ہے وہ اہل جنت کا سا کام کرنے لگتا ہے جنت میں داخل
ہوتا ہے سو یہ حدیث کچھ معارض اس آیت پاک کو نہیں ہے کیونکہ بعض روایات میں اس حدیث کی یوں آیا ہے کہ اہل جنت
کا سا عمل اور اہل نار کا سا عمل بظاہر لوگوں کی نظر میں کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى

[illegible] علم میں آیا [illegible]
[illegible] اور یہی بات [illegible]
[illegible] اپنی اولاد [illegible]
[illegible] اسحق کی [illegible]
اور دیا ہم نے اسکو اسحق اور یعقوب
[illegible] اوسکی اولاد [illegible]

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ابن عباس نے کہا مسلمان ہونے کا مطلب ہے کہ اللہ کے ساتھ گمان نیک رکھو حدیث جابر میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن پہلے مرنے سے یہ فرمایا کہ نہ مرے کوئی تم میں مگر وہ نیک گمان رکھتا ہو ساتھ رب کے رواہ الشیخان

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ کیا تم حاضر تھے جس وقت پہنچی یعقوب کو موت جب کہا اپنے بیٹوں کو تم کیا پوجو گے بعد میرے بولے ہم بندگی کریں گے تیرے اور تیرے باپ دادوں کے رب کو ابراہیم اسمعیل اور اسحق کے ایک رب ہے ہم اسی کے حکم پر ہیں وہ ایک جماعت تھی گذر گئی ان کا ہے جو کما گئے تمہارا ہے جو تم کماؤ تم سے پوچھ نہیں انکے کام کی **ف** اللہ پاک نے اس آیت میں حجت قائم کی ہے عرب پر اولاد اسمعیل ہیں اور کفار بنی اسرائیل پر اس طرح کہ جب یعقوب کو موت آئی تو انہوں نے بیٹوں سے وصیت کی تھی کہ فقط اللہ وحدہ لا شریک لہ کو پوجنا اسی کی عبادت و اطاعت کرنا اسمعیل کو آبا میں شمار کرنا بطور تغلیب کے ہے اس لیے کہ اسمعیل یعقوب کے باپ نہ تھے چچا تھے نحاس نے کہا عرب چچا کو باپ کہتے ہیں خالہ کو ماں کہتے ہیں حدیث میں آیا ہے عم الرجل صنو ابیہ یعنی چچا باپ کے برابر ہوتا ہے والخالۃ بمنزلۃ الام یعنی خالہ بجائے ماں کے ہوتی ہے اسی آیت سے بعض نے دادا کو باپ ٹھہرا کر بھائیوں کو محروم کیا ہے بخاری نے کہا یہی قول ہے صدیق کا عائشہ حسن بصری طاؤس عطا و ابو حنیفہ اور بہت سے اگلے پچھلے اسی طرف گئے ہیں مالک و شافعی و احمد کا قول یہ ہے کہ بھائی بھی دادا کے ساتھ حصہ لیں گے عمر و عثمان و علی و ابن مسعود و زید بن ثابت اور ایک جماعت سلف و خلف و ابو یوسف و محمد کا بھی یہی مذہب ہے **ف** خطاب یہود و نصاریٰ کو ہے جو اپنے کو منسوب طرف ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے کرتے تھے یوں کہتے کہ ان کا دین یہی یہودیت و نصرانیت ہے اللہ نے ان پر رد کیا فرمایا تم مفتری ہو ان کا دین یہی دین اسلام خالص توحید و اخلاص ہے یعقوب و عیص توام پیدا ہوئے تھے ولادت میں پہلے عیص ہوئے پیچھے یعقوب اسی لیے ان کا یہ نام بسبب تعاقب کے رکھا گیا ان کو بارہ بیٹے تھے اسمعیل کا نام اسحق سے اس لیے پہلے لیا کہ یہ چودہ برس ان سے بڑے ہیں ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد اعلیٰ ہیں ایک رب کہہ کر جو یہ کہا کہ ہم اسی کے حکم پر ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم توحید الوہیت کے قائل ہیں اللہ کے لیے مطیع و خاضع ہیں کما قال تعالیٰ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ابن کثیر کہتے ہیں یہ اسلام سارے انبیاء علیہم السلام کی ملت ہے گو شریعتیں ان کی طرح طرح کی ہیں رستے الگ الگ ہیں کما قال تعالیٰ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا

[illegible]

[illegible] رَسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ پس اس میں بہت سی آیتیں ہیں حدیث شریف
میں آیا ہے ہر گروہ اپنا اولاد [illegible] ہمارا دین ایک ہے **ف** پہلی آیت کا یہ مطلب ہوا کہ تمہارے آبا و اسلاف جو
انبیاء صلحاء تھے گزر گئے اور [illegible] طرف منسوب کرتے ہو حالانکہ ان کی طرف کچھ تمہارے کام نہیں آ سکتا حتیٰ کہ
کہ تم خود اچھا کام نہ کرو ان کے اعمال ان کے ساتھ گئے تمہارے اعمال تمہارے لیے ہیں ان کے اعمال کی کچھ باز پرس ہوگی تم سے
تمہارے اعمال پر مواخذہ ہوگا [illegible] آج کل جو عقیدت مسلط ہیں فتح البیان
میں کہا ہے کہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ لوگوں جو اپنے [illegible] پر توکل کر کے بیٹھ رہے باطل ہے ایسا ہی جو تم
کہ لیتے ہیں اسی لیے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کے عمل نے دیر لگائی اس کے نسب نے جلدی نہ کی یعنی ان کے
حسنات تمہارے کام آویں گے نہ ان کے سیئات کا مواخذہ تم سے ہوگا نہیں اسلاف سے اس شخص کے حسنات کا
و معدوم ما اولاد مشرکین کا [illegible] رکھتا ہے ابن عباس نے کہا یہ آیت کہ کسب کا واسطے [illegible] کے
لیے [illegible] کا سبب ہے اسی کسب کے لائق ثواب عقاب کے سمجھا گیا ہو وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا
قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ کہتے ہیں ہو جاؤ یہود یا نصاریٰ تو راہ پر آؤ تو کہہ نہیں بلکہ
پکڑی ہے راہ ابراہیم کی جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا شریک کرنے والوں میں ابن عباس نے کہا عبداللہ بن صوریا اعور
یہودی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا ہدایت نہیں مگر وہی جس پر ہم ہیں سو تم ہماری پیروی کرو ہدایت
پاؤ گے اسی طرح نصاریٰ نے کہا تھا اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ آیت حق میں یہود و نصاریٰ کے
کے اتری ہے جیسے کعب بن اشرف و مالک بن صیف و وہب بن یہودا اور حق میں نصاریٰ نجران کی جیسے سید و عاقب
اور ان کے صحابیوں کے وہ لوگ دین میں مومنوں سے جھگڑتے تھے ہر ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ ہمارا دین حق ہے ہم ہی اللہ
کے دین کے مستحق تر ہیں اسی طرح آج کل مقلدین مذاہب یہ بات کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب حق ہے تم بھی مقلد اسی
مذہب خاص کے ہو جاؤ راہ پر آ جاؤ گے سو ان کا جواب بھی وہی ہے جو اللہ نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو سکھلایا ہے کہ ہم یہودیت و نصرانیت کو جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو نہیں چاہتے بلکہ ہم ملت ابراہیم علیہ السلام کی
پیروی کرتے ہیں جو اپنے دین میں سچے اور مستقیم تھے یہی جواب ہمارا اہل تقلید کو ہے کہ ہم بھی کسی کی طرف آنا کسی امام
کی تقلید کرنا بعد ان کے نہیں چاہتے ہم تو تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جس پر قرآن اترا تھا اس قرآن میں
مذمت تقلید کی آئی ہے تقلید کی طرف بلانا ویسا ہی ہے جیسا کہ طرف یہودیت و نصرانیت کی بلانا تھا اسی لیے
کہ اصل تقلید بھی یہود سے نکلی ہے قرآن پاک میں حکایت تقلید کی انہی دو فرقوں سے فرمائی ہے ایک تو اہل کتاب سے

دوسرے مشرکین سے سوائی حد سے علماء اسلام نے تقلید کو شرک کہا ہے حرام بتایا ہے یہ تقلید اگر اصول ایمان میں ہے تو
شرک باللہ ہے اگر فروع احکام میں ہے تو شرک فی [illegible] طرح کوئی ترک چاہیے اللہ کا قدر شناس مخلص
بندہ [illegible] اس طرح کوئی تقلید [illegible] معصوم [illegible] رسول [illegible] علیہ وآلہ وسلم نہیں ہے متبع کون ہے اللہ تعالیٰ
[illegible] بشارت اختیار کرے یہ
[illegible] قَدِ اهْتَدَىٰ [illegible]
اور سنن صحیح اسکو چھوڑ دیتے ہیں
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ قدر کی کہ ان کے اقوال افعال سے قطع نظر کرکے اقوال و آراء رجال کو سند پکڑا ہے
رسول اللہ سے غلام نے اور امتیوں کے ع سدہ سدگان درگاہ ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قرطبی مجاہد وغیرہ نے
کہا ہے کہ حنیف کہتے ہیں مخلص کو ابن عباس نے کہا حاجی کو ابو العالیہ نے کہا حنیف وہ ہے جو نماز میں قبلہ کی طرف پھرتا ہے
حج کو وہ جانتا ہے ربیع بن انس نے کہا حنیف کہتے ہیں متبع کو ابو قلابہ نے کہا حنیف وہ ہے جو اللہ کے سارے رسولوں پر
ایمان لاتا ہے اگلے ہوں یا پچھلے قتادہ نے کہا حنیفیت یہ ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دے اسمیں تحریم امہات و بنات
خالات و عمات کی داخل ہے جو چیزیں اللہ نے حرام کی ہیں وہ سب شامل ہیں فتح البیان میں کہا ہے کہ حنیف ہے وہ
جو باطل سے طرف دین حق کے مائل ہو ادب مفرد میں بخاری نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کون سا دین اللہ کو زیادہ محبوب ہے فرمایا حنیفیہ سمحہ واخرجه احمد وابن المنذر یعنی
ملت ابراہیم علیہ السلام جس میں کسی طرح کے شرک و بدعت کا لگاؤ ملاؤ نہیں ہے خالص توحید محض اتباع ہے اس ارشاد
میں کہ ابراہیم علیہ السلام مشرکین کے نہ تھے تعریض ہے یہود سے کیونکہ ان کا قول یہ تہا کہ عزیر اللہ کے بیٹے
ہیں اسی طرح نصاریٰ مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں اس لیے اللہ نے فرمایا کہ ابراہیم اس حالت پر نہ تھے جو تمہاری حالت ہے یعنی شرک
باللہ کر

قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ
وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ تم کہو

ہم نے یقین کیا اللہ کو اور جو اترا ہم پر اور جو اترا ابراہیم و اسمعیل و اسحٰق و یعقوب اور انکی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ و عیسیٰ کو اور جو
ملا سب نبیوں کو اپنے رب سے ہم فرق نہیں کرتے ایک میں ان سب سے ہم اسکے حکم پر ہیں **ف** اللہ نے اس آیت
شریفہ میں مومنوں کو یہ ارشاد کیا ہے کہ جو کچھ اترا ہے بواسطہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسپر تم مفصل ایمان
لاؤ اور اگلے انبیاء پر اترا ہے اسپر مجملاً ایمان لاؤ یہ بعض رسل کے نام لیے جو بڑے تھے باقی انبیاء کا ذکر مجمل کیا یہ فرمایا
کہ کسی میں فرق نہ کرو سب پر یکساں یقین لاؤ اور لوگوں کی طرح نہ ہو جنکے حق میں یہ ارشاد کیا ہے

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ابوہریرہ کہتے ہیں اہل کتاب توریت کو عبرانی زبان میں پڑھکر اہل اسلام کے لیے عربی زبان میں تفسیر کرتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا تم انکو نہ سچا کہو نہ جھوٹا یوں کہو اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اللّٰهُ رواہ البخاری ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم اکثر دو رکعت فجر میں پہلی آیت پڑھتے تھے اٰمَنَّا بِاللّٰهِ الآیۃ دوسری رکعت میں یہ آیت اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ رواہ مسلم و ابوداود والنسائی ابوالعالیہ ربیع قتادہ نے کہا اسباط سے مراد یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں یہ آدمی تھے انمیں ہر ایک شخص سے ایک گروہ آدمیوں کا پیدا ہوا وہ اسباط کہلائے خلیل بن احمد نے کہا اسباط بنی اسرائیل میں مثل قبائل کے ہیں بنی اسمٰعیل میں تھے زمخشری کا لفظ یہ ہے کہ اسباط پوتے ہیں یعقوب علیہ السلام کے انکی بارہ بیٹوں کی ذریت اسکو رازی نے مقرر رکھا ہے کوئی معارضہ نہیں کیا بخاری کا لفظ یہ ہے کہ اسباط قبائل بنی اسرائیل ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ مراد اسباط سے یہاں شعوب بنی اسرائیل ہیں جن میں جو انبیا ہوئے انپر اللہ کی وحی اتاری جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے انسے کہا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وقال تعالیٰ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا قرطبی نے کہا اسباط مشتق ہے سبط سے بسکون با بمعنی سطر کہتے ہیں لگاتار کو سو یہ اسباط جماعات تھے یا ماخوذ ہے سبط سے بالتحریک سبط کہتے ہیں درخت کو کثرت میں بمنزلہ درختوں کے تھے ابن عباس نے کہا سارے نبی بنی اسرائیل میں ہوئے مگر دس نوح ہود صالح شعیب لوط ابراہیم اسحٰق یعقوب اسمٰعیل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرطبی نے کہا سبط کہتے ہیں اس جماعت و قبیلے کو جو ایک اصل کی طرف رجوع کریں قتادہ نے کہا اللہ نے حکم کیا سب مومنین اللہ پر ایمان لائیں اسکی سب کتابوں رسولوں کی تصدیق کریں سلیمان بن حبیب نے کہا ہمکو فقط اتنا حکم ہے کہ ہم توریت و انجیل کو مانیں یہ حکم نہیں ہے کہ انپر عمل بھی کریں حدیث معقل بن یسار میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ایمان لاؤ توریت انجیل زبور پر لیکن گنجایش کریگی تمکو قرآن اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے یعنی عمل فقط قرآن ہی پر کرو یہ کسی اور کتاب پر یہی بات سارے اہلسنت اہل حدیث و صحابہ تابعین سے کہتے چلے آئے ہیں کہ تم سب علما اولیا اسلام و ائمہ دین کو مانو لیکن انکو اللہ کا بندہ مخلص و مقبول سمجھو مگر سوائے قرآن و حدیث کے کسی کی بات کو سند نہ پکڑو سند کے لیے یہی دو چیزیں ہیں ایک کتاب عزیز دوسری سنت مطہرہ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ

مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝ پھر اگر وہ بھی یقین لاویں جس طرح پر تم یقین لائے ہو تو راہ پاویں اور اگر پھر جاویں تو وے ہی ہیں ضد پر سو اب کفایت ہے تیری طرف سے انکو اللہ ہی ہے سنتا جانتا ہم نے لیا رنگ اللہ اور کسکا رنگ ہے

اللہ سے بہتر ہم اسکی بندگی میں ہیں نصاریٰ کا دستور تھا کہ جسکو اپنے دین میں ملاتے زرد رنگ سے اسکے کپڑے بھی رنگ کر اُسے
ڈال دیتے اونکے مقابلے میں فرمایا **ف** اس آیت میں یہ کہا ہے کہ اگر اہل کتاب وغیرہ کفار تمہاری طرح کتب و انبیا پر ملا
وہ ایمان لائیں تو سمجھو کہ وہ راہ پر آگئے حق بات کو پا گئے اور جو وہ باوجود دیکھنے کے باطل سے طرف حق کی نہ آویں تو
جان لو کہ ضد پر ہیں اللہ اونکو سمجھ لیگا تمکو بہتر دیگا یہی حال یعنی مقابلہ کا ہے کہ اگر وہ مثل ہمارے کی قرآن پر
کو مان لیں تو سمجھو کہ راہ پر آگئے اگر نہ مانیں تو جان لو کہ ایسی ضد پر جمے ہوئے ہیں جمے رہو۔ بعض کو کفایت کرے
ہے لفظ شقاق شق سے مشتق ہے جسکے معنے جانب کے ہیں یعنی ہر فریق مخاصم ایک جانب میں رہتا خلاف جانب خصم کے ہوتا ہے
یا ماخوذ ہے مشقت سے کیونکہ ہر ایک فریق ایسا کام کرتا ہے جو دوسرے فریق پر شاق و دشوار گذرتا ہے آیت شریف
کا حمل دونوں معنے پر درست ہے ابو العالیہ نے شقاق کے معنی فراق کے کہے ہیں کسی نے خلاف و منازعت کسی نے عداوت
و محاربت کسی نے ضلال بتائے ہیں اس آیت میں معجزہ ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کہ جو خبر بابت کفایت الٰہی
کے طور غیب دیگئی تھی وہ پوری ہوئی اللہ نے اپنا وعدہ وفا کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قریظہ و بنی نضیر و
بنی قینقاع پر فتح و نصرت بخشی یہود و نصاریٰ کو ذلیل و خوار کر دیا و للہ الحمد نافع نے کہا ہے میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ خون
عثمان رضی اللہ عنہ کا وقت قتل کے اسی آیت شریف پر گرا تھا روایت اسکی ابن ابی حاتم ابن عباس نے کہا مراد اللہ کے رنگ سے اللہ
کا دین ہے یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا کسی نے کہا مراد تطہیر ہے کسی نے کہا ایمان کسی نے کہا اللہ کی فطرت
حسن بصری نے کہا ہے نصاریٰ کے گھر جب اولاد پیدا ہوتی تو وہ پانی میں اسکو رنگتے اسی کو معمودیہ کہتے ہیں اسکو تطہیر اولاد
ٹھہرا لیتے تھے جو یہ کام ہو جاتا تو کہتے کہ اب سچا نصرانی ہوا اللہ نے اوسپر رد کیا فرمایا بہتر رنگ اللہ کا رنگ ہے یعنی دین
اسلام جسکو نوح سے عیسیٰ تک سارے پیغمبر لائے ہیں اس رنگ سے بہتر کسی رنگ میں تطہیر و طہارت نہیں ہے یہ رنگ خاص اللہ کا بنایا ہے
ابن عباس کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ کیا پروردگار رنگتا بھی ہے موسیٰ نے کہا اللہ سے ڈرو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو
پکار کر فرمایا تو کہہ دے میں سرخ سیاہ سفید رنگ رنگتا ہوں یہ سارے رنگ میرے ہی رنگ ہیں پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر
آیت اتاری اسکو ابن ابی حاتم نے موقوفاً ابن مردویہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے ابن کثیر نے موقوف کو بشرط صحت اسناد
اشبہ بتایا کسی نے کہا مراد رنگ سے ختنہ ہے اس لیے کہ ختنہ میں خون نکلتا ہے ختنے والا اسمیں رنگ جاتا ہے مگر پہلا قول اولیٰ

ہے قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰہِ وَھُوَ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُخْلِصُوْنَ ۝ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ

اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ کَانُوْا ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰہُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ

مِمَّنْ کَتَمَ شَھَادَۃً عِنْدَہٗ مِنَ اللّٰہِ ؕ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ

مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ کیا اب جھگڑتے ہو ہم سے اللہ میں اور وہی ہے ہمارا اور رب تمہارا اور ہمکو ہے عمل ہمارا اور تمکو ہے عمل تمہارا اور ہم اسی کے ہیں یا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اسمعیل اسحق یعقوب اور اسکی اولاد یہودی ہے یا نصاری کہہ تمکو خبر زیادہ ہے یا اللہ کو اور اس سے ظالم کون جسے چھپائی گواہی جو تھی پاس اسکے اللہ کی اور اللہ بیخبر نہیں تمہارے کام سے وہ ایک جماعت تھی گذر گئی انکا ہے جو کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤگے اور تم سے پوچھ نہیں انکے کام کی **ف** اللہ پاک نے اسجگہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بات سکھائی کہ تم ان مشرکوں کے محاذ کو دور کر کے انسے یہ کہدو کہ کیا تم مجھسے مقدمہ توحید و اخلاص عبادت میں جھگڑا اور کیا جواب کے ساتھ کرلے ہو حالانکہ متصرف ہم میں تم میں وہی ایک ہے جو اخلاص عبادت کا مستحق ہے ہمارے کام ہم کو ہمارے کام تمہارے کما قال تعالی فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ وقال تعالی فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ الآیة وقال تعالی أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ یہ ابراہیم علیہ السلام کے وقت جھگڑتے ایسی قوم سے کہا تھا وقال تعالی أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ الآیة اسی طرح اس آیت میں یہ ارشاد کیا ہے کہ ہم تم سے بری تم ہم سے بری ہم تو اسی ایک کیلیے اللہ کے پوجنے والے ہیں پھر اللہ نے انکو اس دعوے پر کہ ابراہیم وغیرہ انبیاء و اسباط ملت یہودیت یا نصرانیت پر تھے انکا رد فرمایا یہ کہ کیا تمہیں اللہ سے بھی زیادہ خبر ہے جو تم ایسا دعوے کرتے ہو حالانکہ اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ نہ یہودی تھے نہ نصاری کما قال تعالی مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ حسن بصری نے کہا وہ لوگ اس کتاب میں جو انکے پاس آئی تھی پڑھتے تھے کہ بیشک دین یہی اسلام ہے محمد اللہ کے رسول ہیں ابراہیم اسمعیل اسحق یعقوب اسباط یہودیت و نصرانیت سے بری اور بیزار اور الگ تھے سو گویا انہوں نے اس بات کا اقرار کر لیا تھا لیکن حسد کے سبب اس گواہی کو چھپا گئے اسلیے کہا چھپا جاؤ ہم تمہارے کام سے بیخبر نہیں ہیں اسمیں تہدید شدید و وعید سخت ہے یعنی جب اللہ کا علم ہر چیز کا محیط ہے تو وہ تمکو ضرور اسکی سزا تمہارے اس عمل کی دیگا پھر یہ فرمایا کہ انتساب تمہارا طرف اگلوں کی متابعت کی کچھ کام آمد نہیں ہوگا تم بری اس بات پر پھولے رہو کیونکہ ایک نبی کا انکار کیا اوسنے گویا سارے انبیا کا انکار کیا خصوصا سید الانبیا خاتم الرسل رسول رب العالمین کا شکر ہوا اس آیت شریف پر ایک پارہ قرآن مجید کا آج ۲۲ رمضان شریف سنہ ۱۳۰۳ ہجری کو ختم ہوا ولله الحمد

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً

الحزب ثلث

[illegible]

إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ اب کہیں گے بیوقوف لوگ کاہے سے پھر گئے مسلمان اپنے قبلے سے جس پر تھے تو کہہ اللہ کی ہے مشرق و مغرب چلاوے جسکو چاہے سیدھی راہ اسیطرح کیا ہمنے تمکو امت معتدل کہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور رسول ہو تم پر گواہ اور نہیں ٹھیرایا ہمنے قبلہ جس پر تو تھا مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں ہم کون پھر جائیگا اولٹے پاؤں یہ بات بھاری ہوئی مگر اوپر جنکو راہ دی اللہ نے اور ایسا نہیں اللہ کہ ضائع کرے تمہارا ایمان تحقیق اللہ لوگوں پر شفقت کرتا ہے مہرباں **ف** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکے سے ہجرت کر آئے تو سوا برس تک نماز طرف بیت المقدس کے پڑھی پھر حکم آیا کعبے کیطرف پڑھنے کا یہود اور بعضے کچے مسلمان اسکے بہکانے سے لگے شبہ ڈالنے کہ وہ قبلہ تہا سب نبیوں کا اوسکا چھوڑنا نبی کا نشان نہیں ہے اس کیپر لے کہا مراد بیوقوف لوگوں سے اکثر مشرکین عرب ہیں یہ قول ہے زجاج کا یا علمائے یہود یہ قول ہے مجاہد کا یا منافق یہ قول ہے سدی کا مگر آیتاں سب کو شامل ہے بخاری نے براء سے روایت کیا ہے کہ نماز پڑھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طرف بیت المقدس کے سولہ یا سترہ مہینے مگر آپکو یہ خوشی تھی کہ قبلہ طرف کعبے کی ہو جاوے سب سے پہلے جو نماز طرف کعبے کے پڑھی عصر کی نماز تھی آپ کے ہمراہ ایک قوم نے بھی پڑھی اونمیں کا ایک آدمی نکلا مسجد والوں پر گذرا وہ لوگ رکوع میں تھے اوسنے کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میںنے ہمراہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز طرف کعبے کی پڑھی ہے وہ سب لوگ طرف کعبے کے پھر گئے اور جو لوگ پہلے قبلہ کے تحویل کے مر گئے تھے ہم اونکے حق میں کچھ کہہ سکتے ہیں اسپر یہ آیت اتاری کہ اللہ تمہارے ایمان برباد نہ کریگا بخاری اس طریق کے ساتھ منفرد ہیں مسلم نے اسکو اور طرح پر روایت کیا ہے اس مقدمے میں بہت حدیثیں آئی ہیں حاصل یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور تھے کہ صخرہ بیت المقدس کو منہ کریں مکے میں درمیان دو رکنوں کے نماز پڑھتے سامنے کعبہ ہوتا منہ طرف صخرہ کے ہجرت کے بعد مدینے میں آئے یہاں جمع ہونا ان دونو امر کا مشکل ہوا اللہ نے حکم دیا کہ منہ طرف بیت المقدس ہی کے کرو یہ قول ہے ابن عباس و جمہور کا پھر اختلاف ہوا کہ یہ امر قرآن میں آیا اور طرح پر ہے دو قول ہیں قرطبی نے عکرمہ و ابو العالیہ و حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ توجہ طرف بیت المقدس کے اجتہاد سے ہی تھی مطلب کہ کچھ اوپر دس مہینے تک توجہ بعد آنے کے مدینہ میں اس طرف تھی لیکن رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت دعا زاری کرتے تھے اس بات کیلئے کہ توجہ طرف کعبے کے ہو کیونکہ قبلہ ہے ابراہیم علیہ السلام کا اللہ نے اونکی تمنا قبول فرمائی حکم دیا کہ منہ طرف بیت عتیق کے کریں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا لوگوں کو یہ بات معلوم کرائی پہلی نماز جو اسطرح پڑھی عصر کی نماز تھی جسطرح اوپر صحیحین سے گذر چکا نسائی نے ابو سعید بن معلی سے یوں روایت کیا ہے کہ وہ نماز ظہر کی تھی کہا سب سے پہلے میں اور میرے صاحب نے نماز طرف کعبے کے پڑھی

بہت سے مفسرین کا یہی قول ہے کہ جب حکم تحویل قبلہ کا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوترا تو آپ دو رکعت ظہر پڑھ چکے تھے یہ حکم مسجد بنی سلمہ میں آیا اسلیے اسکا نام مسجد القبلتین ہوا حدیث ثویلہ سے مسلم میں آیا ہے کہ جب یہ خبر انکو ملی تو وہ نماز ظہر میں تھے لوگ اوسی وقت پھر گئے مرد عورتوں کی جگہہ عورتیں مردوں کی جگہہ کھڑی ہو گئیں اسکو ابن عمر نے ذکر کیا ہے رہے اہل قبا سو اونکو یہ خبر کل کی نماز صبح تک پہونچی جس طرح صحیحین میں ابن عمر سے آیا ہے کہ لوگ قبا میں نماز صبح پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک آنے والے نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن اوترا ہے انکو حکم استقبال کعبہ کا آیا ہے وہ لوگ رو بکعبہ ہو گئے انکے منہ شام کیطرف تھے گھوم کر قبا کیطرف منہ کر لیا اسمیں دلیل ہے اس بات پر کہ حکم ناسخ کا لازم نہیں آتا ہے مگر بعد علم کے گو نزول و ابلاغ ناسخ کا متقدم ہو کیونکہ کعبے والوں کو یہ حکم نہ ہوا کہ وہ نماز عصر و مغرب و عشا کو پھر اعادہ کریں دوبارہ پڑھیں واللہ اعلم جب قبلہ میں یہ ایر پھیر ہوئی تو بعض لوگوں کو جو اہل نفاق و ریب و کفر تھے ہیں تو شک و شبہ پیدا ہوا خبط و خلط میں پڑ گئے کہنے لگے ان مسلمانوں کو کیا ہوا ہے کہ کبھی ادھر نماز پڑھتے ہیں کبھی اودھر اللہ نے اونکا جواب یہ اوتارا کہ مشرق مغرب سب اسی کی ہیں جیسے اوسی کا امر و حکم و تصرف سب جگہہ چلتا ہے تم جدھر منہ کرو گے اودھر ہی اللہ ہے نیکی کچھ اسی بات پر اٹکی نہیں ہے کہ منہ پورب پچھم کیطرف کرو نیکی تو یہ ہے اللہ پر یقین لاؤ جیسے اوسکا حکم مانو سو جس طرف اللہ نے ہمارا منہ پھیرا ہم اودھر پھر گئے اگر ہر دن میں ہمارا منہ کئی بار کئی طرف پھیرے تو ہم اوسکے بندے خادم غلام ہیں اوسکے تصرف و حکم میں ہیں جدھر وہ کہیگا اسی طرف متوجہ ہونگے اللہ کو اپنے عبد و رسول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی امت پر بڑی عنایت ہے اونکو قبلہ ابراہیم خلیل الرحمن کا بتایا کعبے کی طرف جسکی بنا اللہ وحدہ لا شریک لہ کے نام پاک پر ہوئی تھی اور وہ ساری زمین کے گھروں سے اشرف ہے منہ پھیر دیا یہ وہ گھر ہے جسکو ابراہیم خلیل جلیل نے بنایا ہے اسی لیے اللہ نے یہ فرمایا کہ اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق میں اہل کتاب کے فرمایا ہے وہ کسی چیز پر اوتنا حسد نہیں کرتے جتنا حسد ہم پر یوم جمعہ اور قبلہ اور آمین خلف امام کہنے پر کرتے ہیں اللہ نے ہمکو ان چیزوں کی طرف راہ دکھائی انکو ان باتوں سے گمراہ کر دیا رواہ احمد **ف** اس امت کو جو امت معتدل ٹھیرایا اسکا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے تمکو طرف قبلہ ابراہیم کے پھیر دیا اس قبلے کو تمہارے لیے پسند کیا تاکہ تم بہتر امم ہو دن قیامت کے اور امتوں پر گواہی دو کیونکہ سب تمہاری فضل کے معترف ہیں وسط کی معنے اس جگہہ خیار و اجود کے ہیں محاورے میں یوں کہا جاتا ہے کہ قریش اوسط عرب ہیں نسب • دار میں یعنی قوم و خاندان میں وہ سب سے بہتر و افضل و اشرف و اعلی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قوم میں وسط تھے

یعنی سب میں سے زیادہ تعریف ہے اسی جگہ سے نماز عصر کو صلوۃ وسطی کہتے ہیں کہ وہ افضل صلوات ہے سو حق تعالیٰ
نے اس کو وسط ٹھیرایا تو اسکو خاص بھی کیا ساتھ اکمل شرائع اقوم مناہج اوضح مذاہب کے جس طرح فرمایا ہے هُوَ اجْتَبٰكُمْ
وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا
لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ابو سعید کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے بلائے جاوینگے نوح دن قیامت کو پھر ان سے کہا جاویگا کہ تم نے پہنچا دیا وہ کہیں گے ہاں اونکی قوم بلائی
جاویگی اُس سے کہا جاویگا تمکو نوح نے ہمارا حکم پہنچا دیا وہ لوگ کہیں گے ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا
ایک بھی تو نہ آیا نوح سے کہیں گے کہ تمہارا گواہ کون ہے وہ کہیں گے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی امت ہے فرمایا یہ
مطلب ہے اس آیت کا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا الآیۃ پھر فرمایا کہ وسط کہتے ہیں عدل کو یعنی معتدل کو سو تم بلائے جاؤ گے
نوح کے لیے گواہی بلاغ کی دوگے میں تم پر گواہی دونگا رواہ احمد والبخاری والنسائی وابن ماجۃ دوسرا لفظ ابو سعید کے
کا مرفوعاً یہ ہے آویگا ایک ہی نبی قیامت کو اسکے ساتھ دو آدمی یا زیادہ ہونگے پھر اسکی قوم کو بلا کر کہا جاویگا کہ اسنے تمکو ہمارا حکم
پہنچا دیا وہ کہینگے نہیں اس سے کہینگے کیوں تم نے قوم کو حکم پہنچا دیا کہیں گے ہاں کہینگے بھلا تمہارا کون شخص گواہ
ہے وہ کہیگا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی امت ہیں پھر محمد اور انکی امت بلائی جاویگی ان سے کہینگے کیوں اس نبی نے اپنی
قوم کو ہمارا حکم پہنچا دیا تھا وہ کہیں گے ہاں پہنچا دیا تھا اونسے کہیں گے تم نے کیونکر جانا وہ کہیں گے ہمارے نبی آئے انہوں
نے ہمکو خبر دی کہ رسولوں نے جو حکم تھا وہ پہنچا دیا یہ مطلب ہے اللہ پاک کے اس قول کا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً الآیۃ دو لفظ
احمد جابر بن عبداللہ مرفوعاً کہتے ہیں کہ ہم اور ہماری امت دن قیامت کی ایک ٹیلے کو اوپر سے جھانکتے ہونگے کوئی آدمی ہوگا مگر یہ
چاہیگا کہ وہ ہمارے گروہ میں سے ہوتا کوئی نبی نہ ہوگا جسکو اسکی قوم نے جھٹلایا ہو مگر ہم گواہی دینگے کہ اسنے رسالت
اپنے رب کی پہنچا دی رواہ ابن مردویہ وابن ابی حاتم دوسرا لفظ جابر کا یہ ہے کہ آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایک جنازہ پر بنی سلمہ پر اور میں پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا بعض نے کہا اے رسول خدا یہ کیا اچھا آدمی تھا بڑا پارسا مسلمان
اور بہت خیر کی فرمایا تو ذمہ وار ہے اس بات کا کہا چھپا حال اللہ جانے لیکن جو ہمکو ظاہر ہوا وہ یہی حال تھا فرمایا جنت
واجب ہو گئی پھر ایک دوسرے جنازے پر بنی حارثہ میں آئے وہاں بھی میں آپکے پاس تھا کسی نے کہا اے رسول خدا یہ
کیا برا آدمی تھا بدمزاج سخت طبع اور بہت برا تھا اسکی فرمایا تو ذمہ وار ہے اس بات کا اس نے کہا چھپا حال اللہ
جانے جو ہمکو ظاہر ہوا وہ یہی حال تھا فرمایا دوزخ واجب ہو گئی مصعب کہتے ہیں محمد قرظی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے سچ فرمایا پھر یہ آیت پڑھی وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ الآیۃ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے شیخین نے

اسکو روایت نہیں کیا ابو الاسود کہتے ہیں میں مدینے کو آیا وہاں بیماری تھی لوگ لگاتار مرتے تھے تو میں پاس عمر بن خطاب کے بیٹھا ایک جنازہ گذرا اوسکو لوگوں نے اچھا کہا اونہوں نے فرمایا واجب ہوگئی پھر دوسرا جنازہ نکلا اوسکو برا کہا عمرؓ نے فرمایا واجب ہوگئی میں نے کہا اے امیر المؤمنین کیا چیز واجب ہوگئی کہا جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا ویسی بات میں نے کہی جس مسلمان کے لیے چار شخص گواہی بھلائی کی دیتے ہیں اللہ اسکو جنت میں داخل کرتا ہمنے کہا اور تین کہا تین بھی ہمنے کہا دو کہا دو بھی پھر ہمنے ایک کی گواہی کا حال نہیں پوچھا یہ روایت کیا اسکو احمد اور البخاری والترمذی والنسائی ابو زہیر ثقفی نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا وہ فرماتے تھے قریب ہے کہ جان لوگے تم اپنے نیکوں کو بدوں سے کہا کیونکر فرمایا ثنا نیک اور ثنا بری سے تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں رواہ ابن مردویہ وابو حاتم اور صلہ شہادت امم یعنی علی کو اس میں مؤخر کیا شہادت رسول میں مقدم فرمایا اسلیے کہ اول میں غرض اثبات شہادت اسلام ہے اور اخیر اور ثانی میں اختصاص ہے امت اسلام کا ساتھ گواہ ہونے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر انکی کے مثل یہ آیت ہے فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا **ف** موضح قرآن میں بیچ امت وسط و ذکر شہادت کے یہ فائدہ لکھا ہے کہ جس طرح ان دونوں باتوں میں دیکھا کہ تمہارے پاس پوری بات ہے اور مخالفوں کے پاس ناقص ایک یہ کہ تم سب نبیوں کو مانتے ہو یہود بعضے کسیکو مانتے ہیں کسیکو نہیں دوسرے یہ کہ تمہارا قبلہ کعبہ ہے جو ابراہیم کے وقت سے مقرر ہوا ہے ابراہیم پیچھا ہے سدا کا یہود و نصاریٰ کا قبلہ پیچھے ثابت ہوا اسی طرح ہر بات میں تم پورے ہو اور وہ ناقص ہیں انکو چاہیے کہ تم سا تمکو چاہیے نہیں کہ انکی کوئی بات مانو مگر تمہارا بھی امتحان تھا اسکے بعد اللہ نے مصلحت تبدیل قبلہ کی بیان فرمائی کہ ہمنے جو پہلے سمت کعبہ کی طرف سے بیت المقدس کیطرف قبلہ کو شروع کیا تھا پھر اوسکو طرف کعبے کے پھیر دیا اسلیے کیا کہ حال تابع و مطیع کا معلوم ہو تمیز تابع ہو جاوے کہ کون تمہاری پیروی کرتا ہے کون اُلٹے پاؤں پھر کر دین سے برگشتہ ہوتا ہے یہ لوٹ پھیر قبلے کی اگرچہ بھاری بات نظر آتی ہے لیکن جنکے دلکو اللہ نے ہدایت کی ہے اور وہ تصدیق رسول کا یقین رکھتے ہیں جو کچھ رسول لایا ہے اسکو حق جانتے ہیں اونپر کچھ بھاری نہیں ہے کیونکہ یہ بات مان چکے ہیں کہ اللہ جو چاہے سو کرے انکو تکلیف دینے سمجھ کرنے کا اختیار ہے اُسکی حکمت تمام اُسکی حجت بالغ ہے جنکے دل میں بیماری ہے اونکا حال دوسرا ہے جبکے کوئی نیا حکم آتا ہے تو انکے دل میں بھی نیا شک پیدا ہوتا ہے کما قال تعالیٰ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وقال تعالیٰ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ

ف ایک حال ہوگا [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى وَقَالَ تَعَالَى وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا

اسی لیے تم لوگ تصدیق واتباع رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس مقدمے میں ثابت رہے اور جدھر اللہ نے حکم دیا تھا بلاشک وشبہ کے اس طرف منہ کیا وہ سادات صحابہ تھے بعض علماء نے کہا ہے کہ سابقین اولین سے مراد مہاجرین وانصار کے دونوں قبلے کی طرف نماز پڑھی ہے بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ ایک قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی میں ایک آدمی نے آکر یہ کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن اترا ہے یہ حکم ہوا ہے کہ منہ طرف کعبے کی کرو وہ اسی وقت متوجہ طرف کعبے کے ہو گئے اسکو مسلم نے بھی روایت کیا ہے مگر اور طرح ترمذی کا لفظ یہ ہے کہ وہ رکوع میں تھے اسی حالت میں طرف کعبے کے مڑ گئے اسی کے مثل مسلم نے انس سے روایت کیا ہے ایمان سے مراد اس جگہ نماز ہے طرف بیت المقدس کے جو پہلے قبلے کے دنوں سے پڑھی تھی اللہ نے کہا اس نماز کا ثواب ضائع نہ ہوگا صحیح میں براء سے آیا ہے کہ ایک قوم جو طرف بیت المقدس کے نماز پڑھتی تھی مر گئی لوگوں نے کہا انکا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت اتری وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ رواه الترمذي عن ابن عباس وصححه موضح قرآن میں لکھا ہے یعنی تمہارا قبلہ ابراہیم کے وقت سے کعبہ مقرر ہے چند روز بیت المقدس ٹھیرایا تھا ایمان آزمانے کو اس میں جو لوگ ایمان پر قائم رہے انکو بڑا درجہ ہے اسی لیے اللہ نے اس آیت میں نماز کا نام ایمان رکھا معلوم ہوا کہ جو مسلمان نمازی ہوتا ہے وہی مومن ہے جو مسلمان کہلا کر نماز نہیں پڑھتا یا بے قاعدہ پڑھتا ہے یا کبھی پڑھتا کبھی نہیں پڑھتا وہ مومن نہیں ہے اسی لیے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جس نے عمداً نماز ترک کی وہ کافر ہوا یہی قول نزدیک اہل حدیث کے قوی و اصح ہے نماز کو ایمان اسلیے کہتے ہیں کہ اسمیں نیت وقول وعمل سب کچھ جمع ہیں یہی صفت ہے ایمان کی واللہ اعلم اس آیت میں جو ہے نسخ سنت پر دلالت ہے جواز نسخ سنت بقرآن پاک سے اسلیے کہ استقبال بیت المقدس کا سنت فعلیہ سے ثابت ہوا تھا قرآن کریم سے امت وسط ہونے سے یہ بھی نکلا کہ اجماع امت حجت ہے اسلیے کہ جب ساری امت اتفاق کرے اگر وہ امر باطل ہو تو عدالت امت میں بٹا لگ جاویگا یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ امت ساری امتوں کی فضیلت رکھتی ہے

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ○

ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرے منہ کا آسمان میں سو البتہ پھیرینگے ہم تجھکو جس قبلے کی طرف تو راضی ہے اب پھیر منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہ اسی کی طرف اور جنکو ملی ہے کتاب البتہ جانتے ہیں کہ یہی بات ٹھیک ہے طرف سے انکے رب کے اور اللہ بے خبر نہیں اس کام سے جو وہ کرتے ہیں جب تک بیت المقدس کی طرف نماز رہی تو حضرت کا دل کعبے

کو چاہتا تھا نماز میں آسمان کی طرف نگاہ کرتے تھے شاید وحی حکم لاتا ہو کعبے کی طرف کا پھر یہ آیت اتری ہے سے کعبہ مقرر ہوا
اس آیت سے ثابت ہے علو و استواء اللہ کا آسمانوں پر یعنی عرش پر ثابت ہوتا ہے ابن عباس نے کہا اول جو قرآن میں منسوخ
ہوئی یہی قبلہ ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینے میں آئے یہاں کے باشندے اکثر
یہود تھے اللہ نے کہا تم منہ طرف بیت المقدس کے کرو یہود خوش ہوئے چند ماہ تک یہی حال تھا حضرت قبلہ ابراہیم علیہ السلام
کو دوست رکھتے تھے اللہ سے دعا مانگتے آسمان کی طرف دیکھا کرتے تو یہ آیت اتری یہود شک کرنے لگے کہ یہ کیوں
ہوا اللہ نے کہا مشرق و مغرب خدا کی ہے یعنی اس میں انکار کیا چارہ ہے جدھر چاہا حکم دیا ابن عباس نے کہا مراد منہ
پھیرنے سے طرف مسجد الحرام کے منہ پھیرنا طرف کعبے کے ہے ابن عمر نے کہا طرف میزاب الکعبہ کے ہے یہی بات اور رب نے بھی
کہی ہے ایک قول شافعی کا بھی اسی کے موافق ہے یعنی غرض یہ ہے کہ سکے عین توجہ طرف عین کعبے کی ہو دوسرا قول یہ ہے کہ
مراد سوجہہ ہے اکثر لوگ اسی طرف گئے ہیں علی رضے والو العالیہ و مجاہد و عکرمہ و قتادہ و ربیع وغیرہم نے کہا مراد طرف سے
سامنا ہے کعبے کا حدیث میں آیا ہے کہ مابین مشرق و مغرب کے قبلہ ہے یعنی واسطے اہل مدینہ کے حاکم ابن عباس سے مرفوعاً
آیا ہے کہ بیت قبلہ ہے اہل مسجد کا مسجد قبلہ ہے اہل حرم کا حرم قبلہ ہے سارے اہل زمین کا کیا مشرق کیا مغرب میری امت سے
روایت کی ابن جریر نے ابو سعید بن معلی نے کہا ہم مسجد کو سویرے سے جاتے تھے زمانہ رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ سلم میں ہاں نماز پڑھتے
ایک دن جو وہاں گذر ہوا دیکھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر بیٹھے ہیں ہمنے کہا کوئی نیا حکم آیا ہم بیٹھ گئے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ الآیہ جب ختم کیے میں اپنے رفیق سے کہا آؤ
دو رکعتیں پڑھ لیں پہلے اس سے کہ رسول خدا صلے علیہ وسلم منبر سے اتریں تا کہ ہم اول مصلی ہوں پھر ہم نے چھپ کر نماز پڑھی
بعدہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر سے اتر کر لوگوں کو نماز ظہر پڑھائی ابن عمر بھی اس نماز کو ظہر بتلاتے ہیں صلوٰۃ
وسطے کہتے ہیں مگر مشہور یہ ہے کہ وہ نماز عصر کی تھی اسی نماز کا نام صحیحین میں وسطے آیا ہے یہی سبب تھا کہ اہل قبا کو خبر [illegible]
وقت نماز صبح کے پہنچی بروایت مسلم کی حدیث میں یوں آیا ہے کہ نماز ظہر کی یا عصر کی تھی جب اہل مسجد بنی حارثہ نے منہ طرف
کعبے کے کر لیا اور یہ خبر حضرت کو پہنچی فرمایا اُولٰٓئِكَ رِجَالٌ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ روایت کی ابن مردویہ نے یعنی یہ لوگ ہیں جو
بن دیکھی چیز پر ایمان لاتے یقین کرتے ہیں ف اللہ نے اس آیت میں استقبال کعبے کا حکم عام دیا ہے کہ ساری زمین کیا پورب
پچھم کیا اوتر دکھن کہیں ہو سو منہ کعبے ہی کی طرف کرو سوا نماز نفل کے حالت سفر میں کہ اوسکو اسی طرف پورا اگر
عدو کا خوف ہو مگر قبلے کعبے ہی کی جانب متوجہ ہو اسی طرح حالت قتال لیکن ہر حال میں پڑھ سکتا ہے اسی طرح جسے کوشش کر کے
نماز پڑھی مگر قبلے کی سمت میں چوک گیا تو اس کی نماز ہو گئی اللہ کسی جی کو وسعت سے زیادہ تکلیف

ف ۲ ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرے منہ کا آسمان میں سو البتہ پھیریں گے ہم تجھ کو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے اب پھیر منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے اور جس جگہ تم

ہوا کرو پھیرو منہ اسی کی طرف اور جن کو ملی ہے کتاب البتہ جانتے ہیں کہ یہی ٹھیک ہے ان کے رب کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو کرتے ہیں

ہیں و تا مالکیہ نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ نمازی نماز میں طرف امام کے دیکھے سجدہ کی جگہ نہ دیکھے یہی مذہب ہے شافعی و احمد و ابو حنیفہ کا مالکیہ کہتے ہیں اگر جائے سجدہ کو دیکھے گا تو ایک طرح کا جھکا کرنا پڑیگا یہ منافی ہے کمال قیام کو بعض اہل علم نے یوں کہا ہے کہ حالت قیام میں طرف سینہ کے دیکھے قاضی شریک نے کہا ہے بلکہ موضع سجود پر نظر رکھے یہی قول ہے جمہور جماعت کا اسلیے کہ اسمیں خضوع خشوع اچھی طرح ہوتا ہے اس مقدمہ میں ایک حدیث بھی آئی ہے جب قیام کرے تو موضع قدمین کو دیکھے جب سجدہ کرے تو موضع بینی کو دیکھے جب قعود کرے تو جائے کنار پر نظر رکھے پھر اللہ نے فرمایا یہ یہود جو ہمارے سوے کعبہ ہونیکا انکار کرتے ہیں بیت المقدس سے پھر جانے پر سب باتیں لاتے ہیں انکو یہ خوب معلوم ہے کہ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کعبے ہی کیطرف منہ کرنیکا حکم دیگا اسلیے کہ انہوں نے اپنے انبیا کی کتابوں میں ساری نعت و صفت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کی اور خصائص اس امت مرحومہ کے اور حالات ایسے شریف شریعت کاملہ عظیمہ کا اور ہونے نسخ کا اس دین میں پالیا ہے لیکن حسد و کفر و عناد سے چھپاتے ہیں اسواسطے اللہ نے انکو دھمکی دی کہ اللہ تمہارے عمل سے غافل نہیں ہے تمکو سزا اس تمہاری حسد و کفر و عناد کی ضرور ہی دیگا و

لَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ اگر تو لاوے کتاب والوں پاس ساری نشانیاں چلیں گے تیرے قبلے پر اور نہ تو مانے انکا قبلہ اور نہ ان میں ایک مانتا ہے دوسرے کا قبلہ کبھی تو چلا انکی پسند پر بعد اس علم کے جو تجھکو پہنچا تو بیشک تو بھی ہے بے انصافوں میں۔ اس آیت میں اس بات کی خبر دی ہے کہ یہ یہود کافر معاند و مخالف دین رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان کر انکار کرتے ہیں انکے پاس اگر ہزار دلیلیں صحت و حقیت دین اسلام کی لاؤ تو بھی یہ انکو مانیں نہ اپنے خواہش نفس پر چلنے کو چھوڑیں کما قال تعالی اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ اسی لیے اسجگہہ یوں فرمایا ہے کہ اگر تو لاوے انکے پاس ساری نشانیاں تو بھی یہ تیرے قبلے پر چلیں گے نہ تو انکے قبلے پر چلیگا اسمیں یہ خبر دی ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت درجہ تابع حکم خدا کے ہیں جسطرح اہل کتاب اپنے آراء و اہوا کو پکڑے ہوئے ہیں اسی طرح رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امر و طاعت و اتباع مرضیات الٰہی پر جمے ہوئے ہیں رسول سے کسی حال میں بھی قبلہ ہو یا اور کچھ پیروی انکی ہوئی کی نہوگی اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل کتاب آپس میں بھی متفق و موافق یکدیگر نہیں ہیں اگرچہ مخالفت رسول پر حرص ظاہر کرتے ہیں دیکھو یہی انکے قبلے کا مسئلہ ہے کہ یہود تو بیت المقدس کی طرف منہ کرتے ہیں نصاریٰ طرف مطلع شمس کے ابن القیم نے بدائع الفوائد میں لکھا ہے کہ قبلہ اہل کتاب کا کسی وحی اور توقیف الٰہی سے نہیں ہے بلکہ انکے مشورہ و اجتہاد سے مقرر ہوا تھا نصاریٰ کو تو یقینًا

اللہ نے انجیل مین کوئی حکم مشرق کے قبلہ مقرر کرنے کا نہین دیا ہے وہ خود اس بات کے مقر ہین کہ قبلہ مسیح کا وہی
قبلہ بنی اسرائیل کا تہا یعنے صخرہ بیت المقدس انکے بڑے بوڑہون نے یہ قبلہ تجویز کیا تہا سو نصاریٰ یہود کے ساتہ
اس بات پر متفق ہین کہ اللہ نے کبہی اپنے رسول کو حکم استقبال بیت المقدس کا نہین دیا نہ قبلہ ادنکے لیے مشروع کیا تہا اسبات
کے اوپر مسلمان بہی گواہ ہین توریت مین کسی جگہہ حکم استقبال صخرے کا نہین ہے تابوت کو رکہکر نماز پڑہتے تہے
جب سے اسے صخرہ پر رکہدیتے بعد رفع تابوت کے صخرے کو قبلہ ٹہیرالیا تہا انتہی پہر اللہ نے عالم کو جسپر حجت زیادہ تر قائم
ہوتی ہے بہ نسبت غیر عالم کے اس بات سے ڈرایا ہے کہ جس حق کو وہ جان چکا ہے اوسکی مخالفت نہ کرے اسی لیے خطاب
رسول و امت مین یہ کہا کہ اگر ایسا کروگے تو تم ظالم ٹہیروگے فتح البیان اسجگہہ بہت اچہی تقریر رد اہل بدعت و ہوے پر کی
ہے حدیث مین آیا ہے کہ علم تین چیزین ہین ایک آیت محکمہ یعنے قرآن دوسری سنت قائمہ یعنے حدیث تیسری فریضہ
عادلہ یعنے احکام میراث پہر فرمایا کہ جو کچہہ ونکے سوا ہے وہ فضول ہے یعنے زائد معلوم ہوا کہ تقلید مذاہب دائرہ علم سے باہر ہے
جو شخص قائل و فاعل تقلید ہے وہ متبع ہوائے رجال ہے سو یہ تقلید جب بعد علم کے ہوگی تو مقلد منجملہ ظالمین کے ہوجاویگا اَلَّذِیْنَ

اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ

ع ۱۷ ۱ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝ جنکو دی ہمنے کتاب وہ پہچانتے ہین یہ بات جیسے پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو ایک فرقہ
اونمین کا چہپاتا ہے حق کو جانکر حق وہ ہے جو تیرا رب کہے سو نہ ہو تو شک لانے والون مین سے ف عرب واسطے صحت کسی شے کی
کے یہ مثل بولتے تہے جسطرح حدیث مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک شخص سے جسکے ساتہ ایک بچا چہوٹا تہا
فرمایا کیا یہ تیرا بیٹا ہے اوسنے کہا ہان آپ گواہ ہین فرمایا یہ تجہپر یا تو اسپر مخفی نہین ہے قرطبی نے عمر رض سے نقل کیا ہے کہ انہون
نے عبد اللہ بن سلام سے کہا تم محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ویسا ہی پہچانتے ہو جیسے اپنے بیٹے کو کہا ہان بلکہ اس سے بہی زیادہ آسمان
کا امین زمین کے امین پر انکی نعت لیکر اترا مینے اونکو پہچان لیا مین نہین جانتا کہ انکی ماں کون ہے یا یہ مراد ہے کہ جسطرح آدمی اپنے
بیٹے کو اورون کے بیٹون سے پہچان لیتا ہے کسیطرح کا شک نہین کرتا اسیطرح اہل کتاب نعت وصفت نبوی کو بلا شک و شبہ بخوبی
پہچانتے ہین مگر باوجود اس تحقیق و اتقان علمی کے اپنی ہٹ دہرمی سے حق کو جو انکی کتابون مین ہے لوگون سے چہپاتے ہین اسپر اللہ نے
اپنے رسول کو تسلی دی کہ یہ لوگ جان پہچانکر کتمان حق کرتے ہین تعجب پڑے کیا کرین تم کسیطرح کا شک نہ کرو حق یہی ہے جو طرف

تمہارے رب کے آیا ہے تمکو سکہایا بتایا ہے وَلِکُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ہر کسیکو ایک طرف ہے جدہر وہ مونہہ کرتا ہے سو تم سبقت چاہو نیکیون مین جسجگہہ تم ہوگے اللہ تمکو اکٹہا
کرلاویگا بیشک اللہ ہر چیز کرسکتا ہے یعنے یہ ضد کہ ہمارا قبلہ بہتر یا تمہارا عبث ہے بہتری اسی کو ہے جو نیکیون مین زیادہ ہو ہمارا سبقت

کو ایک ایک قبلے کا حکم ہوا تہا آخر سب کو ایک جگہہ جمع ہونا ہے انتہی ابن عباس کا لفظ ہے مراد اہل ادیان ہین ہر قبیلے نے ایک قبلہ پسند کرلیا تہا اللہ کا موہنہ اسی طرف ہی جدہر مومنون کا موہنہ ہے ابو العالیہ نے کہا یہود کی ایک جانب موہنہ کرتے ہین نصرانی ایک جانب تمکو اللہ نے قبلہ بتادیا کہ تم ادہر موہنہ کیا کرو یہی بات مجاہد عطا ضحاک ربیع سدی نے بہی کہی ہے حسن نے کہا ہر قوم کو یہی حکم تہا کہ وہ کعبے کی طرف نماز پڑہا کرین یہ آیت مشابہ اس آیت کے ہے لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْمَآ اٰتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا مطلب یہ کہ اللہ سب کے جمع کرنے پر زمین سی قادر ہی گو بدن جلا ہون مرد خاک ہوگئے ہون فتح البیان مین لکہا ہی آیت باب کا یہ مطلب ہے کہ ہر صاحب ملت کا ایک قبلہ ہی وہ اسطرف موہنہ کرتا ہے مسلمانون کا قبلہ کعبہ ہے یہود کا بیت المقدس نصاری کا مطلع شمس ہے امت محمدیہ مین ہر ایک کے لیے ایک قبلہ ہی جدہر وہ نماز پڑہتا ہے شرق یا مغرب جنوب یا شمال یہ معنے اس بنا پر ہین کہ خطاب اہل اسلام کو ہو سو تم اے مسلمانون جلدی کرو طرف استقبال بیت الحرام کے یعنی نماز کو اول وقت پڑہا کرو کہ یہ افضل ہے کیونکہ ظاہر صیغۂ امر وجوب ہتا ہے جب وجوب ثابت نہو گا ادنی درجہ استحباب کا ہی آیت دلیل ہے مذہب شافعی پر کیونکہ وہ قائل ہین افضلیت نماز کے اول وقت مین سبق یعنی آگے بڑہنا یہ ہی کہ پاس کسی شے کے اول اول پہنچ جاو کام مین جلدی کرو تاخیر نہو دی تم کسی جہت مین جہات مختلفہ سے کیون نہو اللہ تعالے تمکو دن قیامت کے واسطے جزا کے یکجا فراہم کریگا اسمین وعدہ ہی واسطے اہل طاعت کی ثواب کا وعید ہی اہل معصیت کو عقاب کی یا تمہاری نماز کو جہات مختلفہ مین مثل ایک جہت کے ٹہیرا دیگا اللہ تعالے جب ہر چیز پر قادر ہوا تو اسپر بہی قادر ہی کہ اعادہ تمہارا بعد موت کے کرے

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

جسجگہ سے تو نکلے موہنہ کر طرف مسجد الحرام کے یہی تحقیق ہے طرف سے تیری رب کے بیخبر نہین تمہارے کام سی جہانسے تو نکلے موہنہ کر طرف مسجد الحرام کے اور جس جگہہ تم ہوا کرو موہنہ کرو اسی کی طرف تاکہ نہو لوگون کو تمسے جہگڑنے کی جگہہ مگر جو انمین بے انصاف ہین سو انسے مت ڈرو مجہسے ڈرو اور اسواسطے کہ پورا کرون مین تمپر فضل اپنا شاید تم راہ پاو **ف** مسجد الحرام کہتے ہین مکہ کی مسجد کو حرام کے معنی جسجگہہ بیدر رہنا چاہیے اسجگہہ کئی باتین منع ہین آدمی کو مارنا جانور کو ستانا درخت کا کاٹنا گہاس کا اوکہاڑنا پڑا مال اٹہانا ابن کثیر کہتے ہین اس آیت مین تیسرا حکم ہی استقبال مسجد حرام کا سارے اقطار زمین سے اس تکرار کی حکمت مین اختلاف ہے کسی نے کہا واسطے تاکید کے ہے اسلیئے کہ اول ناسخ قرآن مین یہی مسئلہ قبلہ کا ہی جو اسلام مین واقع ہوا کسی نے کہا پہلا حکم اسکے لیے ہی جو کعبے کو دیکہتا ہو دوسرا حکم انکو ہی جو مکے مین موجود ہی مگر کعبے سے غائب ہے تیسرا حکم انکو ہی جو باقی شہرون مین رہتا ہی رازی نے اسی کو موجہ کہا ہے قرطبی نے لکہا

ع

ہر ایک کو [illegible]

راجح یہ ہے کہ امر اول اوسکے لیے ہے جو مکہ میں ہوا امر ثانی اوسکو ہے جو بقیہ امصار میں ہوا امر ثالث اوسکو ہے جو سفر میں ہو اسکی سوا اور بھی حکمتیں رازی وغیرہ نے ذکر کی ہیں **ف** مراد اس ارشاد سے کہ لوگوں کو تم سے حجت جھگڑے کی نہ رہے اہل کتاب ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ منجملہ صفات اس امت کے ایک صفت یہی ہے کہ انکا قبلہ کعبہ ہوگا سو جب تم اس طرف توجہ نہ کریں گے تو انکو مسلمانوں پر ایک موقع حجت کرنیکا ملیگا یا وہ یہ حجت لاوینگے کہ مسلمان ہمارے موافق ہیں لیکن یہ وجہ ہیں طرف بیت المقدس کے اسکو ابن کثیر نے ظاہر تر کہا ہے ابو العالیہ کہتے ہیں جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبے کے سو منہ موڑا تو اہل کتاب نے کہا اس شخص کو شوق اپنے باپ کے گھر کا اپنی قوم کے دین کا ہوا پہلے ہماری طرف بیت المقدس کے پڑھتے تھے تو یوں کہتے ہیں کہ عنقریب یہ شخص ہمارے دین میں آ جاویگا جسطرح ہمارے قبلے کو مانا تھا یہی قول ہے مجاہد عطا ضحاک ربیع قتادہ سدی کا انہوں نے کہا مراد ظالموں سے اسجگہ مشرکین قریش ہیں جنہوں نے یہ بات کہی تھی کہ آخر یہ پھر ہمارے قبلے کیطرف رجوع کیا اتمام نعمت کا یہ مطلب ہے کہ ہمنے تمکو قبلہ ابراہیم علیہ السلام کا بتا دیا ملت حنیفیہ کو تمہارے لیے تمام کر دیا یا مراد مرنا ہے دین اسلام پر داخل ہونا جنت میں یا دیکھنا اللہ تعالے کا جنت میں كَمَآ أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝ جیسا بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا پڑھتا ہے تمہارے پاس آیتیں ہماری اور تمکو سنوارتا اور سکھاتا ہے کتاب اور حکمت اور سکھاتا ہے تمکو جو تم نہ جانتے تھے سو تم یاد رکھو مجھکو میں یاد رکھوں تمکو احسان مانو میرا اور ناشکری نہ کرو **ف** اللہ پاک نے اس آیت میں اپنی نعمت مومنین پر یاد دلائی کہ دیکھو ہمنے رسول کو بھیجا جو اللہ کی آیات بینات تمکو سناتا ہے اخلاق رذیلہ چرک نفوس اعمال جاہلیت سے تمکو پاک کرتا ہے اندھیرے سے نکالکر اجالے میں لاتا ہے ابن کثیر نے کہا مراد کتاب سے قرآن ہے حکمت سے سنت یعنی حدیث ہے جو بات تم جاہلیت میں جانتے تھے جو بیہودہ قولی کی بات کیا کرتے تھے اب برکت رسالت سے یہ ہوا کہ احوال اولیا خصال علما کو پہونچ گئے جاہل سے عالم احمق سے عقلمند ظالم سے عادل فاسق سے صالح بن گئے سب لوگوں سے علم میں گہرے دل میں بڑے نیک پاک تکلف میں سب سے کم لہجے میں سب سے زیادہ سچے ہو گئے قال تعالیٰ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ الآیہ اور سنت میں کہا ہے ۔ گر نہوتی ذات پاک انبیا حق سے ناحل کسطرح ہوتا خدا + مراد لوگوں کی دست ربائی جو قدر اس نعمت کا نہیں پہچانتے ہیں قال تعالے أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ابن عباس نے کہا مراد نعمت اللہ سے اسجگہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اسی لیے اللہ نے مومنین سے یہ کہا کہ تم اس نعمت کا اقرار کرو مقابلے

ف جیسے احسان کیا تھا اوپر جو بھیجا ہمنے رسول تم میں کا پڑھتا ہے آیتیں ہماری اور سنوارتا ہے اونکو اور سکھاتا ہے اونکو کتاب اور کام کی بات اور وہ بتاتا ہے

ع ۱۸

[illegible]

میں اس نعمت کے ذکر و شکر سے پیش آؤ ف قرآن پاک میں جہاں کہیں لفظ کتاب و حکمت کا آیا ہے ترجمہ اسکا سلف نے قرآن و حدیث کیا ہی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر و شکر یہی ہے کہ ان دونوں کو پکڑ رہے جو لوگ اتباع نہ کرے وہ ناشکر ہیں بڑے افسوس کی بات ہے کہ اللہ و رسول پر ایمان لاکر مسلمان بنکر اللہ کی بات پہ بس نہ اسکی کتاب پر نہ چلیں رسول کی سنت کو نہ مانیں اور اس پر عمل نہ کریں زید و عمرو کے کہے سنے کو سند پکڑیں خدا و پیمبر کا مقابلہ علما اولیا سے کریں مخلوق کو معاذ اللہ خالق اپنے کو مولا رسول بنا دیں اس سے زیادہ اور کیا ناشکری ہوگی زید بن اسلم نے کہا موسی علیہ السلام نے کہا تھا اے رب میں تیرا شکر کیونکر کروں فرمایا تو مجھے یاد رکھ بھول مت یہی تیرا شکر ہے جب تو مجھکو بھول جاویگا تو یہ ناشکری ہو جاویگی حسن بصری ابو العالیہ سدی یہ کہتے ہیں اللہ یاد کرتا ہے اسکو جو اُسے یاد کرے بڑھاتا ہے اسکو جو اسکا شکر بجا لاوے عذاب کرتا ہے اسکو جو ناشکری کرتا ہے بعض سلف نے اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ کے یہ معنی کہے ہیں کہ اسکی اطاعت کیجاوے نافرمانی نہ ہو اسکا ذکر کیا جائے اسکو نہ بھولے شکر بجا لائے کفران نعمت نہ کرے جنید سے کسی نے پوچھا کہ شکر نعمت کیونکر ہوتا ہے کہا جو نعمت خدا نے دی اسکو خلاف مرضی خدا میں صرف نہ کرے یہی اُس نعمت کا شکر ہے مکحول ازدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بتاؤ قاتل نفس شارب خمر سارق زانی اللہ کا ذکر کرتے ہیں اللہ نے کہا ہے فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ کہا ہاں جب یہ لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ بھی انکا ذکر لعنت کے ساتھ کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو جاویں حسن بصری نے کہا تم یاد کرو مجھکو فرائض میں میں یاد کرونگا تمکو اس کام میں جو میرے اوپر ہے اس پر واجب کیا ہے سعید بن جبیر نے کہا تم یاد کرو مجھکو طاعت سے میں یاد کرونگا تمکو مغفرت یا رحمت سے ابن عباس نے کہا اللہ کا یاد کرنا تمکو تمہارے یاد کرنے سے اللہ کو کہیں بڑا ہے حدیث صحیح میں آیا ہے جسنے یاد کیا مجھکو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اسکو اپنے جی میں جو یاد کرتا ہے مجھکو مجمع میں میں یاد کرتا ہوں اسکو بہتر مجمع میں اوسکے مجمع سے امام احمد کا لفظ انس سے مرفوعًا یوں آیا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اے ابن آدم اگر یاد کریگا تو مجھکو اپنے جی میں تو یاد کرونگا میں تجھکو اپنے جی میں اور جو یاد کریگا تو مجھکو مجمع میں تو یاد کرونگا میں تجھکو مجمع ملائکہ میں یا تیرے مجمع سے بہتر مجمع میں اگر نزدیک ہوگا تو مجھسے ایک بالشت تو نزدیک ہونگا میں تجھ سے ایک گز اور جو نزدیک ہوگا تو مجھسے ایک گز تو نزدیک ہونگا میں تجھسے ایک باع اگر آویگا تو پاس میرے چلکر تو آؤنگا میں پاس تیرے دوڑ کر یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اسکو بخاری نے بھی حدیث قتادہ سے روایت کیا ہے قتادہ کا لفظ یہ ہے کہ اللہ قریب ہے ساتھ رحمت کے ف ذکر تین طرح پر ہوتا ہے ایک زبان سے جیسے تسبیح تحمید تہلیل وغیرہ اذکار یا تورہ کا پڑھنا دوسرا دل سے کہ اللہ کے بدائع مخلوقات عجائب مصنوعات میں تفکر کرنا اونکو وحدانیت کی دلیل سمجھنا تیسرا جوارح یعنی اعضا سے

[illegible]

اس کا سو کا حکم ہے جیسے نماز و عید و طاعات و حسنات ایسی ڈوسرے رہا اس آیت شریف میں بعد بیان ذکر کے ذکر شکر کا کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حکم شکر کا کیا شکر پر وعدہ زیادتی صبر کا دیا قال تعالیٰ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ معلوم ہوا کہ شکر کرنا موجب مزید نعمت ہے عمران بن حصین مرفوعاً کہتے ہیں جس کسی پر اللہ انعام کرتا ہے تو نعمت کے اثر دیکھنے کو اپنی خلق یا اپنے بندے پر دوست رکھتا ہے رواہ احمد یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ ایمان والو قوت پکڑو تاب رہنے اور نماز سے بیشک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے اور مت کہو جو کوئی مارا جاوے اللہ کی راہ میں کہ وہ مردے ہیں بلکہ زندے ہیں لیکن تمکو خبر نہیں ہے

ف اسکے بعد بیان شکر کے بیان صبر کا کیا اسلیے کہ بندہ یا تو نعمت میں ہوتا ہے تو اوسپر شکر واجب آتا ہے یا بے نعمت میں ہوتا ہے تو اوسپر صبر کرنا لازم ہے حدیث میں آیا ہے عجب ہے واسطے مومن کے حکم بیچ کرنا اللہ اوسکے لیے کوئی حکم ہی مگر وہ واسطے اوسکے بہتر ہوتا ہے اگر خوشی ہوئی اور شکر کیا تو اچھا ہوا اور جو نقصان پہنچا اور صبر کیا تو بھی بہتر ہوا صبر کا تحمل مصائب پر کوئی استعانت صبر و صلوٰۃ سے بہتر بندہ نہیں ہے اوپر کے آیت میں گذر چکا ہے وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِیْنَ ۝ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی غم ستاتا تو نماز پڑھنے لگتے تھا صبر سو وہ دو طرح پر ہوتا ہے ایک صبر ترک محارم و مآثم پر دوسرا صبر فعل طاعات و قربات پر سو یہ دوسرے صبر کا ثواب زیادہ ہے اسلیے کہ مقصود یہی صبر ہے تیسرا صبر مصائب و مصاعب و نوائب پر ہوتا ہے یہ صبر بھی واجب ہے جیسے استغفار کرنا معائب سے عبدالرحمن بن زید نے کہا صبر دو چیزوں میں ہے ایک صبر اللہ کے لیے اس امر پر جسکو وہ محبوب رکھتا ہے گو جان و بدن پر بھاری ہو دوسرا صبر اس چیز سے جسکو وہ ناخوش رکھتا ہے گو جی اُسی طرف کھچے سو جو کوئی شخص اس طرح پر ہو وہی ان صابرین میں سے ہے جو انشاء اللہ صحیح سالم رہینگے امام زین العابدین کہتے ہیں جب اللہ سارے اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کریگا تو ایک منادی پکاریگا صبر والے کدھر ہیں حساب سے پہلے جنت میں جا داخل ہوں ایک گروہ لوگوں کا اٹھ کھڑا ہوگا فرشتے انکے آگے آکر ملاقات کرینگے یوں کہینگے کدھر چلے وہ کہیں گے جنت کو یہ کہینگے حساب سے پہلے وہ کہینگے جی ہاں یہ کہینگے تم کون ہو وہ کہینگے ہم صابرین ہیں یہ کہیں گے تمہارا کیا صبر تھا وہ کہینگے ہم نے اللہ کی طاعت پر اور اسکی معصیت سے صبر کیا یہاں تک کہ ہمکو موت آئی یہ کہیں گے تم ایسے ہو جو تم نے کہا تو جنت میں جاؤ کہ عاملوں کا اجر بہت اچھا ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہ آیت اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ اس روایت کی گواہ ہے سعید بن جبیر نے کہا ہے صبر اعتراف کرنا ہے بندہ کا مصیبت پر امید رکھنا

[illegible]

ثواب کی امید سے آدمی کبھی قوی دل ہو جاتا ہے جزع کرتا ہے مگر صبر نہیں چھوڑتا ہے ۵ صبر سب علاج دل بیمار تو و حیف افسوس
کہ کم دانی بسیار ضرورت + اسکے بعد اللہ پاک نے فضیلت جہاد و مجاہدین کی بیان فرمائی یہاں سے یہ اشارہ کیا تم
جہاد میں محنت اوٹھاؤ مضبوطی اختیار کرو شہید لوگ ایسے جنت میں زندہ ہیں رزق پاتے ہیں جسطرح کہ حدیث صحیح مسلم مین
آیا ہے کہ شہیدوں کی جان سبز چڑیون کے پیٹے مین ہین یہ پرندے جنت میں جہان چاہتے ہیں چرتے پھرتے ہین
پھر شام کو اُن قندیلوں کے اندر جو عرش کے نیچے لٹکتی ہیں آکر بسیرا کرتے ہین تیری رب نے اونکو جھانک کر پوچھا تم
کیا چاہتے ہو کہا اے اللہ کیا چاہینگے جو تو نے ہمکو دیا ہے وہ کسی اپنی مخلوق کو نہیں دیا اللہ تعالے نے پھر یہی پوچھا جب
وہ دیکھینگے کہ بے جواب دیے نہیں بنتا تو کہیں گے ہمکو پھر دنیا مین بھیجو کہ ہم تیری راہ میں لڑیں دوبارہ مارے جاویں جب
بات شہادت کا ثواب دیکھا کہیں گے اللہ فرماویگا میں نے لکھ رکھا ہے کہ وہ پھر دنیا کو رجوع نہ کرینگے کعب بن مالک
مرفوعاً کہتے ہیں جان مومن کی ایک پرندہ ہے جو سیر و راحت میں چرا کرتا ہے جبتک کہ اللہ اُسکو طرف اسکے بدن کے دن
بعث کے پھیرے رواہ احمد یہ حیات شامل جملہ مومنین ہے اگرچہ قرآن پاک میں خاص کر شہداء کا بغرض انکی تشریف
وتکریم و تعظیم کے کیا ہے ف آیت یا جن میں شہداء بدر کے اوتری ہے یہ چودہ آدمی تھے چھ مہاجر آٹھ انصار تفسیر
خازن میں انکے نام بھی لکھدیے ہین لوگ کہنے لگے کہ فلان مر گیا اوس سے دنیا کا چین گیا اوسپر آیت اتری کسی نے
کہا کفار کہتے ہے کہ لوگ ناحق اپنی جان ظلم سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی کے لیے کھوتے ہیں اسمیں
کچھ بھی فائدہ نہیں اوسپر آیت نازل ہوئی اللہ نے فرمایا کہ یہ تمہارا ایک خیال خام ہے جو لوگ اسکی راہ مین مارے گئے ہیں
وہ برزخ و قبر میں تم سے زیادہ ناز و نعمت میں بسر کر رہے ہیں جنت کی سیر ہے بہتر سے بہتر رزق ہے تمہاری سمجھ
سے کیا ہوتا ہے فتح البیان میں لکھا ہے کہ اس آیت مین دلیل ہے اثبات پر کہ عذاب قبر کا واسطے عصاۃ کے ثواب قبر کا
واسطے مطیعین کے ثابت ہے اس مقدمہ مین بہت سی صحیح حدیثیں آئی ہین درجہ تواتر معنوی کو پہنچی ہیں اسطرح کی ایک
یہ آیت شریف ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ
بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ
قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ البتہ ہم ازمائینگے
ہمکو کچھ ایک ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں اور جانوں اور میووں کے اور خوشی سنا صبر کرنیوالوں کو جب پہنچے
انکو کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہین ہمکو اسی کی طرف پھر جانا ہے ایسے لوگ انہین پر شاباشیں ہین رب کی اور
مہربانی اور وہی ہیں راہ پر اس آیت شریف مین اللہ پاک نے یہ خبر دی ہے کہ ہم کسی ایسے بعض بندون کا

امتحان لیتے ہیں یعنی آزمایش کرتے ہیں کما قال تعالیٰ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ سو یہ امتحان کبھی ساتھ خوشی کے ہوتا ہے کبھی ساتھ نقصان کے جیسے ڈر یا بھوک کما قال تعالیٰ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ کیونکہ بھوک اور ڈر ایسی چیز ہے کہ بھوکے و ڈر والے پر ظاہر ہو جاتی ہے اسی لیے وہاں لباس جوع وخوف کہا یہاں کچھ خوف و جوع فرمایا یعنی تھوڑا سا ڈر ذرا سی بھوک مال کا نقصان یہ ہے کہ کچھ مال برباد ہو جاوے جان کا نقصان یہ ہے کہ یار دوست اقارب اجانب مر جاویں پھلوں کا نقصان یہ ہے کہ باغوں کھیتوں میں پیداوار نہ ہو معمول و عادت سے کم میوہ غلہ نکلے بعض سلف نے کہا ہے کہ بعضے درخت کھجور کے ایک ہی بار پھلتے ہیں سو یہ باتیں اللہ کی طرف سے بطور آزمایش ہوا کرتی ہیں جسنے ان نقصانات پر صبر کیا اوسنے ثواب پایا جسنے نہ کیا ناامید ہوا اور عذاب اوترا اسی لیے یہ فرمایا ہے کہ صابروں کو خوشی سنا وبعض مفسرین کہتے ہیں مراد خوف سے اسجگہہ اللہ کا ڈر ہے بھوک سے روزہ رمضان کا مراد ہے نقصان مال سے زکوٰۃ ہے نقصان جان سے بیماری ہے پھل سے اولاد ابن کثیر کہتے ہیں اس تفسیر میں نظر ہے انتہے میں کہتا ہوں آیت عام ہے اسکو اور اسکے سوا جملہ اقسام نقصان کو شامل ہے حاجت تخصیص و تعیین کسی نوع خاص کی نہیں ہے فتح البیان میں قول مذکور کو منسوب طرف امام شافعی کے کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ دو تو عدل و علاوہ کیا اچھے ہیں صلوات و رحمت تو دو عدل ہوئے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ علاوہ ہے ابن کثیر نے کہا علاوہ وہ چیز ہے جو دو عدل کے بیچ میں رکھتے ہیں تا ایک زیادہ بار ہو اسیطرح انکو ثواب صبر و استرجاع کا الگ ملا اور ہدایت اور زیادہ ہوا انا للہ الآیۃ کے کہنے پر جو ثواب ملتا ہے اوسمیں بہت سی حدیثیں آئی ہیں ام سلمہ کہتی ہیں میں نے ایک بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی میں اس سے بہت خوش ہوا آپ نے فرمایا کسی مسلمان کو کوئی مصیبت نہیں پہنچتی پھر وہ انا للہ الآیۃ پڑھکر یہ کہتا ہے اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ هٰذِهٖ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا مگر اسکے ساتھ یہی معاملہ کیا جاتا ہے الحدیث رواہ احمد امام حسین علیہ السلام مرفوعاً کہتے ہیں کہ جس کسی مسلمان مرد و عورت کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ اسکو یاد کرکے گو مدت دراز ہو چکی ہو انا للہ الآیۃ کہتا ہے تو اللہ اسکو اتنا ہی اجر دیتا ہے جتنا اوس مصیبت کے دن دیا تھا رواہ احمد ابو موسیٰ نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ کہتا ہے اے ملک الموت تو نے میرے بندے کے بچے کو قبض کر لیا اسکی آنکھ کی ٹھنڈک کلیجے کی ڈال کا پھل چھین لیا وہ کہتا ہے ہاں اللہ فرماتا ہے پھر اوس نے کیا کہا یہ کہتا ہے تیری حمد کی انا للہ الآیۃ اللہ کہتا ہے اسکے لیے بہشت میں ایک گھر بناؤ اسکا نام بیت الحمد رکھو رواہ احمد ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے سوا اسکے اہل بلا و اجر صابرین کے بہت حدیثیں آئی ہیں جنکا ذکر اسجگہہ مشکل ہے کچھ احادیث اس باب کی رسالہ عاقبة المتقین میں لکھی گئی ہیں

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝ صفا و مروہ جو ہیں نشان ہیں اللہ کے پھر جو کوئی حج کرے اس گھر کا یا زیارت تو گناہ نہیں اسکو کہ طواف کرے ان دونوں میں اور جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی تو اللہ قدر دان ہے سب جانتا

ف صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں مکے کے شہر میں عرب کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہمیشہ حج کرتے رہے لیکن کفر کے وقت میں اکثر غلطیاں پڑ گئی تھیں ان دو پہاڑ پر بھی دو بت دھرے تھے حج میں وہاں بھی طواف کرتے تھے جب لوگ مسلمان ہوئے جانا کہ یہ بھی کفر کی غلطی تھی اس وہاں جانا چاہیے اوس پر یہ آیت اتری ہے عروہ نے عائشہ سے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی طواف صفا و مروہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے عائشہ نے کہا ای بھانجے تو نے یہ بہت بری بات کہی اگر اس آیت کا یہی مطلب ہوتا جو تو نے کہا تو یہ آیت یوں آتی فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا لیکن یہ آیت اس طرح اتری ہے کہ انصار مسلمانی سے پہلے احرام مناة نام بت کا باندھتے تھے مشلل کے قریب اسکی پوجا کرتے تھے جو کوئی اسکا حج کرتا وہ طواف صفا و مروہ سے رکتا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا تو یہ آیت اوتری پھر عائشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان دونوں پہاڑ کا طواف مسنون کیا ہے کسی شخص کو یہ بات نہیں پہونچتی کہ وہ انکا طواف کرنا چھوڑ دے حدیث صحیحین میں ہے شعبی نے کہا صفا پر اساف مروہ پر نائلہ تھا انکا استلام کرتے جب اسلام آیا انکے درمیان طواف کرنیکو حرج جانتے اوس پر یہ آیت اتری ابن کثیر کہتے ہیں محمد بن اسحاق نے ذکر کیا ہے اساف و نائلہ دو شخص تھے انہوں نے اندر کعبے کے زنا کیا مسخ ہو کر پتھر بن گئے قریش نے ان دونوں کو سامنے کعبے کے رکھ دیا تھا کہ لوگ عبرت پکڑیں بعد ایک مدت دراز کے وہ معبود ٹھہر گئے کعبے سے اوٹھا کر صفا مروہ پر لیجا کر رکھ دیا جو کوئی طواف صفا مروہ کرتا وہ انکا بھی استلام کرتا حدیث جابر میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب طواف سے فارغ ہوتے استلام رکن کا کر کے باب صفا سے نکلتے ہوئے یوں کہتے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ پھر فرماتے اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ رواہ مسلم نسائی کا لفظ یہ ہے اِبْدَءُوْا بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ حبیبہ بنت ابی تجراة نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا طواف کرتے تھے درمیان صفا و مروہ کے لوگ سامنے تھے آپ انکے پیچھے دوڑتے تھے یہاں تک کہ دیکھتی تھی میں آپکے دونوں زانو کو بسبب دوڑنیکے اوپر ازار لپٹتی فرماتے تھے دوڑو اللہ نے تم پر دوڑ لکھا ہے یہ حدیث دلیل ہے شافعی و احمد و مالک کی اس بات پر کہ سعی درمیان صفا و مروہ کے ایک رکن ہے حج کا کسی نے کہا واجب ہے رکن نہیں اگر عمدًا یا سہوًا ترک ہو گیا تو دم دینا چاہیے یہی قول ہے احمد کا بھی ایک روایت میں اسی طرف ایک جماعت بھی گئی ہے ابو حنیفہ و ثوری و شعبی و اور سب یہ کہتے ہیں کہ سنت ہے قرطبی نے کہا یہ انکی دلیل ہے وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا مگر قول اول راجح ہے اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے طواف کیا ہے اور فرمایا لِتَاْخُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ سو جو کچھ کام آپ نے حج میں کیے ہیں وہ واجب ہیں مگر وہ کام

جو کسی دلیل سے ظاہر ہو گیا ہے واللہ اعلم اگلی حدیث کا لفظ یہ ہے اسعوا فان اللہ کتب علیکم السعی یہ صریح ہے وجوب میں شوکانی رحمہ بھی اسیطرف گئے ہیں بہرحال اللہ تعالی نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا ہے کہ طواف درمیان صفا و مروہ کے منجملہ ان شعائر کے ہے جو اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج میں بتائے تھے پہلے گذر چکا ہے کہ اصل اس طواف کی [illegible] ہاجرہ علیہا السلام ہیں کہ وہ تلاش آب دوڑتی پھرتی تھیں پھر اللہ نے انکے لیے زمزم نکالدیا جسکا پانی طعام طعم شفاء سقم ہے سو جسطرح ہاجرہ ذلیل و خوار و عاجز و خائف و مضطر و فقیر ہو کر دوڑی ہیں اسیطرح حاجی کو چاہیے کہ اپنا فقر و ذل طرف اللہ کے بامید صلاح حال و ہدایت بال و غفران گناہ مستحضر کرے اللہ سے یہ چاہے کہ اللہ اسکو مرتے دم تک صراط مستقیم پر قائم دائم رکھے جو حال اوسکا فی الحال ہے جن گناہوں میں وہ گرفتار ہے اُس حال سے پھیر کر طرف حال کمال و غفران و سداد و استقامت کے لیجاوے جسطرح ساتھ ہاجرہ علیہا السلام کے کیا تھا تطوع سے مراد یہ ہے کہ جو کوئی اس طواف کو قدر واجب سے زیادہ ادا کرے آٹھواں نواں پھیرا بجا لائے تو بہتر ہے کچھ منع نہیں اللہ تھوڑے عمل پر بھی زیادہ ثواب دیتا ہے ذرہ برابر کسی پر ظلم نہیں کرتا وان تک حسنۃ یضاعفہا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما کسی نے کہا مراد تطوع سے یہ ہے کہ حج و عمرہ نفل میں سعی کرے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ ساری عبادات میں زیادتی کرے شکور اس نے نقل کیا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝

جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اوتارا صاف حکم اور راہ کے نشان بعد اسکے کہ ہم انکو کھول چکے لوگوں کے واسطے کتاب میں ان پر لعنت کرتا ہے اللہ و لعنت کرتے ہیں سب لعنت کرنیوالے یہ وعید کے واسطے ہے جسکو علم حق کا ہو چکا مگر عمدًا دنیا کے لیے چھپایا کہا ہاں جنہوں نے توبہ کی اور سنوارا اور بیان کر دیا تو ان کو میں معاف کرتا ہوں اور میں ہوں معاف کرنیوالا مہربان جو لوگ منکر ہوئے اور منکر ہی مر گئے انپر ہے لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی پڑے رہینگے اس میں ہلکا نہ ہوگا انپر سے عذاب اور نہ انکو فرصت ملیگی ف۔ آیت شریف وعید شدید ہے اُس شخص کے لیے جسنے چھپایا دلالات بینہ کو مقاصد صحیحہ و ہدی نافع قلوب پر لعنت کی ہے اللہ نے اُن لوگوں کو اپنی کتابوں میں پیغمبروں کی زبانی ابوالعالیہ نے کہا یہ آیت حق میں اہل کتاب کے اوتری ہے جنہوں نے احکام توریت و صفت محمدی کو چھپایا اور پھر ہر شے کی لعنت ہے یعنے جسطرح عالم کے لیے ہر شے یہانتک کہ مچھلی پانی میں پرندہ ہوا میں استغفار کیا کرتا ہے اسیطرح اُنپر ہر شے لعنت کیا کرتی ہے حدیث ابی ہریرہ میں مرفوعًا آیا ہے جس سے کسی علم کا سوال کیا گیا اور اسنے چھپایا قیامت کے دن اُسکو آگ کی لگام لگیگی ابن کثیر نے کہا بعض طرق اس حدیث

سند کے مقوی بعض ہیں بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ سے یوں آیا ہے کہ اگر دو آیتیں کتاب اللہ میں نہ ہوتیں تو میں کسی سے بھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا ایک تو یہی آیت دوسری وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ الآیۃ یہی بات کہ اظہار علوم دین کا فرض کفایہ ہے یا فرض عین اس میں خلاف ہے اصح یہ ہے کہ جب اسکو بعض نے ظاہر کر دیا جسکے باعث ہر کوئی پہنچ سکتا ہو تو اب وہ مکتوم نہ رہا کسی نے کہا جب عالم سے پوچھیں تو اظہار اوس پر واجب ہے ورنہ اس آیت میں دلیل ہے وجوب قبول قول واحد پر اس لیے کہ اگر اوسکی بات کا ماننا واجب نہ ٹھیرتا تو اوسپر بیان کرنا بھی واجب نہ ہوتا قید بینات و ہدی سے یہی معلوم ہوا کہ غیر بینات و ہدی کا چھپانا جائز ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ کافر پر بعد موت کے لعنت کرنا منع نہیں ہے مراد کاتمین سے اسجگہ احبار یہود و رہبان نصاری ہیں کسی نے کہا بلکہ ہر کاتم حق تارک بیان واجب ہے اسی کو شوکانی رحمہ نے ترجیح دی ہے اسلیے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا مگر ابن عربی کہتے ہیں ہم [illegible] رسول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک خبار نے یہ فرمایا کافر کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایک ایسا ضربہ لگاتے ہیں جسکو ہر جاندار سوائے ثقلین سنتے ہیں وحش کے ساتھ ہر شی والا جانور اوسکو لعنت کرتا ہے یہ باطل ہے اس آیت کا معنی مراد لاعنین سے دواب زمین ہیں روایت ابن ابی حاتم و ابن ماجہ مجاہد نے کہا جب خشک سالی ہوتی ہے تو بہائم کہتے ہیں یہ قحط بسبب عاصیان بنی آدم کے ہوا ہے اللہ عصاۃ بنی آدم کو لعنت کرے ابو العالیہ و قتادہ و ربیع نے کہا لاعنون ملائکہ و مومنون ہیں حدیث میں آیا ہے عالم کے لیے ہر شے مغفرت چاہتی ہے یہانتک کہ مچھلی بھی دریا میں اس آیت میں یہ آیا ہے کہ کاتم علم کو اللہ و فرشتے سب آدمی لعنت کرتے ہیں یعنی ہر فصیح و اعجمی خواہ یہ لعنت زبان قال سے ہو یا زبان حال سے پھر اللہ نے اس حکم سے تائبین مصلحین مبینین کو مستثنے کر لیا کہا ہم اونکی توبہ قبول کر لیتے ہیں ابن کثیر نے کہا اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ جو کوئی طرف بدعت یا کفر کے بلاتا ہے داعیہ ہوتا ہے وہ جب توبہ کریگا تو اللہ بھی اسکی توبہ قبول فرماویگا اگلی امتوں میں اس قسم کے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی تھی یہ بات خاص ساتھ اسی شریعت حقہ مرحومہ کے ہے جسکو نبی الرحمۃ نبی التوبہ لائے ہیں وللہ الحمد پھر اللہ تعالے نے فرمایا کہ جو کوئی کفر پر یہانتک جما رہا کہ اسکو موت آگئی تو وہ بھی ملعون ہے اللہ ملائکہ و سارے آدمی اسپر لعنت کرتے ہیں وہ قیامت تک اسی دائرہ لعنت میں لگاتار برابر پڑا رہیگا پھر جہنم کی سیر کریگا نہ عذاب کم ہو نہ دم بھر کی وصلت ملے نعوذ باللہ من ذلک ابو العالیہ و قتادہ نے کہا کافر کو روز قیامت کھڑا کرینگے اوسپر اللہ لعنت کریگا پھر ملائکہ پھر سب لوگ پھر ساری خلق مسئلہ کافر پر لعنت کرنا جائز ہے اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے عمر بن خطاب اور پچھلے ائمہ قنوت وغیرہ میں کفار پر لعنت کرتے تھے ہاں کافر معین سو ایک جماعت علما کا یہ مذہب ہے کہ اوسپر لعنت نہ کریں اسلیے کہ حال خاتمے کا معلوم نہیں ہے آیات سے اس پر استدلال کیا ہے اس لیے کہ اسمیں لعنت غیر معین پر آئی ہے پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۵ [illegible]

سے جو ایک قوم معین پر لعنت کی ہی سو اونکو وحی سے جو معلوم ہوا تھا وہ دوسرے کو معلوم نہیں ہو سکتا ہے دوسرے گروہ نیک ہا کافر معین پر بھی لعنت کرنا جائز ہے ابن العربی مالکی کا مختار یہی ہے لیکن جس حدیث سے انہوں نے حجت پکڑی ہے وہ ضعیف ہے غیر کا استدلال یہ ہے کہ حضرت کے پاس مست کو لاتے تو اوسپر حد جاری کیجاتی ایک آدمی نے کہا لعنہ اللہ ما اکثر ما یؤتی بہ یعنے لعنت خدا کی اسپر اکثر یہی شخص لایا جاتا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا تلعنہ فانہ یحب اللہ ورسولہ تو اسکو لعنت کر وہ تو اللہ ورسول کو چاہتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ جو محبت خدا ورسول نہیں ہے اوسپر لعنت ہو سکتی ہے مگر فتح البیان میں ابن العربی مالکی سے عدم جواز لعن عاصی معین کا نقل کیا ہے اسی حدیث کی دلیل سے کہ ایک شرابی کو مارنے کے لئے بعض حاضرین نے کہا لعنہ اللہ ما اکثر ما یشرب تو حضرت نے فرمایا لا تکونوا عونا للشیطان علی اخیکم یہ حدیث صحیحین میں ہے حاصل یہ ٹہیرتا ہے کہ کافر معین پر لعنت درست ہے فاسق معین پر درست نہیں یعنے نزدیک ابن العربی کے۔ وَاِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ تمہارا رب اکیلا رب ہے کسی کو اوسکے سوا پوجنا نہیں مہربان ہے رحم والا اسمیں مالک نے آپ تصریح کری ہے کہ میں اکیلا ایک الٰہ و معبود ہوں میرا کوئی شریک و عدیل نہیں ہے میں احد احد و صمد ہوں حدیث اسماء بنت یزید میں مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے ایک تو یہی آیت دوسری الٓمّٓ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم اخرجہ ابن ابی شیبہ و احمد والدارمی وابو داؤد والترمذی وصححہ وابن ماجہ مگر اس حدیث کی سند میں شہر بن حوشب ضعیف ہے دیلمی نے انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ کوئی شے سرکش جنات پر ان دو آیتوں سے جو سورہ بقرہ میں ہیں سخت تر نہیں ہے وَاِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ الآیتین پھر اللہ نے بعد اسکے ایسا شعر ہو ساتھ الوہیت خلق ارض و سما وغیرہ کے بیان فرمایا اس بات کو وحدانیت کی دلیل ٹہیرایا اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ

الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۰ تمام زمین کا آسمان اور رات دن کا بدلتے آنا کشتی جو لیکر چلتی ہے دریا میں جو چیزیں کام آتی ہیں لوگوں کو اور وہ جو اللہ نے اوتارا آسمان سے پانی پھر جلایا اس سے زمین مر گئے پیچھے اور بکھیرے اسمیں سب قسم کے جانور اور پھرنا ہواؤں کا اور ابر جو حکم کا تابع ہے درمیان آسمان و زمین کے انمیں پتے ہیں عقلمند لوگوں کو **ف** بعد بیان توحید کے اس آیت میں آٹھ چیزیں ذکر کیں جو وہ صنائع ہیں جو کام ونکے کسی خدا سے نہیں ہو سکتے سکتا ان بعض کو بھی تو وہ مہیا نہیں کر سکتے ایک پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا دوسرے آگے پیچھے لانا رات دن کا تیسرے چلانا ناؤ کا چوتھے برسانا پانی کا آسمان سے پانچویں زندہ کرنا زمین کا چھٹے بکھیرنا جانوروں کا ساتویں پھیرنا ہواؤں کا ایک سمت سے دوسری سمت کو آٹھویں

مانوس کہنا نادل کا کہ جدھر کا حکم ہو وہاں جا کر رہے جہاں کا حکم نہ ہو وہاں نہ رہے سو جو کوئی شخص کسی نئی بات امر میں بھی اس صورت سے غور کریگا اور اپنی فکر کو لڑاویگا اوسکا ذہن تصور سے حقیقت امر مذکور کی ہلکی کریگا اور سے تصدیق اس بات کی کہ کوئی اسکا صانع حکیم ہے واجب ہو گی آسمانوں کو بصیغہ جمع اس لیے ذکر کیا کہ ہر آسمان دوسری جنس کا ہے بخلاف زمین کے کہ ساری میں ایک ہی طرح کی ہے یعنے مٹی کی آسمانوں میں یہ نمونہ ہے کہ بے ستون و بے کسی علاقے کے ایسا بلند کھڑا ہے چاند سورج تارا اس میں جڑے ہیں کوئی ستارہ ہے کوئی ثابت ہے اور نحس سعد و لطائف کا کیا ٹھکانا ہے کہ عالم علیحدہ علیحدہ ظاہر رہا ہے سب رات دن کے دنیا میں بعث آسمان ہوا ہے گا کچھ کچھ ظاہر نہیں کیا زمین میں نشانی ہے کہ وہ کثیف پست ہے پہاڑ دریا جنگل ٹیلے ناری معدن جواہر ثمرات سبزی وغیرہ منافع رکھتی ہے آنا دن کا بدلنا یہ ہے کہ ایک جاتا ہے دوسرا اسکے پیچھے آتا ہے ایک دم کی دیر نہیں ہوتی ذرہ برابر فرق نہیں لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ پھر کبھی دن بڑا ہوتا ہے اور رات گھٹ جاتی ہے کبھی رات بڑی ہو جاتی ہے دن گھٹ جاتا ہے تا ہم انکے مجموعہ برابر رہتا ہے کما قال تعالی يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ تغیرات سے کیلنڈروں میں زیادہ کرنا دن سے کیا اس میں کچھ پڑھا یا آپ الخطر سے کہا رات دن سطح زمین میں مختلف ہیں اسی طرح مکانوں میں بھی مختلف ہوتے ہیں جسکے روبرو میں گروہی ہو اوسکے روبرو جس ساعت کو معین کر دیجئے تو وہ ساعت کسی جگہ میں صبح ہو گی کسی جگہ ظہر کسی جگہ عصر کسی جگہ مغرب کہیں عشا اسی طرح لیے جاؤ لیکن یہ بات جب ہے کہ ہم اعتبار شہروں مختلف طولوں میں کریں اگر اعتبار اختلاف بلاد کا عرض میں کرینگے تو جس شہر کا عرض شمال میں زیادہ تر ہوگا وہاں گرمی کے دن بڑے جاڑے کے چھوٹے ہونگے سو یہ احوال مختلفہ رات دن کے بحسب اختلاف طول و عرض بلاد کے ایک امر عجیب ہیں اور رات کا ذکر پہلے اسلیے کیا ہے کہ ظلمت پہلے ہے نور پیچھے کما قال تعالی وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ صحیح تر یہی قول ہے نشانی قدرت کی اس دن میں یہ ہے کہ دن کمانے کھانے چلنے پھرنے بندوبست کرنے ہر چیز کے اوٹھانے پھرنے جانے سنوارنے کے لیے ہے رات سونے راحت لینے جس اپنے آرام پانے کو لیے ہے غرض کہ اونکے اختلاف میں مصالح عباد ہیں سورج ڈوبے سے سورج نکلنے تک رات ہے سورج نکلنے سے سورج ڈوبنے تک دن ہے جو وقت درمیان طلوع فجر کے ہے سورج نکلنے تک وہ مشترک ہے درمیان رات دن کے اسلیے کہ اس دم کچھ رات کا اندھیرا کچھ دن کا اوجالا باقی رہتا ہے لیکن یہ بات باعتبار اصطلاح اہل لغت کی ہے اور شرع کے سب صورت سیاہ کا نکلنا دیکھو + تاروں کا ہجوم کر کے جینا دیکھو + ہے دن کو سفیدی کو رات کی سیاہی + گردونکا درا رنگ بدلنا دیکھو + ناؤ کے چلنے میں یہ نمونہ ہے کہ وہ پانی کے اوپر بار لادے ہوئے لوگوں کو سوار کیے ہوئے چلی جاتی ہے پانی کی موجیں نہیں مٹتی ہیں اسکے روبرو سی چلتی پھرتی آتی

جاری ہے دریا کو الگ کشتی کا مسخر کر رکھا ہے کہ باوجود سلطان آب سبحان بچ کے اسکو لیے اوپر لائے و اٹھائی
ہوئی ہے اللہ کے سوا کون ہے جو اس سے نجات دے لوگوں کا نفع یہ ہے کہ ادھر چڑھ کر ملکوں ملکوں تجارت کرتے پھرتے ہیں
یہاں کا مال وہاں وہاں کا مال یہاں لا کر لاتے فائدہ اٹھاتے ہیں اللہ اگر ان کشتی والوں کا دل قوی نہ کرتا تو کسی
طرح انکی غرض بابت استحصال نفع کے پوری نہ ہوتی اللہ تعالی نے ہر قطر عالم کو ساتھ ایک سے معین کے خاص کیا ہے جس کو
سب کا محتاج بنایا ہے یہی سبب اختیار سفر کا کشتی پر باوجود خوف بحر کے ہوتا ہے جاء محمول الیہ ۱۰ ان کو
نفع ملتا ہے پانی برسنے میں یہ نشانی ہے کہ عالم زندہ ہو جاتا ہے روئیدگی پیدا ہوتی ہے خلق کا رزق نکلتا ہے زمین کا
حسن و جمال ظاہر ہوتا ہے زمین کے سوکھ جانے کو بنجار اسے فرمایا ہے ایک مینہ میں بروبارہ نہیں ہوتی ہے بلکہ بڑی
نشانی قدرت کی یہی ہے کہ ساری جاندار و نباتات جی اٹھتے ہیں پانی وقت پر برستا ہے حاجت کے وقت بمقدار
منفعت ملتا ہے ہر جگہہ برسا کہیں نہ برسا جہاں نہیں برسا وہاں عالم کی استسقا کیا تو پہ برسنے لگا قال تعالی وَآيَةٌ
لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ الی قولہ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ۝ دواب کے بکھیرے
پھیلانے میں یہ نمونہ ہے کہ انسان کا رجوع طرف ایک ہی اصل کے ہے یعنی آدم علیہ السلام کے مگر صورت شکل رنگ زبان
طبیعت اخلاق اوصاف وغیرہا کے الگ الگ ہیں ایک کا حال و قال دوسرے شخص سے نہیں ملتا پھر بنی آدم پر ساری
حیوانات کا قیاس کر لو ابن عباس نے کہا جو چیز زمین پر رینگتی ہے ساری خلق ہے انسان ہو یا اور کچھہ وہ دابہ ہے
کوئی بڑا کوئی چھوٹا اللہ تعالے ان سب کو جانتا ہے سب کو رزق دیتا ہے کوئی چیز اوس سے مخفی نہیں ہے کما قال تعالی
وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ہواؤن کے پھیرنے میں یہ نشانی
ہے کہ کبھی ہوا رحمت لاتی ہے کبھی عذاب کبھی بادل کے آنے کی بشارت دیتی ہے کبھی ابر کو ہانکتی ہے کبھی جمع کرتی ہے کبھی جدا کبھی
کبھی طرف سے جنوب کے چلتی ہے اسکو شامیہ کہتے ہیں کبھی طرف سے ناحیہ یمن کے آتی ہے کبھی جانب شرق سے کعبہ مقدسہ پر
جھونکا مارتی ہے اوسکو صبا کہتے ہیں کبھی طرف سے غرب کی آتی ہے اسکو دبور بولتے ہیں اس لیے کہ جانب پیچھے بیت
کعبہ سے چلتی ہے ہواؤن کا فرق اور نام جوانب کعبہ پر کہا گیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں لوگوں نے پانی ہوا انوار کے بیان میں
کتابیں لکھی ہیں لغات و احکام ریاح و مطر و انوار کو ذکر کیا ہے یہاں اسکا بسط کرنا طول ہے انتہی فتح البیان میں بیان
کیا ہے کہ کوئی ہوا عقیم ہوتی ہے کوئی باردار کوئی صرصر کوئی نصر کوئی ہلاک کوئی تیز و گرم کوئی ٹھنڈی نرم کوئی آندھی
کوئی بگولا کوئی جنوب کوئی شمال کوئی دبور کوئی قبول کوئی صبا کوئی نکباء پھر ہر بڑے چھوٹے جہاز کو اتنی ہی ہوا لگتی
ہے جسکا وہ متحمل ہوتا ہے حدیث میں [illegible] سے ہی آئی ہے ریح ایک جسم لطیف ہے کہ نہ ہاتھہ میں آوے نہ دکھائی دے

مگر اوسکو ایسی قوت حاصل ہے کہ درخت پتہر کو جڑ سے اوکہیڑ دیتی ہے گہروں کو ڈہا کر ویران کر دیتی ہے مدار اسپر ہے زندگی ہر موجود کا اگر ہوا دم بہر رک جاوے تو ہر جاندار مرجاوے جو کچہہ روے زمین پر ہے یہ سب کا سب سڑ جاوے بادل کو دیکہو کہ آسمان و زمین کے بیچ میں کیسا معلق ہو کر بے کہمبے علاقہ کہڑا رہتا ہے اسی کو تسخیر کہتے ہیں ہزاروں من اوتنا پانی بہرا ہوتا ہے جس سے جنگل کے جنگل سیلاب ہو جائیں مگر کیا ذکر ہے کہ اوسکے بوجہہ سے گر پڑے نہیں بلکہ اسیطرح سے سدا قائم رہتا ہے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جاتا آتا نظر آتا ہے اسکے سوا اور بہت نشانیاں اوسکے اندر ہیں جو مخفی نہیں اسی لیے اللہ نے یہ فرمایا کہ اوس میں نشانیاں ہیں واسطے اہل عقل کے لیے۔ دلیلیں ہیں اللہ کی توحید و قدرت پر کما قال تعالی

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ فتح البیان میں کہا ہے کہ ان آٹہوں چیزوں میں بڑی دلالت ہے وجود صانع قادر مختار پر اور اس بات پر کہ وہ صانع ایسے ملک میں واحد لا شریک ہے کوئی اسکا نظیر نہیں آیات کا لفظ بصیغہ جمع اسلیے کہا ہے کہ ہر نوع میں ان انواع ہشتگانہ سے بہت سی نشانیاں ہیں جو دلیل ہیں اس امر کی کہ اس نوع کے لیے کوئی خالق مدبر مختار ہے ابن عباس نے کہا قریش نے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آکر یہ بات کہی تم خدا سے دعا کرو کہ کوہ صفا سونا ہو جاوے ہم گہوڑے ہتہیار مول لیں تم پر ایمان لا کر تمہارے ساتھ ہو کر لڑیں فرمایا بہتر تم عہد کرو کہ اگر اللہ صفا کو سونا کر دیگا تو تم ایمان لے آؤگے سب نے اقرار کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ فرماتا ہے ہم صفا کو انکے لیے سونا کیے دیتے ہیں لیکن اگر وہ پہر تم پر ایمان نہ لائے تو ہم اونکو ایسا عذاب کرینگے جو ساری جہان میں کسی کو نہ کیا ہوگا حضرت نے کہا اے رب نہیں مجہکو اور میری قوم کو چہوڑ دے میں انکو روز بروز بلاتا رہونگا اوس پر اللہ نے یہ آیت اتاری اسکو ابن مردویہ و ابن ابی حاتم وغیرہم نے روایت کیا ہے کسی نے مطول کسی نے مختصر

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ کَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَلَوْ یَرَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ کَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا کَذٰلِکَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ۝

۲ ع ۴ بعضے لوگ ہیں جو پکڑتے ہیں اللہ کی برابر اوروں کو انکی محبت کرتے ہیں جیسے محبت اللہ کی اور ایمان والوں کو اس سے زیادہ محبت اللہ کی ہے کبہی دیکہیں بے انصاف اوسوقت کو جب دیکہیں گے عذاب کہ سارا زور اللہ کو ہے اور اللہ کی مار سخت ہے جب الگ ہو جاویں جنکے ساتھ ہوئے تہے اپنے ساتھ والوں سے اور دیکہیں عذاب اور ٹوٹ جاویں

اپنی طرف کے علاقے اور کس کے ساتھ بگڑ رہے اے کاش کہ ہمکو دوسری بار زندگی ہو تو ہم الگ ہو جاویں ویسے جیسے الگ ہو گئے ہم سے اس طرح دکھاتا ہے اللہ اونکو کام اونکے افسوس دلانے کو اور اونکو نکلنا نہیں آگ سے **ف** جسکو لوگ پوجتے ہیں سوا اللہ کے وہ اس روز پوجنے والوں کو جواب دینگے اونکی امید سب طرف سے ٹوٹ جاوے گی افسوس کرینگے اوس وقت کچھ فائدہ افسوس کرنے کا نہیں ہوگا اس آیت شریف سے احوال بت پرستوں کا شروع ہوا انداد جمع ہے ند کی ند کہتے ہیں مثل و نظیر کو مطلب یہ ہے کہ مشرک خدا کی برابر اوروں کو شریک کرتے ہیں جیسے محبت اونکو اللہ سے چاہیے تھی وہ محبت غیر اللہ سے کرتے ہیں حالانکہ اللہ کا کوئی شریک و ضد و ند نہیں ہے صحیحین میں ابن مسعود سے آیا ہے کہ میں نے کہا اے رسول اللہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے فرمایا یہ ہے کہ اگر کرے تو اللہ سے کسی کو اور اللہ نے تجھکو بنایا ہے ایمان والوں کو جو محبت اللہ کی سب سے زیادہ ہے تو اسی سبب سے وہ اللہ کے عارف قدرشناس ہو چکے ہیں کسی شے کو اوسکے ساتھ شریک نہیں کرتے اکیلے ایک اللہ کو پوجتے ہیں اوسی پر بھروسا کرتے ہیں سارے کاموں میں اوسی کی طرف التجا لیجاتے ہیں اوسیکو اپنا کارساز نافع ضار سمجھتے ہیں کسی مخلوق کا کچھ بھی اختیار معاملہ خالق کے نہیں کرتے پھر اللہ نے مشرکوں ظالموں کو یہ غیب بتائی کہ اگر وہ عذاب الہی کو دیکھ لیں تو اونکو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ سارا زور اللہ ہی کو ہے نہ کسی اور کو اوسی ایک لاشریک لہ کا حکم جاری ہے ساری کائنات اوسکے سلطان کی مقہور و مغلوب ہے اوسکا عذاب سخت ہے کما قال تعالی فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ یعنے اگر ان ظالموں مشرکوں کو معلوم ہو جاوے کہ وہاں کیا بلا اونکے سر آوے گی کس امر منکر نامعقول قبیح شنیع میں بطفیل اوس شرک و کفر و ظلم کے مبتلا ہو گئے تو وہ اس گمراہی سے جسمیں پہلے ہو چکے باز رہیں پھر یہ خبر دی کہ پہلے بتوں سے بیزار ہو جاوینگے متبوع تابعین سے انکار کرینگے مثلا جن ملائکہ کو وہ لوگ بزعم خود پوجتے تھے وہ اوس دن یہ کہینگے تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ پھر یوں گذارش کرینگے سُبْحَانَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ اسیطرح اور آلہہ بھی اوس سے بیزار ہوکر اونکی پوجا پاٹ سے اپنی علیحدگی ظاہر کرینگے کما قال تعالی وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ وقال تعالی وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ

الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وقال تعالى وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ع علاقے سے مراد اسجگہ حیلے ہیں یا اسباب خلاص یا مودت نہ کہنا اونکا کہ اگر ہم دوبارہ زندہ ہوں تو پھر ہرگز ان شرکا کو نہ پوجیں بلکہ صرف اللہ کی عبادت کریں غلط ہے بلکہ جسطرح اللہ نے خبر دی ہے وہ دنیا میں پھر بھی جائیں تو بھی وہی اگلا کام کرینگے وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ ہم دکھاوینگے اونکو عمل انکے افسوس دلانے کو یعنے وہ سارے عمل برباد و مضمحل ہو کر رہجاوینگے کچھ بکار آمد نہ ہونگے کما قال تعالی وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا و قال تعالی مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ الآية وقال تعالی وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً الآية اسی جہت سے پھر یہ فرمادیا کہ وہ آگ سے باہر نکلنے والے نہیں ہیں معلوم ہوا کہ جہنم میں کفار کو خلود ابدی الٰہی بلا انقطاع ہوگا جسطرح اہل جنت کو بھی جنت میں اسی قسم کا خلود میسر ہوگا یہ بات نہیں ہے کہ جنت تو ہمیشہ کے لیے ہے دوزخ بعد ایک مدت دراز کے مع اپنے اہل کے فنا ہو جاے جسطرح بہت بعض سلف و خلف کا ہو گیا خیال ہے آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے جو بات ظاہر بطور نص کے ہے وہ یہی خلود ہے فریقین کا جنت و نار میں دائما بلا انقطاع اس آیت سے ایک جماعت اہل علم نے قدیما حدیثا استدلال کیا ہے مذمت تقلید پر اور اس بات پر کہ جسطرح اہل شرک کے متبوعین اپنے تابعین سے بیزاری ظاہر کرینگے اسیطرح ائمہ مجتہدین اپنے مقلدوں سے سخت ناراض و بیزار ہونگے اس لیے کہ چاروں امام رضی اللہ عنہم اپنی تقلید سے اور غیر کی تقلید سے منع کر گئے ہیں سو جس کام سے دنیا میں انہوں نے امت کو منع کیا تھا اس کام پر آخرت میں ضرور ہی ایسے خفا ہونگے اس تردد و عدول حکمی کو اپنے مقلدوں سے ہرگز پسند نہ کرینگے

قال اللہ تعالی يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ لوگو کہاؤ زمین کی چیزوں میں سے جو حلال ہے ستھرا اور نہ چلو قدموں پر شیطان کے وہ تمہارا دشمن ہے صریح وہ تو یہی حکم کریگا تمکو برے کام اور بیحیائی کا اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تمکو معلوم نہیں ف

جب یہ بات بیان ہو چکی کہ سوا اللہ کے کوئی الٰہ نہیں ہے خالق مستقل وہی وحدہ لا شریک لہ ہے تو اب یہ بیان فرمایا کہ رزق ساری خلق کا بھی وہی ایک اللہ ہی ہے اس جگہ یہ احسان جتایا کہ ہم نے ان کے لیے جو کچھ زمین میں ہے مباح کر دیا بشرطیکہ ہماری طرف سے حلال طیب ہو، طیب ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بدن یا عقل کو کسی طرح کا نقصان نہ دے نہ شیطان کے طرائق و مسالک کی پیروی کرے شیطان نے منع کیا جیسے جاہلیت والوں کو بحائر سوائب وصائل حرام کر کے بہکا دیا تھا عیاض بن حمار مرفوعاً کہتے ہیں اللہ فرماتا ہے جو مال میں نے اپنے بندوں کو دیا وہ انکو حلال ہے میں نے اپنے بندوں کو حنیف بنایا پھر ان کو شیطانوں نے آکر انکو دین سے بہکا دیا جو میں نے حلال کیا تھا اسکو انہوں نے حرام کر دیا الحدیث رواہ مسلم ابن عباس کہتے ہیں یہ آیت پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑھی گئی سعد بن ابی وقاص نے کہا اے رسول خدا اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھکو مستجاب الدعوات کر دے فرمایا اے سعد پاک و حلال کر اپنے کھانے کو پھر دعا قبول ہو گی قسم ہے اللہ کی ڈالتا ہے آدمی ایک لقمہ حرام اپنے پیٹ میں چالیس دن اسکی دعا قبول نہیں ہوتی جس بندے کا گوشت حرام اور سود سے اگا ہے اسکے لائق بس دوزخ ہے رواہ ابن مردویہ **ف** یہ آیت جن میں ثقیف و خزاعہ و عامر و بنی مدلج وغیرہم کے اتری ہے انہوں نے حرث و انعام کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا قرطبی نے کہا مشہور یہی ہے صیادی نے کہا یہ آیت اس قوم میں اتری ہے جنہوں نے اچھے کھانے اچھے کپڑے کراہی جانو پھر حرام ٹھیرا لیا تھا کرخی نے کہا یہ قول مرجوح ہے لیکن شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا موضع قرآن میں ہے عرب کے لوگوں نے دین ابراہیم علیہ السلام کو کئی طرح بگاڑا تھا اول غیر اللہ کو پوجنے لگے انکی نیاز میں جانور ذبح کرنے لگے کہ وہ مردار ہوتا ہے اور کھیتی مویشی میں سے کئی چیزیں حرام ٹھیرا لیں جنکا بیان سورہ مائدہ و انعام میں آیا ہے گوشت خوک کو حلال سمجھا ان باتوں پر اللہ انکو الزام دیتا ہے اتنے حلال کو حلال اسلیے کہتے ہیں کہ خطر کا عقدہ حل ہو گیا طیب وہ ہے جو مزیدار ہو اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ جو چیزیں زمین میں موجود ہیں اور کوئی نص ظاہر انکی حرمت میں نہیں آئی ہے اصل انمیں حلت ہے یہاں تک کہ کوئی دلیل مقتضی تحریم کی آوے اس سے زیادہ دلالت میں اس معنی پر یہ آیت ہے هُوَ الَّذِی خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا **ف** قتادہ وسدی نے کہا جو اللہ کی معصیت ہے وہ خطوات شیطان ہے عکرمہ نے کہا مراد خطوات سے نزعات شیطان ہیں مجاہد نے کہا شیطان کے قدم ہیں یا خطائیں انکی ابو مجلز نے کہا مراد نذور ہیں معاصی میں شعبی نے کہا ایک آدمی نے یہ نذر کی تھی کہ اپنے بیٹے کو حلال کرے مسروق نے اسکو فتوے دیا کہ ایک بکرا ذبح کر دے اور یہ کہا تیری نذر خطوات شیطان میں سے ہے ابن مسعود کے پاس ضرع و ملح لائے تھے وہ اسکو کھانے لگے ایک آدمی الگ جا بیٹھا انہوں نے کہا اسکو بھی دو وہ بولا میں نہیں لیتا پوچھا کیا روزہ دار ہے کہا نہیں پوچھا پھر کیا سبب ہے کہا میں نے ضرع کو اپنے

[illegible]

اور ہمیشہ کے لیے حرام کر لیا ہے ابن مسعود نے کہا یہ خطوات شیطان میں سے ہے تو اسکو کھا اور قسم کا کفارہ دے دے رواہ ابن
ابی حاتم ابو رافع کہتے ہیں ایک دن اپنی جورو پر خفا ہوا اس نے کہا میں ایک دن یہودیہ ہوں ایک دن نصرانیہ میری ساری
لونڈی غلام آزاد ہیں اگر تو مجھکو طلاق نہ دے میں نے ابن عمر سے ذکر کیا انہوں نے کہا اِنَّمَا هٰذِهٖ مِنْ خُطُوٰتِ
الشَّیْطٰنِ یہی بات زینب بنت ام سلمہ نے کہی یہ مدینہ میں بڑی فقیہ تھیں ابن عباس نے کہا جو قسم یا نذر غصے میں ہوتی ہے
وہ خطوات شیطان ہے اسکا کفارہ وہی قسم کا کفارہ ہے غرضکہ مراد خطوات سے راہ و طریق و تزئین و عمل شیطان ہے
اور جو چیز شرع میں نہیں آئی ہے وہ منسوب ہے طرف شیطان کے کسی نے کہا مراد خطوات سے محقرات ذنوب ہیں کسی نے کہا
آثار شیطان ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ لفظ کو عام رکھا جاوے کسی فرد و نوع کے ساتھ خاص نہ کریں یہ کہنا کہ شیطان
تمہارا کھلا دشمن ہے تعلیل ہے نہی اتباع کی و مثلہ قولہ تعالیٰ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ و قولہ سبحانہ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ
عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ اللہ نے آس سجدۂ آدم علیہ السلام سے عداوت اسکی سارے
بنی آدم کے ظاہر کر دی وقال تعالیٰ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّیَّتَهٗ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا
پھر فرمایا کہ شیطان تمکو حکم اعمال سیئہ کا دیا کرتا ہے سب میں بدتر یہ ہے کہ زنا وغیرہ کر سکتا ہے اس سے زیادہ بدتر
یہ ہے کہ تم نے جانے کوئی بات اللہ پر جوڑ دو ابن کثیر کہتے ہیں اس آیت میں ہر کافر و مبتدع داخل ہے سو صحیح قرآن کا لفظ یہ ہے
یعنے مسئلہ اپنی طرف سے بنا لو جیسے ملاں بہت غلط العام شہرہ ہے ہیں لکھتے فتح البیان میں یوں ہے جیسے یہ کہنا کہ یہ
حلال ہے یہ حرام ہے بغیر علم کے ظاہر یہ ہے کہ آیت صادق ہے ہر اس بات پر جو شرع میں بغیر علم کے کہی گئی ہے پس شامل
ہو گئی ساری مذاہب فاسدہ آراء کاسدہ قیاسات باردہ و اجتہادات جامدہ کو جنکا اذن اللہ نے نہیں دیا اور نہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کوئی دلیل انمیں آئی شیطان کا حکم و وسوسہ عبارت ہے انہیں خطرات سے جو آدمی کے دل میں گذرتے
رہتے ہیں فاعل ان خواطر کا اللہ ہے شیطان بطور عرض ہے حدیث میں آیا ہے کہ چلتا پھرتا ہے شیطان ابن آدم کے
مثل خون کے بیچ رگوں میں وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا اَوَ لَوْ كَانَ
اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ ۰ جب انکو کہو چلو اسپر جو اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم چلیں گے اسپر جو دیکھا
اپنے باپ دادوں کو بھلا اگرچہ انکے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہوں نہ راہ کی خبر یعنے جب معلوم ہوا کہ باپ دادوں کی رسم
خلاف حکم خدا کے ہے تو پھر اوسپر چلنا کیا ابن عباس نے کہا یہ آیت حق میں یہود کے اتری جنکو رسول خدا صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے اونکو طرف اسلام کے بلایا تھا انہوں نے کہا ہم تو باپ دادوں کی راہ پر رہیں گے ابو السعود کا لفظ
یہ ہے یہ آیت حق میں مشرکین کے اتری ہے انکو حکم ہوا تھا کہ وہ قرآن پر چلیں اور جو کچھ طرف سے اللہ کے اوترا ہے

جیسے کھلی کھلی دلیلیں حجتیں اونکی پیروی کریں سوا وہوں نے وہ تو یہ کیا تقلید کیطرف جھکے اسیتے یہ آیہ اسعود بسبب
حسنی مذہب ہے اونکے بیان سے ظاہر ہوا کہ تقالید اہل شرک سے آئی ہے جسطرح قول ابن عباس سے بھی پایا گیا کہ اصل تقلید
یہود سے نکلی ہے غرضکہ خواہ یہ تقلید مشرب اہل شرک کا ہو خواہ ہو یا مذہب یہود کا مسعود اس آیت شریف میں اوسکی
مذمت مقلدین کے حصل کا اشتہار ہے اسیطرحکی دوسری آیت ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى
الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا الخ یعنی ہم تو اوسی کو حلال حرام سمجھیں گے جسپر ہمنے اپنے آبا و اجداد
کو پایا ہے جو اللہ و رسول کہتے ہیں اوسکی پیروی ہمسے نہ ہوگی یہی مقولہ ہے مقلدین مذاہب کا کہ جو ہمارے ائمہ و علما
کتب فقہ مصطلح و فتاوی آراء میں لکھ گئے ہیں ہم اوسکو مانیں گے جو اوس حدیث میں آیا ہے اوسپر ہرگز نہ چلیں گے
فتح البیان میں لکھا ہے اس آیت میں دلیل ہے قبح تقلید و منع تقلید پر ہے اور رازی نے ایک عمدہ تقریر اسجگہ
مذمت تقلید کے شان کی ہے پہر کہا رازی نے یوں کہا ہے کہ لما اس آیت کا بعد زجر کے اتباع خطوات شیطان
سے اسی تنبیہ کیلیے ہے کہ درمیان متابعت وسواس شیطان اور درمیان متابعت تقلید کے کچھ فرق نہیں ہے یہ آیت ایک قوی
قوی دلیل ہے اسبات پر کہ نظر و استدلال کرنا واجب ہے جو کچھ خاطر میں بغیر دلیل کے آوے یا کوئی غیر کہے اسپر اعتماد نہ کرے اھ
کتاب دین خالص جلد دوم میں آیت کے رد تقلید میں لکھی ہیں اس باب میں کتاب الطلب رسالہ قول مفید فتاوی اعلام
الموقعین وغیرہ مؤلفات ائمہ دین کافی وافی شافی صافی ہے صاوی کا لفظ یہ ہے آیت مذکور سے یہ ہے کہ یہ آیت دلیل
ہے منع تقلید پر اس شخص کیلیے جو نظر و اجتہاد پر قادر ہے اسیتے یہ بات مقتضا اونکی کچھ ٹھیک نہیں اسلیے ہر شخص
قدرت نظر و اجتہاد کی نہیں رکھتا ہے جسکو نہیں رکھتا تو کیا اوسکو تقلید کرنا چاہیے حالانکہ تقلید کرنا اہل اسلام کو
احکام میں کسی حالت میں بھی خواہ وہ مسلمان عالم ہو یا جاہل درست نہیں ہے عالم کی تو کیا شامت آئی ہے کہ وہ علم حاصل
کرکے جاہلوں میں ملیگا أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ اور جو جاہل ہے اوسکو اسقدر کافی ہے کہ عالم کتاب و سنت
سے ہر مسئلہ و حکم کا حال یوں دریافت کر لیا کرے کہ بتاؤ اسمقدمہ میں اللہ و رسول کا کیا ارشاد و امر ہے یہی معنی ہیں اس
آیت شریف کے فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ذکر نام ہے قرآن کا اہل ذکر سے علماء کتاب اللہ مراد ہیں عالم
کتاب کا وہی ہوتا ہے جو علوم سنت مطہرہ پر عبور رکھتا ہے ایسا شخص ہر مسئلے کا جواب نصوص قرآن و حدیث سے یا کلیات و
عمومات کتاب و سنت سے قیامت تک دے سکتا ہے یہ محتاج فقہ رائے ہے نہ آرزومند قیاس کے نقول مصطفی اثر رای دیگراں مانیم
شہ نو یار بالعمر گرد دار عیار عاشق وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً صُمٌّ
بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ مثال اون کافروں کی جیسے مثال ایک شخص کی کہ چلاتا ہے ایک جانور کو جو سنتی نہیں مگر پکارنا اور چلانا

ع
اور جب انکو کہیے چلو
اسکی طرف جو اتارا اللہ
اور رسول کیطرف
کہیں ہمکو بس ہے جس
پر پایا ہم نے
اپنے باپ دادوں کو
بھلا اور جو
شیطان بلاتا ہو
انکو عذاب کیطرف
دوزخ کی ١٢

ع
پناہ اللہ کی اس سے
کہ ہوں میں نادانوں
میں ١٢

ع
سو پوچھو یاد رکھنے
والوں سے اگر تم
نہیں جانتے ١٢

بہرے گونگے اندھے ہیں سو انکو عقل نہیں یعنی ان کافروں کو سمجھانا ویسا ہے جیسا کوئی جنگل کے جانوروں کو بلاوے سو وہ سوائے آواز کچھ نہیں سمجھتے یہی حال ہے اُس شخص کا کہ آپ علم نہ رکھے اور علم والے کی بات قبول کرے ہٹ **ف** یہ ایک مثال ہے جو اللہ نے واسطے مذمت مقلدین کے بیان فرمائی کما قال تعالیٰ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جس عمی و ضلال و جہل و تقلید میں کافر گرفتار ہیں انکا حال دواب کی طرح ہے کہ آواز تو سنتے ہیں مگر بات نہیں سمجھتے یہی قول ہے ابن عباس و ابو العالیہ و مجاہد و عکرمہ و عطا و حسن و قتادہ و ربیع بن انس کا معلوم ہوا کہ اسلام میں تقلید نہیں ہے یہ تقلید اہل کتاب و اہل شرک اہل کفر سے نکل کر اس دین میں بھی پھیل گئی ہے اسی لیے علماء دین نے تقلید کو شرک حرام کہا ہے مجموع شوم بتایا ہے کسی نے کہا یہ مثال ڈنکے پکارنے کی بتوں کو ہے جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے نہ کچھ سمجھتے ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے لیکن ابن کثیر نے پہلی بات کو اولےٰ بتایا ہے اس لیے کہ بت مطلقاً کچھ نہیں سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ بولتے ہیں نہ ایسی حیات ہے جنگل کے جانور پکارنا بلانا تو سنتے ہیں گو بات نہیں سمجھتے سو اسی طرح حال مقلدین کا ہے کہ مثل دواب کے آواز داعیان توحید و سنت کی سنتے ہیں مگر بات اُنکی انکے گلے نہیں اُترتی حق سے یعنی اُسکے قبول کرنے سے بہرے حق کہنے سے گونگے راہ حق دیکھنے سے اندھے ہیں حق سمجھنے سے بے شعور ہیں کما قال تعالیٰ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ مَنْ يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ اس آیت میں کافروں کے واعظ و داعی یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشبیہ دی ہے ساتھ راعی کے کہ جس طرح وہ ریوڑ بکری کو پکارتا ہے مگر سوائے آواز وہ کچھ نہیں سنتے ایسا ہی حال اُن کافروں کا ہے جنکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف اسلام کے بلاتے ہیں ایک جماعت سلف کا یہی قول ہے بیضاوی نے کہا مطلب ہوا کہ کافر بسبب انہماک کے تقلید میں اپنا ذہن اسپر نہیں چلاتے جو اونپر پڑھا جاتا ہے یہ بہائم کی طرح ہیں کہ آواز سنیں مگر بات نہ سمجھیں عطاء نے کہا یہ آیت واسطے یہود کے اُتری ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ○ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○

اے ایمان والو کھاؤ ستھری چیزیں جو تمکو روزی دی ہمنے اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اسیکو بندے ہو یہی حرام کیا ہے تمپر مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جسپر نام پکارا اللہ کے سوا کا پھر جو کوئی پھنسا ہو نہ بےحکمی کرتا نہ زیادتی تو اوسپر نہیں گناہ تحقیق اللہ بخشنے والا ہے مہربان یعنی مویشی میں اتنی ہی چیزیں حرام ہیں یہ بھی جبکہ آدمی بھوک سے مرنے لگے تو یہ بھی معاف ہیں بشرطیکہ بےحکمی نکرے یعنی نوبت اضطرار کی نہ پہونچے اور کھانے لگے زیادتی نہ کرے بقدر ضرورت کھاوے **ف** اللہ نے اس آیت میں انہی مویشی میں سے دوں

حکم دیا کہ وہ پاک رزق کہاویں اللہ کا شکر ادا کریں اگر اوسکے بندے ہیں حلال کا کہانا سبب ہوتا ہے دعا و عبادت کے قبول ہونیکا جیسے کہ حرام کہانا قبول ہونیکو سے روکدیتا ہے ابوہریرہ مرفوعاً کہتے ہین اے لوگو اللہ پاک ہے قبول نہیں کرتا مگر پاک اللہ نے حکم دیا مومنوں کو اسی بات کا جو حکم دیا ہے رسولوں کو فرمایا اے رسولو کہاؤ طیبات عمل کرو صالحات مین تمہارے کاموں کو جانتا ہوں اسیطرح یہ کہا کہ اے ایمان والو کہاؤ طیبات جو ہمنے تمکو دیے ہین پہر ذکر کیا ایک آدمی کا کہ وہ لمبا سفر کرتا ہے پریشان بال گرد آلودہ ہے دونوں ہاتھ طرف آسمان کے اوٹھاکر یارب یارب کہتا ہے حالانکہ اوسکا کہانا حرام ہے پینا حرام ہے لباس حرام ہے حرام سے پلا ہے کہو اوسکی دعا کہان سے قبول ہو رواہ احمد ومسلم والترمذی معلوم ہوا کہ اصل قبولیت عبادت و دعا مین اکل حلال ہے اوسکے ہمراہ جسقدر صدق مقال ہی ہوتا ہے تو آدمی سراپا مقبول ہو جاتا ہے سارے تصوف کا گر یہی دو حرف ہیں **ف** جب فرمادیا کہ رزق حلال کہاؤ تو اب حرام سے منع کردیا یہ حرام چیزوں کو نام لیکر بتادیا مردار وہ جانور ہے جو آپ ہی آپ مرجاوے کوئی اوسکو حلال کرے ذبح نہ کیا جاوے خواہ گلا گہونٹا ہوا ہو یا پہاڑ پر سے گرا ہو یا سینگ کا مارا ہوا یا درندے کا پہاڑا ہوا لیکن جمہور نے مردہ دریا کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے لقولہ تعالیٰ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ (حلال ہو تمکو شکار دریا کا اور اسکا کہانا) وبدلیل حدیث عمر جو بخاری و مسند موطا و سنن میں آئی ہے ولقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ یعنے دریا کا پانی پاک اور اسکا مردہ درست ہے حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے حلال ہوئے ہمارے لیے دو مردار و خون مچھلی ٹڈی جگر طحال ساری تقریر اس مسئلہ کی سورہ مائدہ میں آویگی مسئلہ مردار کا دودھ جو ملا ہوا ہو تا شافعی وغیرہ کے نزدیک نجس ہے اسلیے کہ اس مردار کا جز ہے مالک سے ایک روایت میں پاک ہے مگر نجاست ہمسائیگی کے نجس ہوتا ہے اسیطرح انفحہ میتہ میں اختلاف ہے صحابہ نے پنیر مجوس کا کہایا ہے قرطبی نے کہا کچھ تہوڑے سے دودھ میں وہ ملا ہوتا ہے سو جب پتلی چیز زیادہ ہو تو تہوڑی نجاست معاف ہوتی ہے سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا سمن جبن فرا کا کیا حکم ہے فرمایا حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا حرام وہ ہے جو اللہ نے حرام کیا اور جس چیز سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے رواہ ابن ماجہ اسیطرح خون بہتا حرام ہے گو نجس ہونیکا حکم گوشت خنزیر کا ہے خواہ اوسکو ذبح کیا ہو یا وہ خود مرگیا ہو سو اسکی چربی بہی مثل لحم کے حرام ہے تغلیباً یا اسلیے کہ لحم شامل شحم ہوتا ہے یا بطریق قیاس کے ابن کثیر نے کہا جو جانور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہے کسی تہان پر یا کسی بت پر یا کسی باپ پیر پر اور مثل اسکے جسکے لیے جاہلیت والے ذبح کیا کرتے تہے تو وہ حرام ہے حسن بصری سے پوچہا کہ ایک عورت نے اپنے کہیل تماشے کے لیے ایک شادی رچائی ہے اوس میں ایک اونٹ حلال کیا ہے کہا اوسکو نہ کہاؤ وہ تو مورت کے لیے ذبح کیا گیا ہے قرطبی نے کہا عائشہ سے پوچہا کہ یہ جو عجم اپنی عیدوں میں

جانور ذبح کرتے ہین غیر مسلمانونکو اوس آیت تحقیق سمجھتے ہیں اسکا کیا حکم ہے کہا جو جانور اسکے لیے ذبح کیا جاوے اوسکو نہ کھاؤ اونکے درختوں کا پھل کھاؤ۔ تتمے مطلق تشہیر اکہ جو جانور کسی بت یا تہان کے لیے یا خلاف طریقہ اسلام کسی جلسہ و جشن مین ذبح کیا گیا ہے اوسکا کھانا حرام ہے اہلال کے معنے لغت میں بلند کرنا آواز کا ہے سو جس جانور پر کسی طاغوت یا صنم کا نام پکارا گیا وہ جانور اوسکی طرف منسوب اور اسکی نام و نذر کے لیے رکھا گیا تو وہ حرام ہوچکا خواہ وقت ذبح کے اوس پر نام اوس صنم یا طاغوت کا لیا جاوے یا بسم اللہ کے نام حلال کیا جاوے وہ کسیطرح حلال نہین ہوتا مفسر سلف و خلف نے جو اہلال کے معنے مین لفظ ذبح کا ذکر کیا ہے سو اسلیے کہ جاہلیت والے جس جانور کو نام پر غیر اللہ کے مقرر کرتے تھے وقت ذبح کے بہی اوسی غیر کا نام لیتے تھے نہ اللہ کا نام اونکا نام زرد کیا فرمایا جس غیر خدا کا نام لیا جاوے وہ مثل سور و خون مردار کے حرام ہے اہل تفسیر نے شان نزول پر خیال کرکے لفظ ذبح کو اختیار کر لیا معنے لغوی پر خیال نہ کیا حالانکہ لغت مقدم ہوتی ہے قرآن پاک کی بلاغت کو تو دیکھو کہ نزول آیت کا مقصد ذبح جاہلیت ہے اگر وحی مین وہ لفظ بولا گیا جو ذبح و نحر و رفع صوت دونو کو شامل ہے تاکہ یہ ہو کہ اگر کسی نذر نیاز غیر اللہ کے جانور پر ذبح کے وقت نام اللہ کا لے دیں تو اسکو حلال طیب سمجھکر جاہل مسلمان نہ کھا جاوین بلکہ یہ جتلا دیا کہ اصل اعتبار سمجھ نیت کا ہے جب نیت صاحب نذر و نیاز کی واسطے غیر اللہ کے ہوئی تو اب وقت ذبح کے خواہ اللہ کا نام لیا جاوے یا غیر اللہ کا برابر ہے اسکے نام لینے سے کچھ وہ جانور حلال نہین ہوجاتا ہے بلکہ یہ آیت نہایت درجہ عام ہے ذبح حیوان وغیرہ نذور غیر اللہ سب کو شامل ہے اسلیے کہ حرف ما کا عربی زبان مین صیغہ عموم العام کا ہوتا ہے معلوم ہوا کہ جس کسی چیز پر جانور ہو یا اور کچھ جب غیر اللہ کا نام لگیگا تو وہ چیز حرام ہوجاویگی کھانے کی ہے تو کھانا اوسکا پینے کی ہے تو پینا اوسکا کسی اور استعمال کی ہے تو استعمال اسکا حرام ہوگا کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوصیت سبب کا مگر جس کسی چیز کو دلیل نے خاص کر دیا ہو کہ یہ اور بات ہے فتح البیان مین کہا ہے کہ ذبح جو معتقدین اموات قبور پر کیا کرتے ہین یہ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مین داخل ہے اس ذبح مین اور جو بتون کے لیے ذبح ہوتا ہے کچھ فرق نہین ہے نظام نے تفسیر نیشاپوری مین لکھا ہے کہ علما نے کہا ہے اگر کسی مسلمان نے کوئی ذبیحہ ذبح کیا مقصود اسکا اس ذبح سے تقرب الی غیر اللہ ہے تو وہ ذابح مرتد ہوگیا اور ذبیحہ اسکا مرتد کا ذبیحہ ہے انتہی صاحب خاص نے کہا ہے کہ جب مسلمان نے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ذبح کیا تو وہ کافر ہوگیا انتہی شوکانی علیہ الرحمۃ نے کہا جب ذبح سید رسل صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے نزدیک اہل علم کے کفر ہے تو اور اموات کے لیے کیونکر درست ہوسکتا ہے انتہی عطا و مکحول و حسن و شعبی کے نزدیک ذبیحہ نصاری کا کہ نام مسیح کا ہے بدلیل وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ مگر مالک و شافعی و ابو حنیفہ اوسکو حلال نہین کہتے ہین انکی

اہل کتاب سے انون کا کہانا تم کو حلال ہے ۱۲

تحت ہے جب اوسنے ذبح پر نام مسیح کا لیا وہ مِمَّا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ہو گیا حت کیا تو حرام ہوا علی مرتضی کہتے ہیں
جب تم یہود و نصاری کو سنو کہ وہ اہلال لغیر اللہ کرتے ہیں تو کہاؤ اور جب نہ سنو تو کہاؤ کیونکہ اللہ نے اونکی ذبائح حلال
کیے ہیں جو کچہ وہ کہتے ہیں اللہ کو معلوم ہے حاصل کلام یہ ہوا کہ اگرچہ لفظ طعام عام ہے مگر آیت اہلال مخصص ہے واسطے عموم
مذکور کے مخصص ہے کہ کہانا یہود و نصاری کا تم کو حلال ہے مگر وہ کہانا جس پر نام غیر خدا کا لگے خواہ کوئی جانور ہو جسکو
نام عیسی علیہ السلام پر ذبح کیا ہے یا اور کوئی چیز ہو جن چیزوں کو اللہ نے اس آیت میں حرام کر دیا ہے اونہیں چیزوں کا
کہانا حالت اضطرار و احتیاج و ضرورت میں مباح فرمایا ہے حث کی اور کہا نہ ملے فقط یہی چیزیں ملیں مجاہد
نے کہا باغی عادی ہونے کی تفسیر میں کہ راہزن ہو امام سے جدا ہو معصیت خدا میں گہر سے باہر نکلا ہو تو ایسے
شخص کا کہانا درست نہیں ہے اگرچہ مضطر ہو اوسکو رخصت نہیں یہی قول سعید بن جبیر کا بہی ہے مقاتل بن حیان نے
کہا باغی ہو یعنی اوسکو حلال سمجہے سدی نے کہا یعنی شہوت کے لیے نہ کہاوے عطا نے کہا یعنی مردار کے کباب
یا گوشت بہنا ہوا نہ کہاوے بلکہ سادہ طور پر جب حلال ملے تو اوس حرام کو پہینکدے ابن عباس نے کہا پیٹ
بہر کر نہ کہاوے یہ زیادتی ہے سیاحت کے مردار کو تو نہ کہاوے یہ تعدی ہے قتادہ نے کہا یعنی حلال ملتے ہوے حرام
کیطرف نہ دوڑے محمد بن مدنے کہا مضطر وہ ہے جو مکرہ ہو اوسکا اس جلیے قرطبی نے کہا مضطر کو اگر مردار ملا اور غیر کا
کہانا ایسی جگہ جس میں قطع وادی نہیں ہے تو وہ مردار نہ کہاوے بلکہ غیر کا کہانا بغیر خلاف کہاوے رہی یہ بات کہ اس
طعام کا ضمان لازم آتا ہے یا نہیں سو مالک کے دو قول ہیں عباد بن شرحبیل نے مارے بہوک کے ایک شخص کے باغ
سے ایک بال توڑ کر دانے نکالکر کہا لیے تہے کچہ اپنی کملی میں رکہہ لیے مالک باغ نے اونکو مارا کپڑا چہین لیا اونہوں نے
آکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا فرمایا اوس شخص سے تم نے جس صورت میں کہ یہ بہوکا تہا اسکو کیوں نہ کہلایا اگر جاہل
تہا تو کیوں نہ بتایا پہر اونکا کپڑا واپس کرا دیا اور ایک وسق یا نصف وسق طعام دلوا دیا اوسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے
ابن کثیر نے اس حدیث کی سند صحیح قوی جید بتائی ہے اسکی بہت سے شواہد ہیں جیسا کہ حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا جو پہل لٹکتا ہوا اوسکا کیا حکم ہے فرمایا حاجت والے اگر اپنے
منہہ میں کچہ لیلیا گود نہ بہری تو اوسپر کچہ گناہ نہیں ہے الحدیث مقاتل بن حیان نے کہا یہ آیت حق میں مضطر کے ہے جس نے
حالت اضطرار میں کہا لیا ہم کو یہ بات پہونچی ہے کہ تین لقمے سے زیادہ نہ کہاوے سعید بن جبیر نے کہا اللہ غفور ہے جو حرام
کہایا ہے اسکو معاف کر دیگا رحیم ہے حرام کو مضطر کے لیے حلال کر دیا مسروق نے کہا جس نے اضطرار میں نہ کہایا نہ پیا پہر مر گیا
تو دوزخ میں گیا اس سے معلوم ہوا کہ کہانا مردار کا مضطر کے لیے عزیمت ہے نہ رخصت کیا ابو الرفیق غزالی نے

نے کہا ہے ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے جیسے اضطرار کا واسطے بیمار کے فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ مضطر وہ ہے جسکو ڈر ہو مرجائیگا اگر نکہاویگا تو اوسکو کہانا محرمات کا روا ہے اگر راہ تک وا ہے اور اگر بہوکا ہے ہمیشہ اسی مخمصہ میں مبتلا رہتا ہے تو پیٹ بہر کے کہایا کرے اگر یہ مخمصہ نادر ہے تو زندگی باقی رہنے کی قدر سد رمق کہالے یہی قول ابو حنیفہ کا ہے مالک کہتے ہیں پیٹ بہر کر کہاوے

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ

بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ○ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ

اخْتَلَفُوا فِي الْكِتٰبِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ○ جو لوگ چہپاتے ہیں جو اتارا ہے اللہ نے کتاب لیتے ہیں اوسپر مول تہوڑا وہ نہیں کہاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ نہ بات کریگا اون سے اللہ دن قیامت کے اور نہ سنواریگا انکو اور انکے لیے ہے دکہہ کی مار وہی ہیں جنہوں نے خرید کی گمراہی بدلے راہ کے اور مار بدلے بخشش کے سو کیا سہار ہے انکو آگ پر یہ سو اسطے کہ اللہ نے اتاری کتاب سچی اور جنہوں نے کئی راہیں نکالیں کتاب میں وہ ضد میں دور جا پڑے ہیں یہود اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخر الزماں کی صفت چہپا ڈالی بہت آیتوں کے معنے بدل ڈالے دنیا کی غرض کے لیے کہ کہیں انکی ریاست نجاتی رہے وہ لوگ عرب سے ہدیہ تحفہ لیتے ڈرے کہ اگر ہم صفت مذکور ظاہر کرینگے تو لوگ ہمکو چہوڑ کر پیغمبر کے تابع ہو جاوینگے آمدنی بند ہو جاویگی اسلیے اونہوں نے آمد رعیت کے چہپا ڈالا اپنی جانوں کو بعوض ہدایت و اتباع حق و تصدیق رسول و ایمان بالکتاب اس تحقیق آمدنی بیچ دیا دنیا و آخرت دونو کا نقصان کیا دیا من اللہ نے اپنے بندوں پر صدق اپنے رسول کا ظاہر کر دیا آیات ظاہرات و دلائل قاطعات دیگر ایسے جسکو اس بات کا ڈر تہا عصبت عصبت کے اکثر جگہہ اللہ نے کتاب اپنے میں انکی مذمت کی ہے جسطرح اس آیت میں بتلایا ہے کہ اونہوں نے وہ تہوڑا مول نہیں کہایا بلکہ آگ سے پیٹ بہر لیا قال تعالیٰ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوٰلَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سونے چاندی کے برتن میں کہاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ غٹ غٹ اتارتا ہے اسی جگہہ سے محاورہ اردو میں پیٹ کو دوزخ کہتے ہیں سو ایسے ہی پیٹ دوزخ ہوتے ہیں جنمیں طعام حرام جاتا ہے ورنہ مال حلال پیٹ میں جاکر نور بن جاتا ہے مال حرام آگ ہو جاتا ہے **ف** اللہ پاک کا اون سے بات نکرنا اس بات پر ہوگا کہ اونہوں نے حقیقت چہپائی جان بوجہکر مکر گئے اسلیے مستحق غضب کبیر کے ہوے سنوارنے کا یہ مطلب ہے کہ انکو انکے گناہ سے بری نکریگا بلکہ گناہ ہر بار دیگا حدیث مرفوع ابوہریرہ میں آیا ہے تین آدمی ہیں جن سے اللہ بات نکریگا نہ انکو پاک صاف کریگا اور انکو دکہہ کی مار ہوگی ایک بوڑہا زنا کار دوسرا بادشاہ دروغگو تیسرا عیالدار متکبر رواہ م آپنے جانتے آگ پر صبر کرینگا یہ مطلب ہے کہ جو کوئی

اونکو نہ پوچھیگا وہ بحث کریگا کہ اونہونے اس سخت عذاب کو کیونکر اپنے لیے گوارا کیا اسکے علامات ونکال واعلال پر کسطرح صبر آیا کیسے تہا
طلب ہی کر گناہ کرنے پر ہی جمے ہوئے ہیں اوسکا انجام انکے لیے دوزخ ہوگا یہ عذاب اسبات پر ٹہیرا کہ اللہ نے اپنے پیغمبر پر
کتابیں اوتاریں جن میں تحقیق حق ابطال باطل ہے اونہوں نے اون آیات کو ہنسی ٹہٹہا ٹالا کتاب تو یہ کہتی تہی کہ تم علم کو ظاہر
ومشتہر کرو اونہونے خلاف اوسکے تکذیب کی چہپایا رسول خاتم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کو طرف اللہ کے بلایا نیکی کا حکم دیا بدی
سے منع کیا یہ لگے انکو جہٹلانے انکار کرنے صفت چہپانے اس مستحق وبال ونکال کے ٹہیرے **ف** چہپایا صفت کا
یوں تہا کہ جو وصف اور وقت ہونے خاتم رسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توریت مین لکہا تہا اوسکو علماء یہود نے مٹا دیا یا اوسکا
غلط اور طرح بیان کیا یہ آیت شریف اگرچہ حق میں یہود کے ہے لکن اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اب جو کوئی
علماء اسلام مین ایسا کرتا ہے کہ احکام قرآن کو طمع دنیا سے چہپا ڈالتا ہے دیدہ ودانستہ خلاف سنت وقرآن کے قول زید
وعمرو سے فتوی دیتا ہے اوسکا حکم وہی یہود کا حکم ہے جو سزا انکی اس جگہہ بیان فرمائی ہے وہی سزا اوس عالم اس امت
کے بہی ہے مراد کتاب سے جس میں اختلاف کیا توریت ہے یہود ونصاری نے کہا اوس میں صفت عیسی ہے یہود نے انکار کیا یا قرآن ہے
جس مین کفار قریش مختلف ہوگئے کسیے کہا سحر وکہانت ہے کسیے کہا اگلی کہانیان ہیں اس آیت پر ربع اول پارہ
سیقول ختم ہوا وللہ الحمد والمنۃ ع

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ
السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ج وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ج وَ
الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ نیکی یہی

نہین کہ موہنہ کرو اپنے مشرق یا مغرب کیطرف لکن نیکی وہ ہے جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور پچہلے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں
پر اور نبیوں پر اور دیوے مال اوسکی محبت پر ناتے والوں کو اور یتیمون کو اور محتاجون کو اور راہ کے مسافر کو اور مانگنے والوںکو
اور گردن چہوڑانے میں اور کہڑی رکہے نماز اور دیا کرے زکوۃ اور پورا کرنے والے اپنے اقرار کو جب قول کریں اور ٹہیرنے
والے سختی میں اور تکلیف میں اور وقت لڑائی کے وہی لوگ ہیں جو سچے ہوئے اور وہی بچاؤ میں آئے **ف** ابن ابی
حاتم نے کہا اس آیت میں بڑے جملے عام قاعدے اور صحیح عقیدے ہیں ابوذر نے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا
تہا ایمان کیا چیز ہے آپنے یہ آیت پڑہکر سنائی پہر یہی سوال کیا پہر اسی آیت کو پڑہا پہر پوچہا فرمایا جب تو نیکی کرے
تو تیرا دل اوسکو دوست رکہے جب برا کام کرے تو دل تیرا اوسکو دشمن رکہے لکن اسکی سند مین انقطاع ہے
اسی کے لگ بہگ ابن مردویہ نے بہی ابوذر سے مطولا ذکر کیا ہے مگر وہ روایت بہی منقطع ہے ابن کثیر نے

کہا پہلے اللہ نے مومنین کو یہ حکم دیا تہا کہ منہ طرف بیت المقدس کے کیا کریں پہر انکو کعبے کیطرف پہیر دیا یہ بات ایک گروہ اہل کتاب و بعض مسلمین پر شاق گذری اوسپر اللہ نے حکمت تحویل قبلہ کی بیان فرمائی کہ اصل بات اللہ عز وجل کی اطاعت و بجا آوری حکم ہے جدہر کا وہ حکم دے اودہر ہی رخ کرنا چاہیے بڑی نیکی و تقوی و ایمان یہی اتباع شریعت ہے کچہ یہ ایک طرف منہ کرنے پر مشرق یا مغرب کی جانب نیکی و طاعت نہیں ہو اگر اسے حکم جدا ہو یہ وہی بات ہے جیسا مقدمہ قربانی میں فرمایا ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۤؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ابن عباس نے کہا نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نماز پڑہو عمل نہ کرو یہ آیت جب اتری کہ قبلہ پہیر دیا گیا فرائض و حدود نازل ہوئے اللہ نے حکم دیا کہ فرائض بجا لاوے یہی قول ضحاک و مقاتل کا بہی ہے ابو العالیہ نے کہا یہود کا قبلہ مغرب تہا نصاری کا مشرق اللہ نے کہا یہ کچہ بات نہیں ہے بلکہ حقیقت ایمان و عمل کی وہ ہے جو اس آیت میں ہے یہی حسن و ربیع نے بہی کہی ہے ثوری نے کہا ساری انواع بر یہی ہیں جو اس آیت میں مذکور ہیں ابن کثیر نے کہا سچ ہے کیونکہ جو شخص متصف ہو ساتہ اس آیت کے وہ دائرہ اسلام میں بالکل داخل ہے ساری خیر اوسنے حاصل کر لی اللہ پر ایمان لایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا قائل ہوا وجود ملائکہ کا جو درمیان اللہ و رسل کے سفیر ہیں تصدیق ٹہیرا جو کتابیں اللہ کی آسمان سے انبیا پر اوتری ہیں اون سب کو مانا کیونکہ لفظ کتاب کا اسم جنس ہے کتابوں کو شامل ہے خصوصًا اوس کتاب کو جو خاتم و اشرف کتب ہے یعنی قرآن ہر خیر اوسپر منتہی ہوئی ہے دین و دنیا کی سعادت اوسکی اندر ہے اوسنے سب کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے پہر سارے پیغمبرون پر ایمان لایا جنکے خاتم محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں یہ بیان ہی اصول عقائد کا ہے فروع سو انکا بیان بعد اسکے کیا ہے مال دینے کا یہ مطلب ہوا کہ مال سے محبت تہی مال میں رغبت تہی مگر اوسکو نکال دیا یہی مطلب ابن مسعود و سعید بن جبیر وغیرہ سلف و خلف نے نقل کی ہے صحیحین میں ابو ہریرہ سے مرفوعًا آیا ہے کہ افضل صدقہ وہ ہے کہ تو صدقہ نکالے اور تو تندرست و بخیل ہو تونگری کی امید رکہتا ہو محتاجی سے ڈرتا ہو حاکم کا لفظ مستدرک میں ابن مسعود سے یون ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ تو صدقہ دے اور تو صحیح شحیح ہو امیدوار زیست کا ڈرنیوالا فقر سے ہو پہر کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے شرط شیخین پر اگرچہ اونہوں نے اوسکو روایت نہیں کیا ہے ابن کثیر نے کہا صحیح یہ ہے کہ موقوف ہو وقال تعالی وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاۤءً وَّلَا شُكُوْرًا وقال تعالی لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وقال تعالی وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ آیت اول میں یہہ تہا کہ انہون نے باوجود محبت مال کے مال دیا کہانا کہلایا اس آیت میں یہہ ہے کہ جس مال کے خود محتاج ہے اوسپر دوسرون کو اختیار کیا ایسی تنگی ترشی کا کچہ خیال نہ کیا یہ رتبہ اگلے رتبے سے بڑہا ہوا ہے **ف** مراد ذوی القربی سے رشتہ

لوگ ہین انکو صدقہ دینا اولیٰ ہے حدیث شریف میں آیا ہے صدقہ کرنا مساکین پر ایک صدقہ ہے رحم والوں پر صدقہ بھی ہے
صلہ بھی ہے اولیٰ تر تیرے دینکی کرنے کے لیے یہی تیرے رشتہ دار ہین یعنی اول خویش بعدہ درویش قرآن پاک مین
کسی جگہہ یہ حکم آیا ہے کہ قرابت والون سے احسان کرو یتیم وہ ہے جسکے لیے کوئی کمانیوالا نہ ہو اوسکے باپ دادا مر گئے
ہون وہ خود ضعیف و ناتوان و کمزور نابالغ ہو کما نہ سکتا ہو علی مرتضے نے مرفوعا کہا ہے کہ نہین ہے یتیمی بعد بلوغ کے
رواہ عبد الرزاق مساکین وہ ہیں جنکے پاس کہانے پینے پہننے کو بقدر کفایت نہین ہے انکو اوتنا دے جس سے انکا کام
نکل جاوے حاجت رفع ہو صحیحین میں ابوہریرہ سے مرفوعا آیا ہے وہ شخص مسکین نہین ہے جو گلی کوچے مین پہرتا رہتا ہے ایک
دو کہجور یا ایک دو لقمے اوسکو سیر کر دیتے ہین مسکین وہ ہے جو اوتنا نہین پاتا کہ آسودہ ہو نہ کوئی اوسکو جان سکتا ہے کہ
کچھہ صدقہ اوسکو دے ابن السبیل سے وہ مسافر مراد ہے جسکے پاس خرچ نہ رہا اوسکو اوتنا دیوے کہ وہ اپنے شہر کو پہونچ جاوے
اسی طرح وہ شخص جو کسی طاعت کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے اوسکو بقدر آنے جانیکے عطا کرے اسمین مہمان بھی داخل ہے
ابن عباس نے کہا ابن السبیل وہ مہمان ہے جو پاس مسلمانون کے آکر اوترتا ہے یہی قول ہے ایک جماعت تابعین کا سائلین
وہ لوگ ہین جو مانگتے پہرتے ہین انکو زکوٰۃ صدقات سے کچھ دیدے حدیث حسین بن علی علیہما السلام مین مرفوعا آیا ہے
سائل کا حق ہے اگرچہ گہوڑے پر چڑھکر آوے رواہ احمد و ابوداود اس حدیث کو اگرچہ بعض محدثین نے سخت ضعیف
کہا ہے مگر بے اصل محض نہیں ہے ابن کثیر نے اوسکو نقل کیا مگر کچھہ کلام نہ کیا گردن چہڑانے کا مطلب ہے مکاتبین کو
دینا جسکو مقدور ادائے بدل کتابت کا نہین ہے سورہ برأت مین ان انواع پر زیادہ کلام بسط آویگا انشاء
اللہ تعالیٰ فاطمہ بنت قیس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مال مین اور بہی حق ہے سوا زکوٰۃ کے آپ نے یہ آیت پڑھی رواہ
ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن ماجہ والترمذی اقامت صلوٰۃ کا یہ مطلب ہے کہ نماز کے کامون کو پورا ادا اوقات
معینہ پر رکوع سجدے طمانیت خشوع خضوع سے مطابق وجہ مرضی شرعی ادا کیا زکوٰۃ سے یہ مراد ہے کہ جو حق اللہ نے مال
مین حسب حساب بعد گذرنے ایک سال کے فرض کیا ہے وہ نکالا یا یہ کہ جان کو برے اخلاق کمینہ خصال سے پاک صاف
کیا کقولہ تعالیٰ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا تہا هَلْ لَكَ إِلٰى أَنْ تَزَكّٰى
وَأَهْدِيَكَ إِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى وقولہ تعالیٰ وَوَيْلٌ لِلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ یہ معنی ابن کثیر نے لکہے ہین اگرچہ
سحاوی حد صحیح و درست ہین لیکن اگلے معنی اس جگہہ زیادہ چسپان ہین اسلیے سیر نے کہا ہے کہ یا مراد زکوٰۃ مال کی ہوگی یہی
قول ہے سعید بن جبیر و مقاتل بن حیان کا ان اقسام کا دینا اور ان لوگون کو دینا بطور تطوع و صلہ ہوتا ہے جس طرح
حدیث فاطمہ بنت قیس میں گذر چکا کہ اِنَّ فِي الْمَالِ حَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ وفائے عہد کا ذکر اور جگہہ بھی قرآن پاک مین

[illegible] [illegible] [illegible] مکاتب [illegible] [illegible] ادر حرائی [illegible] وادو مکو جو نہین [illegible] زکوۃ ۱۲۵

میں آیا ہے کقولہ تعالی الذین یوفون بعہد اللہ ولا ینقضون المیثاق اس کے برعکس صفت نفاق ہے جس طرح حدیث
اور جو ور کرے ہیں مراد العہد کا اور تنبیہا ٹڑے
میں آیا ہے کہ منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کہے جھوٹ بولے جب وعدہ دے تو خلاف کرے جب امانت دار
ہے تو خیانت کرے دوسری حدیث میں یوں ہے کہ جب عہد کرے تو توڑ ڈالے جب جھگڑے تو گالی بکے مراد صبر کرنے سے
سختی میں یہ ہے کہ حالت محتاجی میں جسکو باساء کہتے ہیں صابر رہے مرض و سقام میں جسکو ضراء کہتے ہیں حالت قتال و ملاقات
اعداء میں جسکو حین الباس بولتے ہیں سہار رکھے یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہ تینوں حالتیں بہت سخت ہوتی
ہیں اسلیے خاص جگہوں میں صبر کرنیکو فرمایا ہے پھر یہ کہا کہ جو لوگ متصف ہیں ساتھ ان صفتوں کے سچ پوچھو تو ایمان
کے سچے قول و فعل کے پکے یہی لوگ ہیں انہوں نے اللہ سے ڈر کر محارم کو چھوڑ اطاعات بجا لائے واحدی نے کہا یہ واوات
جو ان اوصاف میں آئی ہیں یہ دلیل ہیں اس بات پر کہ شرط نیکی سے یہ بات ہے کہ ان سب اوصاف کو مکمل جمع کرے
اگر ایک وصف حاصل کیا ہے تو مستحق وصف بر نہ ہوگا کسیے کہا یہ خاصہ ہے انبیا کا اسلیے کہ غیر میں یہ سارے صفات
جمع نہیں ہو سکتی ہیں کسیے کہا بلکہ عام ہے سارے مومنین میں فتح البیان میں اسیکو اولی کہا ہے اس لیے کہ تخصیص
کوئی دلیل موجود نہیں ہے **ف** اول آیت میں پانچ چیزوں پر ایمان لانا بیان کیا ہے پھر چھ جگہ میں مال خرچ کرنیکا
ذکر فرمایا پھر نماز زکوۃ عہد صبر کا نام لیا صبر کی تین جگہ بتائیں یہ سب پندرہ وصف ہوئے یا اٹھارہ اگر مواضع صبر
کو علیحدہ گن جاوے یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد
والانثی بالانثی فمن عفی لہ من اخیہ شیء فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسان ذلک تخفیف من
ربکم ورحمۃ فمن اعتدی بعد ذلک فلہ عذاب الیم ۝ ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب لعلکم
تتقون ۝ اے ایمان والو حکم ہوا تمپر برابر بدلا لینے کا مارے گیوں میں صاحب کے بدلے صاحب غلام کے بدلے غلام عورت کے
بدلے عورت پھر جسکو معاف ہوا اسکے بھائی کی طرف سے کچھ تو چاہیے مرضی پر چلنا موافق دستور کے اور پہنچانا اسکو نیکی سے یہ آسانی
ہوئی تمہارے رب کیطرف سے اور مہربانی پھر جو کوئی زیادتی کرے بعد اسکے تو اسکو دکھ کی مار ہے یعنی ہر صاحب دوسرے صاحب کی
برابر ہے ہر غلام دوسرے غلام کی برابر ہے اشراف و کم ذات کا فرق نہیں ہے امیر اور فقیر کا تفاوت نہیں جیسے کفر میں معمول ہو رہا تھا
جسکو معاف ہوا یعنی مقتول کے وارث اگر قصاص موقوف کرکے مال پر راضی ہوں تو قاتل کو چاہیے کہ انکو راضی کرکے دیت
اٹھا کر خون بہا بھیجا دے یہ آسانی ہوئی یعنی اگلی امت پر قصاص ہی مقرر تھا اس امت کے لیے معاف کرنا یا مال پر صلح کرنا بھی جائز ٹھیرا
پھر جو کوئی دیت کا روپیہ لیکر بعد صلح کے مارنے کا قصد کرے تو خود اسکو دکھ کی مار پڑیگی پھر فرمایا کہ تمکو قصاص میں زندگی ہے اے
عقلمندو شاید تم بچتے رہو یعنی حاکموں کو چاہیے قصاص دلانیمیں قصور نہ کریں تا آیندہ خون کا ہونا بند ہو **ف** اس کے لیے کہا ہے

قریظہ و نضیر یہودی ہیں سو نضیر جاہلیت میں قریظہ سے لڑے تہے جب کوئی نضری کسی قرظی کو مار ڈالتا تو اوسکے عوض مارا جاتا بلکہ سو وسق کہجور دیکر بچ جاتا جب کوئی قرظی کسی نضری کو مارتا تو اوسکے عوض مارا جاتا اگر فدیہ دیتا تو دو سو وسق کہجور کے دیتا یعنے دیت قرظی سے دو چند اللہ تعالی نے حکم دیا کہ قصاص میں برابری رکھو لتے ہیں یہی طریقہ جاہلیت کا آجکل اکثر جگہہ جاری ہے سعید بن جبیر نے کہا اسلام سے کچھ پہلے دو قبائل عرب جاہلیت میں باہم لڑے تہے اونکی آپس میں مارکوٹ ہوئی کوئی مرا کوئی زخمی ہوا یہانتک کہ غلام و عورتیں ماری گئیں بعض نے بعض سے بدلا نہ لیا تہا کہ اسی میں مسلمان ہو گئے ایک قبیلہ دوسرے قبیلے پر مال سامان میں دست درازی کرتا اور قسم کہائی کہ جبتک اونکا آزاد عوض ہماری غلام کے مارا نہ جاویگا تب تک ہم راضی نہ ہونگے اوسپر یہ آیت اوتری کہ آزاد کے عوض آزاد غلام کے عوض غلام عورت کے عوض عورت پہر آیت اِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ نے اس آیت کو منسوخ کردیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی کی تفسیر میں کہا ہے کہ وہ مرد کو عوض عورت کے نہیں مارتے تہے بلکہ مرد کو عوض مرد کے عورت کو عوض عورت کے قتل کرتے تہے اللہ تعالے نے یہ آیت بہیجی اِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ آزادوں کو قصاص عمد میں برابر کردیا خواہ مرد ہوں یا عورتیں اسی طرح غلاموں کو مالک کا بہی یہی قول ہے کہ آیت نا منسوخ ہے بقوله اِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ مسئلہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ صاحب عوض غلام کے مارا جاویگا اس لیے کہ آیت مائدہ عام ہے یہی مذہب ہے ثوری و ابن ابی لیلی و داؤد و علی و ابن مسعود و سعید بن المسیب و ابراہیم نخعی و قتادہ و حکم کا بخاری و علی بن المدینی کہتے ہیں سید عوض عبد کے قتل کیا جاوے گا کیونکہ حدیث حسن جو سمرہ سے آئی ہے وہ عام ہے مَنْ قَتَلَ عَبْدَهٗ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهٗ جَدَعْنَاهُ وَمَنْ خَصَاهُ خَصَيْنَاهُ جمہور کہتے ہیں آزاد عوض غلام کے مارا نہ جاویگا کیونکہ غلام ایک سامان ہے اگر خطا سے قتل ہو گیا تو اوس میں دیت واجب نہیں آتی جو واجب آتی ہے وہ یہی اوسکی قیمت ہے اور جب کہ اوسکا عوض اطراف میں نہیں لیا جاتا تو جان بطریق اولے نہ لیا جاویگا اسیطرح قول جمہور کا یہ ہے کہ مسلمان عوض کافر کے مقتول نہ ہوگا کیونکہ بخاری شریف میں علی مرتضے سے مرفوعًا آیا ہے لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ اسکی کوئی حدیث یا دلیل مخالف اسکی صحیح نہ ہوگی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس طرف گئے ہیں کہ مسلمان عوض کافر کے مارا جاویگا اس لیے کہ آیت مائدہ عام ہے مانا کہ عام ہے لکن اس حدیث صحیح سے اوس عموم کی تخصیص ہو سکتی ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ حدیث صحیح مہمل چہوڑ دیجاوے غالبًا امام صاحب کو یہ حدیث نہیں پہونچی ورنہ ہرگز وہ خلاف اسکے نہ کہتے مسئلہ حسن و عطا نے کہا ہے مرد عوض عورت کے مارا نہ جاوے گا بدلیل اسی آیت کے جمہور نے اسکے خلاف کہا ہے بدلیل آیت مائدہ کے و بدلیل قوله صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ لیث نے کہا اگر شوہر نے اپنی جورو کو مار ڈالا تو قصاص اس پر ثابت اسکا

مسئلہ قتل حر بعبد

قتل مرد بعورت

مسئلہ قتل مسلم بکافر

قتل زوج بزوجہ

تتمہ

نہیں کیا جاوے گا **ف** مذہب ائمہ اربعہ و جمہور کا یہ ہے کہ ایک جماعت عوض ایک شخص کے قتل کیجاوے گی ایک لڑکی کو سات شخص نے قتل کیا تہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر سارے اہل صنعاء اوسکے مارنے پر جھکتے ہاتھ اوٹہاتے تو میں سب کو قتل کرتا اونکے عہد میں کوئی صحابی مخالف اونکا اس مسئلے میں معلوم نہوا گویا یہ حکم بمنزلہ اجماع کے ہے امام احمد سے ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ قتل جماعت بعوض شخص واحد نہو گا ایک جان کے عوض ایک ہی جان ماری جاویگی ابن منذر نے اسکی حکایت معاذ و ابن زبیر و عبدالملک بن مروان و زہری و ابن سیرین و حبیب بن ابی ثابت سے کر کے یہ کہا ہے کہ صحیح یہی ہے اور جس کسی نے قتل جماعت کا روا رکھا ہے اسکے پاس کوئی حجت نہیں ہے اور جب ابن زبیر سے نہ اثبات ہوا تو اختلاف صحابہ کا لائق غور و فکر ٹہیرے گا انتہی قصاص کہتے ہیں برابری و یکساں کرنے کو قتل و دیت و جراحت میں نزدیک مالک و شافعی کے قاتل کو اسی طرح کی ضرب سے قتل کرنا چاہیے جس سے اوس نے قتل کیا ہے ابوحنیفہ و احمد کے نزدیک ایک روایت میں فقط تلوار سے مارنا چاہیے کسی اور چیز سے نہیں مذہب ثوری ہے **ف** ابن عباس نے کہا عفو کرنا ارادہ کا یہ ہے عمد میں بعد استحقاق دم کے دیت لیلے یہی قول ہے ایک جماعت تابعین کا دینے والا اوسکی دیت ادا کرے ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ مطلوب احسان کیساتھ دیا جاوے یعنی عفو کو مت سمجھے یہی قول ایک گروہ تابعین کا ہے ائمہ اربعہ کہتے ہیں ولی دم کو یہ بات نہیں پہنچتی کہ دیت پر صلح معاف کرے مگر قاتل کی رضا پر باقی اہل علم کہتے ہیں کہ یہ عفو جائز ہے گو قاتل راضی نہو ایک گروہ سلف کا یہ مذہب ہے کہ عورت کو معاف کرنا نہیں پہنچتا ہے شوکانی نے کہا سو سچا ہے پہر اللہ نے فرمایا کہ جو تمنے قتل عمد میں لیا دیت کا تجویز کر دیا یہ تمہارے لیے تخفیف و رحمت ہے ورنہ اگلی امتوں پر قتل یا عفو واجب تہا ابن عباس کہتے ہیں اللہ نے بنی اسرائیل پر قصاص مقتولین کا فرض کیا تہا اون میں عفو نہ تہا اس امت پر بابت عفو یعنی قبول دیت قتل عمد میں آسانی کر دی قتادہ نے کہا اللہ نے اس امت پر رحم کیا انکو دیت کا مال کہلایا جو اوس سے پہلے کسی کو حلال نہ تہا توریت والوں میں قصاص یا عفو تہا اون میں ارش یعنی دیت نہ تہی انجیل والوں میں برا معاف کرنا تہا جسکا انکو حکم ہوا تہا اس امت کے لیے قصاص عفو ارش سب کچہ مقرر کر دیا یہی قول ایک جماعت تابعین کا بہی ہے پہر جس نے بعد لینے اور قبول کرنے دیت کے قتل کیا وہ مستحق عذاب سخت کا ہوگا یہی قول ہے ابن عباس و مجاہد و عطا و عکرمہ و حسن و ربیع و غیرہم کا حدیث مرفوع میں آیا ہے جو مارا گیا یا زخمی ہوا اوسکو تین امر کا اختیار ہے قصاص لے یا معاف کرے یا دیت لے اگر کوئی چوتہی بات کرنا چاہے تو اوسکے دونو ہاتہ پکڑ لو یعنی وہ چوتہا کام اوسکو کرنے نہ دو پہر جس نے زیادتی کی بعد اسکے وہ ہمیشہ کو نار جہنم میں گیا رواہ احمد حسن کا لفظ سمرہ سے یہ ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں معاف نہیں کرتا اوس آدمی کو جس نے قتل کیا بعد دیت لینے کے

یعنی اس میں اوسکی دیت قبول نہ کرونگا اوسکو سزاے قتل ہی دونگا **ف** قصاص کے مقرر ہونے میں بڑی حکمت ہے
وہ حکمت یہ ہے کہ اور جانیں بچتی ہیں قاتل کو جب یہ بات معلوم رہیگی کہ وہ مارا جاوے گا تو ضرور ہی وہ اس کام سے حتی
الامکان باز آویگا جب مار آیا تو جانیں بچ گئیں اگلی کتابوں میں لکھا ہے اَلْقَتْلُ اَنْفٰی لِلْقَتْلِ یعنے قتل کرنے سے
قتل کا رواج جو ہے دور ہوتا ہے یہ عبارت قرآن مجید میں بہت فصاحت بلاغت اختصار کے ساتھ آئی ہے وَلَکُمْ فِی اور تم کو قصاص
الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ میں زندگی ہے یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ کہا اللہ نے قصاص کو حیات ٹھیرایا ہے اسلئے آدمی قتل کرنا چاہتے تھے پر اس ڈر سے کہ وہ بھی قتل
کیے جاوینگے رک رہتے ہیں یہی قول ہے ایک جماعت سلف کا اہل عقل کو اسلیے مخاطب فرمایا کہ اس حکمت کا
سمجھنا بغیر عقل کے نہیں ہوسکتا ہے عقل ہی محارم و آثام سے باز رکھتی ہے تقوی ایک اسم لفظ ہے جو فعل طاعات
ترک منکرات کا جامع ہے کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا ۨ الْوَصِیَّۃُ لِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ۝ؕ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثْمُهٗ عَلَی الَّذِیْنَ یُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ؕ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَیْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ ع ٢٢
حکم ہوا تم پر جب حاضر ہو کسی کو تم میں موت اگر کچھ مال چھوڑے کہ دلوا مرے ماں باپ کو اور ناطے والوں کو دستور سے
ضرور ہے پرہیزگاروں کو پھر جو کوئی اوسکو بدلے بعد اوسکے کہ سن چکا تو اوسکا گناہ اونہیں پر ہے جنہوں نے بدلا بیشک
اللہ ہے سنتا جانتا پھر جو کوئی ڈرا دلوانے والے کی طرف داری سے یا گناہ سے پھر اون میں صلح کروا دی تو اوس پر گناہ
نہیں البتہ اللہ بخشنے والا ہے مہربان **ف** کفر کی رسم میں مردے کے وارث سوائے اولاد کے کوئی نہ تھے اور اولاد میں
بھی فقط بیٹا سو اللہ پاک نے اول اولاد بھی وارث رکھی مگر مردے کو ضرور ہے کہ ماں باپ ناتے والوں کو موافق انکی
حاجت کے اپنے زور روسے دلوا جاوے پھر اگر مردہ کہہ مرا تھا مگر دینے والوں نے بدلا تو مردے پر کچھ گناہ نہیں گنہگار
وہی ہیں پھر کسی نے دیکھا کہ مردہ بے انصافی سے دلوا گیا ہے اولاد کو بہت تھوڑا بچا تو وارثوں کو سمجھا کر صلح کرا دی
ایسا بدلنا گناہ نہیں ہے پہلے اللہ تعالے نے یہی حکم فرمایا تھا پھر سورہ نسا میں وارثوں کے حصے آپ ہی ٹھیرا دیے
اب مردے کا دلوانا موقوف ہوا **ف** ابن کثیر کہتے ہیں یہ آیت مشتمل ہے اس بات پر کہ والدین و اقربین کے لیے وصیت
کرنا چاہیے سو یہ بات قبل اوترنے آیت میراث کی اصح القولین ہے پر جب اللہ نے فرائض اوتارے یہ حکم
منسوخ ہوگیا ساری میراث مقدرہ اللہ کیطرف سے فرض ہو گئے اون کو میراث والے وجوبًا بغیر وصیت کے لے سکتے ہیں
موصی کا احسان اٹھانا کیا ضرور اسی لیے حدیث عمرو بن خارجہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
خطبے میں فرمایا اللہ نے ہر حق والے کو اوسکا حق دیدیا اب وارث کو کچھ حاجت وصیت کرنیکی نہیں ہے رواہ

اہل السنن ابن عباس ایک دن بیٹھے ہوئے سورۂ بقرہ پڑھتے تھے جب اس آیت پر پہونچے کہا یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے دوسرا لفظ اونکا یہ ہے کہ ماں باپ کی ہوتے ہوئے کوئی اور وارث نہیں ہوتا تھا مگر یہ کہ اقربین کے لیے مردہ وصیت کر جاوے پھر اوسپر اللہ نے آیت میراث اوتاری ماں باپ کی میراث کو بیان کیا وصیت اقربین کو مقرر رکھا یعنی تہائی مال میں تیسرا لفظ اونکا یہ ہے کہ آیت ناسخ یہ ہے لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ایک بڑی جماعت سلف نے جنکے نام ابن کثیر نے لکھے ہیں یہی کہا ہے کہ یہ آیت ناسخ ہے آیت مذکور کی رازی نے تعجب سے کہ اونہوں نے ابو مسلم اصفہانی سے حکایت کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ آیت مواریث اسکی تفسیر ہے یعنے فرض ہے تمپر جو وصیت کی ہے اللہ نے بقدر توریث والدین و اقربین کے اور وہ وصیت یہ ہے يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ پھر کہا یہی قول ہے اکثر مفسرین و فقہای معتبرین کا ہاں بعض نے یہ کہا ہے کہ آیت حق میں وارث کے منسوخ ہے حق میں غیر وارث کے ثابت ہے یہی مذہب ہے ابن عباس و حسن و مسروق و طاؤس و ضحاک وغیرہم کا ابن کثیر کہتے ہیں یہی قول ہے سعید بن جبیر و ربیع و قتادہ و مقاتل بن حیان کا لیکن انکے قول پر اوسکا نام ہمارے پچھلی اصطلاح پر نسخ نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ آیت مواریث نے حکم بعض افراد مدلول عموم آیت وصایت کا اوٹھا دیا ہے نہ حکم ساری آیت کا کیونکہ لفظ اقربین کا عام ہے وارث و غیر وارث سے سو حکم وارث کا اوٹھ گیا اس لیے کہ حصہ اوسکا معین ہو گیا غیر وارث حسب پہلی آیت دلیل ہے باقی رہگیا لیکن یہ بات اوس شخص کے قول پر حاصل ہوتی ہے جو یہ بات کہتا ہے کہ وصایت ابتدائے اسلام میں مستحب تھی پھر منسوخ ہو گئی ہے اور جو اس بات کا قائل ہے کہ وجوب ہی تھا جیسا کہ سیاق آیت سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے تو پھر منسوخ ہونا اس آیت کا آیت مواریث سے متعین ہو جاویگا یہی قول ہے اکثر مفسرین و فقہائے معتبرین کا کیونکہ وجوب وصیت کا واسطے والدین و اقربین وارثین کے بالاجماع منسوخ ہے بلکہ بدلیل حدیث متقدم منہی عنہ ہے إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ پس آیت میراث ایک حکم مستقل ہے اللہ نے اہل فروض و عصبات کے لیے اوسکو واجب کر دیا ہے اس آیت سے باب کا حکم بالکل اوٹھا دیا ہے وہ اقارب جن کے لیے کچھ میراث نہیں ہے سو مردہ کو مستحب ہے کہ ثلث میں سے کچھ انکو بھی دلوا جاوے تاکہ آیت وصیت اون کے شمول سے [illegible] باقی رہے صحیحین میں ابن عمر سے مرفوعًا آیا ہے نہیں لائق ہے کسی شخص مسلمان کو جس کے پاس کوئی شے لائق وصیت کرنے کے ہے کہ وہ دو راتیں بسر کرے مگر یہ کہ وصیت اوسکی پاس اوسکے لکھی ہوئی طیار ہو پھر ابن عمر نے کہا نہیں گذری مجھپر کوئی رات جب سے کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا مگر میرے پاس میری

صیت موجود تھے آیات وراثت مقدمہ احسان کرنیکے اوسکے بعد آئی ہین **ف** ابن عباس نے کہا مراد لفظ
خیر سے اس آیت مین مال ہے یہی قول ہے ایک جماعت سلف کا مال کا نام جو خیر رکھا اس سے یہ نکلا کہ وصیت مال طیب
مین کرنا مستحب ہے خواہ بہت مال ہو یا تھوڑا بعض نے کہا نہین بلکہ جب زیادہ مال ہو تب وصیت کرے یہ مقدار کثیر
مین اختلاف ہوا علی مرتضے سے کہا گیا کہ فلان شخص قریش مین مر گیا ہے تین سو یا چار سو دینار چھوڑ مرا ہے کچھ
وصیت نہین کر گیا کہا خیر بہت ہے اللہ نے تو یہ فرمایا ہے کہ خیر چھوڑ جاوے یعنی مال کثیر اسی طرح علی ایک
اپنی قوم آدمی کی عیادت کو گئے تھے اوس نے کہا مین وصیت کرون اونہون نے کہا اللہ نے ترک خیر کا کہا ہے
تو نے ذرا سا مال چھوڑا ہے اولاد کو دیجا ابن عباس کہتے ہین جس نے ساٹھ دینار چھوڑے اوس نے کچھ خیر نہ
چھوڑا طاوس نے کہا جس نے اسی دینار چھوڑے اوس نے کچھ مال نہ چھوڑا قتادہ نے کہا ہزار دینار یا ہزار سے اوپر
ہے کسی نے کہا سات سو دینار کسی نے کہا پانسو دینار غرضکہ اکثر کا قول یہی ہے کہ خیر مال کثیر کو کہتے ہین
نہ مال قلیل کو سو جس کے پاس تھوڑا مال ہے اوس پر وصیت واجب نہین ہے نہ مالدار پر جب ہے ہاں جس شخص پر کسیکا
قرض آتا ہے یا اوسکے پاس کسیکی کوی امانت رکھی ہے تو باتفاق اہل علم اوس پر وصیت کرنا واجب ہے اور جس
شخص کا یہ حال نہین ہے تو نزدیک اکثر کے فقیر ہو یا غنی اوس پر واجب نہین مگر ایک گروہ کے نزدیک واجب ہے حدیث
ابن عمر جو اوپر گذری اسی کی مؤید ہے **ف** حسن نے کہا مراد معروف سے یہ ہے کہ اقربا کے لیے ایسی وصیت
کرے جو وارثون کو ضرر نہ دے اسراف ہو نہ تنگی جس طرح صحیحین مین آیا ہے کہ سعد نے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا
میرے پاس مال ہے مگر سوا ایک دختر کے کوی میرا وارث نہین ہے مین دو تہائی مال کی وصیت کر جاؤن فرمایا نہین
کہا آدھے مال کی فرمایا نہین کہا ایک تہائی کی فرمایا ہان ایک تہائی بہت ہے تو اپنے وارثون کو آسودہ چھوڑ جاوے
یہ بہتر ہے اس سے کہ محتاج کر جاوے وہ ایک ایک مٹھی لوگون سے مانگتے پھرین یہی بخاری مین ہے کہ ابن عباس نے
کہا اگر لوگ تہائی سے چوتھائی پر آ گھٹ کر لیتے تو کیا اچھا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ثلث
ثلث بہت ہے حنظلہ بن حذیم بن حنیفہ نے کہا میرے دادا حنظلہ نے ایک یتیم کو پالا تھا اوسکے لیے سو اونٹ کی
وصیت کی یہ بات اوسکی بیٹیون پر شاق گذری رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچی حنیفہ نے کہا ہان یہ سو اونٹ
کی وصیت اس یتیم کے لیے کی ہے جسکو مطیبہ کہتے ہین یعنی شتر سواری فرمایا نہین نہین نہین صدقہ پانچوان
حصہ ہوتا ہے ورنہ دسوان ورنہ پندرہوان ورنہ بیسوان ورنہ پچیسوان ورنہ تیسوان ورنہ پینتیسوان اگر اس سے
زیادہ دے تو چالیسوان الحدیث بطولہ رواہ احمد **ف** جس نے وصیت کو بدل ڈالا تحریف کیا اوسکے

حکم کو تغییر کر دیا اوس میں کچھ بڑھایا یا گھٹایا تو یہ گناہ اونہیں پر ہے جنہوں نے اسکو بدلا یہ وصیت کرنیوالے پر اس تبدیل
میں پہنچایا جاتا وصیت کا بطریق اولی داخل ہے ابن عباس وغیرہ سے کہا میت کا اجر اللہ پر واقع ہو گیا اور گناہ کا تعلق
بدلنیوالوں سے رہا اللہ جانتا ہے کہ میت نے وصیت کی ہے جس نے اوس وصیت کو بدلا ہے اوسکی خبر بھی اوسے معلوم ہے
ابن عباس و ابو العالیہ و مجاہد و ضحاک و ربیع و سدی کہتے ہیں مراد جنف سے خطا ہے یہ لفظ ہر قسم کی خطا کو شامل ہے
جیسے کسی وارث کو بواسطہ یا بوسیلہ زیادہ کر دینا یا یوں کہا کہ فلاں چیز فروخت کر دینا یا بیٹی کے نواسے کو اتنا اور اتنا
دینا اور وسائل اس طرح کے کہ جانا یہ خطا بدون عمد کے ہو طبیعت و قوت و شفقت کی راہ سے بغیر تصور کئے بالقصد گناہ
تو ایسی حالت میں وصی کو یہ پہنچتا ہے کہ اصلاح قضیہ کرے عدل برتے وصیت کو توجہ شرعی پر رکھے باقی ہو تاکہ اوسکی
وصیت سے اقرب و اشبہ ہو اوس کو عمل میں لا دے تاکہ مقصود موصی و وجہ شرعی دونوں حاصل ہوں اس طرح کی اصلاح
و توفیق داخل تبدیل نہیں ہے ابن عباس نے مرفوعا کہا ہے کہ جنف وصیت میں منجملہ کبائر کے ہے رواہ ابن مردویہ
ابن کثیر کہتے ہیں مگر اوسکے رفع میں نظر ہے سب سے بہتر حدیث جو اس باب میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ ابوہریرہ نے کہا ہے کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی ستر برس کام اہل خیر کا سا کرتا ہے جب وصیت کرتا ہے تو اوس میں جنف یعنی ظلم
کر جاتا ہے اوسکا خاتمہ بد عمل پر ہوتا ہے اسلیے دوزخ میں جاتا ہے کوئی آدمی ستر برس کام اہل شر کا سا کرتا ہے
پھر وصیت میں انصاف کر جاتا ہے داخل جنت ہوتا ہے ابوہریرہ نے کہا تمہارا جی چاہے تو تم یہ آیت پڑھو تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ
فَلَا تَعْتَدُوْهَا الآیہ رواہ عبد الرزاق وصیت و احکام وصیت کے بیان میں ابو النصر سید علی حسن خان سلمہ اللہ تعالی نے رسالہ
تجریح الوصایا بہت خوب جمع کیا ہے **ف** فتح البیان میں لکھا ہے کہ ان آیتوں میں وعید ہے واسطے اوس شخص
کے جو وصیت مطابق حق کو جس میں کسی طرح کا جنف و ضرر نہیں ہے بگاڑ ڈالے قرطبی نے کہا اگر ایسی وصیت کی ہو جو
جائز نہیں جیسے شراب یا سور یا کسی اور معصیت کی تو اوسکا بدل دینا جائز ہے جاری کرنا جائز نہیں جسطرح تہائی سے
زیادہ دینا جائز نہیں شیخ ابو عمر فرماتے ہیں بدلنے والے یا تو وصی ہونگے جنہوں نے ایسی وصیت کا انکار کیا کتابت قیمت
حقوق باشہود میں اوسکو بدل ڈالا مثلاً گواہی لوٹ پھیر کہی یا بدلدی یا غیر وصی اسجگہ ایک اشکال ہے وجہ یہ کہ کلام سابق
جسمیں ذکر وصیت کا واسطے والدین و اقربین کے تھا منسوخ ٹھیرا اور مضمون تبدیل وصیت تا آخر آیت برقرار رہا تاکہ
اسپر عمل درآمد ہو اس صورت میں ضمیر آیت محکمہ کی آیت منسوخہ پر کسطرح عائد ہوسکیگی سلیمان جمل نے کہا ہے کہ یہ بات لائق تامل کے
ہے میں نہیں دیکھا کہ کسی مفسر نے اس اشکال پر آگاہی دی ہو لیکن یہ اشکال اوس شخص کے قول پر لازم آتا ہے جو قائل نسخ وصیت
مذکور ہے حالانکہ اوپر گذر چکا ہے کہ ایک جماعت آیت مذکور کو محکم بتاتی ہے جب محکم ٹھیری تو اب کچھ جگہ تامل کی نہ رہی تنبیہ کی ہکذا فی

فتح البیان لیکن قول قوی یہی تہا کہ آیت مذکور منسوخ ہے یہ حکم اس صورت میں کوئی امر اس بات سے مانع نہیں ہو سکتا ہے
کہ نصف آیت منسوخ و نصف آیت محکم ہو جس طرح بعض آیات حکماً منسوخ ہیں نہ تلاوۃً یا بالعکس واللہ اعلم یا ایہا

الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ○ ایاما معدودات
فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین
فمن تطوع خیرا فہو خیر لہ ط وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ○

ای ایمان والو حکم ہوا تم پر روزے کا جیسے حکم ہوا تہا تم سے اگلوں پر تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ یعنی روزے سے سلیقہ آجاوے جی روکنے کا تو ہر جگہہ روک سکو کئی دن ہیں گنتی کے پہر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا سفر میں تو گنتی چاہیے اور دنوں سے اور جنکو طاقت ہے تو بدلا چاہیے ایک فقیر کا کہانا پہر جو کوئی شوق سے کرے نیکی تو اسکے لیے بہتر ہے اور روزہ رکہو تو تمہارا بہلا ہے اگر تم سمجہ رکہتے ہو اول یہی حکم اترا تہا کہ بیمار و مسافر چاہیں تو پہر قضا کریں جنکو طاقت ہے یعنی بے عذر ہیں وہ چاہیں کہ پہر قضا کریں تو فی روزے کے بدلے ایک فقیر کو کہلا دیں اور تو بہی بہتر ہے کہ روزہ ہی رکہیں پہر اسکے بعد جو آیت اتری اوسمیں فقط بیمار و مسافر کو چہوڑ [illegible] قضا کی اور کسیکو نہیں کذا فی موضح قرآن **ف** اس آیت شریف میں اللہ پاک نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ تم [illegible] رکہا کرو یعنی کہانے پینے جماع کرنے سے خالص اللہ کی نیت سے رک جاؤ اس میں [illegible] ہے جی کی اصلاح اور نیز اخلاق ردیہ سے یہ روزہ کچہ تمہیں پر انوکہا فرض نہیں ہوا ہے بلکہ جو امتیں تم سے پہلی تہیں انپر بہی فرض تہا تم کو اس نیک کام میں انکی پیروی کرنا چاہیے بلکہ اس نیکی کے ادا کرنے میں تم انکی نسبت زیادہ کوشش کرو کما قال تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم فیما اتاکم فاستبقوا الخیرات الآیۃ اور یہاں جو کہا لعلکم تتقون اسلیے کہ روزے میں بدن کا پاک کرنا شیطان کے رستوں کا بند کرنا ہے اسلیے صحیحین میں آیا ہے ای گروہ جوانوں کے جو کوئی تم میں بیاہ کر سکے وہ کرے جو نکر سکے وہ روزہ رکہے یہ روزہ اسکی خصی ہونا ہے پہر بیان فرمایا کہ روزہ کچہ بہت مقرر نہیں ہیں کہ جی پر شاق گذرے انکو ادا کرنے سے لائق ضعف پیدا ہو بلکہ گنتی دنوں ہیں گنتی کے شروع اسلام میں ہر مہینے میں تین دن روزہ رکہتے تہے پہر صوم رمضان سے وہ حکم منسوخ ہو گیا معاذ و ابن مسعود و ابن عباس و عطاء و قتادہ۔ ضحاک نے کہا ہے کہ زمانہ نوح علیہ السلام سے اب تک یہی دستور تہا کہ ہر مہینے میں تین روزے ہوتے تہے اللہ نے وہ حکم روزہ رمضان سے اٹہادیا مگر حسن بصری نے کہا ہے کہ بہت گذشتہ رہی ایک ماہ کامل کے روزے فرض تہے جسطرح ہم پر فرض ہیں ایام معدودات سے مراد عدد معلوم ہے آگے جو آیا ہے رمضان کا روزہ اسکے اگلی امتوں پر فرض کیا تہا الحدیث بطولہ رواہ ابن ابی حاتم یعنی ابن عمر نے کہا ہے کہ اگلی امتوں پر بہی تہا جسکا ثبوت پہلے ہو میں تو اوپر کہا گیا

عورتوں سے ملنا تب آیندہ تک حرام ہو جاتا تھا یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ابن عباس نے کہا مراد اگلوں سے اس
جگہ اہل کتاب ہیں یہی ہے قتادہ شعبی سدی عطا خراسانی سے بھی مروی ہے پھر اللہ نے ابتدائے اسلام کا ذکر کیا کہ اس حال
میں مرض و سفر میں قضا کرنا درست تھا مقیم صحیح جسکو طاقت تھی اوسکو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ چاہے روزہ رکھے
چاہے افطار کرے افطار کے بدلے ایک فقیر کو ہر دن کھانا کھلا دیا کرے یا ایک سے زیادہ کو اور جو روزہ رکھے تو بہتر
ہے یہی قول ہے ابن عباس مجاہد وطاؤس وغیرہ سلف کا امام احمد نے معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے کہ نماز روزے
نے تین پلٹے کھائے جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے میں آئے تو سترہ مہینے نماز طرف بیت المقدس
کے پڑہا کیے پھر اسکو حکم کعبے کا ہوا یہ ایک پلٹا ہوا دوسرا پلٹا یہ تھا کہ جب نماز کے لیے جمع ہوتے ایک دوسرے کو پکارتا
تھا یہاں تک کہ ناقوس بجانیکی تجویز ٹھیری تھی کہ اسے میں عبد اللہ بن زید نے خواب میں اذان سنی رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو جاری کیا اسی طرح کے دوسرے خواب عمر بن الخطاب نے دیکھی تھی یہہ دو پلٹے ہوئے تیسرا پلٹا
یہ تھا کہ جب نماز کو آتے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بعض رکعات پڑھ چکے تھے تو ایک نمازی دوسرے نمازی سے اشارہ
پوچھتا کہ کتنی رکعتیں ہو چکی ہیں وہ کہتا ایک یا دو وہ دوسرا شخص اوتنی نماز پڑھکر پھر جماعت میں داخل ہوتا معاذ آئے ہوئے
انہوں نے کہا کوئی ہیئت ہم جس حال پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو پائیں گے وہی کریں گے پھر جو نماز ہمسے پہلے ہو چکی ہے اسکو
پورا کرینگے چنانچہ ایسا ہی کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سنت تمہارے لیے معاذ نے نکالی ہے سو تم ایسا ہی
کیا کرو یہ تین حال ہوئے نماز کے اب روزہ سو جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے میں آئے تو ہر ماہ میں تین روزے
اور ایک روزہ عاشورا کا رکھتے تھے پھر اللہ نے آیت ماہ اتاری اور پہلے یہ ٹھیری کہ جسکا جی چاہے وہ روزے رکھے جو
نہ رکھے وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دے اوسکے بعد آیت آیندہ شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡ الآیۃ آلی فَلۡیَصُمۡهُ تک اوسی پر مقیم
صحیح پر ایک ماہ کا صوم ثابت ہوا مریض و مسافر کو رخصت ملی بوڑہے کو جسے طاقت روزہ رکھنے کی نہیں ہے کھانا دینا
ٹھیرا یہ دو پلٹے ہوئے تیسرا پلٹا یہ تھا کہ جب تک رات کو نہ سوتے تب تک کھاتے پیتے عورتوں کے پاس جاتے جب سو گئے تو رک
گئے ایک شخص انصاری صرمہ نام روزہ رکھتا مزدوری کرتا رات کو گھر آیا نماز عشا پڑھکر سو گیا نہ کچھ کھایا نہ پیا صبحکو روزہ دار
اوٹھا حضرت نے اسکو سخت تکلیف میں دیکھکر حال پوچھا اوس نے یہ قصہ کہا اودہر تو یہ ہوا اودہر عمر رضی اللہ عنہ بعد سو جانیکے
جماع کر بیٹھے پھر حضرت سے حال کہا اوس پر آیت اوتری اُحِلَّ لَکُمۡ لَیۡلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمۡ الی قولہ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ
اِلَی الَّیۡلِ یہ حدیث کو ابو داؤد نے سنن میں حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے صحیحین میں عائشہ سے آیا ہے کہ عاشورے
کا روزہ مقرر تھا جب رمضان فرض ہوا تو اب جسکا جی چاہا وہ رکھتا جسکا جی نہ چاہتا وہ نہ رکھتا اس کو بخاری نے

اس عمر و ابن مسعود نے بھی روایت کیا ہے **ف** معاذ سے کہا ابتدا امر میں جو کوئی چاہتا روزہ رکھتا اور جو نہ رکھتا تو ہر روز ایک مسکین کو کھلا دیتا بخاری نے سلمہ بن الاکوع سے اتنا اور زیادہ روایت کیا ہے کہ پھر آیت بعد اوتری اوس اس حکم کو منسوخ کر دیا ابن عمر کا بھی یہی قول ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اسیطرح عبداللہ نے بھی کہا ہے کہ آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ اسکی ناسخ ہے ان بخاری میں ابن عباس سے آیا ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ بوڑھے مرد اور عورت کیلئے ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں یہ روایت ابن عباس سے کئی طریق سے آئی ہے ابن ابی لیلے کہتے ہیں میں پاس عطا کے گیا رمضان میں اور وہ کھا رہے تھے مجھسے کہا ابن عباس کہتے ہیں یہ آیت اتری اور اوس پہلی آیت کو منسوخ کر دیا مگر کبیر فانی اگر چاہے تو ہر روز ایک مسکین کو کھلاوے اور آپ افطار کرے ابن کثیر نے کہا حاصل امر یہ ہوا کہ نسخ ثابت ہے صحیح مقیم کے بات میں روزہ رکھنا اوس پر واجب ہے بقولہ تعالی فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ رہا شیخ فانی بوڑھا جو روزہ نہیں رکھ سکتا وہ افطار کرے اوس پر قضا نہیں اسلیے کہ اوسکو ایسا وقت کہاں آویگا کہ وہ اوس وقت میں قضا کر سکے وہ تو روز بروز کمزور ہوتا جاتا ہے رہی یہ بات کہ جب اوس نے افطار کیا تو ہر روز ایک مسکین کو کھلاوے پس اگر مقدور رکھتا ہے واجب ہے یا نہیں دو قول ہیں علما کے ایک قول میں قول صحیح جس پر اکثر اہل علم ہیں یہی ہے کہ اوسپر فدیہ عوض ہر دن کے واجب ہے جسطرح ابن عباس وغیرہ سلف نے يُطِيقُونَهُ کو تفسیر کیا ہے ساتھ لفظ [illegible] کے یہی قول ابن مسعود کا ہے اسی کو بخاری نے بھی اختیار کیا ہے لفظ بخاری کا یہ ہے کہ جو شیخ کبیر طاقت صوم نہ رکھتا ہو وہ کھانا کھلاوے انس رضی اللہ عنہ سے جب بوڑھے ہو گئے ایک یا دو سال تک ہر دن ایک مسکین کو گوشت روٹی کھلائی اور خود افطار کیا یہ بات جسپر بخاری میں ہے اسکو حافظ ابو یعلی موصلی نے مسند کیا ہے یعنی ایوب بن ابی تمیمہ سے کہا ضعیف ہوا انس روزہ رکھنے سے ایک بڑا طباق ثرید کا طیار کر کے تیس مسکین کو بلا کر کھلا دیا یہ روایت انس کے کئی طرح سے آئی ہے اسی حکم میں حامل و مرضع کو بھی رکھا ہے کہ جب انکو اپنی جان یا بچے کی جان کا ڈر ہو تو افطار کریں فدیہ دیں قضا کریں بعض کا قول ہے کہ فقط فدیہ دیں قضا نہ کریں بعض نے کہا بلکہ قضا بلا فدیہ واجب ہے کسی نے کہا نرا افطار ہے نہ فدیہ نہ قضا

ف روزہ ایک عبادت قدیم ہے جو آدم سے لیکر اسلام تک یکساں فرض رہی اللہ نے کسی امت کو فرضیت صیام سے خالی نہ چھوڑا یہ بات نہیں ہے کہ صرف مسلمانوں ہی پر فرض کیا ہو ہاں یہ اور بات ہے کہ قدر و وقت صوم میں اختلاف ہوا اہل کتاب پر بھی رمضان کا روزہ فرض تھا مگر اونہوں نے بدل ڈالا دغفل بن حنظلہ مرفوعا کہتے ہیں کہ نصاری پر صوم رمضان فرض تھا اتفاقا انکا بادشاہ بیمار ہوا اونہوں نے کہا اگر اللہ اسکو شفا دیگا تو ہم دس دن اور زیادہ رکھینگے پھر دوسرا شخص بادشاہ ہوا اوس نے گوشت کھایا سو منہ دکھنے لگا اوس نے کہا اگر مجھکو شفا ہوگی تو سات روزے اور رکھونگا پھر تیسرا بادشاہ

ہوا اور پیچھے کہا ان میں دن کو بھی پورا کرنا چاہیے پھر ربیع میں روزہ رکھیں گے سو ایسا ہی کیا انس نے روزے رکھے ہو گئے بیمار کو اگر
طاقت صوم نہیں ہے تو افطار عزیمت ہوگا اور جو ہے مگر مشکل کے ساتھ تو رخصت ہے جمہور کا یہی قول ہے جمہور کہتے ہیں
جو سفر مبیح افطار ہے وہ بقدر مسافت قصر صلوٰۃ ہوتا ہے قدر مسافت میں جو اختلاف ہے وہ معروف ہے اور بعض نے ایسے
مقادیر بیان کیے ہیں جن پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے حق یہ ہے کہ جس پر مسمی سفر صادق آتا ہے وہی مبیح افطار ہے اسیطرح
جس پر مسمی مرض صادق آوے اوس میں افطار کرے سفر طاعت میں افطار کرے تو اجماع ہے لیکن سفر مباح میں اختلاف
ہے حق یہ ہے کہ سفر مباح میں بھی رخصت ثابت ہے سفر معصیت مختلف فیہ ہے لفظ یُطِیْقُوْنَہٗ کو مخفف و مشدد دونوں طرح
پڑھا ہے مخفف کی بنیاد پر آیت منسوخ ہے تشدید واو کی بنیاد پر محکم ہے تشدید کے معنے تکلیف و مشقت کے ہوتے ہیں
اگر ہمزہ باب افعال کا اوسکے واسطے سلب کے پھیر لیا جاوے تو بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں حاجت تقدیر کرنے حرف
لائے نفی کی بھی ہو گی آیت بھی محکم رہے گی ورنہ منسوخ ٹھیریگی فدیے کی مقدار میں اختلاف ہے کسی نے کہا گیہوں
سے ہر دن نصف صاع غیر گندم ایک صاع بعض نے کہا ہے فقط ایک مد غالب قوت بلد سے دے ابن عباس نے کہا ہر مسکین
کو صبح شام کا کھانا دے اپنی ام ولد سے کہا تو انہیں کے حکم میں ہے جنکو طاقت روزہ رکھنے کی نہیں ہے تو کھانا دے
روزہ نہ رکھ وہ حامل تھی یا مرضعہ ابن عمر کی ایک بیٹی نے سوال کیا کہ میں روزہ رمضان کا رکھوں وہ حامل تھی کہا افطار
کر ہر دن ایک مسکین کو کھلا اسیطرح ایک جماعت تابعین سے مروی ہے عکرمہ حامل و مرضعہ و شیخ فانی و تیجہ فاسد معدہ
وغیرہ افطار بلا قضا کر سکتے ہیں اسیطرح سفر مرض حیض نفاس عذر فطر ہے لیکن اوپر قضا واجب ہے نہ فدیہ شَهْرُ رَمَضَانَ

الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ
وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا

الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ مہینا رمضان کا جس میں اترا قرآن ہدایت ہے
واسطے لوگوں کے اور کھلی نشانیاں راہ کی اور فیصلے پھر جو کوئی پاوے تم میں یہ مہینا تو روزہ رکھے اوس مہینے کا اور جو کوئی
ہو بیمار یا سفر میں تو گنتی چاہیے اور دنوں سے اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی نہیں چاہتا تم پر مشکل اور اس واسطے کہ پوری کرو
گنتی اور بڑائی کرو اللہ کی اس پر کہ تم کو راہ بتائی شاید تم احسان مانو موضح قرآن میں کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ رمضان
کا مہینہ اللہ نے ٹھیرایا ہے کہ اسمیں قرآن اوترا ہے پس قرآن کی خدمت اس مہینے میں اول چاہیے اسی سبب سے رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے تقید کیا تراویح کا اور آپ چند روز جماعت کرکے پھر نہ کروائی کہ قرآن میں اشارات ہیں صریح فرض ہو جاوے
انتہی **ف** اللہ پاک نے اس آیت پاک میں ماہ رمضان کی مدح کی ہے کسی اور مہینے کی سب مہینوں میں

مہینے کو واسطے اوتارنے قرآن شریف کے لیئے کیا حدیث مین آیا ہے کہ یہ وہ مہینا ہے جسمین اسکی کتابین پیغمبرون پر اوترا کرتی تہین امام احمد نے واثلہ بن الاسقع سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ صحیفے ابراہیم علیہ السلام کے پہلی رات رمضان کی اوترے توریت چھٹی رمضان کو انجیل تیرہوین رمضان کو قرآن چوبیسوین رمضان کو نازل ہوا حدیث جابر مین یون آیا ہے کہ زبور بارہوین رمضان کو انجیل اٹھارہوین کو اوتری باقی مثل متقدم اسکو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے یہ سارے صحف وغیرہ کتب جس کسی نبی پر اوتری ایکبارگی ہی اوتری رہا قرآن سو پہلے ایکدفعہ آسمان دنیا پر سے طرف بیت العزت کے اوتارا یہ اوتارا ماہ رمضان شب قدر مین ہوا کما قال تعالی اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وقال اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ پہر تہوڑا تہوڑا الگ الگ مطابق واقعات وحادثات اوترتا رہا اسیطرح کئی طریق سے ابن عباس سے مروی ہے یہی مطلب ہے اس آیت کا وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا یعنی جب مشرکین کوئی جھگڑا لاتے تو اللہ اسکا جواب دیتا اسلیئے وقتا فوقتا نازل ہوتا رہا پہر بعد مدح رمضان بیچ قرآن ارشاد فرمائی کہ یہ وہ چیز ہے جس سے بندون کے دلون کو ہدایت ہوتی ہے وہ شخص جو اوس پر ایمان لاتے ہین اسکی تصدیق کرتے ہین اوسکی اتباع کرتے ہین بینات سے مراد دلیلین حجتین ہین کہلی کہلی صاف صاف جو دلالت کرتی ہین ہدایت پر سوائی ضلال پر اور رشد مخالف غی پر جدا کرتی ہین حق کو باطل سے حرام کو حلال سے یہ قول بعض سلف کا کہ اس مہینے کو فقط رمضان نہ کہو بلکہ ماہ رمضان یا شہر رمضان کہو کچھ ٹہیک نہین ہے اسلیئے کہ حدیث ابوہریرہ جو اس باب مین آئی ہے وہ ضعیف و منکر ہے حدیث صحیح مین نزدیک بخاری کے یون آیا ہے مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ معلوم ہوا کہ دونون طرح پر بولنا درست ہے **ف** آیت شریف دلیل ہے وجوب صیام پر حق مین حاضر کے جب اسنے حالت صحت مین اندر شہر کے ہلال رمضان پایا اس آیت نے اگلی اباحت افطار وفدیہ کو حق مین مقیم صحیح کے نسخ کر دیا مگر مریض و مسافر کو رخصت ہے کہ وہ جتنے دن افطار کرے اوتنے دن پہر قضا رکہ لے اللہ کو آسانی منظور ہے نہ مشکل **مسئلہ** ابن حزم نے محلی مین ایک جماعت صحابہ وتابعین سے نقل کیا ہے کہ جو شخص اول ماہ مین مقیم تہا پہر اثنائے ماہ مین مسافر ہوا تو بسفر اوسکو افطار کیونکہ واسطے عذر نہین ہے بقولہ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ فطر اوس مسافر کو مباح ہے جس نے راہ مین چاند دیکہا ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ قول غریب ہے ابن حکایت ابن حزم سے اسلیئے کہ سنت صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان مین غزوہ فتح کے لیئے نکلے کدید مین پہونچکر افطار کیا سب کو حکم افطار کا دیا یہ حدیث صحیحین مین ہے **مسئلہ** ایک جماعت صحابہ وتابعین کا یہ مذہب ہے کہ سفر مین افطار کرنا واجب ہے بقولہ تعالی فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ لیکن صحیح قول

۲ ہم نے اوتارا اسکو شب قدر میں [illegible]

۳ [illegible] اور کہنے لگے جو منکر ہیں کیون نہ اترا اس پر قرآن سارا ایک جگہ [illegible] سبب تیرا دل اور پڑہ سنایا ہم نے اسکو ٹہیر ٹہیر کر اور نہیں لاتے تجہ پاس کچھ کہاوت کہ ہم نہ پہنچا دیں تجہ کو ٹہیک بات اور اس سے بہتر کہولکر

۴ پہر جو کوئی پاوے تم میں یہ مہینا تو اوسکو روزہ رکہے ۱۲

۵ تو کسی جا سے اور دنوں سے ۱۲

جمہور کہتا کہ یہ امر تخییر کے لیے ہے نہ واسطے وجوب کے اسلیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ صحابہ ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں نکلتے کوئی صائم ہوتا کوئی مفطر ایک دوسرے پہ عیب نہ لگاتا اگر افطار واجب ہوتا تو ضرور ہی صوم کا انکار کیا جاتا بلکہ خود فعل حضرت سے ایسی حالت میں صائم ہونا ثابت ہے ابو الدرداء کہتے ہیں نکلے ہم ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماہ رمضان میں گرمی نہایت سخت تھی لوگ مارے گرمی کے ہاتھ سر پر رکھتے تھے ہم میں کوئی روزہ دار نہ تھا مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عبد اللہ بن رواحہ یہ حدیث صحیحین میں ہے مسئلہ ایک گروہ نے جن میں شافعی بھی ہیں یہ کہا ہے کہ صوم سفر میں افضل ہے افطار سے اسلیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا ہے دوسرے گروہ نے کہا بلکہ افطار افضل ہے صوم سے اور یہ رخصت کو اختیار کیا اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت سے حال صوم کا سفر میں پوچھا تھا فرمایا جس نے افطار کیا اچھا کیا جس نے روزہ رکھا اس پر کچھ گناہ نہیں ہے دوسری حدیث میں یوں فرمایا ہے کہ تم اللہ کی رخصت کو پکڑو جس کی اجازت تم کو دی ہے تیسرے گروہ نے کہا دونوں صوم میں برابر ہیں اس لیے کہ حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ حمزہ اسلمی نے کہا اے رسول خدا میں بہت روزے رکھتا ہوں بھلا سفر میں بھی رکھوں فرمایا چاہے رکھ چاہے نہ رکھ یہ حدیث صحیحین میں ہے چوتھے گروہ نے کہا اگر روزہ مشکل ہو تو افطار افضل ہے بدلیل حدیث جابر کہ حضرت نے ایک مرد کو دیکھا کہ اوس پر چھتری لگائی ہے پوچھا یہ کیا ہے کہا روزہ دار ہے فرمایا نیکی نہیں رکھنا روزے کا سفر میں اسکو شیخین نے روایت کیا ہے اکثر کہتے ہیں ہاں اگر سست ہو وہ بہ سبب فطر کو ناروا کہے تو اوسپر افطار کرنا متعین ہے روزہ رکھنا حرام ہوگا کیونکہ مسند احمد وغیرہ میں ابن عمر و جابر وغیرہما سے آیا ہے مَنْ لَّمْ يَقْبَلْ رُخْصَةَ اللّٰهِ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ جِبَالِ عَرَفَةَ یعنی جس نے اللہ کی رخصت کو منظور نہ کیا اوس پر برابر پہاڑ عرفات کے گناہ ہے بیت گر طمع خواہد ز من سلطان دین ٭ خاک بر فرق قناعت بعد ازین ٭ مسئلہ قضا روزوں کی لگاتار رکھی یا الگ الگ اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ لگاتار رکھے کیونکہ قضا حکایت ادا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ چاہے متفرق رکھے چاہے متتابع جمہور سلف و خلف سب طرف گئے ہیں و دلیلیں بھی نہایت ثابت ہیں کیونکہ رمضان میں لگاتار رکھنا بضرورت ادا تھا کہ مہینا پورا ہو جاوے جب رمضان پورا ہوا اب فقط صوم مراد رہ گیا گنتی پوری کر لی اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (تو گنتی چاہیے اور دنوں سے) یہ فرمایا کہ مراد آسانی ہے [illegible] ابو قتادہ ایک اعرابی سے راوی ہیں کہ اوس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے إِنَّ خَيْرَ دِينِكُمْ أَيْسَرُهُ إِنَّ خَيْرَ دِينِكُمْ أَيْسَرُهُ رواہ احمد ابو عروہ نے کہا ہم منتظر تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اتنے میں آئے سر سے پانی ٹپکتا تھا وضو یا غسل سے نماز پڑھی لوگوں نے پوچھا شروع کیا کہ اس کام اوس کام میں ہم پر کچھ حرج ہے تین بار فرمایا إِنَّ دِينَ اللّٰهِ فِي يُسْرٍ اسکو احمد و ابن مردویہ نے

اسی آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے انس بن مالک کا لفظ یوں ہے کہ حضرت نے فرمایا یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا رواہ احمد والشیخان صحیحین میں آیا ہے کہ حضرت نے معاذ اور ابو موسیٰ کو طرف یمن کے بھیجا تو یہ کہا یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا سنن و مسانید میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ محجن بن ادرع کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا نماز پڑھتا ہے تھوڑی دیر تک اسکو دیکھا کیے پھر فرمایا کیا یہ سچے دل سے پڑھتا ہے اونہوں نے کہا مدینہ والوں میں سب سے زیادہ نمازی یہی شخص ہے فرمایا اوسکو یہ بات نہ سناؤ ہلاک ہو جاویگا پھر کہا اِنَّ اللّٰهَ اِنَّمَا اَرَادَ بِهٰذِهِ الْاُمَّةِ الْيُسْرَ وَلَمْ يُرِدْ بِهِمُ الْعُسْرَ رواہ [illegible] معلوم ہوا کہ اس شخص کے زیادہ انہماک کو عبادت میں خلاف یسر سمجھا کیونکہ اختیار کرنا ہر بات کا آسان ہے مگر نباہ کرنا مشکل ہوتا ہے جتنا ہے اوتنی ہی عبادت کرے مشکل میں نہ پڑے **ف** اسکی بڑائی کرے کا یہ مطلب ہے کہ جب عبادت کر چکے تو اللہ کا ذکر کرے تکبیر کہے جسطرح بعد ختم رمضان کے نماز عید کو جاتے ہوئے اللہ اکبر وغیرہ ذکر کیا کرتے ہیں کما قال تعالیٰ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا وقال فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وقال فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ مستحبات تسبیح تحمید تکبیر کا بعد نماز فرض کے آیا ہے ابن عباس کہتے ہیں ہم نہیں پہچانتے تھے پڑھ چکنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نماز کو مگر آواز تکبیر سے اسی لیے اکثر علما کہتے ہیں کہ عید الفطر میں تکبیر کہنا چاہیے دلیل اونکی یہی آیت ہے لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ یہانتک کہ داؤد بن علی اصفہانی ظاہری اسطرف گئے ہیں کہ تکبیر کہنا عید الفطر میں واجب ہے کیونکہ ظاہر امر وجوب ہے ابن کثیر نے کہا انکے مقابلے میں مذہب ابو حنیفہ رح ہے کہ عید الفطر میں تکبیر کہنا ہی مشروع نہیں ہے باقی لوگ مستحب جانتے ہیں احسان ماننے کا یہ مطلب ہے کہ جب تم اللہ کی طاعت کے لیے فرائض ادا کیے محارم چھوڑے حدود کا حفظ کیا تو اب تم زمرہ شکر کرنیوالوں احسان ماننے والوں میں داخل ہو سکتے ہو

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ○ جب تجھ سے پوچھیں بندے میرے مجھکو تو میں نزدیک ہوں پہنچتا ہوں پکارنے والے کی پکار کو جس وقت مجھکو پکارتا ہے تو چاہیے کہ حکم مانیں میرا اور یقین لاویں مجھپر شاید نیک راہ پر آویں اوپر کی آیت میں فرمایا کہ بڑائی کرو اللہ کی یعنی عید کے دن جو تکبیر کہتے ہیں با آواز بلند سو اسطے دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ دور نہیں بلند آواز اور فریاد کے لیے ہے **ف** معاویہ قشیری نے کہا ایک اعرابی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہمارا رب نزدیک ہو تو ہم چپکے سے بات کریں دور ہو تو پکاریں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم چپ ہو رہے اور یہ آیت اوتری

ط [illegible]

ع [illegible]

ع [illegible] کہ تمکو راہ بتائی

۱۲

رواه ابن ابی حاتم ابن جریر ابن مردویہ کا لفظ حسن سے ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہمارا رب کہاں
ہے اوس پر اللہ نے یہ آیت اتاری عطا نے کہا جب یہ آیت اوتری وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ لوگوں نے کہا اگر ہمیں
ساعت دعا معلوم ہو تو دعا کریں اوس پر آیت نازل ہوئی ابن عباس نے کہا یہود مدینہ کہتے اے محمد ہمارا رب
کیونکر ہماری دعا سنیگا تم تو یہ زعم رکھتے ہو کہ ہمارے اور آسمان کے بیچ میں پانسو برس کا فاصلہ ہے ہر آسمان کا موٹاپا بھی
اتنا ہی ہے اوس پر آیت آئی ابو موسے اشعری نے کہا ہم ساتھ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
ایک لڑائی میں کسی اونچی نیچی جگہ پر اوترتے چڑھتے رہے مگر پکار کر تکبیر کہتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے
پاس آکر فرمایا ای لوگو تھامو اپنی جانوں کو تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو تم تو سننے والے دیکھنے والے
کو پکارتے ہو جسکو تم پکارتے ہو وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے ای عبد اللہ بن
قیس میں تجھکو ایک خزانہ جنت کے خزانوں سے نہ سکھا دوں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَبَقِيَّةُ الْجَمَاعَةِ
واحمد انس کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ تعالی فرماتا ہے میں ہوں پاس گمان اپنے بندہ کے میں ہوں ساتھ اوسکے جب وہ مجھکو
پکارتا ہے رواه احمد ابو ہریرہ مرفوعاً کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کہتا ہے میں ہمراہ ہوں اپنے بندے کے جب وہ مجھکو یاد کرتا
ہے دونوں ہونٹھ اوسکے میری یاد سے ہلتے ہیں رواه احمد ابن کثیر نے کہا یہ مثل اس آیت کے ہے إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ
اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ وقوله تعالى إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى یہ خطاب ہے موسی و ہارون علیہما السلام
کو مراد یہ ہے اللہ تعالی دعا داعی کو رد نہیں کرتا نہ کوئی شے اوسکو سننے دعا سے باز رکھتی ہے بلکہ وہ سمیع الدعا ہے
پس اس میں ترغیب ہے اس بات پر کہ تم دعا کرو ہم سنینگے تمہاری دعا ضائع نہ جاویگی جسطرح حدیث سلمان فارسی میں
مرفوعاً آیا ہے اللہ شرماتا ہے اس بات سے کہ بندہ دونوں ہاتھ اپنے اوسکی طرف پھیلاوے خیر کا سوال کرے وہ اوسکو نامراد پھیر
دے رواه اهل السنن ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے مزی نے اطراف میں ایک متابع اسکا ذکر کیا ہے ابو سعید کا
لفظ مرفوع یہ ہے کوئی مسلمان ایسی دعا نہیں کرتا جس میں کوئی گناہ یا قطع رحم نہ ہو مگر اللہ اوسکو تین چیزوں میں سے ایک
چیز دیتا ہے یا تو جلد اوسکی دعا قبول کر لیتا ہے یا آخرت کے لیے جمع کر رکھتا ہے یا کوئی برائی مثل اوسکے دور کر دیتا ہے
لوگوں نے کہا اب ہم کثرت سے دعا کرینگے فرمایا اللہ اکثر ہے رواه احمد عبادہ بن صامت کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے نہیں پکارتا اللہ کو پشت زمین پر کوئی مسلمان کسی دعا میں مگر دیتا ہے اللہ اوسکو یا روکتا ہے کوئی برائی مثل
اوسکی جبتک کہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہیں کرتا رواه احمد ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے مالک ابو ہریرہ سے
مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ قبول ہوتی ہے دعا ہر ایک کی تمہارے جبتک کہ جلدی نہ کرے یوں نہ کہے کہ میں نے دعا کی میری دعا قبول

سہو بھی سر تھک کر بیٹھ رہے دعا کرنا چھوڑ دے انس کا لفظ مرفوع یہی ہے کہ بندہ ہمیشہ خیریت سے رہتا ہے جبتک کہ جلدی نکرے الحدیث رواہ احمد ابن عمرو نے مرفوعاً کہا ہے کہ دل یاد رکھنے والے ہیں بعضا دل بعضے دل سے زیادہ یاد رکھتا ہے سو تم جب اللہ سے مانگو تو اجابت کا یقین رکھکر مانگو اسلیے کہ قبول نہیں کرتا اللہ دعا کو غافل دل سے رواہ احمد انس الی ہا مرفوع کہتے ہیں میں اور عائشہ بیٹھے تھے عائشہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کو پوچھا أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فرمایا ای رب یہ مسئلہ ہی عائشہ کا جبرئیل علیہ السلام آوے کہا اللہ تم کو سلام کہتا ہے یہ میرا ایک بندہ سچی نیت پاک دل سے کہتا ہے اے رب میں کہتا ہوں لبیک ہے اسکا کام کر دیا ہوں رواہ ابن مردویہ یہ حدیث غریب ہے **ف** اللہ پاک نے اس آیت کو درمیان احکام صیام کے اسلیے ذکر فرمایا کہ وقت پورے ہوے ماہ صیام کے یا ہر روز کے ہر افطار کے دعا میں کوشش کرنا چاہیے جسطرح کہ حدیث ابن عمرو میں مرفوعاً آیا ہے کہ دعا صائم کی وقت افطار کے قبول ہوتی ہے ابن عمرو جب افطار کرتے تو اہل و عیال کو بلا کر دعا کیا کرتے رواہ ابو داود الطیالسی دوسرا لفظ انکا رواہ ابن ماجہ کے یہ ہے کہ دعا صائم کی وقت افطار کے مردود نہیں ہوتی ابن عمرو وقت فطر کے یہ دعا کرتے اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تین شخص ہیں جنکی دعا پھیری نہیں جاتی ایک امام عادل دوسرا صائم جبتک کہ افطار کرے تیسرا مظلوم اسکی دعا کو اللہ بادل کے اوپر اٹھا لیتا ہے آسمان کے دروازے کھولدیے جاتے ہیں فرماتا ہے مجھکو قسم ہے اپنی عزت کی میں مدد کرونگا تیری گو بعد ایک مدت کے ہو رواہ احمد و اہل السنن **بیت** بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن ٭ اجابت از در حق بہر استقبال می آید **بیت**

آتش سوزاں نکند با سپند ٭ آنچہ کند دود دل دردمند

ہر حال جب بندہ اپنے رب سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اللہ تعالے اس بندے سے قریب ہوتا ہے کسی نے کہا اس آیت میں سوال قرب و بعد رب کے تھا کسی نے کہا اجابت دعا سے بدلیل أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ لیکن ظاہر یہی ہے کہ سوال دونوں ہی امر سے تھا قطع نظر روایات سابقہ کے پھر کسی نے کہا یہ قرب اجابت ہے کسی نے کہا قرب علم ہے کسی نے کہا قرب انعام ہے کشاف میں کہا یہ قرب عبارت ہے سہولت اجابت سے اسلیے کہ قرب حسی ممکن نہیں ہے انتہی لیکن سچی بات جو کہ مطلب ٹھیک مسئلہ ہی یہی ہے کہ قرب ایک صفت ہے قریب مجیب کے اسکو ویسے ہی ایمان لانا چاہیے تاویل تعطیل سے کچھ علاقہ نہیں ہے ایک معنی آیت کے یہ بھی ہیں کہ میں قبول کرتا ہوں عبادت دعا کو یعنی جسطرح حدیث میں آیا ہے کہ دعا عبادت ہے اخرجہ ابو داود وغیرہ من حدیث النعمان بن بشیر مگر ظاہر یہی ہے کہ اجابت سے بجگہ اپنی معنے لغوی پر باقی ہے دعا کی عبادت ہونے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اجابت عبارت ہو قبول دعا سے یعنی عبادت متقبل ہونا اسکا اسلیے کہ اجابت اور چیز ہے قبول ہونا اس عبادت کا اور بات ہے مطلب فقط اتنا ہے کہ اسم

جسطرح چاہتا ہے اجابت فرماتا ہے کبھی مطلب جلد حاصل ہوجاتا ہے یعنی عنقریب کبھی دیر میں یعنی بعید کبھی کوئی بلا سے
دعی کے ٹل جاتی ہے جو اوسکو معلوم بھی نہیں ہوتی سو فرمایا جب تم مجھکو پکارو تو پہلے پھر ملانکو تو طرف ایمان و طاعت کے
مان لو مانہ مطلب ہے کہ یہ اللہ کے امر ہی پر قائم ہوکر دعا مانگتے ہیں اجابت کی امیدوار ہیں مجاہد نے کہا استجابت کے یہان یہ معنی ہیں
کہ تم میری طاعت کرو اجابت کے معنے لغت میں یہی ہیں کہ بندہ کیطرف سے طاعت ہو اللہ کیطرف سے عطا اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ
الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ
وَعَفَا عَنكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي
الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ○ حلال ہوا تمکو
روزے کی رات میں بے پردہ ہونا اپنی عورتوں سے وہ پوشاک ہیں تمہاری تم پوشاک ہو انکی اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری
کرتے تھے سو معاف کیا تم کو اور درگذر کی تم سے پھر اب ملو اونسے اور چاہو جو لکھدیا اللہ نے تم کو اور کھاؤ اور پیو جب تک
کہ صاف نظر آوے تمکو دھاری سفید دھاری سیاہ سے فجر کی پھر پورا کرو روزہ رات تک اور نہ لگو اونسے جب کہ اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں یہ
حدیں ہیں باندھی اللہ کی سو اون حدوں کے پاس نہ جاؤ اسطرح بیان کرتا ہے اللہ آیتیں اپنی لوگوں کو شاید وہ بچتے رہیں
ف جب روزہ فرض ہوا تو مسلمان سارے رمضان میں عورت کے پاس نہ جاتے اور پہلی امت کیطرح رات کو سوکر پھر نہ کھاتے
اس بیچ میں بعض شخص رہ نسکے حضرت سے عرض کیا تب یہ آیت اوتری یعنی تم اپنی چوری کرتے تھے اللہ نے منع نہیں کیا کھانا
صبح تک رخصت ہے جب دھاری سفید پڑے وہی صبح صادق ہے جب تک وہ ستی اونچی ہے ستون سی وہ صبح کاذب ہے
مگر اعتکاف میں رات دن عورت پاس نہ جاوے **ف** ابن کثیر کہتے ہیں یہ رخصت ہے طرف سے اللہ کے مسلمانوں کے لیے ابتدائے
اسلام میں بعد افطار کے عشا تک کھانا پینا صحبت کرنا حلال تھا جب نماز پڑھ لی یا سوگیا تو یہ سب کام حرام ہوگئے جب تک
کہ دوسری رات آوے اس میں انکو بڑی تکلیف ہوتی تھی مراد بے پردہ ہونے سے یہ جماع کرنا ہے یہی قول ہے ابن عباس اور
ایک جماعت کثیر کا تابعین رضی اللہ عنہم سے لباس ہونیکا یہ مطلب ہے کہ تم اونکے پاس چین پاتے ہو وہ تمہارے پاس چین پاتی ہیں
یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ربیع بن انس نے کہا یعنی تم انکا لحاف ہو وہ تمہارا لحاف ہیں حاصل یہ کہ ہر ایک
مرد عورت ایکدوسرے سے خلط ملط گھس بیٹھے اوڑھنا بچھونا لگاتار ہے اسلیے سہاسطے آیا کہ انکو رمضان میں رخصت مجامعت
و مباشرت کی دیجاوے تاکہ اوپر انکے لوگوں کے کچھ ہرج مرج نہ ہو جاوے سبب نزول اس آیت کا پہلے قصہ قیس بن صرمہ کا گذر چکا ہے کہ
وہ ایک رات بھوکے سو گئے دوسرے دن دوپہر کو غش آگیا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر ہوا یہ آیت آئی اسکو نہایت درجہ خوشی

حاصل ہوئی رواہ ابو اسحاق عن البراء بن عازب بطوله اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سرزد صحبت زناں یعنی جماع واقع
ہو گیا تھا اوسپر یہ آیت اوتری قالہ ابن عباس یہ دونوں قصے کئی طرح سے مروی ہیں ایک جماعت صحابہ و تابعین کہا
ہے کہ مراد چاہنے سے اللہ کے لکھے کو یہ ہے کہ طلب اولاد کرو کسی نے کہا بلکہ مراد جماع ہے ابن عباس نے کہا مراد لیلۃ القدر
ہے قتادہ نے کہا یعنی وہ رخصت جو اللہ نے دی ہے اوسکو لو کسی نے کہا قرآن کے مباحات کو چاہو کسی نے کہا مسلمان لونڈیاں
رکہو مگر نظم قرآن کسی ایک بات کو بھی ان باتوں میں سے مقید نہیں ہے نہ کوئی اور دلیل اوسپر قائم ہے اسلیے ابن جریر نے اعم ہونا
آیت کا ان سب امور کے لیے اختیار کیا ہے حسن بصری نے اتبعوا بالعین مہملہ پڑھا ہے بخاری کی تفسیر میں سہل بن سعد
سے آیا ہے کہ جب آیت اوتری اور لفظ من الفجر نہ آیا تو کچھ روزہ دار لوگ سفید سیاہ تاگا پاؤں میں باندھکر سوتے جبتک
وہ نظر نہ آتے تب تک کہاتے پیتے جب لفظ مذکور اوترا تو سمجھے کہ مراد سفید سیاہ سے دن رات ہے یہی کام عدی بن حاتم نے
کیا تھا اسکو حضرت سے ذکر کیا فرمایا ان وسادك اذا لعريض مراد سفیدی دن کی سیاہی رات کی ہے نہ دو تاگے سفید کالے دوسری
روایت میں یوں ہے کہ عدی نے اپنے تکیے کے نیچے رکہے تھے اوسپر یہ فرمایا کہ تمہارا وسادہ بہت چکلا چوڑا ہے رواہ الشیخان
بعض روایات میں انك لعريض القفا آیا ہے بعض میں انك لعريض العقل ابن کثیر کہتے ہیں بعض نے اسکے
یہ معنی کہے ہیں کہ تم بلید کند ذہن ہو مگر یہ معنے ضعیف ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب تمہارا وسادہ عریض ٹھیرا تو تمہاری
بیت ناعقل بہی عریض ہوگی لیکن ابن جریر و ابن ابی حاتم کی روایت میں یوں آیا ہے کہ جب عدی نے حال مذکور عرض کیا
تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد انکی کم فہمی ہے واللہ اعلم پہر جب اللہ پاک نے
صبح تک کہانا مباح کر دیا تو یہ دلیل ہے اس بات پر کہ سحری کرنا مستحب ہے اسلیے کہ یہ اکل رخصت ٹھیرا رخصت کا لینا محبوب
ہوتا ہے اسلیے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ترغیب سحور پر ثابت ہوئی ہے انس مرفوعاً کہتے ہیں تم سحور کرو سحور میں
برکت ہے رواہ الشیخان صحیح مسلم میں عمرو بن عاص سے مرفوعاً آیا ہے کہ فصل درمیان ہمارے روزے اور اہل کتاب کے روزے
کے یہی کہانا سحور کا ہے ابو سعید کا لفظ مرفوع نزدیک امام احمد کے یہ ہے کہ سحور لقمہ برکت ہے تم اوسکو مت چھوڑو گو کوئی ایک
گہونٹ پانی ہی کیوں نہ پی لے اللہ و فرشتے درود بہیجتے ہیں سحری کرنے والوں پر حدیثیں ترغیب سحور میں بہت آئی ہیں
یہاں تک کہ پانی ہی پی کر رہتا نہ آکلین ہو جاوے سحور کا تاخیر کرنا الی قریب فجر تک مستحب ہے جسطرح کہ صحیحین میں انس بن مالک
نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ سحری کی ہمنے ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہر کہڑے ہوئے نماز کو انس نے
کہا پہلا اذان و سحور میں کتنا فاصلہ تہا کہا بقدر پچاس آیت کے حدیث ابی ذر میں مرفوعاً آیا ہے کہ ہمیشہ رہیگی امت
میری خیر سے جب تک کہ جلدی کریگی افطار میں دیر لگاویگی سحور میں رواہ احمد بہت حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول خدا

صلے اللہ علیہ وسلم نے سحور کا نام غداء مبارک رکھا ہے حذیفہ کا لفظ یہ ہے کہ سحور کیا ہمنے ہمراہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دن
نکل آیا مگر سورج نہ نکلا تھا اس حدیث کو امام احمد و نسائی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے نسائی نے کہا عاصم بن ابی النجود
ساتھ وہ اسکے متفرد ہیں یہ حدیث محمول ہے قرب نہار پر کما قال تعالی فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ
فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ مراد بلوغ سے یہاں قرب انقضائے عدت ہے ابن کثیر کہتے ہیں حمل حدیث کا اسی معنی پر متعین ہے
یعنے ایسے وقت سحور کیا کہ طلوع فجر کا یقین نہ تھا گو بعض کو گمان طلوع ہوا ہو ایک جماعت کثیر سلف سے مروی ہے کہ وہ لوگ
نے مقدمہ سحور میں بروایت مقاربت فجر کے سہل انکاری کی ہے ابوبکر و عمر و علی و ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہم
حذیفہ و ابوہریرہ و ابن عمر و ابن عباس و زید بن ثابت سے یونہی مروی ہے اسیطرح ایک گروہ تابعین کا بھی اسطرف
گیا ہے جنکا نام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لیکر کتاب الصیام پر حوالہ کیا ہے پھر کہا کہ ابن جریر نے بعض علماء سے نقل
کیا ہے کہ امساک طلوع شمس سے واجب ہوتا ہے جسطرح افطار غروب پر جائز ہے ابن کثیر کہتے ہیں میں گمان نہیں کرتا کہ
کسی عالم کا قدم اسبات پر جم سکے کیونکہ یہ قول مخالف نص قرآن ہے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ
مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ صحیحین میں عائشہ سے مرفوعا آیا ہے کہ نہ روکے تمکو
اذان بلال کی سحور سے کہ وہ رات سے پکارتا ہے تم کھاؤ پیو جبتک کہ اذان دے ابن ام مکتوم کیونکہ وہ جب اذان دیتا
ہے کہ فجر نکل آتی ہے یہ لفظ بخاری کا ہے طلق نے مرفوعا کہا ہے یہ فجر نہیں ہے جو افق میں لمبی چلی جاتی ہے ولیکن
فجر وہ ہے جو چکلی و لال ہوتی ہے رواہ احمد والترمذی ترمذی کا لفظ یہ ہے کہ کھاؤ پیو نہ روکے تمکو یہ سفیدی چمکنے والی چڑھنے
والی یہانتک کہ چکلی ہو تمہارے لیے سرخی سمرہ بن جندب کا لفظ مرفوع یوں ہے کہ دھوکا نہ دے تمکو پکارنا بلال کا
اور یہ سفیدی جبتک کہ فجر نہ پھیلے یا نہ نکلے رواہ ابن جریر بسندہ دوسرا لفظ سمرہ کا یہ ہے منع نہ کرے تمکو تمہارے
سحور سے اذان بلال کی اور نہ لمبی فجر ولیکن وہ فجر جو آسمان کے کنارے میں پھیلتی ہے تیسرا لفظ انکا یوں ہے نہ دھوکا
دے تمکو اذان کہنا بلال کا اور نہ یہ سفیدی جو صبح کا ستون ہے یہانتک کہ یہ سفیدی اُڑرے اسی کے لگ بھگ صحیح
مسلم میں بھی آیا ہے ابن عباس نے کہا فجر دو ہوتی ہیں جو آسمان پر چمکتی ہے وہ کسی چیز کو حلال حرام نہیں کرتی لیکن وہ
فجر جو پہاڑوں کے چوٹیوں پر روشن ہوتی ہے وہ کھانے پینے کو حرام کر دیتی ہے عطا نے کہا آسمان پر ساطع ہونے
والی وہ فجر ہے جو لمبی چلی جاتی ہے اوس سے نہ تو سحر صائم حرام ہو نہ نماز صبح فوت ہو لیکن جبکہ وہ پہاڑوں پر پھیل جاتی ہے تو صائم
کا تو سحر حرام ہو جاتی کا صبح فوت ہو جاتا ہے ابن کثیر نے کہا اسکی اسناد صحیح ہے بہت سے سلف کا یہی قول ہے مسئلہ
اللہ پاک نے جو فجر کو غایت اباحت جماع و طعام و شراب واسطے مرید صوم کے مقرر کیا اسمیں دلیل ہے اس بات پر کہ جس نے حالت

جنابت میں صبح کی وہ نہا ڈالے روزہ پورا کرے کچھ حرج نہیں ہے یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ و جمہور علماء کا سلفاً و خلفاً کیونکہ حضرت
عائشہ و ام سلمہ میں نزدیک شیخین کے آیا ہے کہ صبح کرتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ جنب ہوتے تھے جماع سے بغیر احتلام
پھر نہاتے روزہ رکھتے ام سلمہ کا لفظ یہ ہے کہ پھر افطار نہ کرتے نہ قضا رکھتے صحیح مسلم میں عائشہ سے آیا ہے کہ ایک آدمی نے کہا
اے رسول خدا پا لیتی ہے مجھکو نماز اور میں جنب ہوتا ہوں کیا روزہ رکھوں فرمایا یہی میرا حال ہے میں تو روزہ رکھ لیتا
ہوں اوس نے کہا آپ ہماری طرح نہیں ہیں اللہ نے آپکے سارے اگلے پچھلے گناہ بخشدیے فرمایا واللہ میں امید کرتا ہوں کہ
میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ بچنے کی چیز کو جانتا ہوں مگر حدیث ابی ہریرہ میں مرفوعاً یوں
آیا ہے کہ جب اذان صبح ہو گئی اور کوئی تم میں کا جنب ہے تو اوس دن روزہ نہ رکھے رواہ احمد یہ حدیث جید الاسناد ہے
شرط شیخین پر اور صحیحین و نسائی میں بھی آئی ہے لیکن بعض علماء نے اسکو معلول کیا ہے بسبب عدم رفع کے اور
بعض اسی کیطرف گئے ہیں ابو ہریرہ اور ایک جماعت تابعین کا یہی مذہب ہے بعض نے یوں تفرقہ کیا ہے کہ اگر سو گیا
اور صبح ہو گئی تو کچھ مضائقہ نہیں ہے بموجب حدیث عائشہ و ام سلمہ کے اور جو یہ کام باختیار خود کیا تو پھر روزہ ندارد
بدلیل اس حدیث ابی ہریرہ کے عروہ و طاؤس و حسن کا یہی قول ہے بعض نے کہا ہے کہ اگر روزہ فرض ہے تو تمام کرے
قضا رکھے اور جو نفل ہے تو کچھ ضرر نہیں ابراہیم نخعی و حسن بصری نے یوں ہی کہا ہے بعض نے کہا حدیث ابو ہریرہ
حدیث عائشہ و ام سلمہ سے منسوخ ہو گئی لیکن تاریخ تو معلوم ہی نہیں ہے ابن حزم نے یہ دعوی کیا ہے کہ ناسخ حدیث
مذکور کا آیت سے ہے لیکن یہ بھی بعید ہے کیونکہ تاریخ ندارد بلکہ ظاہر تاریخ سے خلاف ہوا ہے بعض نے حدیث ابو ہریرہ
کو نفی کمال پر محمول کیا ہے پس بموجب حدیث عائشہ و ام سلمہ کے جو دلیل ہیں جواز پر روزہ ہوگا ابن کثیر نے کہا یہی
مسلک اقرب ہے جمع اقوال ہے **ف** اس ارشاد سے کہ تمام کرو روزے کو رات تک یہ نکلا کہ افطار نزدیک غروب آفتاب کے
حکم شرعی ہے جسطرح صحیحین میں عمر بن خطاب سے مرفوعاً آیا ہے کہ جب آئے ادہر سے رات اور جائے دن ادہر سے تو صائم افطار
کرے ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ تعالے فرماتا ہے بڑا محبوب بندوں میں مجھکو وہ شخص ہے جو جلدی کرے روزہ افطار
کرتا ہے رواہ احمد ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے بشیر بن خصاصیہ کی بی بی نے چاہا تھا کہ دو روزے ملا کر رکھیں
بشیر نے منع کیا اور یہ کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مواصلت سے نہی فرمائی ہے یہ کہا ہو کہ یہ کام نصاری
کرتے ہیں تم اسیطرح روزہ رکھو جس طرح تمکو اللہ نے حکم دیا ہے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیۡلِ جب رات ہو تو روزہ کھول
ڈالو اسی لیے احادیث صحیحین میں وصال صوم سے منع کیا ہے وصال یہ ہے کہ روزے پر روزہ رکھے بیچ میں کچھ نہ کھاوے
حدیث ابی ہریرہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم وصال نکرو کہا آپ تو کرتے ہیں فرمایا میں تمہاری

طرح نہیں ہوں میں رات بسر کرتا ہوں مجھکو میرا رب کھلاتا پلاتا ہے لوگ وصال سے باز نہ رہے حضرت نے اونکے ساتھ دو رات دن وصال
کیا پھر چاند دیکھ لیا فرمایا اگر چاند دیر کرتا تو میں تمہارے ساتھ زیادہ وصال کرتا یہ بات بطور جھڑکی و عتاب کے فرمائی رواہ احمد
یہ حدیث صحیحین میں بھی آئی ہے یہی ثابت ہوا ہے کہ وصال خصائص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا آپ کو وصال کی طاقت
تھی مدد ملتی تھی ابن کثیر کہتے ہیں یہ طعام و شراب جسکا ذکر حضرت نے فرمایا ظاہر یہ ہے کہ معنوی تھا حسی نہ تھا ورنہ حسی کو پھر وصال نہ
ٹھہرتا اسطرح کسی شاعر نے کہا ہے ؎ لها أحاديث من ذكراك تشغلها عن الشراب وتلهيها عن الزاد ، ہاں
جسکو یہ بات پسند ہو کہ وہ غروب آفتاب سے وقت سحر تک گرسنہ رہے تو یہ ہو سکتا ہے کیونکہ حدیث ابی سعید خدری میں آیا ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وصال نکرو جو کوئی وصال کرنا چاہے وہ سحر تک کرے کہا آپ جو کرتے ہیں فرمایا میں
تمہاری ہیئت میں نہیں ہوں میں جو رات بسر کرتا ہوں تو ایک مطعم ایک ساقی مجھکو کھلاتا پلاتا ہے رواہ البخاری ام ولد
حاطب نے فرمایا ابوبکر سے وصال آل محمد سحر سے سحر تک رواہ ابن جریر علی مرتضے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
سلم وصال کرتے تھے سحر سے سحر تک رواہ احمد ابن زبیر وغیرہ سلف چند روز وصال کرتے تھے بطور ریاضت نفس
کرتے تھے بطور عبادت یا شاید وصال کو بھی ارشاد براہ شفقت سمجھا تھا جسطرح حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ یہ منع ازراہ
رحمت تھا اسلیے ابن زبیر اور انکے بیٹے عامر وغیرہ لوگ جو انکی چال پر تھے اس کام کو کرتے انکو قوت تھی کہتے ہیں ابن زبیر
لگاتار سات دن روزہ رکھتے ساتویں دن اچھے خاصے قوی مضبوط نظر آتے ابو العالیہ نے کہا اللہ نے روزہ دن کو فرض
کیا ہے جب رات آئی تو اب جسکا جی چاہے کھائے جسکا جی چاہے وہ نہ کھائے **ف** ابن عباس نے کہا یہ منع مباشرت حالت
اعتکاف میں اوس شخص کے حق میں ہے جو رمضان یا غیر رمضان میں مسجد کے اندر معتکف ہوا ہے اللہ نے ایسے وطی کرنا
عورتوں کا رات کو اور دنکو حرام کیا ہے جبتک کہ اعتکاف ہو چکے ضحاک نے کہا مسجد غیر مسجد کسی جگہہ بھی اعتکاف میں جماع
نہیں یہی قول ہے مجاہد و قتادہ وغیرہما کا اسیطرف ایک جماعت صحابہ و تابعین گئی ہے اسپر علما کا اتفاق ہے کہ جو
شخص مسجد میں معتکف ہو اوسپر عورتیں حرام ہیں اگر کسی حاجت ضروری کے لیے گھر میں آیا ہے تو زیادہ حاجت سے نہ
ٹھہرے قضاے حاجت یا اکل جسکے لیے آیا ہو کرکے جلد پھر کھڑا ہو جورو کا بوسہ نہ لے نہ اوسکو گلے لگائے نہ بیمار پرسی کرے ہاں
راہ چلتے پوچھ لے فتح البیان میں لکھا ہے کہ اعتکاف شرع میں نام ہے ملازمت طاعت مخصوص کا بشرط مخصوص یہ اسپر اجماع
ہے کہ اعتکاف واجب نہیں ہے اور نہیں ہوتا مگر مسجد میں ابن مسعود نے مرفوعا کہا ہے کہ نہیں اعتکاف مگر مساجد ثلثہ یا
مسجد جماعت میں رواہ سعید بن منصور انتہی عورت اگر اعتکاف کرے تو اوسکو مسجد بیت کافی ہے یعنی نزدیک تین
اماموں کے سوا امام مالک کے گھر کی مسجد وہی جگہہ ہے جسکو مکان نماز میں عورتوں نے واسطے نماز پڑھنے کے علیحدہ

مقرر کر رکھا ہے اور اگر مسجد میں پردہ کر کے یا خیمہ یا حصہ درہ راوٹی لگا کر اعتکاف کرے تو سب سے افضل ہے اسلیے کہ ازواج مطہرات نے مسجد نبوی میں کوٹھری کا حجرہ بنا کر اعتکاف کیا ہے واللہ اعلم ان کے سوا مسائل متفق و مختلف اعتکاف کتاب الصیام میں لکھے ہین فقہائے مصنفین جو کتاب اعتکاف کو بعد کتاب صیام کے لکھتے ہین یہ اقتدا ہے قرآن عظیم کا کیونکہ اللہ پاک نے بعد ذکر صوم کے ذکر اعتکاف کا فرمایا اس ترتیب مین یہ ارشاد بھی ہے کہ تم صوم مین اعتکاف بھی کیا کرو آخر تہہ صیام مین معتکف ہوا کرو جسطرح رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ عشرۂ اواخر شہر رمضان مین آخر دم تک اعتکاف کرتے رہے سو حضرت کے بعد آپ کی بیبیون نے اعتکاف کیا یہ حدیث صحیحین مین عائشہ سے آئی ہے صفیہ بنت حیی حضرت کے دیکھنے کو آیا کرتین حضرت معتکف ہوتے وہ دم بھر بات چیت کر کے چلی جاتین ایک رات رخصت ہو کر اپنے گھر جاتی تہین انکا گھر تھا سو یہ بیچ اسامہ بن زید کے گھر مین تھا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم انکے پہنچانے کو گھر تک کھڑے ہوگئے راہ مین دو انصاری ملے اونہون نے حضرت کو دیکھہ چھپنا چاہا یا دوسری روایت مین ہے کہ شرم سے چھپنے لگے اسلیے کہ حضرت کے ساتھہ حضرت کی بی بی تھین فرمایا ٹھیرو جلدی سے بھاگے نہ جاؤ یہ صفیہ بنت حیی ہے اونہون نے کہا سبحان اللہ اے رسول خدا فرمایا شیطان خون کیطرح آدمی کی رگون مین چلتا پھرتا ہے مین ڈرا کہ کہین تمہارے دلمین کچھ اور خیال نہ ڈالے رواہ الشیخان امام شافعی نے کہا فرمایا حضرت نے چاہا کہ اپنی امت کو تہمت کی جگہہ سے بچنے کی تعلیم فرمادین تاکہ کسی کے محذور مین نہ گرین ورنہ وہ دونون انصاری متقی تھے وہ کبھی اسطرح کا گمان رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کرتے رہی یہ بات کہ مراد لفظ مباشرت سے اس آیت شریف مین کیا ہے ابن کثیر نے کہا مراد جماع اور دواعی جماع ہین جیسے بوسہ لینا گلے لگانا یا اور کچھ مثل اسکے باقی رہا چیز کا اوٹھانا دینا یا کوئی اور کام کرنا سو منع نہین ہے کیونکہ صحیحین مین عائشہ سے آیا ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سر مبارک اپنا اونکے نزدیک کر دیتے تھے سر مین کنگھی کرتین حالانکہ حائض ہوتین حضرت گھر مین بغیر حاجت انسانی نہ آتے تھے غرض یہ سارے حکم رخصت و عزیمت و حرمت و اباحت و غایت صوم کے جو اس جگہہ بیان فرمائے ہین اللہ کے حدود و شرائع ہین اونکو پاس پھٹکنا نہ چاہیے سو جسطرح اس آیت شریف مین احکام صیام بیان کیے ہین اسیطرح اللہ تعالے نے سارے احکام اپنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان صدق ترجمان پر لوگون کے لیے بیان فرماتا ہے شاید وہ لوگ راہ پر آجاوین طاعت اختیار کرین کما قال تعالی هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ نہ کھاؤ مال ایکدوسرے کا آپسمین ناحق اور نہ پہنچاؤ انکو حاکمون تک کہ کھا جاؤ کاٹ کر لوگون کے مال مین سے مارے گناہ کے اور تم کو

ع ۲۳ ۶

معلوم ہو جیسے کسی کے مال کی خبر حاکموں کو نہ دو یا ایسا مال رشوت میں دیکر حاکم کو مہربان بنا کر کسیکا مال کہا جاؤ **ف** ابن عباس نے کہا یہ آیت اوس شخص کے حق میں آئی ہے کہ جسپر کسیکا مال لینا ہے مگر کوئی گواہ نہیں پس وہ شخص اوس مال کا انکار کرکے حاکم کے سامنے جھگڑتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ اوسپر حق ثابت ہے وہ اس مال کو حرام طور پر کہاتا ہے یہی بات ایک جماعت تابعین نے کہی ہے پھر یہ کہا کہ تو نہ جھگڑ اور تو جانتا ہے کہ تو ظالم ہے صحیحین میں ام سلمہ سے آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سن رکھو کہ میں بشر ہوں میرے پاس کوئی خصم آتا ہے شاید بعض لوگ تمہاری بات چیت میں بعض سے تیز ہیں پس میں اوسکے موافق حکم دیدیتا ہوں سو جسکو میں کوئی حق کسی مسلمان کا دلوا دیا تو وہ ایک آگ کا ٹکڑا ہے اب چاہے اوس ٹکڑے کو اوٹہا لے یا چہوڑ دے پس اس آیت کریمہ اور حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ حکم حاکم کا کسی کو نفس الامر میں بدل نہیں کردیتا ہے تو پھر کوئی چیز حرام حقیقت میں حلال ہو گی نہ کوئی حلال چیز حرام ہو سکیگی بلکہ فقط ظاہر کا التزام رہا حاکم کو اجر ملیگا حیلہ گر گنہگار رہیگا اسی لیے اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہ تم کو معلوم ہے یعنی بطلان اپنے دعوے کا جسکو تم باتیں بنا کر ثابت کیا چاہتے ہو قتادہ نے کہا ہے اے لوگو حکم قاضی کا نہ کسی حرام کو حلال کرسکتا ہے نہ کسی باطل کو حق حکم قاضی جو دیکہتا ہے یا جیسی لوگ گواہی دیتے ہیں اوسکے موافق حکم کرتا ہے قاضی بشر ہے اوس سے خطا بہی ہوتی ہے ٹہیک بات یہی کہتا ہے سو جس کسی کے لیے کوئی حکم باطل دیا گیا تو وہ جھگڑا ابہی نہیں چکا قیامت میں اللہ دونو کو جمع کرکے حقدار کا فیصلہ ناحق والے پر کرے گا یہ فیصلہ اوس نیاؤ سے زیادہ درست و ٹہیک ہوگا جو باطل کے لیے محق پر دنیا میں کیا گیا تہا **ف** یہ آیت شریف شامل ہے ساری بہت سارے مال کو کوئی چیز بہی اس حکم عام سے باہر نہیں نکل سکتی مگر جسپر کوئی دلیل شرعی آچکی ہو کہ فلاں مال کا لینا جائز ہے کہ اوس وقت اوسکا حق ہوگا نہ باطل سے اور اوس مال کا کہانا حلت سے ٹہیریگا نہ گناہ سے گو صاحب مال خوش ہی کیوں نہ ہو جیسے دلوانا قرض کا جسکو قرضدار نہ دے یا لینا زکوٰۃ کا جو اسنے واجب کی ہے یا جسکا نفقہ شرع میں واجب ہے حاصل یہ ٹہیرا کہ جس مال کا لینا مالک سے شرع نے مباح نہیں کیا ہے وہ مال اکل مال بالباطل ہے گو مالک مال کا جی خوش ہو جیسے مہر بغی یعنی کسی کی خرچی یا حلوان کاہن جیسے ہندسہ رمال غیب کی باتیں بتانیوالے کا یا قیمت شراب کی یا اجرت سرودی کی یا جوا یا رشوت یا جہوٹی گواہی یا امانت میں خیانت یا ظلم و غصب جاتنگری و رہزنی و چوری سے مال لیکر کہانا جیسے یہ کرو کہ ادہر تو باطل سے مال کہاؤ اوپر حاکموں تک جہوٹی بات بنا کر پہونچاؤ حاکم خواہ مال میں حکم دے یا فرج میں جب وہ حکم کسی جہوٹی گواہی یا جہوٹی قسم پر جاری ہوگا تو اس مال کا کہانا کسی طرح حلال نہیں ہوسکتا سبکا نام اکل بالباطل ہے اسی طرح جب کسی حاکم نے رشوت لیکر کوئی حکم دیا تو وہ مال باطل سے لیا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ حکم حاکم سے اباحت ہو جاتی ہے سو یہہ روایت یا تو اونسے ثابت نہو گی اور اگر ثابت ہو تو مردود ہے بنص کتاب و سنت صحیحہ یعنی حدیث متقدم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کسینے کہا مراد آیت سے یہہ ہے کہ تم حاکمون کا نام لیکر لوگون کا مال نہ کہاو لکن معنے اول اولے ہین قاضی شریح کہا کرتے تہے مین حکم کرتا ہون موافق تیرے اور مین خیال کرتا ہون کہ تو ظالم ہے لکن مجہکو سوا اسکے کہ جو بینہ حاضر ہے اوسکے مطابق حکم دون اور کچہہ نہین بن سکتا ہے مگر میرا حکم کسی حرام کو تیرے لیے حلال نہین کریگا یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ تجہسے پوچہتے ہین چاند کا نیا نکلنا تو کہہ یہہ وقت ٹہیرے ہین واسطے لوگون کے اور واسطے حج کے اور نیکی یہہ نہین کہ گہرون مین آؤ چہت پر سے لکن نیکی وہی جو کوئی بچتا رہے اور گہرون مین آؤ دروازون سے اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید تم مراد کو پہونچو **ف** لوگون نے حضرت سے پوچہا تہا کیا سبب ہے چاند ایک حالت پر نہین رہتا اللہ نے جواب فرمایا کہ اسپر حال بدلتے رکہے ہین تا مہینے کی حد ٹہیرے پہر مہینون سے برس ٹہیرے پہر اوس پر خلق کی معاملت اسکی عبادت کو وقت مقرر ہو عبادت جو برس پر مقرر ہے ایک روزہ ہے جسکا حکم مذکور ہوا دوسرا حج ہے اوسکا حکم آگے شروع ہوتا ہے کفر کی غلطیون مین ایک یہہ تہا کہ جب گہر سے نکلکر احرام باندہتے حج کا پہر کچہہ ضرورت ہوئی کہ گہر مین جانا چاہے تو دروازے سے نجاتے چہت پر چڑہ کر آتے اوسکو اللہ نے غلط کیا ابن عباس نے کہا مواقیت سے یہہ مراد ہے لوگ ہلال سے وقت ختم میعاد قرض کا عورتون کی عدت کا وقت حج کا معلوم کرتے ہین ابو العالیہ نے کہا یہہ وقت ہین صوم مسلمین و افطار صوم و عدت نساء کے یہی قول ہے عطا و ضحاک و قتادہ و سدی و ربیع کا ابن عمر نے مرفوعًا کہا ہے اللہ نے ہلال کو وقت مقرر کیا ہے تم روزہ رکہو ہلال دیکہکر کہولو ہلال دیکہکر اگر تم پر ابر ہو تو تیس دن گن لو رواہ عبد الرزاق اسکو حاکم نے بہی حدیث ابن ابی رواد سے نقل کیا ہے پہر یہہ کہا کہ وہ ثقہ عابد مجتہد شریف النسب تہا اس حدیث کی اسناد صحیح ہے شیخین نے اوسکو روایت نہین کیا یہی مضمون حدیث طلق مین بہی مرفوعًا آیا ہے حدیث ابو ہریرہ و کلام علی مرتضے سے بہی مروی ہے ابن عباس کہتے ہین معاذ بن جبل و ثعلبہ و ثعلبہ بن عنمہ انصاری نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تہا کہ چاند کا کیا حال ہے کہ پہلے تو باریک ایک تاگے کیطرح نکلتا ہے پہر بڑہتا جاتا ہے پہر برابر ہوکر گہٹنا شروع ہوتا ہے باریک ہو جاتا ہے پہر اوسیطرح نکلتا ہے اسکا یہہ جواب ملا کہ یہہ بہت سے کامون کے وقت ہین جیسے حل دین صوم و فطر اوقات حج اجارات اوقات حیض شروط بہ مجلہ ایمان و نذور وغیرہ ذلک سیلمی اسکی چال اور سورج کی چال مین فرق ہے وہ ایک چال پر رہتا ہے اسکا حال بدلتا جاتا ہے خازن و ابو السعود نے کہا یہہ جواب مطابق سوال ہے اسکے حساب سے ماہ و سال کا درست رہتا ہے و مثلہ قولہ تعالی وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ

[illegible]

وَالْحِسَابِ کسی نے کہا جواب اوسطرح دیا ہے اسمین تنبیہ ہی اسبات پر کہ تم سبب اختلاف کو کیا پوچھتے ہو وہ تو ایک غیب کی بات ہے
تمکو اوس سے کچھ غرض نہین یہ پوچھو جو ہمنے بتایا اس طرح کے جواب کو اسلوب حکیم کہتے ہین بخاری مین براء سے مروی ہے
کہ جاہلیت مین جب احرام باندھتے گھر کے پچھواڑے سے آتے اوسپر یہ آیت اوتری کہ گھر مین دروازے سے آؤ ابو داؤد کا لفظ
یہ ہے کہ انصار جب سفر سے آتے تو گھر کے دروازے سے داخل نہوتے جابر نے کہا قریش کو حمس کہتے تھے وہ احرام مین ابواب سے
آتے انصار اور سارے عرب پشت کیطرف سے آتے ایک روز رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم بستان مین تھے دروازے سے باہر آئے
قطبہ بن عامر انصاری ہمراہ تھے لوگون نے کہا اے رسولخدا یہ شخص تاجر ہے آپکے ہمراہ دروازے سے باہر آیا اوس سے کہا تم نے
یہ کیون کیا کہا جو تمکو کرتے دیکھا وہی مینے کیا اونھون نے کہا ہم تو حمس ہین کہا میرا دین بھی وہی ہے جو تمہارا دین ہے اوسپر یہ
آیت اوتری رواہ ابن ابی حاتم اسیطرح ایک جماعت صحابہ و تابعین سے بھی مروی ہے حسن بصری نے کہا جو سفر کے ارادے
سے نکلتا اور نجاتا تو گھر کے پچھواڑے سے گھر مین آتا باب سے نہ آتا محمد بن کعب نے کہا جب کوئی اعتکاف کرتا تو دروازے سے
گھر مین نہ آتا عطا بن رباح نے کہا اہل یثرب جب عید سے پھرتے گھرون مین پچھواڑے سے آتے اسکو اچھا کام سمجھتے ابو عبید
نے کہا یہ ایک ضرب المثل ہے اسکے یہ معنی ہین کہ جاہل سے سوال کرنا کوئی اچھی بات نہین اچھی بات تقوے کی ہے اور سوال
کرو اہل علم سے کسی نے کہا اس مثل کے یہ معنے ہین کہ عورتون کی دبر مین جماع نہ کرو قبل مین کرو اللہ سے ڈرو جو تمکو حکم دیا ہے
وہ بجا لاؤ جس سے منع کیا ہے اسکے پاس نجاؤ تاکہ جسدن تمکو اللہ اپنے سامنے کھڑا کرکے جزا دیگا اوسدن تم اوسکی پکڑ سے
چھوٹ کر اپنی مراد کو پہونچ جاؤ۔ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ۝

لڑو اللہ کی راہ مین اون سے جو لڑتے ہین تم سے اور نہ زیادتی کرو اللہ نہین چاہتا زیادتی والونکو مارو انکو جہان پاؤ نکالدو انکو جہانسے
اونھون نے تمکو نکالدیا دین سے بچلانا مارنے سے زیادہ ہے نہ لڑو اونسے مسجد الحرام پاس جبتک وہ نہ لڑین تم سے اوس جگہ پھر اگر وہ لڑین تو
انکو مارو یہی سزا ہے منکرون کی پھر اگر وہ باز آوین تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے لڑو ان سے جبتک باقی رہے فساد اور حکم رہے اللہ کا پھر اگر
وہ باز آوین تو زیادتی نہین مگر بے انصافون پر **ف** حج کے ساتھ مین یہ مذکور بھی ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم کے وقت سے شہر مکہ جای امان
ہے اگر یہان دشمن کو دشمن پاتا تو بھی کچھ نہ کہتا حج کے اول و آخر تین مہینے ذیقعدہ ذیحجہ محرم حج تھا رجب کہ وہ بھی وقت زیارت تھا
یہ چار مہینے وقت امان تھے کہ تمام ملک عرب مین راہین جاری ہوتین لڑائی موقوف رہتی اللہ تعالیٰ نے انکا حکم فرمایا ہے اس آیت مین اور بھی

لڑائی کا حکم جہاد کا اوترا اسکو کہتا ہی یہ جو فرمایا کہ تم سے لڑیں اونسے لڑو زیادتی مکرو اسکے معنی یہ ہین کہ لڑائی میں آکے بوڑہے عورتیں قصداً نہ ماری جاویں لڑنیوالونکو مارو پہر یہ بتایا کہ مکہ جائے امن ہے لیکن جب انہون نے ابتدا کی اور تمپر ظلم کیا ایمان لانے پر ستانے لگے کہ یہ مار ڈالنے سے زیادہ ہے تو اب انکو امان نہیں جہان پاؤ مارو آخر جب مکہ فتح ہوا تو حضرت نے یہی حکم کیا کہ جو ہتیار سنبہالے کرے اوسی کو مارو باقی سبکو امن دیا پہر اللہ نے کہا اگر اس سے بہی مسلمان ہون تو توبہ قبول ہے پہر فرمایا کہ لڑائی کا فرض اسیواسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو دین سے گمراہ نہ کر سکیں حکم اللہ کا جاری رہے اگر تابع ہو کر رہین تو لڑائی کی حاجت نہین ایمان تو دل پر موقوف ہے زور سے مسلمان کرنا کیا حاصل ف ابو العالیہ نے کہا یہ پہلی آیت ہے جو مقدمہ قتال مین اتری جب اوتری اسکے اوترنے پر جو کوئی لڑتا اوس سے رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہی لڑتے جو لڑتا اوس سے نہ لڑتے یہانتک کہ سورہ براءت اوتری یہی قول ابن زید کا ہے اونہون نے کہا یہ آیت منسوخ ہے اسکی ناسخ وہ آیت ہے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ابن کثیر کہتے ہیں اس میں نظر ہے اسلیے کہ یہ قول اللہ تعالے کا الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ تہییج کا ہے اون دشمنونپر جنکا ارادہ قتال اسلام و اہل اسلام کا تہا یعنی جسطرح وہ تم سے لڑتے ہیں تم بہی اونسے لڑو کما قال وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً اسلیے اس آیت میں یہ فرمایا ہے وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ الآیہ یعنی تمہاری ہمت لڑنے پر ویسی ہی آمادہ اور مستعد رہے جیسے انکی ہمت جیسے تمہارے سے لڑنے پر اور تمہارے نکالنے پر تہی قصاص یہ برابر کا بدلا ہے زیادتی سے منع کیا یعنی مرتکب مناہی نہ ہو جیسے مثلہ کرنا خیانت کرنا اسارو صبیان و شیوخ کا مارنا جنکو نہ کچھ عقل نہ ہمت قتال اور رہبان و اصحاب صوامع کا قتل کرنا درختوں کا جلا دینا حیوانوں کا بغیر مصلحت مار ڈالنا یہی قول ہے ابن عباس و عمر بن عبد العزیز و مقاتل بن حیان کا اسی لیے صحیح مسلم میں بریدہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تہے جاؤ لڑو راہ خدا میں مارو انکو جو منکر ہیں اللہ کے خیانت نکرو غدر نکرو مثلہ نکرو بچوں کو صومعہ والوں کو نہ مارو رواہ احمد ایضاً ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب کوئی لشکر بہیجتے فرماتے نکلو بسم اللہ لڑو راہ خدا میں کافرون سے زیادتی نکرو خیانت مکرو مثلہ نکرو اولاد کو صومعہ والون کو نہ مارو رواہ احمد اسیطرح ابوداود نے بہی انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے صحیحین میں ابن عمر سے آیا ہے کہ بعض غزوات نبوی میں ایک عورت مقتول ملی آپنے قتل نساء و صبیان سے انکار کیا حذیفہ نے کہا بیان کی رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہاوتین ایک تین پانچ سات لوگنایہ ان میں سے ایک مثل کہی باقی چہوڑ دین فرمایا ایک قوم کمزور و محتاج تہی اونپر جبر و عداوت والے لڑے اللہ نے اہل ضعف کو اونپر غلبہ دیا اونہونے اپنے دشمنوں کو کام کاج میں لگایا اونپر مسلط ہو گئے اللہ کو اونسے اوس دن قیامت تک خفا کر لیا رواہ احمد ابن کثیر نے کہا یہ حدیث حسن الاسناد ہے اسکے یہ معنے ہیں کہ جب ان ضعفا نے اون اقویا پر قدرت پائی تو زیادتی بیجا کی جو کام لائق اوسکے

ـہادہ اوسی لیئے نازل ہوا کیا اللہ تعالیٰ یہ رسبب اس زیادتی کے ناخوش ہو گیا احادیث و آثار اس باب میں بہت ہیں جہاد میں
جان کا جانا لوگوں کا قتل ہونا ہوتا ہے اسلیئے اللہ پاک نے آگاہ کر دیا کہ اونکا کفر و شرک ساتھ خدا کے روکنا اللہ کی راہ سے
کہیں زیادہ سخت اور بڑا ہے قتل سے ابو العالیہ و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و حسن و قتادہ و ضحاک و ربیع نے کہا شرک
سخت تر ہے قتل سے یعنی مراد فتنے سے اس جگہ شرک ہے فرمایا کہ پاس مسجد الحرام کے نہ لڑو صحیحین میں آیا ہے کہ حرام
کیا اللہ نے اس شہر کو جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا سو یہ شہر حرام ہے اللہ کے حرام کرنے سے قیامت تک حلال نہیں
ہوا مگر ایک ساعت دن کو اور وہ اس ساعت میں بھی حرام ہے اللہ کی حرمت سے روز قیامت تک کاٹا جاوے درخت
اُسکا نہ اوکھاڑا جاوے کانٹا اوسکا اگر کوئی رخصت لیوے قتال رسول اللہ سے تو تم کہہ دو کہ اللہ نے اذن دیا تھا اپنے رسول کو
تم کو اذن نہیں دیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں مراد لڑنا ہے انکا دن فتح مکہ کے اوسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
لڑکر لیا تھا کچھ لوگ حتدمہ کے نزدیک تاریگو کیسے کہا صلح سے فتح کیا تھا اس دلیل سے کہ آپنے فرمایا تھا جسنے
بند کر لیا دروازہ اپنا وہ امن میں ہے جو داخل ہوا مسجد میں وہ امن میں ہے جو گھس گیا گھر میں ابوسفیان کے وہ امن میں
ہے پھر اللہ تعالیٰ نے قتال سے نزدیک مسجد حرام کے روکدیا مگر اوس صورت میں کہ ابتدا اُنہیں کیطرف سے ہوئے گویا دفع
کرنا ہے حملہ آور کا جسطرح کہ حضرت نے دن حدیبیہ کے نیچے درخت کے بیعت لی تھی قتال پر جسکہ قریش و ثقیف نے حملہ کیا
تھا مگر اوسوقت بھی اللہ نے قتال کو روک دیا کما قال تعالیٰ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ
مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وقال وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم
مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا پھر ارشاد کیا کہ اگر وہ
لوگ حرم میں نہ لڑیں توبہ کرکے مسلمان ہو جاویں تو اللہ اُنکے گناہ بخشدیگا گو مسلمانوں کو اونہوں نے اللہ کے حرم میں قتل
بھی کیوں نہ کیا ہو اسلیئے کہ اللہ کے آگے کوئی گناہ اتنا بڑا نہیں ہے کہ توبہ کرنے سے بھی بخشا جاوے پھر فرمایا کہ کافروں سے
اتنا لڑو کہ فتنہ یعنے شرک باقی نہ رہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہی قول ہے کہ اللہ کا دین سب دینوں پر غالب اور اونچا
ہو جاوے جسطرح صحیحین میں ابو موسی اشعری سے آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کوئی آدمی شجاعت کے لیئے کوئی
حمیت کے لیئے کوئی ریا کے لیئے لڑتا ہے اُن میں سے کون سا لڑنا اللہ کی راہ میں ہے فرمایا جو اس لیئے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو
وہی اللہ کی راہ میں ہے یہ بھی صحیحین میں ہے مجھکو حکم ہے کہ میں لوگوں سے یہانتک لڑوں کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہوں جب
وہ اوسکے قائل ہو نگے تو اپنے جان اپنے مال مجھسے بچا لیںگے مگر حق سے اور انکا حساب اللہ پر ہے پھر اگر وہ شرک و قتال سے
باز رہیں تو پھر جو کوئی اُنسے بعد اس کے باز رہے کو لڑیگا وہی ظالم و متعدی ہے مراد عدوان سے اس جگہ معاقبہ و مقاتلہ ہے کقولہ

اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم وقولہ وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ عکرمہ و قتادہ نے کہا ظالم وہ ہے جو لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کرے بخاری میں ہے کہ دو آدمی فتنۂ ابن زبیر میں پاس ابن عمر کے آئے کہا لوگ ضائع ہو گئے تم عمر کے بیٹے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب ہو تم کو نکلنے سے کون مانع ہوا کہا مانع یہ ہے کہ اللہ نے میرے بھائی کا خون حرام کیا ہے کہا اللہ نے یہ نہیں فرمایا ہے وقاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ ابن عمر نے کہا ہم نے قتال کیا یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہا اور دین اللہ کا ہو گیا تم چاہتے ہو یہاں تک لڑو کہ پھر فتنہ قائم ہو جائے دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک آدمی نے ابن عمر سے کہا کیا سبب ہے کہ تم ایک سال حج کرتے ہو ایک سال گھر رہتے ہو اللہ کی راہ میں جہاد کرنا تم نے چھوڑ دیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ نے کیسی ترغیب جہاد میں فرمائی ہے کہا اے بھتیجے اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں ایمان لانا اللہ و رسول پر پڑھنا نماز پنجگانہ کا روزہ رکھنا رمضان میں ادا کرنا زکوٰۃ و حج کا کہا تم نہیں سنتے جو اللہ نے اسی کتاب پاک میں کہا ہے وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احدٰہما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٓء الیٰ امر اللہ وقاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ انہوں نے کہا ہم یہ کام عہد رسالت میں کر چکے جب اسلام کم تہا آدمی فتنہ دین میں پہیر جاتا تہا مارا جاتا یا عذاب کیا جاتا جب اسلام بہت ہو گیا کوئی فتنہ نہ رہا کہا بھلا علی و عثمان کے حق میں کیا کہتے ہو کہا اللہ نے عثمان کو معاف کیا مگر تم کو معاف کرنا خوش نہیں آتا رہے علی سو وہ ابن عم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور انکو داماد ہیں پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ انکا گھر ہے جسے تم دیکھتے ہو **ف** فتح البیان کا یہ لفظ ہے کہ بلا اختلاف اہل علم قتال ہجرت سے پہلے منع تہا لقولہ فاعف عنہم واصفح وقولہ واہجرہم ہجرا جمیلا وقولہ لست علیہم بمصیطر وقولہ ادفع بالتی ہی احسن وغیرہ آیات جو مکہ میں اتری ہیں جب پیغمبر کو ہجرت ہوئی حکم قتال کا ہوا یہ آیت اس باب میں اتری کسی نے کہا پہلی آیت قتال یہی ہے کسی نے کہا پہلی آیت یہ ہے اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا یہاں تک کہ یہ آیت آئی اقتلوا المشرکین وقولہ تعالیٰ وقاتلوا المشرکین کافۃ کہتے ہیں اس آیت سے ستر آیتیں منسوخ ہو گئیں ایک جماعت سلف نے کہا مراد الذین یقاتلونکم سے سوا عورتوں بچوں بوڑھوں بیماروں درویشوں دیوانوں اپاہجوں لنگڑوں لولوں معذوروں کے ہیں اور اس آیت کو محکم غیر منسوخ ٹھیرایا ہے اللہ نے پہلی آیت میں حکم جہاد کا اس شرط سے فرمایا تہا کہ اگر کفار پیش قدمی کریں تو تم بہی لڑو دوسری آیت میں یہ کہا کہ خواہ وہ لڑیں یا نہ لڑیں تم لڑو مگر مستثنیٰ مسجد الحرام وقت فتح مکے کے جو کوئی مسلمان نہ ہوا اسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بموجب حکم اخرجوہم شہر سے نکال دیا فتنے سے ایک مراد وہ آفت بہی ہے جو آدمی کی جان پر یا اہل و مال پر یا آبرو پر آتی ہے وہ بہی قتل سے بڑھکر ہے ظاہر یہ ہے کہ مراد فتنہ ہے دین میں کسی سبب سے ہو کسی صورت سے ہو اسی پر اسکو اشد ٹھیرایا ہے ایک گروہ نے کہا یہ آیت محکم ہے یعنی حرم میں قتال کرنا حرام

[illegible]

ہے مگر جب کوئی راہ تعدی قتال کر بیٹھے تو اوسکا مدافعہ مقاتلہ سے جائز ہے شوکانی رح کہتے ہیں حق یہی ہے جس نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے اوس نے کہا جمع ممکن ہے اس طور پر کہ جہاں مشرک کو پاؤ مگر حرم میں یعنی عام کو خاص کرنا کیا وہ حدیث جس میں حلت ایک ساعت آئی ہے اسی کی موید ہے قائلین نسخ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن خطل کو قتل کیا حالانکہ وہ کعبے کے پردے سے لٹکا تھا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ قتل اوسی ساعت حلت میں ہوا تھا اب یہی حکم ہے کہ مشرکوں کو قتل کرنا چاہیے گو حرم میں ہو مگر ابتدا بھی انکی طرف سے ہو اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ط فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ حرمت کا مہینا مقابل حرمت کے مہینے کو اور ادب کرنے میں بدلا ہے پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم اوس پر زیادتی کرو جیسے اوس نے زیادتی کی ڈرتے رہو اللہ سے جان رکھو کہ اللہ ساتھ ہے پرہیزگاروں کے **ف** یعنی اگر کوئی کافر ماہ حرام کو مانے کہ اس مہینے میں تم سے نہ لڑے تو تم بھی اوس سے نہ لڑو اور مکے کے لوگ اسی مہینے میں ظلم کرتے رہے مسلمانوں پر پھر مسلمان اون سے کیوں قصور کریں بلکہ سفر حدیبیہ میں ماہ ذیقعدہ تھا عمرے کو حضرت گئے کافر لڑنے کو موجود ہوئے یہ آیت اسواسطے اوتری کہ مسلمان خطرہ کرتے تھے کہ اگر ماہ حرام میں کافر لڑنے لگیں تو ہم کیا کریں انتہی **ف** ابن عباس ضحاک سدی قتادہ مقسم ربیع عطا وغیرہم نے کہا ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سال ششم ہجرت میں عمرے کو لیے گئے تو مشرکوں نے شہر میں آنے بیت اللہ میں جانے سے آپ کو اور ساتھ کے آدمیوں کو ماہ ذیقعدہ میں روکدیا حالانکہ یہ مہینا حرام تھا آخر سال آئندہ پر صلح کرلی چنانچہ اگلے سال مع مسلمین داخل ہوئے ولله الحمد اللہ نے اوس قصے کا ذکر کیا اور یہ آیت اوتاری جابر بن عبداللہ کہتے ہیں حضرت شہر حرام میں نہ لڑتے مگر جبکہ آپ سے کوئی لڑتا جب لڑتے اور مہینا حرام کا آجاتا تو رک جاتے یہانتک کے گذر جاوے اسکو امام احمد نے روایت صحیح لکھا ہے یہ بات یوں ہوئی کہ حضرت حدیبیہ میں ٹھیرے ہوئے تھے کہ اتنے میں یہ خبر آئی کہ عثمان مارے گئے اونکو حضرت نے ایک پیغام دیکر مشرکین کو بھیجا تھا تب حضرت نے نیچے درخت کے ایک ہزار چار سو اصحاب سے قتال مشرکین پر بیعت لی تھی جب معلوم ہوا کہ عثمان زندہ ہیں تو لڑنا گئی مصالحہ کر لیا پھر جو کچھ ہوا سو ہوا اسیطرح جب قتال ہوازن سے دن حنین کو فارغ ہوکر تو طائف کا محاصرہ فرمایا اسی میں مہینا ذوالقعدہ کا آگیا اس محاصرے میں منجنیق ماری ہوتی تھی چالیس دن تک محاصرہ رہا پھر جبکہ اسمیں کہا جب بہت سے صحابہ مارے جانے لگے تو حضرت وہان سے پھر مکے کیطرف پھرے جعرانہ سے عمرہ کیا جہان غنیمت حنین کی تقسیم ہوئی تھی یہ عمرہ جعرانہ بھی ماہ ذیقعدہ میں پڑا تھا سال ہشتم ہجرت سے **ف** اس آیت میں حکم عدل کا فرمایا ہے یہانتک کہ مشرکین میں بھی کما قال تعالیٰ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وقال وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ابن عباس کہتے ہیں یہ آیت مکے میں اوتری ہے جہاں جہاد تھا نہ کوئی خار پھر آیت قتال سے جو مدینے

ع
[illegible]
ع
[illegible]

میں اوتری اوسکو منسوخ کر دیا۔ جریر اس قول کا رد کرتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ یہ آیت مدنی ہے بعد عمرۂ قضیہ کے اوتری
ہے اس قول کو طرف مجاہد کے منسوب کیا ہے ابن کثیر نے کہا اللہ ﷻ کے ساتھ ہے متقیوں کے یعنے نصرت و تائید سے دنیا و آخرت میں انتہی
ساری اگلے پچھلے مفسرین نے سواے آیت استوا کے باقی آیات معیت و قرب و احاطہ کو تاویل کیا ہے ساتھ الفاظ سیاق
مقام کے اس بات میں اہل حدیث بھی ایک ہی خیال ہیں یہ اسلیے کیا ہے کہ جو علو و فوق ذات استوا سے سمجھا گیا ہے وہ اپنے
خیال پر قائم رہے آیات متشابہ موافق محکم ہو جاویں لیکن محققین اہل حدیث کا یہ طریقہ ہے کہ وہ قرب و معیت وغیرہ پر ایمان
لاتے ہیں تاویل بعون و نصرت وغیرہ نہیں کرتے کیفیت اس معیت و قرب وغیرہ کی جو اللہ استوی علی العرش پر کہتے ہیں کہ
وہی جانے کہ یہ معیت کیسی ہے یہ قرب کیسا ہے ہاں نسبت تشخص صحت استوا کے جسکا معنا یہ ہے کہ اللہ اپنی ذات پاک سے
ساری عالم سے الگ تھلگ ہے عرش جو منتہاے مخلوقات غایت کائنات ہے اور اسکے اوپر کوئی مخلوق نہیں ہے اللہ اوس عرش کے
اوپر ہے خیال جس جگہہ خود اللہ پاک نے قید علم وغیرہ کی لگادی ہے جیسے مسئلہ احاطہ ہر شے میں وہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ
وہ احاطہ علمی ہے اسی جگہہ سے اہل تاویل نے ایسے ہی قرب و معیت کے ساتھ بھی کوئی قید سیاق مقام لگادی ہے سو یہ تفسیر گو
خلاف مقصود شرع نہیں ہے مگر عدم جزم اولے و احوط ہے **ف** فتح البیان میں ہے کہ بطور مکافات و مجازات شہر
حرام میں لڑنا مباح نہیں ہے یہ آیت صریح ہے اس بات میں کہ اوسی سال حدیبیہ میں قتال واقع ہوا اور اتنا تھا کہ کچھ تھوڑی
سی اوکھاڑ پچھاڑ تیر اندازی و سنگ باری سی ہو کر رہ گئی کسی نے کہا بدلا لینا ابتداے اسلام میں تھا پھر اس آیت سے منسوخ
ہو گیا کسی نے کہا نہیں بلکہ اب بھی امت اسلامیہ میں باقی ہے اگر کوئی شخص کسی کے مال یا بدن یا آبرو پر تعدی کرے
تو وہ بھی اسیطرح کا بدلا لی سکتا ہے شافعی وغیرہ اسی کے قائل ہیں مترجم نے کہا اور قصاص کے مقصود میں تکلم
پر بھی حکم اموال کا بھی ہے اسلیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لو ادا کر امانت کو خیانت مت کر اوسکی جس نے تیری خیانت
کی ہے اخرجه الدارقطنی وغیرہ ابو حنیفہ وغیرہ یہی کہتے ہیں جمہور مالکیہ و عطا اسیطرف گئے ہیں لیکن قول اول ارجح
ہے ابن منذر اسی کے قائل ہیں یہی مختار ہے ابن عربی و قرطبی کا ملکہ داودی نے اسکو مالک سے بھی حکایت کیا ہے حضرت
ابوسفیان کی بی بی سے فرمادیا تھا کہ تم اوسکے مال سے بقدر کفایت خود و اولاد خود لیلیا کرو یہ حدیث صحیح اسی کی مؤید ہے
اس سے زیادہ صریح و واضح تر آیت باب ہے فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ الآیۃ یہ جملہ گویا پہلے جملہ کی تائید ہے وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ یعنی
ہر حرمت رکھی ہوئی میں قصاص یعنے بدلا ہے مگر ابن عباس نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اوس آیت سے وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا یعنے مقتول کا ناصر سلطان ہے وہ عوض قتل کا قاتل سے لیلیگا اور جس نے خود ہی بدلا لی
لیا سلطان کو نہ پوچھا تو وہ عاصی مسرف ہے اوس نے جاہلیت کا سا کام کیا اللہ کا حکم نہ مانا سو اسکا جواب یہ ہے کہ مراد سلطان

ع [illegible]
ع [illegible]
ع [illegible]

سے اس جگہہ تسلط ولی مقتول کا قاتل پر ہی لیے اسراف فی القتل سے منع کیا ہی اور اگر آیت کے یہی معنی ہون جو ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے فرمائی ہین تو یہ آیت فقط قتل کی مخصص ٹہیرکی عموم آیات مذکورہ سے ناسخ اس لیے کہ اس آیت
میں فقط قتل پر تخصیص کی ہے اور آیات مذکورہ سائل قتل وغیرہ ہین یہ بات لغت عرب سے جسپر مدار تفسیر ہے معلوم ہے

نصف معا وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ خرچ کرو اللہ
کی راہ مین نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت مین نیکی کرو اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو یعنی جہاد چھوڑکر بیٹھ رہنا ہی اپنا
ہلاک ہی بخاری نے حذیفہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حق مین نفقہ کے اوتری ہے یہی قول ہی ایک جماعت صحابہ و تابعین
کا ابو عمران نے کہا ایک آدمی نے مہاجرین سے قسطنطنیہ مین صف دشمن پر حملہ کیا صف پھاڑ کر گھس گیا ہمارے
ساتھ ابو ایوب انصاری تھے لوگوں نے کہا دیکھو اوس نے اپنے ہاتھ سے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ابو ایوب نے کہا اس
آیت کو مین خوب جانتا ہون یہ ہمارے حق مین اوتری ہے ہم حضرت کے پاس رہے حضرت کے ساتھ لڑے جب اسلام پہیل
گیا غالب ہوا ہم سب انصاری جمع ہوئے تو یہ ٹہری کہ اب تو لڑائی بند ہے اہل و اولاد مین رہ کر کچھ گہر کا دھندا کرین اس پر
یہ آیت اوتری سو تہلکہ یہی ہے کہ اہل و مال مین اقامت کرین جہاد چھوڑ دین اسکو اہل سنن و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم
و ابن جریر و ابن مردویہ و ابو یعلے و ابن حبان و حاکم نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن صحیح غریب کہا ہے حاکم نے
شرط شیخین پر بتایا ہے ابو داود نے طریق دیگر لفظ دیگر سے روایت کیا ہے براء بن عازب سے ایک شخص نے پوچھا بہلا
اگر مین دشمن پر حملہ کرون اکیلا ہون وہ مجھکو مار ڈالین تو کیا مین آپ ہلاکت میں پڑا کہا نہین اللہ نے اپنے رسول سے
کہا ہی فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ یہ آیت تو حق مین نفقے کے آئی ہے حاکم نے اسکو شرط شیخین پر کہا
سو تو لڑ اللہ کی راہ میں تجھپر ذمہ نہین مگر اپنی جان سے
ہے ترمذی نے اتنا اور زیادہ کیا تہلکہ یہ ہے کہ آدمی کوئی گناہ ہو اور وہ توبہ نہ کرے مگر عمرو بن عاص نے ایک شخص کو
محاصرۂ دمشق مین اسی آیت کی بنیاد پر پہیر لیا کہ اوس نے تنہا عدو پر محاصرہ کیا تھا وہ شخص ازد شنوءہ کا تہا ابن
عباس کہتے ہیں کہ یہ آیت قتال میں نہین ہے بلکہ نفقے مین ہے کہ ہاتھ کو نفقہ فی سبیل اللہ سے نہ روکے کہ تہلکے مین پڑے
ضحاک نے کہا انصار خیرات صدقات کیا کرتے تھے ایک سال قحط پڑا اونہون نے اپنا ہاتھ روک لیا ادسپر یہ آیت اوتری
حسن بصری نے کہا مراد تہلکہ سے بخل ہے نعمان بن بشیر نے کہا تہلکہ یہ ہے کہ آدمی گناہ کرے پھر کہے کہ میری بخشش نہوگی
یہی قول عبیدہ و حسن و ابن سیرین کا بھی ہے یعنی ناامیدی کی بنیاد پر زیادہ گناہ کر کے ہلاک ہو جاوے ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے کہا تہلکے سے مراد اللہ کا عذاب ہے زید بن اسلم نے کہا تہلکہ یہ ہے کہ آدمی بہوک پیاس یا چلنے سے مر جاوے
فتح البیان میں کہا ہے حق یہ ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا پس جس بات پر یہ صادق آوے کہ وہ تہلکہ ہے

دیں یا دیا ہیں وہ اس آیت میں داخل ہے ابن جریر کا یہی قول ہے اسی آیت میں وہ شخص بھی داخل ہے جو اکیلا لڑائی میں ایک لشکر پر حملہ کرے قدرت بچاؤ کی نہ رکھتا ہو مجاہدین کو اس سے کچھ نفع نہ ملے **ف** مراد راہ خدا سے اس آیت میں سارے وجوہ قربات و طاعات ہیں خصوصاً صرف کرنا اموال کا قتال اعداء و تقویت مسلمین میں کہ اوسکا ترک کرنا ہلاکت ہے پھر احسان کا حکم کیا یہ اعلیٰ درجہ ہے مقامات طاعت کا

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۚ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذَٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ۲۴ ع ۸ ۸

پورا کرو حج و عمرہ اللہ کے لیے پھر اگر تم روکے گئے تو جو میسر ہو قربانی بھیجو اور حجامت نہ کرو سر کی جب تک پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر پھر جو کوئی تم میں مریض ہو یا اسکو دکھ دیا اوسکے سر نے تو بدلا دیوے روزے یا خیرات یا ذبح کرنا پھر جب تم کو خاطر جمع ہو تو جو کوئی فائدہ لیوے عمرہ ملا کر حج کے ساتھ تو جو میسر ہو قربانی پہونچاوے پھر جسکو پیدا نہ ہو تو تین روزے رکھے حج کے دن میں اور سات روزے رکھو جب تم پھر کر جاؤ یہ دس ہوے پورے یہ او سکو ہے جس کے گھر والے نہ ہوں بیچ مسجد حرام پاس اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے **ف** یہاں سے حکم حج کے بیان کیے حج کا طریق یہ ہے کہ احرام باندھے پھر عرفے کے دن عرفات میں حاضر ہو پھر وہاں سے چلے تو رات رہے مشعر الحرام میں پھر صبح عید منا میں ہو چکے کنکر پھینکے اور حجامت کرکے احرام اتارے پھر مکے میں جا کر طواف کعبہ کرے پھر صفا مروہ کے بیچ میں دوڑے پھر منا میں آوے تین دن رہے ہر روز کنکر پھینکے پھر مکے جا کر طواف رخصت کرے اور چلا جاوے عمرہ کا طریقہ یہ ہے کہ احرام باندھے جن دنوں چاہے طواف کعبہ کرے صفا مروہ کے بیچ میں دوڑے پھر حجامت کرکے احرام اتارے حج و عمرے میں قربانی ضرور نہیں ہے مگر کسی سبب سے یہاں اللہ تعالیٰ نے تین سبب فرمائے ایک یہ کہ احرام کرکے شخص روکا گیا مرض سے یا دشمن سے تو کسی کے ہاتھ قربانی بھیجدے جب کہ مکے میں قربانی ذبح ہو تب یہ احرام سے نکلے پہلے حجامت نہ کرے دوسرا یہ کہ آزار سے یا سر کے بالوں سے عاجز ہو کر احرام میں حجامت کرے تو اوس کا بدلا ہے یا قربانی پہونچاوے یا تین روزے یا چھ محتاجوں کو کھلاوے تیسرا یہ کہ حج و عمرہ جدا جدا نہ کرے ایک ہی سفر میں دونوں ادا کرے تو قربانی ضرور ہے پھر قربانی پیدا نہ ہو تو دس روزے تین حج کے دنوں میں اور سات پیچھے اور قربانی کم سے کم ایک بکری ایک شخص کو اور ایک گائے یا اونٹ سات شخص کو اور حج اور عمرہ ملنے سے ہمت پاتی ہے مکے کے رہنے والوں پر نہیں یہ فائدہ موضح قرآن کا ہے

باقی احکام مفصل حج وعمرہ کے رسالہ ایضاح الحجہ مین لکھے گئی ہین ف اللہ پاک نے بعد احکام صیام کے ذکر حج
کا کیا تھا اب بیان حج کا فرمایا حکم دیا کہ حج وعمرہ کو پورا کرو ظاہر سیاق یہی ہے کہ جب افعال حج وعمرے کے شروع کر دیے تو انکو
پورا کرے ادھورا نہ چھوڑے اسی لیے رک جانیکی صورت بھی بیان کر دی کہ اگر تمام نہ کر سکو تو یون کرو علما کا اتفاق
ہے اس بات پر کہ حج وعمرہ شروع کرنے سے گلے بندھ جاتا ہے خواہ عمرہ کو واجب کہین یا مستحب علی رضے نے کہا اتمام یہ
ہے کہ احرام گھر سے باندھ کر چلے یہی قول ابن عباس وسعید بن جبیر وطاؤس کا بھی ہے سفیان ثوری نے کہا اتمام یہ ہے
کہ گھر سے احرام باندھے سوا حج وعمرے کے کوئی ارادہ نہ ہو میقات سے اہلال کرے یہ نہ ہو کہ تجارت یا کسی اور کام کے لیے
نکلا ہو مکے کے پاس پہونچ کر کہے حج یا عمرہ کرتا چلون یہ اگرچہ کافی ہے لیکن پورا کرنا وہی ہے کہ اوسی ارادے سے نکلے
نہ کسی اور کام کے لیے مکحول نے کہا اتمام یہ ہے کہ اون دونون کو میقات سے شروع کرے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اتمام یہ ہے
کہ حج وعمرہ الگ الگ کرے حج کے مہینون کے سوا علیحدہ عمرہ بجا لائے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ حج کے کئی مہینے ہین معلوم قاسم
ابن محمد نے کہا عمرہ حج کے مہینون مین پورا نہین ہوتا کسی نے پوچھا پہلا ماہ محرم مین عمرہ کرے تو کیسا ہے کہا ہان اسکو
پورا جانتے تھے اسیطرح قتادہ سے بھی آیا ہے مگر اوس مین نظر ہے اسلیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے
کہ آپنے چار عمرے کیے چارون ذیقعدہ مین تھے عمرہ حدیبیہ سنہ ۶ مین عمرہ قضا سنہ سات مین عمرہ جعرانہ سنہ ۸
آٹھہ مین عمرہ ہمراہ حج ان دونون کا احرام ایک ساتھہ سنہ دس ہجری ماہ ذیقعدہ مین باندھا اسکے سوا آپنے کوئی عمرہ بعد ہجرت کے
نہین کیا لیکن ام ہانی سے فرمایا کہ عمرہ کرنا رمضان مین برابر حج کے ہے ہمراہ میرے یہ اسلیے فرمایا تھا کہ اوہون نے
ارادہ حج کا ہمراہ آپکے کیا تھا لیکن بسبب نہ ملنے سواری کے رہ گئین یہ قصہ بخاری مین مفصل آیا ہے مگر سعید بن جبیر
کہتے ہین کہ یہ اونکے خصائص مین سے تھا سدی کا یہ قول ہے کہ مراد اتمام سے یہ ہے کہ حج وعمرہ قائم کرو ابن عباس کہتے
ہین کہ اتمام یہ ہے کہ جب کسیسے احرام حج یا عمرے کا باندھا ہو اوسکو یہ بات درست نہین ہے کہ احرام کھول ڈالے جب تک
کہ حج وعمرہ پورے نکرے حج کا پورا ہونا دن نحر کے یون ہوتا ہے کہ جمرے کو کنکر مارے کعبے کا طواف کرے صفا مروہ
مین دوڑے اب احرام اوتار ڈالے دوسرا قول انکا یہ ہے حج عرفہ ہے عمرہ طواف ہے عبد اللہ نے اس آیت کو یون پڑھا ہے
اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ اِلَی الْبَیْتِ یعنی عمرہ مین بیت اللہ سے تجاوز نکرے علقمہ نے بجاے اَتِمُّوا اَقِیْمُوا پڑھا ہے شعبی نے لفظ والعمرۃ کو رفع
پڑھا ہے یعنی عمرہ حسنہ ہی بہت سی حدیثون مین کئی طریق سے ایک جماعت صحابہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حضرت نے حج وعمرہ دونو
کا احرام ایک ساتھہ باندھا تھا صحیحین مین آیا ہے کہ صحابہ سے فرمایا کہ جو کوئی ہدی لایا ہو وہ دونو کا اہلال کرے یہی صحیح مین ہے
کہ داخل ہوا عمرہ حج مین روز قیامت تک اس سے معلوم ہوا کہ افضل انواع حج تمتع ہے گو کسی نے قران کو کسی نے افراد کو افضل بتایا ہے

صحیحین مین آیا ہے کہ ایک شخص نے جعرانے مین حضرت سے پوچھا کہ ایک شخص نے احرام عمرے کا باندھا ہے وہ جبہ پہنے ہوئے ہے خوشبو لگائے ہوئے ہے آپ خاموش رہے پھر وحی آئے سر اوٹھا کر کہا سائل کہان ہے اوسنے کہا مین حاضر ہون فرمایا جبے کو اتار ڈال خوشبو کو دہو ڈال پھر جو کام تو حج مین کرتا ہے وہی عمرے مین کر فضائل حج وعمرہ مین بہت حدیثین آئی ہین یہ جگہہ اونکے لکھنے کی نہین ہے اس مقدمے مین ایک چہل حدیث علیحدہ لکھی گئی ہے طراز الخمرہ الیضاح المحجہ مین بہی فضائل عمرہ وحج بیان ہوئے ہین **ف** امت کا اتفاق ہے کہ مقدور والے پر حج کرنا واجب ہے اور اس آیت سے بعض نے وجوب عمرہ کا بہی سمجہا ہے اس طرح کہ حکم اتمام کا گویا امر ہے ایک جماعت صحابہ وتابعین کا یہی مذہب ہے شافعی واحمد وغیرہما بہی اسیطرف گئے ہین مالک ونخعی واصحاب الرای کے نزدیک عمرہ سنت ہے نہ واجب امام ابو حنیفہ سے یہہ قول بوجیہ مروی ہے ابن مسعود وجابر بہی عمرے کو سنت کہتے تہے حدیث زید بن ثابت مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے حج وعمرہ دو فرض ہین کچہ تیرا نقصان نہین جسکو چاہے پہلے شروع کر اخرجه الدارقطنی والحاکم طلحہ کی حدیث مین مرفوعًا یون آیا ہے کہ حج جہاد ہے عمرہ تطوع یعنے نفل ہے جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ ایک آدمی نے کہا کیا عمرہ واجب ہے فرمایا نہین لیکن اگر تم عمرہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہوگا شوکانی اسی کے قائل ہین کہ عمرہ سنت ہے نہ واجب آیت واحادیث کا یہ جواب ہے کہ جب افعال عمرہ شروع کر دے تو اب پورا کرنا عمرے کا بلا خلاف واجب ہوا اس سے روایات مختلفہ جمع ہو جاتے ہین **ف** ارکان حج کے پانچ ہین ایک احرام دوسرے کہڑا ہونا عرفے مین تیسرے طواف چوتہے سعی پانچوین سر کے بال منڈانا یا کترانا ارکان عمرے کے چار ہین احرام طواف سعی حلق یا تقصیر جب یہ ارکان کر لیے حج وعمرہ تمام ہوگیا رہا حصر سو اہل علم نے کہا ہے کہ یہ آیت حصر سنہ چہہ سال حدیبیہ مین اوتری ہے جبکہ مشرکون نے حضرت کو مکے جانے نہ دیا اور اللہ نے پوری سورہ فتح اوتاری اصحاب کو رخصت دی کہ جو ہدی وہ لائے ہین اوسکو ذبح کر دین یہ ستر اونٹ تہے صحابہ نے بانتظار نسخ حلق نہ کیا نہ احرام کہولا آخر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلکر اپنا سر منڈایا تب اکثر لوگ بہی سر منڈا کر احرام سے باہر نکل آئے بعض نے فقط بال کترائے اوسپر حضرت صلعم نے فرمایا رحم کرے اللہ سر منڈانے والون پر پہر لوگون کے کہنے سننے پر تیسرے بار مقصرین کو بہی دعای مذکورہ مین شامل کر لیا اوس ہدی مین فی بدنہ سات سات آدمی شریک تہے سب ایکہزار چار سو صحابی تہے یہ لوگ حدیبیہ مین حرم سے باہر اوترے تہے بعض نے کہا نہین بلکہ کنارہ حرم پر تہے ابن عباس نے کہا حصر دشمن کا ہے لہ جو کوئی بیمار ہوگیا یا کسی اور دکہہ درد مین یا راہ بہول جانے مین پہنس گیا تو اوسپر کچہ نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی نے یہ فرمایا ہے فَاِذَآ اَمِنْتُمْ پس یہی حصر ٹہیرا دوسرا قول یہ ہے کہ حصر کچہ دشمن پر موقوف نہین ہے بلکہ دشمن ومرض وگمراہی سب کو شامل ہے حجاج انصاری نے مرفوعًا کہا ہے جو لنگڑا ہوگیا یا کی ہڈی اوسکی ٹوٹ گئی یا کسی مرض مین مبتلا ہو گیا وہ احرام سے نکل گیا وہ سال آیندہ حج کرے ابن عباس وابو ہریرہ نے

اسحدیث کی تصدیق کی رواہ احمد اس حدیث کو ابوداؤد و ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہی مذہب ہے کہ حصر دشمن و مرض و کسر سب سے ہوتا ہے ثوری نے کہا احصار ہر موذی چیز سے ہو سکتا ہے غرضکہ حنفیہ یہ کہتے ہین کہ محصر وہ شخص ہے جو کہ سے بعد احرام باندھنے کے بیماری یا دشمن کے سبب سے ممنوع ہو گیا شافعیہ و اہل مدینہ کہتے ہین کہ حصر فقط دشمن سے ہوتا ہے اسجگہہ مذہب حنفیہ کا قوی و مطابق صریح حدیث ہے صحیحین مین عائشہ صدیقہ سے آیا ہے کہ حضرت نزدیک ضباعہ دختر زبیر کے آئے اونہون نے کہا اے رسول خدا مین حج کرنا چاہتی ہون مگر بیمار ہون فرمایا تو حج کر یہ شرط کر لے کہ جگہہ میرے حلال ہونے کی وہی ہے جہان اللہ مجھکو روک دے اسکو مسلم نے بھی ابن عباس سے روایت کیا ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ یہ شرط صحیح ہے اسحدیث کی دلیل سے امام شافعی نے کہا اگر یہ حدیث ثابت ہو جاوے تو مین بھی اسی کا قائل ہون بیہقی وغیرہ حفاظ نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت ہو گئی وللہ الحمد جمہور علمائنے کہا ہے کہ جب کوئی محصر ہو جاوے تو اوسی جگہہ جہان محصر ہو گیا ہے احرام اوتار ڈالے اگر ہدی ہمراہ لایا ہو تو اوسکو ذبح کر دے سر کے بال منڈا ڈالے جسطرح حضرت و صحابہ حضرت نے حدیبیہ مین کیا تہا ف علی مرتضے نے کہا مراد ہدی سے اس جگہہ بکری ہے ابن عباس نے کہا نہین بلکہ اونٹ گاؤ و بہیڑ بکری سب ہدی ہین ایک جماعت تابعین اور ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے کہ ہدی اس جگہہ بکری ہو مگر عائشہ و ابن عمر فقط اونٹ گاؤ کو ہدی کہتے ہین کچہہ تابعی اسطرف بہی گئے ہین ابن کثیر کہتے ہین ظاہر یہ ہے کہ مستند ان لوگون کا وہی قصہ حدیبیہ ہے کہ وہان جب احرام سے باہر نکلے تو بکری نہ تہی اونٹ گاؤ تہے صحیحین مین جابر سے آیا ہے کہ حکم دیا ہم کو حضرت نے کہ ہم اونٹ گاؤ مین شریک ہو جاوین سات سات آدمی ایک ایک گاؤ مین میسر ہونے کا مطلب ابن عباس نے یہ کہا کہ بقدر مقدور کام کرے یعنی اگر آسودہ ہو تو اونٹ حلال کرے ورنہ گاؤ ورنہ بکری عروہ نے کہا یہ بات ارزانی گرانی پر موقوف ہے قول جمہور کا یون صحیح ہے کہ اللہ تعالے نے یہ فرمایا ہے کہ جو قربانی میسر آوے وہ کرو اسلیے محصر کو ذبح کرنا بکری کا کافی ہو سکتا ہے ہدی نام ہے اونٹ گاؤ بکری کا یہی قول ہے ترجمان قرآن ابن عباس کا صحیحین مین عائشہ سے آیا ہے کہ ایکبار حضرت نے بکری بطور ہدی بہیجی حسن نے کہا اعلے ہدی بدنہ ہے اوسط بقرہ ہے ادنی شاۃ ہے ف حضرت نے سال حدیبیہ مین حلق راس و ذبح ہدی خارج حرم کیا تہا یعنی بسبب حصر کفار قریش کے تا حال اینکہ حرم تک پہونچ جاوے سو جب تک ہدی اپنے ٹہکانے سے جا نہ لگے اور حاجی و معتمر افعال حج و عمرہ سے فارغ نہو اگر قارن ہے یا نرا حج بلکہ اگر مفرد ہے یا متمتع ہے تب تک سر نہ منڈاوے جسطرح صحیحین مین حفصہ سے آیا ہے کہ اونہون نے حضرت سے کہا لوگون کا کیا حال ہے کہ وہ عمرہ سے باہر ہو گئے اور آپ اب تک حلال نہین ہوئے ہو مین فرمایا مین نے اپنے سر کو گوند لگایا ہے ہدی کے قلادہ لگایا ہے سو جبتک ہدی کو نحر نہ کر لون گا حلال نہ ہونگا یعنے احرام نکہولون گا غرضکہ وَلَا تَحْلِقُوْا کا عطف اَتِمُّوا پر ہے نہ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ پر

یہ جسطرح ابن جریر نے خیال کیا ہے فتح البیان کا بیان یوں ہے کہ یہ خطاب ساری امت کو ہے کیا محصر کیا غیر محصر ایک جماعت اہل علم کی اسیطرف گئی ہے ایک گروہ نے کہا بلکہ یہ خطاب محصرین کو ہے کہ جب تک تمہاری قربانی ٹھکانے نہ لگے تب تک تم احرام سے نہ نکلو پھر ٹھکانے میں اختلاف ہے مالک و شافعی نے کہا مراد موضع حصر ہے واسطے اقتدا کے حضرت کی کہ حدیبیہ میں محصر ہوگئے تھے ابو حنیفہ نے کہا حرم ہے بدلیل قولہ تعالی ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ پھر انکو پہنچنا اس قدیم گھر تک مگر اسکا جواب یہ ہے کہ آیت حق میں صاحب امن کے ہے جو بیت تک پہونچ سکتا ہے حنفیہ نے حدیبیہ کا یہ جواب دیا ہے کہ جانب اسفل حدیبیہ داخل حرم ہے مگر یہ جواب مردود ہے اسلیے کہ جس جگہہ وہاں نحر ہوئی وہ جگہہ حرم میں نہ تھی **ف** کعب بن عجرہ نے کہا مجھہ کو پاس حضرت کے لے گئے میرے سر سے جوئیں میرے منہہ پر جھڑتی تھیں فرمایا میں نہیں خیال کرتا تھا کہ تیری تکلیف اس حد کو پہونچی گی کیا تجھے کوئی بکری نہیں ملتی میں نے کہا نہیں فرمایا تین روزے رکھہ یا چھہ مسکین کو کھلا ہر مسکین کو آدھا صاع دی اور سر منڈا ڈال وسیر یہ آیت خاص میرے حق میں اتری لیکن تم سب کو شامل ہے رواہ البخاری یہ حدیث کئی طرح سے نزدیک امام احمد وغیرہ کے آئی ہے سب کا ایک ہی مطلب ہے یہی مذہب ہے مجاہد عکرمہ عطا طاؤس حسن نخعی ضحاک ائمہ اربعہ عامہ علما کا کہ ایسا شخص مختار ہے چاہے روزہ رکھے چاہے صدقہ دے نصف صاع یعنی دو مد تین صاع کا ایک فرق ہوتا ہے چاہے بکری ذبح کرکے فقرا کو بانٹ دے غرضکہ ان تینوں کام سے جو کریگا وہ کافی ہوگا قرآن پاک میں اس جگہہ سہل ہے لفظ بولی ہے کہ فدیہ صیام ہو یا صدقہ یا نسک اور حضرت نے کعب بن عجرہ کو جو پہلے حکم ذبح شاۃ کا دیا پھر صدقے کا پھر روزے کا وہ افضل سے افضل بات بتائی سو ہر ایک حکم بجائے خود بہت خوب ہے و للہ الحمد و المنۃ

حکایت ابراہیم نے سعید بن جبیر سے مطلب اس آیت کا پوچھا کہا طعام دے یا بکری مول لیکر ذبح کرے اگر نہ ہو سکے تو بکری کے دام مقرر کرکے اوتنا کھانا صدقہ کرے ورنہ روزہ رکھے ہر دن آدھا صاع دے ابراہیم نے کہا میں نے علقمہ سے یوں ہی سنا ہے جب ابراہیم چلدیے سعید بن جبیر نے کہا یہ کون شخص تھا بڑا خوش طبع ہے میں نے کہا ابراہیم ہیں کہا بڑے ظریف آدمی ہیں ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے جب میں نے اس بات کا ذکر ابراہیم سے کیا تو اس لفظ پر کہ ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے ذرا گھٹ گئے حسن نے کہا محرم کے سر میں جب کوئی ایذا ہو تو سر منڈا لے ان تین کاموں سے ایک کام کرے دس روزے رکھے یا دس مساکین کو کھلائے ہر مسکین کو دو مکوک دے ایک مکوک تمر ایک مکوک گیہوں یا بکری ذبح کرے مگر یہ اقوال غریب ہیں ٹھیک بات وہی ہے جو حدیث کعب بن عجرہ میں گذری کہ تین روزے یا چھہ مسکین یا ایک بکری کا فدیہ ہوتا ہے پس اسبار یہ فدیہ بھی اختیار پر ہے قرآن پاک کا سیاق اسیپر دلالت کرتا ہے اور یہ ترتیب قتل صید میں معروف ہے قرآن نے اوسپر نص کی ہے فقہا کا اسپر اتفاق ہے یہاں وہ ترتیب نہیں ہے فتح البیان میں کہا ہے کہ مراد مرض سے سمجھہ وہ چیز ہے جسپر نام

بیماری جسکی تابع ہی مراد اذی سے یہ ہی کہ جوئیں ہوں یا درد سر یا زخم یا اور کچھ مثل اسکے اس صورت مین سر منڈا کر فدیہ دے
فدیہ وہی ہی جو حدیث کعب بن عجرہ مین گذر چکا ابن عبد البر نے کہا ہی نہیں خلاف درمیان علما کے اس بات میں کہ مراد
نسک سے اس جگہہ بکری ہے جمہور کا یہی مذہب ہے کہ من بر دو بکر رکہے یا چہ مسکین کو سلائی مالکیہ شافعیہ حنفیہ کہتے ہین
حضرت کے مد سے دو دو مد کہانا دے ثوری نے کہا گیہون دے تو آدہا صاع اور کچھ دے تو ایک صاع ابو حنیفہ سے بھی ایسا ہی موافق ثوری
ہی مگر ابن منذر نے کہا یہ غلط ہی اس لیے کہ بعض اجادیث کعب مین مروی آیا ہے کہ تین صاع تمر چہ مسکین کو دو، احمد
کے دو قول ہین ایک موافق مالک و شافعی کے دوسرا یہ کہ گیہون ہو تو ہر مسکین کو ایک مد اور تمر ہو تو نصف صاع **ف**
فدیہ کس جگہہ دے عطا نے کہا جو دم دے تو مکے ہی مین دے طعام صیام جہاں چاہے یہی قول اصحاب الرای کا ہی طاؤس
و مجاہد و حسن و شافعی کہتے ہین دم اور طعام مکے مین دے صیام کا اختیار ہے مالک نے کہا تینوں کا اختیار ہے جہاں چاہے
ادا کرے فتح البیان مین کہا یہی حق ہی اسلیے کہ تعیین مکان پر کوئی دلیل نہین ہے یہ جو ہی تخییر و تقدیم ہے
اسطرح کہ جو قربانی کا جو پر ترتیب و تعدیل تہا ابو اسماء نے کہا علی و حسین علیہما السلام ہمراہ عثمان رضی اللہ عنہ کے
حج کو آئے ہے حسین کے سر کو تکلیف تہی علی مرتضی نے انکا سر منڈوا دیا ایک اونٹ ذبح کیا ابن کثیر کہتے ہین اگر یہ ناقہ
عوض حلق تہا تو مکے سے باہر ذبح ہوا اور اگر عوض تحلل تہا تو کہلی بات ہے **ف** اسکے بعد اللہ نے فرمایا کہ جب تم کو
خاطر جمع ہو یعنی بیماری سے یا دشمن کے ڈر سے اور تم مناسک ادا کر سکو تو جس نے عمرے کو حج سے ملایا ہو یعنے عمرے کا احرام
باندہ کر مکے مین آیا پہر بیان بعد عمرے کی احرام کہولکر مقیم رہا یہانتک کہ پہر احرام حج کا باندہا تو اب اوسکو پہر وہ چیز جو محرم
کو مباح نہ تہی درست ہو گئی یہی معنے ہین تمتع کے اسکے جائز ہونے مین کچھ خلاف علما کا نہین ہے بلکہ نزدیک محققین کے
تمتع افضل انواع حج ہی ابن کثیر کہتے ہین لفظ تمتع کی شامل ہے اوس شخص کو جس نے دونوں کا احرام باندہا یا پہلے عمرے کا پہر
اوس سے فارغ ہو کر احرام حج کا باندہا یہ تمتع خاص ہی کلام فقہا مین یہی تمتع معروف ہے دوسری قسم تمتع کی تمتع عام
ہے وہ دونو قسمونکو شامل ہی احادیث صحاح اوسپر دلیل ہین کیونکہ بعض راوی یون کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے تمتع کیا تہا بعض کہتے ہین کہ آپ قارن تہے اس مین خلاف نہین کہ آپنے ہدی روانہ کی تہی بہر حال اللہ تعالی
نے فرمایا کہ جس نے تمتع کیا ہے اوسکو جو ہدی میسر آوے وہ ذبح کرے کم سے کم قربانی ایک بکری ہی اگر گاو ذبح کرے تو بھی ہو سکتا
ہے اس لیے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں کیطرف سے گاو ہی ذبح کی تہی حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
مین آیا ہے کہ حضرت نے اپنی بیبیون کی جانب سے بقرہ ذبح کی اور وہ سب متمتعات تہین رواہ ابن مردویہ یہ
دلیل ہے مشروعیت تمتع پر جس طرح صحیحین مین عمران بن حصین سے آیا ہے کہ اوتری آیت متعہ کتاب اللہ مین

اور تمتع کیا ہمنے ہمراہ حضرت کے پھر کوئی آیت ایسی نہیں آئی جو اوسکو حرام کرتی یا اوس سے منع کرتی یہانتک کہ حضرت کا انتقال ہو گیا ایک آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا بخاری نے کہا کہتے ہیں یہ آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے یہ قول بخاری کا صراحۃً بھی آیا ہے کہ عمر نے لوگوں کو تمتع کرنے سے منع کر دیا تھا کہتے تھے اگر ہم کتاب اللہ کو پکڑیں تو اللہ نے حکم اتمام کا دیا ہے یعنی اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کیواسطے اس کے میں نے کہا حقیقت یہ ہے عمر نے تمتع سے کچھ بطور تحریم منع نہیں کیا تھا یہ بھی اسلیے کی تھی کہ لوگ کثرت سے قصد بیت اللہ کا حج و عمرہ کیلیے کریں چنانچہ خود ہی اس بات کی تصریح بھی کر دی تھی ہدی تمتع وہ بکری ہے جسکو دن نحر کے ذبح کرتے ہیں اگر یوم النحر سے پہلے بعد احرام حج کے ذبح کر دیا ہے تو بھی نزدیک شافعی کے کافی ہے گو نزدیک ابو حنیفہ کے کفایت نہیں کرتی یہ دم دم ترتیب و تقدیر ہے اس آیت شریف میں تین انواع دم کی ذکر کیے جو نسک میں واجب ہیں چوتھا دم سورہ مائدہ میں آویگا اوس آیت کریمہ میں وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اور نہ مارو شکار حالت تم ہو احرام میں سو وہ دم دم تخییر و تعدیل ہے دو چیزوں میں واجب ہوتا ہے ایک صید دوسرے شجر فقہا نے بہت سے دم نکالے ہیں جن کی کچھ اصل کتاب و سنت سے معلوم نہیں ہوتی اور نہ اوسپر کوئی دلیل صحیح صریح قائم ہے اسلیے دماء میں انہیں چار نوع پر اکتفاء چاہیے جو قرآن یا حدیث میں آئی ہیں پس پھر جو کوئی شخص ہدی نہ پاوے یعنے بسبب عدم مال یا عدم حیوان کے تو وہ زمانہ حج ایام مناسک میں تین روزے رکھے یعنے شروع احرام سے یوم النحر تک یہ قول ابن عباس کا ہے علما نے کہا ہے اولی یہ ہے کہ عرفے سے پہلے عشرہ ذی الحجہ میں رکھ لے یہی قول ہے عطا کا کسی نے کہا اول شوال سے بھی رکھنا جائز ہے طاوس و مجاہد وغیرہما اسی کے قائل ہیں شعبی کے نزدیک دن عرفے کے یا دو دن پہلے عرفے کے بھی رکھنا درست ہے یہی قول مجاہد و سعید بن جبیر و سدی و عطا و طاوس و حاکم و حسن و حماد کا بھی ہے ابن عباس نے کہا عرفے سے پہلے رکھے تیسرا روزہ اگر عرفے کو پڑے تو بھی صوم پورا ہو گیا جب گھر جاوے تو سات روزے اور رکھ لے ابن عمر نے کہا یوم ترویہ سے ایک دن پہلے رکھے دوسرا دن ترویہ کو تیسرا دن عرفہ کے پھر اگر سب یا بعض قبل عید نہیں رکھے تو شافعی کے نزدیک ایام تشریق میں رکھ لے اسلیے کہ صحیح بخاری میں عائشہ و ابن عمر سے آیا ہے کہ ایام تشریق میں رخصت صیام نہیں ہے مگر اوسی شخص کو جس کے پاس ہدی نہیں ہے یہی قول ہے علی مرتضے اور ایک جماعت تابعین کا دوسرا قول جدید شافعی کا یہ ہے کہ ایام تشریق میں رکھنا جائز نہیں اسلیے کہ حدیث قتیبہ ہذلی میں مرفوعاً آیا ہے کہ ایام تشریق کھانے پینے ذکر اللہ کے دن ہیں رواہ مسلم پھر جب بعد حج کے وطن گھر اہل و عیال کی طرف پھرے تو سات روزے رکھے عطا و مجاہد نے کہا چاہے راہ میں رکھ لے اسلیے کہ یہ رخصت ہے اسی طرف احمد و اسحق بھی گئے ہیں یعنی وجوب بعد وصول وطن کے ہے ابن عمر نے کہا گھر پہنچکر رکھے یہی قول ایک جماعت تابعین کا ہے ابن جریر نے اسپر اجماع نقل کیا ہے بخاری میں ابن عمر رضہ

سے ندیل حدیث طویل مرفوعًا آیا ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حج سے پھر کے مکے مین آئے تو فرمایا جس نے ہدی نہ پائی ہو وہ تین دن ایام حج مین روزہ رکھے جب گھر پہونچے تو سات روزے رکھے الحدیث یہی قول قوی ہے مالک نے کہا منی سے پھر کر اگر رکھے تو بھی کچھ ڈر نہین ابن عباس نے کہا یعنے جب اپنے شہر کو پھرے اعمال حج سے فارغ ہو تب رکھے یہی قول ابو حنیفہ کا ہے مگر پہلا قول راجح ہے یہ جو فرمایا کہ یہ پورے دس روزے ہو گئے یہ اسلیے فرمایا کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ تین یا سات مین اختیار ہے ورنہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ تین سات دس ہوتے ہین کسی نے کہا بلکہ یہ تاکید ہے ابن جریر نے کہا کاملۃ کا یہ مطلب ہوا کہ عوض ہدی کا ہو گیا کسی نے کہا نہین بلکہ یہ تاکید پر تاکید ہے کہ اس عدد سے کم نہ کرے یہ ثواب و اجر مین برابر ہدی کے ہین **ف** اس مین اختلاف ہے کہ مراد حاضرین مسجد الحرام سے کون لوگ ہین اسلیے کہ حاضر مسجد الحرام پر متعہ نہین ہے کسی نے کہا خاص اہل حرم مراد ہین نہ اور کوئی ابن عباس اور طاؤس اسیطرف گئے ہین ابن عباس نے کہا ہے اے مکے والو تمہارے لیے متعہ نہین یہ تو اہل آفاق کے لیے حلال کیا گیا ہے تمپر حرام ہے تم تو ایک جنگل قطع کر کے وہان سے اہلال عمرہ کر لیا کرو طاؤس نے کہا ہے متعہ ان لوگون کے لیے ہے جنکے گھر والے حرم مین نہین رہتے ہین نہ مکے والون کے لیے کسی نے کہا مراد وہ لوگ ہین جو درمیان حرم و میقات کے بستے ہین یہ تمتع نہ کرین یہی قول ہے عطا کا یعنے مراد رہنے والے عرفہ و مزدلفہ و عرنہ و رجیع کے ہین زہری نے کہا جسکے گھر والے ایک دن کی راہ پر ہون وہ متعہ کرے دوسرے قول مین دو دن بتائی ہین ابن جریر نے اس جگہہ مذہب شافعی اختیار کیا ہے کہ مراد اہل حرم ہین اور وہ لوگ جو اسقدر فاصلے پر ہون کہ وہان نماز قصر نہین کی جاتی کیونکہ اتنی دور کا آدمی حاضر سمجھا جاتا ہے نہ مسافر حاصل یہ ہے اشارہ ذٰلِكَ کا یا تو طرف تمتع کے ہے تو حضار پر متعہ نہین جسطرح ابوحنیفہ و حنفیہ کہتے ہین کہ اگر تمتع کریگا تو دم آویگا یہ دم جنایت ہے یعنے تقصیر ہے آپ اوس مین سے نہ کہاوے یا طرف حکم یعنے وجوب ہدی یا صیام کے متمتع پر ہے تو پھر حاضر مسجد پر متعہ واجب ہوگا جس طرح شافعی و شافعیہ نے کہا ہے مراد حاضر سے یہ ہے کہ مکے کا یا میقات کا یا میقات سے ادہر کا رہنے والا نہو مالک نے کہا مراد اہل مکہ ہین ابوحنیفہ نے کہا میقات والے ہین میقات سے مراد ذو الحلیفہ جحفہ قرن یلملم ذات عرق ہے یہ پانچ موقیت ہوئی پانچ طرف سے مکہ معظمہ کے کسی نے کہا وہ مراد ہین جنپر نماز جمعہ لازم ہے سیوطی نے کہا مراد اہل سے خود ذات محرم ہے یعنی یہ احرام والا حاضر مسجد نہو مگر اس قول کو لچر پوچ کہا ہے طبری نے کہا مراد اہل سے جورو بچے ہین نہ باپ بہائی کچھ ہو اللہ نے اسکے بعد یہ فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو یعنی اوس کے امر و نہی کو بجا لاؤ ورنہ وہ اپنے مخالف امر مرتکب نہی کو سخت عذاب کریگا کوئی بھی ہو کہین بھی ہو یا مراد امر بالتقوے سے عمومًا ہے

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا

مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ط وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ؀ حج کئی مہینے ہیں معلوم پھر جس نے لازم کر لیا ان میں حج تو نہ بے پردہ ہونا ہے عورت سے نہ گناہ کرنا نہ جھگڑنا کسی سے حج میں جو کچھ تم نیکی کرو گے وہ اسکو معلوم ہے خرچ راہ لیا کرو کہ بہتر خرچ راہ یہی گناہ سے بچنا ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو **ف** حج کے لیے احرام باندھنے کا وقت غرہ شوال سے ستّ عید قربان تک ہے اس سے پہلے بہتر نہیں حج وعمرہ احرام کر لینے سے لازم ہو جاتا ہے احرام یہ ہے کہ شروع کرنے کی نیت کرے زبان سے پوری لبیک کہے یہ جب احرام میں داخل ہوا تو مرد عورت کی صحبت اور ہر گناہ اور آپس کے جھگڑے قصے اور بدن کے بال اکھاڑنے اور ناخن تراشنے اور خوشبو ملنے اور شکار مارنے سے پرہیز کرے مرد بدن پر سیے کپڑے نہ پہنے نہ سر ڈھانکے لیکن منہ پر کپڑا نہ ڈالے عرب کی غلطی ایک تھی کہ بغیر خرچ کے حج کو جایا کرتے تھے توکل سمجھتے تھے مقدور رکھتے ہوئے خرچ نہ لیتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مقدور ہو تو خرچ لیکر جاؤ بڑا فائدہ یہ ہے کہ سوال نہ کرو بھیک نہ مانگو **ف** ایک معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ حج ہی حج ہے معلوم مہینوں میں اس بنیاد پر باندھنا احرام کا ان مہینوں میں اور مہینوں میں احرام باندھنے سے اکمل ہوگا گو اوروں میں بھی صحیح ہو یہ قول کہ احرام حج کا ساری برس باندھنا صحیح ہے مذہب ہے مالک و ابو حنیفہ و احمد و اسحاق و نخعی و ثوری و لیث کا انکی دلیل یہ آیت ہے هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (وقت ٹھہرے ہیں واسطے لوگوں کے اور واسطے حج کے) اس سے معلوم ہوا کہ سارے ہلال موقت حج ہیں کچھ خصوصیت ان تین مہینوں کی نہیں ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے اور آیت باب خاص ہے خاص عام پر مقدم ہوتا ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ حج ایک نسک ہے مثل عمرہ کے نسک کے اسلیے احرام اسکا تمام سال درست ہے مثل عمرہ کے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس ہے حج کا عمرے پر ایسا قیاس جو مصادم نص قرآنی ہو باطل ہوتا ہے شافعی کہتے ہیں احرام حج کا سوائے اشہر حج کے درست نہیں ہے اگر پہلے باندھا تو عمرہ ہوگا یہی مذہب ہے ابن عباس و جابر و عطا و طاؤس و مجاہد کا بھی انکی دلیل یہی آیت ہے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ عربی میں دو قول ہیں دوسری تقدیر آیت شریف کی یہ ہے اِنَّ وَقْتَ الْحَجِّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ نحوی لوگ اسی طرف گئے ہیں اسمیں اشہر حج کو تمام سال کے مہینوں سے خاص کر لیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قبل ان مہینوں کے احرام حج کا باندھنا صحیح نہیں ہے یہ مہینے مثل میقات نماز کے ہیں ابن عباس کہتے ہیں کسی کو لائق نہیں ہے کہ احرام حج کا باندھے مگر اشہر میں اسلیے کہ اللہ نے فرمایا ہے حج مہینے ہیں معلوم دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ سنت یہی ہے کہ محرم نہ ہو مگر اشہر حج میں اوسکو ابن جریر نے باسناد صحیح روایت کیا ہے صحابی کا قول مِنَ السُّنَّۃِ کذا نزدیک اکثر اہل علم کے حکم مرفوع میں ہوتا ہے خصوصاً قول ابن عباس ترجمان القرآن کا علاوہ اس مقدمہ میں ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے جابر سے کہا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يُّحْرِمَ بِالْحَجِّ اِلَّا فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ

رواہ ابن مردویہ ابن کثیر کہتے ہیں و اسنادہ لا باس بہ لیکن شافعی و بیہقی نے اسکو موقوفاً روایت کیا ہی موقوف اصح و اثبت
ہے مرفوع بھی اس صورت میں بحکم صحابی ٹھیر لیگا یہ حدیث بقول ابن عباس من السنة ان لا یحرم بالحج الا فی اشهره قوی
ہو جائیگا **ف** بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ اشہر معلومات شوال و ذوالقعدہ و عشرہ ذی الحجہ ہیں اسکو بخاری نے صیغہ جزم
کے ساتھ تعلیق کیا ہے ابن جریر نے کہا یہ اسناد صحیح ہے حاکم نے کہا شرط شیخین پر ہے یہی مذہب ہے ایک جماعت صحابہ و
تابعین و شافعی و ابو حنیفہ و احمد و ابو یوسف و ابو ثور کا اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے اطلاق جمع کا دو ماہ دس دن پر
بطور تغلیب ہے مالک کے نزدیک شوال و ذیقعدہ پورا ذی حجہ ہے یہی قول ہے ابن عمر کا طاؤس و مجاہد و عروہ و ربیع و قتادہ
بھی اسطرف گئے ہیں ابن عمر سے بھی ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے مگر موضوع ہے اس مذہب کا فائدہ یہ ہی کہ جب سارا ذی
حجہ حج کا مہینہ ٹھیرا تو بقیہ ذی حجہ میں عمرہ مکروہ ہوگا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعد لیلۃ النحر کے بھی حج درست ہے عبد ابن حمید سے بھی باسناد صحیح آیا ہے کہ ان مہینوں
میں عمرہ نہیں ہے ابن سیرین نے کہا کسی کو اہل علم سے اس بات میں شک نہیں ہے کہ عمرہ غیر اشہر حج میں افضل ہے عمرہ کرنے
سے اشہر حج میں قاسم بن محمد نے کہا صحابہ عمرہ کو ان مہینوں میں تمام نہیں سمجھتے تھے عمر و عثمان عمرہ کرنا غیر اشہر حج
میں محبوب رکھتے تھے **ف** اس کہنے سے کہ جس نے ان مہینوں میں حج فرض کیا یہ بات معلوم ہوئی کہ احرام باندھنے سے
حج کرنا لازم ہو جاتا ہے ابن جریر نے کہا اہل علم کا اجماع ہے اسپر کہ مراد فرض سے اس جگہہ ایجاب و لزوم ہے ابن عباس
نے کہا یعنی جس نے فرض کر لیا حج یا عمرہ عطا نے کہا مراد فرض سے احرام ہے یہی قول ہے ابراہیم و ضحاک وغیرہما کا ایک
لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ تلبیہ کرے پھر اوس مین پر ٹھیرا رہنا چاہیے اسطرف ایک جماعت صحابہ و تابعین گئی
ہے قاسم بن محمد نے کہا فرض کرنا یہ ہے کہ لبیک کہے ابو حنیفہ کہتے ہیں التزام حج یہی ہے کہ تلبیہ کرے یا ہدی کے
گلے میں قلادہ ڈالے شافعی کہتے ہیں فقط نیت حج کی احرام میں کافی ہے رفث سے مراد جماع ہے کما قال تعالی اُحِلَّ
حلال کیا
لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ یہی قول ہے ابن عباس سدی قتادہ عکرمہ زہری مجاہد و مالک کا سو جسطرح رفث
تمکو روزی کے راتوں میں مرد ہونا اپنی عورتوں سے
حرام ہے اوسی طرح دواعی مباشرت و تقبیل و لمس وغیرہ بھی حرام ہیں بلکہ سامنے عورتوں کے اسطرح کا ذکر بھی ان کا لیے
ابن عمر نے کہا رفث یہ ہے کہ پاس عورت کے جاوے یا مرد عورت باہم ایسا ذکر کریں ابن عباس احرام میں حدی کہتے شعر
و غزل پڑھتے کسی نے کہا تم احرام میں رفث کرتے ہو کہا رفث وہ بات ہے جو سامنے عورتوں کے کہی جاوے پھر کہا رفث
عورتوں سے دربردہ جماع کا ذکر کرنا ہے عطا نے کہا رفث جماع ہے اور فحش بات کہنا صحابہ عرابت یعنی تعریض
جماع کو حالت احرام میں مکروہ جانتے تھے طاؤس نے کہا رفث یہ ہے کہ عورت سے مثلا یوں کہے کہ جب تم حلال ہو
جاؤگی تو میں تم سے ملونگا یہی قول ابو العالیہ کا ہے ابن عباس سے یہ بھی کہا ہے کہ رفث یہ ہے کہ عورت سے

چمٹے لپٹے بوسہ لے عمر کرے بیحیائی کی بات کہی اسیطرف ایک جماعت کثیر تابعین وغیرہم کی بھی گئی ہے فسوق سے مراد معاصی ہین یہ قول ہے ابن عباس اور ایک جماعت تابعین کا ابن عمر نے کہا فسوق گناہ ہین شکار ہو یا اور کچھ حرم مین جو نافرمانی خدا کی ہوگی وہ فسوق ہے ابن زبیر و مجاہد و سدی و نخعی و حسن نے کہا مراد فسوق سے گالی دینا ہے اسکی دلیل یہ حدیث ہے سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ رواہ ابن ابو حاتم عن ابن مسعود ابن زید نے کہا فسوق اس جگہہ ذبح کرنا ہے واسطے بتون کے قال تعالی اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ضحاک نے کہا فسوق یہان برا لقب کہنا ہے ظاہر یہ ہے کہ فسوق اس آیت مین کوئی معصیت خاص نہین ہے اگر کسی جگہہ یہ لفظ کسی فرد یا افراد معاصی سے بولی گئی تو اوس سے تخصیص لفظ کی ساتھہ اوس فرد کے وضع مین آتی ہے ابن کثیر کہتے ہین جن لوگون کا یہ قول ہے کہ مراد فسوق سے اس جگہہ ساری معاصی ہین صواب انہین کی بات ہے دیکھو اللہ نے ظلم سے اشہر حرم مین منع فرمایا ہے اگرچہ ظلم ساری برس منع ہے ہان اشہر حرم میں یہی اسکی تاکید سمجھی گئی اسلیے یہ کہا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ حرم کے حق مین فرمایا ہے وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ابن جریر نے اس جگہہ یہ اختیار کیا ہے کہ مراد فسوق سے ارتکاب ان امور کا ہے جو منع ہے احرام مین ہے جیسے قتل کرنا شکار کا مونڈنا سر کا کترنا ناخن کا اور جو مثل اسکے ہو مگر اولے وہی ہے جو ہمنے ذکر کیا ہے حدیث ابو ہریرہ مین مرفوعا آیا ہے جسنے حج کیا اس گھر کا پہر رفث کیا نہ فسق وہ اپنے گناہون سے ایسا نکلا جیسے آج اوسکی ماں نے اوسکو جنا ہو رواہ الشیخان جدال مین دو قول ہین ایک یہ کہ وقت حج کے مناسک حج مین مجادلہ نکرے اسکو اللہ پاک نے خوب کہولکر بیان کیا ہے مجاہد نے کہا اللہ نے حج کے مہینے بیان کر دیے ان مین باہم لوگون کے جدال بیجا ہے سدی نے کہا حج مقرر ہو گیا اسکا ہو کی جدال ہے یعنی مشرک لوگ نسی کرتے تھے مہینہ بدل ڈالتے تھے اب اللہ نے مہینے مقرر کر دیے کوئی اولجھہ باقی نہین رہی ابن عباس نے کہا مراد جہگڑنا ہے حج مین مالک نے کہا جدال حج مین واللہ اعلم یہ تھی کہ قریش نزدیک مشعر الحرام کے ٹہیرتے مزدلفہ مین عرب محسر مین ٹہیرتے باہم یہ جہگڑا ہوتا کہ ہم راہ صواب پر ہین وہ کہتے نہین بلکہ صواب پر ہم ہین تم نہین ہو ابن زید نے کہا مختلف جگہون مین وقوف کرتے ہر ایک یہ بات کہتا کہ موقف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہی ہے جہان ہم کہڑے ہوے ہین اللہ نے مناسک بیان کرکے یہ جہگڑا چکا دیا محمد بن کعب کہتے ہین قریش جب منی مین جمع ہوتے کہتے ہمارا حج تمہارے حج سے تمام تر ہے وہ کہتے نہین بلکہ تمام ہمارا حج ہے قاسم بن محمد نے کہا جدال یہ ہے کہ کوئی کہے حج کل ہے کوئی کہے آج ہے ابن جریر نے اسی بات کو اختیار کیا ہے کہ مراد قطع تنازع امر مناسک حج مین واللہ اعلم دوسرا قول یہ ہے کہ مراد جدال سے اس جگہہ مخاصمہ ہے ابن مسعود نے کہا جدال یہ ہے کہ تو اپنے

ف [illegible]

ع [illegible]

ف [illegible]

رفیق سے جھگڑے اوسکو غصے مین لادے یہی قول ابن عباس سے بھی مروی ہے ابو العالیہ عطا مجاہد سعید بن جبیر عکرمہ جابر مکحول سدی مقاتل عمرو بن دینار ضحاک ربیع نخعی حسن قتادہ وغیرہم سب اسیطرف گئے ہین ابن عباس نے کہا تو اپنے صاحب سے مراء و ملاحاۃ نکر اللہ نے اس سے منع کیا ہے نخعی نے کہا صحابہ جدال کو مکروہ جانتے تھے ابن عمر نے کہا مراد جدال سے سباب و منازعت ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ مراد مراء و خصومات ہے عکرمہ نے کہا مراد جدال سے غصہ ہے کہ کسی مسلمان کو تو خفا کرے ہان غلام پر بابت کسی تقصیر کے خفا ہونا یا اوسکا خفا کرنا بشرطیکہ اوسکو مارے نہین روا ہے ابن کثیر نے کہا بلکہ اگر مار بیٹھے تو بھی جائز ہے اس لیے کہ حدیث اسما بنت ابی بکر مین آیا ہے کہ جب ابوبکر کے غلام نے شتر بار برداری گم کر دیا جسپر اونکا اور حضرت کا سامان تہا تو ابوبکر اوسکو مارنے لگے یہ ماجرا سفر حج مین بمقام عرج پیش آیا حضرت نے تبسم فرماکر فقط اتنا کہا اس محرم کو دیکھو یہ کیا کام کرتا ہے رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجۃ بعض سلف نے کہا ہے پورا حج یہ ہے کہ جمّال کو مارے مگر حضرت کے قول سے ایک انکار لطیف نکلتا ہے اسلیے اولی یہ ہے کہ نہ مارے اسی لیے حدیث جابر بن عبد اللہ مین مرفوعًا آیا ہے کہ جسنے پورا کیا اپنا نسک اور سلامت رہے مسلمان اوسکی زبان و ہاتھ سے بخشا گیا اگلا گناہ اوسکا رواہ عبد بن حمید **ف** جب قول و فعل قبیح سے منع کر دیا تو فعل جمیل پر آمادہ کیا شر کے بعد ذکر خیر کا عصیان کے بعد ذکر طاعت کا فرمایا یہ کہا کہ رفث کی جگہہ اچھی بات کہو فسق کے عوض بر و تقوے اختیار کرو جدال کے عوض وفاق و اخلاق جمیلہ سے پیش آؤ اسلیے کہ تم جو کچہ کرتے ہو وہ اللہ کو سب معلوم ہے وہ تمہارے عمل کی جزا دیگا برا ہوگا تو بری جزا اچھا ہوگا تو اچھی جزا پھر تقوے کو بہتر زاد راہ ٹھہرایا ابن عباس کہتے ہین کچہ لوگ اپنے گہرون سے بے خرچ کے نکلتے تہے کہتے ہم بیت اللہ کے حج کو جاتے ہین کیا اللہ ہمین کہانے کو نہ دیگا اللہ نے کہا تم خرچ لیکر نکلو اپنی آبرو بچاؤ دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ اہل یمن حج کو بے زاد کے آتے آپ کو متوکل ٹہیراتے اللہ نے حکم دیا کہ زاد لیکر آؤ ابن عمر کا لفظ یہ ہے کہ کچہ لوگ ایسے تہے جب احرام باندہتے جو زاد پاس ہوتا اوسکو پہینکدیتے نیا زاد لیتے اللہ نے اونکو منع کیا فرمایا تم آٹا ستو خشک روٹی رکہو یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ابن عمر نے کہا آدمی کی بزرگی یہ ہے کہ اوسکا زاد راہ پاک ہو انکے ہمراہ اگر کوئی ہوتا تو اس سے یہ شرط کر لیتے کہ مال حلال لیکر حج کو آئے ہو تو ہمراہ ہمارے چلو پھر اللہ نے جس طرح اونکو حکم زاد کا سفر دنیا مین دیا اسیطرح ہی ارشاد کیا کہ زاد آخرت تقوے ہے کما قال وَرِیْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَیْرٌ (اور رونق اور کپڑا پرہیزگاری کا سو بہتر ہے ۱۲) یعنی لباس حسی کے بعد لباس معنوی کا بھی رستہ دکھلایا وہ خضوع و طاعت و تقوے ہے پھر زاد و لباس آخرت کو بہتر و فائدہ مند کہا عطا خراسانی نے کہا مراد خیر الزاد سے زاد آخرت ہے عبد اللہ سے حدیث مرفوع مین آیا ہے جو شخص زاد لیتا ہے دنیا مین وہ نفع کرتا ہے اوسکو آخرت مین رواہ الطبرانی مقاتل بن حیان نے کہا جب

یہ آیت اوتری ایک شخص نے عرائے سلمیں سے کہڑے ہوکے کہا اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمکو زاد نہیں ملتا فرمایا زاد لے اور آدمیوں کو لوگوں سے بچا بہتر زاد تقوی ہے رواہ ابن ابی حاتم آخر آیت میں یہ ارشاد کیا کہ ای عقلمندو میرے عقاب ونکال وعذاب سے ڈرو جو خلاف میرے حکم کے کرتا ہے اوسکو سزا ملیگی معلوم ہوا کہ اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں جاہل بے عقل کو خوف خدا کا نہیں ہوتا لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْکُرُوْهُ کَمَا هَدٰکُمْ وَاِنْ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ نہیں تمپر کچھ گناہ کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا پھر جب طواف کو چلو عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر الحرام کے یاد کرو اسکو جس طرح تم کو سکھایا تم تھے اس سے پہلے راہ بھولے یعنی حج میں مال تجارت بھی لیجاؤ مزدوری کمانے کو تو منع نہیں لوگوں نے نہیں شبہ کیا تھا کہ شاید حج قبول نہ ہو اسلیے یہ فرمایا بخاری نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ عکاظ ومجنہ وذو المجاز جاہلیت کے بازار تھے لوگوں نے موسم میں تجارت کرنیکو گناہ سمجھا اوسپر یہ آیت اوتری ابن حصین نے کہا جب اسلام آیا لوگوں نے تجارت کو اثم جانا کہ حضرت سے پوچھا اللہ نے یہ آیت بھیجی دوسرا لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ لوگ خرید وفروخت لین دین تجارت سے موسم حج میں بچتے تھے اللہ نے فرمایا اس میں کچھ گناہ نہیں ہے تم جو منی سے تلاش رزق کرو یعنی جیسے پہلے احرام سے سوداگری بیع شرا درست ہے ویسے ہی بعد احرام کے درست ہے ایک جماعت صحابہ وتابعین سے یہی کہا ہے کہ مراد موسم حج ہے ابو امامہ تیمی نے ابن عمر سے پوچھا ہم کرایہ کرتے ہیں ہمارا حج ہوتا ہے کہا کیا تم طواف نہیں کرتے عرفے میں نہیں آتے رمی جمار نہیں کرتے سر نہیں منڈاتے کہا ہاں یہ سب کچھ کرتے ہیں کہا یہی بات ایک آدمی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تھی آپنے کچھ جواب نہ دیا پھر جبریل اس آیت کو لیکر آئے حضرت نے اوسکو بلاکر فرمایا انتم حجاج تم ای کرایہ کرنیوالو حاجی ہو رواہ احمد یہ حدیث کئی طریق سے آئی ہے ابو صالح مولی عمر نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم حج میں تجارت کرتے تھے کہا انکی معاش تو اسی حج میں تھی غرض کہ اس آیت شریف میں رخصت ہے حاجی کو تجارت کرنیکی اسیطرح حکم اور اعمال کا ہے جن میں سوال لفظ فضل سے اس جگہہ یہی مراد ہے قال تعالی فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ فتح البیان میں کہا ہے حق یہ ہے کہ اذن اس آیت میں بطور رخصت ہے ترک اوسکا اولی ہے لقولہ تعالی وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ اخلاص یہی ہے کہ کوئی چیز خالی فعل پر سوا عبادت کے نہو اوس فعل کے ہو **ف** عرفہ نام ہے اوس جگہہ کا جہاں حج میں ٹھہرتے ہیں یہ ٹھہرنا ایک عمدہ فعل ہے حج کا حدیث عبد الرحمن دیلی میں مرفوعا آیا ہے کہ حج عرفات ہے جس نے عرفہ پایا فجر سے پہلے اوس نے حج پایا ایام منی کے تین دن ہیں جس نے جلدی کی دو دن میں اوسپر کچھ گناہ نہیں جس نے دیر کی اوسپر بھی کچھ گناہ نہیں رواہ احمد وقت وقوف کا زوال یوم عرفہ سے

ف [illegible]

مسئلہ [illegible] ١٢

طلوع فجر ثانی یوم نحر تک ہوتا ہے اسلیے کہ حضرت حجۃ الوداع مین بعد ادائی نماز ظہر غروب آفتاب تک کھڑے رہے اور یہ فرمایا خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ یعنے تم اپنے قاعدے حج کے مجھسے سیکھہ لو یہ بات کہ جسنے عرفے کو پہلے طلوع فجر کے پالیا اوسنے حج پایا مذہب ہی ائمہ ثلثہ کا امام احمد کا مذہب یہ ہی کہ وقت وقوف کا اول یوم عرفہ سے ہوتا ہے اُنکی دلیل حدیث عروہ ہے کہ اُنہوں نے مزدلفے مین حضرت کو نماز کے لیے نکلتے دیکھکر کہا ای رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم مین دو پہاڑ طی سے اپنی سواری کو تھکا کر اپنی جان کو تکلیف دیکر آیا ہون واللہ مینے کوئی پہاڑ بے وقوف کے نہین چھوڑا آیا میرا حج ہوا فرمایا جو شخص ہماری اس نماز مین حاضر ہوا ہمارے ساتھہ کھڑا رہا یہانتک کہ ہم چلین اور اس سے پہلے عرفے مین رات یا دن مین کھڑا ہو چکا ہو اوسکا حج پورا ہوا اوسکا میل کچیل دور ہوا رواہ احمد و اہل السنن وصححہ الترمذی عرفات کو اسلیے عرفات کہتے ہین کہ جب جبریل علیہ السلام نے ابرہیم علیہ السلام کو حج کرایا تو عرفے مین پہونچکر کہا عَرَفْتَ یعنی تونے طریقہ حج کرنیکا پہچان لیا یہ قول ہے علی مرتضے کا عطا کا یہ لفظ ہی کہ جبریل جو مناسک ادا کرتے کہتے عَرَفْتَ عَرَفْتَ کسی نے کہا یہان باہم آدم و حوا علیہما السلام کے تعارف ہوا تہا اسلیے یہ نام ہوا کسی نے کہا بلکہ یہ اصلی نام ہے عرفات کا نام مشعر الحرام مشعر اقصی الال بروزن ہلال بہی ہی جو پہاڑ بیچ مین اس وادی کے ہے اوسکو جبل رحمت کہتے ہین ابن عباس نے کہا جاہلیت والے عرفے مین کھڑے رہتے جب سورج پہاڑون پر چمکتا گویا پہاڑون کی سر پر عمامہ ہی تو وہان سے چلتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر لگائی جب سورج ڈوب گیا تو عرفے سے چلے رواہ ابن ابی حاتم ابن مردویہ نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ پھر مزدلفے مین آکر ٹھیرے نماز صبح پڑھی جب ہر چیز سفید ہوگئی اور وقت اخیر ہوا تب وہان سے روانہ ہوئے اس اسناد کو ابن کثیر نے حسن بتایا ہے مسور بن مخرمہ کہتے ہین رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ہمکو خطبہ سنایا اللہ کی حمد و ثنا کرکے اما بعد فرمایا جب خطبہ پڑہتے اما بعد کہتے اس خطبے مین یہ ارشاد کیا کہ آج دن بڑے حج کا ہے تم سن رکہو کہ مشرک بت پرست آج کے دن یہان سے سورج ڈوبنے سے پہلے جبکہ سورج پہاڑون کے سر پر ہوتا تہا گویا عمائم رجال ہے تب چلتے تہے اور ہم بعد غروب آفتاب کے چلین گے وہ لوگ مشعر الحرام سے بعد نکلنے سورج کے جبکہ پہاڑون کے سر پر چمکتا تہا گویا مردون کے سرون پر عمامے بندھے ہین روانہ ہوتے تہے اور ہم قبل طلوع آفتاب کے روانہ ہونگے ہمارا طریقہ خلاف طریقہ اہل شرک ہے رواہ ابن مردویہ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح بر شرط شیخین ہے ابن کثیر کہتے ہین مسور کو سماع ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نہین ہے کہ فقط رویت ہو سماع نہ ہو جس طرح ہماری کچھ بہی لوگ وہم کرتے ہین معلوم ہوا کہ سنت صحیحہ یہ ہے کہ عرفے سے بعد غروب آفتاب اور مزدلفے سے قبل طلوع آفتاب چلے لیکن یہ سنت اہل بدعت سے ترک ہوگئی ہے اکثر لوگ خلاف اسکے مطابق طریقہ جاہلیت عرفے سے قبل غروب اور مزدلفے سے بعد طلوع چلتے ہین پھر مشعر الحرام مین ٹھیر کر دعا نہین کرتے حالانکہ اس جگہہ حکم ذکر کرنیکا منصوص قرآن

ہے اور مسلم حدیث طویل جابر میں آیا ہے کہ کھڑے رہے حضرت عرفے میں یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا کچھ زردی بھی گئی پھر بعد غائب ہونے قرص کے اسامہ کو لیے پیچھے سوار کر کے چلے قصوا نام اونٹنی کی باگ یہاں تک کھینچی کہ پالان سے جا لگی سیدھے ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے ای لوگو آہستہ آہستہ چلو جس پہاڑ پر آتے ذرا باگ ناقے کی ڈھیلی کر دیتے تاکہ پہاڑ پر چڑھ جاوے یہاں تک کہ مزدلفہ پہونچکر نماز مغرب عشا ایک اذان دو اقامت سے پڑھی بیچ میں کوئی سنت نہیں پڑھی پھر لیٹ رہے جب فجر ہو گئی نماز صبح ادا کی اذان و اقامت کہی پھر قصوا پر سوار ہو کر مشعر الحرام میں آئے یہاں رو بقبلہ ہو کر دعا و تکبیر و تہلیل و توحید کرتے رہے جب تک خوب روشنی ہو کھڑے رہے پھر سورج نکلنے سے پہلے آگے چلے رواہ مسلم صحیحین میں اسامہ سے روایت آیا ہے کہ کسی شخص نے اون سے پوچھا حضرت کی کیا چال تھی کہا بیچ کی چال جس کو کشادہ راہ پاتے ذرا تیز چلتے سفیان بن عیینہ نے کہا مراد ذکر سے نماز مشعر الحرام کے بیچ دو نمازیں ہیں ابن عمر نے کہا مشعر الحرام یہی سارا مزدلفہ ہے ابن عمر نے کہا مشعر یہی پہاڑ ہے اور جو کچھ اسکے گرداگرد ہے لوگوں کو دیکھا قزح پر اژدحام کرتے ہیں کہا یہ ساری جگہہ ہی تو مشعر ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین نے کہا مشعر درمیان دونوں پہاڑ کے ہے **ف** مشاعر کہتے ہیں معالم ظاہرہ کو مزدلفہ کا نام مشعر الحرام اسلیے ہوا کہ وہ داخل حرم ہے ایک گروہ سلف اور بعض اصحاب شافعی جیسے قفال و ابن خزیمہ کا یہ مذہب ہے کہ وقوف یہاں کا رکن ہے حج کا بے اوسکے حج صحیح نہیں ہوتا ہے انکی دلیل وہی حدیث عروہ ہے دوسرا قول یہ ہے کہ واجب ہے نہ رکن ترک سے دم لازم آتا ہے ایک قول شافعی کا بھی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ مستحب ہے نہ واجب رکن ترک سے کوئی شے بھی لازم نہیں آتی یہ سب تین قول ہوئے اہل علم کے زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سارا عرفہ موقف ہے بطن عرنہ سے مرتفع ہو سارا جمع یعنی مزدلفہ موقف ہے مگر محسر یہ حدیث مرسل ہے اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ سنت یہی ہے کہ دونوں کام کرے یعنے مزدلفے میں نماز مغرب عشا جمع کرے مشعر حرام میں ذکر و دعا و تہلیل میں مشغول ہو اسکے معنے ہیں کہ جس طرح اللہ نے تم کو سکھایا ہے اس طرح اسکو یاد کرو تنبیہ ہے اللہ کے انعام و احسان پر کہ اوس نے ہم کو بھی مناسک حج بتائی سکھائے جو ابراہیم خلیل کرتے تھے ورنہ تم پہلے اس ہدایت کے یا پہلے اس قرآن یا رسول کے گمراہ تھے یہ سب معانی متقارب متلازم صحیح ہیں

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ پھر طواف کو چلو جہاں سے سب لوگ چلیں اور گناہ بخشواؤ اللہ سے اللہ بخشنے والا مہربان ہے یہ بھی کفر کی ایک غلطی تھی کہ مکے کے رہنے والے عرفات تک جاتے کہ عرفات حرم سے باہر ہے حرم کی حد پر کھڑے رہتے سو فرمایا کہ جہاں سب لوگ چلیں تم بھی چلو اگلی تقصیر پر نادم ہو

ف ابن کثیر کہتے ہین گویا اللہ نے اس آیت مین یہ حکم دیا کہ جو کوئی عرفے مین کھڑا ہوا ہے وہ مزدلفے کو جاوے مشعر حرام کے پاس ذکر اللہ کرے اوسکا وقوف عرفات مین اوسی جگہہ ہو جہان سبکے سب کھڑے ہون نہ وہان جہان قریش کھڑے ہوتے تھے کنارہ زمین حرم پر نزدیک زمین حل کے کہتے ہم اللہ کے شہر والے اللہ کے گھر مین رہنے والے ہین بخاری مین عائشہ سے آیا ہے کہ قریش اور اون کے ہم مذہب لوگ مزدلفے مین کھڑے ہوتے انکو حمس کہتے تھے باقی سارے عرب عرفات مین اکر وقوف کرتے جب اسلام آیا اللہ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ تم عرفات مین جاکر وقوف کرو پہر وہان سے مطابق قاعدے کے پہرو یہی قول ہے ابن عباس و مجاہد و عطا و قتادہ و سدی و غیرہم کا اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے سبپر اجماع نقل کیا ہے جبیر بن مطعم کہتے ہین میرا اونٹ کہو گیا تہا مین اوسکی تلاش مین عرفات آیا دیکہتا کیا ہون کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہڑے ہین مین نے اپنے جی مین کہا یہ تو حمس مین سے ہین اس جگہہ کیسے کہڑے ہین رواہ احمد و الشیخان بخاری کی روایت ابن عباس سے مقتضی اس امر کی ہے کہ مراد چلنے سے اس جگہہ یہ ہے کہ مزدلفے سے چلکر منی مین کنکر مارنے کو آؤ یہی قول ضحاک کا بہی ہے ابن جریر نے کہا مراد لفظ ناس سے اس جگہہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین کسی نے کہا مراد امام ہے ابن جریر کہتے ہین کہ اگر اجماع حجت کا خلاف اسکے نہ ہوتا تو یہی قول ارجح ٹہیرتا اللہ پاک نے اکثر بعد قضای عبادات کے حکم اپنے ذکر کا فرمایا ہے صحیح مسلم مین آیا ہے حضرت جب نماز سے فارغ ہوتے تین بار استغفار کرتے صحیحین مین ہے کہ بعد نماز کے تینتیس تینتیس بار تسبیح تحمید تکبیر کہنے کی ترغیب دی ہے ابن جریر نے کہا حدیث مرداس سلمی مین آیا ہے کہ حضرت نے تیسرے پہر عرفے کو اپنی امت کے لیے استغفار کی بخاری مین شداد بن اوس سے آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا سید الاستغفار یہ ہے الخ جس نے اوسکو رات مین کہا پہر اوس رات مر گیا تو بہشت مین گیا جس نے اوسکو دن مین کہا پہر مر گیا تو داخل جنت ہو صحیحین مین ابن عمر سے آیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے رسول خدا مجہے کوئی دعا سکہا دو جسے مین نماز مین مانگا کرون فرمایا کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ابن کثیر نے کہا احادیث استغفار مین بہت آئی ہین مین نے یہ حدیثین رسالہ محو الحوبہ باستکثار الاستغفار و التوبہ مین لکہی ہین اسیطرح بہت حدیثین مغفرت اہل عرفہ و نزول رحمت مین آئی ہین اور اجابت دعا مین آئی ہین حکم استغفار کا اسجگہہ اسلیے ہے کہ وہ جگہہ مسقط رحمت و موطن قبول و مظنہ اجابت موقع قربت و محل عبادت فرض ہے یہان سارے گناہون کی مغفرت مانگو سارے معاصی سے توبہ نصوح کرو

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ط فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اُولٰٓئِكَ

النصف

لهم نصیبٌ مما کسبوا ط واللہ سریع الحساب ○ پہر جب پورے کر چکو تم اپنے حج کے کام تو یاد کرو اللہ کو جیسے یاد کرتے تہے تم اپنے باپ دادوں کو بلکہ اوس سے زیادہ یاد پہر کوئی آدمی یہ کہتا ہے ای رب ہمارے دے ہمکو دنیا میں اور نہین اوسکو آخرت مین کچہ حصہ اور کوئی اون میں یون کہتا ہے ای رب ہمارے دے ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے یہ لوگ اونہیں کو ہی کچہ حصہ اپنی کمائی سے اور اللہ جلد لیتا ہے حساب اس آیت شریف میں اللہ پاک نے یہ حکم دیا کہ بعد قضائے مناسک فراغ حج کے اللہ کا ذکر بکثرت کرو عطا نے کہا یعنی جس طرح بچا ابا اما کہتا ہے بار بار ماں باپ کو پکارتا ہے اسی طرح تم بعد قضائے حج کے اللہ کے ذکر مین گہسے رہو یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ابن عباس نے کہا لوگ بزمانہ جاہلیت موسم میں کہڑے ہوتے کوئی کہتا میرا باپ بہت کہانا کہلاتا تہا لوگون کا بار اوٹہاتا تہا دیت دیتا تہا سوا باپ دادون کے ذکر کے اور کچہ ذکر اونکو نہ تہا اسپر اللہ نے یہ آیت اتاری اسطرف ایک جماعت صحابہ و تابعین بہی گئی ہے ابن جریر نے ایک جماعت سے اسکو حکایت کیا ہے ابن کثیر نے انکا نام لیا ہے مقصود آمادہ کرنا ہے لوگون کا ذکر خدا پر اور اس جگہہ تحقیق کے لیے ہے نہ تشبیہ کے لیے پہر بعد کثرت ذکر کے یہ ارشاد کیا کہ دعا کرو کہ یہ جگہہ مظنہ اجابت ہے اگلی مذمت فرمائی جو ہری دنیا مانگتے ہیں آخرت سے کچہ غرض نہین رکہتے اس وہم میں نصرت دلائی ہے مشابہ ہونے سے ساتہہ اون لوگون کے جو ذکر آخرت و دعای دنیا کرتے تہے ابن عباس نے کہا ایک قوم اعراب کی موقف میں آکر یون کہتی ای اللہ اس سال کو بارش کی سال کر سرسبزی کہیتی کی سال کر اچہی پیداوار اچہی ولادت کی سال کر آخرت کا کچہ ذکر نہ کرتے اوسپر اللہ نے یہ آیت اوتاری اون لوگون کی مدح کی جو دنیا و آخرت دونو مانگتے ہیں یہ دعا جامع ہے ہر خیر کو دافع ہے ہر شر کو دنیا کی خوبی شامل ہے ہر مطلب دنیوی کو جیسے تندرستی گہر کشادہ نیک بی بی رزق وسیع علم نافع عمل صالح سواری اچہی ثنای جمیل وغیرہ امور جسپر عبارت مفسرین مشتمل ہے اون عبارتون مین کچہ منافات نہین ہے اسلیے کہ حسنہ دنیا میں سب درج ہین رہا حسنۂ آخرت سو سب سے اعلی دخل ہونا ہے جنت مین اس مین ہوتا ہے فزع اکبر سے عرصات میں آسانی حساب کی وغیرہ امور صالحہ آخرت رہی نجات دوزخ سے سو آسان ہونا ہے اون اسباب کا جو مقتضی اس نجات کی ہین جیسے بچنا محارم سے ترک کرنا آثام و شبہات و حرام و شہوات کا قاسم نے کہا جسکو قلب شاکر لسان ذاکر جسد صابر ملا اوسکو دنیا و آخرت دونون کی خوبی ملی عذاب نار سے بچگیا قرطبی نے کہا اکثر اہل علم اسی بات پر ہین کہ مراد خوبی دارین سے اس آیت مین نعیم دنیا و آخرت ہے پہر کہا کہ یہی قول صحیح ہے اسلیے کہ لفظ حسنہ نکرہ ہے سیاق نفی مین یہ سب کو شامل ہے انتہی اسلیے حدیث مین اس دعا کی بہت سی ترغیب آئی ہے بخاری نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ حضرت اس دعا کو پڑہا کرتے تہے اللہم ربنا آتنا الخ امام احمد نے کہا قتادہ نے انس سے پوچہا کہ حضرت کون

دعا زیادہ مانگتے تھے یہی دعا انس کی عادت یہ تھی کہ جب کوئی دعا کرتے تو اس دعا کو بھی ضرور اوسکے ساتھ مانگتے مسلم میں آیا ہے کہ ابو طالوت تا پاس انس کے تھے ثابت نے کہا تمہارے بھائی چاہتے ہیں کہ تم اون کے لیے دعا کرو کہا اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً الخ پھر دیر تک باتیں کرکے اوٹھ کھڑے ہوئے تو ثابت نے کہا تمہارے بھائی جاتے ہیں اس اونکے لیے کچھ دعا کرو کہا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں ٹکڑے ٹکڑے ڈالوں جب تم میں کسی کو خوبی دنیا و آخرت کی ملا اور وہ عذاب نار سے بچ گیا تو ساری خیر اوسکو مل گئی پیچھے اب اور کیا چاہتے ہو انس کہتے ہیں حضرت نے ایک مسلمان کی عیادت کی وہ سوکھکر دبلا ہو گیا تھا فرمایا کیا تو نے اللہ سے کچھ مانگا ہے یا مانگتا ہے اوس نے کہا میں یہ کہتا تھا اَللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِیْ بِهٖ فِی الْاٰخِرَةِ فَعَجِّلْهُ فِی الدُّنْیَا یعنے اے اللہ جو سزا تو مجھکو آخرت میں دیتا ہو وہ یہیں دنیا میں دیدے آخرت کا مواخذہ نہ رکھ جو کچھ عقاب ہو یہیں ہو دے پھیر ہو جاوے فرمایا سبحان اللہ تجھکو اوسکے عقاب کی کہاں طاقت یا استطاعت ہے تو نے یہ کیوں نہ کہا رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً الخ انس کہتے ہیں اوس نے یہی دعا کی اللہ نے اوسکو شفا بخشدی یہ حدیث افراد مسلم سے ہے شافعی نے ابن ابی السائب سے روایت کیا ہے کہ حضرت درمیان رکن بنی جمح اور رکن اسود یہی دعا کرتے تھے اسکو ابن ماجہ نے بھی ابوہریرہ سے روایت کیا ہے مگر سند اوسکی ضعیف ہے ابن مردویہ کا لفظ ابن عباس سے مرفوعا یوں ہے کہ جہاں گذرا میں کسی رکن پر مگر میں نے وہاں ایک فرشتہ دیکھا وہ آمین کہہ رہا ہے سو جب تم وہاں گذرا کرو تو یہی دعا مانگا کرو ایک شخص نے ابن عباس سے کہا میں نے ایک قوم سے اجارہ کیا کہ مجھکو لادکر لے چلیں میں انکے ہمراہ حج کرونگا اونسے اجرت کم کر دونگا بھلا یہ بات کافی ہے یا نہیں کہا تو اون لوگوں میں سے ہے جن کے حق میں اللہ تعالی نے یہ فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ حاکم نے کہا یہ حدیث شرط شیخین پر ہے اس آیت شریف پر نصف پارہ سیقول ختم ہوا

وللہ الحمد وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ ۙ

لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ یاد کرو اللہ کو کئی دن گنتی کے پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو دن میں او سپر نہیں گناہ اور جو کوئی رہ گیا او سپر نہیں گناہ جو کوئی ڈرتا رہے تم ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تم اوسی پاس جمع ہوگے **ف** ان آیتوں میں فرمایا گیا کہ کفر کے وقت دستور تھا حج سے فارغ ہو کر منی میں رہنا عید کے بعد خوشی کرتے بازار لگاتے باپ دادوں کی بڑائی بیان کرتے اللہ نے اوسکو بدل تین دن ٹھیرنا مقرر کیا کہ اللہ کو ان دنوں میں یاد کرو دو پہر کو کنکر پھینکتے ہیں ہر نماز کے بعد تکبیر کہتے ہیں اور سوا نماز کے ہر وقت بھی پھر کوئی جلدی جاوے تو دو ہی دن ٹھہر کر رخصت ہو تین دن رہے تو بہتر اور یہ فرمایا کہ جسکو بری غرض دنیا ہے وہ آخرت سے محروم ہیں اب حج کا مذکور ہو چکا **ف** ابن عباس سے کہا مراد ایام معدودات سے ایام تشریق ہیں اور ایام معلومات سے ایام عشر عکرمہ نے کہا یعنی تکبیر کہو ایام

ط اور بعضے کہتے ہیں اے رب ہمارے
دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور
آخرت میں بھلائی
اور بچا ہم کو عذاب
سے عذاب آگ کے

ع یہ لوگ انہیں
کو ہے حصہ اپنی
کمائی سے اور اللہ
جلد لینے والا ہے حساب

تشریق میں بعد نماز فرض کے اللہ اکبر اللہ اکبر عقبہ بن عامر نے مرفوعاً کہا ہے یوم عرفہ و یوم نحر ایام تشریق ہم مسلمانوں کی عید ہے یہ دن کھانے پینے کے ہیں رواہ احمد نبیشہ ہذلی کا لفظ مرفوع یہ ہے ایام تشریق ایام ہیں اکل و شرب و ذکر اللہ کے رواہ مسلم حدیث ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے ایام تشریق ایام طعم و ذکر اللہ ہیں رواہ احمد و مسلم دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ حضرت نے عبداللہ بن حذافہ کو بھیجا کہ منیٰ میں پھر کر سب کو کہہ دو کہ روزہ نہ رکھیں یہ دن ہیں کھانے پینے اللہ کی یاد کرنے کے حدیث عائشہ میں آیا ہے حضرت نے منع کیا ہے روزہ رکھنے سے ایام تشریق میں فرمایا یہ ایام ہیں اکل و شرب و ذکر اللہ کے ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ علی مرتضیٰ بغلہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر سوار ہو کر شعب انصار پر آئے کہا اے لوگو یہ دن روزے کے نہیں ہیں کھانے پینے اللہ کا ذکر کرنے کے ہیں ابن عباس نے کہا تشریق کے دن چار ہیں ایک یوم نحر اور تین دن بعد اس کے یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا علی مرتضیٰ نے کہا یہ دن تین ہیں ایک دن نحر کا اور دو دن بعد اس کے جس دن چاہو ذبح کرو افضل پہلا دن ہے ابن کثیر کہتے ہیں پہلا قول مشہور ہے ظاہر آیت کریمہ بھی اسی پر دلیل ہے کیونکہ یہ فرمایا ہے کہ جس نے جلدی کی دو دن میں اس پر کچھ گناہ نہیں جس نے دیر کی اس پر بھی کچھ گناہ نہیں اس میں دلالت ہے تین دن پر بعد نحر کے اسی ذکر سے ذکر اللہ کا اضاحی پر بھی متعلق ہے ابن کثیر نے کہا راجح مذہب شافعی کا ہے کہ وقت اضحیہ کا یوم نحر سے آخر ایام تشریق تک رہتا ہے اسی ذکر سے وہ ذکر موقت بھی متعلق ہے جو بعد نمازوں کے ہوتا ہے اور ذکر مطلق جو ساری احوال میں کیا جاتا ہے علما کے اس باب میں کئی قول ہیں اشہر جس پر عمل ہے یہ ہے کہ نماز صبح یوم عرفہ سے نماز عصر ایام تشریق تک کرے، آخر ہے پچھلے کوچ کا اس میں ایک حدیث بھی روایت دارقطنی کے آئی ہے لیکن بطور مرفوع صحت کو نہیں پہونچی ہاں عمر بن خطاب سے ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنے قبے میں تکبیر کہتے انکی تکبیر پر بازار والے بھی تکبیر پکارتے یہاں تک کہ سارا منیٰ تکبیر سے گونج اوٹھتا پھر ذکر ایام معدودات سے وہ تکبیر و ذکر بھی متعلق ہے جو وقت کنکر مارنے کے ہر دن ایام تشریق میں کیا جاتا ہے حدیث شریف میں نزدیک ابوداؤد وغیرہ کے آیا ہے کہ طواف بیت سعی صفا مروہ رمی جمار یہی اللہ کے ذکر قائم کرنے کے لیے ہیں پھر جب اللہ نے نفر اول و ثانی کا ذکر کر دیا یعنے حال لوگوں کے متفرق ہونے کا موسم حج سے طرف اوطان و اقالیم و آفاق کے بعد مجتمع ہونے کے مشاعر و مواقف میں بیان فرمایا تو پھر یہ ارشاد کیا کہ تم ڈرو اور سمجھ لو کہ جس نے تم کو زمین میں پھیلایا ہے تم اوسی کے پاس اکٹھے ہو گے **ف** فتح البیان کا بیان یوں ہے کہ قرطبی نے کہا ہے خلاف نہیں درمیان علما کے اس بات میں کہ مراد ایام معدودات سے اس آیت میں یہی ایام منیٰ ہیں جن کو ایام تشریق کہتے ہیں یہ تین دن ہیں انہیں دنوں میں کنکر مارتے ہیں پہلا دن گیارہویں ذیحجہ ہے اسی طرف شافعی ابن عمر ابن عباس حسن عطا مجاہد قتادہ گئے ہیں ابراہیم نے کہا مراد ایام معدودات سے ایام عشر اور ایام معدودات سے ایام نحر ہیں

قرطبی نے کہا یہ صحیح نہین ہی اسلیے کہ اگلی بات پر ابن عبد البر نے اجماع نقل کیا ہے ابو یوسف و محمد نے ایام معلومات ایام نحر کو قرار دیا ہے ایک تو بانی کا دن اور دو دن بعد اوسکے گویا اونکے نزدیک معلومات معدودات مین کچھ فرق نہین ہے کیونکہ قرآن پاک مین بلا خلاف مراد معدودات سے وہی ایام تشریق ہین مالک نے کہا چار دن ایک نحر کا اور تین بعد اسکے ان سب کو شامل ہین کیونکہ یوم نحر معلوم ہے معدود نہین دو دن جو بعد اوسکے ہین وہ معلوم معدود ہین چوتھا دن معدود ہے نہ معلوم پہر جس نے وقت تکبیر کا صبح عرفہ سے آخر ایام تشریق تک بتایا ہے اوسکے حساب سے تیئیس نمازین ہوتی ہین یہی قول ہے علی مرتضے و مکحول و ابو یوسف و محمد کا کسی نے کہا صبح عرفہ سے عصر آخر نحر تک ابو حنیفہ و ابن مسعود اسی طرف گئی ہین اس حساب سے آٹھ نمازین ہوتی ہین کسی نے کہا ظہر یوم النحر سے آخر ایام تشریق تک مالک و شافعی اسی کے قائل ہین اس حساب سے پندرہ نمازین ہوتی ہین یہی قول ابن عباس و ابن عمر کا ہے لفظ تکبیر کا نزدیک شافعی کے اللہ اکبر ہے اوسکو تین بار یکسان کہے اہل عراق کے نزدیک وہی بار کہے آیت شریف سے ثابت ہوا کہ تعجیل و تاخیر دونو مباح ہین یہ تخییر و رفع اثم اوسکے لیے ہے جو متقی ہے کیونکہ تقوی والا ہی ہر شک و شبہ کی چیز سے بچتا ہے اس لیے مستحق تخصیص اس حکم کا وہی ٹہیر لگا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ○ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ○ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ○

بعضا آدمی ہے کہ خوش آتی ہے تجھکو بات اوسکی دنیا کی زندگی مین وہ گواہ کرتا ہے اللہ کو اپنے دل کی بات پر اور وہ سخت جھگڑالو ہے جب پیٹھ پھیرتا ہے تو دوڑتا پھرتا ہے ملک مین کہ اوس مین ویرانی کرے اور ہلاک کرے کھیتیاں اور جانین اللہ خوش نہین رکھتا فساد کرنا جب کہا جائے اوس سے کہ ڈر اللہ سے تو کھینچ لاتا ہے اوسکو غرور گناہ پر سو بس ہے اوسکو دوزخ اور بری طیاری ہے اور کوئی آدمی ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان تلاش کرنا خوشی اللہ کی اللہ شفقت رکھتا ہے بندون پر **ف** یہ حال ہے منافق کا کہ ظاہر مین خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ کرے کہ میرے دل مین تمہاری محبت ہے اور جھگڑے کے وقت کچھ کمی نکرے قابو پاوے تو لوٹ مار مچاوے منع کرنے سے اور ضد چڑہے زیادہ گناہ کرے ایک شخص اخنس بن شریق تہا اوس نے حضرت سے یہی سلوک کیے تہے اسکے بعد حال صاحب ایمان کا بیان کیا کہ اللہ کی رضا پر اپنی جان دیوے سدی نے کہا یہ آیت حق مین اخنس بن شریق ثقفی کے اوتری ہے وہ پاس حضرت کے آیا اسلام ظاہر کیا باطن مین خلاف تہا ابن عباس نے کہا یہ آیت حق مین چند نفر منافقین کے اوتری ہے جنہون نے بمقدمہ خبیب و اصحاب خبیب گفتگو کی تہی اور پھر اللہ نے انکی ذم خبیب او انکے اصحاب کی

ہے فرمائی کسی نے کہا نہیں بلکہ یہ آیت سارے منافقین و ساری مومنین کے حق میں ہے یہی قول ہے مجاہد و قتادہ و ربیع وغیرہم
کا ابن کثیر نے بھی اسی کو صحیح کہا ہے یعنی اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا ابن جریر نے نوف بکالی سے روایت
کیا ہے کہ اونہوں نے کہا اور وہ کتابخوان تھے کہ میں اس امت کے کچھ لوگوں کا حال اللہ کی کتاب منزل میں پاتا ہوں
وہ حال یہ ہے کہ ایک قوم ایسی ہوگی جو دنیا بدین کا حیلہ کریگی انکی زبان شہد سے زیادہ میٹھی ہوگی دل ایلوے سے زیادہ
کڑوے ہونگے لوگوں کے دکھانے کو بکریوں کا پوستین پہنینگے دل بھیڑیوں کے سے ہونگے اللہ تعالیٰ کہیگا کیا یہ جرات
مجھپر کرتے ہیں یا مجھپر مغرور ہیں میں نے اپنی جان کی قسم کھائی ہے کہ انپر ایسا فتنہ برپا کروں کہ جس میں بردبار آدمی
بھی حیران ہو کر رہجاوے قرظی نے کہا میں نے قرآن میں تدبر کیا دیکھا تو یہی قوم یہی منافقین ہیں وہ آیت جس
میں انکا حال پایا یہی آیت پائی سعید نے کہا بعض کتب میں آیا ہے کہ بعضے بندے اللہ کے ایسے ہیں جنکی زبان
شہد سے زیادہ میٹھی ہے دل انکا ایلوے سے زیادہ تلخ ہیں الخ قرظی نے کہا یہ بات کتاب اللہ میں ہے سعید نے کہا کہاں
ہے کہا اس آیت میں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُہٗ الآیۃ سعید نے کہا میں جانتا ہوں جسکے حق میں یہ آیت اوتری ہے
قرظی نے کہا ہاں آیت ایک آدمی کے حق میں اوترتی تھی مگر پھر وہ عام ہوتی ہے یعنے خصوص سبب کا اعتبار نہیں ہوتا ہے
عموم لفظ معتبر ہوتا ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہ کہنا قرظی کا حسن صحیح ہے یشہد اللہ کے لفظ کو دو طرح پڑھا ہے ایک بفتح
یای تحتیہ و ضم نام مبارک اللہ کے یہ معنے ہیں کہ اگرچہ وہ آدمی تمہارے سامنے میٹھی میٹھی باتیں بناتا ہے لیکن اللہ
کو معلوم ہے کہ اسکے دل میں بدی ہے کقولہ تعالیٰ اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ
اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ○ دوسری قرات بضم یای تحتیہ و نصب اسم مبارک اللہ
جمہور کی قرات یہی ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ وہ آدمی لوگوں پر تو اسلام ظاہر کرتا ہے مگر دل کے کفر و نفاق سے اللہ کا مقابلہ
کرتا ہے کقولہ تعالیٰ یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰہِ الآیۃ یہی معنے ابن عباسؓ نے بھی کہے ہیں تیسرے معنے
یہ ہیں کہ جب لوگوں پر اظہار اسلام کرتا ہے تو قسم کھاتا ہے کہ اللہ گواہ ہے کہ اوسکا دل موافق اوسکی زبان کے ہے یہ معنے بھی صحیح ہیں
اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے ابن زید و مجاہد وغیرہم اسیطرف گئے ہیں الد کہتے ہیں کج کو قال تعالیٰ وَتُنْذِرَ بِہٖ قَوْمًا لُّدًّا
الاعوج یہی حال منافق کا ہے کہ وقت خصومت کے کذب و زور کہتا ہے سیدھی بات پر نہیں جمتا افترا کرتا ہے وہی باتیں
بناتا ہے جس طرح صحیحین میں مرفوعا آیا ہے کہ نشانی منافق کی تین ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے جب عہد کرے توڑ ڈالے
جب جھگڑا کرے گالی گلوج بکے بخاری میں عائشہؓ سے مرفوعا آیا ہے کہ بڑا دشمن آدمی خدا کو وہ ہے جو کج طبیعت جھگڑالو ہو
اوسکو عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے سعی سے مراد اسجگہ قصد ہے کما قال تعالیٰ ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰی الآیۃ وقال تعالیٰ فَاسْعَوْا اِلٰی
[illegible]

ط اور بعضے آدمی [illegible] اسکی بات [illegible] دنیا کی زندگی میں [illegible] اللہ [illegible] ع [illegible]

[illegible] لوگوں کو اور [illegible] اللہ کے اور [illegible] انکی ساتھ سے جرات [illegible] اور جو کرتے ہیں وہ [illegible] ع [illegible] جھگڑا [illegible] لوگوں کو ط [illegible]

ذکر اللہ ہو کیونکہ سعی حسی تو نماز کے لیے سنت صحیحہ مین نہی آئی ہے فرمایا ہے کہ جب تم نماز کو آؤ تو دوڑتے ہوے نہ آؤ آہستہ آؤ وقار سے آؤ منافق کا قصد یہی ہوتا ہے کہ زمین مین فساد کرے کھیتی کو پھلون کو نسل کو ہلاک کرے غرضکہ قول وہ ہے فعل یہ ہے مجاہد نے کہا زمین مین فساد کرنے سے اسکی برائی سے مینہ برسنا اللہ روک لیتا ہے آدمی کو دوست نہین رکھتا ہے جب ایسے فاجر کو وعظ کرو اور اللہ کا ڈر بتاؤ تو وہ اپنی شوخی و شرارت مین آکر ضد سے اور زیادہ گناہ کرنے لگتا ہے یہ آیت شبیہ ہے اوس آیت کے واذا تتلی علیھم ایتنا بینت تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر یکادون یسطون بالذین یتلون علیھم ایتنا قل افانبئکم بشر من ذلکم النار وعدھا اللہ الذین کفروا وبئس المصیر اسی لیے آیت باب مین یہ فرمایا ہے کافی ہے اوسکو جہنم اور برا بچھونا ہے ابن عباس و انس و ابن المسیب و ابو عثمان نہدی و عکرمہ اور ایک جماعت اہل علم نے کہا ہے کہ یہ آیت ومن الناس من یشری نفسہ الآیہ حق مین صہیب بن سنان رومی کے نازل ہوئی ہے یہ مکہ مین مسلمان ہو گئے تھے چاہا کہ ہجرت کرین لوگون نے کہا تم اپنا مال لیکر نہین جا سکتے ہو مال چھوڑ کر جانا ہو تو چلے جاؤ انہون نے مال چھوڑ کر ہجرت کی سارا مال منع کرنیوالون کو دیدیا اللہ نے یہ آیت بھیجی عمر بن خطاب اور ایک جماعت صحابہ نے انکو نخلستان مدینہ پر آکر لیا اور کہا تمہاری تجارت مین نفع ہوا انہون نے کہا اللہ تمہاری تجارت مین بھی ٹوٹا نہ دے کیا بات ہے اللہ نے یہ آیت تمہارے لیے اوتاری ہے ایک روایت مین یون ہے کہ حضرت نے یون فرمایا ربح بیع صہیب ابن مردویہ نے کہا یہ لفظ حضرت نے دوبار فرمایا ربح صہیب ربح صہیب حافظ نے کیا اچھا کہا ہے بیت حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم ٭ ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبیست ٭ اکثر اہل علم کہتے ہین کہ یہ آیت حق مین ہر مجاہد راہ خدا کے ہے کما قال تعالی ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا فی التوریۃ والانجیل والقران ومن اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذلک ھو الفوز العظیم ہشام بن عامر نے درمیان دو صف کفار کے حملہ کیا تھا بعض لوگون نے اوس پر انکار کیا عمر بن خطاب و ابوہریرہ وغیرہما نے اوس پر رد کیا اور یہ آیت پڑھی ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ **ف** فتح البیان مین ہے اللہ نے بعد ذکر منیبین کے ذکر منافقین کا فرمایا جو شخص اپنے کفر و نفاق و کذب کو چھپائے ہوے ہو اور زبان سے خلاف مضمر ضمیر کے ظاہر کرتا ہے وہ اس آیت مین داخل ہے الد الخصام وہ شخص ہے جو باطل مین شدید الجدال قول مین کاذب یا معصیت مین سخت دل ہے بات تو حکمت کی کہتا ہے مگر کام برا کرتا ہے سعی ہو یا تو یہ مراد ہے کہ فساد کرنے کو دوڑتا ہے جیسے راہزنی کرنا قطع رحم کرنا مسلمانون سے لڑنا خونریزی کرنا یا یہ مراد ہو کہ فساد کا کام کرتا ہے گو پاؤن سے نہ دوڑے مثلاً ایسی تدبیر کرتا ہے جس سے مسلمانون کو نقصان پہنچے ہر کام جسکو انسان اعضا یا حواس سے کرتا ہے اوسکو سعی بولتے ہین آیت شریف سے یہی معنی ظاہر ہوتے ہین فساد کا لفظ خونریزی غارتگری

ع [illegible]

ع اور کوئی آدمی ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان تلاش میں رضامندی اللہ کی اور اللہ شفقت رکھتا ہے بندوں پر

ع اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے انکی جان اور مال اس قیمت پر کہ انکو بہشت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں وعدہ ہو چکا اسکے ذمہ پر سچا توریت اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیاں کرو اس معاملت پر جو تم نے کی اس سے اور یہی ہے بڑی مراد ملنی ع

[illegible] بیچتا ہے اپنی [illegible] ۱۲

نسل کو [illegible] ہے حرث سے مراد کھیتی ہے نسل سے مراد اولاد یا حرث سے مراد عورتیں ہیں اور نسل سے مراد مرد واللہ لا یحب الفساد سے معتزلہ نے اس بات پر دلیل پکڑی ہے کہ محبت عبارت ہے ارادے سے اسکا جواب یہ ہے کہ ارادہ اور چیز ہے محبت اور چیز ہے آدمی کبھی ایک شے کا ارادہ کرتا ہے مگر اوسکو دوست نہیں رکھتا جیسے دوا ئے تلخ کہ اوسکو پی لیتا ہے مگر دوست نہیں رکھتا ابن مسعود نے کہا بڑا گناہ نزدیک اللہ کے یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان سے کہے اللہ سے ڈر وہ کہے تم ڈرو مجھکو کیا کہتے ہو ایک شخص نے ہارون [illegible] سے کہا تھا اتق اللہ ڈر اللہ سے اوسنے اپنا گال زمین پر براہ خاکساری رکھدیا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اے ایمان والو داخل ہو مسلمانی میں پورے اور مت چلو قدموں پر شیطان کے وہ تمہارا صریح دشمن ہے پھر اگر ڈگنے لگو بعد اوسکے کہ پہونچے تم کو صاف حکم تو جان رکھو کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا فائدہ اس آیت میں اللہ پاک نے مومنین کو یہ حکم دیا ہے کہ تم پورے اسلام ساری شریعت پر چلو جہانتک ہو سکے سارے [illegible] ابن عباس و مجاہد و طاؤس و ضحاک و عکرمہ و قتادہ و سدی و ابن زید نے کہا ہے کہ مراد سلم سے اسلام ہے [illegible] ابو العالیہ و ربیع نے کہا مراد طاعت ہے قتادہ نے کہا مراد موادعت ہے عکرمہ نے خیال کیا ہے کہ یہ آیت [illegible] چند اہل یہود کے اوتری ہے وہ مسلمان ہو گئے تھے جیسے عبداللہ بن سلام اسد بن عبید ثعلبہ [illegible] نے حضرت سے اجازت چاہی کہ سبت کو مانیں اور رات کو توریت پڑھا کریں اللہ نے کہا بلکہ شعار اسلام کو پکڑو سوا اسکے کسی چیز [illegible] ابن عباس نے کہا مراد وسے اہل کتاب ہیں یہ لوگ [illegible] ایمان لائے تھے موسیٰ اور توریت [illegible] پر ثابت تھے انکو حکم ہوا کہ دین اسلام کو پکڑو کوئی شے اسلام کی نہ چھوڑو توریت پر فقط ایمان لا رکھنا کافی ہے شیطان کی چال پر مت چلو وہ تو برائی کا حکم کرے گا اور بے حیائی ہی کا کام بتاویگا اوسکا گروہ تمکو دوزخی بنانا چاہتا ہے [illegible] طرف [illegible] کہا ہے [illegible] خدا کے سوا دین اللہ کے سوا دین کے لیے سب شیطان ہی آیت میں وعید شدید ہے واسطے اون لوگوں کے جنکے دل میں شک نفاق ہے یا دین میں کوئی شبہ رکھتے ہیں هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ع کیا لوگ یہی انتظار رکھتے ہیں کہ آوے اونپر اللہ ابر کے سائبانوں میں اور فرشتے اور فیصل ہووے کام اور اللہ ہی کی طرف رجوع ہیں سب کام یعنی تم اور قرآن پر یقین نہیں لاتے تو اسکے منتظر ہیں کہ خدا آپ آوے اور ہر کسی کو اوسکے عمل کے موافق جزا دیوے اس آیت شریف میں اللہ نے منکرین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دھمکایا ہے کہ کیا یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ قیامت ہو اور اللہ سب اگلے پچھلوں کا فیصلہ کرے ہر عمل خیر و شر کی سزا جزا دے جسطرح دوسری آیت میں فرمایا ہے -

۲۵ ع ۹

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ابن جریر نے اس جگہہ حدیث صور کی بطولہ ابوہریرہ سے نقل کی ہے یہ حدیث مرفوع مشہور ہے جسے بہت سے اصحاب مسانید وغیرہم نے روایت کیا ہے اس مین یہ مضمون ہے کہ لوگ جب موقف مین کہڑے کہڑے تنگ ہوجاوینگے تو انبیا کو خدا کی جناب مین سفارش کے لیے لانا چاہینگے آدم سے لیکر عیسیٰ تک ایک ایک سے طالب سفارش ہونگے ہر ایک نبی پہلوتہی کریگا یہانتک کہ نوبت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچیگی آپ فرماوینگے ہان ہان مین شفاعت کرونگا پہر جاکر عرش کے نیچے سجدہ کرینگے اللہ سے عرض کرینگے کہ فصل قضا کے لیے آنا چاہیے اللہ پاک اس سفارش کو منظور فرماکر ابر کے سایہ بادلون مین آئیگا یہ آنا بعد ہبوط جانب آسمان دنیا کے ہوگا پہر پہلے آسمان دنیا کے فرشتے پہر دوسرے تیسرے ساتوین آسمان تک کے فرشتے نازل ہونگے عرش اوترے گا کرسی اوترینگے فرشتے تسبیح کرتے ہوئے یون کہینگے سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ سُبْحَانَ ذِي السُّلْطَانِ وَالْعَظَمَةِ سُبْحَانَهٗ سُبْحَانَهٗ اَبَدًا اَبَدًا ابن مردویہ نے اسجگہ کچہ ایسی احادیث لکہی ہین جنمین غرابت ہے انا منجملہ ایک حدیث ابن مسعود سے مرفوعًا کہ جمع کریگا اللہ اولین آخرین کو میقات یوم معلوم مین وہ سب کہڑے ہونگے آنکہین پہاڑے ہوئے آسمان کو دیکہتے ہونگے فصل قضا کے منتظر ہونگے کہ اتنے مین اللہ سایہ ابر مین عرش سے کرسی پر اوترے گا ابن عمرو نے کہا جب اللہ اوتریگا تو درمیان خالق ومخلوق کے ستر ہزار پردے ہونگے بعضے نور کے بعضے ظلمت کے بعضے پانی کے اوس تاریکی مین پانی کی آواز دل ہلا دینگے رواہ ابن ابی حاتم زہیر بن محمد نے کہا اس سایبان ابر مین یاقوت وجواہر وزبرجد جڑے ہونگے مجاہد نے کہا وہ ابر کچہ دنیا کا سا ابر نہ ہوگا اوس طرح کا ابر کبہی نہین ہوا مگر بنی اسرائیل پر جبکہ وہ تیہ مین سرگردان تہے ابو العالیہ نے کہا فرشتے سایبان ابر مین آوینگے اللہ جس شئے مین چاہے گا آویگا بعض قرآت مین یون آیا ہے اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ اسی طرح کی وہ آیت ہے وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا **ف** یہ آیت شریف منجملہ آیات صفات کے ہے علماء کے اس باب مین دو مذہب ہین ایک ایمان وتسلیم ووجوب اعتقاد مطابق ظاہر مع تنزیہ باریتعالی کے تشبیہ وتمثیل وتحریف وتبدیل وتعطیل سے سلف امت ائمہ ملت اسی طرف گئے ہین کلبی نے کہا اسکی تفسیر نہین کیجاتی ہے ابن عیینہ زہری اوزاعی مالک ابن مبارک لیث امام احمد ابن راہویہ کا یہ قول ہے کہ آیات صفات کو جس طرح پر آئی ہین اوسی طرح بلا کیف وتشبیہ وتاویل وتعطیل پڑہنا جاری کرنا چاہیے سارے علماء اہلسنت اسی کے معتقد ہین دوسرا مذہب یہ ہے کہ مناسب ہر مقام کے ایسی تاویل کرنا چاہیے جس سے تنزیہ باریتعالی ثابت ہو جمہور علماء متکلمین واصحاب نظر کا یہی مسلک ہے مثلاً آیت باب مین کہتے ہین کہ مراد اللہ کے آنے سے آنا آیات یا امر اللہ یا عذاب اللہ کا مراد ہے سو یہہ

کاہے کی راہ دیکہتے ہین لوگ مگر یہی کہ آوین اونپر فرشتے یا آوے رب تیرا یا آوے کوئی نشانی رب تیرے کی ۱۲

اور جسدن پہٹ جاوے آسمان بدلی سے اور اتارے جاوین فرشتے اوتار لگا کر ۱۲

مذہب خلاف سلف ائمہ ملت ہی اسکی توضیح رسالہ انتقاد صحیح رسالہ فتح الباس مین کی گئی ہے جب لیس کمثلہ شیٔ اعتقاد صحیح ٹہیرا تو اس لازم آتا کسی تشبیہ تمثیل کا ظاہر عبارت مین کچہ نقصان نہین کر سکتا ہے یہ کلمہ احتمالی واسطے معالجہ تشبیہ تمثیل کے کافی و وافی شافی ہے نفی مین یہ کلمہ اثبات مین اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى بس ہے

سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَۃٍۭ بَیِّنَۃٍ ؕ وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْہُ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ تو پوچھ بنی اسرائیل سے کتنی دین ہمنے اونکو آیتیں صاف اور جو کوئی بدل ڈالے اللہ کی نعمت بعد اسکے کہ پہونچ چکی اوسکو تو اللہ کی مار سخت ہے رجہایا ہے منکروں کو دنیا کی زندگی پر اور ہنستے ہیں ایمان والون پر اور جو پرہیزگار ہیں اوپر ہونگے قیامت کے دن اور اللہ روزی دیوے جسکو چاہے بے شمار **ف** اس آیت پاک مین یہ خبر دی ہے کہ بنی اسرائیل نے موسی علیہ السلام کے ہمراہ بہت سی نشانیاں دیکھی تہین جو قطعی حجت تہین اونکے صدق پر جیسے ید بیضا عصا فلق بحر ضرب حجر سایہ ابر نزول من و سلوی وغیرہا انکا دیکہنا دلیل واضح ہے وجود فاعل مختار پر لیکن باوجود اس مشاہدہ کے اکثر لوگ اون مین سے پھر گئے ایمان کو کفر سے بدل ڈالا اس بدل لینے کا عقاب شدید ہوگا جس طرح اللہ نے کفار قریش کے حال سے آگاہ فرمایا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَھُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَھَنَّمَ یَصْلَوْنَھَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ مراد نعمت سے اس جگہہ ایمان ہے سچے ایمان سے بڑہکر کوئی نعمت نہین ہوتی ہے ۔

ع ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ

پہیر یہ فرمایا کہ ہمنے دنیا کو کافرون کی نظر میں ایک بہار کی چیز کر دیا ہے وہ یہان کی زندگی پر راضی و خاطر جمع ہو کر مال جمع کرتے ہین مصارف مرضی الٰہی مین جہان اوسکا اوٹہانا چاہیے صرف نہین کرتے بلکہ بے مال ایماندار لوگون سے ہنسی ٹہٹہا دل لگی کرتے ہین انکو دیکہکر سخرہ اڑاتے ہیں یہ نہین جانتے کہ اگرچہ آج تم بڑے ہو وہ چہوٹے ہین لیکن کل قیامت کو وہ بالا تم زیر ہوگے وہ مقام سعد حظ وافر کو پہونچینگے حشر بستر سیرابی مین درجات عالی پر ہونگے اعلی علیین مین جگہہ پاوینگے تم درکات اسفل سافلین مین ہوگے فانی اگرچہ سونا ہے ٹوٹی ٹہیکرا ہے باقی اگر ایک سفال خاکی ہے تو جواہر سے بہتر ہے اسلیے اللہ نے فرمایا کہ ہم جسکو چاہتے ہین بے گنتی رزق دیتے ہین یعنی کافرونکو دنیا مین مومنون کو آخرت مین یا مسلمانون کو دونون جگہہ حدیث شریف مین آیا ہے ای ابن آدم تو خرچ کر تجہسے خرچ کیا جاویگا یعنی جتنا تو راہ خدا مرضی خدا مین صرف کریگا اوتنا ہی تجہکو اللہ تعالے زیادہ دیویگا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو اوٹہا صاحب عرش سے کمی کا ڈر مکر قال تعالی وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ حدیث مین آیا ہے ہر دن صبحکو دو فرشتے آسمان سے اوترتے ہین ایک کہتا ہے ای اللہ خرچ کرنیوالے کو بدل دے دوسرا کہتا ہے روکنے والے کو تلف کر صحیح مین ہے ابن آدم کہتا ہے میرا مال

ل [illegible]

ع [illegible]

قصہ کو چہوڑ کے [illegible]

[illegible] اللہ کے احسان

کا ناشکری اور [illegible]

[illegible]

[illegible] ہین

ع [illegible]

[illegible] ۱۲

میرا مال سارا مال اونہا ہی ہے جو تونے کہا کر فنا کردیا یا پہنکر پرانا کیا یا جو صدقہ دیا وہ جاری ہوا اسکے سوا جو کچھ ہے وہ
جانیوالا ہی لوگوں کے لیے چھوڑ جاتا ہے مسند امام احمد میں مرفوعاً آیا ہے دنیا اُسکا گھر ہے جس کے لیے کوئی گھر نہین اُسکا
مال ہے جسکے لیے کوئی مال نہین **ف** مامور سوال اس آیت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہین یا ہر فرد اہل سوال ہے
یہ سوال بطور توبیخ تقریع کے ہے مسئول یہود مدینہ ہیں آیت سے مراد معجزات موسوی ہین یا براہین صدق محمد صلے
اللہ علیہ وسلم نعمت سے مراد یا تو آیات موسوی ہیں یا اسلام ایمان ظاہر یہ ہے کہ لفظ نعمت شامل ہے ہر انعام آلہی کو
جو اپنے بندے پر کیا ہے کوئی ہو کہین ہو کچھ ہو جسنے بدلے اوسکو بدلا الا شکر ادا نہ کیا تو یہ کفر ہوا اعتبار عموم
لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا زینت دینے والا زندگی دنیا کا یا تو شیطان ہے کہ بات وسوسے ڈالکر جھوٹی امید دل
مین کہتا ہے یا اللہ پاک ہے جس نے یہ ساری اشیاء عجیبہ بنائے ہین انپر قدرت بخشی ہے کیونکہ ہر شے کا خالق وہی ہے
کفار سے مراد روسائے قریش ہین یا ہر کافر اس زینت کی تخصیص ساتھ کفار کے اسلیے کی ہے کہ اگرچہ حیات دنیا کافر و
مسلم دونون کی نظر میں رونق دار پیاری ہے مگر فتنے میں دنیا کے خاص کفار ہی زیادہ گرفتار ہوتے ہین انکو آخرت سے
کچھ سروکار نہیں ہے مسلمان لوٹ پھیر کر آخرت ہی پر گرتا ہے اس کھیل تماشے فانی زوال نہین جماتا فوقیت سے مراد
ہے کہ مومنین کا درجہ جنت مین بلند ہوگا کفار زمین میں ہونگے یا مراد فوق سے مکان ہے کیونکہ جنت آسمان پر ہے دوزخ
زمین کی تہ مین ہے یا مومنین دنیا مین غالب ہین اسلام ظاہر ہوگیا کفر گر گیا کافر مارے گئے قید ہوئے جزیہ دینے لگے
آیت دلیل ہے اس بات پر کہ یہ فوقیت اُنکو بطفیل تقوی ملی ہے اس میں گویا آمادہ کرنا ہے اس امر پر کہ تم تقوے
اختیار کرو کہین ایسا نہو کہ یہ مردا تم کو جناب قدس سے باز رکھے جابر بن وہب کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کیا نہ بتاؤں میں تم کو جنت والے لوگ ہر ضعیف مستضعف ہے اگر اللہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اوسکو سچا کردے
کیا خبر دون مین تم کو دوزخ والون کی ہر تند خو جو ظالم متکبر ہے رواہ الشیخان اسامہ بن زید کا لفظ مرفوع یہ ہے
کہ کھڑا ہوا مین دروازہ جنت پر اکثر داخل ہونیوالے اوسکے یہی مساکین تھے مالدار لوگ روکے گئے اصحاب نار کو لیے حکم
نار کا ہوا دروازہ دوزخ پر کھڑا ہوا اکثر جانیوالے دوزخ کے یہی عورتین تھین اخرجہ البخاری و مسلم معلوم ہوا کہ وسعت
رزق کثرت مال اس بات کی دلیل نہین ہے کہ اللہ مالدار آدمی سے راضی ہوتا ہے محتاج سے ناخوش رہتا ہو بلکہ یہ مال آزمانے
کو دیا ہے محتاجی رتبہ بڑہانیکو بخشی ہے **بیت** مرا از صدرم می نشانند ٭ الٰہی بر سران کو ستینم ٭ بغیر حساب
کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ایسی جگہہ سے رزق دیتا ہے جہان کا کچھ گمان نہ ہو کما قال تعالی وَیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ
اور روزی دیگا اسکو جس جگہہ سے اوسکو خیال نہو
ابن عباس نے کہا اللہ پر کوئی نگہبان نہین ہے نہ محاسب سعید بن جبیر نے کہا رب کا حساب کے لیے یا دنیا میں رزق دیتا ہے آخرت

میں اوسکا احسان نہیں لیتا یا بغیر استحقاق دیتا ہے خزانے کے حاجب زکا کچھ ڈر نہیں ہے کہ احسان کھینچنے کی حاجت ہو یا حاجتمند کو کم غیر حاجتمند کو زیادہ دیتا ہے واللہ اعلم

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

لوگون کا دین ایک ہے پھر بھیجے اللہ نے نبی خوشی اور ڈر سنانے اور اتاری انکے ساتھ کتاب سچی کہ فیصل کرے لوگون مین جس بات مین کہ وہ جھگڑا کرین کتاب مین جھگڑا نہین ڈالا مگر انہون نے جنکو ملی تہی بعد اوسکے کہ انکو پہونچ چکے صاف حکم آپس کی ضد سے پھر راہ دی اللہ نے ایمان والون کو اوس سچی بات کی جسمین وہ جھگڑ رہے تہے اپنے حکم سے اور اللہ چلاوے جسکو چاہے سیدھی راہ **ف** یعنی اللہ نے کتابین اور نبی متعدد بھیجے لیکن نہ اسلیے کہ ہر فرقے کو جدی جدی راہ فرمائی بلکہ اللہ کے یہان سے سب خلق کو ایک ہی راہ کا حکم ہے جسوقت اس راہ سے کسی طرف بچلے ہین تب ہی اللہ نے نبی بھیجا کہ راہ بتا کتاب بھیجی کہ اوسپر چلے جاوین پھر جب ایک کتاب والے کتاب مین بچلے تب دوسری کتاب کی حاجت ہوئی سب نبی سب کتابین اوسی ایک راہ کو قائم کرنیکو آئے ہین اسکی مثال جیسے تندرستی ایک ہے مرض بہتیرے جب ایک مرض پیدا ہوا ایک دوا اور پرہیز اوسکے موافق بتایا جب دوسرا مرض پیدا ہوا تب دوسری دوا اور پرہیز اوسکے موافق فرمایا اب آخر کی کتاب مین ایسی راہ فرمائی کہ اوس مین ہر مرض سے بچاؤ ہے یہ سب کے بدلے کافی ہوئی **ف** ابن عباس نے کہا نوح و آدم علیہما السلام کے بیچ مین دس قرن گذرے سب کے سب شریعت حق پر تہے پھر اون مین اختلاف پڑا اللہ نے نبی بھیجے اونہون نے خوشخبری سنائی ڈر دلایا ابن مسعود کی یہ قرأت ہے كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا اسکو حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے یہی قرأت ابی بن کعب کی بہی تہی قتادہ نے کہا سارے لوگ ہدایت پر تہے جب مختلف ہوگئے تو اللہ نے پیغمبر بہیجے سب سے پہلے نوح علیہ السلام آئے یہی قول ہے مجاہد و ابن عباس کا دوسرا قول انکا یہ ہے کہ سب کے سب کافر تہے اللہ نے انبیا کو بہیجا لیکن پہلا قول سند و معنی مین صحیح تر ہے اسلیے کہ لوگ ایک ملت آدم پر تہے یہانتک کہ بت پرستی ہونے لگی تب اللہ نے نوح علیہ السلام کو نبی کیا یہ اول رسول ہین جو طرف اہل ارض کے مبعوث ہوئے اسی لیے اللہ نے یہ فرمایا کہ ہمراہ انبیا کو کتابین بہی بہیجین لیکن انہون نے ایک دوسرے پر عداوت کی اوس کتاب کو نہ مانا نہ مانا اللہ نے اہل ایمان کو ہدایت کر دی اوس اختلاف سے بچا دیا ابو ہریرہ مرفوعاً کہتے ہین ہم پچھلے ہین مگر پہلے ہین دن قیامت کو ہم سب سے پہلے جنت مین جاوینگے فقط اتنی بات ہے کہ انکو ہم سے پہلے کتاب دیگئی ہے ہمکو بعد مین ملی ہے اللہ نے ہمکو رستہ سمجھا دیا وہ اختلاف مین پڑ رہے آج وہ دن ہے یعنی جمعہ جسمین اونہون نے اختلاف کیا تہا اللہ نے ہمکو اوسکی راہ دکھا دی لوگ ہمارے پیچھے ہین کل یہود پرسون نصاری ہین رواہ عبد الرزاق معلوم ہوا کہ ترتیب قیامت کو دن کی خلاف

ترتیب سیاکی ہوگی اس مین یہ فائدہ ہی کہ جو لوگ مستحق جنت کی ہین وہ بسبب طول فیصلہ کفار اہل نار کے دیر تک موقف مین رہکر
دخول جنت سے محروم نہ رہین بلا سبب تکلیف عرصات نہ اٹھاوین کیونکہ وہ دن پچاس ہزار برس کا دن ہوگا اگر حساب کتاب
امتون کا پہلی امت سے ترتیب وار رکہا جاتا تو یہ امت اہل ایمان کی بعد ایک مدت دراز کے آتی تو ناحق ایک زمانہ طویل تک گرفتار
اہوال محشر رہتی اسلیئے انکا فیصلہ پہلے ہوگا گو دنیا مین پیچہے آئے تہے وہ نسبت اہل نار کے تہوڑے بہی ہونگے اون سے
پہلے بہگت جانا عین حکمت و مصلحت مقتضائے رحمت و شفقت فحوائے عنایت و کرامت ہے، بلا لحمد یہہ سارے کفار امم
ہین اور انکا حساب کتاب ہے وہ جتنی دیر مین جہنم کو جائین انکے لیے وہی غنیمت کبری ہے زید بن اسلم نے کہا انہون نے
جمعے مین اختلاف کیا تہا یہود نے سنیچر کا دن لیا نصاری نے اتوار کا دن پکڑا اللہ نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دن
جمعے کا بتا دیا جو اسپر بہی رہا تہا سہ قبلے مین مختلف ہو گئے نصاری نے مشرق کو مونہہ کیا یہود نے بیت المقدس کو اس
امت نے کعبے کو پالیا پہر نماز مین اونکا اختلاف ہوا تہا کوئی رکوع نے سجدہ کرتا کوئی سجدہ نے رکوع کوئی نماز مین کلام
کرتا کوئی چلتا پہرتا اللہ نے اس امت کو حق راہ بتا دی پہر روزے مین مختلف ہوگئے کوئی بعض یوم کا روزہ رکہتا کوئی
بعض طعام سے صائم ہوتا جو بات حق تہی وہ اللہ تعالے نے اس امت کو بتائی اسی طرح ابراہیم علیہ السلام مین اختلاف
کیا تہا یہود نے کہا وہ یہودی تہے نصاری نے کہا نصرانی تہے اللہ تعالے نے کہا یہ کچہہ بہی نہ تہے پکے یکسو مسلمان تہے
حق بات اس امت کو سمجہا دی پہر عیسی علیہ السلام مین اختلاف ہوا یہود نے اونکو جہٹلایا انکی ماں پر ایک بڑا بہتان دہرا
نصاری نے انکو اللہ اور اللہ کا بیٹا ٹہیرایا حالانکہ وہ اللہ کی روح اور کلمہ تہے جو امر حق تہا وہ اللہ نے اس امت کو بتا دیا
معلوم ہوا کہ اختلاف دین مین بڑی بری چیز ہے اگلی امتین اسیکی بدولت گمراہ ہوگئیں یہ بلا جس دین مین گہستی ہے اسکو
برباد کرکے اوٹہتی ہے اس امت اسلام مین پہلے ایسا اختلاف نہ تہا سلف تابع کتاب و سنت تہے جب سے دین مین
باتباع اہل کتاب علماے تقلید آئی اختلاف بیشمار پیدا ہوا رائے و قیاس و اجتہاد نے جڑ اسلام کی کاٹ دی سوا گروہ
اہلحدیث و قرآن کے وہ کون صاحب مذہب معین ہے جو گرفتار اختلاف و تفرقہ نہین ہے، اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ لائق حجت کے نہین
ہے اسلیے کہ سند ضعیف ہے اس کے ثبوت مین محققین اہلحدیث کو کلام ہے حدیث صحیح مین جو بات آئی ہے وہ تو یہ ہے کہ مَنْ یَعِشْ مِنْکُمْ
بَعْدِیْ فَسَیَرَیٰ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ تَمَسَّکُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ
اِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ دوسری حدیث صحیح مین یہ خبر بہی دی ہے کہ تم اگلون کی پیروی ذرا
ذرا سی بات مین کروگے سو جو اختلاف اہل کتاب مین تہا وہی اختلاف اب پچہلی امت مین آگہسا انا لله جو گت انکی
ہوئی وہی گت انکی بہی ہوتی نظر آتی ہے ہاں جو شخص بلا لزوم سنت بتمسک حدیث و قرآن ہے محدثات و بدعات سے

بچتا ہے وہ نجات پاسے تو کچہ دور نہین ہے اسلیے کہ فرقۂ ناجیہ کی یہی صفت حدیث مین آئی ہے کہ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ لو بات کیا تہی ہم کہان پہونچے ربیع بن انس نے تفسیر آیت باب مین یون کہا ہے کہ اللہ نے ایمان والون کو حق راہ وقت اختلاف کے بتادی یعنے جسطرح وہ لوگ اختلاف سی پہلے اوسی راہ پر تہے جو اللہ کے رسول لائے مین اخلاص پر جمے تہے کسی کو شریک عبادت خدا نہ کرتے تہے نماز روزہ زکوٰۃ پر قائم تہے اگلی پرانی چال ڈہال پر چلے جاتے تہے اختلاف سی الگ تہلگ تہے اوسی طرح اب یہ امت اوس امر اول پر قائم ہے جو اختلاف سی پہلے تہا اس امت کی لوگ قیامت کو لوگون پر گواہ ہونگے قوم نوح قوم ہود قوم صالح قوم شعیب و آل فرعون پر گواہی دینگے اس بات کی کہ اونکے رسولون نے انکو اللہ کے حکم پہونچا دیے مگر اونہون نے رسولون کو جہٹلایا اونکا کہنا نہ مانا اُبی بن کعب رض کی قرارت یون ہے لِیَکُوْنُوْا شُھَدَاۤءَ عَلَی النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاۤءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ صحیح بخاری مین عائشہ رض سی روایت ہی کہ حضرت جب رات کو نماز کے لیے اوٹہتے یون کہتے اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَاۤئِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَاۤءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ابن کثیر کہتے ہین دعاء ماثور مین آیا ہے اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ وَلَا تَجْعَلْہُ مُتَلَبِّسًا عَلَیْنَا فَنَضِلَّ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا فتح البیان مین لکہا ہی کہ جو فرمایا لوگ ایک دین پر تہے اسکا مطلب ہے کہ اسلام پر تہے پہر مختلف ہو گئے یعنے جبکہ اللہ نے آدمؑ کی ذریت کو آنکی پشت سی نکالا اُبی بن کعب نے کہا جب ذریت کو آدم پر عرض کیا تہا اوسوقت وہ سب فطرت اسلام پر تہے سب نے اقرار عبودیت کا کیا تہا پہر بعد آدمؑ کے مختلف ہوگئے مجاہد نے کہا لوگون سے فقط آدم علیہ السلام مراد ہین انکو ناس اسلیے کہا کہ یہ سارے ناس کی اصل ہین کسینے کہا مراد آدم و حوا ہین کسینے کہا مراد دس قرن ہین جو درمیان آدم و نوح کے گذرے کسینے کہا مراد نوح اور وہ لوگ ہین جو سفینے مین تہے کسینے کہا مراد عرب ہین جو دین ابراہیم علیہ السلام پر تہے عمرو بن لحی نے اوسکو بدل دیا کسینے کہا وفات آدم سے تا زمان نوح سب حق پر تہے مگر پہلا قول اولی ہے ابو السعود نے کہا مناسب نظم کریم یہی وہی قول اول ہے لکن آیت شریف مین کوئی دلیل اس بات پر نہین ہے کہ ایمان پر تہے یا کفر پر یہ بات دلیل خارج پر موقوف ہے کسینے کہا مطلب ہی کہ سب لوگ ایک جنس تہے شرائع سے خالی حقائق سی جاہل اگر اللہ تعالی رسولون کو بہیجکر اپنی منت نہ فرماتا کہتے ہین سب انبیاء جنکو خدا نے بہیجا ایک لاکہ چوبیس ہزار تہے اون مین سی تین سو تیرہ رسول ہوئے منجملہ اونکے قرآن شریف مین اٹہارہ نبیون کا نام لیا ہے کتاب سے مراد یا تو کتاب تورات ہی یا یہ کہ ہر ایک کو ایک کتاب دی تہی ساری کتب جو آسمان سی اوتری

ایکسو چار کتابین ہین بینات سے وہ دلالات صحیحہ مراد ہین جو صحت نبوت خاتم الرسل پر دلیل ہین یا وہ حجج ظاہرہ جو توحید پر دلالت کرتے ہین اللہ نے قرآن پاک بھیجکر اگلے اختلاف کو بیان کر دیا تا امت اسلام کو یہ ہدایت کی کہ اوس ساری کتب کی تصدیق کی بخلاف اگلون کی کہ اُنہون نے بعض کتب کو جھٹلایا اوس سے مراد امر و ارادہ ہے نہ علم

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۤءُ وَالضَّرَّاۤءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ط اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○

کیا تم کو یہ خیال ہے کہ جنت مین چلے جاؤگے اور ابھی تم پر آئے نہین احوال اُنکے جو آگے ہو چکے تم سے پہونچی انکو سختی و تکلیف اور جھڑجھڑائے گئے یہانتک کہ کہنے لگا رسول اور جو اُسکے ساتھ ایمان لائے کب دیگی مدد اللہ کی سن رکھو مدد اللہ کی نزدیک ہے یعنی پہلے ابتلاء و آزمایش و امتحان سے جنت نہین ملتی ہے مراد باسا و ضرا سے امراض اسقام آلام مصائب نوائب ہین ابن مسعود ابن عباس ابو العالیہ مجاہد سعید بن جبیر مرہ ہمدانی حسن قتادہ ضحاک ربیع سدی مقاتل بن حیان نے کہا باسا فقر و محتاجی ہے ضرا دکھہ بیماری ہے پہر ہلائے جاتے تھے اعداء کے سخت امتحان ہوا حدیث صحیح مین خباب بن ارت سے آیا ہے کہ ہمنے کہا اے رسول خدا آپ ہمارے لیے مدد نہین مانگتے اللہ سے دعا نہین کرتے فرمایا جو لوگ تم سے پہلے تھے اونمین کسی کے سر پر آرہ رکھکر سر سے پاؤن تک چیر ڈالتے وہ اسپر بھی اپنے دین سے نہ پھرتا کسیکو لوہے کی کنگہی گوشت و ہڈی کے بیچ مین کرتے وہ اپنا دین نہ چھوڑتا پہر فرمایا علیہ السلام اللہ تعالی اس کام کو پورا کریگا یہانتک کہ سوار صنعا سے حضرموت تک چلا جاویگا کسی سے نہ ڈریگا مگر اللہ سے یا بھیڑیے سے بکری پر لیکن تم ایک جلد باز قوم ہو دوسری جگہہ اللہ نے فرمایا ہے الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْۤا اَنْ يَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ صحابہ پر ایسی عسرت کا ایک معاملہ سخت دن احزاب کے پڑا کما قال تعالی اِذْ جَاۤءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا الآیات ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا تھا کہ تم اوس سے لڑے بھی کہا ہان کہا لڑائی کی تمہاری اور اسکے درمیان کیا صورت تھی کہا کبھی وہ ہمپر غالب کبھی ہم اوسپر غالب ہرقل نے کہا رسول اسی طرح مبتلا ہوتے ہین پہر انجام انہین کے لیے ہوتا ہے اللہ تعالی نے اس آیت مین قرب نصر کا ذکر فرمایا جسطرح کہا فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا جسطرح سختی آتی ہے اوسیطرح مدد بھی اوترتی ہے حدیث ابو رزین مین آیا ہے کہ اللہ بندون کی ناامیدی سے تعجب کرتا ہے کہ پانی برسنا قریب ہے اور تم ناامید ہو پہر ہنستا ہے جانتا ہے کہ کشایش

[illegible]

آنکھیں اور پہونچے دل گلون تک اور اٹکلنے لگے تم اللہ پر کئی کئی اٹکلین وہان جانچے گئے ایماندار اور جھڑجھڑائے گئے زور کا جھڑجھڑانا اور جب کہنے لگے منافق اور جنکے دلون مین روگ ہے جو وعدہ دیا تھا ہمکو اللہ نے اور اسکے رسول نے سب فریب

نزدیک ہے الحدیث زلزلہ کہتے ہیں کسی چیز کے زور سے ہلانیکو یہ تحریک اشخاص و اقوال و نفوس ہوتی ہے قتادہ نے کہا یہ
آیت دن احزاب کے غزوہ خندق میں اتری ہے اوسدن حضرت اور اصحاب کو سخت بلا و حصر نے گھیر لیا تھا کسی نے کہا
غزوہ احد میں نازل ہوئی ہے ابن عباس نے کہا اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ دنیا گھر بلا کا ہے اللہ انکو دنیا میں مبتلا کرتا
ہے یہ بات کچھ نئی نہیں ہے دیکھو اگلے نبیوں اور چیدہ لوگوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو چکا ہے سو جس طرح وہ اپنے
دین پر ثابت قدم رہے تم بھی اے مسلمانوں ثابت رہو اللہ کی مدد کو کچھ زیادہ زمانہ نہیں ہے وہ تو جلد آنیوالی ہے

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ط قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ
السَّبِيلِ ط وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝ تجھسے پوچھتے ہیں کیا چیز خرچ کریں تو کہہ جو چیز خرچ کرو فائدے
کی سو ماں باپ کو اور نزدیک کے ناتے والوں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور راہ کے مسافر کو جو کرو گے بھلائی سو
وہ اللہ کو معلوم ہے لوگوں نے پوچھا تھا کہ مال میں کس مال کا خرچ کرنا بہت ثواب ہے فرمایا مال کوئی ہو لیکن جسقدر نزدیک کا
خرچ ہو ثواب زیادہ ہے مقاتل بن حیان نے کہا یہ آیت نفقہ تطوع یعنے نفل میں اتری ہے سدی نے کہا اس آیت
کو زکوۃ نے منسوخ کر دیا مگر اس میں نظر ہے ابن عباس نے کہا اس میں جگہ صرف کی بتائی ہے حدیث میں آیا ہے دیکر
ماں باپ بہن بھائی کو پھر جو قرابت نزدیک ہو میمون بن مہران نے اس آیت کو پڑھکر کہا کہ یہ ہیں جگہیں خرچ کی اسمیں طبلہ
و مزمار و تصاویر چوبی لباس و دیوار کا ذکر نہیں فرمایا ہے معلوم ہوا کہ جو مال بنیاد مکان و انداز ساخت میں یا
آرائش منزل میں یا آلات لہو و لعب میں صرف ہوتا ہے وہ نفقہ باطل ہے اللہ کو سب حال ان خرچوں کا معلوم ہے بندہ
جو نیکی کرے گا اللہ اوسکو پورا بدلا اوسکا دیگا ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا یہ سوال خرچ کرنے کا اہل ایمان نے کیا تھا نفقے
کی قدر و جنس کو پوچھا تھا اوسپر جواب ملا کہ مواضع نفقہ یہ ہیں جو تم کو بتائے جاتے ہیں حسن نے کہا یہ آیت محکم ہے
ابن زید نے کہا نفقہ نفل میں آئی ہے ظاہر آیت یہی اسیکو مقتضی ہے جس کسیکو اللہ کا لطف حاصل کرنا ہو وہ ان وجوہ
مذکورہ میں صرف کرے اول فاول کو مقدم رکھے اس آیت میں ذکر سائلین و رقاب کا نہیں کیا جس طرح دوسری آیت میں
کیا تھا تو اوسپر اکتفا فرمایا یا عموم آیت پر کیونکہ ظاہر لفظ خیر کو شامل ہے کسی مصرف میں کیوں نہ ہو كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ

وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ ج وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ج وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ ط وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ
لَا تَعْلَمُونَ ۝ ع حکم ہوا تمپر لڑائی کا اور وہ بری لگتی ہے تمکو اور شاید تمکو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تم کو اور شاید تم کو خوش ۲۶ ع ۱
لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تم کو اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اس آیت شریفہ میں اللہ تعالی نے مسلمانوں پر جہاد کرنا
فرض کیا فرمایا اعداء کے شر کو حوزہ اسلام سے روکو زہری نے کہا جہاد ہر ایک پر واجب ہے لڑے یا بیٹھا رہے جو گھر میں

بیٹھا ہے اوسپر واجب ہے کہ وقت طلب مدد کے مدد دے وقت استغاثے کی فریاد کو پہونچے جب لکار پر ہو تو نکلے اگر حاجت نہ ہو تو بیٹھا رہے اسی لیے حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص مر گیا اور اُسنے جہاد نہ کیا اور نہ جی مین ارادہ جہاد کا رکھا وہ جاہلیت کیطرح مرا حضرت نے دن فتح مکے کے فرمایا نہین ہے ہجرت بعد فتح کے لکن جہاد و نیت ہے جب تم بلائے جاؤ تو نکلو لڑائی اس لیے بُری لگتی ہے کہ اوس مین مارا جانا زخمی ہونا مشقت سفر کی اٹھانا دشمن کے مقابلے مین بہادری کرنا ہوتا ہے لکن بعد لڑائی کے نصر و ظفر اعدا پر غلبہ ملک و مال پر اولاد و ذریت پر حاصل ہوتا ہے یہ انجام بہتر ہے یہ ارشاد کہ بعض شئے محبوب ہوتی ہے مگر وہ بُری لگتی ہے سب امور کو شامل ہے جنکو آدمی دوست رکہتا ہے اور اُن مین کچہ بہلائی بہتری نہین ہوتی جیسے لڑائی سے راہ خدا مین بیٹھ رہنا کہ دل کو محبوب ہے مگر انجام کو ذلت و خواری ہے لڑنا اگرچہ دل کو برا لگتا ہے مگر انجام مین اعدا و بلاد پر استیلا ہو جاتا ہے اسلام مین جب تک جہاد قائم رہا مسلمان عزیز رہے جب سے جہاد بند ہو گیا ہر طرح کی ذلت نے آگھیرا اللہ ہر شے کے انجام کو جانتا ہے تم کیا جانو **ف** جہاد کا فرض کرنا ایک طرح کا امتحان ہے مراد اس جگہہ لڑائی کرنا ہے کفار سے جہاد اسلیے مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مین اخراج مال مفارقت اہل و عیال ہے حدیث ابی ہریرہ مین مرفوعًا آیا کہ واجب ہے تمپر جہاد ہمراہ ہر امیر کے نیک ہو یا بد اخرجہ ابو داؤد کسینے کہا جہاد نفل ہے آیت سے مراد اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہین نہ اور کوئی ثوری و اوزاعی اسی کے قائل ہین مگر قول اول اولے ہے جمہور یہ کہتے ہین کہ فرض کفایہ ہے جب بعض لوگ لڑنیکو کہڑے ہو جاوین تو باقی لوگون سے ساقط ہو جاتا ہے بعض کا یہ قول ہے کہ نہین بلکہ فرض عین ہے جسوقت کہ دشمن ہماری ملک مین گہس آوین فرض کفایہ اسوقت ہے کہ وہ اپنے ملک مین ہون یہ آیت محکم ہے اسنے حکم عفو کو مشرکین سے منسوخ کر دیا کسینے کہا بلکہ یہ منسوخ ہے اسلیے کہ اس مین سب پر جہاد کو فرض کر دیا ناسخ اسکا یہ قول ہے وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً (اور ایسے تو نہین مسلمان کہ سارے کوچ مین نکلین) بعض نے کہا ایکطرح پر ناسخ دوسری طرح پر منسوخ ہے ناسخ اسطرح ہے کہ جہاد مشرکون پر بعد منع کے واجب کیا گیا منسوخ اس طرح پر کہ جہاد سب پر واجب ہے فضل جہاد مین بہت حدیثین آئی ہین صحاح ستہ وغیرہ کتب سنت مین موجود ہین کتاب العبرہ جامع اکثر احادیث و احکام ہے

يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ط وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ق وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ج وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

تجہسے پوچھتے ہین مہینے حرام کو اوس مین لڑائی کرنیکو تو کہہ لڑائی اسمین بڑا گناہ ہے اور روکنا

اللہ کی راہ سے اور نہ ماننا اوسکو اور روکنا مسجد حرام سے اور نکالنا اوسکے لوگون کو وہان سے اوس سے زیادہ گناہ ہے اور دین سے بچلانا مارنے سے زیادہ ہے وہ تو لگے ہی رہتے ہین تمسے لڑنیکو یہانتک کہ تمکو پہیر دین تمہارے دین سے اگر مقدور پاوین اور جو کوئی پہر جاویگا تم مین اپنے دین سے پہر مر جاویگا کافر ہی پر تو ایسون کے ضائع ہوئے عمل دنیا و آخرت مین وہ آگ والے ہین وہ اوس مین رہ پڑے جو لوگ ایمان لائے اور جنہون نے ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ مین وہ امیدوار ہین اللہ کی مہر کے اللہ بخشنے والا مہربان ہے **ف** حضرت نے ایک فوج بہیجی تہی جہاد پر اوہون نے کافرون کو مارا لوٹا مسلمانون کو خیال رہا کہ وہ دن جمادی الآخر کا تہا اور وہ غرہ رجب تہا کافرون نے اس بات پر بہت طعن کی مسلمانون کو شبہ پڑا اوس پر یہ آیت اوتری یعنی ان مہینون مین ناحق کی لڑائی بڑا گناہ ہے جن کافرون نے مسلمانون سے ان مہینون مین قصور نہ کیا اون سے لڑنا منع ہے جندب بن عبداللہ کہتے ہین کہ حضرت نے ایک جماعت کو بہیجا اوپر ابو عبیدہ بن جراح جماعہ دار تہے جب چلنے لگے تو فراق حضرت سے رونے حضرت نے اونکو روکدیا اونکی جگہہ عبداللہ بن جحش کو بہیجا اور اونکو ایک خط لکہکر دیدیا اور یہ کہدیا کہ جب تک فلان فلان جگہہ نہ پہونچو اس خط کو نہ پڑہنا اور فرمادیا کہ زبردستی کسی کو اپنے ساتھ نہ لیجانا جب گئے تو پڑہی انا للہ کہا لوگون کو خبر دی دو آدمی پہر گئے باقی رہ گئے ابن الحضرمی سے لڑے اوسکو قتل کیا اونکو معلوم نہوا کہ آج رجب ہے یا جمادی مشرکون نے مسلمانون سے کہا کہ تم نے شہر حرام مین قتل کیا اوس پر اللہ نے یہ آیت بہیجی اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے سدی نے ابن عباس ابن مسعود سے اسی طرح نقل کیا ہے اوس لشکر مین سات شخص تہے خط مین یہ لکہا تہا کہ تم جا کر بطن نخلہ مین اوترو او ہون نے اپنے ہمراہیون سے کہا جسکو مرنا ہو چلے وصیت کرے مین وصیت کرتا ہون اور جب تا ہون بطن نخلہ کو گئے وہان لڑائی ہوئی عمرو کو مارا وہ طائف سے آتا تہا وہ آخرت جمادی اول شب رجب تہی اونکو دہوکہ ہوا جب مشرکین نے طعن کی کہ تم نے شہر حرام مین ہمارے آدمی کو مار ڈالا تو اللہ نے فرمایا اے مشرکو جو کام تم نے کیا ہے وہ اس قتل سے بہی بڑہکر ہے تم نے اللہ سے کفر کیا رسول اللہ سے لوگون کو روکا مسجد الحرام سے لوگون کو نکالدیا یہ قصہ کئی طرح اسی طرح پر آیا ہے بیہقی نے حال اس معرکے کا کتاب دلائل نبوت مین مفصل لکہا ہے جب عبداللہ بن جحش کو طرف سے اس تعرض کے اطمینان حاصل ہوا اوہون نے حضرت سے کہا ہمکو یہ طمع ہے کہ ہم کسی غزوہ مین اجر مجاہدین کا پاوین اللہ نے فرمایا جسکو یہ آیت ہے اللہ اونکے لیے غفور رحیم ہے **ف** مراد شہر حرام سے جس سے کفار ان مہینون مین خونریزی نہ کرتے دشمن حملہ لاتے چار ماہ ہین ذوالقعدہ ذی الحجہ محرم رجب تین تو لگاتار ہین جو بیان حدیث آگیا ہے یہ آیت محکم ہے ان مہینون مین لڑنا جائز نہین مگر بطریق دفعہ کے بعض نے کہا منسوخ ہے بقولہ اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً جمہور اسکے قائل ہین مراد اہل مسجد حرام سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب ہین

کافروں نے انکو ستایا کہ آخر مکہ چھوڑنا پڑا سفیان ثوری نے کہا یہ آیت منسوخ ہے شہر حرام میں قتال کرنا لا بأس ہے اور
عطا نے کہا آیت برأت اسکی ناسخ ہے **ف** اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ جو ردت محبط اعمال ہے وہ جب ہے
کہ کفر پر مرجاوے اور اگر بعد ردت کے پھر مسلمان ہو گیا ہے تو اوسپر حکم ارتداد کا نہیں ہے شافعی کا یہی قول ہے کہ ردت
سے عمل حبط نہیں ہوتے جبتک آدمی ردت پر نہ مرے ابو حنیفہ کہتے ہیں ردت محبط عمل ہے گو مسلمان ہو جاوے حبط کے
یہ معنی ہیں کہ وہ کام بگڑ گیا اکارت گیا ضائع ہوا جن آیتوں میں مطلقاً حبط عمل کا ذکر مجرد ردت پر آیا ہے وہ آیتیں
اس آیت مقید پر محمول ہیں علم اصول کا قاعدہ ہے کہ مطلق کو مقید پر حمل کرتے ہیں ہجرت کہتے ہیں ایک جگہہ سے دوسری
جگہہ جا کر رہنے کو مراد اس جگہہ ہجرت سے یہ ہے کہ دار کفر سے نکل کر دار اسلام میں جا بسے امید رحمت کا ذکر اسلیے کیا کہ
کسی کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ وہ جنت میں جاویگا اگرچہ بڑا مطیع کیوں نہو ابن عطیہ نے کہا رجا کے ساتھہ خوف ہوتا ہے
جس طرح ہر خوف کے ساتھہ رجا ہوتی ہے یعنی ایمان درمیان خوف و رجا کے ہے اسی لیے یہ آیا ہے کہ ناامیدی کفر ہے
جس طرح کہ امن کفر ہے قتادہ نے کہا اللہ نے اس آیت میں اصحاب حضرت پر ثنائے حسن کی وہ لوگ بہترین امت ہیں انکو
اہل رجا بنایا راجی طالب ہوتا ہے خائف ہارب ہوتا ہے يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ط قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ
وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ط وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط قُلِ الْعَفْوَ ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ط قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ط
وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ
تجھسے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا تو کہہ ان میں گناہ بڑا ہے اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو مگر انکا گناہ فائدہ سے
بڑا ہے پوچھتے ہیں تجھسے کیا خرچ کریں تو کہہ جو افزود ہو اسیطرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے حکم شاید تم دھیان کرو
دنیا میں بھی آخرت میں بھی پوچھتے ہیں تجھسے یتیموں کا حکم تو کہہ سنوارنا اونکا بہتر ہے اگر خرچ ملا رکھو انکا تو تمہارے بھائی
ہیں اللہ کو معلوم ہے خرابی کرنیوالا اور سنوارنیوالا اگر چاہتا اللہ تم پر مشکل ڈالتا اللہ زبردست ہے تدبیر والا **ف** اس
آیت میں سوالوں کا جواب ہے ایک سوال یہ تہا کہ شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے اوسکا جواب ملا کہ اونکی نفع سے انکا گناہ بڑا ہے اس
میں کئی آیتیں اوتری ہیں ہر ایک میں خمر و میسر کی برائی ہے آخر سورہ مائدہ کی آیت اوتری اسمیں صاف حرام ہو گئی جو چیز
نشے والی ہو وہ سب حرام ہے جو تھوڑی پی جاوے اور بہت مال لیا جاوے وہ بھی حرام ہے کسی چیز کی شراب ہو کوئی مسکر ہو کیسا ہی بہتر
ہو جسکا حکم شرع میں نہیں آیا ہے امام احمد نے ابو میسرہ سے نقل کیا ہے کہ جب تحریم خمر اوتری عمر بن خطاب نے کہا اے اللہ خمر میں ہمکو
لیے بیان شافی فرما اسپر یہ آیت اوتری حضرت نے عمر کو بلا کر سنائی عمر نے پھر یہی کہا کہ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا اوسپر سورۃ

سا کی آیت آئی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حضرت کا منادی وقت اقامت نماز کی پکار دیتا کہ کوئی
اے ایمان والو نزدیک نہ ہو نماز کے جب تم کو نشہ ہو
مست نماز کے پاس نہ آوے عمر کو بلا کر یہ آیت پڑھی انہوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا اور یہ آیت سورۂ مائدہ اتری جب
عمر پر پڑھی اور لفظ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ تک پہنچی عمر نے کہا اِنْتَھَیْنَا اِنْتَھَیْنَا یعنی ہم نے یہ حکم مانا ہم باز رہے یہ حدیث کو
ابوداود و ترمذی نسائی ابن ابی حاتم ابن مردویہ نے بھی کئی طریق سے روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح کہا ہے علی بن المدینی نے
اسکی اسناد کو صحیح صالح بتایا ہے ابن ابی حاتم نے بعد لفظ انتہینا کے یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ یہ مال و عقل کو کھو دیتی ہے
یہ بیت زاہد صحبت اگر بیست اس ہوس کہ را دی زد سو عقل بے خبر دارد ✦ مراد آیت مائدہ سے یہ آیت ہے
اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ الآیہ معلوم ہوا
کہ شراب خواری کا ایک حکم ہے عمر بن خطاب نے کہا جو چیز عقل کو بگاڑ کر دے وہی خمر ہے میسر کہتے ہیں قمار کو گناہ ان دونوں کا دین
میں ہے نفع دنیا میں ہے بدن کو نافع ہے کہا ہضم کرتی ہے فضلات کو نکالتی ہے بعض ذہن کو تیز کرتی ہے سرور
خاطر لاتی ہے مگر ع سرور ہے کہ ہم آئے تھے ہو کے چلے بڑی قیمت میں بکتی ہے دام اچھے اٹھتے ہیں لوگ جو کچھ جوئے
میں پیدا کرتے وہ اسی خانہ اہل و عیال پر خرچ کرتے لیکن یہ مصالح مقابلہ انکی مضرت و مفسدہ کا ہیچ کر سکتے ہیں اس لیے
تعلق انکا عقل و دین سے ہے اس آیت میں فقط تمہید تحریم ہے صراحت حرمت نہیں اسی لیے عمر نے بار بار بیان شافی کو مانگا
پھر آیت مائدہ آئی اس میں صراحت تحریم ہو گئی فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ
وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ اسکا بیان پورا سورۂ مائدہ میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگا ابن عمر
شعبی مجاہد قتادہ ربیع ابن زید نے کہا پہلی آیت ہے جو خمر کے مقدمہ میں اتری ہے پھر آیت سورۂ نساء پھر آیت مائدہ آئی
اور سب خمر کھلم کھلا حرام ٹھہر گئی خمر کہتے ہیں شیرۂ انگور کو جسکو جوش مار کر پھین لے آئے اسکے سوا جو چیز عقل کو کھووے وہ حکم میں
خمر کے ہے جمہور کا یہی مذہب ہے ابو حنیفہ و ثوری و ابن ابی لیلیٰ و ابن شبرمہ اور ایک جماعت فقہاء کوفہ کا مذہب ہے کہ سوا
شراب انگوری کے جس چیز کے زیادہ پینے سے نشہ آوے وہ حلال ہے یعنی اس مقدار سے کم پینے پکانے سے جو تہائی گھٹ
جاوے تو وہ نزدیک امام ابو حنیفہ کے حلال ہے اس میں بہت بڑی گفتگو ہے مسک الختام شرح بلوغ المرام میں سارا کلام نقل کیا ہے
شوکانی نے نیل الاوطار میں پورا ادا فرمایا ہے حافظ ابن القیم نے حادی الارواح میں بڑی مذمت شراب لکھی ہے محققین
اطباء بھی اسکی مضرت کو انجام کو قائل ہوئے ہیں قطع نظر اور مفاسد کے کیا کم ہے کہ عقل ماری جاتی ہے جو کم ہوتی ہے
حدیث میں آیا ہے کہ جسے اس جہان میں خمر پی خدا سے ملیگا تو حکم بت پرست میں ہوگا رسالہ بشارۃ الفساق میں احادیث ذم خمر لکھے
گئے ہیں حاصل مقام یہ ہے کہ مقدمہ شراب میں آٹھ چار آیتیں اتاری ہیں ان میں ایک مکی ہے اتری وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ
اور میووں سے کھجور کے اور انگور کے

۹۰ یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے سو ان سے بچتے رہو تا تمہارا بھلا ہو ۹۱ شیطان یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بیر شراب اور جوئے سے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے سو اب تم باز آؤ گے

تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا (کے بناتے ہو اوس سے نشہ) مسلمان اوسکو اول اسلام مین پیتے تھے انکو حلال تھی پھر مدینہ مین بجواب معاذ و عمر بن الخطاب آیت باب اتری کچھ لوگون نے اوسکو ترک کیا اسلیے کہ اوس مین گناہ ہے بعض نے پیا کہ اوس مین فائدہ ہے پھر وہ آیت اوتری لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى بعض لوگون نے پیا اوسکا وقت نماز کے ترک کیا باقی اوقات مین پیتے رہے پھر آیت مائدہ آئی یہ آیت بعد غزوہ احزاب کے چند روز پیچھے آئی لفظ خمر کا مذکر و مونث دونو طرح آیا ہے شاید اسی لیے فاسق مرد و عورت دونو اسکو زہر مار کرتے ہین اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا ایک جماعت سلف نے کہا ہی جس چیز مین کوئی شرط بدی جاوے نرد ہو یا شطرنج یا اور کچھ وہ جوا ہی یہانتک کہ بچون کا جوز کعاب سے کھیلنا تک مگر گھوڑ دوڑ اور قرعہ ڈالنا واسطے جدا کرنے حقوق کے مباح ہے مالک نے کہا جوا دو طرح کا ہوتا ہے ایک لہو جیسے نرد و شطرنج سارے ملاہی دوسرا قمار جسپر لوگ شرط بدین سو ہر وہ چیز جس مین کوئی شرط بدی جاوے وہ میسر ہے باقی تفصیل اسکی انشاء اللہ سورہ مائدہ مین آویگی جوے مین گناہ یہ ہے کہ مال جاتا ہے محتاجی آتی ہے آپس مین دشمنی پیدا ہوتی ہے سینے مین کینہ آتا ہے نفع یہ ہے کہ مفت کا مال بے مشقت و محنت ہاتہہ لگتا ہے بازی جیت لینے سے عجب ہی خوشی دلکو حاصل ہوتی ہے قمار مین گیارہ پانسے ہوتے ہین ہر ایک کا نام الگ الگ ہے **ف**

دوسرا سوال یہ تہا کہ مال کسقدر خرچ کرین حکم ہوا کہ جو تمہاری حاجت سے زیادہ ہو وہ خرچ کرو جب فرو ہو تو اٹہاو جیسا آخرت کا فکر ضرور ہے دنیا کا فکر بہی ضرور ہے سارا مال اٹہا ڈالو تو دنیا کی حاجت مین عاجز رہو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہی کہ معاذ بن جبل و ثعلبہ نے حضرت سے کہا ہمارے پاس لونڈی غلام ہمارے مال سے ہین اوسپر یہ آیت اتری ابن عباس نے کہا عفو سے مراد مال سے زائد و فاضل ہے یہی قول ہے ایک جماعت تابعین کا سب نے یہی کہا ہے کہ عفو بمعنی فضل ہے طاوس نے کہا عفو تہوڑی چیز کو کہتے ہین ربیع نے کہا افضل و اطیب مال کو کہتے ہین سب کا مرجع یہی ہے کہ مراد زیادہ از حاجت ہی حسن نے کہا عفو سے یہ مراد ہے کہ تہوڑا مال خرچ کر کہین ایسا نہو کہ پہر خالی ہاتہہ ہو کر لوگون سے مانگتا پہرے حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے ایک آدمی نے کہا اے رسولخدا میرے پاس ایک دینار ہے فرمایا اپنی جان پر اوٹہا کہا اور بہی ہے کہا گھر والون پر خرچ کر کہا اور ہے کہا اولاد پر صرف کر کہا اور ہے فرمایا اب تو ہی خوب بصیر ہے یعنی جہان مناسب ہو وہان اوٹہا رواہ ابن جریر و مسلم دوسرا لفظ مسلم کا جابر سے یہ ہے کہ آپنے ایک آدمی سے فرمایا تو اپنی جان سے شروع کر پہلے اوسپر تصدق کر پہر اگر کچہ بڑہے تو اہل پر صرف کر اگر اہل سے زیادہ ہو تو قرابت والون کو دے پہر بڑہے تو ادہر اودہر اوٹہا دوسرا لفظ ابو ہریرہ سے یون ہے کہ بہتر صدقہ وہ ہے جو آسودگی سے ہو اوپر کا ہاتہہ نیچے کے ہاتہہ سے بہتر ہے پہلے عیال سے شروع کر رواہ مسلم ان حدیثون مین ترتیب نفقات کی بتائی ہے جسکی کے پاس مال ہو اور اللہ اوسکو آسودگی بخشے تو اوسکو چاہیے کہ یہی ترتیب کے موافق خرچ کرے اپنی عقل کے مطابق

ذاتہما و کریہی حدیث میں آیا ہے اے ابن آدم تو اگر زائد مال کو خرچ کرے گا تو وہ تیرے لیے بہتر اگر روکیگا تو تیرے لیے برا ہے
کفاف پر کچھ ملامت نہیں ہے پھر کسی نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت زکوۃ سے ابن عباس و عطا خراسانی و سدی
بھی یہی کہتے ہیں بعض نے کہا بلکہ آیت زکوۃ اس آیت کی مبین ہے یہی قول ہے مجاہد وغیرہ کا ابن کثیر نے بھی کو اوجہ بتایا
ہے فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ عفو کہتے ہیں سہل و میسر کو جو دل پر شاق نہ ہو یا وہ جو نفقہ عیال سے فاضل ہو جمہور نے کہا
یہ بیان ہے صدقات تطوع کا بعض نے کہا یہ آیت محکم ہے اسلیے کہ مال میں سوائے زکوۃ کے بھی حق ہے یہ ارشاد کہ شاید تم
دنیا و آخرت میں کچھ سوچو اسکا مطلب ابن عباس نے یہ کہا ہے کہ دنیا کے زوال و فنا میں آخرت کے اقبال و بقا میں فکر کرو حسن
نے کہا یہ آیت اوسکے لیے ہے جو صاحب غور و فکر ہے اوسکو یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ دنیا دار بلا ہے پھر دار فنا آخرت
دار جزا ہے پھر دار بقا یہی بات قتادہ ابن جریج نے بھی کہی ہے معلوم ہوا کہ آخرت کو دنیا پر فضیلت ہے پس دیکھیے کہ
کو بھلے گھر پر اختیار کرتا ہے **ف** تیسرا سوال یہ تھا کہ یتیموں سے کیا برتاؤ کرنا چاہیے سو یتیموں کے حق میں پہلی
تقید اوترا تھا کہ جو کوئی انکا مال کھاوے وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرے اوس پر جو یتیموں کے رکھنے والے تھے انکا مال اور
خرچ کھانے پینے کا جدا رکھنے لگے کہ ہماری خرچ میں کوئی چیز نہ آجاوے پھر سخت مشکل پڑی کہ ایک چیز یتیم کے لیے طیار
کی اور اسکے کام نہ آئی تو ضائع ہوئی تب حکم اوترا کہ خرچ انکا اور اپنا ملا رکھو تو مضائقہ نہیں کہ ایک وقت اونکی چیز آپ
خرچ کرے تو دوسرے وقت اپنی چیز اونکے کام میں لگاوے لیکن نیت چاہیے سنوارنے کی اللہ نیت دیکھتا ہے یہی شان نزول
اس آیت کا ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اسیطرف ایک جماعت صحابہ و تابعین گئی ہے عائشہ نے کہا میں یتیم کا
مال اپنے مال میں رکھنا پسند نہیں کرتی ہوں اوسکا کھانا پینا میرے کھانے پینے سے مل جاوے یعنی باوجود رخصت احتیاط
بہتر ہے **ع** چہ کار ہو کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ❊ اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ اولیا و اوصیا کو اموال ایتام
میں تصرف کرنا مثلا بیع و مضاربت و اجارہ وغیرہ کے درست ہے ایسا کہا جاتا ہے انکو کھلاوے مگر اونکا کھانا آپ نہ کھاوے
کسیطرح کا دعوی اصلاح مال پر بابت اجرت و عوض کے کرے مخالطت سے مراد ہے کہ کھانے پینے میں میل جول ہے
اس سے معلوم ہوا کہ یہ لفظ ناسخ لفظ ماقبل ہے کسیسے کھانا مراد او برتاؤ ہے کسیسے کھانا مراد رشتہ داری ہے جیسے مصاہرت کرنا
مگر اولی یہ ہے کہ قصر مخالطت کا کسی نوع خاص پر نکرے بلکہ آیت کو شامل ہر مخالطت سمجھے جملہ شرطیہ مذکورہ سے یہی بات سمجھی
جاتی ہے اللہ چاہتا تو تم پر تنگی کرتا حرج و مشقت میں ڈالدیتا مگر پھر تخفیف کی مخالطت کو مباح کر دیا اب تم کو بھی چاہیے
کہ اچھی راہ سے برتاؤ کرو صلاح مال و حال یتیم پر رکھو کما قال تعالی وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ بلکہ ولی
فقیر کے لیے کھانا اوسکے مال کا موافق عرف کے جائز کر دیا ہے اس شرط پر کہ جب آسودگی حاصل ہو تو یہ اسکے بدل کا ضامن

رہو اور اگر سعت میں کہا ہے تو اوسکا بیان سورہ نساء میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ
خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ
اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ٥

نکاح مت لاؤ شرک والی عورتیں جب تک ایمان نہ لاویں البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے کسی شرک والی سے اگرچہ تمکو خوش آوے نکاح نہ کر دو شرک والوں کو جب تک ایمان نہ لاویں البتہ غلام مسلمان بہتر ہے کسی شرک والے سے اگرچہ تم کو اچھا لگے وہ لوگ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے جنت اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے بتاتا ہے اپنے حکم لوگوں کو شاید وہ چوکس ہو جاویں پہلے مسلمان و کافر میں نکاح جاری تھا اس آیت سے حرام ٹھیرا اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا تو انکا نکاح ٹوٹ گیا شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور میں جانے مثلاً کسی کو سمجھے کہ اوسکو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے سو کرتا ہے یا ہمارا بُرا یا بھلا کرنا اوسکے اختیار میں ہے یا اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے یا اوس سے حاجت مانگے اوسکو مختار جانکر باقی یہود و نصاریٰ مجوس کی عورت سے نکاح درست ہے انکو مشرک نہیں فرمایا **ف** ابن کثیر نے کہا یہ تحریم ہے طرف سے اللہ کے مومنوں پر اس بات کی کہ وہ بت پرستوں کی عورتوں سے نکاح کریں پھر اگر اس آیت سے عموم مراد ہے جس میں ہر مشرکہ کتابیہ و غیر کتابیہ داخل ہے تو نساء اہل کتاب اس سے مخصوص ٹھیرینگی بدلیل قولہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ابن عباس نے کہا اہل کتاب کی عورتوں کو اللہ نے اس حکم سے مستثنیٰ فرمایا ہے یہی قول ہے مجاہد عکرمہ مکحول ضحاک حسن ربیع وغیرہم کا مجوس حکم میں اہل کتاب کے ہیں اسلیے مجوسیات بھی مستثنیٰ ٹھیرینگی بعض نے کہا مراد مشرکات بت پرست ہیں اہل کتاب کا بالکل اس جگہ ارادہ نہیں کیا گیا ہے یہ معنی قریب تر ہیں اول ابن جریر نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ منع کیا حضرت صلعم نے ہر قسم کی عورتوں سے مگر جو مومنات مہاجرات ہوں اور حرام کیا ہر دین والی کو سوائے اسلام کے قال تعالیٰ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ طلحہ بن عبید اللہ نے ایک یہودیہ سے اور حذیفہ بن الیمان نے ایک نصرانیہ سے نکاح کیا تھا عمر بن خطاب نے بہت غصہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں پر حملہ کرنا چاہا اونہوں نے کہا آپ غصہ نکریں ہم طلاق دیے دیتے ہیں کہا اگر طلاق دینا انکو حلال ہے تو اونسے نکاح کرنا بھی حلال ہے لیکن میں اونکو چھینے لیتا ہوں تم سے ذلیل کرکے ابن کثیر نے کہا یہ حدیث و اثر دونوں غریب ہیں پھر ابن جریر نے اباحت نکاح کتابیات پر اجماع نقل کرکے یہ کہا ہے کہ عمر نے یہ کام اسلیے کیا کہ لوگ مومنات سے عقد نکریں یا کسی اور مطلب سے یہ بات کی ہوگی شقیق کہتے ہیں حذیفہ نے ایک یہودیہ سے نکاح کیا تھا عمر نے انکو لکھا کہ تم اوسکو چھوڑ دو اونہوں نے جواب لکھا کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ حرام ہے جو میں اسکو نکال دوں کہا میں حرام خیال نہیں کرتا لیکن

ع ٢٧ ١١

م اور [illegible]
[illegible]

لا یکاد [illegible] نکاح
ع اور حکم کی
مسلم ہوا یا ایمان
اوسکی تحقیق [illegible]
موضح ١٢

میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اونکے سبب سے تم مومنات کو معطل نہ کر دو یہ اسناد صحیح ہے نیز عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مسلمان نصرانیہ سے نکاح کر سکتا ہے نصرانی مسلمہ سے نکاح نہیں کر سکتا یہ اسناد پہلی اسناد سے بھی زیادہ صحیح ہے جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عورتیں اہل کتاب کی نکاح میں آسکتی ہیں اہل کتاب ہماری عورتوں سے بیاہ نہیں کر سکتے ابن جریر نے کہا کہ اس حدیث کی سند میں اگرچہ ضعف ہے لیکن اجماع امت کا اسی بات پر ہے ابن عمر بھی نکاح اہل کتاب کو مکروہ جانتے تھے اس آیت کی کہ مشرکات سے نکاح نہ کرو یہانتک کہ وہ ایمان لاویں تاویل کرتے تھے بخاری نے کہا وہ کہتے ہیں اس سے بڑھکر اور کیا شرک ہوگا کہ وہ کہے عیسیٰ میرے رب ہیں امام احمد نے کہا مراد مشرکات سے اس جگہہ مشرکات عرب ہیں جو بت پوجتے تھے سدی نے کہا عبد اللہ بن رواحہ کے پاس ایک کالی لونڈی تھی اونہوں نے غصے میں آکر ایک طمانچہ مارا پھر گھبرا کر پاس حضرت کے آئے حال کہا حضرت نے کہا اسکا کیا حال ہے کہا روزہ رکھتی ہے نماز پڑھتی ہے اچھی طرح وضو کرتی ہے لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ فرمایا وہ تو مومنہ ہے اونہوں نے کہا واللہ میں اسکو آزاد کر کے اس سے نکاح کرونگا جب ایسا کیا تو لوگوں نے طعن کی کہا لونڈی سے نکاح کیا ہے وہ لوگ مشرکوں سے بیاہ کرتے تھے اون کے حق میں اللہ نے یہ آیت اوتاری کہ مومن لونڈی مشرکہ سے بہتر ہے گو تمکو وہ مشرکہ بھاوے ابن عمر مرفوعاً کہتے ہیں تم نکاح نہ کرو عورتوں سے بسبب انکے حسن کے قریب ہے کہ انکا حسن انکو ہلاک کر دے اور نہ نکاح کرو بسبب انکی مالداری کے قریب ہے کہ انکا مال انکو بہکا دے نکاح کرو اونسے دین پر بوچی لونڈی دیندار بہتر ہے رواہ عبد بن حمید اسکی سند میں افریقی ضعیف ہے صحیحین میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ نکاح میں لایا جاتا ہے عورت کو چار سبب سے مال حسب جمال دین سو تو دین والی کو لے تیرے ہاتھ خاک بھرے اسی کے مثل مسلم نے جابر سے روایت کیا ہے مسلم نے ابن عمرو سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ دنیا برتنے کی چیز ہے بہتر متاع دنیا کا عورت صالحہ ہے **ف** یہہ جو فرمایا کہ مشرکوں سے نکاح نہ کر دو بیٹے مومنات کا کما قال تعالیٰ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ مومن اگر غلام حبشی ہو تو رئیس سردار مشرک سے بہتر ہے کیونکہ انکی معاشرت و مخالطت سے محبت دنیا و فتنہ دنیا اور اختیار کرنا دنیا کا آخرت پر ہوگا اسکا انجام بہت برا ہے اللہ جو بلاتا ہے تو جنت و مغفرت کیطرف بلاتا ہے اتباع امر الہی سے یہ مرتبہ ملتا ہے خلاصہ مسئلہ یہ ٹھیرا کہ مسلمان کا نکاح مشرکہ سے اور مومنہ کا نکاح مشرک سے جائز نہیں گو وہ مشرکہ و مشرک عزت دار مالدار سردار کیوں نہ ہوں یہ مومنہ و مومن غریب مفلس ہوں پس مومنات میں عورت دیندار تلاش کر کے نکاح کرے مال جمال حسب پر نہ گر پڑے رسالہ اصلاح ذات البین اس باب میں عمدہ کتاب ہے اس آیت شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفارت نسب کوئی چیز نہیں ہے معتبر یہی کفارت اسلام ہے اسی طرف مالک بھی گئے ہیں یہی قول ارجح ہے اصل شرافت دین کی ہوتی ہے جتنا شریف وہ ہے جو دین اسلام میں زیادہ

نہ وے حلال ان مردونکو وہ مرد حلال ان عورتونکو ۱۲

ربع

قائم ہے گو نسب مین کمینہ ہو ٹرا ردیل وہ ہی جو بد دین ہو گو کسی عالم یا مجتہد کا بیٹا ہی کیوں ہو نسب کہتے ہیں ذات کو حسب کہتے ہیں صفت کو مثلاً قریشی ہاشمی ہونا نسب ہے امیر رئیس ہونا حسب ہے شرع شریف میں مال جمال حسب کا اعتبار نہین کیا ہے فقط دین کو معتبر رکہا ہے ہان اگر ہمراہ دین کے شرف علم و نسب بھی جمع ہو جاوے تو سب سے بہتر ہے ورنہ دین سب پر مقدم ہے حدیث مین آیا ہے کہ اگر تم ایسا نکروگے یعنے دین کو مقدم نہ رکہوگے ذات بہات دیکہوگے تو زمین میں ایک بڑا فتنہ و فساد ہوگا اس حدیث کو اہل سنن نے روایت کیا ہے یہ حدیث صحیح ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کہا ایسا انجام فرمایا تہا ویسا ہی ہوا جب سے اہل اسلام نے رعایت اسلام کی چہوڑ کر برے مایے ادونکے حسب و نسب و قباحت کی ہے سب ہی کو شرفا مین خصال کمینوں کے آگئے علم و فضل جاتا رہا ذلت و خواری نے ہر طرف سے منہ دکہلایا جیسا کیا تہا ویسا پایا انما حسب سب سے بدتر فتنہ مال و جمال کا ہے جمال ایک گہڑی کا سرہ ہوتا ہے مال ہاتہ کا میل ہے ایک رات مین مال کو چور ڈاکو سر لیجاتے ہین ایک دن کی تپ بیماری میں ساری خوبصورتی خاک مین ملجاتی ہے وہ چیز جسکو بقا ہے یہی دین ہے کہ ہر حال مین شریک حال رہتا ہے دنیا مین عزت آخرت مین مغفرت کا باعث ٹہیرتا ہے اسلام و دین کے طفیل مین سیکڑون موالی و نو مسلم امت کے امام ہو گئے تخت کے بادشاہ بن گئے ہزاروں امیر و شریف بسبب ترک دین کے دنیا مین ذلیل جہنم کے فقیر ہو گئے نسب کام آیا نہ حسب يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ○ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ○ پوچہتے ہین تجہسے حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہے سو تم پرے رہو عورتوں سے حیض کے وقت نزدیک نہو اون سے جب تک پاک نہو ویں پہر جب ستہرائی کرلین تو جاؤ اونکے پاس جہاں سے حکم دیا تمکو اللہ نے اللہ کو خوش آتے ہین توبہ کرنیوالے اور خوش آتے ہیں ستہرائی والے عورتین تمہاری کہیتی ہین سو جاؤ اپنی کہیتی میں جہاں سے چاہو اور آگے کی تدبیر کرو اپنے لیے ڈرتے رہو اللہ سے جان رکہو کہ تمکو اوس سے ملنا ہے خوشخبری سنا ایمان والون کو **ف** حیض کہتے ہین خون کو جو عورتوں کی عادت ہے خلاف عادت جو آوے آزار ہے حکم ہوا کہ اوس وقت الگ رہو عورت سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ازار سے آگے نہ چلو پہر جب پاک ہون تو جاوے جہاں سے حکم دیا ہے اللہ نے یعنی دوسری جگہ جو ناپاک ہے اوسکا تو حکم کبہی نہین پہر فرمایا جس طرح سے چاہو جاؤ لیکن کہیتی ہی مین کہیتی وہی ہے جہاں تخم ڈالو تو اوگے آگے کی تدبیر کرو یعنی اس صحبت میں نیت چاہیے اولاد کی تا ثواب ہو **ف** اس لیے کہا یہود مین جب کوئی عورت حیض سے ہوتی تو وہ اوسکی ساتہہ نہ کہاتے نہ ایک گہر مین رہتے صحابہ نے حضرت سے پوچہا اوسپر یہ آیت اوتری فرمایا

سب کام کرو مگر صحبت یعنی جماع نہ کرو الحدیث رواہ احمد و مسلم معلوم ہوا کہ مراد دور رہنے سے ترک صحبت ہے اکثر علما کا یہی مذہب ہے کہ سوائے اوس ستر گاہ کے مباشرت حائض کی جائز ہے ابوداؤد نے بعض ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ارادہ کسی شے کا حائض سے کرتے تو اوسکی فرج پر کوئی کپڑا ڈال دیتے عمارہ کی پھپھی نے عائشہ سے کہا ہم میں کسی کو حیض آتا ہے میاں بی بی میں ایک ہی بچھونا ہوتا ہے کیا کریں کہا حضرت گھر کی مسجد میں آئے میں سو گئی حضرت کو سردی لگی مجھہ سے فرمایا میرے پاس آ میں نے کہا میں حیض سے ہون فرمایا اپنی ران کھولدے میں نے کھولدی حضرت نے اپنا رخسار و سینہ میری ران پر رکھدیا میں اوپر جھک پڑی یہانتک کہ گرم ہو کر سو گئے اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے مسروق نے عائشہ رض سے پوچھا مرد عورت سے کیا کرے جبکہ وہ حائض ہو کہا سب کچھ مگر ستر گاہ سے بچے دوسرا لفظ یہ ہے کہ جماع نہ کرے رواہ ابن جریر تیسرا لفظ یہ ہے کہ جو ازار سے اوپر ہے اوسکا اختیار ہے یہی قول ہے ابن عباس و مجاہد و حسن و عکرمہ کا ابن کثیر نے کہا ہم بستر ہونا ساتھہ کھانا ملنا جلنا حلال ہے عائشہ نے کہا میں حضرت کا سر دھوتی اور حائض ہوتی وہ میری گود میں تکیہ لگاتے میں حیض سے ہوتی وہ قرآن پڑھتے بخاری میں آیا ہے عائشہ کہتی ہیں میں گوشت کی ہڈی نوچتی اور حائض ہوتی پھر حضرت کو دیتی آپ اوسی جگہہ سے اوسکو کھاتے جس جگہہ میں نے اپنا دہن رکھا ہوتا پانی پیکر دیتی اسی جگہہ منہہ رکھکر پیتے جہان سے میں نے پیا تھا ابوداؤد نے کہا عائشہ کہتی ہین میں اور حضرت ایک کپڑے میں ہوتے اور میں حائض ہوتی اگر کچھہ حضرت کو لگ جاتا تو اوس جگہہ کو دہوکر نماز پڑھتے ایک روایت میں عائشہ سے یوں بھی آیا ہے کہ مجھے جب حیض آتا میں چارپائی سے اوتر کر چٹائی پر بیٹھہ جاتی حضرت کے پاس نہ جاتی جبتک کہ پاک نہ ہولیتی اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے یہ حدیث محمول ہے تنزہ و احتیاط پر میمونہ نے کہا حضرت جب کسی بی بی سے ارادہ مباشرت کا کرتے اور وہ حائض ہوتی تو فرماتے ازار پہن لے رواہ البخاری یعنی سوائے ماتحت ازار کے باقی مباشرت کرنا حلال ہے عبداللہ بن سعد انصاری نے حضرت سے پوچھا مرد کو اپنی بی بی سے جبکہ وہ حائض ہو کیا درست ہے فرمایا مافوق ازار رواہ احمد و اہل السنن الا النسائی یہی مضمون مرفوعا حضرت نے معاذ بن جبل میں بھی فرمایا تھا آیا اور کہا کہ بچنا اوس سے افضل ہے رواہ ابوداؤد یہ حدیثیں حجت ہیں اوس شخص کی جو مافوق ازار کو حلال کہتا ہے یہی ایک قول شافعی کا بھی ہے جسکو بہت سے اہل عراق وغیرہم نے ترجیح دی ہے دوسرا قول انکا یہ ہے کہ مافوق ازار حلال ہیں مستند انکا یہ ہے کہ ماتحت ازار حریم فرج ہے اسلیے مباشرت وہ حرام ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صحبت کر بیٹھے اسلیے صحبت کو اس حال میں حرام کیا ہے پھر اگر کسی نے ایسا کیا تو استغفار و توبہ کر ڈالے کفارہ میں دو قول ہیں ایک یہ کہ اہل سنن نے ابن عباس سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ جو شخص پاس حائض کے گیا وہ ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ دے ترمذی کا لفظ یہ ہے کہ اگر خون سرخ ہو تو ایک دینار دے اور اگر زرد

، تو آدھا دینار امام احمد کا لفظ یہ ہے کہ تصدق کرے ایک دینار یا آدھا اگر وقت ادبار خون کے گیا ہے اور وہ ہنوز بند نہیں ہے تو آدھا دینار ہے دوسرا قول جدید شافعی کا یہ ہے کہ استغفار کرے اور کچھ نہیں جمہور بھی اسیطرف گئے ہیں اسلیے کہ مرفوع ہونا اس حدیث کا نزدیک اُنکے صحیح نہیں ہے اسلئے نزدیک اکثر ائمہ حدیث کے موقوف ہونا صحیح ہے یہ قول اللہ پاک کا کہ تم نزدیک اونکے مت جاؤ جب تک کہ وہ پاک ہولیں تفسیر ہے اس قول کی کہ تم حیض میں بچے رہو مطلب نزدیک جانے کا یہ ہے کہ جماع کے پاس مت جاؤ جب تک کہ حیض موجود ہے اس سے یہ سمجھا گیا کہ جب حیض منقطع ہو جاوے تو جانا حلال ہوگا طہر دلیل ہے قرب پر میمونہ وعائشہ سے جو یہ کہا کہ جب ہم میں کسیکو حیض آتا تو وہ ازار پہنکر حضرت کے کپڑے میں گھس جاتی اس سے معلوم ہوا کہ ازار جماع کا ہے ملتے یعنی قبل غسل کے مگر یطهرن میں تشدید ارشاد ہے اس بات کا کہ غسل بعد انقطاع کے اچھا ہوتا ہے ابن حزم نے کہا جماع بعد طہر حیض کے واجب ہے بدلیل فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مگر یہ کوئی دلیل نہیں ہے اسلئے کہ یہ امر ہے بعد حظر کے علماء اصول کا اسمین اختلاف ہے کسی نے کہا کہ مطلق وجوب کے لیے ہے یہ لوگ محتاج ہیں جواب ابن حزم کے بعض نے کہا اباحت کے لیے ہے یہی متقدم کو قرینہ صارفہ کہتے ہیں مگر اس میں نظر ہے ابن کثیر نے کہا جس بات پر دلیل قائم ہوتی ہے وہ یہ بات ہے کہ حکم کو اس حال پر رد کریں جو اس سے پہلے تھا اگر واجب تھا تو واجب ہے کقولہ تعالیٰ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ عہ اور مباح تھا تو مباح ہے کقولہ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا عہ وَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ اس قول پر ادلہ جمع ہو جاتے ہیں اسکو غزالی وغیرہ نے حکایت کیا ہے یہی مختار بعض ائمہ متاخرین بھی ہے اسی کو ابن کثیر نے بھی صحیح کہا ہے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت کا حیض جب منقطع ہو جاوے تو وہ جب تک نہا نہ لیوے یا تیمم نہ کرے اگر نہانا مشکل ہے تب تک وہ حلال نہیں ہوتی مگر ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ جب اکثر مدت حیض یعنے دس دن پورے ہو جاویں تو وہ مجرد انقطاع کے حلال ہو جاتی ہے محتاج غسل نہیں رہتی ابن عباس نے کہا مراد طہر سے طہر خون ہے مراد تطہر سے نہانا ہے یہی قول ہے مجاہد و عکرمہ و حسن و مقاتل بن حیان ولیث بن سعد وغیرہم کا مراد لفظ حیث سے نزدیک ابن عباس و مجاہد کے فرج ہے یعنی فرج سے تجاوز نہ کرے اور طرف دبر کے جاوے جس نے تجاوز کیا اُس نے زیادتی کی اسمین دلیل ہے حرمت وطی فی الدبر پر اسکی تقریر عنقریب آنیوالی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ابو رزین و عکرمہ و ضحاک نے کہا مراد یہ ہے کہ جب حیض سے پاک ہو جاویں تب پاس جاؤ اسلیے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنیوالوں کو چاہتا ہے اگرچہ مکرر عصیان کیا ہو اور ستھرائی والوں کو دوست رکھتا ہے جو گندگی اور گھن کی چیز سے پاک صاف رہتے ہیں یا بیموقع جگہہ میں نہیں جاتے ابن عباس نے کہا مراد حرث سے موضع ولد ہے یہ جو فرمایا کہ جس طرح چاہو جاؤ اُسکا مطلب یہ ہے کہ آگے پیچھے سے جاؤ مگر یہ جانا ایک ہی سوراخ میں ہو جسطرح احادیث میں آیا ہے بخاری میں جابر

ف [illegible]

عہ [illegible]

عہ نکاح و شکار کرو ۱۲

عہ مشرکوں کو [illegible] مار ڈالو [illegible] زمین میں ۱۲

سے آیا ہے یہود کہتے ہیں کہ جماع عورت سے پیچھے کیطرف سے کیا جاتا ہے تو بچہ احول پیدا ہوتا ہے اوس پر یہ آیت اوتری اسکو مسلم و ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے ابن جریج کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے کہا سامنے سے اور پیچھے سے جسکو چاہو جبکہ فرج ہی میں ہو معاویہ قشیری نے پوچھا ہم اپنی عورتوں کس چیز کو لیں کسکو چھوڑیں فرمایا وہ تیری کھیتی ہے جدھر سے چاہے مگر اس کے مونہہ پر نہ مار نہ اوسکو قبیح کہہ اوسکو جدا کر مگر گھر میں الحدیث رواہ احمد و اہل السنن ابن ابی حاتم نے کہا ابن عباس کہتے ہیں کچھ لوگ حمیر کے آئے کہا اے رسول خدا ہم لوگ عورتوں کو چاہتے ہیں آپ کیا فرماتے ہیں تب اوس پر یہ آیت اتری دوسرا لفظ انکا زید بن اسلم کے یہ ہے کہ یہ آیت حق میں انصار کے اوتری ہے اونھوں نے حضرت سے پوچھا تھا فرمایا آؤ پاس اوسکے ہر حال پر جبکہ وہ آنا فرج میں ہو ف ابو جعفر طحاوی نے مشکل الآثار میں ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے دبر میں صحبت کی لوگوں نے اوس پر انکار کیا اللہ نے یہ آیت بھیجی اسکو ابن جریر و ابو یعلے نے روایت کیا ہے ام سلمہ نے کہا جب مہاجرین مدینے میں آئے تو انصار سے نکاح کیا عورتوں کے پاس جانب پشت سے گئے انصار نے انکار کیا حضرت سے پوچھا اوس پر یہ آیت اوتری اَنّٰی شِئْتُمْ صِمَامًا وَّاحِدًا الحدیث بطولہٖ رواہ احمد ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے حفصہ نے کہا ایک عورت آئی اوس نے کہا میرا شوہر میرے پاس پشت و رو کیطرف سے آتا ہے میں اس بات کو مکروہ جانتی ہوں حضرت کو خبر ہوئی فرمایا لَا بَأْسَ اِذَا کَانَ فِیْ صِمَامٍ وَّاحِدٍ یعنی اگر ایک چھید میں آتا ہے تو کچھ ڈر نہیں رواہ ابن کثیر من طریق ابن ابی حنیفہ ابن عباس نے کہا عمر بن خطاب نے آکر کہا اے رسول خدا میں تو ہلاک ہوا فرمایا کیا ہوا کہا رات کو میں نے اپنی بی بی کو پھیر دیا یعنی جانب پشت سے صحبت کی حضرت نے کچھ جواب نہ دیا اللہ نے یہ آیت بھیجی یعنی آگے پیچھے سے آؤ دبر و حیض سے بچو اسکو احمد نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن غریب کہا ہے ابو سعید نے کہا صحبت کی ایک آدمی نے اپنی جورو سے پشت کیطرف سے زمانہ حضرت میں لوگوں نے کہا دیکھو اوس نے یہ کام کیا ہے اوس پر یہ آیت اوتری رواہ ابو یعلی ابن عباس نے کہا اہل کتاب پاس عورتوں کی ایک ہی طرف سے آتے تھے اسمیں عورتوں کا بڑا پردہ رہتا تھا ایک قبیلہ انصار کی اسبات کو اون سے اخذ کیا تھا قریش عورتوں کو بُری طرح لتاڑتا تے تھے آگے پیچھے سامنے سے لذت اوٹھاتے جب مدینے میں آئے ایک انصاریہ سے نکاح کیا اوس سے اسی وضع پر ملے اوس نے انکار کیا کہا ہمارے پاس ایک ہی طرف سے آؤ ورنہ الگ ہو یہ بات حضرت تک پہنچی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اوتاری یعنی جسطرح چاہو آگے پیچھے سامنے سے آؤ مگر بچے کی جگہ میں ابو داؤد متفرد ہیں ساتھ اس حدیث کے اگلی حدیثیں اسکی شاہد صحت ہیں خصوصاً روایت ام سلمہ کی اسی سیاق سے مشابہ ہے اس حدیث کو طبرانی نے بھی ابن عباس سے بطولہ روایت کیا ہے ابن عباس سے مروی ہے

کہ یہ آیت وطی فی الدبر میں آئی ہے یعنی جانب دبر سے نہ یہ کہ دبر مین جو ابن عمر نے اسکی تصریح حدیث نافع میں روایت
نسائی نے کی ہے یہ اسناد صحیح ہے ابن کثیر نے کہا ہے روایت صحیح ابن عمر سے یہی ہے کہ جماع دبر مین مباح و حلال نہین ہے
اگرچہ یہ قول طرف ایک گروہ فقہاے مدینہ وغیرہم کے منسوب ہے اور بعض نے کتاب السر مین اوسکو طرف امام مالک کے نسبت
کیا ہے اکثر لوگ اس روایت کو امام مالک سے صحیح نہین کہتے ہیں احادیث مرویہ بین طرق متعددہ سے زجر اس فعل سے آیا ہے
جابر نے کہا حضرت نے فرمایا تم شرم کرتے ہو اللہ حق بات سے نہین شرماتا یہ بات حلال نہین ہے کہ تم پاس عورتون کے
انکی دبر میں آؤ رواہ حسن بن عرفہ حدیث خزیمہ بن ثابت مین آیا ہے کہ حضرت نے دبر مین آنے سے نہی کی ہے رواہ احمد
اسکو نسائی و ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے مگر اسکی اسناد مین بڑا اختلاف ہے ابن عباس کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ نظر نہین
کرتا اللہ طرف اوس مرد کے جو عورت کی دبر مین آتا ہے رواہ الترمذی والنسائی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اوسکو ابن حبان
و ابن حزم نے بھی روایت کیا ہے لیکن روایت نسائی موقوفا آئی ہے ایک آدمی نے ابن عباس سے کہا عورت کے دبر مین
آنیکا کیا حکم ہے کہا تو مجھ سے کفر کا سوال کرتا ہے رواہ عبد بن حمید ابن کثیر نے کہا یہ اسناد صحیح ہے دوسرا لفظ
یہ ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے کہا مین اپنی جورو کے پاس دبر مین جاتا ہون اسلیے کہ اللہ نے فرمایا ہے أنى شئتم
تو نے گمان کیا یہ کام حلال ہے کہا اے احمق مراد اس سے یہ ہے کہ کھڑے بیٹھے آگے پیچھے سے جاؤ مگر سامنے سے اور
طرف تجاوز نہ کرو رواہ عبد بن حمید حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین مرفوعا آیا ہے جو کوئی عورت کی دبر مین آتا
ہے تو وہ لوطیت صغری ہے رواہ احمد ابو الدرداء نے کہا یہ کام نہین کرتا مگر کافر علی بن طلق کہتے ہین منع کیا
حضرت نے اس بات سے کہ عورتون کی دبر مین صحبت کی جاوے پھر فرمایا کہ اللہ حق بات سے شرم نہین کرتا رواہ احمد ترمذی
نے یہ حدیث حسن کہا ہے بعض نے یہ حدیث مسند علی بن ابی طالب میں لکھدیا ہے جسطرح مسند احمد مین ہے لیکن اصح یہ ہے کہ یہ علی بن طلق ہے ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ جو کوئی
عورت کی دبر مین آتا ہے اللہ اوسکی طرف نہ دیکھیگا رواہ احمد دوسرا لفظ یہ ہے کہ نظر نہین کرتا اللہ طرف اوس مرد کے جو جماع کرتا ہے
عورت کی دبر مین رواہ احمد و ابن ماجہ تیسرا لفظ یہ ہے کہ ملعون ہے وہ شخص جو عورت کی دبر مین آتا ہے رواہ احمد و
ابو داود والنسائی چوتھا لفظ یہ ہے کہ جو کوئی آیا پاس حائض کے یا عورت کی دبر مین یا پاس کاہن کے وہ کافر ہوا اسکا جو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اوترا رواہ احمد و اہل السنن ترمذی نے کہا بخاری نے اس حدیث کو ضعیف بتایا ہے لیکن
بخاری نے یہ بات حق ابن حکیم ترمذی کے کہی ہے حق بن حکیم اثرم کے سوا اس حدیث مین حکیم اثرم ابو تمیمہ سے راوی
ہین نہ حکیم ترمذی پانچوان لفظ یہ ہے کہ شرماؤ اللہ سے جیسا حق شرمانا ہے اور عورتون کی دبر مین نہ آؤ نسائی متفرد ہین ساتھ اس
طریق کے عمرو بن محمد کسائی نے کہا یہ حدیث منکر و باطل ہے زہری اور ابو سلمہ و سعید سے اور اسکی مسند مین ابن ملیکہ

نے اگر اس حدیث کو سعید سے سنا ہے تو بعد اختلاط کے سنا ہوگا ہاں ترمذی نے ابو سلمہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس کام سے منع کرتے تھے لیکن ابوہریرہ سے مرفوعًا یہ حدیث نہیں آئی انتہی ابن کثیر نے کہا یہ بہت اچھا انتقاد کیا ہے لیکن عبد الملک کا مختلط ہونا کسی نے سوائے حمزہ کے ذکر نہیں کیا ہے وہ ثقہ ہے دحیم و ابو حاتم نے اوس میں کلام کیا ہے ابن حبان نے کہا احتجاج کرنا اوسکے ساتھ جائز نہیں ہے یہ حدیث اور بھی دو طریق سے ابو سلمہ سے آئی ہے مگر کوئی صحیح نہیں چھٹا لفظ موقوف یہ ہے کہ آنا مردوں کا عورتوں کی دبر میں کفر ہے رواہ النسائی ساتواں لفظ موقوف یہ ہے کہ جو کوئی آیا پاس مردوں اور عورتوں کے انکی دبر میں وہ کافر ہوا رواہ النسائی عمر بن خطاب نے کہا مت آؤ پاس عورتوں کے انکی دبر میں رواہ النسائی یہ بھی موقوف ہے طلق بن یزید یا یزید بن طلق کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ حق سے نہیں شرماتا تم عورتوں کی دبر میں نہ آؤ رواہ احمد کسی حدیث میں لفظ حشوش کا آیا ہے کسی میں محاش کا کسی میں اعجاز کا کسی میں استاہ کا اکثر میں ادبار کا یہ سب ایک المفہوم ہیں اثرم کا لفظ ابن مسعود سے مرفوعًا یوں ہے کہ محاش عورتوں کے حرام ہیں مگر موقوف کو اصح کہا ہے دوسرا لفظ یہ ہے نہ آؤ اعجاز نسا میں اوسکو ابن عدی نے مرفوعًا روایت کیا ہے مگر اسکی سند میں محمد جزری و شیخ جزری ضعیف ہیں ایک آدمی نے علی مرتضٰے سے یہی مسئلہ پوچھا تھا کہا تو نیچے گرا اللہ تجھکو نیچے گرائے کیا تو نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (کیا کرتے ہو بے حیائی ایسی کہ تم سے پہلے نہیں کی یہ کسی نے جہان میں) رواہ الثوری ابن کثیر نے کہا پہلے قول ابن مسعود ابو الدرداء ابوہریرہ ابن عباس ابن عمرو کا تحریم وطی فی الدبر میں گذر چکا ہے وہی قول بلا شک ابن عمر سے بھی ثابت ہے کہ وہ اس کام کو حرام کہتے تھے دارمی نے سعید بن یسار سے روایت کیا ہے کہ اونہوں نے یہ مسئلہ ابن عمر سے پوچھا تھا اسکو بلفظ تحمیض ذکر کیا تھا کہا بھلا کوئی مسلمان ایسا کام کرتا ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہ اسناد صحیح ہے یہ نص صریح ہے تحریم پر پس جو کچھ بطور احتمال ابن عمر سے خلاف اسکے آیا ہے وہ طرف اس محکم کے مردود ہے معمر بن عیسی نے امام مالک سے روایت کیا ہے کہ یہ کام حرام ہے اسرائیل بن روح نے کہا میں نے امام مالک سے کہا تم اتیان فی الدبر میں کیا کہتے ہو کہا تم لوگ گنوار ہو بھلا کہیں کھیتی بھی سوائے کھیت کے ہوتی ہے فرج سے تجاوز نہ کرو میں نے کہا لوگ کہتے ہیں تم اوسکے قائل ہو دو بار جواب دیا کہ مجھ پر دروغ بندی کرتے ہیں ابن کثیر کہتے ہیں مالک سے یونہی ثابت ہوا ہے یہی قول ہے ابو حنیفہ و شافعی و احمد اور انکے اصحاب کا یقینًا اسی طرف سعید بن مسیب ابو سلمہ عکرمہ طاؤس عطا سعید بن جبیر عروہ بن زبیر مجاہد حسن وغیرہم اور سلف گئے ہیں سب نے سخت انکار اس کار پر کیا ہے کسی نے فاعل پر اطلاق کفر کا کیا ہے یہی مذہب جمہور علما کا ہے جو حکایت بعض فقہاء مدینہ اقتدا مالک سے اس باب میں کیگئی ہے اسمیں نظر ہے عبد الرحمن بن قاسم کہتے ہیں میں نے کسی مقتدی کے

دین کو نہیں پایا کہ وہ اوسکے حلال ہونے میں شک کرے تا ہو بہی سبب ہے ... امری کہا ہے یہ آیت پڑہکر بتا کر اس سے زیادہ اور کیا
بیان ہوگا داد اہ الطحاوی حاکم و دارقطنی و خطیب بغدادی نے امام مالک سے کئی طریق سے روایات مقتضی اباحت نقل کیے ہیں
لیکن انکی اسانید بہت ضعیف و کمزور ہیں ہمارے شیخ حافظ ذہبی نے اس باب میں ایک جزء جمع کیا ہے انہی طحاوی نے ابن عبد الحکم
سے روایت کیا کہ اوس نے شافعی کو سنا کہتے تہے حضرت سے اسکی تحلیل تحریم میں کوئی بات صحت کو نہیں پہونچی قیاس یہ
کہ حلال ہے پہر ربیع نے قسم کہا کر کہا باللہ الذی لا الہ الا ہو کہ ابن عبد الحکم نے شافعی پر جہوٹھ باندہا ہے شافعی نے چہ
کتابوں میں اوسکی تحریم پر نص کی ہے واللہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان حاصل یہ ہے کہ لفظ حرث سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ آپ
واقع نہیں ہوئی ہے مگر فرج میں جو خاص قبل ہے اس لیے کہ پیداوار کی جگہہ وہی ہے عورت کی شرمگاہ اور بن نطفے لڑکے
بچے کو کہیتی سے مشابہت دی ہے انی شئتم کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح چاہو آگے پیچہے سامنے لٹا کر بٹہا کر اوٹہا کر سامنے
پس پشت سے آؤ مگر موضع حرث میں سیبویہ نے کہا ہے انی اس جگہہ معنی کیف ہے سارے خلف و سلف صحابہ و تابعین و ائمہ
دین و مجتہدین شرع متین اسی طرف گئے ہیں کہ دبر میں آنا حرام ہے سارے اصحاب حدیث و مشائخ مالکیہ اس بات کے منکر ہیں کہ
کتاب السر امام مالک کی ہو مالک کا رتبہ اس سے زیادہ بلند ہے کہ وہ ایسی کتاب بنائیں ابن شعبان نے کتاب جماع النسوان میں اس
کو طرف ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین کے نسبت کیا ہے ذکرہ ابن العربی مگر وہ اقوال صحیح نہیں ہیں بات صحابہ و تابعین
سے مرفوعاً و موقوفاً آئی ہے وہ یہی ہے کہ وطی فی الدبر حرام قطعی ہے جن سے جواز اس حرام کا مروی ہے اونہوں نے کوئی
دلیل جواز کی بیان نہیں کی پیر اونکے اقوال پر چلنا کس طرح درست ہو سکتا ہے اگر جواز مذکور کو آیت شریفہ سے سمجہا ہے تو اونکی
سمجہہ میں خطا ہوئی ہے قرآن کی تفسیر ہمارے لیے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و اکابر صحابہ نے کر دی ہے وہ ہمکو کافی ہے دوسرے
زیادہ قرآن کو اونسے کون سمجہیگا جس نے یہ خیال کیا ہے کہ سبب نزول آیت کا یہی تہا کہ کسی شخص نے ایسا کام کیا تہا تو یہی
آیت میں کوئی دلالت اوسکی حلت پر نہیں جس نے یہ زعم کیا کہ آیت میں دلالت ہے حلت پر اوس نے خطا کی آیت تو دلیل ہے
حرمت پر سبب نزول سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ آیت واسطے تحلیل اس حرام کے اوتری ہے کیونکہ نزول آیات کا اسباب پر
کبہی حلت کے لیے ہوتا ہے کبہی واسطے حرمت کے مانا کہ سبب نزول یہی ہو مگر جواب میں تو ذکر حرث کرکے اس سے منع کر دیا
کہ یوں جائز ہو نہ اوس طرح جو تو نے کیا **ف** یہ جو فرمایا کہ آگے کی تدبیر کرو اسکا مطلب یہ ہوا کہ طاعات بجا لاؤ
شبہات سے بچو ترک محرمات کرو اسیلیے یہ فرمایا کہ اللہ سے ڈرو تمکو اوس سے ملنا ہے یعنی وہ تمہارے اعمال کا حساب لیگا پہر
کہا کہ مومنوں کو بشارت سنا دیجیے انکو جو مطیع احکام و تارک نہی ہیں ابن عباس نے کہا مراد اس لفظ سے یہ ہے کہ وقت
جماع کے پہلے بسم اللہ کہہ لے بخاری میں ابن عباس سے مرفوعاً آیا ہے کہ جب کوئی تم میں اپنی بی بی کے پاس جاوے تو

بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا کہے اگر مقدر مین ہوگا تو کبھی اوسکو شیطان نقصان نہ پہونچا سکیگا کسینے کہا مراد تقدیم سے اولاد چاہنا ہے کسینے کہا پارسا عورتون سے نکاح کرنا ہے وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ نہ ٹہیراو اسکو بٹ کہنڈا اپنی قسمین کہانیکا کہ سلوک نہ کرو اور پرہیزگاری اور صلاح درمیان لوگون کے اللہ سنتا جانتا نہین پکڑتا تمکو اللہ ناکاری قسمون پر لیکن پکڑتا ہے اسکام پر جو کرتے ہین دل تمہارے اللہ بخشتا ہے تحمل والا یعنی خدا کی قسم اچہا کام چہوڑنے پر نہ کہاے مثلا ماں باپ سے نہ بولونگا یا اوس فقیر کو نہ دونگا اگر کہا بیٹھے تو قسم توڑے کفارہ دے ناکاری قسم وہ ہے جو منہ سے نکلے مگر دل کو خبر نہین **ف** ابن کثیر نے کہا اللہ فرماتا ہے تم اللہ کی قسمونکو بر وصلہ رحم سے مانع نہ ٹہیراو کقولہ تعالی وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ قسم پر اڑجانا گناہ ہے اس گناہ سے نکلنا کفارے سے ہوتا ہے احادیث صحیحین وغیرہما مین آیا ہے جسنے قسم کہائی پہر دیکہا کہ غیر قسم بہتر ہے تو وہ اوس بہتر کام کو کرے قسم کا کفارہ دیوے دوسری روایت مین فرمایا ہے کہ مین ایسا ہی کرتا ہون عائشہ کا لفظ یہ ہے جسنے قسم کہائی قطع رحم یا کسی معصیت پر اوسکا سچ کرنا یون ہی ہوتا ہے کہ اوس قسم کو توڑ ڈالے اور اوس سوگند سے رجوع کرے رواہ ابن ماجہ ابن عباس نے کہا تم اللہ کو اپنی قسم کا نشانہ نہ بناؤ کہ اچہا کام نہ کروگے یہی قول ہے ایک جماعت کثیرہ صحابہ و تابعین کا جنکے نام ابن کثیر نے لکہے ہین ایسی قسم کا توڑنا اور کفارہ دینا ثابت احادیث صحیحہ مین آیا ہے **ف** لغو قسم وہ ہے جسکا قصد حالف نے نہین کیا بے ساختہ حسب عادت زبان پر جاری ہوگئی مقصود اوس سے نہ کوئی تعقید ہے نہ تاکید صحیحین مین ابو ہریرہ سے مرفوعا آیا ہے جسنے قسم مین لات و عزی کی قسم کہائی اوسکو چاہیے کہ لا الٰہ الا اللہ کہے ابن کثیر کہتے ہین یہ ارشاد ایک قوم تازہ عہد جاہلیت سے فرمایا تہا جنکی زبان کو اس طرحکی قسم کی عادت پڑی تہی اونکے مونہہ سے بغیر قصد یہ الفاظ نکل آتے تہے اسلیے حکم دیا کہ کلمہ اخلاص پڑہو کہ اسکا بدل ہوجاوے وہذہ اللہ نے یہی فرمایا کہ پکڑ دل کی کمائے پر ہے نہ سبقت لسان پر جس طرح دوسری آیت مین ارشاد کیا ہے بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ حدیث عائشہ مین مرفوعا آیا ہے کہ لغو یمین یہ ہے کہ آدمی اپنے گہر مین بات چیت کو اندر کلا واللہ و بلی واللہ کہتا ہے رواہ ابو داؤد یہ حدیث کئی طریق سے آئی ہے مگر ہر طریق مین موقوف ہی پہر عائشہ نے کہا لغو ہنسی دل لگی مین ہوتا ہے جیسے لا واللہ و بلی واللہ اسکا کچھ کفارہ نہین جیسے کفارہ اسکا ہی جسپر دل جم گیا کہ اوسکام کو کرینگے پہر نہ کیا ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہی قول ہے مروزی نے کہا عامہ

اور قسم نہ کہاوین بزرگی
والے تم مین اور کشائش
والے اس پر کہ دیوین ناتے
والون کو اور محتاجون کو
اور وطن چہوڑنے والون
کو اللہ کی راہ مین اور
چاہیے معاف کرین
اور درگذر کرین اور
کیا تم نہین چاہتے کہ
اللہ تم کو معاف کرے

علما کا اسی قول پر اتفاق ہے احادیث بھی اسی پر دلیل ہیں شافعی کا بھی یہی قول ہے دوسرا قول عائشہ کا یہ ہے کہ مراد لغو یمین سے یہ ہے کہ کوئی شخص کسی بات کو سچ سمجھکر قسم کھاوے اور وہ سچ نہ ہو ایک گروہ صحابہ و تابعین کا اس طرف بھی گیا ہے حنفیہ و مالک کا قول بھی یہی ہے حسن بن ابو الحسن سے کہا گذرے حضرت ایک قوم پر وہ تیر لگاتے تھے حضرت کے ہمراہ ایک شخص تھا ایک آدمی نے قوم میں سے کہا واللہ تیر ٹھیک لگایا واللہ خطا کی اوس شخص نے کہا ای رسول اللہ حانث ہوا فرمایا نہیں تیر اندازوں کی قسم لغو ہوتی ہے اس میں نہ کفارہ ہے نہ کچھ سزا رواہ ابن جریر ابن کثیر نے کہا یہ حدیث مرسل حسن ہے ابو الحسن سے ابن ابی حاتم نے عائشہ سے دونوں قول روایت کیے ہیں ابراہیم نے کہا لغو یہ ہے کہ کسی بات پر قسم کھا کر بھول جاوے زید بن اسلم نے کہا لغو یہ ہے کہ یوں کہے کہ اللہ مجھکو اندھا کرے اگر میں وہ کام نہ کروں اللہ مجھکو مفلس کر دے اگر کل میں تیرے پاس نہ آؤں ابن عباس نے کہا لغو یہ ہے کہ غصے میں قسم کھاوے یا حلال کو حرام کرے ایسی قسم میں کفارہ نہیں ہوتا ہے سعید بن جبیر نے بھی اسی طرح کہا ہے بعض نے کہا لغو یہ ہے کہ معصیت پر قسم کھاوے مثلاً کہے شراب پیونگا قطع رحم کرونگا یا یوں کہے کہ وہ یہودی و مشرک ہو اگر ایسا نکرے یا ایک کہے واللہ میں اسی قیمت پر فروخت نکرونگا دوسرا کہے واللہ میں اتنی قیمت پر مول نہ لونگا **ف** اللہ دل کی بات پر پکڑتا ہے اسکا مطلب ابن عباس و مجاہد وغیرہما نے یہ کہا ہے کہ کسی شے پر دیدہ و دانستہ جھوٹ جانکر قسم کھائی مجاہد نے کہا یہ آیت مثل اوس آیت کے ہے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ (لیکن پکڑتا ہے جو قسم کو تم نے گرہ باندھی) یعنی بس مقصود یہ مواخذہ ہی یہ اللہ کا حلم ہے کہ اس نے یمین لغو پر مواخذہ نہ کیا نہ کفارہ مقرر کیا

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

جو لوگ قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں سے انکو فرصت ہے چار مہینے پھر اگر مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر ٹھہرایا طلاق دینا تو اللہ سنتا جانتا ہے یعنی جس نے قسم کھائی کہ اپنی عورت کے پاس نہ جاوے تو چار مہینے میں جاوے قسم کا کفارہ دے نہیں تو طلاق ٹھہرے **ف** ایلا کہتے ہیں قسم کھانیکو اگر چار ماہ سے کم مدت کی قسم کھائی ہے تو مدت پوری ہونیکا انتظار کرے پھر صحبت کرے عورت پر صبر کرنا لازم ہے عورت کو یہ نہیں پہونچتا کہ اس مدت کے اندر رجوع کی درخواست کرے اسطرح صحیحین میں عائشہ سے آیا ہے کہ ایلا کیا حضرت نے اپنی بیبیوں سے ایکماہ کا پھر انتیسویں تاریخ آگئی فرمایا مہینا انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اسیطرح کی روایت شیخین نے عمر بن خطاب سے بھی کی ہے اور اگر مدت ایلاء کی چار ماہ سے زیادہ ہے تو عورت خاوند سے بعد گذرنے چار ماہ کے کہہ سکتی ہے کہ ملجاؤ یا چھوڑ دو حاکم شوہر پر یہی بات جبر کر سکتا ہے اسلیے کہ عورت کو ضرر نہ پہونچے اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایلا خاص ہے ساتھ زوجات کے نہ اماء کے کیونکہ لفظ نساء کا فرمایا ہے مذہب جمہور کا یہی ہے چار ماہ کی فرصت وقت حلف سے ہوتی ہے پھر ٹھہر کر مطالبہ فئی یا طلاق کا کیا جاتا ہے مراد فئی سے جماع ہے ابن عباس مسروق

شعبی سعید بن جبیر وغیرہم نے ایسا ہی کہا ہے اللہ نے تقصیر کو جو بسبب اوس قسم کے حق میں ازواج کے ہوئی ہے بخشدیا ہے
شافعی نے کہا کسی کے یہ معنے ہیں کہ جس مولی نے بعد چار ماہ کے رجوع کیا تو اوسپر کچھ کفارہ نہیں ہے حدیث عمرو بن شعیب
عن ابیہ عن جدہ اسپر دال ہے لفظ مرفوع اس حدیث کا یہ ہے کہ جسنے قسم کھائی اور غیر قسم کو بہتر دیکھا تو اوسکا کفارہ یہی ہے
کہ اوس کام کو نکرے چھوڑ دے رواہ ابو داود والامام احمد و جمہور کا مذہب اور قول جدید شافعی کا یہ ہے کہ اوسپر کفارہ دینا
لازم ہے اسلیئے کہ وجوب کفارے کا ہر حالت پر عام ہے جسطرح احادیث صحاح سے اوپر گذر چکا آیت شریف دلیل
ہے اس بات پر کہ محض گذرنے چار ماہ کے طلاق نہیں پڑتی یہی قول ہے جمہور متاخرین کا اور لوگ کہتے ہین کہ ایک طلاق
پڑجاتی ہے یہ قول باسانید صحیحہ خلفاے اربعہ اور ایک جماعت صحابہ و تابعین وغیرہم سے مروی ہے پھر اس ایک طلاق
کو ایک جماعت نے رجعی کہا ہے دوسری جماعت نے بائن ٹھیرایا ہے حنفیہ اور ایک جماعت سلف کہتی ہے کہ جب یہ طلاق
پڑی تو اب عدت بھی واجب ہوئی مگر ابن عباس نے کہا ہے اگر تین حیض آچکے ہین تو عدت نہین رہتی یہی قول ہے شافعی
کا جمہور متاخرین کہتے ہیں بلکہ اسکو روک کر مطالبہ کرینگے کہ ملجاوے یا چھوڑ دیوے پھر بعد انقضاے مدت کے طلاق نہ
پڑیگی یہی بات کو مالک نے ابن عمر سے روایت کیا ہے سلیمان بن یسار نے کہا ہین کچھ اوپر دس صحابی کو پایا سب کا
یہی قول تھا کہ مولی نہیں ٹھیرایا جاوے گا شافعی نے کہا اقل یہ ہے کہ تیرہ صحابی ہونگے شافعی بھی اسی توقیف کے قائل
ہیں اور کہا ہے ہذا القول یہی بات موافق قول عمر و ابن عمر و عائشہ و عثمان و زید بن ثابت کے ہے ابو صالح
کہتے ہیں میں نے بارہ صحابی سے پوچھا سب نے یہی کہا کہ مولی پر کچھ نہیں جبتک کہ چار ماہ نہ گذرین پھر اوسکو ٹھیرایا
جاوے تاکہ رجوع کرے یا طلاق دے ابن کثیر نے کہا یہی مذہب ہے عمر و عثمان و علی و ابو الدرداء و عائشہ و ابن عمر و ابن عباس
کا اسی کی قائل ہے ایک جماعت تابعین یہی مذہب ہے مالک شافعی احمد اور انکے اصحاب کا اسی کو ابن جریر نے بھی چنا
کیا ہے یہی قول ہے لیث ابن راہویہ ابو عبید و ابو ثور و داود کا سب نے کہا ہے اگر رجوع نکرے تو طلاق لازم کریگا اگر
طلاق نہ دی تو حاکم طلاق دیگا یہ طلاق رجعی ہوگی اگر چاہے عدت مین رجوع کرلے مگر مالک اس رجعت کو جائز کہتے
مین جبتک کہ عدت مین مجامعت نکرے یہ قول انکا بحث غریب ہے فقہا وغیرہم نے مناسب اس مسئلہ کے ایک اثر امام مالک کا
موطا میں عبد اللہ بن دینار سے نقل کیا ہے کہ ایک رات عمر بن خطاب باہر نکلے ایک عورت کو سنا کہ وہ یہ شعر پڑھ رہی ہے

تَطَاوَلَ هٰذَا اللَّيْلُ وَاسْوَدَّ جَانِبُه ٭ وَاَرَّقَنِی اَلَّا خَلِيْلٌ اُلَاعِبُه ٭ فَوَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ اَنِّی اُرَاقِبُه ٭ لَحُرِّكَ مِنْ
هٰذَا السَّرِيْرِ جَوَانِبُه ٭ عمر نے حفصہ سے پوچھا عورت کتنا صبر کرسکتی ہے فرمایا چھ یا چار ماہ فرمایا اس سے زیادہ کسی لشکری
کو باہر نہ روکونگا یا ترکیبی طرق سے آیا ہے بہت مشہور ہے ف فتح البیان مین لکھا ہے کہ لفظ نسائہم شامل ہے حرائر و اماء دونو کو

طرح لفظ لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ من غلام و حل میں احمد و شافعی و ابو ثور نے کہا ہے کہ ایلا عبد کا مثل حر کے ہے مالک و زہری و عطا
و ابو عبید و اسحاق کہتے ہیں ملکہ دو ماہ ہے شعبی نے کہا ایلا لونڈی کا نصف ایلا حرہ کے ہے ۔ مدت آئے کے وطی دفع ضرر
کے عورت سے رکھی ہے ورنہ جاہلیت والے ایک ایک و دو دو سال تک بلکہ اس سے بھی زیادہ ایلا کرتے تھے مقصود اون کا ستانا
عورتوں کا تھا فی کے معنے لغت میں رجوع کے ہیں یہی معنے اس جگہ مراد ہیں ابن المنذر نے کہا جسے علم لیا گیا ہے اس
سکا اجماع ہے اس بات پر کہ مراد فی سے جماع ہے اگر شوہر مریض ہے یا اسیر تو وہ اپنی عورت سے یہاں تک کہ عذر دور ہو
اگر بعد زوال عذر وطی نہ کی تو بصورت گذر جانے مدت کے تفریق کر دیجاویگی یہی قول ہے مالک کا ایک گروہ نے کہا اگر دل
میں رجوع کر لیا ہے یعنے بحالت عذر تو یہی کافی ہے حسن عکرمہ نخعی اوزاعی احمد اسی کے قائل ہیں جمہور
نے کہا حلف والے نے رجوع بجماع کیا تو اوس پر کفارہ واجب ہے حسن نخعی نے کہا کچھ کفارہ نہیں ہے صحابہ و تابعین کے
اقوال اس باب میں مختلف متعارض آئی ہیں ٹھیک بات وہی ہے جو آیت کریمہ میں ہے **ف** ہر مذہب والے نے تفسیر
اس آیت شریف کی مطابق اپنے مذہب کے کی ہے تکلف سے بدون دلالت لفظ یا دوسری دلیل کے معنے
ٹھہرائے ہیں حالانکہ معنے آیت پاک کے واضح و ظاہر ہیں یعنی اللہ نے مولی یعنی حالف کے لیے چار ماہ کی مدت مقرر کر دی ہے
پھر بعد اس مدت کے حکم دیا ہے کہ اگر رجوع طرف قرار زوجیت استدامت نکاح کے کریگا تو اللہ تعالی غفور رحیم ہے اس
قسم پر اوسکو نہ پکڑے گا اور اگر ارادہ طلاق دینے کا کر لیا ہے تو اللہ سمیع علیم ہے یہ معنی ہوئے اس آیت کے اس میں کچھ
شک و شبہ نہیں ہے پھر جس نے قسم کھائی کہ عورت سے نہ ملیگا کچھ قید مدت کی نہ کی یا چار ماہ سے زیادہ کی قید لگائی تو ہم کو
چاہیے کہ ہم چار مہینے اوسکو مہلت دیں جب وہ مدت گذر جاوے تو اوسکو اختیار ہے کہ رجوع کرے کفارہ دے وہ عورت
اسی طرح اوسکی جورو ہے جس طرح پہلے اس مدت کے تھی یا طلاق دیدے یہ طلاق ابتدائی ہوگی اور اگر چار ماہ سے کم مدت
مقرر کی ہے اور قسم کا سچا کرنا چاہتا ہے تو اس مدت تک عورت سے الگ رہے کنارہ کرے جس طرح رسول خدا صلے اللہ علیہ و
سلم نے کیا تھا اور اگر اوسی مدت کے اندر چار ماہ میں صحبت کرنا چاہے گا تو حانث ہوگا کفارہ لازم آویگا یہ حدیث کا
ممتثل ٹھیریگا مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَاٰی غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا فَلْیَأْتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَلْیُکَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِهٖ اسکا ترجمہ کئی بار اوپر گذر
چکا ہے وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّکْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ کُنَّ
یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِکَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ع طلاق والی عورتیں انتظار کرائیں اپنے تئیں تین حیض
تک اور انکو حلال نہیں کہ چھپا رکھیں جو کچھ پیدا کیا اللہ نے انکے پیٹ میں اگر ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر اور انکے خاوند

ع ۲۰ ۱۲

کر پہونچتا ہے پہیر لینا اونکا اتنی دیر میں اگر چاہیں صلح کرنا عورتونکا بہی حق ہے جیسا اونپر حق ہے ان دستور کے مردون کو اونپر درجہ ہے اللہ زبردست ہے تدبیر والا **ف** جسنے عورت کو طلاق دی ہی اوس عورت کو اپنا حال روکنا نہیں چاہیے کہ گر یا حیض اوسکو ہی حمل ہو تو معلوم ہو جاوے کہ کسیکا ہے تا بچہ کسیکو نہ لگ جاوے اسلیے عورت پر فرض ہے کہ سچ سچ حال ہو بتلا دے اس مدت کا نام عدت ہے اور عدت تک رجوع کر لے چاہے تو پہر عورت کو کہ لیے اگرچہ عورت کی خوشی نہو اسی لیے فرمایا کہ عورتونکے بہی حق مردون پر بہت ہیں لیکن اس جگہہ مرد ہی کو درجہ دیا **ف** ائمہ اربعہ نے لونڈی کو اس عموم سے الگ کہا ہے کہ اوسکی عدت بعد طلاق کے دو حیض ہیں یعنی آزاد سے آدہی اسلیے کہ دوسرا تیسرے حیض کے ٹکڑے نہیں ہو سکتے ہیں اسلیے دو حیض مقرر ہوئے حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا لونڈی کی دو طلاقیں ہیں عدت دو حیض ہیں رواہ ابن جریر وابوداود وابن ماجہ لیکن ابن کثیر نے کہا ہے کہ مظاہر راوی اسکا بالکل ضعیف ہے حافظ دارقطنی نے کہا ہے صحیح یہ ہے کہ یہ قول قاسم بن محمد کا ہے مگر ابن ماجہ نے اوسکو ابن عمر سے مرفوعا روایت کیا ہے دارقطنی کہتے ہیں صحیح وہ ہے جو سالم و نافع نے ابن عمر کی روایت کیا ہے یہ جسکے عطیہ عوفی راوی ہیں روایت عمر بن خطاب سے بہی آئی ہے صحابہ میں کچہ خلاف اس بات میں نہیں ہے بعض سلف نے کہا عدت لونڈی کی مثل عدت آزاد کے ہے اسلیے کہ آیت عام ہے سب کو شامل ہے اسمین بی بی لونڈی برابر ہے ابن عبدالبر نے اوسکو محمد بن سیرین اور بعض اہل ظاہر سے روایت کیا ہے پر ضعیف ٹہیرا امام ابن ابی حاتم نے کہا اسماء بنت یزید بن السکن انصاریہ نے کہا مجہکو عہد رسالت میں طلاق ہوئی اوسوقت مطلقہ کے لیے کوئی عدت مقرر تہی اللہ نے یہ آیت اوتاری سب سے پہلے یہ آیت عدت طلاق انہیں کے حق میں اوتری ہے ابن کثیر کہتے ہیں مگر یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے **ف** سلف و خلف و ائمہ کا لفظ قروء میں جہگڑا ہے کہ مراد اوس سے حیض ہے یا اطہار مالک نے موطا میں عائشہ سے اطہار نقل کیا ہے پہر ابوبکر بن عبدالرحمن سے نقل کیا کہ میں نے کسی کو اپنے فقہا میں سے نہیں پایا مگر وہ یہی کہتا تہا کہ قروء بمعنی اطہار ہے یہی قول ہے ابن عمر کا مالک بہی اسی کے قائل ہیں ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین کی بہی اسطرف گئی ہے یہی مذہب ہے فقہائے سبعہ و شافعی و داؤد کا اور ایک قول ہے احمد کا انکی دلیل یہ کہ اللہ نے فرمایا ہے فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ تو انکو طلاق دو واسطے عدت کے یعنی مراد عدت سے اس جگہہ اطہار ہے اور وہ اطہار جس میں طلاق ہوئی ہو جسکہ محسوب ٹہیرا اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ ایک قرء ہے ان تین قروء میں جو کہا ہے اسی لیے ان لوگون نے کہا ہے کہ جب تیسرا حیض شروع ہوا تو عدت نکل گئی اور شوہر سے الگ ہو گئی اقل مدت جسپر یہ بات صادق ہو کہ عدت ہو چکی بتیس دن اور دو لحظے ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ مراد قرء سے حیض ہے اس صورت میں جب تک تیسرے حیض سے پاک نہو عدت پوری نہیں گذرتی کسینے یہی زیادہ کیا ہے کہ نہا بہی لے اقل مدت اس عدت کی تیتیس دن ایک

لحق ہوتا ہے علقمہ نے کہا ہم پاس عمر بن خطاب کے تھے ایک عورت نے آکر کہا میرے شوہر نے مجھکو ایک یا دو طلاق دیکر جدا کر دیا تھا
پھر میرے پاس آیا میں نے دروازہ بند کر کے کپڑے اتار دیے تھے یعنی نہانے کو تیار تھی ابن مسعود سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسکی عورت
ہے جب تک کہ اسکو نماز پڑھنا درست ہوا ہو عمر نے کہا میں بھی ایسا ہی جانتا ہوں یہی قول خلفاء اربعہ اور ایک جماعت کثیر
صحابہ و تابعین سے بھی مروی ہے یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کا اور روایت صحیح احمد سے امام احمد نے کہا اکابر
صحابہ یہی کہتے ہیں کہ اقراء حیض ہے حدیث فاطمہ بنت حبیش بھی اسی کی موید ہے حضرت نے اس سے کہا تھا دَعِی الصَّلٰوۃَ
اَیَّامَ اَقْرَائِکِ یعنی نماز حیض میں نہ پڑھ روایت کیا ابو داود اور نسائی نے اگر یہ حدیث صحت کو پہنچے تو یہی ہو دلیل
صریح ہے اس امر کا کہ اقراء حیض ہے لیکن اسکی سند میں منذر کو ابو حاتم نے مجہول غیر مشہور کہا ہے مگر ابن حبان نے ذکر
اسکا ثقات میں کیا ہے ابن جریر نے کہا اصل قرء کلام عرب میں کسی شے معتاد کے اوقات معینہ آنے کے وقت کو کہتے ہیں یہ
عبارت مقتضی اس امر کی ہے کہ یہ لفظ مشترک ہے درمیان ان دونوں معنوں کے اسی لئے بعض اہل اصول اسی طرف گئے
ہیں اصمعی کا قول بھی یہی ہے کہ قرء بمعنے وقت ہے ابو عمرو بن العلاء نے کہا عرب حیض کو بھی قرء کہتے ہیں طہر کو بھی قرء لیتے
ہیں اور دونوں کو ایک ساتھ بھی قرء کہتے ہیں ابن عبد البر نے کہا علماء اہل لسان عرب اور فقہاء نے کو اس میں کچھ اختلاف
نہیں ہے کہ مراد قرء سے حیض و طہر ہوتے ہیں اختلاف اس میں ہے کہ آیت شریف میں قرء سے کیا مراد ہے سو اس میں
دو قول ہیں شوکانی نے بعد نقل دونوں قول کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اہل کوفہ قرء کو حیض جانتے ہیں اہل حجاز اطہار
ٹھیراتے ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ لفظ مشترک ہے ہر فریقین کی دلیلوں میں اتحاد کر کے کہا ہے ہو سکتا ہے
کہ یوں کہا جاوے کہ انقضاء عدت تین طہر یا تین حیض سے ہوتا ہے کیونکہ ایک جماعت اہل علم نے حمل لفظ مشترک کا
دونوں معنوں پر جائز رکھا ہے اس صورت میں جمع بین الادلہ ہو جاویگا اور خلاف مرتفع اور نزاع مندفع ہو جاویگا انتہی
ف ابن عباس نے کہا جو پیٹ میں ہو اسکو نہ چھپاویں یعنی حمل ہو یا حیض یہی قول ایک جماعت تابعین کا ہے
بعض نے کہا مراد حمل و حیض دونوں ہیں چھپانے سے اسلیے منع کیا ہے کہ بعض احوال میں نقصان زوج اور اسکی
حق تلفی ہو جاتی ہے مثلا اگر عورت نے کہا کہ میں حیض سے ہوں اور وہ حائض نہ تھی تو حق شوہر کا بابت رجوع ضائع ہوا
یا حائض تھی اور کہدیا کہ میں غیر حائض ہوں تو اسکے ذمے نفقہ غیر لازم لگا دیا اسیطرح مخفی رکھنے میں حمل کے قطع
حق رجوع بابت ارتجاع ہے یا دعوی حمل میں ایجاب نفقہ ہے غرضکہ اس طرح کے مقاصد کے لیے جو مستلزم اضرار شوہر
ہیں کتمان سے نہی فرمائی ہے پھر اس نہی پر وعید عدم ایمان کو بطور تغلیظ زیادہ کیا یہ شرط کچھ بطور تقیید کے
نہیں ہے کیونکہ اگر مومنات نہ ہونگی تو بھی عدت لازم ہے ابن کثیر نے کہا بعد اسکے ہو عورتوں کو خلاف حق پر اس سے

یہی نکلا کہ مرجع اسکا انہیں کی طرف ہے کیونکہ یہ بات بے انکے بتائے معلوم نہیں ہو سکتی ہے غالباً کوئی شبہ اور سر قائم نہیں
ہو سکتا ہے اسلیے اس امر کو انہیں پر رکھا اور کتمان پر وعید فرمائی تاکہ جو بات ٹھیک ہے وہ کہدیں خلاف حق ظاہر نہ کریں
پھر یہ کہا کہ خاوند مستحق ہے اونکو پھیر لینے کا یعنے رجوع کرنیکا اوس عورت سے جس کے ساتھ رجوع کرنا جائز ہے گویا یہ آیت
مخصص ہے عموم قولہ تعالی وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ کا اسلیے کہ یہ شامل مثلثات وغیرہا ہے جسمیں افعل
التفضیل ہے یہ فائدہ ہاتھ آیا کہ اگر مرد رجعت کرنا چاہے اور عورت نہ مانے تو مرد کا ہی قول اور اسکے قول پر اختیار کیا جاویگا
یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت کا بھی کچھ حق رجعت میں ہے یہ استحقاق زوج کا اندر مدت عدت کے ہے اگر یہ مدت گذر گئی
ہے تو پھر عورت کو اپنی جان کا اختیار ہے بغیر نکاح جدید اور ولی و شہود و مہر جدید کے حلال نہیں ہو سکتی اس میں
کسیکا خلاف نہیں ہے رجعت کبھی لفظ سے ہو جاتی ہے کبھی وطی سے مراجع کو کوئی نئے احکام نکاح سے ملاحظ لازم
نہیں آتی ہے یہ رجعت اسوقت جائز ہوگی جبکہ ارادہ اصلاح حال کا ہوگا اور اگر بقصد اضرار ہے تو حرام ہے لقولہ تعالی
وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا بعض نے کہا رجعت تو ہو جاویگی مگر زوج مرتکب حرام ظالم النفس ٹھیریگا اس صورت میں
آیت بطور ترغیب ازواج بطرف اصلاح ہوئی نہ شرط صحت رجعت ابن کثیر نے کہا یہ آیت حق میں رجعیات کے ہے مطلقات
بوائن کے کیونکہ وقت نزول اس آیت کے کوئی مطلقہ بائنہ نہ تھی جسوقت یہ آیت اتری تھی اسوقت تک مستحق رجعت
تھا گو سو بار طلاق دی ہو پھر جب بعد اسکے تین طلاق میں حصر ٹھیرا طلاق بائن غیر بائن ثبت ہونے لگی اس سے معلوم ہوا
کہ وہ جو بعض اہل اصول نے مسئلہ عود ضمیر پر اس آیت سے استشہاد کیا ہے کہ ضمیر مذکور مخصص عموم متقدم ہے یا نہیں
مسلک ضعیف ہے اسلیے کہ تمثیل ساتھ اوسکے علی الاطلاق نہیں ہے پھر یہ فرمایا کہ عورت کا حق بھی مرد پر ویسا ہی ہے جیسا
حق مرد کا عورت پر ہے تو ہر ایک کو چاہیے کہ دوسرے کا حق مطابق عرف ادا کرے جس طرح صحیح مسلم میں جابر سے مرفوعاً آیا
ہے کہ حضرت نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا ہے ڈرو اللہ سے حق میں عورتوں کے تمنے انکو اللہ کی امانت سے لیا ہے اللہ کے
کلمے سے انکے ستر کو حلال کیا ہے تمہارا حق اون پر یہ ہے کہ وہ تمہارے فرش پر کسی کو جس سے تم ناخوش ہو نہ آنے دیں اگر
ایسا کریں تو اونکو مارو ایسی مار جس سے ہڈی نہ ٹوٹے انکا حق یہ ہے کہ انکو روٹی کپڑا دو موافق دستور کے معاویہ قشیری
نے کہا اے رسول خدا حق بی بی کا ہمپر کیا ہے فرمایا کھلا اوسکو جب تو کھاوے پہنا اوسکو جب تو پہنے اوسکے منھ پر نہ مار
اوسکو برا نہ کہہ اوسکو جدا نہ کر مگر بیچ گھر ہی میں ابن عباس نے کہا میں دوست رکھتا ہوں منے سنورنے کو واسطے عورت
کے جسطرح یہ چاہتا ہوں کہ میرے لیے وہ سنورے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
ابن جریر و ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے یہ استدلال بہت صاف اور ستھرا ہے کرخی نے کہا یہ بات بہی محبوب ہے

ف [illegible]
[illegible]
ف [illegible]
[illegible]
ف [illegible]
[illegible]

جنس میں عورت اگر مرد کے کپڑے دھووے یا روٹی پکا کر کھلاوے تو مرد پر یہ بات لازم نہیں آتی کہ وہ بھی ایسا ہی کرے کیسے کہا یہ مساوات مطلق وجوبی نہیں ہے بعد وافراد وصفت وجوبی میں **ف** مردوں کو عورتوں پر درجہ حاصل ہے یعنی خلق وخلق میں فضیلت رکھتے ہیں بسبب اطاعت امر والانفاق وقیام مصالح میں بڑے ہوتے ہیں اہل جہاد وعقل وقوت میں انکا حصہ میراث میں دوگنا ہے انکی اطاعت عورت پر واجب ہے ہر بات میں موافق انکی رضامندی کے کرنی ہے گواہی ودیت صلاحیت امامت وقضا میں بھی مقدم ہیں ایک عورت پر دوسری تیسری چوتھی جورو اپنے یہاں لا سکتے ہیں عورت دوسرا شوہر انکی موجودگی میں نہیں کر سکتی طلاق ورجعت بھی انہیں کے ہاتھ میں ہے عورت کے اگر اور کچھ فضیلت مرد کو عورت پر نہ ہوتی تو یہ کیا کم بزرگی ہے کہ عورت مرد سے پیدا ہوئی ہے کیونکہ پیدا ہونا حوا کا آدم کی بائیں پسلی سے ثابت ہو چکا ہے فرمایا کہ اگر میں کسی کو کہتا کہ کسی کو سجدہ کرو تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے اسکو بغوی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے یہ حدیث معاذ بن جبل میں آئی ہے یہ فضیلت مرد کی عورت پر دنیا وآخرت دونو جگہہ میں ثابت ہے کما قال تعالے اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ

طلاق فضیلت بعید عموم ہے

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

طلاق ہے دو بار تک پھر رکھنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے اور تم کو روا نہیں کہ لیلو کچھ اپنا دیا ہوا عورتوں کو مگر کہ وہ دونو ڈریں کہ ٹھیک نہ رکھیں گے قاعدے اللہ کے پھر اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ ٹھیک نہ رکھیں گے قاعدے اللہ کے تو نہیں گناہ دونوں پر جو بدلا دیکر چھوٹے عورت یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے سو ان سے آگے مت بڑھو جو کوئی بڑھ چلے اللہ کے قاعدوں سے سو وہی لوگ ہیں گنہگار پھر اگر اسکو طلاق دے تو اب وہ اسکو حلال نہیں وہ عورت اسکے بعد جب تک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اسکے سوا پھر اگر وہ شخص اسکو طلاق دے تب گناہ نہیں ان دونو پر کہ پھر مل جاویں اگر خیال کریں کہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے بیان کرتا ہے واسطے جاننے والوں کے **ف** اس آیت شریف میں تین مسئلے ارشاد فرمائے ایک مسئلہ طلاق کا دوسرا خلع کا تیسرا حلالہ کا سو صحیح قرآن میں لکھا ہے کہ عدت تک اگر چاہے تو عورت کو پھر رکھ لے یہ بات پہلی طلاق میں ہے دوسری میں

[illegible]

بعد اسکے پہر سکے گی تو موافق شرع اسکے حق ادا کر سکے تو رکھے پہر قصیہ نہو یہ رکھہ سکے تو رخصت کرے اس بات سے نہ اٹکاوے
کہ عاجز ہوکر جو پیسے دیا تہا وہ پہر جاوے یہ جب روا ہے کہ ناچاری ہو کسی طرح دونو کی جوڑ نہ ملے مرد کیطرف سے اداے حق مین قصور
نہ ہو اسوقت سب لوگ ملکر عورت سے کچہہ پہروادین مرد کو راضی کر کے طلاق دلوادین اسکو خلع کہتے ہین تیسری طلاق کی
بعد پہر نہین سکتی بلکہ دونو کی خوشی ہو تو بہی نکاح نہین بندہ سکتا جب تک بیچ مین اور خاوند کی صحبت ہو چکے یہی
اسکو حلالہ کہتے ہین **ف** ابن کثیر نے کہا اس آیت نے اوس دستور کو جو شروع اسلام مین تہا اوٹہا دیا وہ دستور یہ تہا کہ مرد
کو سو طلاق دے جبتک عورت عدت مین ہے تب تک رجعت کا حقدار رہتا تہا اسمین عورتون کا نقصان ہوتا اسلئے
تین طلاق مین حصر کر دیا ایک دو طلاق تک رجعت کو مباح رکہا تیسری طلاق کے بعد بالکل جدا کردیا ابن عباس نے
کہا یہ آیت ناسخ ہے اگلی آیت کی رواہ ابوداود والنسائی عروہ نے کہا ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا تہا مین کبہی تجکو
طلاق نہ دونگا نہ تیرے پاس ہونگا اوس نے کہا یہ کیونکر ہوگا کہا طلاق دونگا جب مدت پوری ہونے لگیگی رجوع
کر لونگا اوس نے اگر یہ بات حضرت سے کہی اوسپر یہ آیت اوتری کہ طلاق دو بار تک ہوتی ہے رواہ ابن ابی حاتم اسکو ابن
جریر وعبد بن حمید نے بہی روایت کیا ہے کہا اس آیت کے اوترنے پر لوگون نے درستی طلاق کی شروع کردی جس نے
دی تہی یا نہ دی تہی یہ حدیث کئی طریق سے نزدیک ابن مردویہ و ترمذی و حاکم کے آئی ہے حاکم نے اسکو صحیح الاسناد
کہا ہے عائشہ نے کہا پہلے طلاق کا کوئی وقت نہ تہا اللہ نے وقت مقرر کردیا کہ تیسری طلاق کے بعد رجعت نہین ہے
جب تک کہ دوسرا خصم نکرے یہی قول قتادہ و سدی و ابن زید کا ہے اسیکو ابن جریر نے اختیار کیا ہے حاصل یہ ہوا
کہ گنتی اوس طلاق کی جس کے بعد رجعت ہو سکتی ہے دو بار ہے لفظ مرتان سے یہ نکلا کہ طلاق مرۃ بعد مرۃ ہو یہ
ایک دفعہ مین دو طلاق ایک جماعت مفسرین اسطرف گئی ہے پہر جب ایک طلاق دی یا دو بار مین دو طلاق تو بقائے
عدت تک اختیار رہے چاہے بنیت اصلاح و احسان پہیر لے یا چہوڑ رکہے عدت گذر جانے پر وہ جدا ہو جاویگی یہ جدائی
ساتہہ بہلائی کے چاہیے کوئی حق اوسکا ضائع نکرے نہ اوسکو نقصان پہونچائے ابن عباس نے کہا جب کسے عورت
کو دو بار طلاق دیدی تو اب تیسری طلاق پر اللہ سے ڈرے یا تو دستور کے موافق روک کر اچہا برتاو رکہے یا احسان کے
ساتہہ بدون کسی ظلم کے رخصت کردے یعنی ستاوے نہین حدیث اور سیر مین مرفوعًا آیا ہے کہ رخصت کرنا
یہی تیسری طلاق ہے رواہ ابن ابی حاتم وعبد بن حمید و احمد وغیرہم کسی نے کہا امساک سے مراد رجعت ہے بعد دوسری
طلاق کے تسریح سے مراد ترک رجعت ہے بعد تیسری طلاق کے یہانتک کہ عدت گذر جائے لکن اظہر یہ ہے کہ
مراد دینا تیسری طلاق کا ہے بدون اضرار کے ابوعمر نے کہا علما کا اجماع ہے اس بات پر کہ مراد تسریح سے تیسری

طلاق دینا ہے بعد دو طلاق کی یہی مطلب ہے اس ارشاد کا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ الآیۃ اسمین اختلاف ہے کہ تینوں طلاق
کا ایک بار دینا کیسا ہے وہ تین ہونگی یا ایک جمہور کا مذہب ہے کہ تین ہونگی شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور انکے شاگرد حافظ ابن
القیم اور قاضی محمد بن علی شوکانی اور ایک جماعت محققین کا یہ مذہب ہے کہ وہ ایک ہی طلاق ہوگی یہی حق ہے عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ نے کسی مصلحت سے ایسی طلاق کو تین طلاق ٹھیرا دیا تھا ورنہ زمانہ ابوبکر صدیق و عہد نبوت میں وہ ایک ہی
طلاق سمجھی جاتی تھی یہ مسئلہ بڑے جھگڑے کا ہے اس باب میں مستقل کتابیں و رسالے ہیں بڑی لمبی چوڑی بحث ہے مذہب
مشہور ائمہ اربعہ مطابق مذہب جمہور ہے لیکن ہر ایک مذہب کے بعض محققین اسطرف گئے ہیں جو مختار شیخ الاسلام ہے حتی کہ
بعض حنفیہ نے بھی جسطرح اعلام الموقعین وغیرہ میں حکایت کیا ہے سو جب انکے سر آئی تو اب عقل کی راہ سے کیا کام رہا
آیت شریف اس بات پر بھی دلیل ہے کہ طلاق دینے پر عورت سے کوئی چیز تنگ کرکے واپس لے بہت ہو یا کم جو دیا سو دیا لیکن
لفظ شئی سے یہ نکلا کہ کچھ بھی لے جب ذرا سا لینا بھی جائز نہ ہوا تو بہت لینا تو بالاولی ناجائز ٹھیریگا سو جب مہر کا واپس
کرنا حلال نہوا تو جو مال خاص ملک اس عورت کا ہے اوسکا لینا تو کسی طرح نہیں ہوسکیگا یہ خطاب ازواج کو ہے بعض نے
کہا حکام کو پہلا قول ٹھیک ہے یہ آیت مثل اوس آیت کے ہے وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ
يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ہاں اگر عورت اپنی خوشی سے کچھ دیدے تو پھر وہ روا ہے قال تعالی فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ
مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓــًٔا مَّرِيْٓــًٔا یہانتک بیان مسئلہ طلاق کا تھا **ف** دوسرا مسئلہ خلع کا بیان فرمایا کہ جب میاں
بی بی کے شقاق و نفاق ہو عورت حقوق مرد کے ادا نکرے بلکہ اوسکو دشمن رکھے اور اوسکے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کر سکے تو جو مال شوہر
نے دیا تھا وہ اپنی جان چھڑانے میں دیکر الگ ہو جاوے اس بدل مال میں نہ کچھ حرج عورت پر ہے نہ اوسکو لینے میں کوئی حرج
خاوند پر آتا ہے جمہور کا مذہب یہی ہے کہ زوج کو خلع کرنا جائز ہے اگر وہ ڈرے کہ اللہ کے قاعدے قائم نہیں رہ سکتے ہیں
تو لینے دینے کر کے پیچھا چھوڑا دے قرآن پاک نے اسی امر کی تصریح فرمائی ہے یہ قول بعض اہل علم کا کہ شوہر کو دیا ہوا لینا
حلال نہیں ہے اور جو لے لیا تو اوسکے اوپر مجبور نہ کیا جاوے نہایت ساقط ہے بخاری میں ابن عباس سے آیا ہے کہ جمیلہ
زن ثابت بن قیس نے آ کر کہا میں ثابت سے کسی خلق یا دین کے سبب سے روٹھی نہیں ہوں لیکن بغض سے مجھے اوسکی دیکھنے
کی تاب و طاقت نہیں ہے میں کفر کو اسلام میں مکروہ رکھتی ہوں فرمایا تو اسکا باغ اوسکو پھیرتی ہے کہا ہاں ثابت سے کہا
باغ لے اور ایک طلاق دیدے ابن ماجہ کا لفظ یہ ہے کہ ثابت کو حکم دیا کہ باغ لیلے زیادہ نہ لے اس باب میں بہت حدیثیں
آئی ہیں معلوم ہوا کہ یہ امر ایجابی تھا نہ ارشادی یہی ثابت ہوا کہ جو دیا ہو اوس سے زیادہ نہ لے کہ اسمیں عورت کا
ضرر ہے بعض نے کہا ظاہر قرآن جواز اخذ زائد ہے اسلیے کہ کسی مقدار معین کی قید نہیں لگائی ہے مالک و

ع
[illegible]

اسکا فائدہ [illegible]
اور یہ دستور [illegible]
[illegible] اسکے بیان کرتا
[illegible]
۲ [illegible]
[illegible]
۳ [illegible]
[illegible]

وشافعی و ابو ثور اسیطرف گئے ہین ایک جماعت صحابہ و تابعین سے بھی یون ہی روایت ہے طاوس و عطا و اوزاعی و احمد و اسحاق کہتے ہین زیادہ لینا جائز نہین اسلیے کہ حدیث ابن عباس مین مرفوعا آیا ہے اَمَرَہٗ اَنْ یَّاْخُذَ مَا سَاقَ وَلَا یَزْدَادَ رواہ ابن قطنہ وابن مردویہ وابن ماجہ ابن کثیر نے کہا اسناد ابن ماجہ جید وصحیح ہے یہی نکلا کہ خلع اسی صورت مین جائز ہے کہ جسطرح نباہ نہ ہوسکے ایک کو دوسرے کی صورت بری لگے خوف کفر کا ہو اور جو اسلیے ہے کہ دوسرے یار آشنا سے ملکر رہے اور اڑا لیجیے اگرچہ یہ مقصود بہ کسی حق مین اوسکیطرف سے قصور ہے تو ایسا خلع دلیل نفاق ہے بلکہ موجب لعنت حدیثین درباب مختلعات مین بہت آئی ہین ثوبان نے کہا ہے حضرت نے فرمایا جس عورت نے اپنے شوہر سے بے کسی کھٹکے کے طلاق مانگی تو اوسپر جنت کی بو حرام ہے خلع کرنیوالیاں منافقات ہین رواہ ابن جریر ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ والبیہقی نصا عقبہ بن عامر کا لفظ یہ ہے کہ خلع کرنیوالیان الگ ہونیوالیاں منافقات ہیں رواہ ابن جریر اسکی سند ضعیف ہے اسکو امام احمد نے بھی ابوہریرہ سے روایت کیا ہے ابن عباس کا لفظ بروایت ابن ماجہ کے مرفوعاً یون ہے نہین مانگتی کوئی عورت طلاق اپنے شوہر سے بغیر کسی گناہ کے پھر وہ جنت کی بو بھی پاوے حالانکہ بو جنت کی چالیس برس کی راہ سے پائی جاتی ہے **ف** ایک جماعت سلف و ائمہ خلف نے یہ کہا ہے کہ جائز نہین ہے خلع جبتک کہ طرف سے عورت کے شقاق ونشوز نہ ہو جب ہو تو مرد کو جائز ہے کہ فدیہ لیکر چھوڑ دے بدلیل اِلَّآ اَنْ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ (مگر یہ کہ وہ دونوں ڈرین کہ نہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے ۱۲) معلوم ہوا کہ سوا اس حالت کے خلع درست نہین ہے کسی اور حالت مین خلع نہ کرے مگر دلیل سے اور دلیل موجود نہین ہے یہی مذہب ہے ابن عباس طاؤس ابراہیم عطا حسن وجمہور کا یہانتک کہ مالک و اوزاعی نے کہا ہے کہ اگر شوہر نے کچھ اوس سے لیلیا ہے اور عورت کا نقصان ہوا ہے تو پھیر دینا اوسکا واجب ہے یہ طلاق رجعی ٹھیریگی مالک نے کہا ہے لوگوں کو یہیبات پر پایا ہے شافعی کہتے ہین نہین بلکہ خلع جب حالت شقاق مین جائز ہوا تو حالت اتفاق مین بالاولی جائز ٹھیریگا یہی قول ہے سارے اصحاب شافعی کا مگر پہلی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے مزنی نے کہا خلع منسوخ ہے بقولہ تعالی وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا (اور دیچکے ایک کو ڈھیر مال تو مت پھیر لو اوس مین سے کچھ ۱۲) ابن کثیر نے کہا یہ قول ضعیف و ماخذ مردود ہے قائل پر شوکانی نے کہا یہ قول خارج ہے اجماع سے دونو آیتوں مین کوئی منافات نہین ہے ابن جریر نے کہا آیت حق مین ثابت بن قیس کے اوتری ہے کئی طریق سے آئی ہے اونکی جورو کا نام حبیبہ بنت عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اسکو بخاری مین جمیلہ آیا ہے موطا مین حبیبہ بنت سہل انصاری کہا ہے عائشہ کا لفظ یہ ہے کہ ثابت نے اوسکو مارا تھا بعض جسم اسکا ٹوٹ گیا اوس نے حضرت سے کہا آپنے ثابت کو بلا فرمایا کچھ مال اسکا اسکو جدا کر دی کہا یہ ہو سکتا ہے فرمایا ہان کہا مین نے اسکو دو باغ دیے ہین وہ اسکی ہاتھ مین ہین فرمایا دونو لیلے اسکو چھوڑ دے اوس نے

کیا ابو داود ابن جریر وغیرہ نے بالفاظہ و ابو داود اور دوسرا لفظ ابن جریر کا یہ ہے کہ حضرت نے جمیلہ سے کہا تو اوس سے کس بات پر ناخوش
ہے کہا دین پر نہ خلق پر مگر مجھکو اوسکی بدصورتی بری لگتی ہے فرمایا تو اسکا باغ واپس دیگی کہا ہان اوسنے باغ پھیر دیا
دونون مین تفریق کردی ابن عباس نے کہا سب سے پہلے اسلام مین یہی خلع ہوا کہ وہ پاس حضرت کے آئی اور کہا اے رسول خدا
کوئی شے کبھی اوسکے اور میرے سر کو یکجا نہ کریگی مینے ایک جانب خیمہ سے اوسکو دیکھا کہ کچھ لوگون کے ساتھ آتا تھا سب سے
زیادہ کالا سب سے زیادہ قد مین چھوٹا سب سے زیادہ صورت مین بد ہے شوہر نے کہا مینے اسکو افضل مال جو میرا باغ تھا
دیا ہے یہ اسکو پھیر دے فرمایا تو کیا کہتی ہے کہا ہان اگر اور کچھ چاہے تو وہ بھی دون اوسپر حضرت نے دونو کے بیچ مین فراق کر دیا
رواہ ابن جریر معلوم ہوا کہ یہ امر ارشادی نہ تھا بلکہ بحالی تھا یہ بھی ثابت ہوا کہ وعدہ زیادت عورت نے اپنی طرف سے
کیا کچھ حضرت نے اوسکو نہین فرمایا حضرت نے تو فقط وہی اوسی باغ کی کرائی سو یہی ثابت ہوا کہ اوسنے کچھ زیادہ دیا ہو
اور حضرت نے مقرر رکھا ہو بلکہ حدیث مین صاف زیادہ لینے سے منع فرمایا ہے اطلاق آیت تعریف مقید ہو ساتھ اس حدیث
کے مگر جمہور کہتے ہین قولہ تعالی فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهٖ تو بس گناہ نہیں دونو پر جو بدلا دیکر چھوٹے عورت آپ عام ہے لیکن یہ کچھ منافی آیت کا نہین ہے کہ تحت
ہو سکے بلکہ قرارت ربیع بن انس یون ہے فِيمَا افْتَدَتْ بِهٖ مِنْهُ اسی لیے بعد اس کے فرمایا ہے کہ تم اللہ کی
قاعدی سے آگے بڑھو اگر بڑھوگے ظالم ہوگے ابن ماجہ کے نزدیک عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے یون آیا ہے کہ
ثابت ایک بدشکل آدمی تھے حبیبہ نے کہا اے رسول خدا واللہ اگر ڈر اللہ کا نہ ہوتا تو جب وہ میرے پاس آتا مین اوسکے منہ پر
تھوک دیتی الحدیث اس حدیث مین بھی یہ لفظ آیا ہے **ف** معلوم ہوا کہ یہ تفریق بحکم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہوئی
ابن کثیر نے کہا ائمہ کا اختلاف ہے اس باب مین کہ مرد کو زیادہ لینا مقدار عطا سے جائز ہے یا نہین جمہور کہتے ہین جائز
ہے یہی قول ہے ابن عمر ابن عباس مجاہد عکرمہ ابراہیم نخعی قبیصہ حسن بن صالح عثمان بتی کا اسیطرف مالک لیث شافعی
ابو ثور بھی گئے ہین اسکو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اصحاب ابو حنیفہ نے کہا ضرار اگر طرف سے زوجہ کے ہو تو جتنا
دیا ہے اوتنا ہی لیلے زیادہ لینا درست نہین ہے اگر زیادہ لیا ہے تو قضا مین جائز ہے اور اگر اضرار طرف سے زوج کے
ہو تو کچھ بھی نہ لے اگر لیا ہو تو قضا مین جائز ہے امام احمد و ابو عبید و ابن راہویہ کا یہ قول ہے کہ جتنا دیا ہے اوس سے
زیادہ لینا درست نہین ہے اسیطرف ایک جماعت تابعین بھی گئی ہے ابن کثیر کا میل خاطر بھی اسیطرف ہے عطا نے
کہا حضرت نے عطا سے زیادہ لینے کو مکروہ رکھا ہے **ف** ابن عباس نے کہا جس شخص نے اپنی عورت کو دو طلاقین
دین پھر اوس عورت نے اوس مرد سے خلع کیا تو وہ مرد اگر چاہے تو پھر اوس سے نکاح کرلے اسلیے کہ اللہ نے فرمایا ہے
کہ طلاق دو بار تک ہوتی ہے عکرمہ نے کہا ہر شے جسکو مال نے جائز رکھا ہے وہ طلاق نہین ہے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص

نے یہی مسئلہ ابن عباس سے پوچھا تہا کہا خلع طلاق نہین ہے اللہ نے ذکر طلاق کا اول و آخر آیت مین کیا ہے خلع کا درمیان مین خلع کوئی چیز نہین ہے پہر یہ آیت پڑہی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٌ بِاِحْسَانٍ پہر یہ پڑہا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یہ مذہب ابن عباس کا ہے کہ خلع طلاق نہین ہے بلکہ فسخ ہے اسیطرف عثمان ابن عمر طاؤس و عکرمہ احمد ابن راہویہ ابو ثور داؤد ظاہری شافعی بہی گئے ہین ابن کثیر کہتے ہین ظاہر آیۃ کریمہ بہی یہی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ خلع طلاق بائن ہی مگر یہ کہ زیادہ کی نیت کرے یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین و مالک و ابو حنیفہ و شافعی کا قول جدید مین حنفیہ کہتے ہین اگر نیت ایک یا دو طلاق کی کی ہے یا چہوڑ دیا ہے تو یہ ایک ہی طلاق بائنہ ہوگی اور جو تین کی نیت کی ہی تو تین طلاقین ہوئین شافعی کا تیسرا قول یہ ہے کہ جب خلع بلفظ طلاق نہ ہوگا اور نیت سے عاری ہوگا تو وہ بالکل کچہ چیز نہین ہے شوکانی پہلے اس بات کو قائل تہے کہ خلع طلاق ہے پہر اوسکو فسخ ٹہیرایا **ف** ائمہ اربعہ و ابن راہویہ نے کہا ہے عدت مختلعہ کی مثل مطلقہ کے تین حیض ہین اگر حیض آتا ہے اسیطرف ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین کی بہی گئی ہے ترمذی نے کہا یہی قول ہے اکثر اہل علم کا صحابہ وغیرہم سے انکا ماخذ یہ ہے کہ جب خلع طلاق ٹہیری تو اب مثل سائر مطلقات کے عدت کرنا چاہیے دوسرا قول یہ ہے کہ عدت مختلعہ کی ایک حیض ہے اسمین استبراء رحم کا ہو جاتا ہے عثمان ابن عمر ابن عباس عکرمہ اور وہ لوگ جو خلع کو فسخ کہتے ہین سب اسیطرف گئے ہین انکی دلیل یہ ہے کہ حضرت نے عورت ثابت بن قیس کو ایک ہی حیض کی عدت کا حکم دیا تہا اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن غریب کہا ہے دوسرا لفظ ترمذی کا یہ ہے کہ ربیع بنت معوذ نے عہد نبوت مین خلع کیا اوسکو حضرت نے حکم دیا کہ وہ ایک حیض کی عدت کرے یا وہ حکم دی گئی ترمذی نے کہا صحیح یہ ہے کہ وہ حکم کی گئی ابن ماجہ کا لفظ یہ ہی کہ عثمان نے ربیع مذکورہ سے کہا تجہپر کچہ عدت نہیں ہی مگر یہ کہ تو حال مین پاس خاوند کے گئی ہو تو ایک حیض تک اوسکے پاس رہ ربیع نے کہا یہ حکم عثمان نے باتباع قضاء رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دیا یعنی حضرت نے مریم مغالیہ کو جو نیچے ثابت بن قیس کے تہی اور اسنے خلع کیا تہا یون ہی حکم فرمایا تہا دوسرا لفظ ربیع کا یہ ہے یعنی حضرت کو سنا زن ثابت بن قیس کو وقت خلع کے حکم دیا کہ ایک حیض کی عدت کرے فتح البیان مین بہی اسکو ترجیح دی ہے یہ کہا کہ حق یہی ہے سنت صحیحہ مخصص عموم قرآن ہی **ف** مخالع کو رجوع کرنا طرف مختلعہ کے عدت مین بغیر اوسکی رضامندی کے جائز نہین ہی ائمہ اربعہ و جمہور علماء اسیطرف گئے ہین اسلیے کہ وہ مال خرچ کر کے اپنی جان کی مالک ہو چکی ہے ابن ابی اوفی و ماہان حنفی نے کہا اگر مال پہیر دے تو بغیر رضا بہی رجعت اندر عدت کے درست ہوگی اسی کو ابو ثور نے بہی اختیار کیا ہے ثوری نے کہا کہ اگر خلع بغیر لفظ طلاق ہوا ہے تو یہ فرقت ہوئی اب کوئی راہ شوہر کو طرف اوسکے نہین ہے اور اگر نام لیا طلاق ہی تو وہ عدت تک مالک رجعت ہی اسی

[illegible]

طرف داؤد ظاہری بھی گئے ہیں مگر یہ بات بر اتفاق ہے کہ مختلع کو نکاح کرنا مختلعہ سے عدت میں جائز ہے ایک گروہ نے کہا ہے نہیں جائز ہے اس کثیر کے یہ قول شاذ و مردود ہے ہاں یہ بات کہ مختلع اوسکو عدت میں دوسری طلاق بھی دیسکتا ہے یا نہیں اس میں علماء کے تین قول ہیں ایک یہ کہ نہیں اسلیے کہ وہ اپنی جان کی مالک ہوگئی اس سے چھوٹ گئی ابن عباس ابن زبیر عکرمہ جابر بن زید حسن بصری شافعی احمد اسحاق بن راہویہ ابوثور اسی کے قائل ہیں دوسرا قول مالک کا یہ ہے کہ اگر خلع کے ساتھ ہی طلاق بھی بغیر سکوت کے پیچھے دی یعنی بیچ میں سکوت نہیں کیا تو طلاق پڑیگی اور جو سکوت کیا ہے تو نہ پڑیگی ابن عبد البر نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ سے اسیطرح مروی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ طلاق ہر حال میں پڑجاویگی جب تک عدت میں ہے ابوحنیفہ و سفیان ثوری و اوزاعی و ابن مسعود و ابوالدرداء وغیرہم اسی کے قائل ہیں مگر ابن عبد البر کہتے ہیں کہ ان دو صحابی سے یہ قول ثابت نہیں ہے پھر اللہ پاک نے بعد اسکے یہ فرمایا کہ شرائع جو بیان کیے گئے ہیں اللہ کے قواعد ہیں ان سے تجاوز نہ کرنا چاہیے حدیث صحیح میں آیا ہے اللہ نے حدیں باندھی ہیں تم اون سے آگے نہ بڑھو اللہ نے فرائض مقرر کیے ہیں تم اونکو برباد نہ کرو اللہ نے محارم ٹھہرائے ہیں تم انکا ہتک نہ کرو کچھ چیزوں سے سکوت کیا ہے بغیر نسیان کے تم انکو مت پوچھو اس آیت سے بعض نے استدلال کیا ہے کہ جمع کرنا تین طلاق کا ایک کلمے میں حرام ہے مالکیہ اور جو لوگ اونکے موافق ہیں اسیطرف گئے ہیں اونکے نزدیک سنت یہ ہے کہ ایک طلاق دے بقولہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ پھر فرمایا تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا الآیہ پھر اس قول کو موید کیا ہے حدیث محمود بن لبید سے جو روایت نسائی کے اس لفظ سے آئی ہے کہ خبر ملی حضرت کو کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں نہایت غضبناک کھڑے ہوکر فرمایا کیا اللہ کی کتاب کو کھیل تماشا مقرر کیا ہے اور میں درمیان تمہارے موجود ہوں یہانتک کہ ایک آدمی نے کہا اگر حکم ہو تو میں اوسکو مار ڈالوں مگر اس سند میں انقطاع ہے **ف** تیسرا مسئلہ تحلیل کا ہے کہ جب کوئی مرد اپنی جورو کو تیسری طلاق دیدے بعد اوسکے کہ دو طلاق پہلے دے چکا ہو تو وہ عورت اوس پر حرام ہوجاتی ہے جب تک دوسرا خاوند نہ کرے اور وہ اس سے صحبت نہ کرلے یعنی نکاح صحیح کیونکہ اگر وطی بغیر نکاح کے ملک یمین میں کی ہے تو پہلے مرد کو حلال نہ ہوگی کیونکہ یہ اسکا شوہر نہ ہوا اسیطرح اگر بیاہ کرلیا لیکن مدخولہ نہوئی تو بھی زوج اول کے لیے حلال نہ ہوگی بہت سے فقہا میں یہ مشہور ہے کہ سعید بن مسیب کا یہ قول ہے کہ مجرد عقد کے ہمراہ ثانی کے مقصود تحلیل حاصل ہوجاتا ہے لیکن اس قول کی صحت میں نظر ہے اگرچہ ابن عبد البر نے استذکار میں ذکر اسکا کیا ہے کیونکہ امام احمد نے بطریق سعید بن المسیب ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ پہلے شوہر کو نہیں مل سکتی ہے جب تک کہ دوسرے شوہر کا شہد نہ چکھ لے ابن جریر کا لفظ ابن المسیب سے حدیث مذکور میں یوں ہے

ع [illegible]

قال لا حتی یذوق عسیلته وتذوق عسیلتها اسکو نسائی وابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے سو یہ حدیث مخالف
حکایت مذکورہ ہے بات بعید ہے کہ راوی خلاف روایت بغیر کسی مستند کے کرے دوسرا لفظ احمد ونسائی کا حدیث ابن عمر سے
یوں ہے کہ حضرت سے پوچھا کہ ایک آدمی نے اپنی جورو کو تین طلاقیں دیدی ہیں اوس نے دوسرے مرد سے نکاح کیا دروازہ بند
کرکے پردہ چھوڑا پھر طلاق دیدی جماع نہ کیا کیا زوج اول کے لیے حلال ہوگی فرمایا اول پر حلال نہیں جبتک کہ اوس دوسرے
کا شہد نہ چکھ لے یہ لفظ احمد کا ہے انکی تیسری روایت انس بن مالک سے یوں آیا ہے قال لا حتی یکون الآخر
قد ذاق من عسیلتها وذاقت من عسیلته ابن جریر کا لفظ ابو ہریرہ سے مرفوعا یہ ہے حتی یذوق الآخر عسیلتها
دوسرا لفظ ابن جریر کا حدیث عائشہ سے یہ ہے کہ فرمایا لا حتی یذوق من عسیلتها کما ذاق الاول اسکو شیخین ونسائی
نے بھی روایت کیا ہے تیسرا لفظ انکا عائشہ سے یہ ہے قال لا تحل لزوجها الاول حتی یذوق الآخر عسیلتها
ویذوق عسیلته اسکو ابو داود نے بھی روایت کیا ہے صحیحین میں یہ حدیث کئی طریق سے آئی ہے عائشہ نے کہا رفاعہ
قرظی نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر طلاق دی اوس سے دوسرا بیاہ کیا پھر آنکر حضرت سے کہا کہ وہ میرے پاس نہیں آتا ہے اوسکے
پاس تو کچھ نہیں مگر مثل ہدبہ ثوب کے یعنی جیسے ایک لتا کپڑے کا فرمایا لا حتی تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتک احمد کی
روایت میں آیا ہے کہ یہ شکایت بنت عبدالرحمن بن زبیر کی تھی یعنی وہ جماع پر قادر نہیں ہے حضرت نے فرمایا تو چاہتی
ہے کہ رفاعہ کے پاس پھر جاوے یہ نہیں ہو سکتا جبتک کہ تو کچھ شہد اوسکا اور وہ کچھ شہد تیرا چکھ نہ لے اسکو شیخین ونسائی
نے روایت کیا ہے یہ قصہ بھی کئی طرح سے نزدیک مالک وغیرہ کے آیا ہے غرضکہ بات یہ ٹھیری کہ مجرد خلوت کافی نہیں ہے
صحبت کا ہونا ضرور ہے زوج ثانی سے یہ مقصود ہے کہ وہ عورت میں راغب ہو نکاح بقصد دوام عشرت کرے کیونکہ شرع
تزویج میں یہی امر ہے امام مالک نے یہی شرط کیا ہے کہ وطی مباح ہو یہ نہ ہو کہ وطی محرم ہو یا وہ صائمہ یا معتکفہ یا حائض
یا نفسا ہو یا زوج ثانی صائم یا محرم یا معتکف ہو کہ ان صورتوں میں وہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہوگی اسیطرح اگر دوسرا
خاوند ذمی ہو تو اوسکے نکاح کرنے سے پہلے شوہر مسلم کے لیے حلال نہیں ہو سکتی کیونکہ کفار کے نکاح نزدیک مالک کے
ہیں حسن بصری نے یہ شرط بھی زیادہ کی ہے کہ زوج ثانی منزل بھی ہو جاوے شاید یہ بات لفظ عسیلہ سے سمجھی ہے مگر اس
بنیاد پر یہ بھی لازم آتا ہے کہ عورت بھی منزل ہو مگر مراد عسیلہ سے منی نہیں ہے اسلیے کہ احمد ونسائی نے عائشہ سے مرفوعا روایت
کیا ہے الا ان العسیلة الجماع یعنی مراد شہد کی سے صحبت ہے نہ انزال پھر اگر زوج ثانی نے وہ نکاح اس قصد سے کیا ہے
کہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جاوے تو محلل ٹھیرا احادیث میں محلل کی مذمت اور اسپر لعنت آئی ہے وقت عقد اگر اس
امر کی تصریح کرے گا تو نزدیک جمہور ائمہ کے شرع سے نکاح ہی نہ بندھے گا باطل ہوگا حدیث ابن مسعود میں آیا ہے

کہ حضرت نے فرمایا لعنت ہے مُحَلِّل و مُحَلَّل لہ پر الحدیث رواہ احمد و النسائی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اسی پر عمل ہے اہل علم کا صحابہ سے اون میں عمر و عثمان و ابن عمر ہیں یہی قول ہے فقہاء تابعین کا یہی مروی ہے علی و ابن عباس و ابن مسعود سے دوسرا لفظ ابن مسعود کا یہ ہے حضرت نے فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ رواہ احمد یعنی لعنت کرے اللہ دونوں پر مُحَلِّل سے زوج ثانی مراد ہے مُحَلَّل لہ سے زوج اول تیسرا لفظ اونکا مرفوعا یہ ہے کہ مُحِلّ و مُحَلَّل لہ ملعون ہیں زبان محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر قیامت تک رواہ احمد و النسائی عقبہ بن عامر نے کہا حضرت نے فرمایا کیا خبر دوں میں تمکو تیس مستعار سے کہا ہاں فرمایا وہ محلل ہے لعنت کرے اللہ محلل محلل لہ پر رواہ ابن ماجۃ دوسرا لفظ ابن ماجہ کا ابن عباس سے مرفوعا یوں ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ اس حدیث کو امام احمد نے ابی ہریرہ سے بھی روایت کیا ہے ابن عمر نے کہا ہم اوسکو عہد رسالت میں زنا گنتے تھے حاکم نے کہا یہ اسناد صحیح ہے عمر نے کہا محلل و محلل لہ جو میرے پاس آوے گا تو میں انکو رجم کروں گا رواہ الاثرم و ابن ابی شیبۃ ایک آدمی نے حلالہ کیا یعنی واسطے حلال کرنیکے زوج اول پر عثمان رضی اللہ عنہ نے دونو میں تفریق کرا دی اسیطرح علی و ابن عباس وغیرہما سے بھی مروی ہے اس باب میں بہت حدیثیں آئی ہیں ساری حدیثیں تو ابن کثیر نے لکھی ہیں ابن القیم نے اعلام الموقعین اغاثۃ اللہفان میں اسپر بڑا غل مچایا ہے لعنت کی دھوم دھام ثابت کی ہے پھر اللہ نے یہ فرمایا کہ اگر دوسرے خاوند نے بعد دخول کے طلاق دی ہے تو پھر دونو پر گناہ نہیں ہے اگر وہ جانتے گمان کرتے ہیں کہ باہم اچھا برتاؤ رہے گا اور اگر اس بات کا یقین نہیں ہے کہ اللہ کے حدود قائم رہیں گے یا تردد ہے ایک کو میاں بی بی میں سے یا دونو کو پھر اس نکاح میں پھنسنا مظنہ معصیت اور حرام میں گرفتار ہونا ہے یہ ہیں شرائع احکام اللہ کے جنکو واسطے جاننے والوں کے بیان فرمایا ہے ایک آدمی نے ایک یا دو طلاق دیکر عورت کو چھوڑ دیا عدت گذر گئی اوس نے دوسرے سے نکاح کر لیا اوس نے اوسکو بعد دخول کے پھر طلاق دیدی عدت پوری ہوئی پھر زوج اول نے اوس سے نکاح کر لیا تو وہ عورت اُسکو مع ایک طلاق باقی کے مل سکتی ہے یا کیا ہوگا اس میں ائمہ کا اختلاف ہے مالک شافعی احمد ایک گروہ صحابہ نے کہا ہاں یہ عود مع طلاق باقی کے ہوگا دوسرا قول یہ ہے کہ زوج ثانی نے طلاق سابق کو توڑ دیا اب جو پہلے کو ملی ہے تو تینوں طلاق سمیت ملیگی ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے اس دلیل سے کہ جب دوسرا شوہر تینوں طلاق کو ڈھا دیتا ہے تو پھر تین سے کم کو بطریق اولی ڈھا دیگا واللہ اعلم ابن المنذر نے کہا علما کا اجماع ہے اس بات پر کہ جب کسی آزاد مرد نے تین طلاقیں دیں عدت گذر گئی اوس نے دوسرا خصم کر لیا پھر اوس دوسرے نے بعد دخول کے طلاق دیدی پھر اوس سے اگلے خاوند نے نکاح کیا تو وہ عورت پاس اوس کے تین

طلاق پر رہی۔ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ص

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ
اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُم بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ ع ۲۹ ۱۱ ثلثہ ارباع

جب طلاق دی تمنے عورتوں کو پھر پہونچیں اپنی عدت تک تو رکھ لو انکو دستور سے یا رخصت کرو دستور سے مت بند کرو انکو ستانیکو مار یادتی کرنے کو جو کوئی یہ کام کرے اوسنے برا کیا اپنا مت ٹھیراو حکم اللہ کے ہنسی یاد کرو احسان اللہ کا جو تمپر ہے اور جو اوتاری تمپر کتاب اور کام کی باتین کہ تم کو سمجھاوے ڈرتے رہو اللہ سے جان رکھو کہ اللہ سب چیز جانتا ہے **ف**

اللہ تعالے نے اس آیت پاک میں یہ حکم دیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت کو ایسی طلاق دے جسمین رجعت ہو سکتی ہے تو اوسکو چاہیے کہ اچھا معاملہ کرے یعنی عدت بیچ جسقدر امکان رجعت باقی رہے تو اوسے عصمت نکاح میں بحسب دستور پھیرلے دستور حسنہ یہ ہے کہ رجعت پر گواہ کرلے نیت اچھے برتاؤ کی رکھے یا یہ کرے کہ پھر اوسکو چھوڑ دے یہانتک کہ مدت گذر جاوے پھر اوسکو چاہیے کہ گھر سے عورت کو ساتھ نکالے نہ نفاق ومخاصمت وتقابح کے ساتھ ابن عباس ومجاہد ومسروق وحسن وقتادہ وضحاک وربیع وغیرہم نے کہا ہے کہ کوئی آدمی جورو کو طلاق دیتا جب وقت نزدیک گذرنے عدت کی ہوجاتی تو اوس سے رجوع کرتا ضرر دینے کو تاکہ غیر کے پاس نہ جاوے پھر طلاق دیتا وہ عدت کرتی جب عدت گذرنے کو ہوتی پھر طلاق دیتا یہ اسلیے کہ مدت عدت کی لمبی ہوجاوے اللہ تعالے نے اس حرکت سے منع کیا وعید سنائی کہ ایسا آدمی ظالم النفس ہے اللہ کے خلاف کام کرتا ہے ابن جریر نے ابو موسی سے روایت کی ہے کہ حضرت اشعریین پر خفا ہوئے مینے کہا آپ کیوں خفا ہوتے ہین فرمایا کہ تم مین لوگ اوسیطرح طلاق دیتے ہین اور پھر رجعت کرتے ہین یہ کچھ مسلمانوں کی طلاق نہیں ہے عورت کو قبل عدت طلاق دو اور یہ آیت اوتری کہ اللہ کی آیتوں کو ہنسی نہ ٹھیراؤ مسروق نے کہا وہ شخص ہے جو بے گنہ طلاق دیکر عورت کو ستاتا ہے پھر رجوع کرتا ہے عدت کو بڑھانا چاہتا ہے حسن قتادہ ربیع مقاتل عطا خراسانی کا قول ہے کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جو طلاق دیکر کہتا ہے کہ میں تو ہنستا تھا یا آزاد کرتا یا نکاح کرتا ہے پھر اوسکو لاعب بتاتا ہے اللہ نے طلاق کو اوسپر لازم کر دیا فرمایا آیات خدا کو ٹھٹھا نہ پکڑو ابن عباس نے کہا یہ آیت اوسکے حق میں ہے جو بدون ارادہ طلاق کے بطور کھیل تماشے کے طلاق دیتا ہے پہلے اللہ ورسول نے اوسکے گلے طلاق باندھ دی کہ لواب ہنسی ٹھٹھا کرو عبادہ بن صامت نے کہا کوئی آدمی کسی سے کہتا میں اپنی دختر کو تیرے نکاح میں دیا پھر کہتا میں تو ہنستا تھا یا کہتا کہ مینے تجھکو آزاد کیا پھر اوسکو ہنسی پر ٹالتا اوسپر اللہ نے یہ آیت بھیجی حدیث ابو ہریرہ میں مرفوعا آیا ہے کہ تین چیزیں ہین کہ سچی اور ہنسی سچی ہوجاتی ہین نکاح طلاق رجعت اوسکو ابو داود و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن غریب بتایا ہے حاکم نے صحیح کہا ہے پھر اللہ نے یہ احسان رکھا کہ دیکھو جو تمپر کتاب و سنت کو اوتارا ہے تم اس نعمت کو نہ بھولو مراد کتاب

ہے الحکمۃ قرآن کا ہے مراد حکمت سے سنت ہے ابن کثیر نے ہر جگہ بعد حکمت کو لفظ سنت تفسیر کیا ہے فتح البیان کا بیان ہے کہ حسن نے کہا ہے مراد حکمت سے وہ سنت ہے جسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا ہے شافعی بھی اسی کے قائل ہیں انتہے معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ نے قرآن اوتارا ہے اسیطرح حدیث بھی اوتاری ہے فقط اتنا فرق ہے کہ قرآن متلو ہے حدیث متلو نہیں باقی وحی ہونے میں دونو برابر ہیں کما قال تعالی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى حدیث شریف میں آیا ہے اُوتیتُ القُراٰن ومثلہ معہ اس سے ثابت ہوا کہ منکر حدیث کا حکم ویسا ہی ہے جیسے منکر قرآن کا جس لوگوں کو قرآن وحدیث پہونچ گیا ہے اور وہ بمقابلہ مذہب اقوال رجال کے اوسکو نہیں مانتے ہین اونپر خوف کفر کا ہے اگر وہ جاحد ومعاند ہین ماول نہین واللہ اعلم اس آیت پر ربع ثالث پارہ دوم ختم ہوا ولله الحمد

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

جب طلاق دی تمنے عورتوں کو پہر پہونچ چکین اپنی عدت تک تو اب نہ روکو انکو کہ نکاح کر لین اپنے خاوندوں سے جب راضی ہو جاوین آپس مین موافق دستور کے نصیحت ملتی ہے اوسکو جو کوئی تم مین یقین رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اسی مین زیادہ سنوار ہے تم کو اور زیادہ ستھرائی اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے یہ حکم ہے عورتوں کے اولیا کو کہ اوسکے نکاح مین اوسی کی دستی کرین جہان وہ راضی ہو وہ مانع کردین اگر اپنی نظر مین اور جگہہ بہتر معلوم ہو **ف** ابن عباس نے کہا یہ آیت اوس شخص کے حق مین اوتری ہے جسنے اپنی جورو کو ایک یا دو طلاقین دین عدت ہو چکی پہر یہ ساتھ چاہا کہ اوسی سے نکاح کرے رجوع لائے عورت بہی اسی بات کو چاہتی ہے تو اوسکے اولیا رن کو اوسکا منع کرنا چاہیے اللہ نے اس منع کرنے سے منع فرمایا ہے یہی قول ہے مسروق نخعی زہری ضحاک کا ابن کثیر نے کہا آیت سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے اس سے یہ بہی نکلا کہ عورت اپنا نکاح آپ نہین کر سکتی ہے نکاح کے لیے ہونا ولی کا ضرور ہے ترمذی وابن جریر نے مرفوعا روایت کیا ہے کہ نہ بیاہ دے کوئی عورت کسی عورت کو اور نہ بیاہ کرے اپنی جان کا زانیہ وہی ہے جو اپنا بیاہ آپ کرتی ہے دوسرے اثر مین آیا ہے کہ نہین ہوتا نکاح مگر ساتھہ ولی مرشد و دو شاہد عدل کے اس مسئلے مین درمیان علما کے جھگڑا ہے محل اسکا کتب فروع ہین ابن کثیر نے تقریر اوسکی کتاب الاحکام مین کی ہے بخاری شریف مین آیا ہے کہ یہ آیت حق مین معقل بن یسار اور انکی بہن کے اوتری ہے جسنے کہا انکی بہن کو اوسکے شوہر نے طلاق دیدی تہی بعد گذرنے عدت کے پہر اوس سے نکاح کرنا چاہا معقل نے انکار کیا اوسپر یہ آیت اوتری اسکو ابو داود وابن ماجہ وابن ابی حاتم ابن جریر ابن مردویہ نے بہی کئی طریق سے روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح بتایا ہے

ع
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ابن جریج نے کہا عورت جمیل دختر یسار تھی نیچے ابوالبداح کے ابو اسحاق سبعی نے کہا وہ فاطمہ بنت یسار تھی اگر سبب نزول اس آیت کا حق میں معقل بن یسار کے تبلاتے ہیں سدی نے کہا یہ حق میں جابر بن عبداللہ کے اور اُنکے بنت عم کی اوتری ہے ابن کثیر نے کہا صحیح اول ہے فتح البیان میں کہا خطاب اس آیت میں اولیا کو ہے اسناد طلاق کیطرف انکو اسلیے کی گئی ہے کہ وہ سبب ہیں نکاح مطلقات کے یا یہ خطاب ہے ازواج کو یعنے جب تم طلاق دیچکے اور عدت بھی ہو چکی تو اب وہ جس سے چاہے نکاح کرے تم منع کرنیوالے کون یہ ممانعت حمیت جاہلیت ہے جس طرح اکثر رئیس امیر یا دنیا اسبات پر غیرت کرتے ہیں کہ جو عورتیں انکے نیچے تھیں اب وہ کسی دوسرے کے نیچے جاویں کیونکہ بسبب حصول مکنت و جاہ و ریاست و نخوت و کبریا کے انکو یہ خیال و استکبار حال رہتا ہے کہ وہ جنس ہی آدم سے نہیں ہیں مگر جس کو اللہ تقوی و تواضع دیکر بچالیا ہے انتہی وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۗ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○ لڑکے والیاں دودھ پلاویں اپنی لڑکوں کو دو برس پورے جو کوئی چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت لڑکے والے پر ہے کھانا پہننا اونکا موافق دستور کے تکلیف نہیں کسی شخص کو مگر جو اوسکی گنجایش ہے نہ ضرر چاہیے ماں اپنی اولاد کا نہ لڑکے والا اپنی اولاد کا وارث پر بھی یہی ذمہ ہے پھر اگر دونو چاہیں دودھ چھڑانا آپس کی رضا سے اور مشورت سے تو انکو گناہ نہیں اور اگر تم لوگ چاہو کہ دودھ پلوالو اپنی اولاد کو تو نہیں گناہ تم پر جب حوالے کر دیا جو تمنے دینا ٹھیرایا تھا موافق دستور کے ڈرو اللہ سے جان رکھو اللہ تمہاری کام دیکھتا ہے یعنی اگر مرد عورت میں طلاق ہوئی لڑکا ہے دودھ پیتا تو ماں پر ضرور ہی اوسکو دودھ پلانا اونکو باپ اوسکا خرچ اوٹھائیگا اگر باپ مر گیا تو لڑکے کے وارث اوسکا خرچ اوٹھاویں اور جو دو برس کے کم میں چھڑا دیں آپسی خوشی سے تو بھی روا ہے باپ کسی اور سے پلوا لے ماں کو سد نہ کہے تو بھی روا ہے لیکن اسکے بدلے میں ماں کا کچھ حق نہ کاٹ رکھے **ف** اس آیت شریف میں اللہ تعالے نے والدات کو یہ ارشاد کیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دو برس کامل دودھ پلا دیں اسکے بعد کچھ اعتبار رضاعت کا نہیں ہے اسلیے یہ فرمایا ہے کہ جو رضاعت کو پورا کرنا چاہے وہ ایسا کرے اور اکثر ائمہ اسطرف گئے ہیں کہ رضاعت محرمہ وہی ہے جو اندر دو سال کے ہو اگر دو برس سے زیادہ عمر کے بچے نے دودھ پیا تو وہ حرام نہ ہوگا بخاری نے اوسکے لیے ایک علحدہ باب مقرر کیا ہے اوسمیں ام سلمہ کی

مرفوعاً مروی ہے کہ حرام نہیں رضاع سے مگر وہی جو چہاتی مین سے نکلکر آنتون کو پہاڑے اور دودہ چھڑانے سے پہلی ہو پہر کہا
کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اسیپر ہے عمل اکثر اہل علم کا اصحاب حضرت وغیرہم سے کہ حرام کرنیوالی رضاعت وہی ہے جو دو برس کے اندر ہوا اور
جو دو برس کامل کے بعد ہے وہ کسی شے کو حرام نہیں کرتی ہے ابن کثیر نے کہا ترمذی متفرد ہین ساتھہ اس حدیث کے اسحدیث کی
رجال شرط صحیحین پر ہین مراد چہاتی سے محل رضاعت ہے جسطرح حدیث براء بن عازب مین آیا ہے کہ جب ابراہیم صاحبزادہ
حضرتؐ کا انتقال ہوا تو آپنے فرمایا میرا بیٹا ابراہیم اندر چہاتی کے مرا یعنی مدت رضاع مین اسکی ایک دایہ ہے بہشت میں
اسکو احمد وبخاری نے روایت کیا ہے یہ اسلیے فرمایا کہ وہ ایک سال دس ماہ کے ہوکر مرگئے دو ماہ جو باقی رہے اسکو مرضعہ
جنت پورا کریگی جابر سے مرفوعاً کہا ہے نہیں رضاع بعد فصال کے یعنے دودہ چھوٹنے کے پیچھے نہیں یتیمی بعد احتلام کے رواہ ابوداود و
الطیالسی اسحدیث کی پوری دلالت اس آیت مین ہے وَفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ قال وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا اسی
قول کہ بعد دخول کے رضاعت حرام نہین کرتی ہے علی ابن عباس ابن مسعود جابر ابوہریرہ ابن عمر ام سلمہ ابن المسیب
عطا جمہور سے مروی ہے اسیطرف شافعی احمد اسحق ثوری مالک ابو یوسف محمد گئے ہین مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ مدت
رضاعت دو برس دو ماہ ہین یا تین ماہ ابو حنیفہ نے کہا دو سال چہہ ماہ ہین زفر نے کہا جبتک دودہ پیتا رہے تین برس
تک یہی روایت اوزاعی سے بہی ہے مالک واوزاعی یہ بہی کہتے ہین کہ اگر دو برس سے کم مین دودہ چھڑا دیا پہر کسی عورت
نے اسکو بعد فصال کے دودہ پلوا دیا تو اس سے حرام نہ ہوگا اسلیے کہ وہ دودہ بمنزلہ طعام کے ہے عمر علی نے کہا ہے
نہیں رضاع بعد فصال کے شاید مراد دو سال ہین جسطرح جمہور نے کہا ہے خواہ دودہ چھوڑ دیا یا نہ چھوڑے یا مراد فعل
ہے جسطرح مالک نے کہا ہے واللہ اعلم صحیحین میں عائشہ سے آیا ہے کہ وہ رضاع کبیر کو تحریم مین موثر سمجہتی تہین یہی قول
ہے عطا ولیث کا عائشہ جن مردون کے سامنے آنا پسند کرتین تو بعض عورتون سے کہدیتین کہ انکو دودہ پلا دو انکی حجت
حدیث سالم مولے ابی حذیفہ ہے حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بی بی
سے فرما دیا تہا کہ تو سالم کو دودہ پلا دے وہ بڑی عمر کا تہا بسبب اس رضاعت کے پاس انکے
گہر مین آتا جاتا تہا مگر اور بی بیون نے سمجہا ہے کہ حکم خاص انہین کیلیے تہا جمہور کا قول یہی ہے انکی حجت حدیث
عائشہ ہے صحیحین میں کہ حضرتؐ نے فرمایا تم اے عورتو دیکہو کہ تمہارے بہائی کون ہیں رضاعت تو بہوک سے ہوتی ہے
مراد جمہور سے ائمہ اربعہ فقہاء سبعہ اکابر صحابہ سائر ازواج مطہرات ہین ابن کثیر نے وعدہ کیا ہے کہ کلام اس مسئلے کا آیت رضاعت کے
نیچے آویگا یعنی قولہ تعالی وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ شوکانی اس باب مین ہم قول عائشہ صدیقہ مین کہتے ہین ارضاع کبیر واسطے
تحریم نظر کی جائز ہے گو داڑہی والا ہی کیوں نہ ہو واللہ اعلم فتح البیان میں کہا ہے کہ اللہ نے بعد ذکر نکاح وطلاق کے ذکر رضاع

ع اور حمل میں رہنا اسکا اور دودہ چھڑانا تیس مہینے ہے ع اور حمل ماہ کی دودہ دو برس ۱۲

کا کہا کیونکہ کبھی باہم رنجش سے فرقت ہو جاتی ہے اور سیاق مین دونو کے بچا ہوتا ہے بعض نے کہا آیت خاص ہے ساتھ مطلقات کے بعض نے کہا عام ہے لفظ حولین کاملین مین دلیل ہے ابوحنیفہ و زفر پر ارادہ تمام رضاعت سے معلوم ہوا کہ پورا کرنا دو برس کا واجب نہین ہے بلکہ حد تمام ہے اگر دو برس سے کم پلاوین تو بھی جائز ہے اس کمی کی کچھ حد مقرر نہین ہے جس مقدار مین صلاح فرزند کے طفل ہو کافی ہے **ف** لڑکے کے باپ پر روٹی کپڑا اوسکی مان کا مطابق عادت اہل شہر واجب ہے نہ اسراف کرے نہ اقتار یعنی تنگی ترشی بلکہ مقدور کے موافق دے جسطرح اللہ پاک نے فرمایا ہے لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰهُ اللّٰهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا یہی قول ہے ضحاک کا لفظ مولود لہ کا ارشاد کیا والدہ نہ کہا اس مین دلیل ہے اسبات پر کہ اولاد باپ کی ہوتی ہے نہ مان کی اسی لیے باپ کیطرف نسبت کرتے ہین نہ طرف مان کے گویا ماون نے وہ اولاد باپون کے لیے جنی ہے فتح البیان مین کہا ہے کہ یہ وجوب رزق و کسوت کا باپ پر مرضعہ مان کے لیے مطلقات بائنہ مین ہے جو مطلقات نہین ہین انکا نفقہ و کسوت خاوندون پر بدون ارضاع اولاد کے بھی واجب ہے قرطبی نے کہا ظاہر تر یہی ہے کہ آیت حق مین اون بیبیون کے ہے جو نکاح مین باقی ہین کیونکہ وہ مستحق نان نفقہ ہین خواہ دودھ پلاوین یا نہ پلاوین یہ روٹی کپڑا مقابلہ تمکین کے ہے یعنی عوض صحبت سو جب دودھ پلانے مین مشغول ہوگی تو اوس سے تمتع کامل حاصل نہوگا اسپر شاید کسی کو یہ وہم ہوتا کہ وہ نان نفقہ حالت رضاع مین جاتا رہا اسلیے اللہ نے اوس وہم کو دور کر دیا فرما دیا کہ یون نہین ہے بلکہ اب بھی اسکا روٹی کپڑا اوسیطرح واجب ہے جیسے پہلے رضاع کے واجب تھا پھر قرطبی نے کہا ہے آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ نفقہ ولد کا والد پر واجب ہے اسلیے کہ ولد عاجز و ضعیف ہے اللہ نے جو نسبت اوسکی طرف مان کے کی ہے سو اسلیے کہ غذا بچے کو حالت رضاع مین مان ہی کے واسطے سے پہونچتی ہے علما کا اجماع ہے اسپر کہ باپ پر نفقہ اولاد اطفال کا جو مال نہین رکھتے ہین واجب ہے **ف** مان کو نہ چاہیے کہ بچہ کو اپنے پاس سے دور کرے تا کہ باپ کو اوسکی پرورش کرنا مشکل ہو مان بعد پلا دینے دودھ کے جس بغیر بچا زندہ نہین رہ سکتا ہے اختیار رہے چاہے رکھے یا نہ رکھے لیکن اگر اوسوقت بھی باپ کو ضرر ہوگا تو بھی دور کرنا اوسکا درست نہ ٹھیریگا جسطرح باپ کو چھین لینا بچہ کا واسطے ستانے مان کو درست نہین ہے اسی لیے یہ فرمایا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ یعنی باپ بھی بچہ کے لینے کا مان سے اوسکے ستانے کے لیے ارادہ نکرے یہی قول ہے مجاہد قتادہ ضحاک زہری سدی ثوری ابن زید وغیرہم کا وارث پر یہی واجب ہے کہ اپنے قریب کو ضرر نہ دے یہ قول ہے مجاہد شعبی ضحاک کا بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ جسکا باپ نہو تو وارث اوسپر خرچ کرے قائم بحقوق والد طفل رہے کسیطرح اسکو ایذا نہ دے جمہور نے یون ہی کہا ہے ابن جریر نے اسکا بیان مفصل کیا ہے حنفیہ حنبلیہ نے آیت سے دلیل پکڑی ہے اسبات پر کہ نفقہ بعض اقارب کا بعض پر واجب ہے عمر بن الخطاب و ابوحنیفہ و احمد و جمہور سے

ع چاہیے خرچ کرے
کشایش والا اپنی کشایش سے
ے اور جسکو [illegible]
ے اور جسکی روزی تنگ ہو
کرے اوسمین سے جو دیا
اوسکو اللہ نے [illegible]
نہین رکھتا مگر
اتنا جو اسکو دیا اب کردیگا
اللہ سختی کے پیچھے آسانی
ع اور نہ [illegible]
والا اپنی اولاد کا ۱۲

احمد وجمہور سے اسیطرح مروی ہے حدیث مرفوع سمرہ روایت جس آئی ہے وہ بھی اسی کی موید ہے کہ جو کوئی مالک کسی ذی رحم محرم کا ہوتا ہے تو وہ اوسپر آزاد ہوجاتا ہے رضاعت بعد دو سال کے کبھی بچے کو نقصان پہنچاتی ہے مدنی ہیں یا عقیل بن علقمہ نے ایک عورت کو دیکھا کہ بعد دو برس کے بچے کو دودھ پلاتی ہی اوسکو منع کیا کہ مت پلا کسینے کہا مراد وارث سے جو بچا ہے یعنی جسطرح باپ کا وارث ہوا اوسکو مال ملا تو اوسپر اپنے مال سے ارضاع اسکا واجب ہے بعض نے کہا مراد والدین میں جو اون میں سے بعد مرنے ایک کے باقی رہا ہے اگر باپ مرگیا تو ماں کفیل ولد ہوگی اگر بچا مالدار نہیں ہے ثوری اسی کے قائل ہیں کسینے کہا مراد وارث مرضعہ ہے قرطبی نے کہا مراد مثلیت سے عدم اضرار ہے بہ رضاع والانفاق ورنہ بجائے بمثل ذلک مثل ہذا ارشاد ہوتا سارے مفسرین اسطرف گئے ہیں مگر یہ قول نہایت لچر ہے اسلیے کہ اسم اشارہ جسطرح صالح وحدت ہی اسیطرح صالح تعدد بھی ہے قول اول اولے ہے پھر اگر ماں باپ بچے کے مصلحت دیکھیں کہ دو برس سے پہلے دودھ چھڑادیں تو اونپر کچھ گناہ نہیں معلوم ہوا کہ ہمارای ایک کی والدین میں سے کافی نہیں ہوتی ہے نہ اُسر ایک کو بدون مشورے کے ایسے بات پر چمنا چاہیے جبتک کہ دوسرے کا مشورہ نہ ہو یہی قول ہے ثوری کا اس میں بچے کی لیے احتیاط ہی تاکہ اوسکے مقدمے میں خوب سا غور کرلیں یہ اللہ کی ایک رحمت ہے بندو پر کہ اوسنے تربیت طفل کو ذمہ والدین پر کہا ہے اور یہ فرمایا کہ جس امر میں مصلحت ہو وہ کام کرو کما قال فی سورۃ الطلاق فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ج وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ ج وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ط یا مراد مشورے سے اہل علم ہیں کہ جنکو یہ صلاح دیں کہ ہاں قبل حولین کے فصال سے کچھ ضرر بچے کو نہوگا تو فصال کردیں واللہ اعلم پھر اگر ماں باپ کی یہ صلاح ٹھیری کہ بچے کو دایہ دودھ پلائے تو جتنے دن ماں نے دودھ پلایا ہے اوتنے دن کی اجرت اوسکو دیدے یہی قول ہے ثوری ومجاہد کا اللہ دیکھتا ہے کہ تم نے حقوق والدہ ومرضعہ واولاد کے ادا کیے یا نہیں وَالَّذِينَ

يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ج فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ○ جو لوگ مرجاوین تم میں اور چھوڑ جاویں عورتیں وہ انتظار کرائیں اپنے تئیں چار مہینے دس دن پھر جب پہنچ چکیں اپنی عدت کو تو تمپر نہیں گناہ جو وہ اپنے حق میں کریں موافق دستور کے اللہ کو تمہارے کام کی خبر ہے طلاق کی عدت تین حیض فرمائی موت کی عدت چار مہینے دس دن بتائی دونوں جب ہیں کہ حمل معلوم نہ ہو اگر حمل معلوم ہو تو حمل تک **ف** بعد ذکر نکاح وطلاق ورضاع یہ ارشاد کیا کہ جن عورتوں کے مرد مرگئے ہیں انکی عدت چار ماہ دس دن ہے یہ حکم شامل ہے زوجات مدخولہ وغیر مدخولہ کو باجماع مستند اس اجماع کا غیر مدخولہ میں عموم آیت کریمہ ہے اور یہ حدیث ابن مسعود کہ کسی نے اون سے پوچھا کہ ایک آدمی نے

ف اور اگر
دودھ پلادیں اپنی
ماں اور دودھ [illegible]
[illegible]
اور اگر [illegible]
کر دو دودھ دو سے
[illegible]
اور کوئی عورت سے

کرکے پہلے دخول سے مرگیا کچہ مہر مقرر نہ کیا تہا اونہون نے کہا مین اس مقدمہ اپنی رائے سے کہتا ہون اگر یہ کہنا میرا ٹہیک
پڑا تو اسکی طرف سے ہے اور اگر خطا ہوئی تو میری اور شیطان کی طرف سے ہوگی اللہ و رسول اوس سے بری ہین اس عورت کو پورا مہر ملنا
چاہیے دوسرا لفظ یون ہے کہ مہر مثل دینا چاہیے نہ زیادہ نہ کم اوسپر عدت ہے اور اسکو میراث ملیگی معقل بن یسار اشجعی نے
کہڑے ہوکر کہا مین نے حضرت کو سنا حق مین بروع بنت واشق کے یہی حکم دیا تہا ابن مسعود نہایت درجہ خوش ہوے ایک روایت
مین یہ لفظ ہے کہ کچہ لوگ اشجع کے تہے انہون نے کہا ہم گواہی دیتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا تہا حق
مین بروع بنت واشق کے اس حدیث کو احمد و اہل سنن نے روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح کہا ہے یہ خوشی اس بات پر ہوئی
کہ انکا فتوے موافق فتوی جناب رسالت پڑا اس حکم سے وہ عورت خارج ہے جو بعد موت زوج کے حامل ہو کیونکہ اسکی
عدت وضع حمل ہے اگرچہ بعد ایک لحظہ ہی کے وضع کرے بدلیل عموم آیت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ ابن عباس کہتے ہین اوسپر واجب ہے کہ ابعد الاجلین کا انتظار کرے وضع یا چار ماہ دس روز تاکہ دونو آیتون مین
جمع حاصل ہو ابن کثیر نے کہا یہ ماخذ جید ہے مسلک قوی ہے اگر حدیث سبیعہ اسلمیہ نہ ہوتی صحیحین مین آیا ہے کہ اسکا خاوند
سعد بن خولہ مرگیا وہ حامل تہی بعد وفات کے بلا تاخیر وضع ہوا دوسری روایت مین یون ہے کہ بعد چند شب کے اوس نے بچہ
جنا جب نفاس سے پاک ہوئی پیغام کرنے والون کے لیے بنی ٹہنی ابو السنابل بن بعکک آئے کہا مین تجہکو آراستہ پیراستہ
دیکہتا ہون شاید تیرا ارادہ نکاح کرنے کا ہے واللہ تو نکاح نہین کرسکتی ہے جبتک کہ چار ماہ دس روز نہ گذرین سبیعہ کہتی ہین
جب مین نے یہ بات سنی شام کو اپنے کپڑے پہنکر پاس حضرت کے آئی مسئلہ پوچہا فرمایا تو عدت سے نکل گئی جب بچا ہوگیا مجہکو
حکم دیا کہ اگر مین مناسب سمجہون تو نکاح کرلون ابن عبد البر کہتے ہین جب حجت ابن عباس سے کہی گئی تو اونہون نے رجوع
کیا دلیل اس صحت رجوع کی یہ ہے کہ اصحاب ابن عباس مطابق حدیث سبیعہ فتوی دیتے تہے یہی قول سارے اہل علم کا
ہے اسیطرح اس حکم سے وہ زوجہ مستثنی ہے جو لونڈی ہو کہ اوسکی عدت نصف عدت حرہ ہوگی یعنی دو ماہ پانچ شب یہی
قول ہے جمہور کا کیونکہ جب اوسکی حد حرہ کی حد سے آدہی ٹہیری تو عدت بہی نصف چاہیے ہان ابن سیرین و بعض ظاہریہ
حرائر و اماء کو اس حکم مین برابر بتلاتے ہین بدلیل عموم آیت شریف کے اور اس حجت سے کہ عدت ایک امر جبلی ہے اس مین خلقت
برابر ہے سعید بن المسیب و ابن العالیہ نے کہا یہ مدت چار ماہ دس شب کی اسلیے ہے کہ اگر حمل ہو تو ظاہر ہو جاوے جس طرح
حدیث ابن مسعود مین آیا ہے کہ خلقت تمہاری مان کے پیٹ مین چالیس دن تک نطفہ رہتی ہے پہر چالیس دن علقہ
پہر چالیس دن مضغہ پہر فرشتہ آکر روح پہونک جاتا ہے یہ تین چلے چار ماہ ہوئے دس دن اور بطور احتیاط رکہے
گئے کیونکہ بعض مہینے کم ہوتے ہین اس مدت پر حرکت بچہ کی بعد نفخ روح کے ظاہر ہو جاوے گی واللہ اعلم یہی حکمت ابن المسیب

رابوالعالیہ نے بھی بیان کی ہے اسی لیے امام احمد نے کہا ہے کہ عدت ام ولد کی اس جگہہ مثل حرہ کے ہے کیونکہ وہ مثل حرہ کے وراثت ہو گئی ہے حدیث عمرو بن العاص بھی اسپر دلیل ہے اوسمیں کہا مشتبہ نہ کرو ہمپر سنت ہمارے نبی کی عدت ام ولد کی جب کہ اوسکا سید مرجاوے چار ماہ دس روز ہے رواہ احمد وابوداود وابن ماجہ امام احمد سے اس حدیث کا انکار بھی آیا ہے کسی نے کہا قبیصہ کو عمرو سے سماعت نہیں ہے مگر ایک گروہ سلف اسی حدیث کیطرف گیا ہے طاوس و قتادہ نے کہا عدت ام ولد کی نصف عدت حرہ ہے یعنی دو ماہ پانچ شب ابوحنیفہ نے کہا تین حیض عدت کرے یہی قول ہے بعض صحابہ و تابعین کا مالک و شافعی و احمد کے نزدیک ایک حیض کافی ہے اسیطرف ایک جماعت تابعین بھی گئی ہے ابن عمر بھی اسکے قائل ہیں لیث نے کہا اگر وقت وفات کے حائض تھی تو وہی حیض عدت کو کافی ہے مالک نے کہا اگر حیض نہیں آتا ہے تو تین مہینے عدت کرے شافعی و جمہور نے کہا ایک ماہ تین دن بہتر ہیں فتح البیان میں کہا ہے کہ آیت ناسخ ہے آیت مابعد کی جس میں ایک سال کی عدت آئی ہے اگرچہ یہ آیت تلاوت میں متقدم ہے جمہور کا اسپر اجماع ہے

ف لفظ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ الآیۃ سے یہ سمجھا گیا کہ مدت عدت تک سوگ کرنا شوہر متوفی پر واجب ہے ام حبیبہ و زینب بنت جحش نے کہا حضرت نے فرمایا حلال نہیں کسی عورت کو جو ایمان رکھتی ہے اللہ و یوم آخر پر یہ بات کہ سوگ کرے کسی میت پر زیادہ تین دن سے مگر خاوند پر چار ماہ دس دن رواہ الستۃ ام سلمہ سے صحیحین میں آیا ہے کہ میری بیٹی کا شوہر مر گیا اسکی آنکھ دکھنے کو آئی میں نے حضرت سے پوچھا کیا میں اوسکو سرمہ لگا دوں دو یا تین بار یہی فرمایا کہ نہیں عدت چار ماہ دس روز کی ہے جاہلیت میں تو ایک سال تک ہوتی تھی زینب بنت ام سلمہ نے کہا عورت کا شوہر جب مر جاتا تو وہ ایک بری سی جگہہ بیٹھتی برے سے برے کپڑے پہنتی خوشبو نہ لگاتی جب تک کہ سال نہ گذر جاتا پھر بعد سال کے نکلکر ایک مینگنی پھینکتی پھر ایک گدہا یا بکری یا چڑیا لاتی اوسکو اپنے بدن سے رگڑتی وہ جانور مر جاتا اسی لیے ابن عباس نے کہا ہے کہ یہ آیت ناسخ آیت مابعد ہے مطلب یہ ٹھیرا کہ سوگ کہتے ہیں ترک زینت کو یعنی خوشبو ملنا زیور پہننا اچھا کپڑا زیب تن کرے یہ بات عدت وفات میں واجب ہے سب کا ایک ہی قول ہے عدت رجعی میں واجب نہیں ہے یہ بھی ایک ہی قول ہے عدت بائن میں دو قول ہیں سوگ میں چھوٹی بڑی آزاد لونڈی مسلمہ کافرہ سب برابر ہیں اسلیے کہ آیت کریمہ عام ہے ثوری و ابوحنیفہ کہتے ہیں کافرہ پر سوگ نہیں ہے اشہب و ابن نافع مالکی بھی اسطرف گئے ہیں انکی دلیل یہ حدیث ہے کہ کسی عورت مومنہ کو سوا زوج کے کسی کے لیے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں ہے یہ حدیث ام حبیبہ کی اوپر گذر چکی ہے اسمیں قید ایمان کی ہے حکم تعبدی ہے کافرہ کے ساتھ ابوحنیفہ و ثوری نے صغیرہ کو بسبب عدم تکلیف کے مسلمان لونڈی کو بسبب نقصان کے ملا دیا ہے

ف مراد بلوغ اجل سے اس جگہہ انقضاء عدت ہے یہی قول ہے ضحاک و ربیع کا عَلَيْكُمْ سے مراد اولیاء عورت ہیں ابن عباس نے کہا جب عورت کو

طلاق دیدی یا اوسکا خاوند مرگیا اور عدت ہوچکی تو پھر اوس عورت پر کچھ گناہ زینت کرنے میں سے سو اونسے تعرض نکاح کرنیکا پھیر ہوتا ہے یہی قول ہے مقاتل بن حیان کا بھی مجاہد نے کہا مراد معروف سے نکاح حلال طیب ہے حسن بصری زہری سدی بھی اسی طرف گئے ہیں ابو حنیفہ نے کہا اس آیت سے نکلا کہ نکاح بغیر ولی کے جائز ہے کیونکہ اضافت فعل کی طرف فاعل کے محمول با شرت پر ہوتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ خطاب اولیا کو ہے اگر نکاح بے ولی کے صحیح ہوتا تو خطاب اولیا کو نہ کیا جاتا وَلَا جُنَاحَ

عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ط عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا

تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ط وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ط وَ

اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ج وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ گناہ نہیں تم پر جو تم کہو پیغام نکاح کا عورت کو یا چھپا رکھو اپنے دل میں معلوم ہے اللہ کو کہ تم البتہ انکا بیان کروگے لیکن وعدہ نہ کر رکھو ان سے چھپ کر مگر یہی کہ کہدو ایک بات جسکا رواج ہے اور نہ ارادہ کرو گرہ نکاح کی جبتک پہنچ چکے حکم اللہ کا اپنی مدت کو جان رکھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دل میں ہے سو اس سے ڈرتے رہو جان لو کہ اللہ بخشتا ہے تحمل والا **ف** یعنی عورت ایک خاوند سے چھوٹی ہے اور عدت میں ہے تب تک کسی اور کو روا نہیں کہ اوس سے نکاح باندہ لیوے یا صاف وعدہ کر رکھے مگر دل میں نیت رکھے کہ یہ فارغ ہوگی تو میں نکاح کرونگا یا اسکو پردے میں سنا کر کہے تاکہ اس سے پہلے کوئی اور نہ کہہ بیٹھے پردہ یہ کہ ایک بات کہدے رواج کی مثلاً عورت کو کہے کہ تجھکو ہر کوئی عزیز کرے گا یا کہے کہ مجھکو ارادہ نکاح ہے مطلب یہ ٹھیرا کہ عدت میں تعریض خطبے کی کرنا بدون تصریح کے روا ہے ابن عباس نے کہا تعریض یہ ہے کہ مثلاً یوں کہے کہ میرا ارادہ بیاہ کا ہے یا میں عورت کو دوست رکھتا ہوں یا خدا سے چاہتا ہوں کہ کوئی عورت مجھے ملجاوے منگنی کرنے پر طیار نہ ہو دوسرا لفظ یہ ہے کہ میں سوا تیرے دوسری عورت سے نکاح کرنا نہیں چاہتا ہوں یا میں چاہتا ہوں کہ کوئی نیک عورت ملے بخاری نے اسکو تعلیقاً روایت کیا ہے یہی قول ہے ایک جماعت سلف و ائمہ کا تعریض جائز ہے تصریح جائز نہیں یہی حکم مطلقہ مثلوثہ کا بھی ہے کہ تعریض کرنا اوسکو جائز ہے نہ تصریح فاطمہ بنت قیس کو اسکے شوہر ابو عمرو بن حفص نے تین طلاقیں دیدی تہیں حضرت نے حکم دیا کہ وہ گھر میں ابن ام مکتوم کے عدت کرے پھر فرمایا جب تیری عدت ہو چکے تو مجھے خبر کرنا جب ہو چکی تو اسامہ بن زید کا پیغام بھیجکر اون سے نکاح کر دیا رہی مطلقہ رجعیہ سو اوس سے سوا شوہر کے کسیکو نہ تعریض جائز ہے نہ تصریح اسمین کسی کا خلاف نہیں ہے واللہ اعلم **ف** سے فرمایا کہ اگر تم نے بات کو اپنے جی میں چھپایا یا تصریح نہیں کی تعریض کی کچھ گناہ نہیں ہے حرف اَوْ اس جگہ پہ ہے لیے اباحت یا تخییر یا تفصیل یا ابہام کے مخاطب پر اکنان کہتے ہیں ستر و خفا کو اکننتم کے معنے اضمرتم کے ہیں جیسے یہ آیت وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ وکقولہ اَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ اسلیے فرمایا ہے اللہ جانتا ہے

کہ تم انکا ذکر کروگی جیسا سچی میں کشاف میں کہا ہے کہ اس میں ایک طرح کی توبیخ ہے جیسے فرمایا تھا عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ
اَنْفُسَكُمْ اور ایک جماعت سلف نے کہا ہے کہ مراد وعدہ یہاں سر اس جگہہ زنا ہے یہی قول ہے ابن عباس کا اسکو ابن جریر نے بھی اختیار
کیا ہے یعنی یوں نہ کہے کہ میں تیرا عاشق ہوں تو مجھہ سے قرار کر کہ غیر سے تو اپنے نکاح نہ کریگی یہی قول ایک جماعت سلف سے
مروی ہے مجاہد نے کہا یوں نہ کہے کہ تو مجھے فوت مت کر میں تجھہ سے نکاح کرونگا قتادہ نے کہا اس بات کا اوس سے عہد نہ لے
کہ سوا اسکے وہ دوسرے سے بیاہ نکرے ابن زید نے کہا مراد یہ ہے کہ چپکے سے عدت میں بیاہ کر لے پھر جب عدت پوری ہو تو ظاہر
کرے ابن کثیر نے کہا یہ بھی محتمل ہے کہ آیت ان سب معنوں میں عام ہو اسی لیے یہ فرمایا ہے کہ اگر کچھ کہو تو معروف بات کہو جیسے
یہ کہنا کہ مجھکو تجھہ میں رغبت ہے عبیدہ نے کہا قول معروف سے یہ مراد ہے کہ اوسکے ولی سے یہ بات کہدے کہ تم جلدی نکرنا یعنی
اوسکو بیاہنا جب تک کہ مجھہ سے کہدو جمہور نے کہا مراد سر سے اس جگہہ نکاح ہے یعنی معتدہ سے یہ نہ کہے کہ تو مجھسے نکاح کرلے
بلکہ تعریض کرے کسی نے کہا مراد جماع ہے یعنی یوں نہ کہے کہ میں کثیر الجماع ہوں تاکہ اوسکو نکاح پر رغبت پیدا ہو شافعی
اسیطرف گئے ہیں ابن عطیہ نے کہا امت کا اجماع ہے اس بات پر کہ معتدہ سے مشیری نے پردگی کی بات نہ کرے جیسے ذکر جماع و
غیرہ نہ اسپر حرص دلادے کہ ایسی گفتگو جائز نہیں ہے بلکہ اسپر بھی اجماع ہے کہ عدت میں عورت کو وعدہ دینا یا باپ سے کنواری لڑکی
کے لیے یا سید سے لونڈی کے مقدمہ میں وعدہ کرنا مکروہ ہے کتاب سے مراد اسجگہہ حد و قدر ہے یعنی مدت معین کقولہ تعالی
اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا یہ حکم کہ نکاح مابین عدت میں حرام ہے اسپر سب کا اتفاق ہے اجل سے
مراد آخر مدت عدت ہے ابن عباس اور ایک جماعت تابعین نے کہا ہے کہ جب تک عدت نہ ہو چکے تب تک نکاح نہ باندھو ابن کثیر
نے کہا علما کا اجماع ہے اس بات پر کہ عقد اندر مدت عدت کے صحیح نہیں ہے اگر کسینے کر لیا ہے پھر داخل بھی ہوا تو دونو
میں تفریق کرادیجاویگی پھر ہمیشہ کو وہ اوسپر حرام ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں جمہور نے کہا وہ حرام نہیں ہوگی بعد
انقضاے عدت کے چاہے خطبہ کرے مالک نے کہا وہ ہمیشہ کے لیے اوسپر حرام ہو چکی انکی دلیل یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
ہے جس عورت نے اپنا نکاح اندر عدت کے کیا اگر اوس شوہر نے دخول نہیں کیا ہے تو تفریق ہو جاویگی باقی عدت کو پورا کرے
یہ شخص ایک خاطب منجملہ خطاب کے ٹہیریگا اور جو دخول ہو چکا ہے تو بعد تفریق کے وہ اگلی عدت پوری کر کے اس دوسری عدت
پوری کرے پھر کبھی وہ عورت اس شخص کی جورو نہیں ہو سکیگی اہل علم نے کہا ہے ماخذ اس حکم کا یہ ہے کہ جب شوہر ثانی
نے جلدی کی اسکی مدت معین پر قائم نہ رہا تو اسکو سزا بھی خلاف اوسکے قصد کے ملی کہ وہ ہمیشہ کو اوسپر حرام ٹہیری جس طرح
قاتل میراث سے محروم ہو جاتا ہے شافعی نے اس اثر کو مالک سے روایت کیا ہے بیہقی نے کہا قول قدیم انکا یہی تھا
مگر پھر اوس سے رجوع کیا بقول مرتضی کہ وہ اوسکو حلال ہے ابن کثیر کہتے ہیں اثر مذکور منقطع بھی ہے بلکہ مسروق

عہ
مطلب یہ کہ ایسے
[illegible] ابی داودی
[illegible] بیہقی ۱۲
[illegible]

نے کہا ہی کہ خود عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا ہے دونوں کا جمع ہونا مہر کا نہیں ٹھہراتا ۔ اور کہا لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ
النِّسَاۗءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْھُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَھُنَّ فَرِيْضَةً ښ وَّمَتِّعُوْھُنَّ ۚ عَلَي الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَي الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا
بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَي الْمُحْسِـنِيْنَ ○ گناہ نہیں ہے اگر طلاق دو عورتوں کو جب تک کہ انکو ہاتھ نہ لگایا ہو یا مہر کیا ہو کچھ انکا
حق انکو خرچ دو مقدور والے پر اوسکے موافق ہے تنگی والے پر اوسکے موافق جو خرچ دستور ہے لازم ہے نیکی والوں کو
یعنی اگر نکاح کیوقت مہر کہیں نہ آیا تو بھی نکاح درست ہے مہر پیچھے ٹھہر سکتا ہے اگر بن ہاتھ لگائی عورت کو طلاق
دی تو مہر کچھ لازم نہ آیا لیکن کچھ خرچ دینا ضروری ہے خرچ کیا ایک جوڑا پوشاک کا موافق اپنے حال کے **ف** اس آیت
شریف میں اللہ نے طلاق کو بعد عقد کے دخول سے پہلے مباح فرمایا ہے ابن عباس طاؤس ابراہیم حسن بصری نے کہا مراد
مس سے ہاتھ لگانے سے جماع ہے بلکہ اگرچہ مفوضہ ہو تو بھی طلاق دینا اوسکو پہلے دخول فرض مہر کے جائز ہے گو اس میں
دل شکنی ہے اسی لیے اللہ نے عوض کا حکم دیا کہ کچھ دیکر رخصت کرو خالی ہاتھ نہ نکالو ابن عباس نے کہا اعلیٰ متعہ طلاق خادم
ہے اس سے کم چاندی اوس سے کم کپڑا یعنی یا تو ایک لونڈی یا غلام دے یا کچھ روپے یا کوئی جوڑا کپڑے کا لینے تھوڑا ہو تو
خادم روپیہ ورنہ مفلس ہے تو تین کپڑے حوالے کرے شعبی نے کہا اوسط یہ ہے کہ ایک درع ایک اوڑھنی ایک ملحفہ ایک جلباب دے
شریح پانسو درہم دیتے تھے ابن سیرین خادم یا نفقہ یا کسوت دیتے امام حسن نے دس ہزار درہم دیے ایک عورت نے کہا ع
مَتَاعٌ قَلِيْلٌ مِّنْ حَبِيْبٍ مُّفَارِقٍ ٭ ابو حنیفہ نے کہا جب دونوں میں جھگڑا ہو مقدار متعہ میں تو آدھا مہر مثل دے شافعی نے
قول جدید میں کہا ہی کہ شرع میں کوئی مقدار متعہ کا معلوم نہیں ہے مستحسن یہ ہے کہ تیس درہم دے یہی قول ابن عمر کا ہے بعض
اہل علم نے کہا ہی متعہ ہر مطلقہ کو واجب ہے اسلیے کہ آیت وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭحَقًّا عَلَي الْمُتَّقِيْنَ اور آیت يٰٓاَيُّهَا
النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا
عام ہے سب بیبیاں مدخولہ تھیں انکے مہر مقرر تھے سعید بن جبیر و ابو العالیہ و حسن بصری و شافعی کا قول قدیم اور بعض کے
نزدیک جدید یہی ہے بعض نے کہا متعہ اوسی کے لیے واجب ہے جسکو قبل مسیس کے طلاق دی ہو گو مفروض لہا ہو بدلیل قولہ
تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ
عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ابن المسیب نے کہا اس آیت احزاب کو اوس آیت نے منسوخ
کر دیا جو بقرہ میں ہے سہل بن سعد کہتے ہیں ماہ کیا حضرت نے امیمہ بنت شرحبیل سے جب حضرت کے پاس بھیجی گئی اور آپ
نے اوسکی طرف ہاتھ بڑھایا تو اوس نے مکروہ جانا حضرت نے ابو اسید سے کہا اسکو کچھ جہیز دیدو دو کپڑے رنگین حوالے
کر دو رواہ البخاری بعض نے کہا متعہ اوس مطلقہ کے لیے ہے جو مدخولہ مفروضہ نہیں ہے اگر مدخولہ ہے تو مہر مثل خرچ ہوگا

طلاق والیوں کا بیان
[illegible]

اہل
ای ایمان والو اجب تم
نکاح کرو مسلمان عورتیں
پھر انکو چھوڑ دو پہلے
اس کہ ہاتھ لگاؤ تو
پھر حق نہیں تمہارا
عدت میں بٹھا کر گنتی
پوری کرو ان سو انکو
دو کچھ فائدہ اور رخصت
کرو ۱۳

جسکا مفوضہ ہے اور اگر بعد فرض کے قبل دخول کے طلاق دیکی ہے تو نصف مہر مفروض لازم آویگا مہر اگر دخول کیا تو سارا مہر لازم ٹھہرا عوض ہوگا متعہ سے مصیبت نہ دہ تو وہ بیچاری ہے کہ جسکا نہ مہر مقرر ہوا نہ اوس سے صحبت کی یہ آیت انکے وجوب متعہ پر دلیل ہے یہی قول ہے ابن عمر و مجاہد کا بعض علما متعہ کو واسطے ہر مطلقہ کے سنت کہتے ہیں سو مفوضہ کے جسکو دخول سے پہلے طلاق دی ہو ابن کثیر نے کہا یہ بات کچھ مشکل نہیں ہے اسیطرح آیت تخییر سورہ احزاب محمول ہوگی اسی لیے اللہ نے آسودہ و مفلس پر بقدر انکی مقدرت کے یہ متعہ مقرر کیا ہے فرمایا وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ اور طلاق والیوں کو خرچ دینا ہے موافق دستور کے لازم ہے پرہیزگاروں پر بعض علمانے کہا بلکہ متعہ سنت کے لیے مطلقہ مستحب ہے شعبی نے کہا متعہ اگر واجب ہوتا تو قاضی لوگوں کو قید کرتے **ف** فتح البیان میں کہا ہے کہ مطلقات چار قسم ہیں ایک وہ جسکا مہر مقرر ہے دخول بھی کیا ہے اسکا ذکر پہلے گذرا کہ شوہر کو اس سے کچھ اپنا دیا ہوا لینا نہ چاہیے وہ تین حیض تک عدت کرے دوسری وہ کہ نہ اوسکا مہر مقرر ہوا ہے نہ دخول کیا ہے اسکا حکم اس آیت میں ہے کہ اسکو مہر نہ ملیگا بلکہ یہی متعہ جو دیا گیا سورہ احزاب میں یوں بیان فرمایا ہے کہ عدت پر بعد طلاق کے عدت نہیں ہے تیسری وہ کہ مہر تو مقرر ہے مگر دخول نہیں ہوا اسکا ذکر اوس آیت میں ہے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ اور اگر طلاق دو انکو مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً ہاتھ لگانے سے پہلے اور ٹھہرا چکے ان کا حق چوتھی وہ ہے کہ دخول ہوا مگر مہر کچھ مقرر نہوا تھا اسکا ذکر اس آیت میں ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً پھر جو کام میں لائے تم اون عورتوں میں سے انکو دو انکے حق فریضہ سے مراد اس جگہہ مقرر کرنا مہر معین کا ہے مفروضہ وہ ہے جسکا مہر مقرر ہو جسکا مفوضہ وہ ہے جسکو مہر نہ ملا ہو اوزاعی و ثوری نے کہا لونڈی کے لیے متعہ نہیں ہے اسلیے کہ وہ متعہ اوسکے سید کا ہو جاویگا وہ لونڈی بمقابلہ نادی مملوک سید کے کسی مال کی مستحق نہیں ہے متعہ تو اوس مطلقہ کے لیے مشروع ہے جسکو قبل فرض و دخول کے طلاق دی گئی ہے کیونکہ وہ طلاق سے ایذا پاتی ہے مگر جمہور کہتے ہیں کہ متعہ واسطے مملوکہ کے بھی ہے نہ فقط واسطے حرہ کے

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

اگر طلاق دو انکو ہاتھ لگانے سے پہلے اور ٹھہرا چکے ہو انکا حق تو لازم ہوا آدھا جو کچھ ٹھہرایا تھا مگر یہ کہ درگذر کریں عورتیں یا درگذر کرے جسکے ہاتھ گرہ ہے نکاح کی اور جو درگذر کرو تم تو قریب ہے پرہیزگاری سے نہ بھلا دو بڑائی رکھنی آپس میں تحقیق اللہ جو کرتے ہو دیکھتا ہے یعنی اگر مہر ٹھہر چکا تھا پھر بغیر ہاتھ لگائے طلاق دی تو آدھا مہر لازم ہوا مگر عورتیں چھوڑ دیں بالکل یا مرد درگذر کرے جو مختار تھا نکاح رکھنے اور توڑنے کا کہ پورا مہر حوالے کرے پھر فرمایا کہ مرد درگذر کرے تو بہتر ہے کیونکہ اللہ نے بڑائی دی ہے مرد کو اور اسکو مختار کیا ہے نکاح رکھنے اور توڑنے کا تو اوسکو چاہیے کہ اپنی بڑائی رکھے **ف** چار صورتیں ہو سکتی ہیں یہاں دو کا حکم فرمایا ایک کہ مہر نہ ٹھہرا تھا

تہا ہاتہہ لگانے سے پہلے طلاق دی دوسرے یہ کہ مہر ٹہیرا تہا مگر ہاتہہ لگانے سے پہلے طلاق دی دو صورتین باقی رہین ایک یہ کہ مہر ٹہیرا تہا ہاتہہ لگا کر طلاق دی تو پورا مہر لازم ہوا یہ سورۂ نساء مین مذکور ہے دوسرے یہ کہ مہر نہ ٹہیرا تہا مگر ہاتہہ لگا کر طلاق دی اس مین مہر مثل پورا چاہیے یعنی جو اوس عورت کی قوم مین رواج ہے موضح قرآن مین بعد اسکے یون کہا ہے کہ جب خلوت ہو چکی تو گویا ہاتہہ لگایا انتہی یہ مسلک حنفیہ کا ہے تحقیق یہ ہے کہ اعتبار مسیس کا ہے نہ مجرد خلوت کا گو ہزار پردہ کیون نہ چہوڑے ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ متعہ خاص ہے ساتہہ اوسی حالت کے جسکا ذکر پہلی آیت مین ہو چکا ہے کیونکہ اس آیت مین آدہا مہر مفروض واجب کیا ہے جبکہ خاوند نے دخول سے پہلے طلاق دی ہو اگر وہان کوئی اور متعہ واجب ہوتا تو اسکا بیان آتا خصوصًا جبکہ اس آیت کو آیت ماقبل سے جس مین اختصاص متعہ اوس عورت سے تہا ملا دیا گیا ہے واللہ اعلم نصف کرنا مہر کا ایسی حالت مین امر مجمع علیہ ہے درمیان علماء کے کسیکا اس مین اختلاف نہین جب مہر ٹہیر چکا پہر دخول سے پہلے فرقت ہوئی تو اب نصف مہر مفروض واجب آیا ہان نزدیک ہمارے طلاق کے اگر خلوت کی ہے گو دخول نہ کیا ہو سارا مہر لازم آویگا یہی مذہب ہے شافعی کا قدیم مین خلفاء راشدین نے بہی یہی حکم دیا ہے مگر ابن عباس سے آیا ہے کہ اگر ایک شخص نے بیاہ کر کے خلوت کی مس نہین کیا پہر طلاق دیدی تو اوسکو آدہا ہی مہر ملیگا بدلیل آیت باب شافعی نے کہا ہم اسی کو اختیار کرتے ہین ظاہر کتاب یہی ہے فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ واجب نہین ہے واسطے اس مطلقہ کے متعہ کیونکہ یہ مقابل مین مطلقہ قبل البناء والفرض کے واقع ہوئی ہے جو مستحق متعہ ہے اس بات پر اتفاق ہے کہ جس عورت سے دخول نہ کیا اور مر گیا مگر مہر مقرر ہو چکا تہا تو وہ بسبب موت کے مستحق پورے مہر کی ہوگی میراث لیگی عدت کریگی خلوت مین اختلاف ہے کہ قائم مقام دخول ہے یا نہین مہر پورا لیگی یا نہین اول مذہب ہے مالک و کوفیین و خلفاء اربعہ و جمہور اہل علم کا انکے نزدیک کامل مہر کے ساتہہ عدت بہی واجب ہے ثانی مذہب وجوب نصف مہر ہے ظاہر آیت بہی یہی ہے کیونکہ مراد مسیس سے جماع ہوتا ہے اس صورت مین عدت واجب نہ ہوگی اس طرف بہی ایک جماعت سلف گئی ہے یہ اور بات ہے کہ عورت اپنا حق واجب معاف کر دے کہ اس صورت مین شوہر پر کچہہ دینا لازم نہین آتا ہے ابن عباس نے کہا یعنے ثیب اپنا حق ترک کر دے یہی قول ہے ایک جماعت تابعین کا **ف** اسمین اختلاف ہے الذی بیدہ الآیۃ سے کون مراد ہے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین آیا ہے کہ ولی عقدۂ نکاح زوج ہے رواہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن جریر یہی قول ہے ایک جماعت کثیر کا صحابہ و تابعین سے اسی طرف ابو حنیفہ و ثوری و اوزاعی محمد بن قرظی بہی گئے ہین اسیکو ابن جریر نے اختیار کیا ہے یعنی جسطرح ولی کو دینا کسی کا مال ہو لیکن غیر سے جائز نہین ہے اسیطرح صداق کا بہی اختیار اسکو نہین ہے دوسرا قول ابن عباس کا یہ ہے کہ مراد باپ بہائی

عورت کا ہے یا وہ کہ بغیر اوسکے اون کے نکاح نہیں ہو سکتا یعنے مراد ولی ہے اسطرف ایک گروہ تابعین کا گیا ہے مالک
کا مذہب بھی یہی ہے اسکا ماحصل یہ ہے کہ یہ مہر اس عورت کو اسی ولی نے کموا دیا ہے تو اب اسکو اس مہر میں تصرف پہنچتا
ہے باقی مال میں عکرمہ نے کہا اللہ نے معاف کرنے کا اذن دیا ہے جس عورت نے معاف کیا ہو گیا اگرچہ کیا
بخل کیا اور ولی نے معاف کر دیا تو بھی روا ہے اس سے معلوم ہوا کہ عفو ولی صحیح ہے گو عورت رشیدہ ہو یعنے سمجھدار
ہوشیار یہی قول شریح کا ہے مگر جب شعبی نے اوپر انکار کیا تو انہوں نے رجوع کر کے کہا مراد وہ ہے نہ ولی بلکہ وہ
اسی معاملہ کرنیکو تیار ہوتے تھے ابن جریر نے کہا خطاب اَنْ تَعْفُوْا کا مرد و عورت سب کو ہے ابن عباس نے کہا اقرب
للتقوی وہ ہے جو عفو کرے یہی قول شعبی سے بھی مروی ہے مجاہد نخعی ضحاک مقاتل بن حیان ربیع ثوری نے کہا فضل
یہ ہے کہ عورت آدھا چھوڑ دے یا مرد پورا دیدے اسی لیے یہ فرمایا ہے کہ تم آپس کے فضل کو نہ بھولو بلکہ باہم اسکا برتاؤ
کرو حدیث علی مرتضی سے مرفوعاً آیا ہے کہ ایک ایسا زمانہ گزندہ آویگا کہ مومن اپنے ہاتھ کو دانت سے کاٹیگا فضل کو
بھول جاویگا حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ نہ بھولو تم فضل کو آپس میں الحدیث رواہ ابن مردویہ عون بن عبد اللہ
کہتے ہیں میں ایک دولتمند کے ساتھ اوٹھا بیٹھا کرتا تھا سخت غم میں رہتا اونکو دیکھا کہ بہت اچھے کپڑے پہنے ہیں عمدہ
خوشبو ملتے ہیں اچھی سواری پر چڑھتے ہیں پھر جب ایسے فقیر کے بیٹھا تو بہت چین ملا تم فضل کو آپس میں فراموش
نہ کرو جب کوئی سائل آوے اور تمہارے پاس کچھ دینے کو نہ ہو تو اسکو دعا ہی دیدو رواہ ابن ابی حاتم فتح البیان میں
اسکو راجح کہا ہے مراد الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ سے زوج ہے نہ ولی حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی وَ

قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ۝ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

خبردار رہو سب نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے پھر اگر تمکو ڈر ہو تو پیادہ پڑھ لو یا سوار پھر جسوقت چین پاؤ
تو یاد کرو اللہ کو جیسا تمکو سکھایا ہے جو تم نہ جانتے تھے بیچ والی نماز عصر ہے کہ دن اور رات کے بیچ میں ہوتی ہے

اسکا تعہد زیادہ کیا طلاق کے حکموں میں نماز کا حکم فرما دیا کہ دنیا کے معاملے میں غرق ہو کر بندگی نہ بھول جاوے اسی واسطے
عصر کا تعہد زیادہ کیا کہ اسوقت میں دنیا کا شغل اکثر ہوتا ہے اس کہنے سے کہ ادب سے کھڑے رہو یہی معلوم ہوا کہ جس حرکت سے یہ
ثابت ہو کہ آدمی نماز میں نہیں ہے اس سے نماز ٹوٹتی ہے جیسے کھانا پینا یا کسی سے بات کرنا اور سوائے اسکے یہ جو فرمایا
کہ لڑائی کا وقت ہو تو ناچاری کو سواری پر اور پیادہ اور اشارے سے نماز روا ہے گو قبلے کی طرف بھی نہ ہو خوف اللہ نے
اس آیت کریمہ میں حکم محافظت صلوات کا فرمایا کہ نماز کو اوقات پر پڑھو اکثر اسکی حفاظت کیجو جسطرح صحیحین میں ابن مسعود
سے آیا ہے کہ میں نے حضرت سے پوچھا کون عمل افضل ہے فرمایا نماز پڑھنا وقت پر میں نے کہا پھر کون عمل فرمایا جہاد کرنا

راہ خدا میں میں نے کہا پھر کون کام فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے اگر میں اور پوچھتا تو اور زیادہ فرماتے ام فروہ نے کہا حضرت نے ذکر اعمال کا کیا پھر فرمایا بہت محبوب اللہ کو اعمال میں جلدی پڑھنا نماز کا ہے اول وقت میں رواہ احمد و اسکو ابوداود اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ترمذی نے کہا ہم اس حدیث کو طریق عمری سے پہچانتے ہیں وہ نزدیک اہل حدیث کے قوی نہیں ہے بہت سب نمازوں میں زیادہ تاکید نماز وسطیٰ کی فرمائی سلف و خلف کا اختلاف ہے کہ وہ کونسی نماز ہے علی و ابن عباس نے کہا صبح کی نماز ہے یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا اسی طرف شافعی بھی گئے ہیں اسلیے کہ قنوت اسی نماز میں ہوتی ہے وسطیٰ اسلیے ٹھہری کہ اسمیں قصر نہیں ہوتا یہ درمیان دو نماز رباعی کے ہے جنمیں قصر ہوتا ہے یعنی درمیان عشا و ظہر کے یا اسلیے کہ درمیان دو نماز جہر اور دو نماز سر کے ہے بعض نے کہا مراد نماز ظہر ہے زید بن ثابت کا قول یہی ہے حضرت اسکو وقت دوپہر کے پڑھتے تھے یعنی یہ بیچ ہے دن کا اس سے زیادہ کوئی نماز اصحاب پر سخت نہ تھی اسامہ بن زید نے کہا وہ نماز ظہر ہے حضرت وقت دوپہر کے پڑھتے آپ کے پیچھے ایک یا دو صفیں ہوتیں لوگ قیلولہ و تجارت میں ہوتے یہی قول ہے بعض صحابہ و تابعین و ابو حنیفہ رح کا بعض نے کہا وہ نماز عصر کی ہے ترمذی و بغوی نے کہا یہی قول ہے اکثر علمائے صحابہ وغیرہم کا ماوردی نے کہا یہی قول ہے جمہور تابعین کا ابن عبد البر نے کہا یہی قول ہے اکثر اہل اثر کا ابن عطیہ نے کہا یہی قول ہے جمہور ناس کا حافظ دمیاطی نے کتاب کشف الغطا میں اسی پر نص کی ہے ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین سے جنکے نام ابن کثیر نے لیے ہیں اسیطرح نقل کیا ہے امام احمد بھی اسیطرف گئے ہیں ماوردی نے کہا شافعی بھی اسی طرف ہیں ابن منذر نے کہا یہی صحیح ہے ابو حنیفہ و ابو یوسف و محمد سے اسی کو ابن حبیب مالکی نے اختیار کیا ہے اسپر دلیل ذکر کی ہے علی مرتضیٰ نے کہا حضرت نے دن احزاب کے فرمایا باز رکھا انہوں نے ہمکو صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر سے اللہ انکے دلوں اور گھروں کو آگ سے بھر دے پھر اسکو درمیان مغرب و عشا کے پڑھا رواہ احمد و اخرجہ الشیخان و ابوداؤد والترمذی والنسائی وغیر واحد من اصحاب المسانید و السنن و الصحاح من طرق یطول ذکرہا ابن کثیر نے ایک مقدار مناسب احادیث صحیحہ و حسنہ کا اسی باب میں ذکر کر کے کہا ہے کہ یہ حدیثیں نصوص ہیں اس مسئلے میں انمیں کسی اور شے کا احتمال نہیں ہے حکم محافظت کرنیکا اس نماز پر بہی کا موکد ہے حدیث صحیح میں ابن عمر سے مرفوعًا آیا ہے کہ جسکی نماز عصر گئی گویا اوسکے اہل و مال لٹ گئے دوسری روایت صحیح میں بریدہ سے یوں ہے کہ جلد پڑھو نماز کو ابر کے دن جس نے ترک کیا نماز عصر کو اوسکے عمل اکارت گئے ابو بصرہ غفاری نے کہا حضرت نے وادی حمیص میں ہمکو نماز عصر پڑھائی پھر فرمایا یہ نماز عرض کی گئی تھی تم سے اگلوں پر اونہوں نے اسکو ضائع کیا سن رکھو جو کوئی اس نماز کو پڑھیگا اوسکو دوہرا اجر ملیگا اسکے بعد اور کوئی نماز نہیں ہے

حتیٰ کہ تم شاہد کو دیکھو رواہ احمد و مسلم ابو یونس غلام عائشہ رضہ نے کہا عائشہ رضہ نے مجھکو حکم دیا کہ میں انکے لیے ایک مصحف لکھوں مجھسے کہا جب تم اس آیت پر پہونچے حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی تو مجھے خبر کردینا جب میں اس مقام تک پہونچا میں نے خبر کی تو مجھکو بعد لفظ وسطی کے لکھوایا وَصَلٰوۃِ الْعَصْرِ پھر کہا میں نے اس لفظ کو حضرت سے سنا ہے اسکو احمد و مسلم نے روایت کیا ہے عروہ نے کہا مصحف عائشہ میں اسی طرح تھا حسن بصری نے کہا حضرت اسیطرح پڑھتے تھے اسیطرح کا قصہ کتابت مصحف کا امام مالک نے حفصہ زوج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی روایت کیا ہے نافع نے کہا میں نے اوس مصحف کو پڑھا اوسمیں واو دیا پایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عصر سوا نماز وسطی کے ہو کیونکہ واو مقتضی مغائرت ہے مگر اسکے بہت سے جواب دیے ہیں ایک یہ کہ واو زائد ہے جسطرح اس آیت میں آیا ہے وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ دوسرے یہ کہ واسطے عطف صفات کے ہے اسطرح واو کی جیسے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ و سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى اسطرح کا واو اشعار عرب میں بھی آیا ہے پھر تلاوت اس لفظ کی منسوخ ہو گئی جسطرح کہ مسلم میں براء بن عازب سے روایت کیا ہے سو کالی رہ بھی اسطرف گئے ہیں کہ مراد نماز وسطی سے نماز عصر ہے اسی کو بڑے زور تقریر سے ثابت کیا ہے بعضوں نے کہا مراد نماز مغرب ہے کیونکہ درمیان رباعی و ثنائی کے ہے وتر ہے فرض صلوات کا اوسکی فضیلت آئی ہے بعض نے کہا مراد نماز عشا ہے واحدی نے اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار کیا ہے بعض نے کہا پانچوں نمازوں میں ایک نماز ہے معین نہیں کہ کونسی ہے جسطرح شب قدر مبہم ہے کہ کس سال کس ماہ کس دن آتی ہے اسیطرح یہ نماز بھی مبہم ہے بعض سلف اسیطرف گئے ہیں جیسے ابن المسیب قاضی شریح نافع مولی ابن عمر امام الحرمین جوینی نے کتاب نہایہ میں اسی کو اختیار کیا ہے یہی قول مختار ابن عبد البر امام ماوردی کا ہے ابن کثیر نے کہا مگر یہ اختیار کرنا ایک بڑی فضیلت ہے کیونکہ اونہوں نے باوجود حفظ و اطلاع کے ایسی بات کو اختیار کیا ہے جسپر کوئی دلیل بھی کتاب و سنت و اثر سے قائم نہیں ہے بعض نے کہا مراد نماز عشا و فجر ہے کسی نے کہا مراد نماز جماعت ہے کسی نے کہا نماز جمعہ کسی نے کہا نماز خوف ہے کسی نے کہا مراد نماز عید الفطر ہے کسی نے کہا نماز عید قربان ہے کسی نے کہا نماز وتر ہے کسی نے کہا نماز چاشت ہے بعض نے توقف اختیار کیا ہے بسبب تعارض ادلہ و عدم ظہور وجہ ترجیح کے کیونکہ کسی ایک قول پر اجماع نہ ہوا بلکہ زمانہ صحابہ سے اسوقت تک نزاع باقی ہے ابن جریر نے کہا اصحاب حضرت اس بارہ میں مختلف ہوئے ہیں یہ سب اقوال بسبب قول ناقل کے ضعیف ہیں مدار معرکہ نزاع کا نماز صبح و عصر میں ہے سنت سے ثابت ہوا کہ وہ نماز یہی نماز عصر ہے اس لیے اسی کیطرف جانا متعین ہے ابن ابی حاتم نے کتاب فضائل شافعی میں شافعی سے نقل کیا ہے

ولیکن رسول ہے اسکا اور مہر سب نبیوں کی ہے پاکی بول نام اپنے رب کا جو سب سے اوپر ہے جس نے بنایا پھر ٹھیک کیا اور جس نے ٹھہرایا پھر راہ دی اور جس نے نکالا چارا ۱۲

ع [illegible]

ع [illegible]

کُلُّ مَا قُلْتُ فَکَانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِخِلَافِ قَوْلِیْ مِمَّا یَصِحُّ فَحَدِیْثُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلٰی وَلَا تُقَلِّدُوْنِیْ اسیطرح ربیع وزعفرانی وامام احمد بھی شافعی سے راوی ہین ابن ابی الجارود کا لفظ شافعی رح سے یہ ہے اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ وَقُلْتُ قَوْلًا فَاَنَا رَاجِعٌ عَنْ قَوْلِیْ وَقَائِلٌ بِذٰلِکَ ابن کثیر نے کہا فَھٰذَا مِنْ سِیَادَتِہٖ وَاَمَانَتِہٖ وَ ھٰذَا نَفْسُ اِخْوَانِہٖ مِنَ الْاَئِمَّۃِ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اسی جگہہ سے ماوردی نے قطعا یہ بات کہی ہے کہ مذہب شافعی کا یہ ہے کہ نماز وسطے یہی نماز عصر ہے اگرچہ قول جدید وغیرہ مین اس بات پر نص کی ہے کہ مراد اُس سے نماز صبح ہے کیونکہ احادیث مین ہونا اوسکا نماز عصر ثابت ہوا ہے ایک جماعت محدثین مذہب کی موافق اونکے ہے ولله الحمد والمنۃ بعض فقہا نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ یہ مذہب شافعی ہے کہ وہ نماز عصر ہے بلکہ نماز صبح پر تصمیم کی ہے کہ اونکا یہی ایک قول ہے ماوردی نے کہا بعض نے اس مسئلے مین دو قول حکایت کیے ہین تقریر معارضات وجوابات کے لیے اور جگہہ ہے نہ یہ جگہہ ہم نے اوسکو علیحدہ لکھا ہے انتہے مین کہتا ہون جسطرح شافعی نے یہ فرمایا ہے کہ حدیث کے مقابلے مین ہماری بات نہ مانو اسیطرح ائمہ ثلثہ سے بھی مروی ہے نصوص ائمہ مجتہدین کے رسالہ جلب المنفعت مین لکھی گئے ہین اسی بنیاد پر ہر مسئلہ موافق حدیث مین کہہ سکتے ہین کہ یہی قول ائمہ اربعہ کا ہے اگرچہ اہل رائے ومقلدین اس کو پسند نہ کرین **ف** فتح البیان مین ہے کہ مراد صلوات سے نماز پنجگانہ ہے مراد محافظت سے یہ ہے کہ نماز کو شرائط وحدود وارکان کے ساتھ وقت کے ادا کیا جاوے وسطے تانیث ہے اوسط کی اوسط و وسط کہتے مین عمدہ چیز کو جیسے وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا یہ اُس وسط سے مشتق نہین ہے جسکے معنے متوسط ہونا ہے درمیان دو چیز کے بلکہ وسط بمعنے عدل و خیار ہے یہ نماز اگرچہ نماز پنجگانہ مین داخل ہے مگر اسکو واسطے تشریف کے علیحدہ ذکر کیا اس نماز کی تعیین مین اٹھارہ قول ہین جنکو علامہ شوکانی رح نے شرح منتقے مین ذکر کیا ہے ہر قول کا متمسک بیان کرکے یہ کہا ہے کہ ارجح اقوال واصح اقوال وہی ہے جدہر جمہور گئے ہین کہ وہ نماز عصر ہے پھر تفسیر فتح القدیر مین بعض احادیث صحیح وحسنہ ذکر فرماکر یہ لکھا ہے کہ ان حدیثون مین تصریح ہے اس بات کی کہ مراد نماز عصر ہے اس باب مین صحابہ سے بھی بہت آثار آئے ہین مگر جب حضرت سے ثابت ہوگیا تو اب کسی اور کی حاجت نہین ہے جو آثار صحابہ خلاف حدیث مرفوع آئے ہین وہ لائق حجت نہین ہو سکتے قرارۃ وَصَلٰوۃِ الْعَصْرِ جو مقتضی مغایرت ہے روایت عروہ اسکے معارض ہے وہ کہتے ہین مصحف عائشہ مین یون تھا وَھِیَ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ اسکو ابن جریر نے روایت کیا ہے حالانکہ اگلی قرارت کا نسخ بھی ثابت ہوچکا ہے جسکو عائشہ حفصہ ام سلمہ نے نقل کیا ہے غرضکہ جو بات رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوئی ہے وہ کدورت معارضہ سے بالکل پاک صاف ہے

اور اسیطرح کیا ہمنے تمکو امت معتدل ۱۲

اوسی کو انھوں سے پکڑنا چاہیے باقی اقوال اُنکے محض ہیں کسیطرح لائق بحث کے نہیں ہو سکتے یہ عدم صحت بھی اُس صورت میں ہے کہ کوئی معارض موجود نہ ہو پھر جبکہ معارض موجود ہے اور وہ بھی اعلےٰ درجہ کا صحیح و قوی و ثابت ہے تو کسی طرح یہ اقوال کہ فلاں فلاں نمازیں یا فلاں فلاں نماز بعض مراد ہے لائق التفات نہیں ہو سکتے ہیں حال نے کہا ہی سارے اقوال میں زیادہ صحیح یہی قول ہے کہ صلوٰۃ وسطےٰ نماز عصر ہے کیونکہ اس باب میں احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں ایسے **ف** قنوت کے معنی ہیں خشوع ذلت مسکینی خواری عاجزی کے یہ امر مستلزم ہے اس بات کو کہ نماز میں بات کرنا نہ چاہیے اسی لیے جبکہ حضرت نے ابن مسعود کے سلام کا جواب نماز میں نہ دیا تو یہ عذر کیا اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا صحیح مسلم آیا ہے کہ معاویہ بن حکم سلمی سے فرمایا کہ یہ نماز ہے اسمیں کوئی بھی کلام مردم سے لائق نہیں یہ تو تسبیح تکبیر ذکر اللہ ہے زید بن ارقم نے کہا لوگ عہد حضرت میں اندر نماز کے اپنے ساتھی سے بات چیت کرتے تھے کام کاج کو کہتے یہاں تک کہ یہ آیت اُتری ہمکو حکم ہوا کہ چپکے کھڑے ہوں رواہ احمد والجماعۃ سوا ابن ماجہ ایک جماعت علماء پر یہ حدیث مشکل ہو گئی ہے اسلیئے کہ تحریم کلام اندر نماز کے مکے میں ہوئی تھی پہلے ہجرت سے طرف مدینے کے اور بعد ہجرت کے طرف ارض حبشہ کے جسطرح کہ حدیث ابن مسعود میں آیا ہے کہ ہم سلام کرتے تھے حضرت پر قبل ہجرت کے طرف حبشہ کے اور وہ نماز میں ہوتے ہمکو جواب دیتے جب ہم پھر کر آئے سلام کیا تو جواب نہ دیا ہمارا خیال اِدھر اُدھر گیا جب سلام پھیرا فرمایا میں نے اس لیے جواب نہ دیا کہ میں نماز میں تھا اللہ جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے چنانچہ اسنے ایک حکم یہ ہے کہ نماز میں بات نہ کرو ابن مسعود پرانے مسلمان تھے جانب حبشہ گئے تھے پھر وہاں سے مکے میں آئے پھر ساتھ مدینے کو ہجرت کی اور یہ آیت وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ بلا خلاف مدنی ہے اسلیئے یہ کہا ہی کہ زید بن ارقم نے جنس کلام کی حرمت پر سطلاق اسی سمجھ کے اس آیت سے تحریم کلام پر استدلال کیا ہے واللہ اعلم بعض نے کہا مطلب زید کا یہ ہے کہ یہ حرمت بعد ہجرت کے ہوئی گویا دو بار کلام کرنا مباح دو بار حرام ٹھیرا ابن کثیر کہتے ہیں ایک قوم نے ہمارے اصحاب میں سے اسی کو اختیار کیا ہے مگر پہلی بات ظاہر تر ہے حدیث ابن مسعود کو جسمیں ذکر رد جواب سلام کا ہے ابو یعلی نے بھی روایت کیا ہی اہل علم نے کہا قنوت کو تیرہ معنے ہیں ان معنوں کو شوکانی نے نیل الاوطار میں ذکر کیا ہے سبل السلام شرح بلوغ المرام میں بھی درج ہیں یہاں معنے سکوت متعین ہے بدلیل حدیث مذکور وہ قنوت اور ہی جو نماز صبح یا وتر میں پڑھی جاتی ہے اسمیں احادیث مختلف آئی ہیں کسی میں رکوع سے پہلے کسی میں بعد رکوع کے کسی میں سب نمازوں میں کسی میں بعض نمازوں میں کسی میں مختص بنوازل کسی میں مطلقاً بلا اختصاص آیا ہے راجح یہ ہے کہ خاص ہے ساتھ نوازل کے اسکی بحث شرح منتقےٰ میں مفصل مرقوم ہے **ف** بعد تاکید ادائے نمازوں کے حالت شغل کا حکم فرمایا کہ جب نماز

رو بقبلہ کہاں بحالت التحام حرب وقتال میں استعمال جنگ کے ادا ہو سکے تو بہر حسن حال یہ ہو سکے پڑھ لے سوار یا پیادہ رو بقبلہ یا غیر قبلہ ابن عمر نے یوں ہی کہا ہے نافع کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بات ابن عمر نے حضرت سے روایت کی ہے رواہ الشیخان و دوسرا لفظ مسلم کا یہ ہے کہ اگر خوف سخت ہو تو سوار یا پیادہ اشارے سے پڑھ لیں عبد اللہ بن انیس جہنی کو جب حضرت نے واسطے قتل خالد بن سفیان کے بھیجا اور وہ طرف عرنہ یا عرفات کے تھا وقت نماز عصر کا آگیا تو کہتے ہیں کہ میں ڈرا فوت نماز سے نماز پڑھتا اشارہ کرتا جاتا رواہ احمد و ابو داؤد باسناد جید ابن کثیر نے کہا یہ اسناد کی صحت ہے جو لیتے سندوں کو ہے اختصار و اخلال کوئی [illegible] ابن عباس نے آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ سوار اپنی سواری پر پیادہ اپنے دونوں پاؤں پر پڑھ ہی لیوے یہی قول ہے حسن مجاہد مکحول سدی حکم مالک اوزاعی ثوری کا اتنا زیادہ کہا ہے کہ جدھر منہ کرے تو پھر اشارہ کرتا جائے امام احمد نے کہا نماز خوف بعض اوقات میں ایک ہی رکعت ہوتی ہے جبکہ دو لشکروں کا سامنا ہو یہی مطلب ہے حدیث ابن عباس کا جسکو مسلم و اہل سنن و ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ فرض کیا اللہ نے نماز کو زبان پر تمہارے پیغمبر کی حضر میں چار سفر میں دو خوف میں ایک رکعت یہی قول ہے حسن بصری و قتادہ و ضحاک وغیرہم کا اسی طرف جابر بن عبد اللہ بھی گئے ہیں اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے اس نماز کو نماز مسایفہ کہتے ہیں یعنے وہ نماز جو وقت سیف چلنے کے پڑھی جاوے بخاری کا لفظ یہ ہے باب الصَّلٰوۃِ عِنْدَ مُنَاھَضَۃِ الْحُصُوْنِ وَلِقَاءِ الْعَدُوِّ یعنے وہ نماز جو وقت قلعہ گیری و ملاقات دشمن کے پڑھی جاتی ہے اوزاعی نے کہا اگر فتح مہیا ہے مگر نماز نہیں پڑھ سکتے تو ہر آدمی الگ الگ اشارے سے پڑھ لے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کشف قتال تک تاخیر کرے پھر امن میں ہو کر دو رکعت پڑھے ورنہ ایک رکعت دو سجدہ یہ بھی نہ ہو سکے تو صرف تکبیر کافی نہ ہوگی دیر کر کے بعد امن ادا کرے یہی قول ہے مکحول کا انس بن مالک نے کہا چڑھائی کی ہمنے وقت صبح کے ایک قلعے پر لڑائی گرم ہوئی نماز نہ پڑھ سکے مگر دن چڑھے ہم ہمراہ ابو موسیٰ کے تھے مجھکو اس نماز کے بدلے دنیا و مافیہا کی کچھ خوشی نہ تھی یہ لفظ ہے بخاری کا پھر حدیث تاخیر نماز عصر کو دن خندق کے بوجہ عذر محاربہ تا غروب آفتاب لایا ہے اسی طرح وہ حدیث جس میں آیا ہے کہ دو شخصوں کو طرف بنی قریظہ کے بھیجا تھا راہ میں وقت نماز عصر کا آیا ایک شخص نے پڑھی دوسرے نے غروب تک پڑھی حضرت نے دونوں پر ملامت نہ کی اس سے معلوم ہوا کہ مختار بخاری یہی قول ہے جمہور اسکے خلاف ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ نماز خوف جس صفت پر سورہ نساء اور حدیثوں میں آئی ہے غزوہ خندق میں مشروع نہ ہوئی تھی بلکہ بعد اسکے ہوئی جس طرح حدیث ابو سعید وغیرہ میں تصریح آیا ہے بخاری و اوزاعی و مکحول کا جواب یہ ہے کہ مشروعیت اس نماز کی بعد غزوہ مذکور کے کچھ منافی اس کے جواز کو نہیں ہے جنگ تو جائز ٹھہرے گی صحابہ نے زمانہ عمر رضی اللہ عنہ میں وقت فتح تستر کے اسی طرح

کیا تھا یہ بات مشہور ہے کسی نے انکار اسکا نہیں کیا فتح البیان میں لکھا ہے کہ اس آیت سے یہ نکلا کہ یہ عبادت ہر حال میں بجا لانا لازم ہے یہ بیمار و خطر حضر ہے ایک وقت قتال کے بیان ہی بیمار مراد ہے دوسری وقت غیر قتال کے اوسکا ذکر سورہ نساء میں آویگا لیتے ہیں پھر فرمایا جب تم خاطر جمع ہو تو اس بار تو اسی طرح پڑھو جیسا تم کو حکم دیا ہے یعنی رکوع سجود قیام قعود تشہد درود پورا ادا کرو کوئی کسر نہ چھوڑو اللہ کا شکر بجا لاؤ اسکا ذکر کر جس طرح کہ بعد ذکر نماز خوف کے ارشاد فرمایا ہے فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا جو حدیثیں بیان میں صفت نماز خوف کے آئی ہیں ذکر اونکا سورہ نساء میں پیچھے اس آیت کے لاوینگا

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ الآیۃ ع وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

ع ۳۱ ۱۵

جو لوگ کہ تم میں مر جاویں اور چھوڑ جاویں عورتیں وصیت کر دیں اپنی عورتوں کو خرچ دینا ایک برس تک نہ نکال دینا پھر اگر وہ نکل جاویں تو گناہ نہیں پھر جو کچھ کریں اپنے حق میں دستور کی بات اللہ زبردست ہے حکمت والا طلاق والیوں کو خرچ دینا ہے موافق دستور کے لازم ہے پرہیزگاروں کو اس طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے اپنی آیتیں شاید تم بوجھ رکھو یہ حکم جب تھا کہ مردے کے اختیار پر رکھا تھا عورتوں کو دلوانا اب جو سب کے حصے اللہ پاک نے ٹھیرا دیئے عورت کا ہی ٹھیرا دیا تو اب مردے کا دلوانا موقوف ہوا پہلے خرچ دینا یعنی جوڑا فرما دیا تھا اس طلاق پر کہ مہر ٹھیرا ہو نہ ہاتھ لگایا ہو یہاں سب پر حکم فرمایا کہ سب طلاق والیوں کو جوڑا دینا بہتر ہے اور پہلی کو ضرور ہے اسجگہ حکم طلاق و نکاح کے تمام ہوئے **ف** اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اگلی آیت سے ع يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۔ اس پر زبیر نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ جب یہ آیت منسوخ ٹھیری تو اب اسکا لکھنا کیا ضرور ہے اسکو کیوں نہیں چھوڑ دیتے کہا اے بھتیجے میں کسی چیز کو اوسکی جگہ سے نہیں بدلونگا یعنی مصحف میں جسجگہ اسکو لکھا پایا وہیں رہنے دیا رواہ البخاری ابن عباس نے کہا جس عورت کا شوہر مر جاتا اوسکو ایک سال کا نفقہ و سکنی دیا جاتا تا آیت میراث نے اوسکو منسوخ کر کے ثمن یا ربع ترکہ شوہر سے قائم رکھا یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یعنی اگر بی بی کے اولاد ہے تو ثمن ملیگا نہیں تو ربع ملیگا حکم وصیت نفقہ کا باقی رہا چار ماہ دس روز نے اوسکو منسوخ کر دیا ابن المسیب نے کہا ناسخ وہ آیت ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ مقاتل و قتادہ نے کہا نہیں بلکہ ناسخ آیت میراث ہے بخاری نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ اللہ نے سال تمام میں سات ماہ بیس رات کو وصیت ٹھیرایا چاہے رہے چاہے

نکل جاوے یہی مطلب ہے لفظ غیر اخراج کا اگر نکل گئی تو کچھ گناہ نہوا غرضکہ عدت بدستور واجب ہی ابن عباس نے کہا اس آیت نے عدت کو نزدیک اہل کے منسوخ کردیا اب جہان چاہے عدت کرے یہ غرض ہے غیر اخراج سے عطار نے کہا چاہے نزدیک اہل کے پاس عدت کرے اوسکے گہر مین رہے چاہے کہین اور نکل جاوے میراث نے انکے سکنی کو منسوخ کردیا اب کہین جا رہو سکنی نہین یعنے اس آیت مین عدت یکسالہ پر دلالت نہین ہے جسطرح جمہور نے خیال کیا ہی چار ماہ دس شب اوسکے ناسخ ہین بلکہ یہ تو دلیل ہے اس بات پر کہ زوجات کے لیے گہرون مین یکسال کامل تک رہنے کی بعد وفات خود وصیت کر جاوے اگر انکی مرضی ہو اسی لیے یہ فرمایا ہے وَصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ یعنے اللہ تم کو اس بات کی وصیت کرتا ہی کقوله یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ وقوله وَصِیَّةً مِّنَ اللّٰهِ یا یہ مطلب ہے کہ تم اونکو یہ وصیت کر جاؤ ابن جریر نے کہا لفظ وَصِیَّةٌ مرفوع ہے یعنے یہ وصیت تم پر فرض ہے اونکو اس امر سے روکا نہ جاوے دلیل غیر اخراج ہی جب چار ماہ دس روز گذر جاوین یا حمل وضع ہو اور وہ اس گہر سے باہر نکلنا چاہین تو اونکو منع نہ کیا جاوے لقوله فَاِنْ خَرَجْنَ الآیة ابن کثیر نے کہا اس قول مین ایک نگاہ اور اس نمط مین ایک مساعدت ہی اسلیے ایک جماعت نے اسکو اختیار کیا ہے منجملہ اونکے امام ابو العباس ابن تیمیہ رح ہین دوسرون نے اوسکو رد کیا انمین ایک ابن عبد البر ہین یہ قول عطا کا کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت میراث سے اگر مراد اس سے زیادہ چار ماہ دس روز پر ہے تو ٹھیک ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ سکنی اتنی مدت کا ترکہ میت مین واجب نہین ہے تو اوسمین درمیان ائمہ کے خلاف ہے شافعی سے دونو باتین کہی ہین یہ بات کہ گہر مین شوہر کے تا عدت رہنا واجب ہے اسکی دلیل حدیث فریعہ بنت مالک ہے کہ اونکا شوہر مرگیا نہ گہر چہوڑا نہ نفقہ حضرت نے فرمایا اوسی گہر مین رہ یعنے جسجگہہ خبر موت پہنچی ہی جب تک کہ عدت پوری ہو عثمان بن عفان نے سنکر اسی پر عمل کیا رواہ مالک واهل السنن ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی **ف** ابن زید نے کہا جب اگلی آیت اتری جسمین حَقًّا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ ہے تو ایک آدمی نے کہا چاہون احسان کرون چاہون نہ کرون اوسپر یہ آیت اتری حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ بعض علماء نے اس آیت کو دلیل ٹہرایا ہے وجوب متعہ پر واسطے ہر مطلقہ کی خواہ مفوضہ ہو یا مفروض لہا یا مطلقہ قبل مسیس یا مدخول بہا شافعی وغیرہ سلف کا یہی قول ہے اسی کو ابن جریر نے بہی اختیار کیا ہی اور جو اہل علم وجوب متعہ کے مطلقاً قائل نہین ہین وہ کہتے ہین متعہ اسی کے لیے ہے جسکا ذکر آیت عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ مین گذر چکا ہی اگلون نے جواب دیا کہ وہ آیت اس طرح کی ہے جسمین بعض افراد عموم کا ذکر کیا ہے کچہہ تخصیص نہین ہی مذہب مشہور منصور یہی ہی کسی نے کہا اس آیت مین متعہ واجب غیر واجب دونون شامل ہین واجب اوسکا ہے جسکو بنا و فرض سے پہلے طلاق دی مستحب اوسکا ہی جو باقی مطلقات مین کسی نے کہا مراد متعہ سے اسجگہ نفقہ ہے ط

ع اگر وہ نکل جاوین تو گناہ نہین تم پر جو کچھ کرین اپنے حق مین دستور کی بات اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ۱۲

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْیَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ

فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ مَنْ

ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْصُطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جو نکلے اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے پھر کہا اللہ نے مر جاؤ پھر ان کو جلایا اللہ تو فضل رکھتا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ سنتا ہے جانتا کون شخص ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھا قرض کہ وہ اسکو دونا کرے کئی دونا اور اللہ تنگی کرتا ہے اور کشایش اور اسی پاس الٹے جاؤ گے **ف** یہ پہلی امت میں ہوا ہے کہ کئی ہزار شخص گھر بار لیکر اپنے وطن چھوڑ نکلے انکو ڈر ہوا غنیم کا لڑنے سے جی چھپایا یا ڈر ہوا وبا کا اور بعضے ہوا القدر کا پھر ایک منزل میں سو کر سارے مر گئے پھر سات دن کے بعد پیغمبر کی دعا سے زندہ ہوئے کہ آگے توبہ کریں یہاں اس لیے فرمایا کہ جہاد سے جی چھپانا عبث ہے موت کسی کو نہیں چھوڑتی اللہ کو قرض دینا یہی کہ جہاد میں خرچ کرے تنگی کا اندیشہ نہ رکھے اللہ کے ہاتھ کشایش ہے **ف** ابن عباس نے کہا وہ چار ہزار یا آٹھ ہزار یا چالیس ہزار آدمی تھے ابو صالح نے کہا نو ہزار تھے وہب بن منبہ و ابو مالک نے کہا کچھ اوپر تیس ہزار تھے انکے گاؤں کا نام داوردان تھا یہ قول ہے ابن عباس کا ابو صالح نے کہا واسط کی طرف کے تھے سعید بن عبدالعزیز نے کہا اذرعات کے تھے عطا نے کہا یہ ایک کہاوت ہے علی بن عاصم نے کہا واسط سے ایک فرسخ پر ہے ابن عباس نے کہا طاعون سے بھاگے تھے کہا ایسی جگہ جاویں جہاں موت نہ ہو جب فلاں جگہ پر پہنچے مر کر رہ گئے ایک نبی کا گذر ہوا انکی دعا سے اللہ نے جلایا بہت سے سلف نے کہا ہے یہ ہوا کہ زمانہ بنی اسرائیل میں ایک شہر والے تھے انہی زمین کی آب ہوا ناسد کی وہاں اور سخت وبا آئی یہی شہر سے چھوٹ وہ جنگل کو نکل بھاگے ایک وادی بیچ میں جا اُترے اور اسکے دونو کنارے اُن سے بھر گئے اللہ نے دو فرشتے بھیجے ایک نے جانب اعلائے وادی کے دوسرے نے جانب اسفل وادی سے ایک ایسی چیخ ماری کہ سب کے سب مر کر رہ گئے جیسے کوئی ایک شخص مر جاتا ہے انکو حظیروں میں جمع کر کے دیواریں بنائیں گل سڑ کر فنا ہو گئے بعد ایک زمانے کے ایک نبی کا انبیائے بنی اسرائیل سے ادہر گذر ہوا انکو حزقیل کہتے تھے انہوں نے اللہ سے کہا کہ انکو پھر اٹھا کر زندہ کر دے اللہ نے انکی دعا قبول کی کہا تم یوں کہو اے بوسیدہ ہڈیو اللہ تم کو حکم کرتا ہے کہ تم سب اکٹھی ہو جاؤ سارے ہڈیاں ہر جسم کے ایک دوسرے سے ملنے لگے پھر فرمایا انکو پکار کر کہو اے ہڈیو اللہ حکم فرماتا ہے کہ تم گوشت پوست رگ پٹھے بن لو چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر فرمایا کہ روحو اللہ حکم دیتا ہے کہ تم اپنے اپنے بدن میں جاؤ جنکو آباد رکھا تھا سب کے سب زندہ ہو کر اٹھ بیٹھے لگے ایک خواب دراز گیا ایسے

سے بعد اللہ نے اونکو جلایا تو وہ کہنے لگے سُبْحٰنَكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اونکے زندہ کرنے میں بڑی صریح دلیل قطعی ہے وقوع معاد جسمانی پر دن قیامت کی اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ اللہ کا لوگوں پر فضل ہے کہ اونکو ایسی آیات ظاہرہ حجج قاطعہ دلالات واضحہ دکھلاتا ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے جو نعمت اللہ نے اونکو دین و دنیا کی دی ہے اوسکا شکر ادا نہیں کرتے اس قصہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حذر و فرار سے نہیں بچا جاتا [illegible] سے بجز اللہ کے کوئی بچا[illegible] بلکہ جو وہ لوگ موت سے بھاگ کر سلامت طول حیات کو باہر نکلے تھے برخلاف اونکے مقصد کے [illegible] ہوا ایک آن میں موت نے جلدی ہی آ کر پکڑ لیا اسی قبیل کی ہے حدیث صحیح ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جب کسی زمین میں وبا ہو اور تم وہاں ہو تو وہاں سے نہ بھاگو اور جب کسی زمین میں سنو تو وہاں نہ جاؤ رواہ احمد واخرجاہ فی الصحیحین بطریق اخرے **ف** فتح البیان میں لکھا ہے کہ آٹھ دن بعد یا زیادہ ایام کے جی اوٹھے پر اثر اونکو موت کا تحویل تھا مدت تک زندہ رہے اور پھر اثر موت کا معلوم ہوتا تھا جو کپڑا پہنتے کفن کی طرح ہو جاتا یہ علامت مرتے دم تک تھی اسباط میں رہی کسی نے کہا وہ پیغمبر حزقیل علیہ السلام تھے ذکو ابن العجوز و ذو الکفل بھی بولتے ہیں یہ تیسرے خلیفہ تھے بنی اسرائیل میں کیونکہ بعد موسیٰ علیہ السلام کے یوشع ہوئے پھر کالب پھر حزقیل محدثین مفسرین نے اس قصے کو طرح طرح بیان کیا ہے اسکے ذکر میں کچھ بڑا فائدہ نہیں ہے حاصل یہی تھا جو کہہ دیا گیا اس قصے میں دونوں کے لیے عبرت ہے جو مر کر جیے اور جنہوں نے اونکو سنا اسیطرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر بھی بعض مردے جی اوٹھے تھے اور نصاریٰ نے اونکو اللہ یا اللہ کا بیٹا سمجھ لیا اس خیال پر کہ عیسیٰ کو تو من جانبی مردے خدا کے حکم سے جلاتے تھے یہاں تو حزقیل علیہ السلام نے چار ہزار بلکہ زیادہ کو زندہ کرا دیا یہ معجزہ بڑا ہوا پایہ معجزہ بلکہ اونکو کسی نے خدا کہا نہ خدا کا فرزند بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس جگہ یہ حکایت پُر عبرت و شکایت بیان فرما کر یہ سمجھایا کہ کسی طرح تدبیر بعید سے نہیں بچاتی اسی طرح جہاد کرنے سے کسی کی موت جلدی آوے نہ دیر میں بلکہ اجل محتوم مقرر معلوم و مقدر و متعین ہے نہ اوس سے بڑھے نہ اوس سے گھٹے کما قال تعالیٰ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وقال تعالیٰ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ الی قوله فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ابن کثیر کہتے ہیں میر جیوش مقدم عساکر حامی حوزہ اسلام سیف مسلول خدا ابو سلیمان خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حالت سیاق موت میں کہا کہ میں فلاں فلاں موقع میں حاضر ہوا میرا کوئی عضو ایسا نہیں ہے کہ جسمیں کوئی تیر یا نیزہ یا تلوار کا زخم ہو اب میں فرش پر یوں مرتا ہوں جیسے کوئی گدھا مرتا ہو خدا کے نامردوں کی آنکھوں کو نیند نہ آوے یعنے اونہوں نے اس آیت پر تاسف کیا کہ ہائے کسی لڑائی میں کیوں نہ مارا گیا ایسی موت پر بالائے فرش ماتم کیا

رکھ دیا ہے جیسے جو روٹی ست کا ستر ہزار کیا قیمت ست ماحصہ کیتا دمیر و حیر لکسے **ف** یہاں اللہ نے ایسے
بندوں کو قرض حسن دینے پر آمادہ کیا کہا اسکے بدلے کئی حصہ زیادہ ملیگا مراد اس قرض سے خرچ کرنا ہے راہ خدا
میں جہاد ہو یا اور کچھ مگر جہاد میں سب سے بہتر ہے یہ آیت پاک قرآن شریف میں کئی جگہہ آئی ہے حدیث
نزول میں آتا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کون قرض دیتا ہے کہ نہ محتاج ہو نہ ظالم ابن مسعود کہتے ہیں جب
یہ آیت اتری ابو الدحداح انصاری نے کہا اے رسول خدا کیا اللہ ہمسے قرض لیا چاہتا ہے فرمایا ہاں کہا ذرا اپنا ہاتھ
تو مجھے دکھا حضرت نے ہاتھ دیا کہا میں نے اپنا باغ چار دیواری والا اپنے رب عز وجل کو قرض حسن دیا اس باغ میں چھ سو
درخت کھجور کے تھے ام الدحداح وہیں رہتی تھیں اور انکے عیال بھی اسی جگہہ تھے انہوں نے آنکر پکارا اے ام الدحداح
کہا لبیک کہا نکلو میں نے یہ باغ اپنے رب عز وجل کو قرض دیدیا ہے رواہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن عمر مرفوعا نحوہ
عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سلف نے کہا مراد قرض حسن سے انفاق فی سبیل اللہ ہے بعض نے کہا نفقہ عیال ہے کسی نے کہا
مراد تسبیح تقدیس ہے یہ فرمانا کہ اس قرض کا کئی گنا اجر ہوتا ہے مثل قولہ تعالے کے ہے مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ حدیث ابی
ہریرہ میں مرفوعا آیا ہے کہ اللہ نیکی کو دو لاکھ گنا کر دیتا ہے رواہ ابن ابی حاتم ترمذی میں ابن عمر سے مرفوعا آیا ہے
جو شخص کسی بازار میں گیا پھر اوسنے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ اللہ اوسکے لیے ایک لاکھ نیکی لکھ لیتا ہے ایک لاکھ بدی مٹا دیتا ہے ابن عمر نے کہا جب آیت اتری مَثَلُ
الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ الخ حضرت نے فرمایا اے اللہ میری امت کو زیادہ دے تب آیت مَنْ ذَا الَّذِيْ اتری پھر اسکو زیادہ کرا تب یہ آیت اتری اِنَّمَا يُوَفَّى
الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ رواہ ابن ابی حاتم کعب احبار نے کہا کیسر حسب اللہ یبسط سے ہو تو اسکا کچھ سماں
نہیں ہے پھر فرمایا کہ تم تو خرچ کرو پرواہ نکرو اللہ رازق ہے جسے چاہے کم دے جسے چاہے زیادہ یہ اسکی حکمت ہی جانے ابن
عمرو نے کہا حضرت فرماتے ہیں دل بنی آدم کے درمیان دو انگشت کی ہیں اصابع رحمن سے جیسے ایک دل چاہے پھیر دے
اوسکو پھیرے کہا اے اللہ پھیرنے والے دلوں کے ثابت رکھ ہمارے دل اپنی طاعت پر رواہ مسلم اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ

اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ
عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ
فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ تو نے نہ دیکھی ایک جماعت بنی
اسرائیل میں موسی کے بعد جب کہا اپنے نبی کو کھڑا کر دے ہمکو ایک بادشاہ کہ ہم لڑائی کریں اللہ کی راہ میں وہ

م [illegible]

ع [illegible]

بولا کہ یہی توقع ہے تم سے کہ اگر حکم ہو تمکو لڑائی کا تب نہ لڑو بولے ہمکو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑین اللہ کی راہ مین ہمکو نکال دیا ہے ہمارے گہر سے اور بیٹون سے پہر جب حکم ہوا انکو لڑائی کا پہر گئے مگر تہوڑے اللہ کو معلوم ہین گنہگار

ف بعد حضرت موسی کے ایک مدت بنی اسرائیل کا کام بنا رہا پہر جب انکی نیت بری ہوگئی اونپر غنیم مسلط ہوا جالوت پادشاہ کافر نے اونکی اطراف کے شہر چہین لیے لوٹا اور بندی پکڑ لے گیا وہان کے بہاگے لوگ شہر بیت المقدس مین جمع ہوئے حضرت شمویل پیغمبر سے چاہا کہ کوئی پادشاہ با اقبال مقرر کردو کہ بغیر سردار با اقبال ہم لڑ نہین سکتے **ف** قتادہ نے کہا یہ نبی یوشع بن نون تھے ابن جریر نے کہا یعنے ابن افرائیم بن یوسف بن یعقوب مگر یہ قول بہت بعید ہے اسلیے کہ وہ نبی موسے کے بعد ایک زمانہ دراز کے بعد ہوئے تھے یہ ماجرا زمانہ داود علیہ السلام مین ہوا جسطرح قصے مین تصریح آچکی ہے داود موسے کے بیچ مین ہزار برس سے زیادہ گذرا سدی نے کہا وہ شمعون تھے مجاہد نے کہا شمویل تھے وہب بن منبہ نے کہا بنی اسرائیل بعد موسے کے طریق استقامت پر تھے ایک زمانہ تک پہر انہون نے بدعات نکالی بعض نے بتون کو پوجا انمین ہمیشہ انبیا ہوتے امر معروف نہی عن المنکر کرتے منہج توریت پر اونکو قائم رکہتے یہانتک کے جو کچہ کیا سو کیا اللہ نے اونپر دشمنون کو غالب کردیا اعدا نے قتل عظیم کیا ایک خلق کو قید کرلیا بہت سے شہر چہین لیے ورنہ پہلے جس سے وہ لڑتے اوسپر غالب آتے تھے یہ اسلیے تہا کہ اونکے پاس توریت و تابوت تہا زمانہ قدیم سے ارث مین چلا آتا تہا جب گمراہی مین بڑہ گئے تو بعض ملوک نے بعض حروب مین اس تابوت کو اونسے چہین لیا توریت علیحدہ لیلی کوئی حافظ توریت باقی نہ رہا مگر بہت کم نبوت بہی اسباط سے جاتی رہی سبط لاوی جنمین انبیا ہوتے تہے اون مین سوا ایک عورت حاملہ کے کوئی باقی نہ رہا اس عورت کو لیکر ایک گہر مین حفاظت سے رکہا کہ شاید اللہ بیٹا دے وہ نبی ہو وہ عورت بہی ہمیشہ اللہ سے دعا مانگتی تہی کہ اوسکو بیٹا ملے اللہ نے اوسکا پکارنا سن لیا ایک لڑکا دیا اسکا نام اونہنے شمویل کہا یعنے اللہ نے میری دعا سن لی بعض نے کہا شمعون نام رکہا دونون کے ایک ہی معنے ہین اوس لڑکے نے درمیان انکے نشو و نما پایا اللہ نے اچہی طرح اوسکو اوٹہایا اوگایا جب عمر انبیا کو پہونچا اللہ نے وحی کی حکم دیا کہ بنی اسرائیل کی طرف توحید خدا کے بلاو جب اونہون نے بلایا کہا ہمارے لیے ایک پادشاہ مقرر کرو کہ اوسکے ساتہہ ہو کر ہم لڑین دشمن کوئی پادشاہ نہ تہا نبی نے کہا اگر اللہ نے پادشاہ مقرر کیا اور تم نہ لڑے تو پہر کیا ہوگا کہا بہلا ہم کسطرح نہ لڑینگے ہمارے شہر ہاتہہ سے نکل گئے ہمارا اخراج ہوا ہماری اولاد قید ہوگئی اللہ نے فرمایا جب ہم نے اونپر قتال کو لکہ دیا فرض کردیا تو سب پہر گئے مگر تہوڑے جو پہر گئے وہ بقیہ ستر ہزار رہے تہے قلیل انکے سوا تہے وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ

اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوٓا أَنّٰى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً

مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ

وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ○ کہا اونکو اونکے نبی نے اللہ نے کہڑا کر دیا تمکو طالوت بادشاہ بولے کہاں ہوگی اسکو سلطنت ہمارے اوپر اور ہمارا حق زیادہ ہے سلطنت میں اُس سے اور نہیں ملی اوسکو کشایش مال کی کہا اللہ نے اوسکو پسند کیا تم سے اور زیادہ کشایش دی عقل میں اور بدن میں اللہ دیتا ہے اپنی سلطنت جسکو چاہے اللہ کشایش والا ہے سب جانتا طالوت کی قوم میں آگے سے سلطنت نہتی کسب کرتا تھا انکی نظر میں حقیر تھا نبی نے فرمایا کہ سلطنت حق کسی کا نہیں ہے بڑی لیاقت عقل ہے بدن کی کشایش یہ تھی کہ اللہ نے پیغمبر کو ایک عصا دیا تھا کہ جس شخص کا قد اوسکے برابر ہو سلطنت اسکو ہے طالوت کا قد اوسکے برابر آیا **ف** ابن کثیر نے کہا جب بنی اسرائیل نے نبی سے یہ درخواست کی کہ کوئی بادشاہ مقرر کرو تو اونہوں نے طالوت کو مقرر کیا یہ ایک لشکری آدمی تھا خاندان شاہی میں سے نہ تھا کیونکہ بادشاہی نسل یہودا میں چلی آتی تھی یہ اوس نسل سے نہ تھا اسلیئے اونہوں نے انکار کیا کہ اوسکو نسب سلطنت سے نہیں ہے او دوسرے فقیر محتاج آدمی ہے کسطرح بادشاہ بن سکتا ہے کسی نے کہا طالوت سقا تھا کسی نے کہا دباغ تھا اونکو پیغمبر کی اطاعت چاہیے تھی نہ تمرد پیغمبر نے کہا اسکو اللہ نے مقرر کیا ہے مجھے میں اپنی طرف سے پسند نہیں کیا اسکے سوا وہ علم و شکل و قوت میں تم سے زیادہ ہے، حکمت الٰہیہ وہ ہے معلوم ہوا کہ بادشاہ کا عالم شکیل حسین قوی زبردست عالی ہمت ہونا چاہیے پھر یہ کہا اللہ حاکم ہے جو چاہے سو کرے اُس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا وہ جس سے چاہے پوچھے وہ علیم حکیم خلیق رؤف رحیم ہے فتح البیان میں کہا ہے کہ طالوت عجمی نام ہے کسی نے کہا چرواہا تھا کسی نے کہا کاریگر تھا جیسے کرایہ دار عبرانی میں نام اسکا شاول بن قیس ہے وہ نسل بنیامین بن یعقوب سے تھا اس آیت میں دلیل ہے بطلان قول شیعہ جو امامت کو موروث بتلاتے ہیں

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم

۳۲ ع ۹ ۱۶

مُّؤْمِنِينَ ○ کہا اونکو اونکے نبی نے نشان اسکی سلطنت کا یہ ہے کہ آوے تمکو صندوق جسمیں ہے جمعی تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوی چیزیں جو چھوڑ گئے موسی اور ہارون کی اولاد اوٹھا لاوین اسکو فرشتے اسمین نشانی پوری ہے تمکو اگر یقین رکھتے ہو **ف** بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا اوسمیں تبرکات تھے حضرت موسی اور ہارون کے لڑائی کے وقت سردار کے آگے لیچلتے دشمن پر حملہ کرتے تو اسکو آگے دہرتے اللہ فتح دیتا جب [illegible] ہوگئی وہ صندوق انسے چھین گیا غنیم کے ہاتھ لگا اب جو طالوت بادشاہ ہوا وہ صندوق خودبخود رات کی وقت انکے گھر کے سامنے آ موجود ہوا اسکے غنیم کے شہر میں جہاں رکھا تھا اُس بلا پڑی پانچ شہر ویران ہوئے ناچار ہوکے اونہوں نے دو بیلوں پر لادکر ہانک دیا پھر فرشتے

بیلون کو ہانک کر یہان لے آئی **ف** ابن کثیر نے کہا پیغمبر نے کہا علامت برکت طالوت کی تم پر یہ ہے کہ تمکو تابوت سکینہ تم سے چھین گیا ہے وہ تمکو واپس ملجاویگا سکینہ کے معنی ہین وقار و جلالت کے یہی قول ہے قتادہ کا ربیع نے کہا مراد رحمت ہے یہی قول ہے ابن عباس کا حسن و عطا نے کہا مراد آیتین ہین اللہ کی جنسے خاطر جمعی حاصل ہو کسی نے کہا سکینہ ایک طشت تہا جسمین پیغمبرونکے دل دہوئے جاتے تہے اللہ نے وہ طشت موسی علیہ السلام کو دیا اونہون نے اوسمین الواح توریت کو رکہا ایک قول ابن عباس کا یہی ہے علی مرتضی نے کہا سکینہ کا مونہ مثل انسان کے ہے وہ ایک روح ہے ہفافہ ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ ایک ہوا ہے متحرک اوسکے دو سر تہے مجاہد نے کہا دو بازو اور ایک دم ہے وہب بن منبہ نے کہا ایک سر تہا بلی کا جب وہ اندر تابوت کے بلی کی آواز کرتا تو اونکو فتح نصیب ہوتی دوسرا لفظ یہ ہے کہ وہ ایک روح تہی اللہ کی جب کسی بات مین اختلاف کرتے تو وہ انکو خبر صحیح بیان کردیتی ابن عطیہ نے کہا صحیح یہ ہے کہ تابوت مین کچھ بہتر چیزین بقایا آثار انبیا سے تہین دل اوسکو دیکھکر تسکین پکڑتے تہے قوی ہو جاتے شوکانی رح نے فتح القدیر مین بعد ذکر اقوال مذکورہ کے بیان سکینہ مین یہ لکہا ہے کہ شاید یہ تفاسیر متناقضہ ان علما کی طرف سے یہود کے پہونچی ہین اللہ انکو غارت کرے کہ انہون نے یہ باتین بقصد تلاعب اہل اسلام و تشکیک مسلمین کے بنائی ہین تم دیکہو تو کبہی سکینہ کو کوئی حیوان بتایا کبہی جماد کہا کبہی ایک شے لا یعقل ٹہرایا یہی حال ساری منقولات بنی اسرائیل کا ہے کہ باہم متناقض ہین ایسے امور پر مشتمل ہین جو عقل سے باہر ہین یہ بات کسی طرح صحیح نہین ہو سکتی ہے کہ یہ تفاسیر متناقضہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہون نہ کسی قائل کی راے معلوم ہوتی ہے ان لوگونکا مرتبہ اس سے زیادہ رفیع تہا کہ وہ تفسیر بالرائے کرتے ایسی بات کہتے جس مین اجتہاد کو بہی کچھ دخل نہین ہے جب یہ بات ٹہری تو واجب یہ ہے کہ رجوع طرف لغت کے کیا جاوے لغت مین جو معنے سکینہ کے آئے وہ معروف مشہور ہین ان امور متعسفہ متناقضہ کا اختیار کرنا کیا حاجت اللہ پاک نے کشایش رکہی ہے نہ تنگی اگر کوئی تفسیر سکینہ کی حضرت سے ثابت ہوتی تو ہم پر وہی کہنا واجب ہوتا ولیکن کسی وجہ صحیح سے کوئی تفسیر نہین آئی سکینہ بعض صحابہ پر وقت تلاوت قرآن شریف کے اترا تہا جسطرح صحیح مسلم مین براء سے آیا ہے کہ ایک مرد سورہ کہف پڑہتا تہا اوسکے پاس اوسکا گہوڑا بندہا تہا ایک بادل نے آکر ڈہانپ لیا وہ گہوڑا بدکنے لگا سکینہ اوس شخص سے نزدیک ہونے لگا جب صبح ہوئی حضرت سے کہا فرمایا وہ سکینہ تہا جو بسبب قرآن پڑہنے کے نازل ہوا اس حدیث مین فقط اتنا ہے کہ جس چیز کا نام حضرت نے سکینہ فرمایا وہ ایک بادل تہا جو گرد اوس قاری کے پہرا **ف** ابن عباس نے کہا مراد بقیہ سے ٹکڑے عصاء موسی علیہ السلام کا اور ٹکڑے الواح توریت کے ہین یہی قول ہے قتادہ و سدی و ربیع و عکرمہ کا ابو صالح نے کہا مراد عصاے موسی و عصاے ہارون

دو تختے توریت کے اور کچھ من ہے عطیہ نے زیادہ کیا کہ موسے وہارون کے کپڑے بھی تھے ثوری نے کہا اوسکے دو جوتے بھی تھے کسی نے کہا فقط توریت اور علم تھا کسی نے کہا عمامہ بھی تھا۔ برکات ہر دو یکے بنی اسرائیل کے رہتے تھے وہ اگلا بعد پشت بطور میراث چلا آتا تھا جب اونھوں نے عصیان و فساد کیا تو اللہ نے ویر عمالقہ کو مسلط کردیا اوٹھالے گئے وہ تابوت اُسے لیا مراد آل موسے وآل ہارون سے خود موسے وہارون ہیں یا انبیاء بنی یہود سے آئے نے کہا فرشتوں نے تابوت کو آسمان زمین کے بیچ میں اوٹھا کر سامنے طالوت کے رکھدیا سب لوگ دیکھتے تھے سدی نے کہا صبح کو طالوت کے گھر رکھا ملا سب نے موت قسموں کو مان لیا طالوت کی اطاعت اختیار کی ثوری نے بعض شیوخ سے نقل کیا ہے کہ فرشتے اوسکو ایک بیل پر لاد کر لائے یا دو گاؤ پر کسی نے کہا تابوت اریحا میں تھا مشرکوں نے لیلیا اسکو لیکے معبد میں بیچ ایک بت کی رکھا تھا صبح کو وہ بت کی سر پر آگیا پھر اوسکو اوتار کر بیچ تحت صنم رکھا پھر صبح کو اوسی صنم کے اوپر ہوگیا پھر اوسکو بیچ صنم کے گاڑ دیا صبح کو بت کی ہاتھ پاؤں ٹوٹے اوسکو اوندھا پڑا ہوا پایا جانا کہ یہ بات اللہ کی طرف سے ہے وہ اس امر کا مقابلہ نہیں کرسکتے ناچار اوسکو اپنے شہر سے باہر کرکے گاؤں میں رکھدیا اوس گاؤں والوں کی گردنوں میں بیماری لگی ایک لڑکی نے جو منجملہ قیدیاں بنی اسرائیل تھی کہا تم اسکو بنی اسرائیل کو دیدو کیونکہ اس بیماری سے نجات ہو اونھوں نے دو بیل پر لاد کر چھوڑ دیا جو کوئی پاس اوسکے جاتا وہ مرجاتا یہاں تک کہ وہ دو بیل شہر بنی اسرائیل سے نزدیک ہوگئے بنی اسرائیل نے آکر اوسکو لے لیا کسی نے کہا دو مرد جوان شخصوں نے پکڑا واللہ اعلم بعض کہتے ہیں تابوت ایک گاؤں میں تھا فلسطین کے گاؤں میں سے اوسکو دو کہتے ہیں ابو صالح نے کہا تابوت میں کلمہ لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب السموٰت السبع ورب العرش العظیم والحمد للہ رب العلمین قتادہ وکلبی کا قول یہ ہے کہ سکینہ کہتے ہیں طمانینت کو جس مکان میں وہ تابوت ہوتا وہاں کے لوگ مطمئن رہتے یہ قول اولی بصحت ہے اس بنا پر کہ جس چیز سے دلجمعی ملے وہی سکینہ ہوسکتی ہو بلکہ جبکہ اس بات میں کوئی نص صریح نہیں آئی ہے تو تصویب ایک قول کی تضعیف دوسرے قول کی جائز نہیں بلکہ مرجع طرف لغت کی رہیگا جس طرح کہ اوپر گذر چکا ہے اس تابوت کے آنے میں دلالت تھی صدق نبوت نبی موصوف پر اسی لیے یہ فرمایا کہ اگر تم ایماندار ہو تو طالوت کی اطاعت کرو فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ

بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ

اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهٖ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مَعَهٗ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ

قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ٥ یعنی جب باہر ہوا طالوت فوجیں لیکر کہا اللہ تم کو آزماتا ہے ایک نہر سے جسنے پیا پانی اوسکا وہ میرا نہیں جسنے نہ چکہا وہ میرا ہے مگر جو کوئی بہر لے ایک چلو اپنے ہاتہ سے پہر پیگئے اوسکا پانی مگر تہوڑے اونمیں پہر جب پار ہوا وہ اور ایمان والے ساتہ اوسکے کہنے لگے قوت نہیں ہمکو آج جالوت کی اور اوسکے لشکروں کی بولے جنکو خیال تہا کہ اونکو ملنا ہے اللہ سے بہت جگہہ جماعت تہوڑی غالب ہوئی بہت جماعت پر اللہ کے حکم سے اللہ ساتہ ہے ٹہیرنے والونکے **ف** طالوتؑ کے نکلنے کو سب تیار ہوئے حرص سے اوسنے تقید کیا کہ جو شخص جوان اور بے فکر ہو وہی نکلے ایسے ہی اسی ہزار نکلے اوسی جانا کہ انکو آزمانے ایک نہر پانی کی ملا بعد اوسکے ایک نہر ملی اوسنے تقید کیا کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیئے وہ میرے ساتہ نہ آوے تین سو تیرہ آدمی رہگئے باقی سب موقوف ہوئے **لطیفہ** ایک بزرگ صوفی منش کو ایک امیر کبیر نے ملایا کہا جو عہدہ مانگو وہ ملیگا اوسنے اوسکے جواب میں یہ رقعہ لکہہ دیا نہر طالوتست دنیا غرفۂ ازان حلال ست باقی حرام ع دران فیا رکتا ہی پہر گدا کحتسمد + غنیمت کہ ما نہیں ما کحتسمد **ف** سدی نے کہا جس دن طالوت لشکر لیکر باہر نکلے اسی ہزار آدمی تہے ابن عباس نے کہا وہ نہر درمیان اردن و فلسطین کے تہی اوسکو نہر شریعت کہتے ہیں جسنے چلو سے پانی پیا سیراب ہوا جسنے اور طرح پیا وہ پیاسا رہا یہی قول ہے قتادہ و ابن شوذب کا سدی نے کہا چہتر ہزار نے پیا فقط چار ہزار ہمراہ رہگئے براء بن عازب کہتے ہیں ہم خبر پاتے تہے کہ اصحاب حضرتؐ کی دن بدر کے تین سو اور کچہہ اوپر دس شخص تہے ہم عدد اصحاب طالوت کے جو ہمراہ اوسکے نہر کے پار ہوئے سو اونمیں نکے کوئی پار نہ ہوا روا ابن جریر اسی کے مثل بخاری نے بہی روایت کیا ہے اونہوں نے اپنی جماعت کو تہوڑا دیکہکر ہمت ہاری کہ ہم تہوڑے ہیں اور وہ بہت علما نے اونکو سہارا دینا یا شجاعت دلائی کہا اللہ کا وعدہ سچا ہے تم مت ڈرو فتح تو اللہ کی طرف سے آتی ہے کچہہ کثرت عدد و عدد پر موقوف نہیں ہے فتح المنان میں کہا ہے کہ طالوت بیت المقدس جالوت سے لڑنے کو نکلے اوسکے ساتہ ستر ہزار یا اسی ہزار یا ایک لاکہہ بیس ہزار شخص تہے سوا بوڑہے بیمار معذور کے کوئی پیچہے نہ رہا جو ساتہ نہ ہوا ہو انکا نکلنا سخت گرمی میں ہوا تہا پانی کی شکایت ہوئی کہ ہمارے ساتہ کا پانی کافی نہیں ہو سکتا ہے اللہ سے دعا کرو کہ ہمارے لیے ایک نہر جاری کرے اردن ایک جگہہ ہے ریگستان والی بیت المقدس کے پاس وہاں وہ نہر تہی اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ پانی کو بہی طعام کہتے ہیں ابن عباس نے کہا سب ہمراہی تین لاکہہ تین ہزار تین سو تیرہ تہے سب نے پانی پیا مگر تین سو تیرہ نے نہ پیا یہی تعداد حضرتؐ کے اصحاب کی دن بدر کے تہی قتادہ نے کہا ہم سے ذکر ہوا ہے کہ رسول خدا

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن بدر کے اپنے اصحاب سے فرمایا تم برابر تعداد اصحاب طالوت کے ہو جس دن جالوت سے مقابلہ
ہوا تھا قرطبی نے کہا جالوت کے لوگ ایک لاکھ ہتھیار بند تھے یہ بات مومنین نے بعد عبور نہر کے کہی جب انکی
کثرت دیکھی جو عاصی تھے وہ نہر ہی سے پار نہر کے نہ گئے کنارے پر رہ گئے حیلہ اونکی کثرت کا کیا یہ دوسرا قول
ہوا کہ قائل اس کلمے کا کون تھا وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ
وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ جب سامنے
ہوئے جالوت کے اور اُسکی فوجوں کے بولے اے رب ہمارے ڈالدے ہم پر صبر مضبوطی سے ٹھیرا ہمارے پاؤں مدد کر ہماری
اس کافر قوم پر پھر شکست دی اونکو اللہ کے حکم سے مارا داؤد نے جالوت کو اور دی اوسکو اللہ نے سلطنت
اور تدبیر اور سکھایا اوسکو جو چاہا اگر دفع نہ کرتے اللہ لوگوں کو ایک سے ایک تو خراب ہو جاوے ملک اللہ فضل کرتا
ہے جہان کے لوگوں پر یہ آیتیں ہیں اللہ کی ہم تجھکو سناتے ہیں تحقیق اور تو بیشک رسولوں میں ہے **ف** تین سو
تیرہ آدمیوں میں حضرت داؤد کا باپ اور یہ اور اُنکے چھ بھائی تھے اونکو راہ میں تین پتھر ملے بولے کہ ہمکو اوٹھا لے جالوت
کو مار سکے جب مقابلہ ہوا جالوت جو باہر نکلا کہ تم سب کو میں کفایت ہوں میرے سامنے آتے جاؤ پیغمبر نے حضرت
داؤد کے باپ کو بلایا کہ اپنے بیٹے مجھکو دکھا و اوسنے چھ بیٹے دکھائے جو قد آور تھے داؤد کو نہ دکھایا وہ قد آور نہ تھے
بکریاں چراتے تھے پیغمبر نے اونکو بلوا کر پوچھا کہ تو جالوت کو مار یگا اونہوں نے کہا مارونگا پھر اوسکے سامنے گئے وہ تین
پتھر فلاخن میں رکھکر مارے اوسکا ماتھا کھلا تھا اور تمام بدن لوہے میں غرق تھا ماتھے پر لگی پیچھے نکل گئی بعد اسکے
طالوت نے اپنی بیٹی اونکو بیاہ دی طالوت کے بعد وہ بادشاہ ہوئے نادان لوگ کہتے ہیں کہ لڑائی کرنا نبیوں کا کام
نہیں ہے اس قصے سے معلوم ہوا کہ جہاد ہمیشہ رہا ہے اگر جہاد نہ ہو تو مفسد لوگ ملک کو ویران کریں **ف** اس آیت
سے تصریحاً ثابت یہ ہوا کہ جب گروہ ایمان کا مقابلہ جو تھوڑے اصحاب طالوت تھے اصحاب جالوت سے ہوا اور سب ساز تھے تو اُس
حزب ایمان نے دعا رب کو کی اللہ نے انکی سن لی اُن قلیل کو اُن کثیر پر فتح بخشی ۵ شکست و فتح نصیبوں سے ہے
ولیکن پھر مقابلہ تو دل ناتوان نے جو کیا + کہتے ہیں طالوت نے داؤد علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر تم جالوت کو
مار ڈالوگے تو میں اپنی بیٹی تمکو دونگا اس وعدیکو وفا کیا پھر انجام کو سارا ملک انہیں کے ہاتھ آگیا اوس پر یہ ظاہر ہوا کہ اللہ
نے نبوت بھی عطا فرمائی حکمت سے مراد وہی نبوت عظیمہ ہے یہ نبوت اونکو بعد شمویل کے ملی اوس پر ایک حاشیہ اور چڑھا

کہ بعض علوم خاصہ بھی مرحمت ہوئے جسے یا چاہین بھی سہاگن اللہ نے جالوت کو بمقابلہ طالوت بسبب شجاعت داؤد
علیہ السلام سے دفع دفع کیا اگر ایسا نہ ہوا کرے تو زمین میں بڑی خرابی واقع ہوا تا قال تعالی ولولا دفع اللہ الناس
بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا ابن جریر
ابن عمر سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ اللہ سبب ایک مسلمان صالح کے سو گھر والوں سے بلا کو ٹال دیتا ہے جو اسکے پڑوس
مین رہتے ہیں پہر اس آیت کو پڑھا مگر اسناد ضعیف ہے جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ سنوار دیتا ہے ایک مسلمان
صالح کے سبب سے اسکی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اہل والوں کو اور جو اوسکے گہر کے ارد گرد رہتے ہیں ہمیشہ وہ اللہ کے
حفظ میں ہین جب تک وہ شخص درمیان اُنکے ہے یہ حدیث بھی غریب ضعیف ہے اسکو ابن جریر نے روایت کیا ہے ثوبان سے
مرفوعًا کہا ہے تم میں ہمیشہ سات شخص ہوتے ہین جنکے سبب سے تمکو مدد پانی رزق ملتا ہے جب تک کہ اللہ کا حکم آوے یعنے
قیامت قائم ہو ابن مردویہ دوسری روایت اسکی عبادہ بن صامت سے مرفوعًا یون ہے کہ ابدال میری امت
میں تیس شخص ہوتے ہین انہیں کے سبب سے رزق مطر نصرت ملتی ہے قتادہ نے کہا میں امید کرتا ہون کہ حسن انہین ابدال
میں سے ہے لیکن یہ احادیث لائق غور محتاج صحت ہیں واللہ اعلم **ف** فتح البیان میں ہے کہ داؤد علیہ السلام کے باپ
کا نام ایشا یا زکریا ابن نشوی تہا یہ سبط یہودا ابن یعقوب سے تہے اللہ نے انکو ملک و نامی کیا بعد اسکے کہ چرواہے تہے
سب بھائیون میں چھوٹے تہے بالغ بھی نہ ہوئے تہے زرد رنگ تہا بکری چرایا کرتے تہے یہ امر اسوقت سے پہلے کا ہے جب طالوت
چالیس برس حکومت کر مرگیا تو داؤد علیہ السلام نے سات برس سلطنت کی پہر انتقال فرمایا اور ابن المعہ بہی کو جسکے ملک
کو زوال نہین **ف** مراد ارسد کیا توسی + کہ ملکش قابلیت وراثت عجز + مفسرین نے اس قسم کے قصے بہت ذکر کیے ہیں
اللہ ہی جانے حکمت سے مراد نبوت ہے یا لوہے سے زرہ بنانا یا چڑیوں کی بولی سمجھنا یا ہر ایک کی آواز بوجھنا یا وہ زنجیر جسکے
پاس اکر نیاو چاہتے تہے سو حضرت داؤد کے کوئی ایسا بادشاہ نہ ہوا کہ جسپر بنی اسرائیل نے اتفاق کیا ہو وہ پہلے ہوتا
ایک سبط میں ملک ایک سبط میں نبوت تہا اللہ نے انکو ملک و نبوت دونوں بخشی پہر انکے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو بادشاہ و نبی کیا ابن
عباس نے کہا اللہ نمازی حاجی مزکی کے سبب سے بے نمازی بے حج بے زکوۃ سے بلاؤں کو دور کر دیتا ہے آخر آیت میں اللہ
نے حضرت کی دلکو تسلی و تقویت بخشی کہ تم رسول ہو جو اخبار عجیبہ و قصص قدیمہ بیان کرتے ہو یہ وحی ہے جسے تم کسی کتاب
اوسکو نہین پڑھا کسی سے سنا سیکھا یہی دلیل ہے تمہاری رسالت پر اس آیت شریف پر دوسرا پارہ سیقول کا تمام
ہوا اور تیسرا شروع تلک الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات وآتينا

عيسى ابن مريم البينات وايدناه بروح القدس ولو شاء الله ما اقتتل الذين من بعدهم من بعد ما

ف [illegible]

الجزو الثالث

جاءتهم البينات ولكن اختلفوا فمنهم من آمن ومنهم من كفر ولو شاء الله ما اقتتلوا ولكن الله
يفعل ما يريد ﴿٢٥٣﴾ یہ سب رسول بڑائی دی ہمنے انمیں ایک کو ایک سے کوئی ہے کہ کلام کیا اس سے اللہ نے اور بلند کیے بعضو ٣٣ ع ٥ ١
کے درجے اور دیں ہمنے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو نشانیاں صریح اور زور دیا اوسکو روح پاک سے اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے اونکے پچھلے بعد
اسکے کہ پہونچے اونکو صاف حکم لیکن وہ پھٹ گئے پھر کوئی اونمیں یقین لایا اور کوئی منکر ہوا اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے لیکن اللہ کرتا
ہے جو چاہے ف اس آیت میں خبر دی ہے اس بات کی کہ ہمنے بعض رسل کو بعض پر فضیلت دی ہے کما قال تعالے
ولقد فضلنا بعض النبيين على بعض وآتينا داود زبورا جن سے کلام کی وہ تین پیغمبر ہیں آدم موسیٰ و محمد صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم یہ مضمون حدیث ابو ذر میں نزدیک ابن حبان کے آیا ہے جنکے درجے بڑھائے اونکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے شب معراج میں آسمانوں پر درجہ بدرجہ بحسب منازل دیکھا تھا رہی وہ حدیث ابو ہریرہ کی جسمیں ایک مسلمان و ایک
یہودی سے بات فضیلت موسیٰ و حضرت محمد کلامی ہوئی حضرت نے سنکر فرمایا تم مجھکو انبیا پر فضیلت دو لوگ
دن قیامت کے بیہوش ہو جاوینگے میں سب سے پہلے ہوش میں آؤنگا دیکھونگا موسیٰ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں میں
نہیں جانتا کہ مجھسے پہلے ہوش میں آئے یا طور کی بیہوشی بدلہ ہو گئی دوسری روایت میں یوں ہے کہ تم درمیان پیغمبروں کے
تفاضل کرو رواہ الشیخان سو اس حدیث کے کئی ایک جواب ہیں ایک یہ کہ یہ ارشاد قبل معلوم ہونے تفضیل کے تھا
مگر اسمیں نظر ہے دوسرا یہ کہ بطور کسر نفس و تواضع کے فرمایا تیسرا یہ کہ ایسے محل تخاصم میں تفضیل سے نہی کی چوتھا یہ کہ تفضیل
بری لے و عصبیت سے دیا جاوے پانچواں یہ کہ اختیار التفضیل کا اللہ کو ہے تمکو تمیز تو فقط انقیاد و تسلیم و ایمان
لانا واجب ہے شوکانی فرماتے ہیں کہ یہ ساری جواب ضعیف ہیں ٹھیک بات یہی ہے کہ قرآن پاک میں یہ خبر دی
ہے کہ بعض انبیا کو بعض پر فضیلت ہے سنت سے یہ معلوم ہوا کہ باہم انبیا کے تفاضل کرنا نہ چاہیے کچھ باہم آیت
و حدیث کے تعارض نہیں ہے کہ ضرورت جمع کی ہو واللہ اعلم ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مراد رسل سے اس
آیت میں یا تو ساری رسل ہیں یا وہ جنکا ذکر اس سورت میں آیا ہے یا وہ جنکی خبر حضرت تک پہونچی تفضیل سے
مراد ہے کہ جو مزایا کے کمال ایک کو دیئے وہ دوسرے کے مزایا کے کمال سے بڑھکر تھے سو جسمیں وہ کمالات اکثر ہیں
وہ فاضل ہے دوسرا مفضول ہے قتادہ نے کہا اللہ نے ابراہیم کو خلیل کیا موسیٰ کو کلیم کیا عیسیٰ کو آدم کیطرح
مٹی سے بنا کر اپنا بندہ اپنا کلمہ اپنی روح ٹھیرایا داؤد علیہ السلام کو زبور دی سلیمان کو ملک عظیم بخشا جو بعد اسکے
پھر کسی کو نہ ملا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساری اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے حارث نے کہا امت کا اس بات
پر اتفاق ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل انبیا ہیں کیونکہ آپکی رسالت عام ہے وما ارسلناك

٥١ [illegible]

٥٢ [illegible]

الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا لینے اللہ نے موسے علیہ السلام سے بلا واسطہ طور پر ہمارے حضرت سے شب معراج مین
کلام کیا حدیث میں آیا ہی آدم بھی مکلم ہے درجات سی مراد عظمت مراتب ہی پاس اللہ کے یا مراد صباحت درجات سے
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یا مراد ادریس علیہ السلام ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے ورفعنٰہ مکانا علیا
یا مراد اولوالعزم ہیں یا ابراہیم علیہ السلام لیکن بات یہ ہی کہ اللہ نے اس شخص کو جسکے درجے بلند کیے مبہم رکھا ہی ہمکو تعرض
اوسکے بیان سے بدون برہان کتاب یا سنت نہ چاہیے سوان دونو میں کوئی دلیل تعیین بعض مرفوع پر نہیں آئی جس
آئی اگر ہم نے تعرض کیا تو یہ تفسیر بالرای ٹھہری ایسی تفسیر پر وعید شدید آئی ہے یہ تفسیر وسیلہ ہے طرف تفضیل کے
اور تفضیل سے نہی کی ہی فتح القدیر میں کہا ہے کہ بہت ائمہ تفسیر نے جزم کیا ہے ساتھ اس بات کی کہ مراد بعض
مرفوع سے ہمارے رسول صلے اللہ علیہ آلہ وسلم ہیں اس دلیل سے کہ اللہ نے اونکو معجزات و مزایا بہ کمال و خصال فضل بخشی
ہین مگر یہ دلیل مطلوب پر دلالت نہین کرتی ہے بلکہ اس تعیین میں دو خطرے ہیں ایک تو تفسیر بالرای سے ہونا دوسرے
داخل ہونا درائے تفضیل میں یا اگرچہ تفضیل صریح نہیں ہے لیکن بلا شبہہ شک ذریعہ ہی طرف اوسکے کیونکہ جسکو یقین ہوگا
کہ بعض مرفوع فلان پیغمبر ہے وہ طرف تفضیل انبیا کے ضرور منتقل ہوگا حالانکہ تفاضل منع ہے ہمارے حضرت کو اللہ نے اس بات
سے بے نیاز رکھا ہی کیونکہ اونکے فضائل و فواضل کیا کم ہیں جو دوسرے کے محتاج ہوں پھر جس بات سی حضرت نے منع کیا ہی ہمکو اوسمیں
گھسنا کیا حاجت ہے ہمکو یہ سمجھنا کہ ہم بعض سے ہیں اور ہوں ہم عاصی سنی تو ہمین کیا حاصل **ف** مراد بینات سے اچھے
صحیح و واضحات دلائل قاطعہ یا نشانیاں ہیں جو عیسیٰ بن مریم کو دیے گئے تھے جیسے زندہ کرنا اموات کا اچھا کرنا بیماروں کا روح
القدس سے مراد جبریل ہیں وہ عیسے علیہ السلام کے ہمراہ ہر جگہ پر تا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے اونکو ساتوین آسمان پر اٹھا لیا
مراد اقتتال سے یہاں اختلاف ہے یعنی اگر اللہ چاہتا تو سب کے سب متفق رہتے اختلاف نہ ہوتا لیکن اللہ نے اختلاف
چاہا اسلیے مختلف ہوگیے کوئی ایمان لایا کوئی دیدہ و دانستہ کافر ہوا جس طرح نصاری بعد مسیح کافر ہوگئے لیکن ارادہ اللہ
کا ہوتا ہی نکسی اور کا وہ جسے چاہی توفیق بخشتے جسے چاہی مخذول کری ایک شخص نے علی رضی اللہ عنہ سے مسئلہ
قضا و قدر کا پوچھا تھا کہا یہ ایک اندھیرا رستہ ہی تو اوسمین نہ چل پھر پوچھا کہا یہ ایک گہرا دریا ہی تو اوسمین نہ گھس پھر
پوچھا کہا یہ اللہ کا ایک بھید ہے جسکو تجھسے مخفی رکھا ہے تو اسکی کرید نہ کر

یاایہا الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ والکفرون ہم الظلمون

اے ایمان والو خرچ کرو کچھ
ہمارا دیا ہوا پہلے اوس دن کے آنے سی جسمین نہ بکنا ہی نہ آشنائی نہ سفارش اور جو منکر ہین وہی ہین گنہگار یعنی عمل کا
وقت یہی ہی آخرت مین نہ عمل بکتے ہین نہ کوئی آشنائی سے دیتا ہے نہ کوئی سفارش سے چھڑا سکتا ہے جب تک

یکہ مولانا تھوڑے اس آیت میں اللہ نے اپنے بندوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اچھے کاموں میں ثواب کی باتوں میں اپنا مال صرف کرو اور ہاتھ دنیا کی زندگی ہی میں جلدی سے خرچ کرو ورنہ پھر قیامت میں نہ مال کام آوے گا نہ دوستی نہ سفارش کما قال تعالے فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ نہ کسی کی سفارش چلے گی فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ اس ارشاد کا مطلب کہ کافر ظالم ہی ہیں یہ ہے کہ اس دن سب سے بڑھکر وہی شخص ظالم ہوگا جو اللہ سے کافر ہو کر ملیگا عطا بن دینار نے کہا ہے الحمد للہ کہ اللہ نے یوں فرمایا ہے کہ کافر ظالم ہیں یوں نہ فرمایا کہ ظالم کافر ہیں فتح البیان میں کہا ہے کہ مراد صرف کرنے سے اسجگہ نزدیک بعض کے صدقہ فطر ہے بعض نے کہا یہ آیت شامل ہے زکوۃ فرض و تطوع دونوں کو ابن عطیہ نے کہا یہی صحیح ہے لیکن ذکر قتال جو اوپر گذرا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد انفاق فی سبیل اللہ ہے قرطبی نے کہا اس تاویل پر کبھی انفاق واجب ٹھیریگا کبھی مستحب یعنی وقت تعین عدو کے واجب ہوگا وقت عدم تعین کے مستحب مگر ظاہر آیت عموم ہی ہے اس آیت میں نفی شفاعت عموما فرمائی ہے مگر جسکے لیے خدا اذن دیگا اسکی شفاعت ہوگی کیونکہ نصوص ثبوت شفاعت وجود پر درمیان مومنین کے باذن اللہ وارد ہوئی ہیں آیت عام مخصوص ٹھیری یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر ظالم النفس ہے اسمیں مانع زکوۃ بھی داخل ہے جبکہ اس وجہ سے کفر لازم آوے اسی لیے ابوبکر صدیق نے مانعین زکوۃ پر جہاد کیا تھا امر انفاق کے سیاق میں ہے تو یہ زکوۃ بھی داخل ہے

اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

اللہ اسکے سوا کسی کی بندگی نہیں جیتا ہے سب کا تھامنے والا نہیں پکڑتی اسکو اونگھ نہ نیند اسیکا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اسکے پاس مگر اسکے اذن سے جانتا ہے جو خلق کے روبرو ہے اور پیٹھ پیچھے یہ نہیں گھیر سکتے اسکی علم میں سے کچھ مگر جو وہ چاہے گنجایش ہے اسکی کرسی میں آسمانوں زمین کو نہیں تھکتا اسکے تھامنے سے وہی اوپر سب سے بڑا **ف** اس آیت الکرسی کی بڑی شان ہے حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ یہ افضل آیت ہے کتاب اللہ میں ابی بن کعب سے حضرت نے پوچھا کون آیت کتاب اللہ میں بہت بڑی ہے کہا اللہ رسول کو معلوم ہوگا جب بار بار پوچھا تو انہوں نے کہا یہ آیۃ الکرسی فرمایا مبارک ہو تجھکو علم اے ابا منذر قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اس آیت کی ایک زبان ہے دو ہونٹ یہ تقدیس کرتی ہے ملک کی پاس ساق عرش کے رواہ احمد اسکو مسلم نے بھی روایت کیا ہے عبداللہ بن ابی بن کعب نے کہا کہ اونکے باپ نے ذکر کیا کہ اونکا ایک کوٹھا تھا جسمیں وہ کھجور رکھتے تھے دیکھا تو کم ہوتا جاتا ہے ایک شب اوسکی

جمع رہتی تھی ایک دفعہ دیکھا برابر لڑکے بالغ کے اسکو سلام کیا اوسنے جواب دیا پوچھا تو انسان ہے یا جن کہا جن کہا دکھا ہاتھ دو ہاتھ دیا وہ ہاتھ مثل کتے کا تھا اور بال تھے پوچھا جن ایسی خلقت کے ہوتے ہیں کہا ساری جن جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ سخت انمیں کوئی نہیں ہے میں نے کہا تم نے یہ کام کیوں کیا کہا میں نے سنا تم صدقے کو دوست رکھتے ہو اسلیے ہم نے چاہا کہ ہم بھی کچھ تمہارے طعام سے لے مریں اُبی نے کہا بھلا ہم کو تم سے کون چیز پناہ میں رکھ سکتی ہے کہا یہی آیت الکرسی اُبی نے صبح کو جا کر یہ ذکر حضرت سے کیا فرمایا اُس خبیث نے سچ کہا روایت کیا ابو یعلی حاکم نے مستدرک میں کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے تصحیح کی اسکو ذہبی نے بھی کہا حدیث انس بن مالک میں آیۃ الکرسی کو ربع قرآن شمار کیا ہے رَوَاہُ اَحمدُ مُطَوَّلًا اس آیت مبارک کا اسم اعظم ہونا کئی حدیثوں میں طرق متعددہ سے آیا ہے ابن کثیر نے انکو ذکر کیا ہے ابو ایوب کے کوٹھے میں ایک غول آکر غلہ لیجاتا تھا دو بار اوسکو پکڑا چھوڑ دیا تیسرے بار اوسنے کہا تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاتا ہوں کہ پھر کوئی چیز تمہارے پاس نہ آوے وہ چیز آیہ الکرسی ہے حضرت سے انکا ذکر کیا فرمایا اوسنے سچ کہا اور وہ جھوٹا ہے رواہ احمد ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے ابن کثیر نے کہا غول لغت عرب میں اُس جن کو کہتے ہیں جو رات کو ظاہر ہو اسکو بخاری نے بھی ابو ہریرہ سے کتاب فضائل القرآن اور کتاب الوکالۃ میں بدء صفت ابلیس مطولا روایت کیا ہے ایک شیطان اونکا ہی کھانا لیجاتا تھا تیسرے بار وہ یہی کہہ گیا کہ جب تم بستر پر سونے کو جاؤ تو پوری آیۃ الکرسی پڑھو اللہ کیطرف سے تمپر ایک حافظ رہیگا شیطان تمہارے پاس نہ پھٹکیگا اونہوں نے ذکر حضرت سے کیا فرمایا اَمَا اِنَّہٗ صَدَقَ وَھُوَ کَذُوْبٌ یعنی ہے تو وہ جھوٹا مگر سچ بولگیا اسکو بخاری نے معلق الصیغہ ذکر کیا ہے ابن مردویہ نے بھی اوسکے راوی ہیں مگر اور سیاق سے انمیں بعض لفظ ہے کہ حضرت نے سنکر فرمایا اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ ذٰلِکَ کَذٰلِکَ یعنی یہ آیت ویسی ہی ہے جیسا اُس شیطان نے تجھ سے کہا کیا تم نہیں جانتے اسکو نسائی نے مطولا روایت کیا ہے غرضکہ تین واقعے ایک طرح کے ہوئے ابو عبید نے کتاب الغریب میں اپنی سند سے ایک عجیب قصہ ذکر کیا ہے ابن مسعود نے کہا کہ ایک آدمی نکلا اسکی ملاقات ایک جن سے ہوئی جن نے کہا تو مجھے پچھاڑ دے میں تجھکو ایک ایسی آیت سکھا دوں کہ جب تو اسکو پڑھکر گھر میں جاوے تو پھر کوئی شیطان اُس گھر میں نہ جاسکے کشتی ہوئی اُس آدمی نے اُس جن کو پچھاڑ دیا کہا تو تو نحیف ضعیف ہے تیرے بازو ایسے ہیں جیسے کتے کے ہوتے ہیں کیا تم سب جن اسی طرح ہوتے ہو یا خاص تم ہی ایسے ہو کہا میں انمیں سب میں قوی ہوں پھر لڑو پھر کشتی ہوئی پھر اوسی نے اُس جنی کو پچھاڑ دیا اوسنے کہا تم آیۃ الکرسی پڑھا کرو تمہارے پاس کوئی نہ پھٹکیگا جب گھر میں جاؤگے تو شیطان گدھے کیطرح گوز کرتا ہوا بھاگ نکلیگا ابن مسعود سے پوچھا آدمی وہ عمر تھے کہا وہ نہیں تو

پھر کوا ابی حدیث ابوہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے سورۂ بقرہ میں ایک آیت ہی جو سب آیتوں کی سردار ہے نہیں پڑھی جاتی کسی گھر میں مگر وہاں سے شیطان نکل بھاگتا ہے وہ آیۃ الکرسی ہے رواہ الحاکم اسکو حاکم نے دو طریق سے روایت کیا ہے صحیح الاسناد بتایا ہے ترمذی کا لفظ حدیث زائدہ سے یوں ہی کہ ہر چیز کا ایک کوہان ہوتا ہے "قرآن کا کوہان سورۂ بقرہ ہی اسمیں ایک آیت ہے جو سب آیتوں کی سید ہے وہ آیۃ الکرسی ہے پھر اسکو غریب کہا ہی اسکی سند میں حکیم بن جبیر ضعیف ہیں اسماء بنت یزید سے حضرت کو سنا فرماتے تھے ان دو آیتوں میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اسم اعظم ہے رواہ احمد واهل السنن ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے ابن مردویہ نے ابو امامہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ کا اسم اعظم کہ جب اُس نام لیکر دعا کریں تو مقبول ہو تین سورتوں میں ہے سورۂ بقرہ و سورۂ آل عمران و سورۂ طٰہٰ میں ابن عمار خطیب دمشق نے کہا البقرہ و آل عمران میں یہی ہیں جو اوپر گذرے طٰہٰ میں یہ ہے وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ دوسرا لفظ ابو امامہ کا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا جسنے پڑھا بعد ہر نماز فرض کے آیۃ الکرسی کو مانع نہیں اسکو دخول جنت سے مگر موت رواہ ابن مردویہ والنسائی فی الیوم واللیلۃ وابن حبان فی صحیحہ ابن کثیر نے کہا یہ اسناد شرط بخاری پر ہے ابن الجوزی نے اسکو حدیث موضوع سمجھا ہے واللہ اعلم اسکو قریب اسکے ابن مردویہ نے علی و مغیرہ و جابر سے روایت کیا ہی مگر ہر سند ضعیف ہی غرضکہ فضیلت آیۃ الکرسی میں بہت حدیثیں آئی ہیں اُن سب کو بسبب عدم صحت و ضعف اسناد اس جگہ ذکر نہیں کیا **ف** اس آیت پاک میں دس جملے مستقل ہیں اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خبر ہے اس بات کی کہ متفرد بالٰہیت جمیع خلائق ایک وہی معبود مطلق برحق ہی بس حی وہ ہے جو کبھی نہ مرے قیوم وہ ہے جو غیر کو تھامے عمر بجائے قیوم قیام پڑھتے تھے ساری مخلوقات اُسکی محتاج ہی وہ سب سے غنی ہے کسی شی کا قوام و قیام بدون اسکے حکم کے نہیں ہو سکتا ہے کقولہ وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ پوری قیومیت یہ ہے کہ نہ اوسکو اونگھ آوے نہ نیند پکڑے یعنی نقص و غفلت و ذہول کا وہاں گذر نہیں ہے بلکہ وہ ہر شے پر قائم ہر نفس پر اسکی کمائی کا شاہد ہے کیا ذکر ہے کہ کوئی شے اوسکے علم سے چھپ سکے یا کوئی پوشیدہ بات اوس سے مخفی رہجاوے اونگھ کے بعد ذکر خواب کا اسی لیے کیا ہی کہ نوم اقوی ہے اونگھ سے یعنی نہ ذرا سی غفلت ہو نہ بہت سی صحیح میں ابو موسیٰ سے آیا ہی کہ حضرت نے درمیان ہمارے کھڑے ہو کر چار باتیں فرمائیں کہ اللہ سوتا نہیں ہے اسکو سونا بھی نہیں چاہیے قسط یعنی ترازو کو نیچا اونچا کرتا ہے دن کا عمل رات سے پہلے رات کا عمل دن سے پہلے اسکے پاس جاتا ہے پردہ اسکا نور ہے یا نار ہی اگر اُس پردے کو کھولدے تو انوار اُسکے منہ کے جہاں تک نظر جاوے ساری خلق جلا دیں

؎ کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کسکی ہے ✤ پردہ چھوڑا ہے وہ اُسنے کہ اٹھائے نہ بنے ✤ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

مین خبر ہے اس بات کی کہ سب اسکے بندے ہین اسی کے ملک ہین اسی کے قہر کے نیچے ہین کقولہ ان کل من فی السموت
والارض الا اتی الرحمن عبدا لقد احصٰھم وعدھم عدا وکلھم اتیہ یوم القیمۃ فردا اسمین رد ہے
مشرکین عابدین بعض کوکب پر جو آسمانی تارون کو پوجتے ہین اور اُن مشرکو نپر جو زمینی بتون کی عبادت کرتے ہین
یعنے جبکہ یہ سب مخلوق مملوک ٹہیرین تو کب لائق معبود ہونیکے ہوسکتے ہین ؎ تا چند گراز چوب کہ از سنگ
تراشی بگذار خدائے کہ بصد رنگ تراشی + ف یہ ارشاد کہ کون اوسکے پاس شفاعت کرسکتا ہی مگر اوسکے اذن سے مشعر
اس آیت کی ہی وکم من ملک فی السموت لا تغنی شفاعتھم الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی وکقولہ
لا یشفعون الا لمن ارتضی یہ اللہ کا ایک جلال کبریا ہی کہ کوئی اُسکے سامنے کسی کی سفارش و شفاعت کی جرات و تا
و طاقت نہین رکہتا مگر اوسکے اذن و اجازت سے جسطرح حدیث مین آیا ہے کہ مین نیچے عرش کے آکر سجدے مین گر پڑونگا
اللہ جب تک چاہیگا مجہکو پڑا رہنے دیگا کہا جاویگا سر اوٹہاؤ کہو تمہاری بات سنی جاویگی تم شفاعت کرو تمہاری
شفاعت قبول ہوگی فرمایا فیحد لی حدا یعنے میرے لیے ایک حد مقرر ہوگی مین انکو بہشت مین لیجاؤنگا یہ تقریر شفاعت
ابن کثیر نے لکہی ہی معلوم ہوا کہ شفاعت بے اذن نہ ہوگی یہ کسکو معلوم ہے کہ اذن کسکے لیے ہوگا کسکے لیے نہ ہوگا مجملا اتنا معلوم
ہے کہ اہل کبائر کے لیے شفاعت کیجاویگی یہ کہین نہین آیا کہ اہل کفر و شرک کی بہی شفاعت ہوگی بلکہ انکے لیے تو یہ آیا ہی کہ انکی
شفاعت نہ ہوگی جو نام کے مسلمان گور پرستی پیر پرستی مجتہد پرستی ملائے پرستی قیاس پرستی اعتقاد فاسد مین گرفتار ہین
اولیاء اللہ کو متصرف حالت حیات یا بعد ممات جانتے ہین وہ مشرک ہین اونکا یہ گہمنڈ کہ ہمکو ہمارے پیر فقیر مرشد دستگیر شفاعت
کرکے بخشوا لینگے یہ محض اونکی ایک آرزوے دروغ ہے پیر خود درماندہ شفاعت کجا شفاعت اہل معصیت کیلیے ہی وہ بہی
محدود اور نامعلوم الاسم نہ بدعقیدہ لوگون کیلیے جو غیر اللہ کو مانتے ہین کسی کا جانور ذبح کرتے ہین کسیکی نذر لاتے ہین
کسی کو شفا بخش سمجہتے ہین کسی کو اولاد دینے والا یا حاجت روا جانتے ہین اللہ نے پہلے سے یہ خبر دیدی ہی کہ اور
تو کسیکا کیا مقدور ہے کہ وہ خلاف مرضی خدا شفاعت کرے پہر جسکی شفاعت منظور ہوگی اُسکے لیے اذن درکار ہے
اذن باختیار خدا ہے نہ باختیار شفیع پہر بعد اذن کے ایک حد مقرر ہوگی کسکا مجال ہے کہ اُس حد سے آگے
بڑہے فتح البیان مین لکہا ہے کہ استفہام مین یا کون شخص سامنے اللہ کے شفاعت کرسکتا ہی مگر اوسکے اذن سے
انکار ہے اس شخص پر جسکو یہ زعم ہے کہ کوئی بندہ کسیکو نفع دینے پر شفاعت سفارش سعی و کوشش سے قدرت
رکہتا ہی اس استفہام مین وہ دہمکی اور گہرکی ہے جس سے زیادہ متصور نہین عُبّاد قبور کے سینون مین ایک ہکا دیدیا ہے
اونکے موںہہ پر ایک دہپا لگایا ہے منکے بازو پر ایک ٹہونسا جمایا ہے جسکی انتہا نہین جو بات اس آیت سے سمجہی گئی وہ

[illegible]

اوس آدمی کا ذکر ہے جو آیت وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی سے مستفاد ہوئی تھی یا اس آیت سے لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ
اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا مستفاد ہے ۔ روایات کثیر وافق ہے احادیث صحیحہ میں صفت شفاعت کی اور نبیوں کی شفاعت ہوگی
اور کون عدد ان کے شفاعت کریگا ثابت ہوئی ف اس ارشاد سے کہ اوسکو سارا حال سامنے اور پیچھے کا معلوم ہے
یہ بات ثابت ہوئی کہ اسکا علم محیط جمیع کائنات ہے کیا ماضی کیا حاضر کیا مستقبل کقولہ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ
لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ مجاہد نے کہا مراد سامنے اور پیچھے سے
دنیا و آخرت ہے ابن عباس نے کہا یعنی وہ عمل جو برباد کیے اور وہ عمل جو آگے بھیجے اس آیت میں رد ہے فلاسفہ پر
جو اللہ سے علم جزئیات کی نفی کرتے ہیں حالانکہ صفت علم اتم الصفات ہے اگر کوئی کالی چیونٹی اندھیری رات میں
ٹھوس پتھر پر زمین کے تلے میں چلتی ہے یا کوئی ذرہ درمیان آسمان زمین کے حرکت کرتا ہے یا کوئی پردہ ہوا میں
پڑا ہلتا ہے تو وہ اس عالم الغیب والشہادۃ کو معلوم ہے کسی کی کیا مقدور ہے کہ کسی شئے کو اللہ کے علم سے گھیر سکے
مگر جتنا اوسنے بتا دیا جتا دیا انبیا اور رسل کے ذریعہ سے سکھا دیا سو وہ ہی دلیل کے لیے اونکی ہوتا ہے یہ کہ وہ
بات اوسکے اختیار و قدرت میں ہو اللہ کے صفات واجبی میں کسی کو شریک کرنا کفر ہے شرک کے اقسام تقویۃ الایمان
وکتاب دین خالص میں یکجا جمع کرکے لکھے گئے ہیں شرک جسطرح عبادت میں ہوتا ہے اسی طرح عادت میں بھی ہوتا ہے
شرک بڑا ہو یا چھوٹا کھلا ہو یا چھپا ہرگز بخشا نہ جاویگا علم میں ہو یا تصرف میں یا کسی اور صفت میں یا یہ مراد ہے کہ
کسی سے پر علم ذات و صفات آلہی سے آگاہی و اطلاع نہیں کہتے ہیں مگر جتنی اطلاع اللہ نے دیدی ہے کقولہ وَلَا یُحِیْطُوْنَ
بِہٖ عِلْمًا ابن عباس نے کہا مراد کرسی سے اوسکا علم ہے یعنی اوسکا علم شامل آسمان و زمین ہے یہی قول ہے سعید بن جبیر
کا بھی اوروں نے کہا کرسی جگہہ ہے دونوں قدم کی ابو موسی و سُدی و ضحاک و مسلم البطین اسی طرف گئے ہیں حضرت سے پوچھا
کرسی کیا ہے فرمایا موضع قدمین ہے عرش کا مقدار سوا اللہ کے کوئی نہیں جان سکتا اسکو حاکم نے ابن عباس سے
موقوفًا روایت کیا ہے ابو مالک نے کہا کرسی نیچے عرش کے ہے سُدی نے کہا آسمان بیچ اندر کرسی کے ہیں کرسی سامنے
عرش کے ہے ابن عباس نے کہا اگر ساتوں آسمان ساتوں زمین کو پھیلا کر ایک دوسرے سے ملا کر رکھیں تو بھی وسعت
کرسی کو یہ پہنچیں مگر جیسے کہ ایک حلقہ کسی جنگل میں پڑا ہو ابن زید نے کہا میرے باپ نے کہا حضرت نے فرمایا ہے
ساتوں آسمان کرسی میں ایسے ہیں جیسے ایک ڈھال کے اندر کوئی سات درہم ڈالدے رواہ ابن جریر ابو ذر کا
لفظ مرفوع یہ ہے کرسی عرش میں ایسی ہے جیسے ایک چھلا لوہے کا سامنے ایک دشت کے پڑا ہو عرش کی بڑائی کرسی
پر ایسی ہے جیسے بڑائی دشت کی اوس حلقے پر رواہ ابن مردویہ عمر سے ابو عبیدہ نے کہا ایک عورت نے آکر

٢ [illegible]

٤ [illegible]

تو کیا ویسا [illegible] اور علیم الرقیب [illegible] س سے مراد [illegible] ۱۲

٥ [illegible] ۱۲

حضرت سے کہا دعا کرو اللہ سے کہ مجھے جنت مین لیجاوے حضرت نے اللہ کی عظمت بیان کر کے یہ فرمایا اسکی کرسی آسمان و زمین کو سمائے ہوئی ہے وہ کرسی ایسی چرچراتی ہے جیسے نیا پالان بوجھ سے چرچراتا ہے رواہ ابو یعلی والبزار وعبد بن حمید وابن جریر والطبرانی وابن ابی عاصم والضیاء فی المختارة یہہ کرسی ہے اوسکو سوتو فا کسی کے مرسلا کسی نے کم و بیش روایت کیا ہے اس سے زیادہ عجب وہ حدیث ہے جسکو ابو داؤد نے صفت عرش میں جبیر بن مطعم سے روایت کیا ہو ابن مردویہ کے پاس بریدہ و جابر وغیرہما سے احادیث وضع کرسی کو دن قیامت کو واسطے فصل قضا کے آئی ہیں مگر ظاہر یہہ ہے کہ اس آیت مین وہ کرسی مراد نہین ہے وہ اور کرسی ہوگی فتح البیان میں کہا ہی ظاہر یہہ ہے کہ مراد کرسی سے اسجگہ وہ جسم ہے جسکا ذکر حدیثوں میں آیا ہے ایک جماعت نے عمداً اوسکا انکار کیا کہا یہ اونکی خطائے میں غلط فاحش ہے ابن جریر نے کہا راجح یہہ ہے کہ مراد کرسی سے علم ہے اسی لیے علما کو کراسی کہتے ہین کتاب کے اجزا کو جسمیں علم ہوتا ہے کراسہ جمع کراسہ کی بولتے ہیں قاموس میں یوں ہے کہ کرسی بضم و کسر کاف معنی سریر و علم ہے کسی نے کہا کرسی اللہ کی قدرت ہے جس سے آسمان و زمین کو تہامے ہوئے ہے بعض نے کہا مراد کرسی سے عرش ہی بعض نے کہا کرسی تصویر ہے واسطے بیان عظمت کے حقیقت میں نہیں ہے یہی قول ہے نفسا زمانی کا مقتضا وہی ہے کہ وہ توری تمثل ہے کسی نے کہا عبارت ہے ملک و سلطان سے مگر حق بات وہی اگلا قول ہے کہ کرسی جسم ہے جسکی صفت احادیث میں آئی ہے معنی حقیقی کو چھوڑ کر طرف مجازی کی جانا محض خیال محتمل رائے معطل ہے جو سبب جہالات وضلالات فلاسفہ کے پیدا ہوا ہے خدا اونکو غارت کرے آمین کثیر کہتے ہیں بعض متکلمین اسلام کا جو ہیئت دان ہین یہ زعم ہے کہ کرسی فلک ہشتم ہے جسکو فلک ثوابت کہتے ہیں اوسکے اوپر فلک نہم ہے جسکو فلک اثیر فلک اطلس کہتے ہیں اوروں نے اسپر رد کیا ہے حسن بصری کہتے ہیں کرسی عرش ہے مگر صحیح یہہ ہے کہ عرش کرسی کے سوا ہے عرش اوس سے بڑا ہے جسطرح اخبار و آثار مین آیا ہے ابن جریر نے اس باب میں حدیث عمر پر اعتماد کیا ہے مگر ابن کثیر نے کہا کہ میرے نزدیک اوسکی صحت مین نظر ہے واللہ اعلم پہر یہہ فرمایا کہ تہکاتا نہین اللہ کو حفظ اون دونوں کا یعنی ملک نگاہ رکہنا آسمان و زمین و ما بینہما کا اوسپر سہل و آسان ہی بلکہ اونکی ہستی مین وہ ہر نفس پر قائم ہر جتنے کا قیت و حافظ ہے کوئی شے اوسپر مخفی نہیں سارے اشیا اوسکے روبرو حقیر و ذلیل جوانخاکسار ہیں اوسی کے محتاج و فقیر ہین وہ غنی حمید ہے جو چاہے کرے کوئی پوچھنے والا نہیں ہر شے پر قاہر ہے ہر چیز کا حساب لینے والا ہے رتبہ بڑا ہی اسکی سوا کوئی معبود ہے نہ کوئی رب سو کقولہ هُوَ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ مراد علو قدر و منزلت ہے جیسے فوق ہر ساری خلق پر اسپر کوئی شے فوق

نہیں ہے کسی نے کہا عالی ہے ملک و سلطنت و قہر کی راہ سے کوئی اس سے اعلیٰ تر نہیں ہے بعض نے کہا عالی ہے اس سے کہ وصف واصفین اوسکو گھیر سکے صاحب عظمت و جلال ہے اپنی عظمت و جلالت میں کامل الذات ہے طبری نے نقل کیا ہے کہ اوسکا مکان خلق کے مکانوں سے مرتفع ہے ابن عطیہ نے کہا یہ قول ہے جہلۃ المجسمین کا اس لائق نہ تہا کہ نقل کیا جاوے اھ میں کہتا ہوں خلاف اہل علم کا مسئلہ اثبات جہت میں معروف ہے سلف و خلف میں جھگڑا اس مسئلے کا چلا آتا ہے دلائل کتاب و سنت سے صریح ثبات علو و فوق ہے لیکن جو شخص کسی مذہب پر نشو و نما پاتا ہے تو پھر غیر کی بات کو خارج شرع سمجھتا ہے دلیلوں میں نظر نہیں کرتا ہے جو منصف ہوتا ہے کتاب و سنت کی کسوٹی پر حس سے حق و باطل الگ الگ پہچان لیا جاتا ہے صحیح و فاسد جدا جدا ہو کر ظاہر ہو جاتا ہے ولو اتبع الحق اھوائھم لفسدت السموات والارض اس میں شک نہیں ہے کہ اطلاق لفظ علے کا قاہر غالب پر بھی آتا ہے جیسے ان فرعون علا فی الارض اور علو و فوق مکان پر بھی بولا جاتا ہے اللہ پاک کے لیے ہر طرح کا علو و فوق ثابت ہے جو شخص جہت علو کا انکار کرتا ہو وہ اس مسئلے میں لا جہت لڑتا ہے ناحق حق لق لق کرتا ہے مذہب سلف کا سارے صفات میں اجرائے صفات علے الظاہر ہے تاویل کرنے کی کوئی حاجت و ضرورت نہیں ہے ظاہر نصوص پر ایمان لا کر خاموش بیٹھ رہنا حوض کرنا سلامت روی کی چال ہے تاویل کی دلدل میں پھنسنا اپنی جان کا ہلاک کرنا ہے **ف** خوش آئی ہے تیری چال ہمیں جو یوں کرتا تھا پامال ہمیں ابن کثیر نے فرمایا ہے هذه الاحادیث وما فی معناها من الاحادیث الصحاح الاخوذ فیها طریقة السلف الصالح امرارها کما جاءت من غیر تکییف ولا تشبیه انتہی یہی قول ہے ساری ائمہ محدثین و مجتہدین کا اس باب میں رسالہ احتوا علے مسئلۃ الاستوا با وجود اختصار کے بہت خوب ہے

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

زور نہیں دین کی بات میں کہل چکی ہے صلاحیت و گمراہی اب جو کوئی منکر ہو شیطان سے اور یقین لاوے اللہ پر اس نے پکڑی رسی مضبوط جو ٹوٹنے والی نہیں اللہ سنتا ہے جانتا یعنے جہاد کرنا یہ نہیں کہ زبردستی اپنا دعوی قبول کرواتے ہیں بلکہ جس کا مذہب نیک ہے نہیں اوہ نہیں کرتے وہی کرواتے ہیں **ف** ابن کثیر نے کہا اللہ پاک نے اس آیت میں یہی فرمایا کہ تم کسی کو مت پر داخل ہونے کے دین اسلام میں زبردستی نہ کرو کیونکہ اسلام ایک کہلی چیز ہے اوسکی دلیلیں واضح و آشکارا ہیں وہ اس بات کا محتاج نہیں ہے کہ کسی پر اسکے لیے زور دہی کی جاوے بلکہ جسکو اللہ ہدایت کرتا ہے اوسکا سینہ کہول دیتا ہے اوسکی عقل روشن فرماتا ہے

ع
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وہ خود ہی سمجھ بوجھ کر مسلمان ہو جاتا ہے جس کا دل اللہ نے اندھا کر دیا اوسکے کان پر مہر لگا دی آنکھ پر پردہ ڈال دیا
وہ اگر اسلام میں ڈرا وری داخل بھی ہو جاتا ہے تو بھی اوسکو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا یوں ذکر کیا ہے کہ آیت جو
میں ایک قوم انصار کے اُتری ہے گو حکم اسکا عام ہے ابن عباس نے کہا جس عورت کا بچہ نہ جیتا وہ ایسی
حال پر یہ بات مانتی کہ اگر جی جائیگا تو میں اوسکو یہودی بناؤں گی جب بنو نضیر نکالے گئے تو اون میں کے اس
قسم کے بہت بچے انصار کے تھے اونہوں نے کہا ہم اپنے بچوں کو نہ چھوڑینگے اللہ نے یہ آیت اُتاری رواہ ابن جریر
وابوداؤد والنسائی وابن ابی حاتم وابن حبان فی صحیحہ مجاہد وسعید بن جبیر وشعبی وحسن بصری وغیرہم کا یہی
قول ہے کہ یہ آیت اسی باب میں اوتری ہے دوسرا لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ حصین نام ایک انصاری قبیلہ بنی سالم
کا تھا اوسکے دو بیٹے نصرانی تھے وہ مسلمان تھا اوسنے حضرت سے کہا کیا میں اون پر زبردستی کروں وہ تو نہیں مانتے
مگر اسی نصرانیت کو اوسپر یہ آیت اتری رواہ ابن جریر سدی نے کہا وہ دونوں ہاتھ پر سوداگروں کے جو شام سے
زیت لیکر آتے تھے نصرانی ہو گئے تھے جب ہمراہ اونکے ارادہ جانیکا کیا تو باپ نے چاہا کہ زوردستی کرے حضرت سے پوچھا
کہ کسی کو بھیجکر اونکو پکڑ بلاؤں اوسپر اللہ نے یہ آیت بھیجی عمر بن خطاب کا ایک غلام اسبق نام نصرانی تھا جب اوس سے
مسلمان ہونیکو کہتے تو نہ مانتا عمرؓ فرماتے لا اکراہ فی الدین کہتے اے اسبق اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تجھسے بعض امور
مسلمین میں مدد لوں ایک گروہ کثیر علما نے کہا ہے کہ آیت محمول ہے اہل کتاب پر اور جو کوئی نسخ و تبدیل سے
پہلے اونکے دین میں داخل ہو چکا ہے جبکہ وہ جزیہ ادا کریں دوسروں نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت قتال سے ساری
امتوں کا طرف دخول کے دین حنیف اسلام میں بلانا واجب ہے جو کوئی اوس میں داخل نہ ہو نہ انقیاد کرے جزیہ دے اوس سے لڑنا یہانتک
کہ وہ مارا جاوے یہی معنی اکراہ کے ہیں قال تعالیٰ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ
وقال تعالیٰ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ وقال تعالیٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا
الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ صحیح میں آیا ہے تعجب
کرتا ہے اللہ ایک قوم سے جو کھینچے جاتے ہیں طرف جنت کے بیڑیوں میں مراد وہ لوگ ہیں جنکو قید کر کے یا بحوالا
طوق بگردن مشکین بازو بکر بلاد اسلام میں لاتے ہیں پھر وہ بعد چندے مسلمان ہو کر عمل صالح کرنے لگتے ہیں باطن
ظاہر اونکا سنور جاتا ہے اہل جنت سے ہو جاتے ہیں اور وہ جو حدیث انس میں آیا ہے کہ حضرت نے ایک شخص سے
کہا مسلمان ہو جا اوسنے کہا میں اپنے کو کارہ پاتا ہوں یعنی جی میرا نہیں چاہتا فرمایا گو تو کارہ ہو رواہ احمد
سو حدیث ثلاثی صحیح ہے لیکن اس قبیل سے نہیں ہے کیونکہ حضرت نے کچھ اوسپر زوردستی بابت اسلام کے نہیں

[illegible]

وہاں کی ملکہ اوسکو فقط طرف اسلام کی بلایا تھا حسب اوسکے یہ کہا میرا دل قبول نہیں کرتا ملکہ کا ہے تو یہ وہاں گویا میرا دل نہیں چاہتا مگر تو مسلمان ہوجا اگرچہ تو کارہ ہے اللہ تجھکو حسن نیت و اخلاص عطا کریگا **ف** فتح البیان میں یوں کہا ہے کہ اس آیت میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ منسوخ ہے حضرت نے عرب کو دین اسلام پر اکراہ کیا اور سوائے دین اسلام کے اونسے راضی نہ ہوئے اکثر مفسرین اسی طرف گئے ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت خاص حق میں اہل کتاب کے ہے کہ اونپر بصورت جزیہ دینے کی اکراہ نہ کیا جاوے اکراہ سے یہ مقصود ہے کہ اونسے سوائے اسلام یا سیف کے اور کچھ مقبول نہیں شعبی و حسن و قتادہ و ضحاک کا یہی قول ہے تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت خاص حق میں انصار کے ہے چوتھا قول یہ ہے کہ جو تلوار کے نیچے اسلام لایا اوسکو یہ نہ کہو کہ وہ مکرہ ہے پانچواں قول یہ ہے کہ یہ آیت حق میں قیدیاں اہل کتاب کے اوتری ہے کہ اونپر بابت اسلام کے کچھ جبر نہ کرنا چاہیے چھٹا قول وہ ہے جو ابن کثیر نے کہا اور اوپر گذر چکا ساتواں قول وہ ہے جو کشاف میں ذکر کیا ہے کہ اللہ نے یہ حکم جاری نہیں کیا ہے کہ مار مار کر کسی کو مسلمان بناؤ بلکہ اپنے اختیار و تمکین سے مسلمان ہووے وہ ہوجاوے کقولہ تعالیٰ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ یعنے اگر اللہ چاہتا تو اونکو ایمان پر مجبور کرتا ولکن اللہ نے ایسا نہ کیا بلکہ اونکے اختیار پر رکھا انتہی لائق اعتماد جسپر توقف کرنا چاہیے یہ بات ہے کہ یہ آیت اپنے سبب نزول میں محکم ہے منسوخ نہیں سبب نزول وہی قصہ عورت کا ہے جو اوپر گذرا اس سے ثابت ہوا کہ اہل کتاب پر اکراہ نہیں جبکہ وہ اپنے ہی دین پر رہنا چاہیں اور جزیہ دیں رہے اہل حرب سو اگرچہ آیت اونکو شامل ہے کیونکہ نکرہ سیاق نفی میں آیا ہے اور دین معرفہ ہے اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا لکن یہ عموم مخصوص ہے ساتھ اون آیات کی جو حق میں اکراہ اہل حرب کے آئی ہیں **ف** طاغوت طغیان سے مشتق ہے جوہری نے کہا کاہن ساحر شیطان اور ہر سردار گمراہی اور ہر معبود غیر اللہ کو طاغوت کہتے ہیں مفرد و جمع دونو طرح آتا ہے مطلب یہ ٹھیرا کہ جسنے شیطان یا اصنام یا اہل کہانت و روس ضلالت کا یا اِن سب کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا اوسنے ایسی رسی پکڑی جو کبھی نہ ٹوٹے ابن کثیر کا لفظ یہ ہے کہ جسنے انداد و اوثان و عبادت غیر اللہ کو چھوڑا لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دی اللہ کو ایک سمجھکر عبادت بجالایا اوسکا کام ثابت و مضبوط ہوا وہ طریقۂ مثلے پر مستقیم ہدایا صراط مستقیم پر قائم دائم ہوا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جبت جادو ہے طاغوت شیطان ہے بہادری و بزدلی خلقت ہے مردوں میں ہوتی ہے شجاع اس آدمی سے لڑتا ہے جسکو پہچانتا نہیں بزدل اپنی ماں سے بھاگ جاتا ہے کرامت مرد اوسکا دین ہے حسب اوسکا خلق ہے اگرچہ فارسی یا نبطی ہو شرافت دین کی ہے نسب کی جسکا خلق

ع [illegible]

اچھا ہے وہی شریف ہے گو نسب مین کم ہو مجاہد نے کہا مراد مضبوط رسی سے ایمان ہے سدی نے کہا اسلام ہے سعید بن
جبیر و ضحاک نے کہا لا الٰہ الا اللہ ہے انس بن مالک نے کہا قرآن ہے سالم بن ابی الجعد نے کہا حب فی اللہ و بغض فی اللہ
ہے ابن کثیر نے کہا یہ سب اقوال صحیح ہین انمین کچھ تنافی نہین معاذ بن جبل نے کہا اس رسی کو شکست نہین یعنے دخول
جنت تک مجاہد نے اس آیت کو پڑھکر یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ احمد نے
ایک قصہ خواب عبد اللہ بن سلام کا طول طویل ذکر کیا ہے اوسمین یہ بھی ہے کہ اونہون نے ایک رسی مضبوط
پکڑی جسکی تعبیر حضرت نے یہ فرمائی کہ وہ رسی اسلام ہے تو اسکو مرتے دم تک پکڑے رہ یہ حدیث طویل نزدیک
مسلم و نسائی کے بھی ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُہُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔہُمُ
الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَہُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ اللہ کام
بنانے والا ہی ایمان والونکا نکالتا ہے اونکو اندھیرون سے اوجالے مین اور وہ جو منکر ہین اونکے رفیق ہین شیطان
نکالتے ہین اونکو اوجالے سے اندھیرون مین وہ ہین دوزخ والے وہ اوسی مین رہ پڑے یعنے جہاد ہے کافرون
کی ضد توڑنے کو اور ہدایت اللہ کرتا ہے جسکی قسمت مین لکھی ہے اونکو شبہہ آیا تو ساتھ ہی اوسپر خبردار کردیا

ف اللہ پاک نے اس آیت مین یہ خبر دی ہے کہ جو شخص اسکی مرضی پر چلتا ہے اوسکو اللہ رستہ سلامتی کا
دکھاتا ہے ظلمات کفر و شرک و ریب سے نکالکر نور حق واضح جلی مبین سہل منیر کیطرف پہونچا دیتا ہے کافرونکا
کارساز شیطان ہی وہ انکی نظر مین جہالات و ضلالات کو زینت بخشتا ہی طریق حق سے نکالکر کفر و افک و بہتان
کیطرف لیجاتا ہے حق ایک ہے اسلیے لفظ نور کا مفرد آیا ہے کفر کے انواع بہت ہین اور سب باطل و دروغ ہین اسلیے
لفظ ظلمات کا بصیغہ جمع ذکر فرمایا ہے کما قال تعالے وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا
السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ وقال تعالی وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ
النُّوْرَ وقال تعالے وَعَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشَّمَآئِلِ اسکے سوا اور بہت آیتین ہین جنمین تفرد حق انتشار باطل کا
اشعار کیا ہے حق کا تفرد باطل کا تشعب ثابت کیا ہی ایوب بن خالد نے کہا اہل ہوا یا اہل فتن سر اوٹھاتے
ہین جسکی ہوا ایمان ہے اسکا فتنہ روشن و درخشان ہوتا ہے جسکی ہوا کفر ہے اوسکا فتنہ کالا اندھیرا ہوتا
ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ رَبِّہٖٓ اَنْ اٰتٰىہُ اللّٰہُ الْمُلْکَ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وقف لازم
وَیُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ
فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ تو نے نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اسکے رب

واسطے یہ کہ دی تھی اللہ نے اوسکو سلطنت جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے بولا میں ہوں جلاتا اور مارتا کہا ابراہیمؑ نے اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے تو لے آ اوسکو مغرب سے تب حیران رہگیا وہ منکر اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ف ایک بادشاہ تھا وہ اپنے تئیں سجدہ کراتا تھا سلطنت کے غرور سے حضرت ابراہیمؑ نے اوسکو سجدہ نہ کیا اوسنے پوچھا اونہوں نے کہا میں اپنے رب ہی کو سجدہ کرتا ہوں اوسنے کہا رب تو میں ہوں اونہوں نے کہا میں حاکم کو نہیں کہتا رب وہ ہے جو جلاتا ہے مارتا ہے اسنے دو قیدی منگائے جسکو جلانا یعنی بچانا تھا مار ڈالا جسکو مارنا یعنی بچانا تھا چھوڑ دیا یہ اونکی حماقت کی دلیل ہے اوسکو لاجواب کیا ف ابن کثیر نے کہا وہ بادشاہ جسنے حضرت ابراہیم سے حجت کی بابل کا بادشاہ نمرود بن کنعان بن کوش بن سام بن نوح تھا اوسکو نمرود بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفحشد بن سام بن نوح بھی کہتے تھے پہلا قول مجاہد وغیرہ کا ہے مجاہد نے کہا مشارق مغارب ارض کے بادشاہ چار ہوئے دو مومن دو کافر مومن سلیمان بن داؤد اور ذوالقرنین کافر نمرود اور بخت نصر وارد ہے کہا ہے پہلے جسنے سر پر تاج رکھا زمین میں تجبر کیا دعوی ربوبیت کا کیا وہی نمرود مردود تھا وہ ولد الزنا تھا اس آیت میں شہادت ہے اگلی بات کی کہ کافروں کا دوستدار مددگار کارساز طاغوت ہوتا ہے یہ غرور اوسکا غرہ سلطنت پر تھا اسمیں اختلاف ہے کہ یہ حجت انکی کس وقت کی کسی نے کہا جب ابراہیم علیہ السلام نے بت کو توڑا کسی نے کہا بعد ڈالے گئے آگ میں چار سو برس تک وہ حاکم رہا یہ دعوے اوسکا ویسا ہی جیسے فرعون نے کہا تھا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ
تمکو معلوم نہیں ہمارا کوئی حاکم میرے سوا ۱۲
اوسنے حضرت ابراہیمؑ سے کہا تمہارے پاس وجود رب پر کیا دلیل ہے اونہوں نے جواب دیا کہ دلیل اللہ کے وجود پر یہی حدوث ان اشیا کا بعد عدم کے اور عدم ان اشیا کا بعد وجود کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ بالضرورۃ کوئی فاعل مختار موجود ہے کیونکہ یہ اشیا خود بخود حادث نہیں ہو سکتی ہیں کوئی اونکا ایجاد کرنیوالا ہے یہی موجد وہی رب ہے جسکی طرف میں بلاتا ہوں جو لاشریک لہ اوسپر اوسنے کہا میں ہی تو جلاتا مارتا ہوں پھر دو قیدیوں کو مارا جلایا یہ قول ہے قتادہ اور ابن اسحق و سدی کا ابن کثیر کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ مراد اوسکی یہ نہ تھی کیونکہ یہ کچھ جواب ابراہیم علیہ السلام کی بات کا نہ تھا کیونکہ اسمیں منع ہے وجود صانع سے بلکہ مراد اوسکی یہ تھی کہ میں خود بھی اس مقام کا ہوں یہ دعوے بطور عناد یا مکابرہ کے کرکے آپکو فاعل قرار دیا کہ میں ہی وہ ہستی ہوں فرعون نے بھی دعوے بعد اوسکے کیا گویا اوسی کی پیروی کر گیا تھا ف یہ ہی بے عقل تھا + مجنون کے دماغ میں خلل تھا + حضرت ابراہیم نے اوسکے مکابرہ کا یوں جواب نا صواب دیا کہ بھلا اگر تو رب ہے تو سورج کو مغرب سے تو برآمد کر جس طرح اللہ مشرق سے نکالتا ہے کیونکہ جو حقیقی ہستی

ہوگا ضرور ہے کہ اوسکا تصرف خود خلق و ذوات خلق و تسخیر کواکب و حرکات نجوم پر بھی چلے گا سورج ایک ایسی چیز ہے جو ہر دن مشرق سے نکلتا ہے تم خدا ہو تو اوسکو مغرب سے نکالکر دکھا دو وہ مردود اس جواب کو سنکر مبہوت و متحیر ہو گیا کچھ بن نہ آیا خاموش ہو گیا اللہ کی حجت اوسپر قائم ہو گئی اللہ ظالمون کو الہام حجت کا نہیں کرتا بلکہ انکی حجت سامنے خدا کے بالکل بودی ہوتی ہے اونپر خدا کا غضب انکے لیے عذاب الیم مقرر ہے ابن کثیر کہتے ہیں آیت مابعد کا اس سے پرو تارنا نہایت اچھا ہے بہ نسبت اس تقریر کے جو منطق والوں نے کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا ایک مقام سے چلکر دوسرے مقام کیطرف انتقال کرنا ہے ایک دلیل سے طرف دلیل اوضح تر کے اوس سے اور بعض نے ایسی عبارت بولی ہے کہ وہ خود انکی بات کو رد کرتی ہے سو قول مذکور کچھ چیز نہیں ہے بلکہ مقام اول بجائے مقدمہ کے ہے واسطے مقام ثانی کے جس سے بطلان قول نمرود کا مقام اول و ثانی میں ظاہر ہوتا ہے وللہ الحمد والمنۃ فتح البیان میں کہا ہے مراد ابراہیم علیہ السلام کی یہ تھی کہ اللہ وہ ہے جو اندر اجسام کے حیات و موت پیدا کرتا ہے کافر کی مراد یہ تھی کہ میں قاتل کو معاف اور غیر قاتل کو قتل کر سکتا ہوں یہ احیا و اماتت ہے سو یہ جواب احمق اس لائق نہ تھا کہ مقام حجت ابراہیم علیہ السلام میں کہا جاتا کیونکہ اونکی کچھ مراد اسکی کچھ مراد تھے سوال از آسمان جواب از ریسمان سدی نے کہا یہ مناظرہ درمیان انکے اور آپکے جب ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے باہر نکلے اونکی ملاقات بادشاہ سے اس کے پیشتر کبھی نہیں ہوئی تھی ملاقات میں یہ مناظرہ ہو گیا زید بن اسلم نے کہا نمرود کے پاس غلہ تھا لوگ اوسکے پاس آکر لیجاتے تھے انہیں حضرت ابراہیم بھی آئے جب مناظرہ ہوا تو اوسنے انکو غلہ نہ دیا جس طرح اوروں کو دیا وہ خالی پھرے جب نزدیک گھر کے ہو لیے ایک تھیلی سی مٹی خرجی میں بھر لی کہا گھر والوں کو بہلا دونگا گھر ہو کر گون اتاری تھکے ہوئے تھے سو گئے سارہ بی بی اوٹھکر گون کو کھولا اس میں بہت اچھا غلہ پایا کھانا پکایا ابراہیم علیہ السلام جاگے کھانا دیکھکر پوچھا یہ کہاں سے تمہارے پاس آیا کہا وہی ہے جو تم لائے انہوں نے معلوم کر لیا کہ یہ رزق اللہ نے بھیجا ہے انکو اللہ نے اس بادشاہ جبار کیطرف مبعوث کیا تھا کہ اوسکو حکم کرین کہ وہ اللہ پر ایمان لائے اوسنے ایک بار میں نہ مانا ناچار دوبارہ سہ بارہ دعوت کی انکار کیا کہا تم ایسے لوگ جمع کر لو میں ایسے لوگ جمع کرتا ہوں صبح نکلتے لشکر نمرود کا جمع ہو گیا اللہ نے اس لشکر پر ایک گروہ پشوں کا بھیجا ابھی سورج کو آنکھوں سے دیکھا نہ تھا کہ انکا سارا گوشت پوست نوچ کھا لیا خون پی لیا ساری ہڈیاں رہ گئیں اونمیں سے ایک پشہ بادشاہ کی ناک میں گھس گیا چار سو برس تک رہا اللہ نے اسکو عذاب میں گرفتار کر دیا سر پر ہتھوڑیکی مار پڑا کرتی تھی یہانتک کہ اسی عذاب میں ہلاک ہو گیا اللہ کا یہ ارشاد سچ ہے کہ ظالمون کو ہدایت نہیں ہوتی ہے اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ

وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيِيْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۖ قَالَ كَمْ
لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ
وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ
لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

مانند اس شخص کے گذرا ایک شہر پر اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتوں پر بولا کہاں جلاویگا اسکو اللہ مرگئے پیچھے پھر مار رکھا اس شخص کو اللہ نے سو برس پھر اوٹھایا کہا تو کتنی دیر رہا بولا میں رہا ایک دن یا دن سے کچھ کم کہا نہیں بلکہ تو رہا سو برس اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا سڑ نہیں گیا اور دیکھ اپنے گدہے کو ہم نمونہ کیا چاہتے ہیں تجھکو اسطے لوگوں کے اور دیکھ ہڈیاں کس طرح اونکو ابھارتے ہیں پھر اونپر پہناتے ہیں گوشت پھر جب اوسپر ظاہر ہوا بولا میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے **ف** موضح قرآن میں ہے یہ شخص تھے پیغمبر بخت نصر ایک بادشاہ تھا کافر بنی اسرائیل پر غالب ہوا بیت المقدس کو ویران کیا تمام لوگ بندی میں پکڑے گئے تب حضرت عزیرؑ اس شہر پر گذرے تعجب کیا کہ یہ شہر پھر کیونکر آباد ہو اوسی جگہہ اونکی روح قبض ہوئی سو برس کے بعد زندہ ہوئے اونکا کھانا پینا پاس دہرا رہا اوسی طرح سواری کا گدہا مر کر ہڈیاں اوسی شکل پر پڑی تہیں وہ اونکے روبرو زندہ ہوا اس سو برس میں بنی اسرائیل قید سے خلاص ہوئے شہر پھر آباد ہو رہا اونہوں نے زندہ ہو کر آبادی دیکھی **ف** پہلے اللہ نے حضرت سے کہا تہا کہ تم نے کوئی شخص جھگڑالو اوس آدمی کی طرح کا بھی دیکھا ہے جسنے ابراہیم علیہ السلام سے رب کے معنی میں حجت کی تہی اب یہ فرمایا کہ تم نے اس گاؤں پر گذرنے والے کو بھی دیکھا کہ اللہ نے کس طرح اوسکو راہ بتائی ظلمت اشتباہ سے نکالکر نور عیان و شہادت کو پہنچا دیا معقول کو محسوس کر دکھایا باطن کو ظاہر بنا دیا اس میں اختلاف ہے کہ وہ کون شخص تھا جسکا گذر اس گاؤں پر ہوا تھا علی بن ابی طالب نے کہا عزیر بن شرخیا ہے یہی قول ہے ابن عباس و حسن و قتادہ و سدی و سلیمان بن بریدہ و ناجیہ بن کعب کا ابن کثیر نے کہا مشہور یہی بات ہے وہب بن منبہ و ابن عبید نے کہا ارمیا بن خلقیا تھے سبط ہارون علیہ السلام سے ایک قول وہب کا یہ ہے کہ وہ خضر ہے ارمیا اونہیں کا نام تھا ایک قول کسی شامی کا یہ ہے کہ حزقیل بن بوار تھے مجاہد نے کہا ایک شخص بنی اسرائیل تھے ایک قول مجاہد کا یہ ہے کہ وہ کوئی کافر تھا اوسنے بعث میں شک کیا مگر یہ قول بالکل بیہودہ ہے اس لیے کہ لفظ کم لبثت میں خطاب ہے اوس شخص کو اللہ کافر کو مخاطب نہیں کرتا ہے لنجعلك اٰية للناس کا استعمال بھی حق میں کافر کے نہیں ہوتا ہے غرض مقصود اس جگہہ ثابت کرنا اللہ کی قدرت کا احیاے خلق پر بعد موت کے ہے نہ بیان نام اس شخص کا مشہور یہ ہے کہ مراد گاؤں سے اس جگہہ بیت المقدس ہے بعد تخریب بخت نصر کے اونکا گذر اس جگہہ

ہوا تھا جسکو وہاں کے لوگ قتل ہو کر مرمٹ گئے تھے کسی نے کہا مراد قریہ سے اہل قریہ ہیں کسی نے کہا وہ قریہ مراد ہے جس سے ہزاروں آدمی خوف وبا سے نکلکر بھاگ گئے تھے اوسکا قصہ اوپر گذر چکا کلبی نے کہا مراد دیر سابر آباد ہے یہ جگہہ فارس میں تھی سدی نے کہا سلما باد وہ ایک محلہ یا قریہ تھا نواحی جرجان یا ہمدان میں بعض نے کہا دیر ہرقل مراد ہے وہ درمیان بصرہ وعسکر مکرم کے کنارہ دجلہ پر تھا فتح البیان میں کہا کہ قول اول ظاہر تر ہے انتہی بہرحال اللہ نے نہ نام اس شخص کا لیا نہ نام قریہ کا ٹھیک بات وہی جانے عطلت مراد جب انکا گذر اس جگہہ ہوا تو گمسگی وویرانی دیکھکر یہ تفکر کیا کہ حق تعالی یہ قریہ اس عمارت عظیمہ کے بعد اسحالت پر آگیا ہے تو اب اللہ اسکو کیا آباد کریگا اللہ نے سو برس مار کے پھر اوٹھایا کہتے ہیں وہ گاؤں ستر برس بعد اونکے مرنے کے پھر آباد ہوا تیس برس میں سب لوگ بس گئے ہوا سرائیل بھی وہاں آگئے جب اللہ نے اونکا جلانا چاہا تو سب سے پہلے اونکی آنکھوں کو کھولا تاکہ اللہ کی صنعت کو دیکھیں کہ کیونکر اونکے بدن کو جلاتا ہے جب وہ جی کر اوٹھ کھڑے ہوئے تو اللہ نے بتوسط ایک فرشتے کے کہا تو کتنی دیر رہا کہا ایک دن یا ایک دن سے کم یہ اسلیئے کہا کہ شروع نہار میں مرے تھے آخر نہار میں جی اوٹھے دیکھا سورج باقی ہے خیال کیا کہ وہ سورج اسی صبح کا ہے اوس میں پر یہ کہا کہ یا ایک دن سے کچھہ کم اونکے ساتھہ انگور انجیر عصیر تھا دیکھا کوئی شئ اونکا نہیں بدلا عصیر کا استحالہ ہوا نہ انجیر کھٹا پڑا نہ انگور میں نقصان ہوا پھر گدھے کو سامنے اونکے زندہ کیا اوسنے کہا تم دلیل ہو سعادت پیشانی ہو بعث خلق پر علی مرتضے نے کہا جب وہ شہر میں آئے ایک ہمسایہ کے لڑکے کو جوان چھوڑا تھا اوسکو شیخ فانی پایا کہتے ہیں فرشتے نے اوس سے سوال کیا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے یا اور کوئی فرشتہ تھا یا خود اللہ پاک ہی نے یہ پوچھا بھی اوسنے یہی جواب اونہوں جواب دیا کہ ایک دن یا ایک دن سے کم رہا ایسا ہی اصحاب کہف نے کہا تھا قالوا لبثنا یوما او بعض یوم رہے ہم ایک دن یا کچھ حصہ دن کا اسی کے مثل یہ قول حضرت کا ہے قصہ ذوالیدین میں کہ لم تقصر ولم انس یعنے نہ نماز گھٹی نہیں بھولا معلوم ہوا کہ صدق وہ ہے جو مطابق اعتقاد ہو کذب وہ ہے جو مخالف اعتقاد ہو کسی نے کہا وہ گدھا گل سڑ گیا تھا جسکو پھر سامنے اونکے گوشت و پوست کا لباس پہنایا یہی قول سدی کا ہے بعض نے کہا مرا نہیں تھا بلکہ اوسیطرح جیتا بندھا تھا سو برس تک صحیح سالم کھڑا رہا پہلے قول کی دلیل یہ لفظ ہے وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا دوسرے قول کی تائید یہ ہے فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ بطرح سے تعرض شاید اسلیئے نہیں کیا کہ حکمت مقتضی بیان نہ تھی واللہ اعلم [illegible]

الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى

كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ جب کہا ابرہیم نے اے رب ع۳۵ ۳
دکھا مجھکو کیونکر جلاویگا تو مردے فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا کہا کیوں نہیں لیکن اسلیے کہ تسکین ہو میرے دلکو
فرمایا تو پکڑ چار جانور اڑتے پہر اونکو ہلا اپنے ساتھ پہر ڈال ہر پہاڑ پر انکا ایک ایک ٹکڑا پہر اونکو پکار وہ آوینگے
تیرے پاس دوڑتے ہوئی جان لے کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا ف موضح قرآن میں فرمایا ہے چار جانور
لائے ایک مور ایک مرغ ایک کوا ایک کبوتر اونکو اپنے ساتھ ہلایا کہ پہچان رہے پہر ذبح کیا ایک پہاڑ چاروں
کے سر رکھے ایک پر ایک پر دھڑ ایک پر پانوں پہلے بیچ میں کہڑے ہوکر ایک کو پکارا اوسکا سر اٹھکر
ہوا میں کہڑا ہوا پہر دھڑ ملا پہر پر لگے پہر پانوں وہ دوڑتا چلا آیا اسی طرح چاروں آئے یہ تین قصے فرمائے
اسپر کہ اللہ آپ ہدایت کرنیوالا ہے جسکو چاہے اگر شبہہ پڑے تو ساتھ ہی جواب بہیجے اب آگے پہر جہاد کا مذکور
ہے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا لکھتے ف ابراہیم علیہ السلام نے جو وہ سوال اللہ سے کیا تھا اسمیں
کئی نکتے تہے اونمیں سے ایک یہی کہ جب نمرود سے یوں کہا کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا مارتا ہے تو پہر اونکا
یہ جی چاہا کہ میں علم الیقین سے عین الیقین کیطرف ترقی کروں آنکھ سے دیکھ لوں ابوہریرہ نے کہا حضرت نے
فرمایا ہے ہم زیادہ تر مستحق ہیں شک کے ابراہیم سے رواہ الشیخان ابن کثیر کہتے ہیں مراد شک سے اسجگہہ وہ تغیر
ہے جسکو بے علم لوگ سمجھتے ہیں اس حدیث کے کئی جواب دیے میں لیتے مگر تفسیر مذکور میں اسجگہہ پر بیان ہے فتح البیان
میں کہا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو کسیطرح کا شک احیائے موتی میں نہ تہا مطلق یہ اسلیے کیا کہ نفوس بشریہ
کی یہ جبلت ہے کہ جس چیز کی خبر سنتا ہے اوسکا دیکھنا چاہتا ہے جسطرح حدیث میں آیا ہے کہ لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ
۝ یار کیا ذات ہی پیری کہ مزیدہ ہوکر + مجھے دیدہ لطف آتا ہے شنیدہ ہوکر ✣ ایک گروہ اہل علم نے کہا ہے
کہ یہ سوال اسلیے کیا تہا کہ قدرت میں شک پیدا ہوا تہا جسطرح حدیث ابوہریرہ میں گذرا ابن عباس نے کہتے ہیں میرے
نزدیک قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ امیدوار کرنے والی نہیں ہے ابن جریر نے اسی کو ترجیح دی ہے ابن عطیہ
نے کہا میرے نزدیک یہ ترجیح مردود ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ابراہیم شاک ہوے تو ہم زیادہ حقدار شک کے تہے
مگر جبکہ ہمنے شک نہ کیا تو ابراہیم لائق تر ہیں ساتھ عدم شک و شبہہ کے حدیث کی بنیاد نفی شک پر ہے ابراہیم سے ما قول
ابن عباس کا سو اسکا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اللہ سے پیار کرکے یہ چاہا کہ دنیا میں زندہ کرکے دکھادے کیونکہ وہاں کی زندگی تو
معلوم ہے یہاں عادت زندہ کرنیکی نہیں ہے یا یہ معنی ہیں کہ ایمان کافی ہے ایمان کے ہوتے ہوئے اتنی کرید و بحث کی کچھ حاجت نہیں
ہے تو یہ آیت بڑی حاجت ہوئی کیونکہ ذرے ایماندار پر طاری ہونا شک کا بعید ہے تو مرتبہ موت و جلب تو کہیں اس سے

عالی درجہ ہے وہان شک ہونے کا کیا ذکر ہو سکتا ہے انبیا سارے کبائر و صغائر سے معصوم ہوتے ہین الفاظ آیت شریف مین تامل کرنے سے کوئی شک بہی ظاہر نہین ہوتا پوری تقریر اسجگہہ کی فتح البیان مین مذکور ہے قرطبی نے کہا ابن عطیہ نے بہت ٹہکانے کی بات کہی ہے انبیا پر ایسا شک ہونا جائز نہین کیونکہ اسطرح کا شک کفر ہوتا ہے سارے انبیا بعث پر متفق ہین اللہ نے خبر دی ہو کہ شیطان کا زور ہمارے انبیا اولیا پر نہین چلتا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ (وہ جو میرے بندے ہین اونپر نہین تیری) سُلْطَانٌ (حکومت ۱۲) خود اُس لعین سے نقل فرمایا ہے اِلَّا عِبَادَکَ مِنْہُمُ الْمُخْلَصِیْنَ سو جب اُس رجیم کی کچہہ سلطنت اونپر نہ ہوئی تو پہر شک کجا یہ اور بات ہو کہ مقصود اس سوال سے یہ تہا کہ جمع ہونا اجزائے موتے کا بعد تفریق کے ملانا جوڑ رگ پٹہون گوشت پوست کا بعد تمزیق کے مشاہدہ کرین ملاحظہ فرماوین کیونکہ اس سے علم الیقین عین الیقین ہو جاتا ہے واللہ اعلم **ف** کسی نے کہا طیر کو اسلیے اختیار کیا ہے کہ انواع حیوان مین سب سے زیادہ قریب طرف انسان کی یہی نوع ہے سر گول ہوتا ہے دونو پانون سے چلتا ہو یا اس لیے کہ ہمت طیر یہ ہو کہ آسمان پر اوڑے ہمت خلیل یہ تہی کہ علو پر جاوین اسکے سوا اور بہت سے نکتے اس تخصیص و تعداد کے بیان کیے ہین جو قریب تر بہ ہذیان ہین ابن کثیر نے کہا مفسرین کا تعیین ان طیور مین اختلاف ہے کہ کونسے پرندے تہے اگرچہ اس تعیین مین کچہہ فائدہ نہین ہے کیونکہ یہ بات اگر کوئی امر مہم ہوتا تو خود اللہ پاک قرآن پاک مین اوسے نص کر دیتا مجاہد و عکرمہ کا تو وہی قول ہے جو موضح قرآن سے نقل ہو چکا ابن عباس نے کہا ایک غرنوق ایک طاوس ایک دیک ایک حمامہ تہا دوسرا قول یہ ہے کہ ایک وز ایک رال ایک دیک ایک طاوس تہا رال کہتے ہین بچہ نعام کو ہمین بھی اختلاف ہے کہ اجزا و جبال کتنے تہے مگر اس فکر مین کیا فائدہ ایک جماعت سلف نے کہا مراد لفظ فَصُرْہُنَّ سے اونکا ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے یا باندہنا یا جمع کرنا یا ہلانا یا چیرنا پہاڑنا غرضکہ کچہہ ہو چار پرندے لیکر حلال کیے اونکے پر وغیرہ اوکھاڑ کر سب کو نوچ کہسوٹ کر چیر پہاڑ کر خلط ملط کر کے ایک پہاڑ پر رکہہ یا دہ چار پہاڑ تہے یا سات پہاڑ پہر اونکے سر اپنے ہاتہہ مین لیکر پکارنا شروع کیا دیکہا کہ پر پر سے خون خون سے گوشت گوشت سے ہر جز جز سے اوڑ کر ملگیا ہر پرندہ علیحدہ تیار ہوگیا انکے پاس دوڑتا ہوا چلا آیا دوڑتا اسلیے آیا کہ اگر اوڑتا ہوا آتا تو شاید کوئی متوہم یہ وہم کرتا کہ وہ کوئی اور ہی پرندہ ہے اوسکے پانون سلامت نہین ہین اس دفع شبہ کے لیے پانون پانون چلکر آئے اس قصے مین دلیل ہے فضل خلیل اور اونکے ادب پر سوال مین کہ جو سوال کیا وہ فی الحال دیکہہ لیا عزیر کو جواب انکے سوال کا سو برس بعد ملا ابن المسیب نے کہا ابن عباس ابن عمرو جمع ہوئے ایک نے دوسرے سے کہا بہلا بتاؤ قرآن مین کون آیت ارجی ہے واسطے اس امت کے ابن عمرو نے کہا قول اللہ تعالی کا ع قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

۵ [illegible]

نعم اللہ توبت ثم معا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ابن عباس نے کہا تم یوں کہتے ہو میں یوں کہتا ہوں اس آیت سے زیادہ واسطے اس امت کے قول ابراہیم علیہ السلام ہے رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ رواہ ابن جریر اسکو ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا ہے اسنا بعد اس کے اور ظاہر یہ ہے کہ فرحی ما ابراہیم قولہ بلی حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے مطلب یہ ہوا کہ جب دل اور زبان سے اقرار ایمان کا ہو گیا تو اب کوئی وسوسہ نفس مضر ہو گا سو اس سے ترک کر اور کیا امید واری جیسا ماری سے ہو گی واللہ اعلم

ع مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

مثال انکی جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اس سے اوگیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اللہ بڑھاتا ہے جسکو واسطے چاہے اور اللہ کشایش والا ہے سب جانتا **ف** یہ ایک کہاوت ہے جو اللہ تعالے نے واسطے دینے کے ثواب کے بیان فرمائی ہے یعنی جو شخص اللہ کی راہ و مرضی میں اپنا مال اوٹھاتا ہے تو وہ نیکی اسکی دس گنی سے سات سو گنی تک بڑھجاتی ہے سعید بن جبیر نے کہا مراد راہ خدا سے سبکچہ طاعت خدا کی مکحول نے کہا مراد خرچ کرنا ہے جہاد و رباط و حمل و تیاری سلاح میں ابن عباس نے کہا مراد جہاد و حج ہے کہ ادمیں ایک درہم سات سو گنی تک پہنچتا ہے اس مثال کا اثر نفوس میں ذکر سات سو عدد کہدینے سے زیادہ تر ہے کیونکہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ بندونکے اعمال نیک کو ویسا ہی نمو بخشتا ہے جسطرح کھیتی کو زمین پاکیزہ میں تخم ڈالنے سے نشو و نما ہوتا ہے حدیث میں بڑھنا ایک نیکی کا سات سو نیکی تک آیا ہے ابو عبیدہ نے کہا ہے حضرت نے فرمایا جسنے خرچ کیا بہتر نفقہ راہ خدا میں وہ سات سو گنا ہے جسنے خرچ کیا اپنی جان اور اپنے گھر والوں پر اور عیادت کی کسی بیمار کی تو ایک نیکی دس گنی ہوتی ہے روزہ سپر ہے جب تک اسکو پھاڑے نہیں جسکو مبتلا کیا اللہ نے کسی بلا میں اپنے بدن میں وہ اسکے لیے حط ہے یعنی گناہ ہونکا جھڑنا رواہ احمد و رواہ النسائی موقوفا ابن مسعود نے کہا ایک آدمی نے ایک ناقہ مخطومہ راہ خدا میں دیا تھا حضرت نے فرمایا تجھکو ہیں سات سو ناقے مخطومہ آوینگے رواہ احمد و مسلم والنسائی مسلم کا لفظ یوں ہے ایک آدمی ناقہ مخطومہ لایا کہا یہ اللہ کی راہ میں ہے فرمایا اسکے عوض تجھکو دن قیامت کے سات سو ناقے ملینگے دوسرا لفظ ابن مسعود کا یہ ہے اللہ نے ابن آدم کی حسنہ کو دس گنا سات سو گنے تک مقرر کیا ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے میں اسکی جزا دونگا، صائم کے لیے دو فرحتیں ہیں ایک وقت افطار کے دوسرے دن قیامت کے بو دہن صائم کی پاکیزہ تر ہے نزدیک خدا کے خوشبوئی مشک سے رواہ احمد ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ ہر عمل ابن آدم کا دگنا ہوتا ہے نیکی دس گنی ہوتی ہے سات سو گنی تک اللہ سبحانہ نے چاہا ہے مگر صوم کہ وہ میرے لیے ہے میں ہی اسکی جزا دونگا چھوڑتا ہے کھانا پینا اپنا میرے واسطے الحدیث رواہ احمد و مسلم

خریم بن وائل سے مرفوعاً کہا ہے جسنے خرچ کیا راہ خدا میں کوئی نفقہ وہ سات سو گنی تک بڑہتا ہے رواہ احمد
معاذ سے کہا حضرت نے نماز اور روزہ اور ذکر مضاعف ہوتا ہی نفقہ پر راہ خدا میں سات سو حصہ رواہ ابو داؤد عمران
بن حصین سے مرفوعاً مروی ہی جسنے بہیجا نفقہ راہ خدا میں اور رہا اپنے گہر میں اسکو ہر درہم پیچھے سات سو درہم ملینگے
دن قیامت کے جسنے جہاد کیا راہ خدا میں اور خرچ کیا اس کام میں اسکے لیے عوض ہر درہم کے سات سو درہم ہیں پہر
یہ آیت پڑہی وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ رواہ ابن ماجہ یہ حدیث غریب ہے حدیث ابوہریرہ میں آیا ہی کہ حسنہ دو لاکہ
پونچتا ہے ابن عمر نے کہا جب آیت بالا اتری حضرت نے کہا رَبِّ زِدْ اُمَّتِيْ الله نے یہ آیت اتاری مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ
کون شخص ہے جو الله کو قرض دے
اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا کہا رَبِّ زِدْ اُمَّتِيْ یہ آیت آئی اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ رواہ ابن مردویہ و
اسکو اجر بے حساب ملیگا ۱۲ صبر کرنیوالوں ہی کو پورا ملتا ہے اجر انکا ان گنت ۱۲
ابو حاتم و ابن حبان معلوم ہوا کہ ضعف کے درجات ہیں ادنے یہ ہے کہ ایک نیکی کی دس نیکیاں ہوتی ہیں دوسرا
مرتبہ یہ ہی کہ ایک نیکی سات سو گنی ہو جاوے تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ ایک نیکی دو لاکہ گنی چوتہا مرتبہ یہ ہی کہ اجر بے حساب
ملے یہ درجات بحسب اخلاص عمل و حلت مال متفاوت ہوتے ہیں الله کا فضل بہت واسع ہے وہ جانتا ہی کہ کون کس
مرتبے کا مستحق ہے کسکا ایک درہم دوسرے کیلیے ہزار درہم سے بڑہ جاتا ہے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اگر تم برابر کوہ احد
کے راہ خدا میں سونا خرچ کرو تو اس نصف مد کو وہ نہیں پہنچتا جو صحابہ نے خرچ کیا اسکا سبب کچہہ نہیں مگر یہی
اخلاص عمل و حسن نیت و مال حلال صرف نفقہ پر وقت حاجت اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا
يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ
وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ
الْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ
فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ جو لوگ
خرچ کرتے ہیں اپنے مال الله کی راہ میں پہر پیچھے خرچ کرکے احسان نہیں رکہتے نہ ستاتے انہیں کو ہے ثواب انکا
اپنے رب کے یہاں نہ ڈر ہے انپر اور نہ وہ غم کہائینگے بات معقول کہنا اور درگذر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جسکے
پیچھے ستانا ہو الله بے پرواہ ہی تحمل والا اے ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکہکر اور ستاکر
جیسے وہ شخص جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکہانے کو یقین نہیں رکہتا ہے الله پر سو اسکی مثال جیسے
صاف پتہر اسپر پڑی ہے مٹی پہر اسپر پڑا زور کا مینہ تو اسکو کر رکہا سخت کچہہ ہاتہ نہیں لگتی انکو اپنی کمائی
الله راہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو یعنی مانگنے والی کو نرمی سے جواب دینا اور اسکی بدخوئی سے درگذر کرنا بہتر ہے

اوس سے کہ دوسرے پہر اسکو مار دیا دوے یہ سمجھے کہ مینے تو اللہ کو دیا ہے ہمکو کیا پروا مگر ایسا بھلا کرتا ہوں ورنہ اسکی مثال
فرمائی تھی حبہ کی جسسے ایک دانہ بویا سات بالین نکلیں سات سو دانے ملے بیان فرمایا کہ یہ شرط ہے اگر کہاوے
کی نیت سے خرچ کیا ہے تو جیسے دانہ بویا پتھر پر جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی جب مینہ پڑا وہ صاف رہگیا اسمین
سے کیا اوگیگا **ف** اللہ تعالے نے اس آیت مین اُن لوگوں کی مدح فرمائی ہے جو اپنا مال راہ خدا مین صرف کرکے
بعد خیرات و صدقات کے منت نہین رکھتے اور ایذا نہین پہونچاتے. قول سے نہ فعل سے پہر وعدہ کیا جزائے جمیل کا
اور نفی کی حزن و غم کی اُنسے قول معروف سے مراد کلمہ طیبہ ہے مثلاً سائل کو دعا دے یا اس سے اچھی بات کہے مغفرت سے مراد
یہ ہے کہ جسنے قولاً یا فعلاً ظلم کیا ہے اوسکو معاف کر دیا عمرو بن دینار نے کہا ہمکو یہ پہونچا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے کہ کوئی صدقہ محبوب تر خدا کو قول معروف سے نہین ہے پہر آیت پڑہی احادیث مین بہی آئی ہے احسان جتلا
رکھنے سے صدقے مین ابوذر نے کہا حضرت نے فرمایا تین آدمی ہین جنسے اللہ دن قیامت کے بات نہ کریگا نہ انکی طرف
نظر کریگا نہ اوسکو پاک کریگا اور انکے لیے عذاب الیم ہوگا ایک منان یعنے جو دیکر احسان کہتا ہے دوسرا لٹکانے والا اپنے
ازار کا تیسرا نکاسی کرنیوالا اپنے سامان کی جھوٹی قسم کہا کر رواہ مسلم ابو الدرداء کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ داخل نہین
ہوگا جنت مین عاق یعنے نافرمان ماں باپ کا اور نہ منان یعنے منت کہنے والا احسان کرکے اور نہ ہمیشہ شراب
پینے والا اور نہ جھٹلانیوالا تقدیر کا رواہ ابن مردویہ واحمد وابن ماجہ ابن عمر نے مرفوعاً کہا ہے تین شخصون
کیطرف اللہ نظر نہ کریگا دن قیامت کے عاق والدین مدمن خمر منان معطی رواہ ابن مردویہ وابن حبان والحاکم ابن
عباس کا لفظ مرفوع یہ ہے داخل نہ ہوگا جنت مین مدمن خمر اور نہ عاق والدین اور نہ منان رواہ النسائی وابن ابی حاتم
اسی لیے اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ جس صدقے کے بعد من و ایذا ہوتا ہے اسکا ثواب سبب اس خطیئہ کے باطل ہو جاتا ہے
جسطرح ریاکار کا نفقہ برباد جاتا ہے وہ ظاہر تو یہ کرتا ہے کہ مینے اللہ کیلیے دیا ہے اور قصد اوسکا یہ ہے
کہ لوگ اوسکی مدح کرین خلق مین شہرت ہو کہ فلان شخص صاحب صفات حمیدہ ہے یا بڑا سخی جواد ہے اسکو اس معاملے
مین اللہ کی مرضی اور اسکے ثواب جزیل سے کچھ غرض نہین ہے یہی دنیا کی نیکنامی مطلوب ہے اسیلیے فرمایا کہ وہ اللہ
و روز آخرت پر ایمان نہین رکھتا ہی پہر اللہ نے مثل مرائی کی ایک مثال کہہ سنائی کہ جسطرح سخت پتھر پر سے مٹی مینہ برسنے
سے سرک جاتی ہے خالی کرا پتھر رہجاتا ہے اسیطرح اس ریاکار کا حال ہے کہ عمل برباد گیا و مال نکل گیا کچھ
ہاتھ نہ آیا **ف** فتح البیان مین کہا ہے کہ یہ آیت اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حق مین عثمان
بن عفان و عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے اوتری ہے عثمان نے غزوۂ تبوک مین ایک ہزار اونٹ

معہ پالان وجملہ سامان مسلمانوں کو دیے عبدالرحمن نے چار ہزار درہم بطور صدقہ سامنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاکر رکہے بس کیے تہے یہ ہین کہ ایسے احسان گنکر جتاتے کہ میرے ساتہہ یہ کیا وہ کیا لوگوں سے کہیں کہ میں نے فلان شخص سے ایسا ویسا احسان کیا یہ سب منجملہ کبائر کے ہی اذی یہ ہے کہ بدمداری کرے گالی دے شکوہ شکایت کرے عبدالرحمن بن زید نے کہا میرے باپ کہتے تہے جب تو کسی شخص کو کچہہ دے اور دیکہے کہ تیرا سلام کرنا اوسپر گراں ہے تو اوسکو سلام نہ کر غرض اس شخص کی طرح کرتے ہیں جو نعمت کو چہپاتا احسان رکہتا اظہار نعمت کو ؟ ہاں کہیے گو دُرا کہتے قول معروف یہی کہ اچہی بات کہی جواب نرم دے یا وعدہ کرے یا لیس عادے صحیح مسلم میں آیا ہے کلمہ طیبہ صدقہ ہے منجملہ معروف کے ایک بات یہ کہ تو اپنے بہائی سے کشادہ پیشانی ملے مغفرت سے یہ مراد ہے کہ محتاج کی خصلت بدحالت بد کو چہپا دے سائل اگر الحاح کرے تو بات ہو معاف کرے ضحاک نے کہا قول معروف یہی کہ سائل کو یہ کہہ دے کہ یرحمک اللہ یرزقک اللہ کہی سخت جواب نہ دے اس آیت میں تعریض ہے اس بات کی کہ مت اورادے اور ریا حاصل کرتا ہے میں محمود بن لبید نے کہا کہ حضرت نے فرمایا ڈراتا ہوں میں تم کو شرک اصغر کا ہی پوچہا وہ کیا ہی فرمایا ریا ہے جس دن بندوں کو انکے اعمال کی جزا دینگے ریا والوں سے کہینگے انہیں کے پاس جاؤ جنکو تم دنیا میں دکہاتے تہے دیکہو اونکے پاس کچہہ خیر ہے رواہ البغوی ابوہریرہ نے کہا حضرت کہتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے میں بڑا بے پرواہ ہوں شریکوں میں جسنے کیا کوئی کام اور شریک کیا اسمیں میرے غیر کو چہوڑ دیتا ہوں میں اسکو اور اسکے شرک کو یہ حدیث صحیح ہے وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ مثال انکی جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے اللہ کی خوشی چاہکر اور اپنا دل ثابت کر کر جیسے ایک باغ ہے بلندی پر اوسپر پڑا مینہ تو لایا اپنا پہل دونا پہر اگر نہ پڑا اوسپر مینہ تو اوس ہی بس اللہ تمہارے کام دیکہتا ہی مینہ سے مراد بہت مال خرچ کرنا ہی اوس سے مراد تہوڑا مال سو اگر نیت درست ہے تو بہت خرچ کرنا سبب ثواب اور تہوڑا بہی کام آتا ہے جیسے خالص زمین پر باغ ہے جتنا مینہ برسے اوسکو فائدہ ہے بلکہ اوس ہی کافی ہے جب درست نہیں تو جتنا زیادہ خرچ کرے ضائع ہے کیونکہ زیادہ مال دینے میں دکہاوا بہی زیادہ ہے جیسے پتہر پر دانہ جتنا زور کا مینہ برسے بہہ کرے کہ مٹی دہوئی جاوے **ف** یہ آیت شریف مثال ہے اون مومنوں کی جو اپنا مال اللہ کی رضا میں صرف کرتے ہیں اونکے دل کو یقین ہے کہ اللہ اونکو پورا بدلا اوسکے صرف کا دیگا اسطرح حدیث صحیح میں آیا ہے من صام رمضان ایمانا واحتسابا جیسے یہ جانتا ہے کہ اللہ نے روزہ کو مشروع کیا ہے اور اسکے ثواب کا

اللہ پر یقین کرنا ہے شعبی نے کہا تثبیت کے معنے تصدیق و یقین کے ہیں یہی قول ہے قتادہ ابو صالح بن زید کا اسی کو
ابن جریر نے اختیار کیا ہے مجاہد و حسن نے کہا تثبیت کے یہ معنی ہیں کہ صدقات و خیرات کرتے ہیں سچے جی و دل سے
بعض نے کہا معنے یہ ہیں کہ انکو بصیرت ہے وہ انکو الحاق پر طاعت الٰہی میں ثابت قدم رکھتی ہے فتح البیان میں
اسی کو ترجیح دیا ہے ربوہ کہتے ہیں بستان کو جمہور نے کہا ٹیلے کو کہتے ہیں ابن عباس نے کہا اس مکان مرتفع کو جس
سے بہتے ہیں کہ جسمیں نہریں جاری ہوں ابن جریر نے کہا ربوہ ضم و فتح و کسر تینوں طرح پڑھا گیا ہے ضم قرات
عامہ اہل مدینہ و حجاز و عراق کی ہے فتح قرات ہے بعض اہل شام و کوفے کی لغت تمیم بھی یہی ہے کسرہ قرات ابن عباس
سے وابل کہتے ہیں زور کے مینہ کو اکل کہتے ہیں پھل کو یعنی اور باغوں سے اوسمیں دو چند یا چہار چند میوہ آتا
ہے طل کہتے ہیں نرم پانی کو جسے اوس بولتے ہیں رذاذ بھی کہتے ہیں طش ندی بھی بولتے ہیں یعنے وہ باغ
خواہ ماوی جگہہ پر ہے وہ کبھی سوکھا نہیں رہتا اگر مینہ اوس پر برسا تو اوس پڑتی ہے کچھ بھی ہو وہ باغ کو کافی و وافی
ہوتا ہے اسیطرح حال عمل مومن کا ہے کہ کبھی برباد نہیں جاتا ہے بلکہ اللہ اسکو قبول کرتا بڑھاتا رہتا ہے مطابق حال
ہر عامل و عمل کے اسی لیے فرمایا ہے کہ اللہ پر کوئی کام تمہارا چھپا نہیں ہے اس آیت میں اخلاص کی ترغیب ریا سے ترہیب
و عدہ و عید دونوں اسمیں موجود ہیں أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذَٰلِكَ
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ○ بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسیکو کہ ہووے اوسکا ایک باغ کھجور اور انگور کا ٣٦ ع ٤ ٢
نیچے اوسکے بہتی ندیاں اوسکو وہاں حاصل ہے طرح طرحکا میوہ اور اسپر بوڑھاپا پڑا اوسکی اولاد ہے ضعیف تب پڑا اوس
باغ پر بگولا جسمیں آگ تھی تو وہ جلگیا یوں سمجھاتا ہے اللہ تمکو آیتیں شاید تم دھیان کرو یہ مثال ریائی احسان کیے
والی خرابی اچھی خیرات کو ضائع کرنے کی ہے جیسے جوانی کے وقت باغ حاصل کیا اس توقع سے کہ بڑی عمر میں کام آوے
عین کام کے وقت جلگیا ف بخاری نے آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ عمر بن خطاب نے اصحاب حضرت سے کہا بتاؤ یہ
آیت کسکے حق میں اتری ہے کہا اللہ جانے عمر نے غصہ کیا کہا ایک بات کہو کہ ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے ابن عباس نے کہا
اے امیر المومنین میرے جی میں بات اس آیت سے ایک بات آئی ہے کہا اے بھتیجے تو کہہ ڈال اپنی جان کو حقیر نہ سمجھ اوس نے
یہ کہا واسطے ہے عمل کی پوچھا کون عمل کہا ایک آسودہ شخص نے اللہ کی طاعت کی پھر اللہ نے اوسکے لیے شیطان بھیجا وہ گناہ
کرنے لگا یہانتک کہ سارے عمل اوسکے ڈوب گئے یہ روایت افراد بخاری سے ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہ حدیث کافی ہے
واسطے تفسیر اس آیت کی اسمیں بیان ہے اس بات کا کہ ایک شخص نے اولاً اچھے کام کیے پھر اسکی عادت بدل گئی حسنات

سیئات ہو گئے اوسنے اپنے اگلے عمل صالح کو پچھلے عمل سے باطل کر ڈالا جب سختی کا وقت آیا تو اوسکے عمل
کا محتاج ہوا اور کہاں ہاتھ آتا ہے وہ تو باغ تھا سو جل گیا اسیلیے اللہ نے فرمایا کہ بوڑھاپا ہے بچے ہیں ناگہاں
ایک آگ کا بگولا اوٹھا اوسنے پھل پیڑ جلا کر خاک سیاہ کر دیا کہو اوسکا حال کیا ہوگا ابن عباس نے کہا اللہ نے
یہ بہت اچھی مثال فرمائی ہے اسکی ساری مثالیں اچھی ہوتی ہیں بوڑھاپے میں جسکے بچے بھی نادان تھے اُس باغ کو ضائع کیا
اب کچھ قوت باقی نہ رہا کہ اوسکو بوئے نہ بچے اس لائق کہ کچھ بھلائی کر سکیں وہ باغ آخر عمر میں جلگیا اب کچھ نہ رہا اسیطرح
حال کافر کا دن قیامت کے ہوگا کہ جب اللہ کے پاس جاویگا بے خیر محض ہوگا اگر کوئی بھلا کام بھی کیا تھا تو وہ بھی
باقی نہ بچا نہ کچھ کام آیا جسطرح اُس پیر مرد کو اولاد کام نہیں آئی سو جلنے والے باغ سے محروم ہو گیا ویسے ہی یہ کافر
اپنے عمل خیر سے خالی ہاتھ ہوگا حدیث میں آیا ہے کہ حضرت یہ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ
عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِضَاءِ عُمُرِيْ رواہ الحاکم اسی لیے اللہ نے یہ فرمایا کہ یہ مثال تمہارے سمجھانے کے لیے بیان کیگئی
ہے شاید تم کچھ سوچو سمجھو کما قال تعالے وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ فتح البیان میں کہا ہے
اور یہ کہاوتیں بٹھاتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور اسکو بوجھتے وہی ہیں جنکو سمجھ ہے
یہ آیت تمثیل ہے اس شخص کی جو عمل خیر کرتا ہے پھر اس عمل سے ایسی چیز کو ملاتا ہے جو اوسکو اکارت کر دیتی ہے قیامت
وقت حاجت کے اس عمل خیر کو بیکار غیر نافع پاویگا جسطرح باغ والے نے آخر عمر میں اس باغ کو ویران پایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ
بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ
وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ
خَيْرًا كَثِيْرًا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اے ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور جو ہم نے نکالدیا
تمکو زمین میں سے اور نیت نہ کرو گندی چیز پر کہ خرچ کرو اور تم آپ وہ نہ لوگے مگر جو آنکھیں بند کر لو جان رکھو کہ اللہ بے
پروا ہے خوبیوں والا شیطان وعدہ دیتا ہے تمکو تنگی کا اور حکم کرتا ہے بے حیائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہے اپنی بخشش کا اور فضل کا
اللہ ہے کشایش والا سب جانتا دیتا ہے سمجھ جسکو چاہے اور جسکو سمجھ ملی بہت خوبی ملی اور سمجھیں وہی جنکو عقل ہے ف
قرآن میں فرمایا ہے کہ صدقہ قبول ہونیکی یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال کا یا ہو حرام نہو ستھری چیز اللہ کی راہ میں دیوے نہیں
کہ بری چیز خیرات میں نکالا ہو کہ اپنے لینے نہیں آپ ویسی چیز قبول کرے مگر ناچار ہو کر کیونکہ اللہ بے پروا ہے محتاج
نہیں خوبیوں والا ہے خوب چیز پسند کرتا ہے جب دلمیں خیال آوے کہ مال خیرات میں دیڈالوں تو محتاج
مفلس ہو جاؤنگا بہت آوے تو سمجھائی پر کہ اسکی تاکید سنکر بھی خرچ نہ کرے تو جان لیوے کہ یہ خیال شیطان کی

طرف سے آیا حیث خیال ان خیرات سے گناہ مٹے جاوینگے اللہ کے یہاں کمی نہیں ہے جو چاہیگا تو اور دیویگا تو جان کیونکہ
یہ خیال اللہ کیطرف سے آیا ہے اسہر ف ابن کثیر نے کہا اللہ نے عباد مومنین کو حکم خرچ کرنیکا دیا ہے مراد اس
خرچ سے صدقہ ہے یہی قول ہے ابن عباس کا طیبات سے مراد تجارت ہے جسکو اللہ نے اونپر آسان کر دیا ہے
علی سدی نے کہا مراد سونا چاندی پھل کھیتی ہے جسکو اللہ نے انکے لیے زمین سے برآمد کیا ہے ابن عباس نے
کہا انکو حکم دیا ہے انفاق کا اطیب و اجود و انفس اموال سے منع کیا ہے تصدق کرنے سے رذیل و دنی و خبیث مال
کے اللہ پاک ہے قبول نہین کرتا مگر پاک مال یہ اسلیے فرمایا ہے کہ نیت مکرو گندی چیز کی اگر ویسی خراب ہی چیز کوئی
تمکو دے تو تم کبھی اوسکو نہ لو سو جس چیز کو تم خود نہ لو گے اوس چیز کو اللہ کی راہ میں دیتے ہو وہ اسکو کیونکر
لیوے گا خدا بےپرواہ ستودہ ہے وہ کچھ محتاج نہین ہے کہ ہر گری پڑی چیز اچھی بری لیوے حدیث ابن مسعود میں آیا ہے
کہ حضرت نے فرمایا اللہ نے جسطرح تمہارے بیچ میں رزق تقسیم کیا ہے اسی طرح اخلاق بھی تقسیم کیے ہین اللہ
دنیا دیتا ہے اوسکو جسے چاہتا ہے اور جسے نہیں چاہتا دین نہیں دیتا مگر اوسی کو جسے چاہتا ہے قسم ہے اوس
شخص کی جسکے ہاتھ میں ہے جان میری مسلمان نہین ہوتا بندہ جب تک کہ سلامت نہ ہو دل اور زبان اوسکی ایمان
نہین لاتا جب تک کہ امن میں نہ ہو ہمسایہ اوسکا اوسکی آفتوں اور ظلموں سے نہیں کماتا بندہ کوئی مال حرام پھر اوسکو
خرچ کرتا ہے اوسکو پھر اسمیں برکت ہو صدقہ نہیں دیتا اوسمین سے اور وہ قبول ہو نہیں چھوڑ جاتا اوس مال
حرام کو اپنے پیچھے مگر وہ اوسکا زاد راہ ہے طرف نار کے اللہ بدی کو بدی سے نہیں مٹاتا ہے لیکن سیئی کو حسنی سے
محو کرتا ہے گندگی گندگی کو دور نہین کرتی رواہ احمد براء بن عازب نے کہا یہ آیت حق میں انصار کے اتری ہے
جب وقت کھجور کاٹنے کا آتا تو ایک ڈال اپنی باغ سے لاکر درمیان دو ستون مسجد نبوی کے لٹکا دیتے فقرائے
مہاجرین اوسکو کھاتے بعض آدمی بھی خراب کھجور لاکر اوسمیں ملا دیتے اوسکو جائز سمجھتے اوسپر یہ آیت اتری رواہ
ابن جریر و ابن ماجہ و ابن مردویہ والحاکم وقال صحیح علی شرطهما ولم یخرجاہ اس سبب نزول کو ابن
ابی حاتم اور نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے حسن غریب کہا ہے عبداللہ بن مغفل نے کہا مسلمان کی کمائی
گندہ نہین ہوتی مگر کبھی چیز کھجور چھوارا روپیہ پیسا برا مال صدقہ نہ کرے کسی نے کہا مراد طیبات سے اسجگہ حلال ہے یعنی
اچھا مال بھی جو حرام بھی ہو کسی نے کہا اس آیت مین دلیل ہے اباحت کسب پر حدیث مقدام میں آیا ہے نہ کھایا
کسی نے کوئی کھانا بہتر اس سے جو کھایا اپنے ہاتھ کی کمائی کا رواہ البخاری انفاق سے مراد اسجگہ زکوۃ فرض
ہے یا صدقہ نفل یا دونوں امر کا صیغہ مفید وجوب ہے آیت مین دلالت ہے وجوب زکوۃ پر ہر پیداوار زمین سے

لکن جمہور اس عام کو خاص کرتے ہیں شافعی نے کہا زکوۃ خاص ہے ساتھ اس چیز کے جسکو آدمی بوتے ہیں باختیار خود کہاتے ہیں حد نصاب کو پہونچ جاتی ہے کہجور انگور اسی میں داخل ہے ابو حنیفہ نے کہا آیت عام ہے اسلیئے ہر پیداوار پر زکوۃ واجب ہے جیسے فرمانا کہ بقول حضرات ابراہیم تتار حیاران سے ہیں دسواں حصہ ہے قلیل ہوں یا کثیر مگر قول اول صحیح ہے روایت ہے ابن عباس نے کہا بعض اصحاب ستا علیہ ول لیکر صدقہ کرتے اوسپر یہ آیت اوتری ف ابن مسعود نے کہا حضرت نے فرمایا ہے شیطان کو امار ہے طرف ابن آدم کے اور فرشتے کو بھی اوتار ہے طرف اوسکے سو شیطان کا اوتار یہ ہے کہ وہ وعدہ دیتا ہے شر اور حق بات کی جھٹلانے کا فرشتہ کا اوتار یہ ہے کہ وہ وعدہ دیتا ہے خیر اور تصدیق حق کا جو کوئی یہ پاوے تو اوسکو اللہ کی طرف سے سمجھے الحمد للہ کہے جو کوئی وہ پاوے تو شیطان سے پناہ مانگے پہر یہ آیت پڑھی اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ الآیہ رواہ ابن ابی حاتم والترمذی والنسائی وابن حبان وابو یعلی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے مطلب شیطان کے وعدہ دینے کا یہ ہے کہ وہ تمکو محتاجی کا ڈر دلاتا ہے کہتا ہے جو کچھ تمہارے پاس ہے اوسکو روکے رہو اللہ کی مرضی میں صرف کرو کہیں ایسا ہو کہ فقیر ہوکر رہجاؤ اسکے سوا یہ حکم کرتا ہے کہ تم معاصی و آثام و محارم بجا لاؤ خوب عیش و مزہ اوڑاؤ اسکے مقابلے میں اللہ تعالے نے یہ فرمایا کہ ہم تم سے وعدہ مغفرت کا کرتے ہیں اسلئے جو کچھ تم میری طاعت و رضا و رضا میں صرف کروگے اوسکے عوض تمکو جنت ملیگی دیکھو درمیان دونو وعدونکے کسقدر تفاوت و فرق ہے ابن عباس نے کہا مراد حکمت سے اس آیت میں پہچاننا ناسخ منسوخ محکم متشابہ مقدم موخر حلال حرام قرآن کا ہے دوسرا لفظ مرفوع یہ ہے کہ حکمت قرآن ہے یعنی اوسکی تفسیر ہے کیونکہ قرآن کو ہر نیک و بد پڑہتا ہے مجاہد نے کہا مراد حکمت سے ٹہیک بات کہنا ہے حکمت نبوت تو نہیں ہے مگر علم و سمجھ ہے ابو العالیہ نے کہا اللہ کا ڈر ہے کیونکہ اللہ سے ڈرنا سر ہے ہر حکمت کا ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ سر حکمت کا خوف ہے خدا کا ابو العالیہ نے کہا حکمت کتاب و فہم ہے نخعی نے کہا فہم ہے ابو مالک نے کہا سنت ہے یعنی حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زید بن اسلم نے کہا عقل ہے مالک نے کہا میرے جی میں آتا ہے کہ حکمت فہم ہے اللہ کے دین میں اللہ اپنے فضل و رحم سے اسکو دلوں میں داخل کرتا ہے اسکی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی دنیا کے کام میں ہوشیار ہوتا ہے دوسرا شخص امر دنیا میں ضعیف امر دین میں عالم بصیر ہوتا ہے اللہ نے اسکو دین کی ہشیاری دی دنیا سے محروم رکہا پس حکمت فقہ ہے الدین شیری مراد فقہ سے فہم ہے اصطلاح عام سدی نے کہا حکمت نبوت ہے ابن کثیر نے کہا صحیح یہ ہے کہ حکمت کچھ ساتھ نبوت کے خاص نہیں ہے بلکہ عام ہے نبوت سب سے اعلی حکمت نبوت ہی رسالت اخص ہے

لیکن اتباع انبیا کو ایک خط خیر سے بطریق تبعیت کے ہوتا ہے جس طرح بعض احادیث میں آیا ہے کہ جسنے قرآن کو حفظ کر لیا اوسکے دونوں کندھوں کے بیچ میں نبوت دھر دیگئی اتنی بات ہے کہ اسکو وحی نہیں آتی رواہ وکیع ابن مسعود مرفوعاً کہتے ہیں نہیں حسد مگر دو آدمیوں پر ایک وہ شخص جسکو اللہ نے مال دیا اوسکو حق میں اوڑا رہا ہے دوسرا وہ شخص جسکو حکمت دی وہ اوسکے موافق حکم کرتا ہے اوسکو سکھا رہا ہے رواہ احمد والشیخان والنسائی و ابن ماجہ من طرق صحیحہ فتح البیان میں بعد ذکر اقوال مذکورہ کے یہ کہا ہے کہ یہ سب قول قریب یکدیگر ہیں اگر لفظ حکمت سب اقوال پر بطریق شمول حمل کریں تو کوئی مانع نہیں آتا ہے میں کہتا ہوں ہر کسی عالم نے ایک حصہ حسنہ یا خلق حسن یا عمل صالح یا علم نافع کو موافق اپنے فہم کے تفسیر حکمت میں ذکر کیا ہے سب سے بہتر تفسیر حکمت کی جو اکثر سلف کئے ہیں یہی ہے کہ مراد حکمت سے سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے خصوصاً اسجگہ جہاں لفظ حکمت کا ہمراہ کتاب کے آیا ہے اور جس جگہ مطلقاً آیا ہے جیسے اس آیت میں وہاں بھی کوئی مانع نہیں یا وہاں مراد قرآن ہے کیونکہ قرآن کا نام ذکر حکیم بھی ہے پھر حکمت قرآن یا حدیث ٹھیری تو سارے اقوال اسکے پیٹ میں آگئے قرآن وحدیث دونو کا حکمت ہونا دلیل ہے کمال اتحاد کتاب وسنت پر کہ اس لفظ سے جو مراد لو دوسری چیز بھی سمجھیں۔ اسلئے کہ قرآن حکم کرتا ہے اتباع سنت اور اطاعت رسول کا سنت ارشاد کرتی ہے طرف تمسک کتاب کے وللہ الحمد یہ بھی معلوم ہوا کہ حکمت خواہ قرآن ہو یا سنت اللہ نے اسکو خیر کثیر فرمایا ہے مراد خیر کثیر سے وہ علم نافع ہے جو طرف عمل صالح کے لیجاوے جسکا انجام سعادت ابدی وحصول سرمدی نجات الٰہی ہوتا ہے اللھم ارزقنا

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

جو خرچ کروگے تم کوئی خیرات یا قبول کروگے کوئی منت سو اللہ کو معلوم ہے گنہگاروں کا کوئی نہیں مددگار اگر کھلی دو خیرات تو کیا اچھی بات ہے اور اگر چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ تو تمکو بہتر ہے اتارتا ہے کچھ گناہ تمہارے اللہ تمہارے کام سے واقف ہے یعنی منت قبول کی تو واجب ہو گئی اب ادا نہ کرے تو گنہگار ہے نذر اللہ کے سوا کسی کی نہ چاہیے مگر یہ کہے کہ اللہ کے واسطے فلانے شخص کو دونگا تو صحیح ہے اگر نیت دکھانے کی نہ ہو تو خیرات کھلی بھی بہتر ہے کہ اوروں کو شوق آوے چھپی بھی بہتر ہے کہ لینے والا نہ شرماوے ف اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ سر صدقہ کا افضل ہے اظہار سے کیونکہ ریا سے دور تر ہے مگر یہ کہ اظہار میں کوئی اور مصلحت ہو کہ اس حیثیت سے اظہار افضل ہو جاویگا مگر اس آیت کا معنی یہی ہے کہ چھپا کر دینا کھلی دینے سے بہتر ہوتا ہے صحیحین میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے

کو سات شخصوں کو قیامت کے دن عرش کے سایہ تلے لیگا اون میں ایک وہ شخص بھی ہے جسنے کوئی صدقہ چھپا کر دیا بائیں ہاتھ سے
نہ جانا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا انس بن مالک مرفوعاً کہتے ہیں جب اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ہلنے لگی پہاڑوں
کو پیدا کر کے اوس پر ڈالدیا تھم گئی ملائکہ نے خلق جبال سے تعجب کیا کہا اے رب بھلا ان پہاڑوں سے بھی کوئی شے
تیری مخلوق میں زیادہ سخت ہے فرمایا ہان لوہا کہا بھلا لوہے سے بھی زیادہ کوئی شے تیری خلق مین سخت تر ہے کہا ہاں
آگ پوچھا آگ سے بھی زیادہ تر کوئی شے سخت ہے کہا ہاں پانی پوچھا پانی سے بھی زیادہ کوئی شے سخت تر ہے
کہا ہاں ہوا کہا ہوا سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت تر ہے فرمایا ہان بنی آدم جو سیدھے ہاتھ سے صدقہ دیتا ہے اسکو بائیں
ہاتھ سے چھپاتا ہے رواہ احمد ایک حدیث میں آیا ہے کہ پوشیدہ صدقہ اللہ کے غضب کو بجھا دیتا ہے عامر شعبی نے
کہا یہ آیت حق مین ابو بکر و عمر کے اتری ہے عمر آدھا مال لیکر پاس حضرت کے آئے تھے پوچھا گھر کے لیے کیا چھوڑ
آئے تم کہا آدھا مال ابو بکر سارا مال لیکر آئے ایسی جان سے بھی گویا چھپایا حضرت نے پوچھا گھر والون کے لیے کیا چھوڑ
آئے کہا اللہ رسول کو عمر نے رو کر کہا اے ابو بکر میرے ماں باپ تم پر صدقے ہمنے کسی بات خیر کیطرف سبقت نہ کی مگر
تم ہی سابق نکلے رواہ ابن ابی حاتم یہ حدیث اور طرح بھی آئی ہے لیکن ہم نے سمجھا اسکو قول شعبی اسلیے روایت
کیا کہ اونہون نے نزول اس آیت کا انکے حق مین بتایا ہے ابن کثیر نے کہا آیت عام ہے اسبات مین کہ چھپانے
صدقہ بہتر ہے خواہ فرض ہو یا مندوب لیکن ابن جریر نے ابن عباس سے اُس آیت کی تفسیر مین روایت کیا
ہے کہ اللہ نے صدقہ سر کو تطوع مین فضیلت دی ہے صدقہ علانیہ پر ستر درجے اور صدقہ فرض کو صدقہ سر پر پچیس
درجہ یہی حال ہے سارے فرائض و نوافل سب اشیا مین ایک قول ابن عباس کا یہ بھی ہے کہ عمل اس آیت پر پہلے نزول براءت
سے تھا جب سورہ براءت اتری اُس مین تفصیل صدقات فرائض کی آئی تو سارے صدقات اُس تک منتہی ہو گئے
دوسرا قول ان کا یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اسی طرح وہ آیت فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ کہا
ہر صدقہ جو قرآن مین آیا ہے اوسکو آیت سورہ توبہ نے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ منسوخ کر دیا ہے فتح البیان مین ہے
کہ آیت باب صدقہ کی جو شامل ہے ہر صدقہ مقبول و غیر مقبول کو ـــــــ نذر مقبول و غیر مقبول کو اس آیت میں وعدہ
فان اللہ یعلمہ سے ہے انفاق یا نذر جو مقبول ہیں انکے واسطے وعدہ ہے اور جو اسکے عکس ہیں انکے لیے وعید ہے حدیث میں آیا ہے جسنے نذر
معصیت مین نہ شرط البتہ یون ہے کہ جسنے نذر کی ہو کہ وہ اللہ کی طاعت کریگا تو وہ طاعت کرے یعنی نذر نبھاوے اور جسنے نذر کی
کہ وہ اللہ کی معصیت کریگا وہ معصیت نہ کرے یہ بخاری کی حدیث ہے یہ نذر وہ ہے جس سے اللہ مقصود ہو نذر کا کفارہ مشہور ہے

لَیْسَ عَلَیْکَ هُدٰىهُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ

إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ
إِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ

ع ۳۷ ربع

أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ پیر او نہیں رکھو راہ مگر واسطے اللہ کی رضا کے اور جسکو چاہیے مال خرچ
کروگے سو اپنے واسطے جتنک نہ خرچ کروگے مگر اللہ کی خوشی چاہ کر اور جو خرچ کروگے خیرات پوری ملیگی تمکو تمہارا حق نہ رہیگا دینا
ان مفلسوں کو جو اٹک رہے ہیں اللہ کی راہ میں چل پھر نہیں سکتے ملک میں سمجھے اونکو بیخبر آدمی محفوظ اونکے نہ مانگنے سے تو پہچانتا ہی
اونکو چہرے سے نہیں مانگتے لوگوں سے لپیٹ کر اور جو خرچ کروگے کام کی چیز وہ اللہ کو معلوم ہے جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنا
مال اللہ کی راہ میں رات اور دن چھپے اور کھلے اونکو ہے مزدوری اونکی اپنے رب کے پاس نہ ڈر ہے اونپر اور نہ غم کہا اونکی تحقیق
پڑا ہوا ہے اونکا دینا جو اللہ کی راہ میں اٹک گئے ہیں کما نہیں سکتے اور نہ اپنی حاجت ظاہر کرتے ہیں جیسے حضرت کے اصحاب
صفہ والے گھر بار چھوڑ کر حضرت کی صحبت اختیار کی تھی علم سیکھنے جہاد کرنیکو اسیطرح اب بھی جو کوئی قرآن حفظ کرے یا علم
دین میں مشغول ہو تو لوگوں کو لازم ہے کہ اونکی مدد کریں یہانتک خیرات کا بیان تھا آگے سود کو حرام فرمایا خیرات
کا نتیجہ ہو قرض دینا ادنی ہے قرض پر سود کاہے کو لیا چاہیے **ف** نسائی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اپنے
ہم نسب مشرکوں کو خیرات دینا مکروہ جانتے تھے اللہ نے رخصت دی یہ آیت اتاری دوسرا لفظ اونکا یہ ہے کہ حضرت نے یہ حکم دیا
تھا کہ صدقہ نہ کریں مگر اہل اسلام پر جب یہ آیت اتری تو حکم دیا کہ کسی دین والا ہو جو سوال کرے تو اوسکو صدقہ دو ابن ابی حاتم
یہ ارشاد کہ جو خرچ کروگے سو اپنے واسطے مثل اس آیت کی ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ اسکے نظائر قرآن میں بہت ہیں حسن بصری
نے کہا مراد نفقہ سے مومن کا اپنی جان کے لیے ہے مومن جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ اللہ کی رضا چاہتا ہے عطا خراسانی نے کہا جب
تو نے کسیکو اللہ کے لیے دیا اب تجھپر کچھ نہیں کہ وہ لیکر کیا کریگا ابن کثیر نے کہا یہ معنے خوب حاصل یہ ہے کہ متصدق نے
صدقہ اللہ کی رضا کے لیے دیا تو اوسکا اجر اللہ پر ثابت ہوا نفس الامر کا مواخذہ اوسپر نہیں ہے کہ وہ صدقہ کہاں پہنچا
نیک کو یا بد کو مستحق کو یا غیر مستحق کو اسکو ثواب اسکے قصد کا ملیگا سند اسکی آخر آیت ہے وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَ
اور جو خرچ کروگے مال پوری ملیگی تمکو اللہ
أَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ اور حدیث ابو ہریرہ کی جو صحیحین میں آئی ہے لفظ حدیث کا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا ایک آدمی نے کہا آج
تمہارا حق نہ رہیگا
کی رات میں صدقہ دونگا پھر صدقہ لیکر نکلا ہاتھ میں ایک زانیہ کے دیدیا صبح کو لوگ چرچا کرنے لگے کہ اوسنے زانیہ کو صدقہ
دیا اوسنے کہا اے اللہ تجھکو حمد ہے زانیہ پر آج کی رات پھر صدقہ دونگا وہ صدقہ ایک غنی کو دیا صبح کو لوگوں نے ذکر کیا کہ اوسنے صدقہ
غنی کو دیا کہا اے اللہ تیری حمد ہے غنی پر آج کی شب پھر صدقہ دونگا صدقہ لیکر نکلا ہاتھ میں ایک چور کے رکھا صبح ہوئی لوگوں نے کہا دیکھو

اوسنے جو کو صدقہ دیا کہا اللھم لک الحمد علیٰ زانیۃ وعلیٰ غنی وعلیٰ سارق اوسکو پاس کوئی آیا اور اوس سے کہا گیا
کہ تیرا صدقہ قبول ہوا شاید زانیہ زنا سے بچی شاید غنی عبرت پکڑے جو اللہ نے اوسکو دیا ہی وہ خرچ کرے شاید چور چوری سے باز رہے
معلوم ہوا کہ سبب نیت درست ہوتی ہے اور کام خاص اللہ کے لیے کیا جاتا ہے تو اوس کام کی بہول چوک معاف ہے
اوسکا اجر باطل نہیں ہوتا مانند مدد و دانستہ ایسے شخص کو صدقہ دے جو مال لیکر فسق فجور میں صرف کرے کہ یہ مددگار ہوگا گناہ
طور رقت مراد فقرا سے اسجگہ مہاجرین ہیں جو اللہ و رسول کیطرف منقطع ہوکر مدینہ میں آرہے ہے نہ کوئی حیلہ رزق کا
اپنے لیے رکہتے تہے نہ طاقت سفر کرنیکی بغرض معاش ہیں سبیل اللہ سے مراد اسجگہ جہاد ہے اس آیت مین بیان مصرف صدقات کا ابن [illegible]
نے اسی کو اختیار کیا ہی ابن عباس نے کہا یہ قریب چار سو شخص کے تھے مدینہ میں اونکا گھر تہا نہ گھر والے رات کو صفہ مسجد میں اگر بسر کرتے
تھے قرآن ترسے سیکھتے خاص جہاد کرنیکے لیے رہتے تھے مجاہد نے کہا وہ لوگ مہاجرین قریش تھے مدینہ میں ہمراہ حضرت کے رہتے حکم
ہوا کہ انکو صدقہ دو سعید بن جبیر نے کہا وہ ایک قوم تہی جو راہ خدا میں زخمی ہوکر بیکار ہوگئی انکے لیے مال مسلمین میں حق مقرر
کیا گیا بعض نے کہا مراد ہر وہ شخص ہے جو صفت مذکور موصوف ہو اسلیے ان فقرا کا وصف بیان کیا جاتا ہے اور ہیر رحمت و شفقت
کی لیے وہ لوگ سوال کی عادت نہیں کسی طرح اپنی مسکینی ظاہر کرکے کچھہ مانگتے نہیں ہیں جاہل لوگ انکو سبب سوال نہ کرنیکے آسودہ
سمجہتے ہیں [illegible] صحیحین میں ابوہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے وہ شخص مسکین نہیں ہی جو پہرا کرتا ہی ایک
دو لقمے ایک دو لقمے اوسکو پہیر دیتے ہیں مسکین وہ ہی جو اتنا نہیں پاتا جو اوسکو کفایت کرے نہ کوئی اوسکو پہچانتا ہی کہ اوسکو صدقہ دے
نہ کسی سے کچہہ سوال کرتا ہے اسکو احمد نے بہی ابن مسعود سے روایت کیا ہے اللہ نے حضرت سے کہا تم اونکو پہچانتے اونکو فقر کو انکی صورت
سے پہچانتے ہو محتاجی سے کپڑے پرانے پہٹے ہوئے ہیں بہوک سے رنگ زرد ہورہا ہے فقر سے ان کا بدن اوتر گیا ہے ہیں اثر تواضع و خشوع
ظاہر ہو تیسرا قول یہ ہی کہ یہ خطاب ہر صالح خطاب کو ہی ان کی تیرے لیے انکے حالات و صفات اولی الالباب پر ظاہر ہیں جسطرح فرمایا ہے
سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود حدیث میں ہے [illegible] آیا ہی تم بچو فراست مومن سے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہی پہر
پہچان اونکی اونکے مونہہ پر ہے سجدے کے اثر سے ۱۲
یہ آیت پڑہی ان فی ذلک لآیات للمتوسمین معلوم ہوا کہ سمجہدار لوگ آدمی کو چہرے مہرے شکل صورت پیشانی بات
بیشک اسمیں نشانیاں ہیں دریافت کرنیوالوں کو ۱۲
حیثیت کو پہچان لیتے ہیں کہ یہ مومن مخلص ہے یا منافق اُن فقرا کا ایک وصف یہ بیان فرمایا کہ وہ سوال کرتے نہیں الحاح
نہیں کرتے ہیں یعنی مانند بہکے لوگوں سے لپٹ نہیں پڑتے کسی کو اپنے مانگنے سے تکلیف نہیں دیتے جو شخص باوجود
آسودگی کے سوال کرتا ہے وہ ملحف ہے المسند ہی فتح البیان میں لکہا ہی مطلب یہ ہے کہ پیچھے پڑکے سوال کرتے ہیں
بدون الحاح کے مانگتے ہیں یہی قول ہے طبری و زجاج و جمہور مفسرین کا یعنے تعفف ایک صفت لازمہ اونکی ہے
جو اونسے جدا نہیں ہوتی پہر سوال منافی تعفف ہے بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ تلطف کے ساتھ سوال کرتے ہیں

تکلف کے ساتھ لیکن یہ بات منافی صفت تعفف ہے علاوہ اسکے جاہل انکو جب ہی غنی خیال کریگا کہ وہ سوال کرنے حرمت سوال میں بہت حدیثیں آئی ہیں سب کی طرح کا یہ ہو بے مانگے بخاری کا لفظ ابوہریرہ سے مرفوعاً یوں ہے کہ مسکین وہ نہیں جسکو ایک دو کھجور یا لقمے پھیر دیں مسکین وہ ہے جو تعفف کرتا ہے تمہارا جی چاہے تو تم اس آیت کو پڑھو لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا اسکو مسلم ونسائی نے بھی روایت کیا ہے ابن ابی حاتم کا لفظ یہ ہے مسکین وہ نہیں ہے جو تمہارے گرد پھرتا ہے تم اسکو ایک لقمہ دیتے ہو مسکین وہ متعفف ہے جو لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتا اسکو ابن جریر نے بھی اسی سند سے ابوہریرہ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے ایک شخص مزنی نے کہا میری ماں نے مجھ سے کہا تو حضرت کے پاس جا کر نہیں مانگتا جس طرح سب لوگ مانگتے ہیں میں گیا آپ کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے مَنِ اسْتَعَفَّ اَعَفَّهُ اللّٰهُ وَمَنِ اسْتَغْنٰى اَغْنَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ سَاَلَ النَّاسَ وَلَهٗ عِدْلُ خَمْسِ اَوَاقٍ لَقَدْ سَاَلَ النَّاسَ اِلْحَافًا میں نے اپنے جی میں کہا ایک اونٹنی میرے پاس ہے ایک میرے غلام کے پاس پانچ اوقیہ سے بہتر ہیں پھر کر چلا آیا سوال نہ کیا رواہ احمد دوسرے لفظ میں یوں آیا ہے مَنْ سَاَلَ وَلَهٗ اُوْقِيَّةٌ فَقَدْ اَلْحَفَ رواہ النسائی ایضاً ابن ابی حاتم نے ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس نے سوال کیا اور اسکے پاس قیمت ایک اوقیہ کی ہے وہ ملحف ہے ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ اوقیہ ہے یا برابر اوقیہ کے رواہ احمد ابن مسعود مرفوعاً کہتے ہیں جسنے سوال کیا اور پاس اسکے اتنا ہے جو اسکو بے نیاز کرتا ہے تو وہ سوال اسکا دن قیامت کے صورت خدوش یا کدوح ہوگا اوسکے منہ میں کہا لوگوں نے یا رسول خدا بے نیازی کیا ہے فرمایا پچاس درہم یا اتنا سونا اسکو احمد واہل سنن اربعہ وغیرہ نے روایت کیا ہے بعض احادیث میں چالیس درہم بھی آئے ہیں **ف** یہہ اللہ نے ان لوگوں کی مدح کی جو اپنا مال سب اوقات میں رات دن ظاہر و مخفی خدا کی مرضی چاہنے کو خرچ کرتے ہیں اسمیں وہ نفقہ بھی داخل ہے جو آدمی اپنے اہل پر کرتا ہے جس طرح صحیحین میں آیا ہے کہ حضرت نے سعد بن ابی وقاص سے سال فتح مکہ میں یا حجۃ الوداع وقت عیادت مرض کے فرمایا تو کوئی خرچ بھی اللہ کے لیے کریگا مگر تیرا درجہ بڑھیگا یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تو منہ میں اپنی عورت کے دیتا ہے ابن مسعود کا لفظ یہ ہے مسلمان جب اپنے اہل پر کچھ خرچ کرتا ہے امید اجر پر تو وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے اخرجہ احمد عریب ملیکی نے کہا ہے یہ آیت حق میں اصحاب خیل کے اوتری ہے ابن عباس نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں گھوڑوں کو دانہ کھلاتے ہیں مجاہد نے کہا علی کے پاس چار درہم تھے ایک رات کو ایک دن کو ایک چھپا کر ایک علانیہ خرچ کیا اوسپر یہ آیت اتری مگر اسکی سند ضعیف ہے فتح البیان میں لکھا ہے کہ اس آیت میں سخت حرص و رغبت دلائی ہے خرچ کرنے پر کسی وقت میں ترک انفاق نہ کرے کیا رات کیا دن کیا کھلے چھپے دیتا رہے اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ صدقہ سر افضل ہے صدقہ علانیہ سے کیونکہ اسکے لیے لفظ شب کو

بعضے دن اور بعضے سر کو بعضے علانیہ یہ بعد میں ذکر کیا ہے قتادہ نے کہا مراد وہ لوگ ہیں جو راہ خدا میں صرف کرتے ہین بدون سرف املاق و تبذیر و فساد کے ابن المسیب نے کہا آیت حق میں عبد الرحمن بن عوف و عثمان رضی اللہ تعالی عنہما کے اتری ہے جنکا انہوں نے جیش عسرت میں مدد دی لیکن عبرت لفظ عام کو ہے نہ سبب خاص کو

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَی اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

وصل لازم

جو لوگ کہاتے ہین سود وہ اوٹھینگے قیامت کو مگر جسطرح اوٹھتا ہے جسکے حواس کہو دیے جن نے لپٹ کر یہ اسلیے کہ انہوں نے کہا سودا کرنا بھی تو ویسا ہی ہے جیسا سود لینا اللہ نے حلال کیا سودا حرام کیا سود پھر جسکو پہنچی نصیحت اپنے رب کی اور باز آیا تو اوسکا ہے جو آگے ہو چکا اسکا حکم اسکے اختیار ہے جو کوئی پھر کرے ہی ہین دوزخ کے لوگ وہ اسی مین رہ پڑے یعنی سود سے پہلے جو لیا دنیا میں اسکا پھیرنا نہیں ہے یا آخرت میں اللہ کا اختیار ہی چاہے تو بخشے باقی بعد منع کے جو کوئی لیوے وہ دوزخی ہے خدا کے حکم سامنے عقل دلیل لانی اسکی یہی سزا ہے جو فرمائی **ف** اس آیت پاک مین اللہ پاک نے ذکر اون لوگوں کا کیا جو سود کہاتے ہین انواع شبہات اموال باطل اوڑاتے ہیں اونکا حال ابتدائے خروج قبر سے تا بعث و نشور بیان فرمایا یعنی وقت بعث وہ قبر سے یوں اوٹھینگے جیسے کوئی خبطی شیطان کا لپٹا ہوا پاگل اوٹھتا ہے ابن عباس نے کہا سود خوار دن قیامت کے مجنون اوٹھیگا یہی قول ہے عوف ابن مالک و سعید بن جبیر و سدی و ربیع بن انس و قتادہ و مقاتل بن حیان کا ابن عباس نے کہا سود خوار کو دن قیامت کے کہینگے لڑنے کو ہتھیار باندھ کے تیار ہو پھر یہ آیت پڑھی کہا یہ وقت قیام کے قبور سے ہوگا حدیث ابو سعید مین آیا ہے کہ گذرے حضرت شب معراج میں ایک قوم پر جنکے پیٹ مثل گہروں کے تھے اونکا حال پوچھا کہا یہ سود خوار رواہ البیہقی ابن ابی حاتم کا لفظ یہ ہے کہ اوسکے پیٹ میں سانپ تھے یہ سمرہ بن جندب کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نے خواب مین دیکھا کہ ایک نہر پر آئے لال جیسے خون اوسمین ایک آدمی تیرتا تھا کنارہ نہر پر ایک اور آدمی تھا اسکے پاس پتھر جمع تھے جب وہ تیر کر اوسکے پاس آتا منہ کہولدیتا وہ ایک پتھر کا لقمہ اسکے منہ میں دیدیتا بخاری نے کہا وہ شخص سود خوار تھا فتح البیان مین کہا ہے مراد اس وعید سے نرا سود خوار ہی نہین ہے بلکہ جو کوئی لین دین سود کا کرتا ہے وہ بھی داخل ہے جابر نے مرفوعا کہا لعنت کی ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کہانیوالے پر اور کاتب و گواہ پر رواہ مسلم ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے سود کے تہتر دروازے ہین سب سے کم یہ ہے کہ کوئی اپنی ماں سے حرام کرے سب سے زیادہ سود آبرو ہے مرد مسلم کی رواہ البیہقی والحاکم وصححہ یہ مضمون ایک جماعت صحابہ سے مروی ہے فقط عدد ابواب ربا میں اختلاف ہے

ایک جماعت صحابہ نے کہا کہ سب سے پیچہے جو آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوتری وہی آیت ربا ہے ف
اللہ پاک نے آخر کو یہ فرمایا کہ جسکو یہ بات پہنچ گئی کہ اللہ نے سود منع کیا ہے اور وہ سنتے ہی اس حکم کے باز رہا تو معاملہ
اگلا اوسکا وہ اوسکو معاف ہو گیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن فتح مکے کے فرمایا ہر سود جاہلیت کا پیچہے پانوں میرے
ہے پہلا سود جسکو میں موقوف کرتا ہوں عباس کا سود ہے پہر یہ حکم دیا کہ جو سود حال جاہلیت لیچکے ہیں وہ اونکی
سدی نے کہا یعنے جو ربا قبل تحریم کے کہا چکے ہیں وہ معاف ہے پہر یہ فرمایا کہ جسنے بعد بہی کے سود کہایا وہ دوزخی ہے
جابر نے کہا حضرت نے بعد نزول اس آیت کے فرمایا جسنے نہ چہوڑا مخابرہ وہ طیار ہو واسطے لڑنے کے اللہ و رسول سے رواہ
ابوداؤد حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے شرط مسلم پر مخابرے میں زیادہ ہی ربا کا سیلے یہ بات فرمائی اس کثیر نے کہا مخابرہ
کہتے ہیں کہیتی کرنے کو عوض بعض پیداوار زمین کے مزابنہ کہتے ہیں تر میوہ کو عوض خشک میوے کے مول لینا محاقلہ کہتے ہیں
سوکہا عوض دیکر تازہ غلہ درخت پر خریدنا یا بیچنا اور جو مثل اوسکے ہوں واسطے قطع مادۂ ربا کے حرام کیے گئے ہیں کیونکہ سوکہے
سے ہی دو چیزوں کا مساوی ہونا معلوم نہیں ہو سکتا ہے اسی لیے فقہا نے کہا ہے کہ جہل بالمماثلت مثل حقیقت
تفاضل کے ہے اسی لیے بہت سی اشیاء کو جنہیں وسیلہ ربا سمجہا حرام کہا ہے بعادت بطور موافق علم ہر شخص کے ہے کہ جسکو جیسا
علم ملا اوسنے ویسا سمجہا اور کہا وقد قال تعالے وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ربا کا باب اہل علم پر ساری ابواب سے
زیادہ مشکل ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں چاہتا تہا کہ تین چیزوں میں حضرت ہم سے کچہ قول قرار کر جاتے جد اور کلالہ اور ابواب ربا
مراد بعض مسائل ہیں جنمیں آپ پر تصریح نا معلوم ہوتی ہے شریعت اس بات کی گواہ ہے کہ جو چیز کسی حرام چیز کا وسیلہ ہو وہ حرام
ہے جسطرح جس بغیر کوئی واجب پورا نہ ہو تو وہ چیز بہی واجب ہوتی ہے صحیحین میں نعمان بن بشیر سے آیا ہے کہ حضرت نے
فرمایا حلال کہلا ہوا ہے حرام کہلا ہوا ہے دونوں کے بیچ میں شبہ والی چیزیں ہیں جو انسے بچا دین اپنا اور آبرو کو بچاتا جو کوئی اسمیں پڑا وہ
حرام میں پہنسا جیسے چرواہا جو گرد چراگاہ چراتا ہے قریب ہے کہ اسمیں چرنے لگیں حسن بن علی سے آیا ہے کہ جو چیز
تجہے شک میں ڈالے اوسکو چہوڑ دے جو شک میں نہ ڈالے اسکو اختیار کر دوسری حدیث میں ہے گناہ وہ ہے جو دل میں
اوچہے اور تجہکو لوگوں کا اوسپر مطلع ہونا ناپسند آوے تیسری روایت میں ہے تو اپنے جی سے فتوے لے اگرچہ لوگ
تجہکو فتوے دیں عمر نے کہا سب سے پیچہے یہی آیت ربا اتری ہے حضرت کا انتقال ہو گیا اسکی تفسیر کر نہ پائے سو تم
ربا اور ریبت کو چہوڑ دو ابو ہریرہ مرفوعاً کہتے ہیں آویگا لوگوں پر ایک زمانہ کہ اوسمیں سود کہاوینگے پوچہا
کیا سب لوگ فرمایا جو کوئی نہ کہاویگا تو اوسکو غبار اوسکا لگ جاویگا رواہ احمد واہل السنن ابن کثیر
نے کہا اسی قبیل سے ہے تحریم ان وسائل کی جو محرمات تک پہنچا دیتے ہیں عائشہ نے کہا کہ جب آخر آیات سورہ بقرہ

کی ربا میں اتریں حضرت نے مسجد میں جا کر اونکو پڑھا پھر شراب کی تجارت کو حرام کیا اخرجہ الجماعۃ سوی الترمذی بعض
اہل علم نے کہا جب ربا اور اوسکے وسائل کو حرام کیا تو خمر کو اور اوسکی تجارت کو بھی حرام کیا جسطرح حدیث متفق علیہ میں آیا ہے
لعنت کرے اللہ یہود پر حرام ہوئی اونپر چربی اونھوں نے اوسکو پگھلا کر بیچا اور اوسکی قیمت کھائی علمانے کہا ہے کہ مدار حکم
ربا کی علت مخصوص نہیں ہے کہ جسکو معلوم ہوا اور اگر ظاہر میں صورت عقد شرعی ہے دل میں فاسد تو اعتبار معنی کا ہے نہ
صورت کا کیونکہ اعمال کا اعتبار نیات سے ہے صحیح میں آیا ہے اللہ نہیں دیکھتا تمہاری صورت تمہارے مال کو تمہارے
دل و عمل کو دیکھتا ہے ابن کثیر نے کہا امام علامہ ابو العباس ابن تیمیہ نے ایک کتاب ابطال التحلیل میں بنائی ہے جسمیں ممانعت
ان وسائل سے منع کیا ہے جو مفضی باطل ہیں پھر کہا وقد کفی فی ذلک وشفی رحمہ اللہ ورضی عنہ انتہی یَمْحَقُ اللّٰہُ
الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا
الزَّکٰوۃَ لَہُمْ اَجْرُہُمْ عِنْدَ رَبِّہِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ مٹاتا ہے اللہ سود اور بڑھاتا ہے خیرات اللہ نہیں
چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو جو لوگ ایمان لائے اور کیے اونھوں نے کام نیک اور قائم رکھی نماز اور دی زکوۃ انکو ہے بدلا اونکا
اونکے رب کے پاس نہ اونپر ڈر ہے اور نہ وہ غم کھاوینگے یعنے مالدار ہو کر محتاج کو قرض نہیں دیتے بے سود کے یہ
بے نعمت کی ناشکری ہے **ف** اللہ تعالی نے اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ مال ربا کا تو بالکل جاتا رہتا ہے یا
اوسکی برکت مٹ جاتی ہے دنیا ہی میں معدوم ہو جاتا ہے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا آخرت میں اوسپر عقاب ہوگا
کما قال تعالی قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ وقال تعالی وَیَجْعَلَ الْخَبِیْثَ بَعْضَہٗ
عَلٰی بَعْضٍ فَیَرْکُمَہٗ جَمِیْعًا فَیَجْعَلَہٗ فِیْ جَہَنَّمَ وقال وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ
اللّٰہِ ابن جریر نے کہا یہ آیت نظیر ہے حدیث ابن مسعود کی کہ سود گو کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو جاوے مگر انجام اوسکا کمی ہے رواہ
احمد وابن ماجہ گویا یہ معاملہ ہے ساتھ نقیض مقصود کے ابن عباس نے کہا قبول نہیں کرتا اللہ ربا خوار سے صدقہ بڑھاتا
ہے صدقات کو بڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ یا تو وہ مال بڑھتا ہے جسمیں سے صدقہ دیا ہے یا اوسکا اجر دگنا ہوتا ہے یا دونا تین
گنا ہیں صحیحین وغیرہما میں ابو ہریرہ سے مرفوعا آیا ہے جسنے صدقہ دیا برابر ایک کھجور کے پاک کمائی سے اور نہیں
قبول کرتا اللہ مگر پاک کمائی تو اوسکو صدقہ کو لیتا ہے داہنے ہاتھ سے لیکر واسطے متصدق کے پرورش کرتا رہتا ہے جیسے کوئی
تم میں اپنے بچھیرے کو پالتا ہے یہانتک کہ وہ صدقہ برابر ایک پہاڑ کے ہو جاتا ہے حدیث عائشہ وابن عمر میں اتنا
اور آیا ہے کہ پھر حضرت نے یہ آیت پڑھی طبرانی نے ابو برزہ اسلمی سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ بندہ ایک ٹکڑا روٹی
کا صدقہ دیتا ہے وہ اللہ کے پاس بڑھکر مثل احد کے ہو جاتا ہے اس باب میں اور بہت حدیثیں آئی ہیں اون

حدیثوں سے معنے اس آیت کے کہلتے ہیں پھر یہ فرمایا کہ دوست نہیں رکہتا اللہ کفور القلب اثیم القول والفعل کو یہ
اسلیے ارشاد ہوا کہ جو رزق حلال اللہ نے قسمت فرمائی میں کہا تہا اور جو کسب مباح اوسکے لیے مشروع کیا تہا اوسے
اوس رزق و کسب پر اکتفا نہ کیا لوگوں کا مال بطریق باطل و کسب خبیث کہانا شروع کیا تو کفران نعمت کی وجہ سے
ظلوم اکل باطل کی وجہ سے آثم ٹہرا اسکے بعد اللہ نے اہل ایمان کی تعریف کی مراد وہیں سے آگے یہ لوگ ہیں جو
تحریم ربا پر ایمان لائے ہیں لیکن عموم اولی ہوا ایمان یہ ہے کہ اللہ رسول کی تصدیق کریں عمل صالح جسکا اوسکو حکم
ہے بجا لائے مجملہ اوسکے ایک ترک ربا ہی نماز و زکوۃ جو ذکر فرمائے ہیں یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا
مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ
رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ
۳۸ ع ۹ ۶ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے چھوڑ دو جو رہگیا سود اگر تمکو یقین ہے پہر اگر نہیں کرتے تو خبردار ہو جاؤ
لڑنے کو اللہ سے اور اوسکے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمکو پہونچتے ہیں اصل مال تمہارے نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ کوئی
تم پر اور اگر ایک شخص ہے تنگی والا تو فرصت دینی چاہیے جب تک کشایش پاوے اور اگر خیرات کرو تو تمہارا بہلا ہے
اگر تمکو سمجھ ہو ڈرتے رہو اوس دن سے جسمیں الٹے جاؤ گے اللہ کے پاس پہر پورا ملیگا ہر شخص کو جو اوسنے کمایا اور ظلم
نہ ہوگا چھوڑنے کا یہ مطلب ہے کہ جو سود تم آگے سے پہلے لیچکے ہو سو لیچکے اگلا چڑہا ہوا اب مانگو پہر اگلا سود لیا ہوا
تمہاری اصل مال میں مجرا کرے تو تمپر ظلم ہے اور اگر اسکے بعد اگلا چڑہا سود تم مانگو تو تمہارا ظلم ہے پہر جب دیکھا سود
ہوا انکو مفلس سے تقاضا کرنے یہ چاہیے بلکہ فرصت دو اور اگر توفیق ہو تو بخشدو ف زید بن اسلم ابن جریج
مقاتل بن حیان سدی نے کہا یہ آیات حق میں بنی عمرو بن عمیر کے اوتریں یہ پہلی قوم ثقیف میں سے تہی دوسری بنی مخزوم
سے انکو آپسمیں لین دین سود کا جاہلیت میں تہا جب لوگ اسلام میں آگئے ثقیف نے چاہا کہ اپنے سود کا مطالبہ کریں باہم مشورہ
کیا بنو مغیرہ نے کہا ہم اسلام میں ربا نہ دینگے عتاب بن اسید نائب مکہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھا اوسپر یہ آیت اتری
حضرت نے یہ آیت عتاب کو لکہہ بہیجی اسمیں بہت سخت وعید اور تشدید بلیغ ہے اوس شخص کیلیے جو بعد انذار کے لین دین
سود پر قائم و دائم ہے ابن عباس نے کہا ایذان کے معنی آنحضرت استیقان کی ہیں قیامت میں سودخوار سے کہیں گے کہ اوٹھا
ہتھیار واسطے جنگ کے امام پر حق ہے کہ جو شخص ربا پر مقیم ہو اور اُس سے باز نہ رہے اُس سے توبہ طلب کرے اگر باز آوے بہتر ورنہ اسکی گردن
مارے حسن و ابن سیرین نے کہا واللہ یہ صراف ساحر ہیں اللہ و رسول سے لڑنے کو تیار ہیں آج اگر کوئی لوگوں پر امام ہوتا تو اونسے

تو پکڑا اگر توبہ کرنے سے رہو اور یہ ہتھیار چلاتا قتادہ نے کہا اللہ نے ان سے وعدہ قتل کیا ہے جیسے وہ سنتے ہیں تم اس لیے ہی سود دینے سے بچو اللہ نے حلال میں تیری وسعت کی ہے حلال کو طیب کیا ہے سو کہیں ایسا نہ ہو کہ فاقہ تم کو معصیت کی طرف کھینچے ربیع بن انس نے کہا اللہ نے سود خوار کو وعید قتل فرمائی ہے سہیلی نے کہا اسی لیے عائشہ نے زید بن ارقم کی لونڈی سے عینہ میں یہ کہا کہ تو زید سے کہدے کہ جہاد اسکا ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برباد ہوا مگر یہ کہ توبہ کرے کیونکہ وہ ضد قول خدا ہے فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یہ بات کو بہت اہل علم نے ذکر کیا ہے لیکن سیاق اوسکی عائشہ تک ضعیف ہے پہر اللہ نے کہا کہ اصل مال لو نہ ظلم کرو نہ ظلم کئے جاؤ ابو الاحوص نے کہا حضرت نے حجۃ الوداع میں فرمایا ہر سود جاہلیت کا موقوف ہے تمکو اصل مال اپنا لیا چاہیے نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہو سب سے پہلے جو سود موقوف کیا گیا عباس کا سود ہے رواہ ابن ابی حاتم وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ پہر اللہ پاک نے یہ حکم دیا کہ محتاج کو مہلت دو اہل جاہلیت کا سا برتاؤ نہ کرو کہ جب میعاد قرض ختم ہو جاتی تو وہ اپنے قرضدار سے کہتے کہ ہمارا قرض ادا کر یا اوس پر زیادہ دے پہر فرمایا کہ اگر تم مفلس کو سارا اصل مال چھوڑ دو اور بخش دو تو اور بھی بہتر ہے حضرت سے بطرق متعددہ اس باب میں احادیث کثیرہ آئی ہیں جن سے سمجھ سکتے ہیں حضرت نے فرمایا جسکو یہ بات خوش آوے کہ اللہ اسکو سایہ دے جس دن سوا اسکے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا تو وہ محتاج پر آسانی کرے یا اوسکو چھوڑ دے رواہ الطبرانی بریدہ کا لفظ یہ ہے جسنے مہلت دی مفلس کو اوسکو اجر ہے ہر دن ایک صدقہ کی برابر اور اوسکے بعد دو صدقہ کا رواہ احمد ابو قتادہ نے کہا حضرت نے فرمایا ہے جسنے فرصت دی اپنے قرضدار کو یا معاف کیا اوس سے قرض کو وہ دن قیامت کے سایہ عرش میں ہوگا رواہ احمد ومسلم حذیفہ سے مرفوعا کہا ہے لاوینگے بندہ اللہ کے دن قیامت کے ایک بندہ کو اللہ فرماویگا تو نے میرے لیے کیا کام کیا وہ کہیگا اے رب میں نے تیرے لیے کچھ نہیں کیا ذرہ برابر جسکی امید رکہوں اسکو اللہ تعالیٰ تین بار اسیطرح پوچھیگا اور وہ وہی کہیگا پہر آخر کو یہ عرض کریگا اے رب تو نے مجھے زیادہ مال دیا تہا میں ایک آدمی تہا لوگوں سے لین دین کرتا میری عادت درگذر کرنے کی تہی سو وہ میں آسانی کرتا اور مہلت دیتا اللہ فرماویگا میں زیادہ تر مستحق ہوں آسانی کرنیکا داخل ہو جنت میں رواہ ابو یعلی اسی کی مثل بخاری ومسلم وابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے سہل بن حنیف کہتے ہیں حضرت نے فرمایا جسنے اعانت کی کسی مجاہد راہ خدا کی یا غارم کی یا قرضدار کی اسکی تنگی میں یا مکاتب کی اسکی گردن میں سایہ دیگا اسکو اللہ اپنے سایہ میں جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا مگر اسکا سایہ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر شیخین نے اسکو روایت نہیں کیا ابن عمر سے مرفوعا مروی ہے جو کوئی چاہے کہ اسکی دعا قبول ہو اور اسکی تکلیف دور ہو تو تنگدست سے درگذر کرے رواہ احمد ابن عباس نے کہا نکلے حضرت مسجد کو ہاتھ سے اشارہ کرتے فرمایا جسنے فرصت دی نادار کو یا معاف کیا اوسکو تو بچاویگا اسکو اللہ جہنم کی بہاپ سے رواہ احمد دوسرا لفظ ہے کہ

مرفوعاً ہے کہ جسنے مہلت دی قرضدار کو آسودگی تک مہلت دیگا اللہ اسکے گناہ کو توبہ تک رواہ الطبرانی پھر اللہ نے ایسے
بندوں کو وعظ کیا کہ دنیا زوال ہے دنیا کے سارے مال و عمر فنا ہوجاینگے آخرت سر پر چلی آتی ہے اسدن کا ڈر چاہیے
اعمال خلق کا حساب لیا جائیگا ہر عمل خیر و شر کی سزا جزا ملے گی ابن کثیر نے کہا کہتے ہیں کہ یہ آیت سب سے پیچھے
اتری ہے یہی قول سعید بن جبیر کا ہے کہ آخر ما نزل القرآن کلّہ واتقوا یوما الخ حضرت بعد نزول اس آیت کو
نو راتیں جیئے پھر دن پیر کے دوسری تاریخ ربیع الاول کو انتقال فرمایا اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے اسیطرح
ابن مردویہ نے اسکو ابن عباس سے نقل کیا ہے رواہ النسائی ایضاً عنہ بخاری کا لفظ ابن عباس سے ہے کہ سب سے پیچھے
اتری اس آیت ربوا اور موت حضرت کی اکتیس دن پیچھے دوسرا لفظ یہ ہے کہ نو راتیں بس جیئے گو بیمار پڑے پیر کو وفات
فرمائی ابو سعید نے کہا پچھلی آیت قرآن کی یہی ہے **ف** فتح البیان میں ہے کہ یہ آیت مانند دلیل ہے اسبات پر کہ سود
کھانا سود کا لین دین کرنا مثل کفار کے ہے آمین کسی کا خلاف نہیں ہے یوم رجوع الی اللہ سے مراد یوم موت ہے ایک
قوم اسی طرف گئی ہے جمہور کہتے ہیں کہ یوم قیامت ہے اس آیت میں لوگوں کو موعظہ حسنہ ہے تنبیہ شدید ہے زجر عظیم فرمایا ہے حجاجی
نے کہا اس آیت کا آخر آیت ہونا کتب حدیث میں مذکور و صحیح ہے کسی نے کہا اکاسی دن بعد اسکے انتقال کیا کسی نے سات دن
تا کسی نے کہا تین ساعت کچھ اوپر اسکے بعد پھر قرآن آسمان سے نہیں اترا یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَدَایَنْتُمْ

بِدَیْنٍ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَہُ اللّٰہُ
فَلْیَکْتُبْ وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ وَلَا یَبْخَسْ مِنْہُ شَیْئًا فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ
سَفِیْہًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ ہُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّہٗ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْہِدُوْا شَہِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ
لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّہَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰہُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰہُمَا الْاُخْرٰی
وَلَا یَاْبَ الشُّہَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا وَلَا تَسْئَمُوْا اَنْ تَکْتُبُوْہُ صَغِیْرًا اَوْ کَبِیْرًا اِلٰی اَجَلِہٖ ذٰلِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ وَاَقْوَمُ
لِلشَّہَادَۃِ وَاَدْنٰی اَلَّا تَرْتَابُوْا اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیْرُوْنَہَا بَیْنَکُمْ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَکْتُبُوْہَا
وَاَشْہِدُوْا اِذَا تَبَایَعْتُمْ وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا شَہِیْدٌ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّہٗ فُسُوْقٌ بِکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ
یُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ اے ایمان والو جب معاملہ کرو کسی ادھار کا کسی مدت مقرر تک لکھو اسکو

چاہیے کہ لکھ دے درمیان تمہارے کوئی لکھنے والا انصاف سے نہ انکار کرے لکھنے والا اس سے کہ لکھدے جیسا کہ سکھایا اسکو اللہ
نے سو وہ لکھے اور بتاوے جسپر حق دینا ہے اور ڈرے اللہ سے جو رب ہے اسکا نہ نقص کرے اسمیں سے کچھ پھر اگر جس پر
دینا آیا بے عقل ہے یا ضعیف ہے یا آپ نہیں بتا سکتا تو بتاوے اسکا اختیار والا انصاف سے اور گواہ کرو دو گواہ اپنے

وفات پیغمبر
آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم

مردون مین سے پہر اگر نہ ہون دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتین جنکو پسند رکھتے ہو تم اپنے شاہدون مین کہ بہولجاوے ایک عورت
تو یاد دلاوے اسکو وہ دوسری اور انکار نہ کرین گواہ جسوقت بلائے جاوین اور کاہلی نہ کرو اسکے لکھنے سے چہوٹا معاملہ ہو یا
بڑا اوسکے وعدے تک اسمین خوب انصاف ہے اللہ کے یہان اور درست رہتی ہے گواہی اور لگتا ہے کہ تمکو شبہہ نہ پڑے مگر ایسا
کہ سودا ہو روبرو کا پہیر بدل کرتے ہو آپسمین تو گناہ نہین تمپر کہ نہ لکھو اسکو اور گواہ کر لو جب سودا کرو اور نقصان نہ کرے
لکھنے والا نہ شاہد اگر ایسا کرو گے تو یہ گناہ کی بات ہے تمہاری اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ تمکو سکہاتا ہے اور اللہ سب چیز
سے واقف ہے موضح قرآن مین کہا ہے کہ اس آیت مین دو چیز کا تقید فرمایا ایک تو وعدے کے معاملہ کو لکھا کرو اسمین پہیر
نصیبہ ہو اور لیے تئین شبہہ نہ پڑے شاہد کو دیکھ کر یاد آوے دوسرے شاہد کر لیا ہر معاملے پر دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں
جنکو ہر کوئی پسند رکھے پہر یہ تقید فرمایا کہ نویسندہ و شاہد کسی کا نقصان نہ کرین جو حق واجبی ہے وہی ادا کرین اور لکہے
مین جو دینے والا اپنی زبان سے کہے سو لکھیں یا اوسکا کوئی سرگ کہے اگر اسکو عقل نہ ہووے **ف** اس کو بڑی
کہا آیت الطول آیت ہے قرآن مین ابن سعید نے کہا ہمکو خبر ملی ہے کہ احدث قرآن ساتھ عرش کے آیت دین ہے ابن عباس
نے کہا جب آیت اتری حضرت نے فرمایا سب سے پہلے جو منکر ہوا آدم علیہ السلام تھے پہر فرمایا کہ آدم نے اپنی عمر مین سے
چالیس برس داؤد علیہ السلام کو دیے تہے جب فرشتے آئے کہا ابہی چالیس برس باقی ہین انکی عمر ایک ہزار برس کی
تہی فرشتون نے کہا تم نے چالیس برس داؤد کو دیے ہین کہا مین نے تو نہین دیے اللہ نے کتاب ظاہر کی اور شہادت فرشتون نے
گواہی کیا الحدیث بطولہ رواہ احمد حماد بن سلمہ نے کہا اللہ نے داؤد کو سو برس اور آدم کو ہزار برس پورے کر دیے رواہ
ابن ابی حاتم اس آیت مین اللہ نے اہل ایمان کو یہ ارشاد کیا ہے کہ جب تم کوئی معاملہ مؤجل کرو تو اسکو لکھ لیا کرو اسمین یہ بات
ہے کہ مقدار معاملہ اور وقت اسکا اچہی طرح محفوظ رہیگا گواہ بہی بہول نہ سکینگے چنانچہ اسی لیے آخر آیت مین
یون فرمایا ہے ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا ابن عباس نے کہا آیت مقدرہ بیع
سلم کے مدت معلوم تک اوتری ہے دوسرے لفظ یہ ہین مین گواہی دیتا ہون کہ اللہ نے سلف کی مدت مقرر فرمائی ہے اسکا
اذن دیا ہے پہر یہ آیت پڑہی رواہ الحاکم مراد سلف سے سلم ہے جسکو ہندی مین بدہو کہتے ہین صحیحین مین ابن عباس
سے آیا ہے کہ حضرت مدینے مین آئے وہان کے لوگ پہلون مین سلف کرتے تہے ایک سال دو سال تین سال تک فرمایا جو کوئی
سلف کرے ناپ کیل معلوم وزن معلوم مین اجل معلوم تک کرے حکم کتابت کا اسلیے فرمایا کہ اسمین وثوق و حفظ ہوتا ہے یہ بات کچھہ
خلاف حدیث کے نہین ہے جسمین آیا ہے انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب اسلیے کہ قرآن حفظ ہوتا ہے سنن بہی محفوظ ہین
انکے لکہنے کی حاجت نہین ہے جن چیزون کے لکہنے کا اللہ نے حکم دیا ہے وہ جزئی چیزین ہین جنمین لوگ بیستے ہین سو

یہ امر کتابت کا امر ارشادی ہے نہ ایجابی جسطرح بعض لوگوں نے سمجھا ہے ابن جریج نے کہا جو کسی کو قرض دے وہ لکھ لے جو خرید کرے اوسپر گواہ کرے قتادہ نے کہا ابو سلیمان مرعشی نے ہم سے ذکر کیا تم جانتے وہ کون مظلوم ہے جسکی دعا قبول نہیں ہوتی لوگوں نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہا ایک آدمی نے کوئی سودا ایک مدت تک کیا نہ کوئی اوسکا گواہ کیا نہ اسکو لکھا جب مدت گذر گئی مال والے نے انکار کیا اوسنے خدا سے دعا کی وہ دعا قبول نہ ہوئی کیونکہ اوسنے اپنے رب کا عصیان کیا ابو سعید و شعبی و ربیع بن انس و حسن و ابن جریج و ابن زید وغیرہم نے کہا ہے پہلے یہ بات واجب تھی پھر منسوخ ہو گئی ناسخ اوسکی یہ آیت ہے فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ (پہر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو چاہیے پورا کرے جسکا اعتبار کیا اپنے اعتبار کو) حدیث ابو ہریرہ میں مرفوعا آیا ہے کہ ایک شخص بنی اسرائیل نے دوسرے شخص بنی اسرائیل سے کہا کہ مجھکو ایک ہزار دینار ادہار دو اوسنے کہا تم گواہ لاؤ میں انکو شاہد کر لوں کہا كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا کہا کفیل لاؤ کہا كَفَى بِاللّٰهِ كَفِيلًا اوسنے کہا تو سچ کہتا ہے ہزار دینار ایک اجل مسمی یعنی مدت معین تک اسکو دیدیے الحدیث رواہ احمد اس حدیث کی سند صحیح ہے بخاری نے اسے صحیح میں سات جگہہ اوسکو معلق بصیغہ جزم ذکر کیا ہے سو یہ حدیث بھی دلیل ہے نسخ پر کیونکہ جو بات اگلی شریعت کی ہماری شریعت میں آئی ہے وہ حجت ہے جبکہ اوسپر انکار نہ کیا گیا ہو سو اس حدیث میں عدم کتابت و اشہاد پر انکار نہیں کیا گیا پھر جب لکھنے کی ٹہیرے تو کاتب سادونکو چاہیے کہ انصاف سے لکھے لکھنے میں کوئی جور نکرے وہی لکھے جسپر وہ اتفاق کریں نہ زیادہ نہ کم جسکو لکھنا آتا ہو اور اس سے کوئی لکھوایا چاہے تو وہ انکار نہ کرے بلکہ لکھدے کیونکہ جیسے اللہ نے اسکو وہ سکھائی جو وہ نہیں جانتا تھا تو اب اسکو بھی یہ زیبا ہے کہ جسے لکھنا نہیں آتا ہے اوسپر صدقہ کرے اوسکو لکھدے حدیث میں آیا ہے کہ یہ بھی صدقہ ہے تو کسی صانع کی مدد کرے یا کسی اخرق کا کام کر دے دوسری حدیث میں ہے جسنے چھپایا وہ علم جو جانتا ہے اسکو دن قیامت کے آگ کی لگام دیجائیگی مجاہد و عطا نے کہا کاتب پر لکھنا واجب ہے مدیون کے ذمے پر جو دین ہے اوسکو کاتب سے لکھوادے اللہ سے ڈر کر کمی نکرے کسی شی کو چھپاکے پھر اگر وہ شخص جسپر حق ہے بسبب تبذیر وغیرہ کے محجور علیہ ہے یا ضعیف یعنی صغیر یا مجنون ہے یا خود لکھنے سے عاجز ہے یا ٹھیک بات کو نہیں پہچانتا ہے موضع صواب و خطا سے جاہل ہے تو کوئی ولی اوسکا لکھوادے تحقیق کے ساتھ اوسپر دو مرد یا ایک مرد و دو عورت کو گواہ کرے یہ کارروائی مقدمہ مال میں ہوتی ہے دو عورتوں کو بجای ایک مرد کے اسلیے مقرر کیا کہ عورت کی عقل ناقص ہوتی ہے جسطرح حدیث طویل ابو ہریرہ میں آیا ہے أَمَّا نُقْصَانُ عَقْلِهَا فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِيَ لَا تُصَلِّي وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّينِ رواہ مسلم شہود میں قید رضا لگائی اس سے معلوم ہوا کہ ان میں عدالت کا ہونا شرط ہے شافعی نے ہر جگہہ قرآن میں ہر مطلق کو اس مقید پر محمول کیا ہے

وہ مظلوم جسکی دعا قبول نہیں ہوتی

جہاں کہیں حکم اشہاد گواہوں کا اشتراط آیا ہے یعنی کسی مقدمے کے گواہ کیوں نہ ہوں انکا عادل ہونا ضرور ہے کچھ اس مقدمہ خاص مال ہی میں فقط یہ شرط نہیں جسنے گواہی شخص مستور الحال کی مردود ٹھیرائی ہے اسکی دلیل یہی آیت ہے کہ اسمیں شاہد کا عدل مرضی ہونا آیا ہے اور مستور الحال عدل مرضی نہیں ہوتا ہے پہر یہ فرمایا کہ جب ایک عورت بہولجاوے تو دوسری عورت کی یاد دلانیسے اوسکو وہ گواہی یاد آسکتی ہے جسسے یہ کہا کہ دونوں کی گواہی ملکر بجائے ایک گواہی مرد کے ہوگی اور جسنے یہ بات کہی صحیح وہی اگلی بات ہے پہر یہ فرمایا کہ جب گواہوں کو واسطے گواہی کے بلائیں تو اونکو چاہیے کہ وہ آویں اور گواہی ادا کریں اور یہ بات تمہا[رے] واجب ہے یہی قول ہے قتادہ و ربیع کا جسطرح یہ فرمایا تہا کہ کاتب لکہنے سے انکار نہ کرے بلکہ لکہدے یہاں سے یہ بات نکلی کہ تحمل شہادت فرض کفایہ ہے یہی مذہب ہے جمہور کا یعنی جسکو شہادت متعین نہ ہو ورنہ پہر اس شخص خاص حامل شہادت پر ادائے شہادت واجب ہوگا واللہ اعلم مجاہد و ابو مجلز اور بہت لوگوں نے کہا ہے کہ جب تمکو واسطے گواہی کے بلاویں تو تمکو اختیار ہے اور جب تو گواہ ہوا پہر بلایا گیا تو اب گواہی دینا چاہیے بریں حالت کہا ہے حضرت نے فرمایا کہ بتاؤں میں تمکو کون گواہ بہتر ہیں جو سوال سے پہلے گواہی دیتا ہے اخرجہ مسلم و اہل السنن اور وہ جو دوسری حدیث میں نزدیک شیخین کے آیا ہے کہ بدتر شہدا وہ ہیں جو قبل طلب کے شہادت دیتے ہیں اور فرمایا پہر ایک ایسی قوم آویگی جسکی قسم اونکی گواہی سے پہلی ہوگی اور گواہی قسم پر سبقت کریگی یا ایسی قوم آویگی جو بے طلب گواہی دیگی سو مراد اونسے جہوٹے گواہ ہیں ابن عباس و حسن بصری نے کہا یہ آیت دونو حالت کو شامل ہے تحمل اور ادا پہر یہ ارشاد فرمایا کہ تم تحریر حق سے خواہ صغیر ہو یا کبیر جان چراؤ تحریر مؤجل نزدیک اللہ کے اعدل ہے جب قلم سے لکہدیا تو گواہی مضبوط ہوگئی گواہ جب اوسکو دیکہیگا اپنی شہادت کو یاد کریگا کیونکہ لکہنے میں یہ احتمال تہا کہ شاید بہولجاوے جیسا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے لکہنے سے کسیطرح کا دہوکا باقی نہیں رہیگا بیع نقد جسکو لیتے دیتے وہ لکہا ہو کام آتا ہے اوسکے روبرو فیصلہ معاملہ کا لے دے کے دہری جاتا ہے ہاں اگر لین دین دست بدست ہو تو پہ لکہنے کا کچہ ڈر نہیں ہے ہاں گواہ کر لینا بیع پر سو اللہ نے فرما دیا کہ جب تم لین دین کرو تو گواہ کر لو یعنی جس پر تمہارا حق ہو خواہ اوسمیں مدت ہو یا نہ ہو تم ہر حال میں کسی کو اوسپر گواہ مقرر کرلو یہی قول ہے سعید بن جبیر کا جابر بن یزید و مجاہد عطا و ضحاک سے بہی یہی مروی ہے شعبی و حسن اس کو منسوخ کہتے ہیں لیکن جمہور کے نزدیک امر محمول اوپر ارشاد و ندب کے نہ وجوب پر دلیل اسکی حدیث خزیمہ بن ثابت انصاری ہے کہ اونہوں نے بات خرید ایک اسپ کے حضرت کیلیے گواہی دی حضرت صلعم نے اونکی گواہی کو بجائے دو گواہی کے رکہا رواہ احمد بطولہ و ابن مردویہ ابن کثیر کہتے ہیں لیکن احتیاط یہ ہے کہ گواہ کر لے اسلیے کہ امام حافظ ابن مردویہ حاکم نے ابو موسی سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ تین آدمی ہیں جو اللہ سے دعا کرتے ہیں اونکی دعا قبول نہیں

ہوتی ایک مرد جسکی عورت بدخلق ہے وہ اسکو طلاق نہیں دیتا دوسرا وہ شخص جسنے یتیم کا مال پھیر دیا پہلے اس سے کہ وہ بالغ ہو تیسرا وہ شخص جسنے کسی کو کچھ مال قرض دیا مگر گواہ نہ کر لیا حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے بشرط شیخین پر کاتب و شاہد کے نقصان کا یہ مطلب ہے کہ جو وہ لکھواتا ہے کاتب سوا اسکے لکھدے یا گواہ نے جو سنا ہے خلاف اسکے گواہی دے یا بالکل اوسکو چھپا جاوے یہی قول ہے حسن و قتادہ کا ابن عباس نے کہا عدم اضرار کے یہ معنی ہیں کہ آدمی کاتب و شاہد کو لکھنے اور گواہی دینے کو بلاوے وہ کہیں کہ ہمکو کام ہے فرصت نہیں یہ کہے تم پر آنا واجب ہے اسطرح ان دونو کو ستاوے اسیطرح مروی ہے عکرمہ مجاہد طاؤس ابن جبیر ضحاک عطیہ مقاتل بن حیان ربیع بن انس و سدی سے بھی پھر فرمایا اگر تم اے لوگو خلاف اس حکم کے کروگے تو فسق تمہارے گلے بندھ جاویگا تم اوس سے جدا نہیں ہو سکتے اللہ سے ڈرو اسکے حکم بجالاؤ اوسکے زجر کو چھوڑو اللہ تم کو سکھاتا ہے کقولہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا ۱ وکقولہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ ۲

ف فتح البیان میں بابت تفسیر آیت یون لکھا ہے کہ اللہ نے اس آیت میں بعد بیان ربا کے حال قرض کا بیان فرمایا خواہ کسی کی قرض بابت بیع ہی سے قرض لے قرض میں مدت معلومہ فرمائی مثلاً ایک سال یا ایک ماہ یہ مدت ثمن بیع اور سلم میں لازم ہے تاکہ قبل تمام ہونے مدت مذکورہ کے صاحب حق مطالبہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ مدت مجہول جائز نہیں ہے جمہور نے کہا سفر کرنا وقت کا ایام یا شہور یا سنوات سے شرط ہے کھیتی کاٹنی یا غلہ خرمن کرنے یا قافلہ کے واپس آنے کی شرط درست نہیں ابن عباس نے کہا جب اللہ نے سود حرام کیا تو سلم کو مباح کر دیا دین کو بقید اجل لکھنا چاہیے خواہ بیع ہو یا سلم یا قرض کیونکہ اسمیں دفع نزاع قطع خلاف ہوتا ہے لکھنے کا حکم بظاہر واسطے وجوب کے ہے عطا شعبی نخعی وغیرہم اسیطرف گئے ہیں ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے کہا جب کوئی کاتب نہ ملے اور ایک شخص کو لکھنا آتا ہے تو اوسپر واجب ہے کہ وہ دستاویز قرض وغیرہ وقت درخواست کے لکھدے انکار نہ کرے جمہور کہتے ہیں یہ امر استحباب کے لیے ہے لفظ رجالکم سے معلوم ہوا کہ دونو گواہ مسلمان ہوں کافر نہوں رجال میں عبید بھی داخل ہیں یہی قول ہے شریح و عثمان بتی و احمد و اسحق و ابو ثور کا ائمہ ثلثہ و جمہور علما شہادت عبد کو جائز نہیں کہتے قول اول اولے ہے گواہی عورتوں کی ہمراہ مرد کی درست ہے نہ تنہا مگر اس امر میں کہ جسکی اطلاع سوا انکے اور کو نہیں ہوتی ہے اگر دو عورتوں نے گواہی دی اور مدعی نے قسم کہائی تو حکم دینا جائز ہے یا نہیں جسطرح گواہی مرد پر ہمراہ یمین مدعی کے حکم کرنا جائز ہے اسمیں اختلاف ہے مالک و شافعی کہتے ہیں جائز ہے اسلیے کہ اللہ نے اس آیت میں دو عورتوں کو مثل ایک مرد کے ٹہیرایا ہے ابو حنیفہ کہتے ہیں جائز نہیں ہے مرجع خلاف کا یہ ٹہیرا ہے کہ ایک شاہد ہمراہ یمین مدعی کے کافی ہے یا نہیں حق یہ ہے کہ کافی ہے کیونکہ اس امر پر دلیل آچکی ہے یہ زیادت کچھ خلاف قرآن پاک کے نہیں ہے اس آیت میں

۱ اگر اے ایمان والو ڈرتے رہو گے اللہ سے رکھ دیگا تم میں فیصلہ

۲ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور یقین لاؤ اسکے رسول پر دیوے تمکو دو حصے اپنی مہر سے اور رکھدے تم میں روشنی جسکو لیے پھرو

کوئی رد صاف محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات شاہد میں نہیں ہے اسکو ہر سمجھدار آدمی جانتا ہے بہر حال اس آیت میں اللہ نے
امر اموال میں ترغیب احتیاط کی بہت بلیغ کی ہے کیونکہ مصالح معاش و معاد انہیں اموال سے لگی ہوئی ہیں وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا
كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا تَكْتُمُوا
الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ کوئی لکھنے والا تو گرو ہاتھ
میں رکھی ہوئی پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو چاہئے پورا کرے جس پر اعتبار کیا اپنے اعتبار کو اور ڈرتا رہے اللہ سے جو رب ہے اسکا
نہ چھپاؤ تم گواہی کو جو کوئی چھپا دیگا اوسکا تو گنہگار ہے دل اور کا اللہ تمہارے کام سے واقف ہے **ف** اللہ نے اس
آیت میں یہ فرمایا کہ اگر تم سفر میں قرض ادھار کا معاملہ کرو کاتب میسر نہ آوے یا آوے اور قلم دوات کاغذ نہ ملے تو عوض
کتابت کے صاحب حق کے ہاتھ میں رہن کہدو لفظ مقبوضہ سے یہ نکلا کہ رہن بدون قبض لازم نہیں آتا ہے یہی مذہب ہے شافعی
و جمہور کا دوسروں نے کہا ہے ضرور ہے کہ رہن تہ میں مرتہن کے مقبوض ہو احمد اور ایک گروہ اہل علم کا اسی طرف گیا ہے ایک جماعت سلف
نے اس آیت سے یہ سمجھا ہے کہ سفر میں رہن ہے مگر سفر میں مجاہد وغیرہ کا یہی قول ہے صحیحین میں انس سے آیا ہے کہ انتقال کیا رسول محمد صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اور زرہ آپکی گروی تھی ایک یہودی کے پاس تیس وسق جو پر اسکو قوت اہل و عیال کے گرو رکھا تھا روایت شافعی میں نام اوس یہودی کا
ابو الشحم آیا ہے دوسری روایت میں ہے کہ پاس یہود مدینہ کی رہن کھا تھا ابن کثیر نے تقریر ان مسائل کی کتاب احکام کبیر میں
کی ہے ابو سعید خدری نے کہا یہ آیت منسوخ ہے شعبی نے کہا جب یہ ہی کہ اگر تمہارے بعض کو بعض پر اعتماد امانت کا ہو
پھر کچھ ڈر عدم کتابت و عدم استشہاد کا نہیں مومن کو چاہئے کہ اللہ سے ڈرے حسن نے سمرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ہاتھ پر
رہے جو اوس نے لیا یہاں تک کہ ادا کرے رواہ احمد واہل السنن یہ گواہی چھپا لینے سے منع کیا ابن عباس نے کہا شہادت زور
اکبر کبائر سے ہے اسیطرح چھپانا اوسکا سدی نے کہا آثم کے معنی گنہگار فاجر کے ہیں یعنی اسکا دل فاجر ہے بقولہ تعالے
وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ وقال تعالی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ
لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى
اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ اسی طرح اس جگہ یہ فرمایا وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ
وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ **ف** فتح البیان میں ہے کہ جب اللہ نے مشروعیت کتابت و استشہاد کو واسطے حفظ اموال
و دفع ریب کے بیان کیا تو بعد اسکے ذکر حال عذر کا وجود کاتب سے کیا حالت سفر پر تخصیص فرمائی اسلیے کہ محل احوال
عذر کے یہی ہے عذر کا حکم قائم مقام سفر ہو یہی حال ہے رہن مقبوضہ کو بجائے کتابت ٹھیرایا اہل علم نے کہا ہے کہ رہن
کا کتاب سے ثابت ہے مرتہن کا حق کا فعل ہو سکتا ہے جو مرتہن وہ ہے جو لیتا ہے وہ شے مرہون راہن کہلاتی ہے

۳۹ ع ۲

ف اور اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ کوئی لکھنے والا تو گرو ہاتھ میں رکھنی پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو چاہئے کہ پورا ادا کرے وہ شخص جس پر اعتبار کیا اپنی امانت کو اور ڈرتا رہے اللہ سے جو رب ہے اس کا اور مت چھپاؤ گواہی کو اور جو کوئی اسکو چھپاوے تو بیشک گنہگار ہے دل اس کا اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے

راہن وہ ہے جو رہن رکہا ہے جمہور کہتے ہیں ارتہان ایجاب وقبول سے صحیح ہو جاتا ہے گو قبض ہو جانے سے ٹہیک سمجہا ہی
ہے کہ جب مدت رہن کی پوری ہو جاوے تو مدیون تاخیر وانکار کرکے حق ادا کرنے اچہا معاملہ کرے جیسا مرتہن نے حسن ظن
کیا تہا ویسا ہی برتاؤ ہو آخر آیت میں وعید وتحذیر ہے کتمان شہادت سے اس آیت شریف کو آیت دین کہتے ہیں ابو سعید
کا کہنا کہ ناسخ اس آیت کا منسوخ ہی شبہہ نہیں اس صحابی جلیل القدر رضی ہو یہ آیت جس سے ہے نہیں ہے بلکہ مقصد
ائتمان ہے ماقبل اسکا تا ثابت محکم ہے منسوخ نہیں ہوا وہ ہمراہ عدم ائتمان کے ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ آخر قرآن
از روی عہد آیت ربا اور یہ آیت دین ہے واللہ اعلم لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ
تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اللہ کا ہے جو
آسمانوں میں ہے اور اگر تم کہولوگے اپنے جی کی بات یا چہپاؤگے حساب لیگا تمسے اللہ پہر بخشے گا جسکو چاہے اور عذاب
کریگا جسکو چاہے اللہ سب چیز پر قادر ہے موضح قرآن میں کہا ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ دل کے خیال پر بہی حساب ہوگا یہ سنکر
صحابہ نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ حکم سخت مشکل ہے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی طرح انکار مت کرو بلکہ قبول کرو اللہ سے مدد چاہو
پہر لوگوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور قبول کیا اللہ کے یہاں یہ بات پسند ہوئی تب اگلی دو آیتیں اتریں انمیں حکم آیا
کہ مقدور سے باہر چیز کی تکلیف نہیں اب جو کوئی دل میں خیال گناہ کا کرے اور عمل میں نہ لاوے تو اسکو گناہ نہیں لکہتے
لیتے **ف** اس آیت میں اللہ پاک نے یہ خبر دی ہے کہ جو کچہ درمیان آسمان وزمین کے ہے سب اوسی کا ہے اوسکو ہر چیز
کی خبر ہے کوئی کہلی چہپی بات اوس پر پوشیدہ نہیں ہے وہ ہر دل کا حال ہر جی کا خیال جانتا ہے گو کیسا ہی باریک و
مخفی کیوں نہ ہو پہر یہ فرمایا کہ جو کچہ سینہ میں ہمارے ہے یا دل میں پوشیدہ رکہتے ہیں اوسپر اونکا حساب ہوگا کما قال
تعالی اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ وقال يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى اس باب میں بہت آیتیں آئی ہیں پہر اس آیت میں علم سے زیادہ یہ خبر دی کہ محاسبہ بہی ہوگا
اسی لیے جب یہ آیت اتری تو صحابہ پر جلیل حقیر عمل پر محاسبہ ہونے سے ڈر گئے یہ ڈر شدت ایمان کمال ایقان کی راہ سے ہوا احمد
ابو ہریرہ سے لایا ہے جب یہ آیت اتری اصحاب پر سخت گذری حضرت کے پاس آکر گہٹنوں کے بل ٹہیر ہو کر عرض کیا کہ جن کاموں
کی ہمکو تکلیف دی گئی ہے جیسے نماز روزہ جہاد صدقہ اوسکی تو ہم طاقت رکہتے ہیں یہ آیت جو آپ پر اتری ہے اسکی طاقت نہیں
ہے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ وہی بات کہو جو اہل کتابین نے تمسے پہلے کہی تہی کہ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بلکہ یوں کہو سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ جب قوم نے اس بات کا اقرار کیا زبان سے اعتراف کیا تو اللہ نے پچہلی آیت جو بعد اسکے
ہے اوتاری اگلی بات کو منسوخ کیا روایت احمد مسلم کا لفظ یہ ہے کہ جب وہوں نے وہ اقرار کیا تو اللہ نے کہا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ

۲ ۳ ۴ [illegible]

نفساً الا وسعها الآیة ہر جملہ یعنی فرمایا ابن عباس نے کہا جب آیت اتری تو اونکے دلوں میں ایسا ڈر ہوا جو کسی بات سے نہ ہوا تہا حضرت نے کہا تم کہو سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا اللہ نے اونکے دلوں میں ایمان ڈالا اور یہ آیت اٰمَنَ الرَّسُوْلُ الی رواہ احمد ومسلم ہر جملہ دعائیہ کے بعد قَدْ فَعَلْتُ فرمایا ابن عباس کہتے ہیں ابن وسوسہ کی طاقت مسلمانوں کو نہ ہی اللہ نے قول و فعل پر مدار رکہا ابن عمر نے کہا اس آیت کو پچھلی آیت نے منسوخ کردیا یہی قول ہے علی وابن مسعود و کعب احبار و شعبی و نخعی و قرطبی و عکرمہ و سعید بن جبیر کا روایت جماعت سے کتب ستہ میں بطریق قتادہ زرارہ بن ابی اوفی ابوہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ تجاوز کیا درگذر فرمایا اللہ نے میری امت سے حدیث نفس کو جب تک کہ منہہ سے نہ کہے یا عمل نہ کرے لفظ صحیحین کا ابوہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے اللہ نے فرمایا جب ارادہ کرے بندہ میرا کسی سیئہ کا تو تم اوسکو نہ لکھو پہر اگر اوس سیئہ کو کر بیٹھے تو ایک ہی سیئہ لکھو اور جب ارادہ حسنہ کا کرے تو اوسکو ایک حسنہ لکہ لو پہر اگر وہ حسنہ بجا لائے تو اوسکو دس حسنہ لکھو مسلم کا لفظ یہ ہے اللہ نے فرمایا جب قصد کیا میرے بندے نے کسی نیکی کا پہر وہ نیکی نہ کی تو لکہتا ہوں میں اوسکے لیے ایک نیکی پہر اگر وہ نیکی کرے تو لکہتا ہوں میں اوسکو دس نیکیاں سات سو نیکی تک اور جب قصد کیا کسی برے کام کا پہر اوسکو نہ کیا تو نہیں لکھتا میں اوسکو پہر اگر وہ کام کر گذرا تو ایک ہی سیئہ لکھتا ہوں اس باب میں بہت حدیثیں کئی طریق سے آئی ہیں ابوہریرہ نے کہا کچھ صحابی حضرت کے پاس آئے کہا ہم اپنے جی میں ایسی بات پاتے ہیں کہ اوسکا کہنا ہمکو بہت مشکل ہے فرمایا کیا ایسی بات تمنے پائی ہے کہا ہاں فرمایا یہ تو کہلا ہوا ایمان ہے رواہ مسلم دوسرا لفظ یہ ہے کہ حضرت سے حال وسوسہ کا پوچھا فرمایا ذٰلِکَ صَرِیْحُ الْاِیْمَانِ رواہ مسلم عن ابی ہریرہ ایک قول ابن عباس کا یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے لیکن جب اللہ تعالی دن قیامت کے سب کو جمع کریگا تو فرماویگا میں خبر دیتا ہوں تمکو اوس بات کی جو تمنے اپنے جی میں چھپائی تہی جسپر میرے فرشتوں کو بہی اطلاع نہیں ہے پہر مومنوں کو خبر دیکر اونکی حدیث نفس کو بخشدیگا فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ سے یہی مراد ہے اہل شک وریب کو اونکی تکذیب مخفی کی خبر دیکر مواخذہ فرماویگا اسی طرح مجاہد وضحاک سے بہی مروی ہے حسن بصری نے کہا آیت محکم ہے منسوخ نہیں ہے اسی کو ابن جریر نے بہی اختیار کیا ہے کہا محاسبہ سے معاقبہ لازم نہیں آتا کبہی اللہ کبہی حساب لیکر بخشدیتا ہے کبہی عقاب کرتا ہے حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے مومن اللہ سے نزدیک ہوگا یہانتک کہ اللہ اوسپر اپنا ہاتہ رکہدیگا پہر اوس سے اقرار اوسکے گناہوں کا لیگا فرماویگا تو پہچانتا ہے اس گناہ کو وہ کہیگا ہاں جانتا ہوں یہانتک کہ جب پہونچ جاویگا جہانتک کہ اللہ چاہے پہر فرماویگا میں نے اس گناہ کو تجہپر دنیا میں چھپایا آج میں اوسکو تیرے لیے بخشدیتا ہوں پہر اوسکا صحیفہ حسنات یا اوسکا نامہ اعمال اوسکے داہنے ہاتہ میں دیا جاویگا کفار ومنافقین کے لیے سب کے سامنے ندا ہوگی هٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ رواہ ابن جریر یہ حدیث صحیحین وغیرہما میں بہی بطریق متعددہ آئی ہے اختیار ابن جریر کی دلیل ہے **ف** فتح البیان کا لفظ یہ ہے اس آیت میں

اہل علم کے کئی قول ہین ایک یہ کہ اگرچہ یہ آیت عام ہی مگر مخصوص ہے ساتھ کتمان شہادت کے کاتم شہادت کا حساب بابت کتم لیا
جاویگا خواہ اوسنے لوگونپر کتم کو ظاہر کیا ہو یا چھپایا ہو ابن عباس و عکرمہ و شعبی و مجاہد کا یہی قول ہے لیکن عموم لفظ رد ہی اس
قول کا دوسرا قول یہ ہے کہ مراد وہ امور ہین جو دل پر طاری ہوتے ہین درمیان شک و یقین کے یہ قول ہے مجاہد کا اسمین تخصیص
بلا مخصص ہے تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت محکم و عام ہے لیکن عذاب حدیث نفس پر مختص بکفار و منافقین ہے طبری نے حکایت
اس قول کی ایک قوم سے کی ہی مگر یہ بھی تخصیص بلا مخصص ہے کیونکہ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ مختص بعض معین
بخشیگا جسکو چاہی اور عذاب کریگا جسکو چاہیے ۱۲
بدون دلیل نہین ہو سکتا چوتھا قول یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہی ایک جماعت عظیم صحابہ و تابعین اسیطرف گئی ہی یہی قول حق ہے
احادیث صحیحہ اسی بات پر دلیل ہین بعد ان احادیث کے جنمین تصریح نسخ و ناسخ ہے مجال مخالفت کا باقی نہین رہتا ہی عائشہ
نے کہا جو بندہ ارادہ کسی بدی یا معصیت کا کرتا ہے اپنے جی مین اسکو لاتا ہے تو اللہ اسکا محاسبہ دنیا مین کر لیتا ہی اسکو خوف
حزن شدت غم لگجاتا ہے ہان کچھہ اوسپر مواخذہ نہوگا جیسے ارادہ بدی کیا مگر وہ بدی نکی کسی نے کہا یہ آیت محکم ہی جبکہ حدیث نفس
کو عزم پر محمول کرین کیونکہ عزم پر مواخذہ ہی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۟ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۝ لَا یُكَلِّفُ
اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ
عَلَیْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ
مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۝ مانا رسول نے جو کچھہ اوترا اوسکو اوسکے رب کیطرف سے اور مسلمانون نے سب نے مانا اللہ کو اور ع ۴۰ ۸
اوسکے فرشتون کو اور کتابون کو اور رسولون کو ہم جدا نہین کرتے کسی کو اوسکے رسولون مین اور بولے ہمنے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہیے
اے رب ہمارے اور تجھی تک رجوع ہے اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر جو اوسکی گنجایش ہے اوسی کو ملتا ہی جو کمایا اور اوسی پر پڑتا ہی جو کیا
اے رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو اگر ہم بھولین یا چوکین اے رب ہمارے اور نہ رکھہ ہمپر بوجھہ بھاری جیسے رکھا تہا ہمسے اگلون پر اے رب ہمارے نہ اوٹھوا
ہمسے جسکی طاقت نہین ہمکو اور درگذر کر ہمسے اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہمارا صاحب ہے تو مدد کر ہماری قوم کافر پر موضح قرآن
مین کہا ہی یہ دعا اللہ نے پسند فرمائی تو قبول کے حکم ہی ہمپر بھاری نہین کیے دل کا خیال بھی نہین پکڑا بھول چوک بھی معاف کی ف
اس سورت مین اللہ پاک نے ذکر نماز زکوۃ روزہ حج جہاد کا کیا حکم حیض و طلاق و ایلا کا بیان فرمایا انبیا علیہم السلام کے قصے ذکر کیے
حکم سود کا مع قلیل و کثیر کے ارشاد کیا پھر حضرت کی تصدیق اور ساری مومنون کی تصدیق بابت ان سب امور کی ذکر فرمائی ابن عباس و اکثر مفسرین
نے کہا ہی کہ اس آیت نے حدیث نفس و سہو کو منسوخ کر دیا یہ آیت تعلیم ہے طرف سے خدا کی بندونکو کہ اسطرح دعا کیا کرین یہ نہایت کرم ہے اللہ
کا کہ اوسنے ہمکو طریق طلب سکھایا تا کہ مطلوب رحمت فرمائی اصر سے اس جگہہ تکلیف شاق امر غلیظ صعب مراد ہے یا شدت عمل جسطرح

ہی اہل کتاب مثل اصر قطع موضع نجاست کا تہا یا وہ سب ہو گئے تھی سند رسول ہو کر رفع ہو مراد ہیں جن سے بہو میں لیتے ایسے
بیچارے کا رین درس کی تہیں جو تہائی مال زکوٰۃ میں مقرر رکہا تہا کافروں سے عامہ کفرہ مراد ہیں انکو اسارہ ہے طرف اعلاء
کلمۃ اللہ کے بطور جہاد حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اللہ نے ہر دعا کے بیچ ان دعوات کے فرمایا قد فعلت یعنی میں نے ایسا ہی کیا جیسا
تمنے کہا دلیل ہے اس بات پر کہ خطا و نسیان پر مواخذہ نہیں ہے انگلوں کا سا ڈر اس امت پر رکہا گیا ہے اُنکی طاقت سے زیادہ
انکو تکلیف دی گئی ہے ملائک نے کہا معافی عفو مغفرت رحمت نصرت کا کفار پر کیا گیا ہے والحمد للہ رب العالمین رسالت
سدہ ہی ادم تک سے اس مقام پر بہایت شوق اگر سارے [illegible] ماثورہ سارے دعوات جنکو بولی قبول کیا ہے ہم دل سے مانگتا
ہے ہو اُنکی مراد دین و دنیا و آخرت میں حاجات سب سے سچا ہے سب کچھ ہی اصل کی ہیں ہے ربنا عصری آمین

خاتمہ حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے کہ جسنے پڑھا ان دو آیتوں کو آخر سورہ بقرہ سے کسی رات تو کفایت کریں ہیں یہ دونو
اوسکو رواہ البخاری اسنادہ اور کہا لفظ مرفوع یہ ہیں دیا گیا ہوں خواتیم سورہ بقرہ کو عرش کے نیچے عرش کے ہیں مجھ سے پہلے
کسی نبی کو نہیں ملیں رواہ احمد یہ مضمون سب حدیثوں میں آیا ہے اس کی تعداد اسکو ابن تفسیر میں روایت کیا ہے شداد بن
اوس نے مرفوعاً کہا ہے اللہ نے ایک کتاب لکھی وہ ہزار برس پہلے آسمان زمین بنانے سے اسمیں ہی یہ دو آیتیں اوتارین جن سے سورہ بقرہ
ختم ہے کسی گہر میں تین رات پڑی جاتیں کہ شیطان اس گہر سے رو پھرے رواہ الطبرانی بسند جید ابن عباس
سے روایت ہے حضرت کے پاس جبریل بیٹہے تھے ایک آواز سنی سر اٹھا کر طرف آسمان کے دیکھا کہا یہ ایک دروازہ ہے آسمان
کا جو کبھی نہیں کہولا گیا تہا اس دروازہ سے ایک فرشتہ اترا اوسنے آکر حضرت سے کہا تمکو بشارت ہو دو نور کی جو تمکو ملے
کسی نبی کو نہیں ملے تہے دو نور کسی نبی کو پہلے تمسے فاتحۃ الکتاب اور خواتیم سورہ بقرہ نہیں پڑہیگا تو کوئی حرف اونکا مگر دیا جائیگا
وہ نور اخرجہ مسلم والنسائی والحاکم معاذ بن جبل اس سورت کو پڑھکر فارغ ہوتے آمین کہتے رواہ مسلم حدیث
میں آیا ہے جب آیت اتری حضرت نے فرمایا حق لہ ان یؤمن حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے ابن عباس نے کہا حضرت
نے فرمایا ہے اللہ نے معاف کیا میری امت سے خطا و نسیان کو اور اس چیز کو جو زبردستی اوس سے کرائی گئی ہے رواہ ابن
ماجہ وابن حبان فی صحیحہ یہ حدیث کئی طرق سے آئی ہے بعض طرق مقوی بعض ہیں وبعد الحمد اسکے جو کچھ خطا و نسیان
مجھسے تحریر میں تفسیر اس سورت کے ہوئی ہو یا اور کسی قول و فعل میں یا کسی امر کا میں گمراہ ہوا ہوں تو ان سب سے درگذر اپنے فضل
عمیم و کرم وسیع و رحمت کاملہ سے بخشدے میں اس مقام پر اپنے سب گناہان سابق و حال سے جو اس دم تک مجھ سے ہوئے
ہیں بصدق سینہ [illegible] توبہ کرتا ہوں تو میری توبہ قبول فرما میرے سارے گناہ بخشدے اللّٰہم آمین آج ۲۸ شتم
شوال سنہ ۱۳۰۲ ہجری روز دو شنبہ کو مسودہ اس پارہ مبارکہ کا تفسیر تمام ہوا والحمد للّٰہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

۱۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۶ ہجری میں یہ جلد پہلی طبع سے آراستہ ہوئی اور دوسری
جلد جاری [illegible]

اشتہار — تاجران [illegible] نواب صدیق حسن خان صاحب بہادر [illegible] اس تفسیر کے طبع کی اجازت تحریری
کثیرین کو عطا و نادی ہے موجب ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ یہ تفسیر داخل رجسٹری کی گئی ہے کوئی صاحب اس کے طبع کا قصد نہ فرماویں راقم محی الدین تاجر کتب [illegible]